





# مِخَانَه

سلا الدین محمد

یعنی

ساقی نامہ های متقدّمین و متاخرین (تا ۱۰۲۸ھ)

مع تراجم آنها

تالیف

ملا عبد الباقی فخر الزمانی قزوینی

باعثناء

محمد شفیع ایتم - اے

معلم عربی در کلیہ پنجاب لاہور

ولسعی میسر عطر حیدر پور اینڈ سنسز پبلشرز انارکلی لاہور

در مطبع کپوآرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور و باہتمام بابو گورانڈہ مل کپور طبع شد

۱۹۲۶ء



Handwritten text in Urdu script, likely bleed-through from the reverse side of the page. The text is faint and mostly illegible due to fading and the texture of the paper. Some discernible words include "میں نے", "آپ کو", "میں نے", "میں نے", "میں نے", "میں نے", "میں نے", "میں نے", "میں نے", "میں نے".



# فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۱ تا ۱۰
۲	فہرست علامات و اختصارات	۱۱
۳	فہرست مضامین	۱ تا ۱۸
۴	میںخانہ	۱ تا ۵۷۹
۵	فہرست	
	فہرست اول - اسماء رجال و قبایل و اہم وغیرہ	۵۸۱
	» دوم - اسماء مواقع	۶۲۷
	» سوم - اسماء کتب	۶۳۷
		۱
۶	حواشی	
۷	تتمہ حواشی	۹۸



شماره

ردیف	شرح	مبلغ
۱	جواب	۱۷۰
۲	سپرده و دستورات	۵۰
۳	تفاوت حساب	۱۰۰
۴	تفاوت	۱۰۰
۵	تفاوت	۱۰۰
	تفاوت و دستورات - ۱۰۰	۱۰۰
	تفاوت و دستورات - ۱۰۰	۱۰۰
	تفاوت و دستورات - ۱۰۰	۱۰۰
	تفاوت	۱۰۰
	تفاوت	۱۰۰



## ویجاہ

# تذکرہ میخانہ اور اسکا مؤلف

یہ متبہ فارسی میں شعرا کے بہت سے تذکرے لکھے گئے۔ لیکن تذکرہ میخانہ کو چند ایسی خصوصیتیں حاصل ہیں جو شاید اس شان کے ساتھ اور کسی تذکرہ میں نہیں ملتیں۔ تاہم اس تذکرہ اور اس کے مؤلف کو عشر عشر اس شہرت کا حاصل نہیں ہوا جسکا وہ مستحق ہے ایسے کو اسکا نام بھی معلوم نہ تھا۔ یورپ اور ہندوستان کے خزانہ مخطوطات کی جسطورہ فہرستیں نظر سے گذری ہیں۔ ان میں سے کسی میں میخانہ کا ذکر تک بھی نہیں آیا۔ بجز اسکے کہ میونخ کی فہرست (ص ۳۱) میں دیوان عرفی کے ایک نسخہ میں ”احوال عرفی شیرازی“ از میخانہ عشاق عبدالباقی نقل ہوا ہے۔ کسی تذکرے یا تاریخ میں کتاب یا اسکے مؤلف کا ذکر نہیں ملا۔ بجز تاریخ محمد شاہی عرف نادر الزمانی کے جس میں چند سطور میں اجمال کے ساتھ مؤلف کا ذکر آیا ہے اور اسکے ساتھی نامہ کے دو شعر بھی نقل ہوئے ہیں۔ (دیکھو حواشی ص ۱۵)

لے ایسے نے گردنڈرس میں ۱۵ تذکروں اور تاریخوں وغیرہ کے متعلق کوائف بیان کئے ہیں۔ جن میں شعرا کے حالات درج ہیں۔



البتہ خدا جزائے خیر دے مولانا شبلی مرحوم کو کہ انہوں نے غالباً سب سے پہلے شعر العجم کی پہلی جلد میں میخانہ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور خواجہ حافظ اور طالب آملی کا ترجمہ لکھتے وقت اس سے مدد بھی لی<sup>۱</sup>۔  
شعر العجم کے توسط سے ہی مرحوم پروفیسر براؤن نے میخانہ کے بعض مضامین پر اطلاع حاصل کی ۛ

نظر بدیں حالات نامناسب نہ ہوگا کہ مؤلف میخانہ اور میخانہ کی نسبت جو حالات معلوم ہو سکے ہیں۔ کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں ۛ

### ملا عبد النبی مؤلف میخانہ کے سوانح حیات

مؤلف نے اپنا حال میخانہ کے مرتبہ دوم کے آخر میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور کتاب میں اور بھی بعض مقامات پر اپنے حالات کی طرف اشارہ کیا ہے (دیکھو فہرست اوّل بذیل عبد النبی) چنانچہ مؤلف کے ان اقوال کی بنا پر اس کی زندگی کے اہم واقعات درج ذیل ہوتے ہیں :-

ملا عبد النبی قزوین میں پیدا ہوا۔ اسکا باپ خلف بیگ قزوین میں تجارت کرتا تھا۔ اور صوفی مشرب آدمی تھا۔ حج کر کے واپس آیا تو تارک الدنیا

۱۔ معلوم نہیں ہو سکا کہ مولانا نے میخانہ کا مکمل نسخہ کہاں دیکھا تھا۔ بعض عبارتیں جو انہوں نے نقل کی ہیں۔ وہ آدھ سے جو آگے مذکور ہیں مختلف ہیں۔ اس سے گمان گزرتا ہے کہ کم سے کم ایک اور نسخہ میخانہ کا مکمل یا نامکمل ہندوستان میں موجود ہے ۛ



ہو کر اسے درویشی اختیار کر لی۔ آخر سلاطین میں قزوین میں طاعون سے مر گیا۔  
عبدالنبی کا نانا فخر الزمان جو خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد سے تھا فاضل  
اور موزوں طبع شخص تھا اور قزوین کی قضا اس سے متعلق تھی۔

عبدالنبی قزوین ہی میں سن تیز کو پہنچا۔ شروع سے اسکو شعر گوئی کا  
شوق تھا اور وہ اکثر شعرا کی صحبت میں رہتا تھا۔ اس زمانہ میں وہ عرقی تخلص کرتا تھا  
شعر کی طرح اسکو قصہ دانی کا شوق بھی بہت تھا۔ اور حافظہ اسنے ایسا قوی پایا تھا کہ قصہ حیرۃ  
کو ایک دفعہ سنکر یاد کر لیا۔ ۱۹ برس کی عمر میں وہ مشہد زیارت کے لئے آیا۔ اور ایک  
ماہ وہاں ٹھہرا رہا۔ ہندوستان کے آنے جانے والوں نے اس ملک  
کی اسقدر تعریف کی کہ اسکو مشتاق بنا دیا۔ چنانچہ او آخر سلاطین میں  
قندھار کی راہ سے وہ بہار و نزار لاہور پہنچا (دیکھو بیخانہ ص ۵۳۸ س ۱۱) اور  
چار مہینے وہاں ٹھہر کر سلاطین میں آکر پہنچا۔ اسکا قرابت دار میرزا  
نظامی اندونوں واقعہ نویس درگاہ تھا۔ بظاہر اسنے مولف کو اپنا  
قصہ خواں مقرر کیا اور قصہ گوئی کی مشق کی وجہ سے اسکو اس فن میں بہت مہارت  
پیدا ہو گئی۔

سلاطین میں اپنے ایک ہموطن کے توسط سے مولف نے اجمیر میں  
مہابت خاں کے بیٹے میرزا امان اللہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور چونکہ

اسے مولف اپنے نانا کی وجہ سے اپنے تئیں فخر الزمانی لکھتا ہے۔ اس حساب  
سے مولف کی پیدائش ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ ہوگی۔ ۱۹۹۰ء جہانگیر کے جلوس کو ابھی  
قریباً تین ہی سال ہوئے تھے۔ اس تئے دور نے کیا کیا امیدیں ہندوستان کے اندر  
اور باہر پیدا نہ کر دی ہونگی اسلئے بیخانہ ص ۵۳۸ و ۵۳۹ س ۱۵۔



میرزا کو شعر گوئی کا شوق تھا۔ مولف کو بھی دوبارہ شوق شعر گوئی کا پیدا ہوا۔ چونکہ میرزا نے اسکو اپنا کتاب دار مقرر کیا تھا۔ اس لئے مطالعہ کا بھی اسکو خوب موقع ملنے لگا۔ اسی زمانہ میں اسنے کتب نظم و نثر سے انتخاب کر کے تین کتابوں کا خاکہ تیار کیا۔ جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔ وہ اسی شغل میں تھا کہ ایک رسوا کرنے والی بیماری میں مبتلا ہوا اور بدنامی کے ڈر سے رخصت ولایت حاصل کر کے اپنی ناتمام تصانیف کو ہمراہ لے کر فقیروں کے لباس میں لاہور کو روانہ ہوا۔ یہ وسط ۱۲۵۰ھ کا ذکر ہوگا۔ ابتدائے ۱۲۵۰ھ میں وہ لاہور پہنچا۔ لاہور میں ان دنوں طاعون کا زور تھا۔ اسلئے وہ فوراً کشمیر کو روانہ ہوا۔ کیونکہ اس کا عزیز میرزا نظامی ان ایام میں وہاں کا بخشی اور دیوان تھا۔ قیام کشمیر کے زمانہ میں اسنے اپنی کتاب دستور الفصحا کے مسودے کو کتاب کی صورت دی۔ اواخر ۱۲۵۰ھ میں قریباً دو برس کشمیر میں رہنے کے بعد وہ میرزا نظامی کے ساتھ ماندو آیا۔ اور ایک ماہ وہاں ٹھہرا۔ میرزا کو ماندو سے دیوان صوبہ بہار بنا کر بھیجا گیا۔ اور مولف اسکے ہمراہ وہاں گیا اور ۱۲۵۰ھ میں پٹنہ پہنچ کر وہ بظاہر کچھ عرصہ تک میرزا کے پاس مقیم رہا ۱۲۵۰ھ میں وہ پٹنہ ہی میں تھا۔ کہ اسکو سردار خان خواجہ یادگار

۱۵ امان اللہ آمانی صاحب دیوان ہے اور اسکا دیوان یورپ کے بعض مشہور کتابخانوں میں موجود ہے۔ ۱۶ دیکھو میخانہ ۱۲۵۰ھ س ۹۰ھ یہ خطاب خواجہ کو ۱۲۵۰ھ میں ملا (ترجمہ توزک ۱ : ۲۳۷) جہانگیر نے لکھا ہے کہ ۲ خور داد ۱۲۵۰ھ کو خلعت اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑا سردار خان کو عطا ہوا اور سرکار منگیر جو صوبہ بہار و بنگال میں ہے جاگیر میں ملی۔ اور وہ رخصت ہوا (ترجمہ توزک ۲ : ۸۹)



برادر عبد اللہ خان فیروز جنگ کی ملازمت کا موقع ملا۔ عبد النبی پر خان موصوف نے اسقدر احسان کئے کہ اُسے میخانہ کو اسکے نام پر ختم کرنا لازم سمجھا۔ اس نے اپنا ساقی نامہ بھی پٹنہ میں سردار خان ہی کے نام پر مکمل کیا۔ ساقی نامہ میں وہ نبی تخلص کرتا ہے۔

۱۲۹۹ء میں بھی وہ ابھی پٹنہ ہی میں مقیم تھا اور اسی جگہ کے قیام کے دوران میں اسکے گھر میں آگ لگی۔ اور اسکے بعض کاغذات بھی جل گئے۔ اسی سن میں وہ آگرے میں بھی آیا ہے۔ جیسا کہ اسکی کتاب نوادر الحکایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکے بعد کے حالات کسی اور ماخذ سے نہیں ملتے۔ بجز اسکے کہ ۱۳۰۸ء میں وہ ابھی زندہ تھا اور اسی سن میں اسے نوادر الحکایات کا ویباچہ لکھا۔ (دفترت ریو ص ۱۲۱) اپنے ساقی نامہ میں اسے ایران واپس جانے کی آرزو بہت جوش و خروش سے بیان کی ہے۔ لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ یہ آرزو اس کی پوری ہوئی یا نہیں۔

مؤلف کی تاریخ وفات بھی کسی ماخذ میں نہیں ملی :

## ملا عبد النبی کی قصہ دانی اور شاعری

ملا عبد النبی کی زندگی کا مختصر خاکہ جو اوپر درج ہوا۔ اس سے ظاہر

لہد کھو میخانہ سطر آخر ۱۲ ایضاً ص ۵۴۹ و ص ۵۶۴ ۱۳ مؤلف نے اپنے مذہب کا صریحہ کہیں ذکر نہیں کیا۔ مگر لگان ہوتا ہے کہ وہ شاید مذہب امامیہ رکھتا تھا۔ اسکا آغاز جوانی میں مشہد مقدس کی زیارت کو آنا نیز اسکے ساقی نامہ کے بہت سے اشعار جو حضرت



ہے کہ اسکو باقاعدہ تعلیم پانے کا موقعہ زیادہ نہ ملا ہوگا۔ وہ ابھی لڑکا ہی سا تھا۔ کہ ہندوستان کو روانہ ہوا۔ اور یہاں پہنچکر ملازمت کی پابندیوں میں پھنس گیا۔ لیکن اسنے ہم کو یہ بتایا ہے کہ شروع ہی سے اسکا حافظہ غیر معمولی طور پر قوی تھا۔ اسی لئے قصہ دانی میں دسترس پیدا کر کے اسنے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور اسی ملک میں بظاہر قصہ گوئی کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ علاوہ قصہ دانی کے مولف کو شعر کا بھی بچپن ہی سے شوق تھا۔ میخانہ میں اسنے اپنا ساقی نامہ قریباً دو سو شعر کا درج کیا ہے۔ اور اسی کتاب میں اور بھی کہیں کہیں اپنے ہیں پچیس شعر نقل کئے ہیں (دیکھو فہرست اول ص ۶۸) ان کے علاوہ وہ کہتا ہے کہ ۲۸۰ تک وہ ۱۵۰۰ شعر اور بھی کہہ چکا ہے۔ مگر سوائے ان اشعار کے جو میخانہ میں اسکی اپنی کوشش سے محفوظ ہو گئے۔ اور کسی جگہ اس کے اشعار مجھے نظر نہیں آئے۔ گو یہ سچ ہے کہ وہ بحیثیت مجموعی ایک معمولی صاف گو شاعر ہے۔ لیکن کسی نامعلوم وجہ سے عبدالنبی اور اس کی تالیفات و تصنیفات عموماً معرض خفا میں رہی ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸) علی اور امام رضاؑ کی تعریف میں ہیں۔ (دیکھو ص ۱۹ بعد) اور بہت سے قصے شاعروں کے حضرت علیؑ سے امداد پانے کے جو میخانہ میں جا بجا آئے ہیں (مثلاً ص ۱۴ س ۱۴ اور ص ۱۸ پر یہ باتیں اس گمان کی تائید کرتی ہیں کہ لیکن بظاہر مولف تعصب مذہبی کا قابل نہیں ہے۔ جیسا کہ ص ۱۲ س ۱۸ پر اسکے انداز بیان سے مترشح ہوتا ہے۔)

(حاشیہ ص ۱۹) ص ۵۲۲ س ۱۸ پر وہ ممدوح کو کہتا ہے کہ

فلک قدر تا اندرین خاک ان ۶ تو سرور نژادی ومن قصہ خوان



ہے۔ اور اسکی منظومات بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں، گو ان منظومات کے تلف ہو جانے کی وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ان کے دیوان کی صورت میں جمع کرنے کی نوبت نہ آئی۔ کم از کم خود مولف نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ کہ اس کا دیوان مرتب ہوا۔

### ملا عبد البنی کی تصنیف و تالیف کردہ کتابیں

مولف کی زندگی کا نہایت اہم حصہ غالباً سیرِ امان اللہ کی کتابداری سے شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ علاوہ اسکے کہ اسکا شعر گوئی کا شوق میرزا کی صحبت میں جو خود صاحب دیوان شاعر تھا۔ دوبارہ چمک اٹھا۔ اسکو کتاب بینی کا بے نظیر موقع ملا۔ اور اسیں کچھ شک نہیں کہ اسنے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔ انہی دنوں میں تصنیف و تالیف کا شوق اسنے پیدا کیا۔ اس کی صحیح قوت فیصلہ نے اسکو جلد بتا دیا کہ شعر کے ذریعہ شہرت حاصل کرنا اسکے لئے متعذر ہے اور صرف ”اخبار ارباب دولت“ اور ”اذکار اصحاب طبیعت“ اور ان کے کلام کے ذریعہ ہی اسکے لئے شہرت پانا ممکن ہے۔ چنانچہ اس نے ذیل کی تین کتابوں کا نقش اول انہی دنوں میں تیار کیا۔

(۱) دستور الفصحا۔ یہ کتاب اسکے اپنے فن یعنی قصہ گوئی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس میں اسنے قصہ حمزہ اور اس کے آداب پر قصہ خزانوں

سہ صفحہ ۸۲ س ۱۲ پر مولف اپنے تئیں ”ابن لب تشنہ وادی مطالعہ کمتا“

ہے۔



کے لئے دستور العمل بنایا ہے یہ معلوم ہے کہ اکبر کو داستان امیر حمزہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اسی شوق کے پورا کرنے کے لئے اس نے ایک شاندار البم تیار کرایا۔ عبد النبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد جہانگیری میں بھی امرا کو خاصہ شغف اس داستان کے سننے سے تھا۔ دستور الفصحا کے کسی نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔

(۲) نوادر الحکایات یا بحر النوادر۔ اس میں مولف نے ”حکایات شیریں اور نقل ہائے رنگین“ جمع کیں۔ اس کتاب کی تکمیل بظاہر ۱۰۴۱ کے قریب ہوئی۔ برٹش میوزیم میں اسکی ایک جلد ہے (دیکھو ریو ص ۱۱۱ ب)۔ اسکے دیباچہ میں ہے کہ پوری کتاب ۵ جلدوں میں تھی۔

(۳) میخانہ جمیں اسے متقدمین و متاخرین کے ساقی نامے مع شعرا کے حالات کے درج کئے۔

اب ہم آخر الذکر کتاب کا حال کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں :-

### میخانہ

مولف نے اپنی مجوزہ کتابوں میں سے میخانہ کی تکمیل کی طرف سب سے

۱۔ میخانہ ص ۹۵ پر مولف نے اپنی کتاب دستور الفصحا کے اتمام کی تاریخ ”دستور بانجام رسیدہ“ دی ہے۔ جس سے ۱۰۴۶ برآمد ہوتا ہے۔ مگر بظاہر قرینہ عبارت کا تقاضا یہ کہ اتمام دستور ۱۰۲۵ یا ۱۰۲۶ کا واقعہ ہے۔ اسکے علاوہ ۱۰۲۹ اور ۱۰۴۶ کے درمیان کی اور کسی تاریخ کا ذکر میخانہ میں نہیں ہے اور نسخہ سہیں بھی جو ۱۰۳۹ میں نقل ہوا۔ یہ مادہ اسی طرح درج ہے۔ ۱۔ سلتے بظاہر اس مادہ تاریخ میں کسی طرح کی غلطی ہے۔ پڑھ دیکھو اوٹیل کالج میگزین بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء و فروری ۱۹۲۶ء



پہلے توجہ کی اسلئے کہ اسکے اہل زمانہ کو ساقی ناموں کی طرف بہت رغبت تھی (میزانہ ص ۵۵ س ۱۶) چنانچہ غالباً ۱۰۲۳ء یا ۱۰۲۴ء میں جبکہ وہ اجیر میں مقیم تھا وہ اس کتاب کی تالیف کی طرف متوجہ ہوا (دیکھو ص ۳ س ۲)۔ ایک مہینے کے اندر پندرہ ساقی نامے مع احوال شعرا اسے مرتب کر لئے ابھی اور ساقی نامہ وہ تلاش ہی کر رہا تھا کہ ایک خطرناک بیماری نے اسکو یک لخت کشمیر جانے پر مجبور کر دیا۔

کشمیر میں بظاہر فراہمی مواد کا کام جاری رہا چنانچہ ۱۰۲۸ء میں وہاں سوٹپہ پنچکرا نے جسقدر مواد پانچ سالوں میں جمع کیا تھا اسکو دو مرتبوں میں ترتیب دیا۔ اور غالباً اسی سن میں اسنے کتاب کو پٹنہ ہی میں مکمل بھی کر دیا جیسا کہ تاریخ اتمام کتاب (ص ۵۹) سے نیز اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ سال حال یا لغایہ کے ساتھ مولف نے عموماً ۱۰۲۸ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ۱۰۲۹ء میں مصنف نے کتاب میں دو ساقی نامے اور بڑھا دیئے۔ (دیکھو ص ۴۲ س ۳، نیز دیکھو ص ۵۹ س ۱۳) اور بظاہر اور مقامات پر بھی کتاب میں تبدیلیاں کیں مثلاً ص ۵۳ س ۱۳ پر (نسخہ ۱) میں (وہ کہتا ہے کہ آجکل ۱۰۲۹ء ہے۔ دوسرے نسخہ میں یہاں ۱۰۲۸ء ہے۔ مولف نے اس کتاب کو جسے وہ حاصل عمر کے نام سے یاد کرتا ہے ”مجموعہ اخبار“ اور ”بیاض سخن“ بنا نا چاہا ہے (ص ۵۹)۔

۱۰ مثلاً دیکھو ص ۳۶۹ س ۶، ص ۴۲۶ س ۱۵، ص ۴۳۱ س ۸، ص ۵۶۶ س ۱۴، نیز دیکھو ص ۵۵۱ س ۹ و ص ۵۴۹ حاشیہ ۶، ص ۵۲ دیکھو صفحہ ۵



کل اے تراجم اسکی کتاب میں شامل ہیں۔ ان شعرا میں سے جنکے ترجمے اس کتاب میں ہیں۔ دس شاعر جلوس اکبری (یعنی ۹۶۲ء) سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اور ہندوستان کے ساتھ انکو کوئی علاقہ نہیں۔ مگر باقی ۶۱ شاعر وہ ہیں۔ جو اکبر یا جہانگیر یا دونو کے معاصر ہیں اور ان میں سے ۳۶ شاعر ایسے ہیں جو ہندوستان میں آئے اور انکو دربار اکبری یا جہانگیری مرای اکبری و جہانگیری یا سلطان و امرا کی دکن سے علاقہ رہا اور ۱۱ ایسے ہیں جو ہندوستان کے باشندے تھے۔ اٹھ شاعر مؤلف کے وطن قزوین کے رہنے والے تھے۔ ان ۱۷ شعرا کو مؤلف نے تین مرتبوں میں بانٹا ہے۔

مرتبہ اول میں ۲۶ شعرا ہیں جو ختم تالیف میخانہ کے وقت فوت ہو چکے تھے۔ سب سے اول نظامی گنجوی (المتوفی ۸۱۷ھ) ہے۔ اور سب سے آخر حکیم نغفور گیلانی جو بقول مؤلف ۸۲۹ھ میں فوت ہوا۔ مؤلف نے ان شعر کو انکے سنین وفات کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ سوائے اسکے کہ پرتوی اسکے نزدیک امید کی بعد فوت ہوا مگر کتاب کی ترتیب میں وہ پہلے آگیا ہے۔ لیکن بعض کے نزدیک پرتوی امید سے پہلے فوت ہوا۔ ان شعرا میں سے صرف شکیبی سے مؤلف خود ملا ہے۔ مرتبہ دوم میں بیس شاعر مذکور ہیں۔ جنہوں نے ساقی نامہ کہے ہیں اور جو تالیف کتاب کے وقت ابھی زندہ تھے۔ انہیں سے اکثر سے مؤلف خود

۱۷ اس میں میخانہ کے دونو معلوم نسخوں کے تراجم شامل ہیں۔ اسکی تفصیل آگے آتی ہے۔ اس تعداد میں میرزا جعفر آصف خان اور میر حیدر معنائی شامل نہیں جنکے تراجم مستقلاً نہیں لکھے گئے بلکہ دوسرے تراجم کی ذیل میں انکے کچھ حالات بیان ہوئے ہیں ۳۷ دیکھو ۲۲۳ ص ۱۰



ملا ہے -

مرتبہ سوم میں پچیس شاعر مذکور ہیں جن میں اکثر سے (شاید سب سے) مؤلف خود ملا ہے اور جنہوں نے بقول مولف (ص ۵۲۴) تالیف کتاب کے وقت تک ساقی نامہ نہ لکھے تھے۔ لیکن حقیقت میں تین شاعر انہیں سے ایسے ہیں جنکے ساقی ناموں کا اسنے خود ذکر کیا ہے۔ اسکے سوا ابھی بعض آثار ضعف تالیف کے اس مرتبے میں نمایاں ہیں۔ مثلاً مولف کہتا ہے کہ اس مرتبہ کے شعرا سے اسکی ملاقات ہوئی۔ لیکن چار شاعر (یعنی نظیری - قدسی - نظر بیگ قمشہ اور باقیا) جنکے ترجمے رامپور کے نسخہ میں مرتبہ سوم میں درج ہیں۔ ان میں سے سوائے باقیا کے اور کسی سے مؤلف کی ملاقات مذکور نہیں ہے۔ اس مرتبہ میں جن شعرا کا ذکر آیا انہیں سے تالیف کتاب کے وقت میں زندہ تھے اور پانچ فوت ہو چکے تھے دوسرے اور تیسرے مرتبہ میں تراجم کی ترتیب میں کوئی خاص بات نہ نظر نہیں ہے۔

### میںخانہ کی امتیازی خصوصیتیں

۱۔ مؤلف نے شعرا کے حالات اور تذکروں کی نسبت عموماً زیادہ تفصیل سے دئے ہیں۔ اکثر شاعروں کے ترجموں میں اطلاعات ذیل کا بہم پہنچانا اسکے پیش نظر ہے:

شاعر کا نام و نسب و تخلص اسکے آبا و اجداد کے متعلق اطلاعات شاعر کی علمی قابلیت اور اسکے شعر کا مرتبہ۔ شاعر کی سیاحت وہ کن کن

لہ دیکھو ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، یعنی نظیری - حیاتی گیلانی - صرفی - محوی اور امی



بادشاہوں یا امرا کی خدمت میں رہا۔ مؤلف سے ملاقات ہوئی یا نہیں اور خود شاعر سے اسکے حالات معلوم ہوئے یا اسکے کسی دوست یا عزیز سے ملاقات مؤلف کے وقت اسکی عمر کیا تھی۔ اور اسکا کلام مرتب ہوا تھا یا نہیں۔ تفصیل منظومات شاعر مع تعداد ابیات۔ مؤلف نے شاعر کا کلام دیکھا یا نہیں۔ تاریخ وفات شاعر۔ مدفن۔ شاعر کا ساقی نامہ یا اور کلام کا نمونہ۔ کم ہی تذکروں میں یہ اہتمام احوال شعرا کے ضبط کرنے میں کسی نے کیا ہوگا۔

۲۔ مؤلف نے شاعروں کے حالات صحیح اور مستند ماخذوں سے لئے ہیں۔ مؤلف کو تحقیق کا بہت خیال ہے۔ مرتبہ ثانی کی تمہید میں (ص ۳۴ پر) وہ کہتا ہے کہ میخانہ کے مرتبہ اول کے شعرا کے حالات اسے ”از روی اسناد ارباب خرد و از قول مردم معتبر“ نقل کئے ہیں اور مرتبہ دوم میں جن شعرا کو وہ مل سکا ہے انکے حالات خود انکے اپنے اقوال سے اور جن سے ملاقات نہیں ہوئی انکے حالات انکے عزیزوں اور دوستوں کے درج کئے ہیں۔ مرتبہ سوم کے اکثر (یا شاید تمام شعرا سے) وہ خود ملا ہے۔ جیسا کہ وہ ص ۵۲ پر کہتا ہے انکے متعلق بھی فرض کیا جاسکتا ہے کہ خود وہ شعرا ہی حالات مندرجہ کتاب کا ماخذ ہیں کتاب میں اسے جا بجا اپنے ماخذوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ گو ہر جگہ تصریح موجود نہیں۔ عہد اکبری سے پیشتر کے شعرا کے حالات میں نو مقام پر اسے میر مختار کی کتاب مخزن اخبار سے مواد حاصل

۱۔ دیکھو میخانہ ص ۱۵۳ س ۲ جہاں وہ اپنے آپ کو ”محقق اخبار“ کہتا ہے۔ ۲۔ مؤلف نے نظری۔ قدسی اور نظریگ کی نسبت صفات لفظوں میں نہیں لکھا کہ اسے ملاقات ہوئی۔ دیکھو



کیا ہے۔ مگر اس کتاب اور اسکے مولف کا حال مجھ کو معلوم نہیں ہو سکا۔  
 بعض عبارتوں کے توافق سے معلوم ہوتا ہے کہ تحفہ سامی مولفہ سام مرزا  
 اور نفائس المآثر مولفہ علاء الدولہ قزوینی ملائے کے سامنے ہیں (دیکھو میخانہ  
 بذریعہ فرست سوم)۔ اسی طرح تذکرہ دولت شاہ جواہر الاسرار آفری بہار  
 اور نفحات الانس بھی کہیں کہیں استعمال ہوئی ہیں۔

مولف نے دیوانوں کے دیباچوں سے بھی کام لیا ہے۔ مثلاً دیباچہ  
 دیوان عراقی (میخانہ ص ۲۹) دیباچہ غرۃ الکمال (میخانہ ص ۶۱)۔ دیباچہ دیوان  
 حسین ثنائی (دیکھو میخانہ ص ۱۶۲) س ۱۰ مع حواشی متعلقہ بر ص ۱۱) اور  
 دیباچہ دیوان فیضی (میخانہ ص ۱۹۵ س ۵) سے بعض جگہ اسے شعرا کے  
 کلام سے انکے اپنے اور معاصروں کے حالات لئے ہیں۔ مثلاً دیکھو بذیل  
 اقدس (ص ۱۸) و میرزا غازی (ص ۲۲۸) و صحیفی (ص ۲۴۵) وغیرہ وغیرہ  
 نیز دیکھو ص ۳۹۲ و ص ۴۲۱ وغیرہ من المواضع۔

شعراے ذیل کے بعض حالات مولف نے صراحتاً ان سے تحقیق  
 کر کے درج کئے ہیں۔

شکیبی (ص ۲۳۶ س ۱)۔ محمد صوفی (ص ۳۴۶ س ۱) شاپور

رازی (ص ۳۸ س ۱۳)۔ عارف الہی (ص ۴۲۱ س ۱۰)۔

۱۔ آخری حوالہ امید کی حالت میں ہے۔ دیکھو ص ۶۲۲ بذیل مخزن اخبار۔ مگر وہاں ص ۲۶۸ کا حوالہ  
 غلطی سے درج ہوا ہے۔ وہ مخزن اخبار کی ذیل میں درج ہونا چاہئے تھا ۱۲ میخانہ ص ۱۱  
 ۳۔ ایضاً ص ۲۹ و ص ۶۱ مبعث۔ فرست سوم ص ۶۲۳ عمود ۳ میں نفحات کے بعد '۶۴' '۶۵'  
 پڑھنا چاہئے نہ آخر میں۔ یعنی ان صفحات میں نفحات کا ذکر متن کتاب میں ہے \*



وصلی (ص ۲۳۹ س ۳) - کامل جہرمی (ص ۲۶۸ س ۹)

عسکری کاشانی (ص ۲۶۹ س ۳) -

ان کے علاوہ مولف رکنا اور مرشد کے ساتھ مہابت خان کی ملازمت میں تھا اور ایک برس یا اس سے زیادہ عرصہ تک انکے ہمراہ رہا۔ اس لئے بآسانی فرض کر سکتے ہیں کہ انکے اور طالب آملی (۳۸۶) ملکی (میٹھا ۲۶۳) (۵) فرونی (میٹھا ۲۲۳) (۱) اوجی (میٹھا ۲۹۱) (۱۲) کے حالات نیز مرتبہ سوم کے اکثر یا تمام شعرا کے حالات اسے انہی شعرا سے حاصل کئے گئے ہونگے۔

ذیل کے شعرا کے حالات مولف نے انکے قرابت داروں اور ایک جہت دوستوں - شاگردوں اور خادموں سے تحقیق کر کے لکھے ہیں وحشی (میٹھا ۱۵۳) (۱) عربی (میٹھا ۱۷۱) (۲) غیاثی (میٹھا ۲۱۷) (۶) سنجری (میٹھا ۲۵۱) (۱۴) قلی (میٹھا ۲۶۰) (۲) فرقی (میٹھا ۳۲۲) (۲) فغفور (میٹھا ۳۳۲) (۹) صوفی (میٹھا ۳۴۶) (۱۵) فصیحی (میٹھا ۳۹۰) (۵) دوستی سمرقندی (میٹھا ۴۳۱) (۲) غزوری (میٹھا ۴۵۰) (۵)

۱۔ مولف کے انداز بیان سے جا بجا ظاہر ہوتا ہے کہ جن شعرا کے تراجم اس نے لکھے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے کلام کو اس نے کلاً یا جزئاً دیکھا ہے۔ مگر مقامات ذیل پر اس نے صراحت لکھا ہے۔ کہ میں نے ان شعرا کا کلام دیکھا: ص ۱۱۲ (دیوان پرتوی ۹) ص ۱۲۴ (امیدی) ص ۱۳۲ (نسخہ دیوان شرف جبکو خود شاعر نے درست کیا تھا) ص ۱۴۴ (منظومات قاسمی از اول تا آخر) ص ۱۵۵ (رکلیات وحشی) ص ۲۹۱ (دیوان فصیحی) ص ۲۳۲ (دیوان دوستی) ص ۵۲۵ (دیوان نظیری از اول تا آخر) نیز دیکھو ص ۱۰۶ (ہاتفی) و ص ۲۵۲ (سبخر)



یہاں یہ بھی بیان کرنا چاہئے کہ مولف کے بیانات جہانگیری کی نقل و حرکت یا امرار جہانگیری کے خاص خاص سنوں میں خاص خاص مقامات میں بیہونے کے متعلق توڑک جہانگیری سے بہت مطابقت رکھتے ہیں جیسا کہ جا بجا حواشی میں بتایا گیا ہے۔ اس سے مولف کے بیانات کی عام صحت کے متعلق کافی ثبوت بہم پہنچتا ہے۔

۳۔ مولف کے بیان کی سلاست۔ مولف نے شعرا کے تراجم کو بہت صاف اور سلیس زبان میں بیان کیا ہے۔ اور انشا پردازوں کے تکلفات سے حیرت ناک طور پر محترز رہا ہے۔

۴۔ مولف نے ہزار ہا فارسی اشعار کو میخانہ میں محفوظ کر دیا ہے ملا نے علاوہ متفرق اشعار کے ۳۲ ساقی ناموں اور ۵ ترجیع یا ترکیب بندوں کا متن تفصیل سے درج کیا ہے۔ اور ۵ ساقی ناموں کے اقتباسات دئے ہیں۔ چونکہ وہ انہیں سے اکثر شعرا سے قریب العہد ہے۔ یا انکا معاصر ہے۔ اسکی بدولت انکے ہزار ہا اشعار مضبوط اور صحیح روایت سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ اس قول کی صحت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ متعدد ساقی ناموں کے متون سوائے صفحات میخانہ کے اور کہیں نہیں نظر آتے۔

۵۔ مولف نے ساقی ناموں میں سے بعض جگہ سے اشعار حذف کر دئے ہیں مثلاً صفحہ ۱۱ کا ساقی نامہ بقول حاجی خلیفہ (طبع قسطنطنیہ ج ۱ ص ۱۸۵) بیت ۲۸۵ پر مشتمل تھا۔ مولف میخانہ نے صرف ۲۱۸ بیت دئے ہیں۔ اسکے ہاں ظہوری کے ساقی نامہ کے صرف ۸۲۳ شعر ہیں۔ گو بقول ربو (ص ۱۶۹) یہ ساقی نامہ ۲۱۴ ہزار شعر کا تھا۔ گو حاجی خلیفہ (موضع مذکور)



۵۔ بعض شعرا کے تراجم مجھ کو بجز میخانہ کے اور کسی جگہ نہیں ملے۔  
 (بجز دوستی سمرقندی اور درویش جاوید کے کہ ان کے تراجم صرف عرفات احمدی  
 میں ہیں اور بجز مولف کے کہ اس کا کچھ حال تاریخ محمد شاہی میں ہے)  
 دوستی سمرقندی - وصلی - ملکی قزوینی - عسکری کاشی - صفائی تبریزی  
 حریفی مصنف - میر عبد اللہ مرثہ - ضیائی موشچی - رامی - درویش جاوید - مولف  
 کم مشہور شعرا کا حال بھی مولف نے نسبتاً مفصل دیا ہے - خصوصاً  
 مندرجہ ذیل کا :-

پرتوی - عنایتا - شاپور رازی - فروزی استرآبادی - غروری کاشی -  
 کامل جہرمی - اوجی کشمیری - شراری ہمدانی - موزون الملک (انہیں سے  
 جن ناموں پر خط کھینچا گیا ہے - انکا حال خوشگوار نے دو دو چار چار سطروں  
 سے زیادہ نہیں دیا )

۶۔ قدردانی شعرا کے متعلق تفصیلاً - مولف نے اپنے معاصر بادشاہان ہند و ایران  
 و دکن اور ان کے امرا کی قدردانی شعرو شعرا پر بالواسطہ اور بلا واسطہ بہت  
 روشنی ڈالی ہے -

یہاں یہ بھی لکھنا چاہئے کہ میخانہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) نے اسکے ابیات کی تعداد ۸۰۵ بتائی ہے جو میخانہ کی تعداد سے  
 قریب ہے - زیادہ تفصیل مختلف ساقی ناموں کے نیچے حاشیہ میں درج ہے - وہاں دیکھنا  
 چاہئے - یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گو عام طور پر مولف نے بعض اشعار کو حذف کر دیا ہے  
 مگر ساقی نامہ حافظا کے ابیات کی تعداد اسکے ہاں حاجی خلیفہ سے زیادہ ہے - یعنی اس نے  
 ۱۴۰ بیت دئے ہیں اور حاجی خلیفہ انکی تعداد ۱۲۹ بتاتا ہے ،



میں ایرانیوں کو ہندوستان کی طرف کفدر کشش محسوس ہوتی تھی۔ مولف طے کرتا ہے :-

”این مثل میان عالمیان اشتہار سرشاری دارد کہ ہر کس یک نوبت گشت ہند نمود و بہرہ ازین ملک فیاض برداشت، وقتی کہ بایران رفت اگر در راہ این سرزمین و این بلاد نمیرد البتہ در آرزوی این خاک مراد می میرد“ مولف خود جب مشہد میں آکر ایک مہینہ ٹھہرا اسوقت کی نسبت لکھتا ہے :-

”وَرِ ایام توقف آن آستانہ ہر روز از یسار و بہین و از تجار و مترودین وصف دارالامان ہندوستان بسیار شنید“ (ص ۵۵)

س (۱۷) -

جب وہ ایران سے لاہور پہنچا تو اسکو اس ملک کے حالات سے بہت تعجب آوہ لکھتا ہے :-  
”عجب ملکی۔ بنظر این حقیر در آمد ارزانی و فراوانی، دیگر کمی از خوبہای ہندوستان این کہ ہر کس در ہر محل ہر طریقہ کی زیست کند بیچ کسی را قدرت آن نیت کہ نہی آن امر نماید با خود قرار داد کہ جایی توطن تو این ملک است“ (ص ۵۵ س ۲)  
عارف ایگی مولف کو اپنا حال سناتے ہوئے کہتا ہے کہ جب وہ ہندوستان پہنچا :-

ملکی دیدم بغایت آبادان و معمور و بلادی مشاہدہ کردم از برای آسایش و رفاہیت بی نہایت مطبوع، با خود قرار دادم کہ تمام

۱۔ مولف نے کتاب میں اکثر ہندوستان کے ساتھ دارالامان کا لفظ کہا ہے ۔



عمر درین دیار صرف نمایم (ص ۲۲۳ س ۶)  
ان خیالات کی تائید اور ماتخذوں سے بھی ہوتی ہے۔ ہفت اقلیم میں بذیل  
کالپی لکھا ہے :-

ہندوستان مملکتی ست در غایت طول و عرض و معادن و نباتات  
نافعہ لائقہ و لائحہ و ایضاً چندان خوبی کہ دران دیار است از  
بیچ مملکتی نیست

پھر عبداللہ بن سلام کا قول نقل کیا ہے کہ خوشی کے دس جزوں میں سے  
ہندوستان کو نوٹے اور باقی سارے جہان کو ایک۔ پھر ہندوستان کی بعض  
خوبیاں کہتی ہیں مثلاً یہ کہ مسافر کو زاد لیکر چلنے کی ضرورت نہیں ہر منزل پر  
ہر شے ملتی ہے۔ آمد و رفت کا سلسلہ سردیوں میں نہ صرف یہ کہ منقطع نہیں ہوتا  
بلکہ گرمیوں سے زیادہ سردیوں میں آمد و رفت ہوتی ہے۔ پھر یہ شعر ہے :-  
ای خوشا فصل دی بہ ہندوستان کہ شود خانہ و چین بستان  
نہ کہ از برف پنبہ پشت (مشت) شود نہ ز سرما شکج پشت شود  
نشود سبزہ کم زدشت فراخ نہ ز پوشش برہنہ گردشاخ  
پھر لکھتا ہے :-

”دیگر ہر نوع کہ کسی خواہد باشد منعی و تکلیفی نہی باشد“  
خوشگو نے فیضی کے حالات میں نقل کیا ہے کہ بقول صاحب آثار رحیمی  
فیضی :-

اس کے بعد یہ بھی لکھتا ہے : داستان نغسائی آنچہ ہوا پرستان و جوانان را  
در ہند میسر است در بیچ دیاری نیست



لماذا الفضلا و بلجار الشعرا بود اکثر مستعدان خراسان بشوق خدمتش  
 بہ ہند رسید کا میاب باطن و ظاہر شدند - ہر کس کہ در ایران  
 قدرت گفتن مصرعی و طبع موزونی داشتہ بہ ہند آمد نتایج طبع  
 خود را بشرف اصلاح وی رسانید - دران وقت دار السلطنت  
 لاہور دار الشعرا گردید

خالص استر آبادی (المستوفی ۱۱۲۲) اگرچہ ان لوگوں سے ایک صدی سے  
 کچھ کم بعد لکھ رہا ہے تاہم اسکو اسوقت بھی ان میں سے بعض خوبیاں ہندوستان  
 میں موجود نظر آتی ہیں - وہ کہتا ہے :-

ز خوبیاں ہند این خوبیش بس  
 کہ ہرگز نیست کس را کار با کس

۱۔ ایرانیوں کا سیلاب جو اس دور میں ہندوستان کی طرف اڑ آیا ہے - اسکا سبب اور  
 شعرا وغیرہ کے امرا سے صلوات و انعامات پانے کے قصے جو میخانہ اور دیگر تذکروں میں مذکور  
 ہیں انکی اصلیت سمجھنے میں شیخ عبدالحمید لاہوری مولف شاہجہان نامہ کی عبارت ذیل مدد دیتی ہے :-

حاصل ممالک ایران ہفت لک تومان است کہ دو کروڑ و چہل لک روپیہ باشد  
 و ہر کی از دارالخلافہ اکبر آباد و دارالملک دہلی و دارالسلطنت لاہور نزدیک  
 بدو کروڑ و پنجاہ لک روپیہ حاصل آن است - یافت وزیر ایران کہ اوراد انجا  
 اعتماد الدولہ خوانند سالی بطریق علوفہ یک لک روپیہ است و بارسم الوزارت  
 کہ آن زر را پیشکش شاہ می نمایند دو لکہ ' قورچی باشی ۵ لکہ ' بیگلربیگی خراسان  
 کہ از ہمہ زیادہ می یابد قریب ۵ لکہ ' اولکہ داران دیگر ازین کمتر و خورخان ہر  
 اولکہ ' و در دولت صاحبقران ثانی شاہ جہان جاگیر ہر کی از بندہ ہاکہ بہ منصب



## میںخانہ کے مطبوعہ ادیشن کا متن

میںخانہ کا جو متن اس ادیشن میں پیش کیا گیا ہے وہ دو خطی نسخوں پر مبنی ہے جنکا تفصیلی حال ذیل میں درج ہے۔ ان کے علاوہ بعض مطبوعہ اور خطی دیوان اور شنویاں بھی مقابلہ کے لئے استعمال کی گئی ہیں۔ جنکی تفصیل فہرست اختصارات سے معلوم ہو سکتی ہے جو صفحہ ۱۱۱ بعد پر درج ہے۔

باوجود بہت تلاش کے مجھے میںخانہ کے فقط دو نسخے ملے۔ انکو اختصار کے خیال سے میں نے آ اور سآ سے موسوم کیا ہے۔ متن دراصل آ پر مبنی ہے۔ جو تراجم۔ نظمیں یا عبارتیں آ میں نہ تھیں وہ سآ سے لی گئیں۔ باقی مقامات میں سآ کو مقابلہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ بعض جگہ لفظ لفظ کا اور بعض جگہ صرف مشکوک عبارتوں کا مقابلہ کیا گیا۔ ذیل کے صفحات کا بالتمام مقابلہ ہوا ہے: ۲۷ تا ۲۰۶، ۲۳۴ تا ۲۳۸، ۲۴۵ تا ۲۴۹، ۳۳۱ تا ۳۴۲، ۳۴۴ تا ۳۶۰، ۳۸۴ تا ۴۱۴، ۴۲۰ تا ۴۳۱، ۴۳۹ تا ۴۴۲، ۴۵۷ تا آخر کتاب۔

اب ہم آ اور سآ کا حال تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱) ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سہرا فرزند سی لکھ روپیہ کہ صد ہزار تومان عراق است و محصول تیول یمن الدولہ آصف خان پنجاہ لکھ روپیہ خزانہ عامہ ص ۱۱۱) ' ۱۱۱ شوی گلستان خیال (اور نیٹل کالج میگزین بابت اگست ۱۹۲۶ صفحہ ۴۰) ' ۱۱۱



## نسخہ ۱

یہ نسخہ میرے کتاب خانہ میں ہے۔ ورق ۲۹۷، تقطیع  $۸\frac{1}{4} \times ۱۴\frac{1}{4}$ ، لکھی ہوئی سطح کی تقطیع  $۵\frac{1}{4} \times ۲\frac{1}{4}$ ، سطور ۱۵، خط نستعلیق، سن کتابت ندارد، یہ نسخہ ناقص الاول ہے۔ نظامی کے ساقی نامہ کے اُس شعر سے شروع ہوتا ہے۔ جو مطبوعہ نسخہ کے صفحہ ۱۹ س ۱۲ پر دیا ہے۔ شروع میں فہرست شعرا کسی نے بعد میں لگا دی ہے۔ پھر تین ورق خالی چھوڑ کر ۳ ورق پر تذکرہ دولت شاہ سے چند عرب شعرا کا حال نقل ہوا ہے۔ پھر سات ورق خالی ہیں۔ اسکے بعد میخانہ شروع ہوتا ہے اور پہلے ورق کا عدد ۱۲ دیا ہے۔ کتاب کے اندر ”ساقی نامہ طالب آملی“ کے عنوان کے نیچے قریباً ۴ صفحہ کے برابر بیاض ہے۔ خط ایرانی ہے مگر تاتر کتابت درج نہیں۔ حاشیہ نم سے یا کسی اور وجہ سے کسی قدر خستہ اور فرسودہ ہو گیا ہے۔ بعض جگہ پیوند کاری بھی ہوئی ہے۔ کہیں کہیں حاشیہ پر لکھی ہوئی عبارتیں ناقص ہو گئی ہیں۔

متن کی صحت شروع سے آخر تک با احتیاط کی گئی ہے۔ اور جا بجا حک

۱۔ ذیل کے تراجم سراسر حاشیہ پر کاتب متن نے بعد میں لکھے ہیں: فیضی - صحیفی - ملکی قزوینی - راحی، مغفور کا حال متن اور حاشیہ پر ملاحظہ کر لکھا گیا ہے، ان کے علاوہ ساقی نامہ اقدسی کا آخری حصہ بھی حاشیہ پر ہے۔ اور غیاثا کا وصیت نامہ غیر کاتب کتاب نے حاشیہ پر بڑھایا ہے۔ ان کے علاوہ صحت کتاب کے دقت بعض جملے یا عبارتیں علامت صحت (ص یا صح) کے ساتھ حاشیہ پر درج کی گئی ہیں



و اصلاح اور تصحیح کے آثار اس نسخہ میں موجود ہیں۔ فارسی مخطوطات کی تصحیح میں یہ سعی بلیغ عام نہیں۔ تعجب نہیں کہ یہ نسخہ نظر مصنف سے گزرا ہو۔ عنوان شجر ف سے لکھے گئے ہیں۔ تیسرے مرتبے میں چار ترجمے یعنی نظیری قدسی۔ نظربیک قمشہ اور باقیہ کے حالات اس نسخہ میں نہیں ہیں۔

### نسخہ م

یہ نسخہ ریاست رامپور کے کتاب خانہ میں ہے۔ اسکے اوراق ۳۴۱، تقطیع ۱۴ × ۴ ہے۔ جدولیں طلمائی اور شجر فی ہیں۔ لکھی ہوئی سطح کی تقطیع ۵ × ۲ ۳/۴ ہے۔ سطور ۱۵۔ خط نستعلیق۔ حروف چھوٹے۔ پیوندکاری کہیں کہیں ہوئی ہے بعض مقامات پر اسطرح سے کہ عبارت بکوبی پڑھی نہیں جاتی خصوصاً صفحہ اول پر۔ دیباچہ کتاب کا ایک آدھ ورق شروع میں نہیں ہے۔ اور مقامات سے بھی چند اوراق اس نسخہ کے ضایع اور بعض ورق جلد کرنے میں بے ترتیب ہو گئے ہیں۔ کتاب پر ایک نوٹ ہے۔ ”در ۱۲۸۲ تصنیف شد و در ۱۲۹۹ بصحت مصنف بر ای نذر جہانگیر بادشاہ بجدول طلا مرتب گشتہ بدو گذرانید“ اس عبارت میں سن تصنیف یقیناً غلط ہے۔ البتہ اس نسخہ کے آخر میں ۱۲۹۹ سن تحریر بیشک دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مولف کی زندگی میں لکھا گیا۔ مگر جہانگیر ۱۲۸۲ میں فوت ہوا تھا۔ اسلئے یہ کتاب ۱۲۹۹ میں اسکو پیش نہ ہو سکتی تھی۔ بظاہر کسی کتاب فروش نے خریداروں کو دھوکا دینے کے لئے یہ عبارت تحریر کردی ایک اور صفحہ پر لکھا ہے :- میخانہ تذکرہ فارسی بخط ولایت ۱۲۸۲ مجموعی طور پر آ کا متن س کی نسبت زیادہ صحیح ہے حکیم شفقانی کا



ترجمہ اسمیں نہیں ہے۔ اور اسکی بجای ۱۱۱ ورق خالی ہے۔ ترتیب میں بھی قدرے فرق ہے یعنی فیضی کا ترجمہ اقدسی سے پہلے۔ ملکی کا غوری سے پہلے اور شاہ نظربگ کا رونقی سے پہلے ہے۔ اکثر وہ شعر جنکو آ میں نامکمل یا مکمل لکھ کر منسوخ کر دیا ہے یا نقاط شک کیساتھ لکھا ہے آ میں درج نہیں ہیں۔ آ کے مقابلہ میں یہ نسخہ کم صحیح ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آ جس متن کو ظاہر کرتا ہے وہ آ سے قدیم تر ہے۔ کیونکہ آ میں تراجم کم ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آ میں بعض تراجم بعد میں بڑھائے گئے۔ اسکے علاوہ بعض نامکمل یا مکمل مگر منسوخ شدہ یا مشکوک شعر آ میں ہیں اور آ میں وہ حذف کر دئے گئے ہیں۔ اور آ کی صحت میں بھی بہت کوشش کی گئی ہے۔ اگر آ کا متن پہلے مرتب ہوا تھا تو بعض تراجم کو آ میں سے حذف کر دینے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن آ کی بعض عبارتوں سے یہ ماننا پڑیگا کہ اسکے بعض مقامات مولف کے ترمیم شدہ متن سے لئے گئے ہیں جو آ سے موصوفہ مثلاً صفحہ ۵۰۲ س ۱۲ پر آ میں ہے کہ اب ۲۵۸ ہے اور آ میں وہاں ۲۵۸ ہے، اسکے علاوہ بعض جگہ

۱۵ مثلاً دیکھو ۵۲۲ س ۱، آ میں مرتبہ سہم میں پہلے ۲۰ ترجمے تھے۔ پھر راجی کا ترجمہ حاشیہ میں بڑھایا گیا، آ میں اس مرتبہ میں ۲۵ ترجمے ہیں۔ نیز دیکھو ۲۲۳ س ۹، ظاہر ہے کہ مرتبہ اول میں پہلے ۲۲ ترجمے تھے۔ پھر فیضی۔ صحیفی۔ نغفور اور ملکی کے ترجمے بعد میں بڑھائے گئے۔ دیکھو حواشی ۲۹ جہاں سطر ۶ میں نغفور کے بعد ”اور ملکی“ پڑھو اور ”معلوم نہیں“..... بڑھایا گیا“ کو قلمزن کر دو۔



اور آ کی عبارتوں کے مقابلہ سے آ میں زیادہ اطلاعات بہم پہنچی ہیں۔  
 یا بیانات میں زیادہ احتیاط نظر آتی ہے (مثلاً دیکھو ص ۵۲۹ س ۱۰ و ص ۵۳۳  
 سطر آخر) خلاصہ گفتگو یہ کہ میری رائے میں مجموعی طور پر آ کا متن آ سے  
 اقدم ہے۔ گو بعض مقامات پر شاید مولف کی ایسی ترمیمیں بھی اس میں  
 ہیں جو آ کے متن سے مؤخر ہیں۔ مگر فی الجملہ دونوں نسخوں کے متن میں بہت  
 مطابقت ہے۔ اور اصل سے ان میں سے ہر ایک کا بعد کچھ ایسا زیادہ  
 نہیں ہے۔

## نسخہ آ کی بعض خطی خصوصیات

اس نسخہ کا رسم الخط پرانا ہے گ اور ژ کو ہمیشہ ک اور ن اور پ اور چ  
 کو عموماً ب اور ج لکھا گیا ہے۔ مگر کہیں کہیں پ اور چ بھی ہے، اس  
 کے نیچے کہیں کہیں تین نقطے دئے ہیں۔ لیکن بہت سے مقامات میں ہجوں  
 میں عجیب تصرفات کئے گئے ہیں۔ مثالیں

ا بجای الف مقصورہ۔ مثلاً۔ محتاب جای محشی (۲۸۱ س)

ط یا د بجای ت۔ مثلاً طراود بجای تراود (ص ۴۳۵ س ۲۰) کہیں دوز  
 بجای کین توز (ص ۵۰ س ۸)

ز بجای ذ مثلاً تزرو بجای تذرو (۲۹ س)

ذ بجای ز مثلاً ذکوة بجای زکوة (۱۴۵ س) ذلال بجای زلال

(۲۸۲) اور مرغزار بجای مرغزار (۴۴۶ س)

ل بجای ر مثلاً کنال بجای کنار (۲۶۱ س)

ص یا ث بجای س — شور بجای سمور (۳۲۸ س) صور بجای سور



(۱۳۸)

س بجای ص مثلاً سہ بجای صلہ (جا بجا مثلاً ۱۲۶ پر) مسیر  
بجای مصیر (جا بجا مثلاً ۴۶۲ پر)

ز یاد بجای ض — رازی بجای راضی (۱۹۳) 'تزمین  
بجای تزمین (۵۲۳) اور خدر بجای خضر  
(۲۶۰)

ت بجای ط — تبا تب بجای طباطبا (۴۳۹)

ذ بجای ظ — تذیر بجای نظیر (۲۰۱)

ق یا گ بجای غ — قلقل بجای قلقل (۱۷۱) قربت بجای غربت  
(۵۱۷) فراق بجای فراغ (۲۷۶) اور

زگال بجای زغال (۲۲۲)

غ بجای ق — غلغل بجای قلقل (۲۷۸) بغم بجای بقم  
(۳۲۰، ۳۳۰) غافلہ بجای قافلہ (۱۳۶)

(۳۲۴)

ب بجای م مثلاً برہم بجای مرہم (۳۱۸)

ا بجای وا — خارش بجای خوارش (۵۷۱) خان بجای خوان

(۲۸۰، ۲۸۲)

ح بجای ہ — محل بجای محل (۱۲۰) 'احتر از بجای اہتر از

(۲۷۸)

اسی طرح چو بجای چہ اور چہ بجای چو جا بجا اس نسخہ میں نظر

آتا ہے (مثلاً دیکھو ۲۸۸، ۵۱۶ اور ۲۸۸، ۳۱۲) اور ہمہ



کی بجای ماقبل ی میں ی ہی لکھا ہے مثلاً شقایہ (جای شقای ۳۳۳) ضیائی  
(۵۷۲) نیز دیکھو ۳۲۶ بعد ' مگر گاہی گاہی لکھکر اوپر ہمزہ بھی  
دیدیا ہے مثلاً عطائی (۵۵۲) گاہی اصناف کو ی سے لکھا ہے۔ جیسے  
غلوئی' فراق بجای غلو فراق (۱۱۳)

مولف کے ہاں بعض عجیب عجیب ترکیبیں بھی ملتی ہیں مثلاً تا لغایہ  
(جای بجا مثلاً ص ۱۱۱) ۴۹۸، ۵۶۶ پر وغیرہا من الموضع "مخدومی ام"  
(۵۰۹) " بہ مقتضی وقت" (۳۲۲) "مشاطہ عروس سخن .... ہاتھی"  
(۱۰۳) [لیکن دیکھو یہ شعر: یکی نکتہ پر سم کہ جانش تن است (غزوری کاشی در آثار رحیمی)  
ز دھقان کہ مشاطہ گلشن است]  
ب کا مندرجہ ذیل استعمال بھی قابل ذکر ہے:

وزرای صاحب تدبیر و امرای بشمیر (ص ۷) کمان دار  
بی نظیر و پشتہ سوار بشمیری بودہ (ص ۲۰۱)

۱۰ راحتہ الصدور (طبع لینن ۱۹۲۱) میں 'شد را' بمعنی برای خدا آیا ہے (دیکھو  
ص ۱۲) گویا۔ اسی قسم کی ترکیبوں میں لام کو زاید سمجھا گیا ہے



## ارتقاءے ساقی نامہ پر ایک نظر

جاہلی عربوں کے کلام میں وصف خمر عام ہے۔ مگر انکا طریق عموماً یہ ہے کہ قصیدے کی تشبیہ میں دو چار شعر کہ جاتے ہیں اور بس 'مثلاً' عدی بن زید کہتا ہے :-

وَدَعَوْا بِالصَّبُوحِ يَوْمًا فُجَارَتْ قَيْنَةٌ فِي يَمِينِهَا اِبْرَيْقُ  
قَدَّمَتْهُ عَلَى عُقَارٍ كَعَيْنِ الدَّيْكِ صَفَتْ سِلَافُهَا الرَّاوِقُ  
مَرَّةً قَبْلَ مَرْجِهَا فَاذَا مَا مُرَجَّتْ لَذَّ طَعْمُهَا مِنْ يَذُوقُ  
وَطَفَا فَوْقَهَا فَقَاقِيعُ كَالْيَا قُوتِ حُمُرٍ يَزِينُهَا التَّصْفِيقُ  
خَمَّ كَانِ الْمَزَاجُ مَارَ سَحَابٍ لَأَصْدَى أَجْنُ وَلَا مَطْرُوقُ  
يَا عَبِيدُ بْنُ الْأَبْرَصِ كَهْتَا هُمُ :-

وَلَهْوَةٌ كُرْضَابِ الْمِسْكِ طَالِبَهَا فِي دَهْنًا كُرْ حَوْلِ بَعْدِ أحوالِ  
بَاكَرُتْهَا قَبْلَ مَا بَدَا الصَّبَاحُ لَهَا فِي بَيْتِ مُنْهَمِرِ الْكُفَيْنِ مَفْضَالِ  
ابتدائی اسلامی زمانہ میں بھی شعر میں وصف خمر جاہلیوں کے طریق پر عام ہے۔ لیکن حقیقت میں شرعائے عہد عباسیہ نے اس فن میں بہت ترقی کی۔ مسلم بن الولید نے قصاید کے علاوہ جن میں سے اکثر میں متعدد اشعار اس مضمون کے ملیں گے۔ کم سے کم تین مستقل

۱۔ شعراء النعمانية (بیروت ۱۹۸۹ء) صفحہ ۲۶۷ دیوان عبید (لیدن ۱۹۱۳ء) صفحہ ۲۵ نیز دیکھو صفحہ ۳۹  
۲۔ دیوان مسلم (لیدن ۱۸۷۷ء) صفحہ ۲۸ و ۳۸ و ۱۵۷



نظیں غزل اور وصف خمر کے مضمونوں کو ملا کر اس طرح سے لکھی ہیں۔ کہ  
اچھے خاصے ساقی نامے بن گئے ہیں۔ لیکن اس فن میں امامت کا رتبہ اس  
کے معاصر ابو نواس کو پہنچتا ہے۔ جس نے خمریات میں اس قدر شہرت حاصل  
کی کہ ابن قتیبہ کہتا ہے :- وقد سبق الی معان فی الخمر لم یأت بہا غیرہ<sup>۱</sup>  
اسکے اور ابن المعتز عباسی کے دیوان میں خمریات کے مستقل باب  
ہیں۔ جن میں کوئی پونے تین سو نظیں ابو نواس کی اور سوا سو سے زیادہ  
نظیں ابن المعتز کی ہیں۔

ان شعرا کی نظیں اگرچہ حسن شعر کے اعتبار سے نہایت مختلف ہیں  
مگر مضمون کم و بیش یکساں ہیں۔ اکثر نظموں کے مضامین حسب ذیل ہیں:  
وصف خمر و ظروف خمر۔ وصف ساقی۔ وصف مجالس فتيان۔ ذکر  
عود و نای وغیرہ، قدرتی یا مصنوعی مناظر جنکے پاس میخوار بیٹھے ہیں ان  
عنوانوں کے ماتحت جو مضامین ادا کئے جاتے ہیں انہیں بھی کچھ زیادہ تنوع  
پایا نہیں جاتا۔

فارسی شعرا میں وصف خمر کے اشعار قدیم زمانے سے ملتے ہیں۔ مگر  
منوچہری (المتوفی ۴۳۲ یا ۴۳۴) غالباً سب سے پہلا فارسی گو شاعر  
ہے۔ جس نے بکثرت اشعار اس باب میں کہے ہیں۔  
عرب شعرا کی طرح (اسکے ہاں خمریات میں پوری پوری نظیں ہیں۔

<sup>۱</sup> ابو نواس کے خمریات میں کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۲۸ شعر ہیں (دیکھو دیوان طبع مصر ۱۹۱۸ء)

<sup>۲</sup> کتاب الشعر لیذین ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۱

<sup>۳</sup> سنہ ۱۸۹۰ء (طبع گوشتن ۱۸۹۰ء) صفحہ ۵۲ و ۸۲ و ۸۴ و ۸۵ و ۱۰۹



اور انہی کی طرح وہ عموماً قصائد کے ابتدا میں خمریات کی طرز پر شعر کہتا ہے اس کے ہاں مستطیات میں بھی ایسے اشعار بکثرت موجود ہیں۔ اور ایک مسطح جس کا عنوان ہے ”مسطح صبو حیہ و طلب جام و مخاطبہ ساتی سیم اندام مدح مدوح“ دیوان میں اور متعدد قطعات اسنے ایسے انداز لکھے ہیں کہ گویا ابونواسؒ زندہ ہو گیا ہو اسکا انداز کلام ان اشعار سے کسی قدر معلوم ہو گا۔ ایک قصیدے کا مطلع ہے :-

ساتی بیا کہ امشب ساتی بکار باشد      زان وہ مرا کہ نگش چون جلتار باشد  
اسی طرح ایک قصیدے میں جو بحر متقارب میں ہے اور جسکا مطلع ہے :-  
چنین خواندم امروز در دستری      کہ زداست جمشید را دختری  
وہ کہتا ہے :-

یکی قطرة بر کفم بر چکید      کف دست من گشت چون کوثری  
بوسیدم او را و زان بوی او      بر آند زہر موی من عبہری  
بسا غلب خویش کردم فراز      مرا ہر لبی گشت چون شکری  
غرض اسطرح کے بیسیوں شعر منوچہری کے ہاں ہیں۔

مگر ساتی نامہ کا نام اس نظم کے ساتھ خاص ہے جو مثنوی کی صورت میں ہو۔ اور بحر متقارب میں لکھی گئی ہو۔ اسلئے مولف میخانہ نے سب سے پہلا ساتی نامہ شیخ نظامی کے سکندر نامہ سے (جو ۵۹۷ھ کے قریب مکمل ہوا) مرتب کیا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے شیخ نے سکندر نامہ

۱۷ دیوان منوچہری (دیرس ۱۸۸۷ء) ص ۳۱

۱۸ دیوان منوچہری ص ۱۵



بڑی کی ہر داستان کے آخر میں دو دو شعر ساقی اور سکندر نامہ بحری میں مغنی کو مخاطب کر کے لکھے ہیں۔ بعض داستانوں کے شروع میں اور اور مقامات پر بھی اس قسم کے شعر آئے ہیں جنکو ساقی ناموں کے مضمون سے فی الجملہ مناسبت ہے مولف نے ان سب کو ملا جلا کر ایک ساقی نامہ بنا لیا ہے۔

خسرو نے سکندر نامہ کے جواب میں آئینہ سکندری لکھی۔ اور اسمیں ساقی اور مغنی کو ہر داستان کے آخر میں مخاطب کیا۔ مولف نے ان اشعار سے خسرو کا اور اسی طرح جامی اور ہاتفی کی مثنویوں سے شعر نکال کر انکے ساقی نامے بنائے ہیں۔ لیکن پہلا باقاعدہ ساقی نامہ بظاہر خواجہ کرمانی (المتوفی ۵۲۰ھ) نے مثنوی ہمای و ہمایوں میں لکھا۔ گو وہاں اسکا عنوان ”دُر نگوش روزگار و طلب روزگار“ ہے نہ ساقی نامہ۔ اس ساقی نامہ میں ایک خصوصیت ہے جو بعد کے ساقی ناموں میں نہیں ملتی اور وہ یہ ہے کہ شاعر نے اسکو دس دس شعر کے نو بندوں میں لکھا ہے۔

خواجہ حافظ (المتوفی ۷۹۱ھ) نے اپنا ساقی نامہ ایک مستقل نظم کی صورت میں لکھا ہے۔ یعنی وہ خواجو کے ساقی نامہ کی طرح کسی بڑی مثنوی کا جزو نہیں ہے مگر دیوان کے پرانے نسخوں میں اس کو دو یا زیادہ

بہ کشف الظنون (طبع قسطنطنیہ ۱۳۱۰ھ ج ۲ ص ۱۵) میں ہے کہ نصیر الطوسی نے بھی ساقی نامہ لکھا تھا۔ بظاہر یہ مشہور خواجہ نصیر الدین (المتوفی ۷۶۲ھ) ہیں اور نظامی کے بعد انکا نمبر ہے۔ مگر اس ساقی نامہ کا کوئی شعر دیکھا نہیں ا

لکہ لیکن حاجی خلیفہ نے موضع مذکور پر اسے ساقی نامہ ہی کہا ہے،



ثنویوں کی صورت میں لکھا گیا ہے اور شاید اسی لئے عبدالنبی نے (میخانہ ص ۸۴) لکھا ہے :-

این لب تشنه وادی مطالعہ اکثر و اوین قدما از ابتدائاتہا  
گشت (کذا) از پیچ دیوانی ساقی نامہ بسامانی بنظر در نیامد مگر  
از خواجہ حافظ غالباً دران ایام ساقی نامہ گفتن متعارف نبود - مگر  
بدستوری کہ شیخ نامی گرامی شیخ نظامی و در دریای معنوی امیر  
خسرو دہلوی فرمودہ اند و درین جزو زمان خود شایع شدہ چنانچہ  
ہمہ کس می گویند

حافظ نے ساقی نامہ کے اکثر حصے میں نظامی اور خسرو کی طرح ساقی  
اور معنی کو مخاطب کر کے دو دو شعر لکھے ہیں - مگر چند شعر اس میں شاہ  
منصور کی مدح کے بھی داخل کئے ہیں - اس بارے میں بعد کے لوگوں نے اکثر حافظ  
کے ساقی نامہ کا تتبع کیا ہے

میخانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ کے بعد دسویں صدی کے نصف  
اول میں امیدی - پرتوی - شرف جہان اور قاسمی کے ساقی نامے مشہور  
ہوئے - انہیں سے پرتوی (المتوفی ۹۴۱) نے ساقی نامہ بہت پر زور لکھا  
چنانچہ مؤلف میخانہ کہتا ہے :

تکلف بر طرف کہ در ساقی نامہ داد سخوری دادہ و آہنہ لازمہ شعر  
و شاعری باشد در اشعار آن بجا آورده است ' باعقاد این بی بضاعت  
معلوم نیست تا لغایہ کسی باین خوبی ساقی نامہ بقلم آورده ' و این ہمہ شعری  
کہ در میخانہ بر بیاض رفتہ بمتانت ثنوی حکیم مذکورہ بودہ باشد (میخانہ ص ۸۴)  
دسویں صدی کے آخر سے ساقی ناموں کا لکھنا بہت عام ہو گیا خصوصاً



عہد جہانگیری میں۔ چنانچہ مولف نے (ص ۵۰ س ۱۶) لکھا ہے کہ اس زمانے کے ہنرمندوں کی طبیعت ساقی ناموں کی طرف بہت راغب ہے اور یہ اسی رغبت کی علامت ہے کہ یا تو ابتداءً دو دو شعر میں ساقی کو خطاب کرنے پر قناعت تھی یا اس زمانہ میں طول طویل ساقی نامے لکھے جانے لگے۔ چنانچہ ظہوری نے  $\frac{1}{4}$  ۲ ہزار بیت کا ساقی نامہ ۹۹۹ کے قریب لکھا۔ ان سب ساقی ناموں میں عام انداز وہی ہے جو حافظ کے ساقی نامے کا ہے۔ علاوہ ساقی اور مغنی کو مخاطب کرنے اور وصف سے کہ ان میں عموماً کسی ممدوح کی مدح بھی موجود ہے۔ بلکہ قصیدے کی طرح گریز کے بعد شاعر مدح کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعض حالتوں میں وہ ممدوح حضرت علی ہیں۔ جیسے پر توئی کے ساقی نامے میں بعض ہیں۔ امرا و ملوک اور بعض میں دو نو جیسے ملا عبد النبی کے ساقی نامہ میں۔ خواجو اور حافظ کے انداز میں ناپایداری عالم اور بے ثباتی دنیا اور شکایت اہل دنیا کے مضامین بھی عام طور پر ساقی ناموں میں موجود ہیں۔ جس سے عموماً انہیں غم کی جھلک جا بجا نظر آتی ہے۔ گو اسکے پہلو بہ پہلو تخیل کی بلند پروازی بھی تمام اچھے ساقی ناموں میں نمایاں طور پر موجود ہے۔

ان ساقی ناموں کے علاوہ جو مثنوی کی صورت میں ہیں مولف نے

۱۔ فارسی کے ان ساقی ناموں کی تقلید میں ترکی میں بھی ساقی نامہ لکھے گئے۔ چنانچہ حاجی خلیفہ نے کشف الفنون (۲: ۱۸) میں ۵ ترکی ساقی نامے لکھے ہیں جن میں سے مومن کا ساقی نامہ ۲ ہزار بیت کا ہے۔



متعدد ترجیع بند اور ترکیب بند بھی درج کئے ہیں جو ساقی نامہ کی طرز پر لکھے گئے ہیں۔ انہیں سے سب سے پہلا ترجیع بند عراقی (المتوفی ۶۸۶ یا ۶۸۸) کا ہے۔ اسی سلسلے میں اہلی شیرازی (المتوفی ۹۴۲) کا ذکر بھی کرنا چاہئے۔ جسے رباعیات ساقی نامہ کے طریقے پر لکھیں۔ (کشف الظنون ۸:۲) گو مولف میخانہ نے اسکا ذکر نہیں کیا۔

## ساقی ناموں کی جمع و تلیف

برٹش میوزیم میں ابواسحق ابراہیم المعروف بالرقیق النذیم کی عربی تالیف کی ایک جلد ہے جسکا نام ہے قطب السور فی اوصاف الخمر۔ یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کی تالیف ہے اور اس میں ۷۰۰۰ نوحی کے متعلق اشعار اور حکایاں کو جمع کیا گیا ہے (ریو کا تکملہ مخطوطات عربی نمبر ۱۱۰۹)

فارسی میں میخانہ سے پہلے اس قسم کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چلا۔ اور بظاہر ملا عمید البنی پہلا شخص ہے جس نے ساقی ناموں کو جمع کیا۔ البتہ اسکے بعد اور لوگوں نے بھی ساقی نامے جمع کئے۔ مثلاً ایک شخص نے جسکا تخلص غالباً کوکب ہے ۱۰۳۵ھ میں مجمع البصائین کے نام سے ایک کتاب تیار کی۔ اسکے دیباچے میں وہ خود لکھتا ہے کہ سو سے زیادہ مختلف مثنویوں اور دیوانوں کا انتخاب شامل کر کے میں نے اسکو بادشاہ جہانگیر کے نام پر ترتیب دیا ہے۔ کوکب کے بیان کے مطابق اس نے پہلے مختلف مثنویوں سے اشعار توحید و نصایح درج کئے ہیں۔

۱۔ یہ اشعار زیادہ تر ابونواس - ابن المعتز - بختری - ابن الرومی اور صنوبری کے ہیں۔



”و بعدہ ساقی نامہ ہا از ہر شاعری کہ بود یکجا جمع آورده فصل میان شوقی و غزل گردانیہ“ اس کتاب کا ایک نا تمام نسخہ پروفیسر شیرانی کے کتاب خانہ میں ہے۔ جو عجیب نہیں کہ مؤلف ہی کا مسودہ ہو۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کتاب کے اندر سوائے ساقی نامہ حافظ او ساقی نامہ قاسمی کے اور کوئی ساقی نامہ نہیں۔ ممکن ہے کہ مولف اپنے ارادے کو پورا نہ کر سکا ہو۔

سرخوش نے بذیل ظہوری لکھا ہے کہ ہمت خان نے ایک سو بیس ساقی نامے سخن سخن تازہ گو کے جمع کئے۔ کسی کا کلام ظہوری کے برابر نہ نکلا ”مگر ساقی نامہ فقیر سرخوش باری پہلو زد“

یہاں یہ لکھنا بی محل نہ ہوگا کہ ملا عبد الباقی نے پرتوی کے ساقی نامہ کو بہترین قرار دیا ہے۔ سرخوش نے ساقی نامہ ظہوری کو۔ اور خوشگو نے ساقی نامہ نوعی خیوشانی کو چنانچہ وہ بذیل نوعی لکھتا ہے :-  
 ”با اعتقاد فہم ناقص فقیر خوشگو بر جمیع ساقی نامہ ہا چرب افتادہ“



# علامات و اختصارات

حواشی میں بعض علامات و اختصارات استعمال ہوئے ہیں عموماً ان کی تشریح ان مقامات میں کر دی گئی ہے۔ جہاں وہ پہلی دفعہ استعمال ہوئے ہیں۔ مگر سہولت مراجعت کیلئے ان علامات غیر کو ذیل میں یکجا کر دیا گیا ہے (راگ = رجوع کنید)۔

## فہرست ۱

اس = آئینہ سکندری مطبوعہ	عق = کلیات عراقی خطی نسخہ کتابخانہ
خ = ساقی نامہ ظہوری خطی	عم = کلیات عراقی مطبوعہ
خا = خرد نامہ سکندری خطی	مب = دیوان مرشد بردجودی خطی
سب = سکندر نامہ بڑی مطبوعہ	مع = ساقی نامہ ظہوری مطبوعہ
سج = سکندر نامہ بحری مطبوعہ	نق = الہی نامہ خطی
شب = دیوان شرف نسفی نسخہ کتابخانہ	صا = ہفت اقلیم خطی
پنجاب یونیورسٹی	(ان کتابوں کے متعلق بعض جزئیات
شمر = دیوان شرف خطی نسخہ کتابخانہ	فہرست 'ب' میں دیکھو)
رام پور	

## فہرست ۲

آتشکدہ (آفر) طبع بمبئی ۱۲۶۶



آئین اکبری (Bibl. Indica Series) طبع کلکتہ ۱۸۶۲ء

آئینہ سکندری (خسرو) طبع علی گڑھ ۱۳۳۶ء

الہی نامہ (عطار) نسخہ خطی کتاب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن، بے سرنامہ

اور جواہر الذات بھی اس مثنوی کے ساتھ ہیں۔ تاریخ کتابت ندارد۔ مگر

نسخہ پڑانا نہیں ہے۔ خط نستعلیق، ایک چٹ پر "تصوف ۸۷۴" دوسرے

پر ۳۱۰ لکھا ہے۔

انیس العشاق (سندیوی) اسکا مفصل حال ص ۳۷۷ حاشیہ ۳ میں دیکھو۔

ایلیٹ (یعنی تاریخ ہند انگریزی) ج ۶ لندن ۱۸۶۵ء

بروک ہاؤس۔ دیوان حافظ طبع لینک ۱۸۵۴ء

تلاکین ترجمہ آئین اکبری جلد اول کلکتہ ۱۸۶۳ء

بہارستان (خطی) نسخہ کتاب خانہ ثواب محمد عبد السلام خان صاحب رامپوری

تاریخ فرشتہ طبع لکھنؤ ۱۲۸۱ء

تحفہ سامی (خطی) میرا نسخہ ورق ۱۱، سطور ۱۵ تقطیع ۸ x ۵، خط نستعلیق سن کتابت ۱۱۹۷ء

تذکرہ سرخوش۔ (خطی) مصنفہ محمد افضل سرخوش ورق ۸۸، سطور ۱۴، تقطیع

۱۲ x ۹، سن کتابت ۱۲۵۴ء نسخہ کتاب خانہ پروفیسر محمود شیرانی

ترجمہ توزک جہانگیری از راجرز، جلد ۲، اورینٹل ٹرانسلیشن فڈ، ۱۹۰۹ء

۱۹۱۲ء

تکملہ نفحات از ملا عبد الغفور لاری (خطی) نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی،

(ورق ۱۷، سطور ۲۳ پر، تقطیع ۱۲ x ۹ ۱/۲)

توزک جہانگیری طبع علی گڑھ ۱۸۶۲ء

خرد نامہ اسکندری (خطی) نسخہ کتاب خانہ پروفیسر آذر۔ دیکھو حاشیہ ص ۹۶



خزانہ عامرہ طبع (مطبع منشی نوکثور) کانپور ۱۸۷۱ء

خلاصۃ الاشعار (خطی) مصنفہ تقی الدین محمد بن شرف الدین علی الحسینی الکاشانی

نسخہ کتاب خانہ ریاست کیپور تھلہ - اس نسخہ میں رکن ثالث اور ضمیمہ کا

کچھ حصہ ہے - رکن ثالث میں سے حافظ سے لے کر برہان الدین آذری

تک کے تراجم (= سپرنگر ص ۱۹ نمبر ۹۷ تا ۱۰۹) ہیں اور ضمیمہ میں مختصر

کاشی سے حیدر طہاسی تک کے تراجم (= سپرنگر ص ۲۳ بعد نمبر ۲۴ تا نمبر

۲۹۶ باستانای ۲۵۶ تا ۲۵۸)

خوشگو = سفینہ خوشگو

دربار الہری طبع (مطبع رفاه عام) لاہور ۱۸۹۸ء

دیوان سنجر (خطی) نسخہ کتاب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال - (ورق ۲۰۸)

تقطیع  $9\frac{1}{4} \times 5\frac{1}{4}$  خط نسخہ بظاہر بعد میں کسی نے سن کتابت ۱۲۲۰ء اور

محل کتابت دارالسلطنہ بیجاپور لکھا ہے - نیز دیکھو حاشیہ ص ۲۵۲ و

ص ۲۵۳

دیوان شاپور (خطی) نسخہ کتاب خانہ ریاست رامپور صفحات ۴۴ حال ہی کے

زمانہ میں نقل ہوا -

دیوان شرف (۱) نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی (۲) نسخہ کتاب خانہ

ریاست رام پور

دیوان طالب آملی (خطی) نسخہ کتاب خانہ ریاست رامپور دیکھو ص ۳۸۵ حاشیہ ۳

دیوان عرفی (خطی) نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی - دیکھو ص ۱۷۵ حاشیہ ۱۷

دیوان فصیحی (خطی) نسخہ کتاب خانہ ریاست رام پور دیکھو حاشیہ ص ۳۹۴

ایضاً

ایضاً

دیوان قدسی

دیوان مرشد بر و جردی نسخہ کتاب خانہ دیوان بہادر راجہ نرندر ناتھ صاحب -



دیکھو - ۲۰۹ حاشیہ ۵۹

دیوان مشرقی نسخہ کتاب خانہ ریاست رام پور - دیکھو حاشیہ ۲۰۳

ساقی نامہ ظہوری " " پروفیسر سراج الدین آذر لاہوری (ورق ۱۰۵)

تقطیع  $\frac{1}{8} \times 5$  ' سطور ۲۱ تا ۲۲ ' ہر سطر میں تین مصرعہ ' شہری جدولیں

تاریخ کتابت ندارد ' گیارہویں صدی کی تحریر ہوگی - متن ۱۲۹۳ کے مطبوعہ

نسخہ کے ساتھ عموماً متفق ہے -

ساقی نامہ ظہوری مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۱۲۹۳

ساقی نامہ مسیح کاشی عکس نسخہ برٹش میوزیم 457. 03۰ ' اصل میں سن

کتابت نہیں ہے - مگر ریو (صفحہ ۶۸۶) کا اندازہ ہے کہ غالباً سترہویں صدی

عیسوی کی تحریر ہے -

سیرنگر یعنی فہرست محظوظات کتاب خانہ ہائے شاہ اودھ ' جلد اول کلکتہ ۱۸۵۸

سر و آزاد طبع حیدر آباد ۱۹۱۳

سفینہ خوشگونی نسخہ کتابخانہ پنجاب یونیورسٹی - صرف جلد دوم - اول و آخر سو قدیمے ناقص ورق ۱۹۲ سطور ۲۳ ' تقطیع  $\frac{1}{8} \times 5$  ' خط نستعلیق

سکندر نامہ بری طبع لکھنؤ ۱۲۷۰

" " بکری طبع کلکتہ ۱۸۶۹

سیر العارفین (خطی) میرا نسخہ سن کتابت ندارد مگر گیارہویں صدی کا نسخہ

معلوم ہوتا ہے - ورق ۱۳۸ ' سطور ۱۷ ' تقطیع  $\frac{3}{8} \times 8$  ' خط نستعلیق

شعر العجم (مصنف مولانا شبلی) فیض عام علیگڑھ

عالم آرا کی عباسی (مصنف اسکندر منشی) طبع طہران ۱۳۱۳

فہرست بادل یعنی فہرست کتاب خانہ مادی در آکسفورڈ مرتبہ ایچ

آکسفورڈ ۱۸۸۹

یہ نسخہ طباعت کے ختم ہونے کے قریب ملا



فہرست (کتابخانہ) بانکی پور شرای فارسی - جلد ۱ تا ۳، طبع کلکتہ ۱۹۱۲ء

فہرست ریو یعنی فہرست مخطوطات فارسی در موزہ برطانیہ جلد ۱ تا ۳ مع ضمیمہ (سپلیمنٹ) طبع لندن ۱۸۴۹ء تا ۱۸۹۵ء

فہرست سپرنگر ساک بہ سپرنگر

کلمات الشعار ساک بہ تذکرہ سرخوش

کلیات عراقی (۱) طبع لاہور (۲) نسخہ خطی کتابخانہ پروفیسر محمود شیرانی بھٹا قدیم

کلیات فیضی نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی دیکھو صفحہ ۱۹۵ حاشیہ ۵

کلیات نظیری طبع لکھنؤ ۱۲۹۱ء

مآثر (یعنی مآثر الامرا مصنفہ شہنواز خان) طبع کلکتہ ۱۸۸۸ء (Bibl. Ind. Series)

مجمع الفصحا ۲ جلد طبع طران ۱۲۹۵ء

مخزن الغرایب سندیلوی (خطی) ۱۱۱۸ء کی تالیف ہے۔ نسخہ کتابخانہ

پروفیسر محمود شیرانی بظاہر لکھنؤ میں ۱۱۱۹ء میں تحریر ہوا، ورق ۹۴۴، سطور

۲۳ تا ۲۵، تقطیع  $15 \times 9$  بعض اوراق اس نسخہ کے مختلف مقامات سے ضائع ہو گئے ہیں۔

مرآة آفتاب نما (خطی) نسخہ کتابخانہ پنجاب یونیورسٹی، نایاب کتابت ندارد تیرہویں صدی کی تحریر ہوگی

مرآة الخیال (خطی) شیر خان لودھی نے اسکو ۱۲۰۶ء میں تصنیف کیا۔ میرے

نسخہ میں جو ۱۱۱۸ء میں تحریر ہوا ۲۳۳ ورق ہیں۔ فی صفحہ ۱۷ سطر۔ تقطیع

$10 \times 6$ ، خط شکستہ آمیز

منتخب الاشعار مبتلا (خطی) مولفہ محمد علی خان بن محمد مشہدی متخلص بہ مبتلا

در ۱۱۶۱ء نسخہ کتاب خانہ پروفیسر محمود شیرانی جو ۱۱۶۶ء میں مولف کی زندگی

میں تحریر ہوا۔ ورق ۱۶۲، سطور ۱۷، تقطیع  $12 \times 4$ ،



منتخب التواریخ بدایونی جلد ۳ (Bibl. Ind. Series.) طبع کلکتہ ۱۸۶۹ء  
منوچی یعنی سٹور یا ڈوموگر (داستان مغول) مصنفہ منوچی - مترجمہ ان (Jrvine)  
۴ جلد ' لندن ۱۹۰۶ء

نشر عشق (خطی) مصنفہ حسین قلی خان عظیم آبادی متخلص بہ عشق (دیکھو سپرنگر  
۶۴۴ و فہرست بانکی پور ج ۸ ص ۱۵۱) نسخہ پنجاب یونیورسٹی ' یہ نسخہ دو جلد  
میں ہے (اوراق ۶۸۴ ' سطور مختلف اوسط ۱۳ تا ۲۱ ' تقطیع ۳/۴ ۹ x ۶) اور  
اول و آخر سے قدرے ناقص ہے - شیخ ابو اسمعیل عبداللہ انصاری کے حالات سے شروع  
اور واقف بٹالوی کے حالات پر ختم ہوتا ہے - مختلف آدمیوں کی  
تحریر ہے - غالباً مولانا آزاد مرحوم نے اپنے لئے لکھوایا - بعض صفحے ان کے  
اپنے خط میں ہیں اور بعض جگہ انکی تصحیح بھی ہے - یہ کتاب اسوقت ملی -  
جبکہ اکثر حصہ کتاب کا چھپ چکا تھا -

نفائس المآثر (خطی) مصنفہ میرزا علاء الدولہ بن یحییٰ السیفی الحسنی القزوینی  
(نام کتاب تاریخ آغاز ہے یعنی ۹۴۳ء) خاتمہ کتاب میں اکبر کے حالات پیش  
شہزادہ دانیال (یعنی جمادی الاولیٰ ۹۴۹ء تک ہیں) نسخہ کتاب خانہ پرفیسر  
سراج الدین آذر ' ورق ۳۲۳ ' سطور ۱۷ ' خط نستعلیق - تاریخ کتابت  
ندارد مگر گیارہویں صدی کا نسخہ معلوم ہوتا ہے

نفحات الانس طبع لکھنؤ ۱۹۱۵ء

واقعات کشمیر (خطی) محمد اعظم دیدہ مری نے اس کتاب کو ۱۱۴۸ء میں تصنیف  
کیا - میرا نسخہ ۱۲۶۴ء میں تحریر ہوا - ورق ۱۸۹ ' سطور ۱۷ ' تقطیع ۱/۲ ۱۰ x ۶  
ہفت اقلیم امین احمد رازی (خطی) نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی ' ورق ۲۲۸  
سطور ۲۱ ' تقطیع ۱/۲ ۱۱ x ۷ ' یہ نسخہ بظاہر کشمیری کاتب نے تحریر کیا جس کتابت ندارد تیرھویں صدی کی تحریر  
ہما و ہمایون طبع لومبارو ۱۸۷۱ء



# فهرست مضامین

صفحه	مضمون	عدد
۱	دییچہ مؤلف	
۷	فہرست اسامی قایلان ساقی نامہا وغیرہ	
۹	(۱) مرتبہ اول - در ذکر سخنورانی کہ داعی حق را	
۹	لبیک اجابت گفته و سر در نقاب خاک تیرہ کشیدہ اند	
۹	ذکر شیخ نظامی	۱
۱۲	حکایت از الہی نامہ شیخ عطار	
۱۶	ساقی نامہ شیخ نظامی	
۲۷	ذکر فخرالدین ابراہیم ہمدانی [عراقی]	۲
۴۸	من مثنوی فخرالدین ابراہیم ہمدانی	
۴۹	ترجیع بند شیخ عراقی	
۵۸	ذکر خسرو دہلوی	۳
۶۶	[ساقی نامہ]	
۷۱	ذکر خواجہ جوی کرمانی	۴
۷۲	ساقی نامہ خواجہ کرمانی	
۷۹	ذکر خواجہ حافظ شیرازی	۵
۸۵	[ساقی نامہ]	
۹۳	ذکر مولانا عبد الرحمن جامی	۶
۹۶	ساقی نامہ مولانا جامی	



صفحه	مضمون	عدد
۱۰۳	ذکر مولانا عبد اللہ ہاتھی	۷
۱۰۶	ساقی نامہ مولانا ہاتھی	
۱۱۰	ذکر حکیم پرتوی	۸
۱۱۲	ساقی نامہ حکیم پرتوی	
۱۲۶	ذکر مولانا امیدی رازی	۹
۱۲۸	ساقی نامہ مولانا امیدی	
۱۳۲	ذکر میرزا شرف جہان قرزونی	۱۰
۱۳۴	ساقی نامہ میرزا شرف جہان	
۱۴۱	میرزا جعفر خان در صوحی کردن شیرین فرمودہ	
۱۴۱	ذکر میرزا قاسم گون آبادی	۱۱
۱۴۴	ساقی نامہ میرزا قاسم گونا بادی	
۱۵۲	ذکر مولانا وحشی یزدی	۱۲
۱۵۵	ساقی نامہ وحشی	
۱۶۲	ذکر خواجہ حسین ثنائی	۱۳
۱۶۶	ساقی نامہ خواجہ حسین ثنائی	
۱۷۵	ذکر مولانا عرفی شیرازی	۱۴
۱۸۱	قصیدہ کہ در منقبت امیر المومنین والہم المتقین گفتہ	
۱۸۳	ساقی نامہ مولانا عرفی	
۱۸۵	ذکر مولانا افسی مشہدی	۱۵
۱۸۷	حکایت از مجموعہ خیال در تعریف اقدسی	



صفحه	مضمون	عدد
۱۸۹	ساقی نامه اقدسی	
۱۹۴	ذکر شیخ ابوالفیض فیضی هندوستانی	۱۶
۱۹۸	پنج غزل شیخ فیضی	
۲۰۰	ذکر مولانا نوعی خوبوشانی	۱۷
۲۰۲	ساقی نامه نوعی	
۲۱۶	ذکر مولانا غیاثی منصف	۱۸
۲۱۸	ساقی نامه غیاثی منصف	
۲۲۵	ذکر میرزا غازی ترخان	۱۹
۲۳۰	ساقی نامه میرزا غازی	
۲۳۴	ذکر مولانا شکیبی صفابانی	۲۰
۲۳۸	ساقی نامه مولانا شکیبی صفابانی	
۲۴۴	ذکر مولانا صحیفی	۲۱
۲۴۵	ساقی نامه مولانا صحیفی	
۲۴۹	ذکر سنجر بن میر حیدر معانی	۲۲
۲۵۳	ساقی نامه سنجر	
۲۵۷	چند بیت در معذرت بدستی	
۲۵۹	ذکر ملک محمد قمی	۲۳
۲۶۲	ساقی نامه ملک محمد قمی	
۲۶۷	ذکر مولانا ظهوری	۲۴
۲۶۹	ساقی نامه مولانا ظهوری	



صفحه	مضمون	عدد
۳۲۲	ذکر میرزا ابوتراب بیگ فرقی	۲۵
۳۲۴	ترجیع بند میرزا ابوتراب	
۳۳۱	ذکر حکیم فقوری گیلانی	۲۶
۳۳۶	ترجیع بند حکیم فقور	
<b>(۲) مرتبه ثانی</b> <b>در ذکر شاعرانی که درین ایام خجسته فرجام در حیاتند و اشتہار</b> <b>سرشاری دارند</b>		
۳۴۳	ذکر مولانا محمد مازندرانی	۱
۳۴۵	ساقی نامہ مولانا محمد صفوی	
۳۴۷	ذکر مسیح ثانی رکن الدین مسعود کاشانی	۲
۳۶۰	ساقی نامہ حکیم رکن	
۳۶۹	ذکر حکیم شفقانی	۳
۳۷۵	ترکیب بند حکیم شفقانی	
۳۷۷	ذکر آقا شاپور رازی	۴
۳۷۹	قصیدہ شاپور	
۳۸۲	ذکر طالب مازندرانی	۵
۳۸۴	ساقی نامہ طالب آملی	
۳۸۹	ذکر میرزا فصیحی	۶
۳۸۹	ترکیب بند مرزا فصیحی	
۳۹۴		



صفحه	مضمون	عدد
۳۹۶	ذکر مولانا ذکی همدانی	۷
۳۹۷	ساقی نامه مولانا ذکی همدانی	
۴۰۱	ذکر میرزا ملک مشرقی	۸
۴۰۴	ساقی نامه میرزا ملک مشرقی	
۴۰۸	ذکر مولانا مرشد بروجرودی	۹
۴۱۴	ساقی نامه مرشد بروجرودی	
۴۲۰	ذکر حکیم عارف ایگی	۱۰
۴۲۷	ساقی نامه حکیم عارف	
۴۳۱	ذکر مولانا دوستی سمرقندی	۱۱
۴۳۲	ساقی نامه مولانا دوستی	
۴۳۹	ذکر مولانا و صلی	۱۲
۴۴۲	قصیده که و صلی در مدح میرزا غازی ترخان گفته	
۴۴۳	ذکر مولانا فروزی استرآبادی	۱۳
۴۴۵	ساقی نامه مولانا فروزی	
۴۵۰	ذکر میر غوری کاشانی	۱۴
۴۵۱	ساقی نامه میر غوری کاشانی	
۴۵۶	ذکر میرملکی قزوینی	۱۵
۴۶۴	ساقی نامه میرملکی قزوینی	
۴۶۸	ذکر مولانا کامل جهرمی	۱۶
۴۶۹	ترجیع بند مولانا کامل که بروش ساقی نامه گفته	



صفحہ	مضمون	عدد
۴۷۷	ذکر عسکری کاشانی	۱۷
۴۸۱	ساتی نامہ میر عسکری کاشی	
۴۹۱	ذکر مولانا اوجی کشمیری	۱۸
۴۹۳	ساتی نامہ مولانا اوجی کشمیری	
۴۹۷	ذکر مولانا محبت علی سندی	۱۹
۴۹۸	قطعہ	
۴۹۸	ذکر مؤلف کتاب عبد البقی فخر الزمانی	۲۰
۵۱۰	ساتی نامہ مؤلف کتاب عبد البقی فخر الزمانی	
(۳) مرتبہ سوم		
۵۲۲	در ذکر فضیلتی کہ مؤلف کتاب بایشان بر خود و بایشان صحبت داشتہ	
۵۲۲	مولانا نظیری	۱
۵۳۲	ذکر مولانا شہراری ہمدانی	۲
۵۳۶	حیاتی گیلانی	۳
۵۳۷	ذکر موزون الملک	۴
۵۳۹	قدسی	۵
۵۴۱	رونقی ہمدانی	۶
۵۴۳	ذکر شاہ نظر بیگ قمشہ	۷
۵۴۶	مولانا نادم	۸
۵۴۸	آقا صفی صفا ہانی	۹



صفحہ	مضمون	نمبر
۵۵۰	ذکر مولانا حیدر خضالی	۱۰
۵۵۲	عطائی جونپوری	۱۱
۵۵۴	اسد بیگ قزوینی	۱۲
۵۵۶	مولانا محوی اردبیلی	۱۳
۵۵۸	باقی مصنف	۱۴
۵۶۰	ذکر کیفی نوسلمان	۱۵
۵۶۲	ذکر مولانا نور	۱۶
۵۶۳	ذکر محمود بیک ترکمان	۱۷
۵۶۶	ذکر مولانا شرمی قزوینی	۱۸
۵۶۸	ذکر صفائی	۱۹
۵۷۰	ذکر حریفی مصنف	۲۰
۵۷۱	ذکر میر عبد اللہ مرثہ	۲۱
۵۷۲	ذکر ذہنی کشمیری	۲۲
۵۷۳	عنایانی مویشی	۲۳
۵۷۴	ذکر مولانا رامی	۲۴
۵۷۵	ذکر درویش جاوید	۲۵
۵۷۷	خاتمہ کتاب	







# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

.....  
 [....] که ساقی نامهای متقدّمین و متاخرین آنچه بدست آید ..... احوال  
 خیر مال قایلان آن اشعار بر بیاض برد و نام آن را میخانه ..... دهد  
 (کذا) و دران ایام که اراده نمود رایات جلال جهانگیری خسرو سکندر [شکوه  
 ۵ دارا لوشاه نورالدین محمد جهانگیر بعز و اقبال در قصبه دپهندیرا] اجمیر نزول  
 جلال فرموده و سال هجرت هزار و سیست و دو رسید [ه] ، در ایام دولت  
 این جهاندار جهانگیر ..... مدار که بنای عظمتش بهیبت ..... و سیاست کامل  
 ارتفاع یافته و اساس دولتش بحکم نافذ و عقل ..... استحکام پذیرفته رعایا  
 از میامن احسانش پهلوی رفاهیت بر بستر راحت نهاده و لشکریان زبان  
 ۱۰ دل بدعای از دیاد عمر و [دو] لت کشاده ، قضا قدرتی که از بیم شمشیر آیدارش باد  
 رایارای آن نیت که مخالف راستی وزد ، مرتخ صلائی که از بهیبت سنان  
 جان ستان صاعقه بارش آب را قوت این نه که بر روی خاک کج رود

نظم

جهان را خلعت امن آبخشان داد که تیغ از رنگ قربانی شده آزاد

له در تر بعد بهیبت فقط 'دا' خوانده می شود ۲۵ تا : سنان بجای سنان'



ز عدلش جان مظلومان سحرگاه  
فراموش کرده تیر اندازی آه  
دانش پناهی که بفکر دقیق و اندیشه تو فنی حل مشکلات ارباب تحقیق .....  
آگاهی که سخنان پذیر و نصایح بی نظیرش چون ..... قا [طع در دل  
مستمعان جامی نماید

### بیت

کلامش با کلام حق موافق . ضمیرش پیش خیز صبح صادق  
عالی همت و کیوان رفعت که هر ..... [۱] ز ذات مکرش عقلی مصور  
و هر موی بر عنصر لطیفش سپاهی ..... در هنگام بزم صد جمشید  
بر یک گاه و صد فریدون در یک [خدا گاه] و ایام رزم صد کیخسرو در یک  
مکان و صد افراسیاب در یک میدان، گاه شجاعت چون شیر ثریان همه دل  
و در وقت سخاوت چون [برهیسان همه و ابل] آفتاب سارق (؟)  
و ماه رایتش چون رایت ماه خافق [آیات فتح مبین از حرفهای خنجر ذوالفقار  
آثارش مبرهن] و تفسیر نصر [الهدی و فتح قریب از زبان سنان شهاب  
پیکر او روشن

### مؤلفه

ز سهم سنانش بر وز مصاف  
چو تیغ از میان بر کشد روزگین  
چنان گرم گردد که کارزار  
جهان را جوان دهند را دارالامان دیده فرصت غنیمت شمرده [شروع] بدین

له : تفکر بجای فکر : دایل بجای دابل — فقره لمحه خیلی مسوخ است ،



تالیف نمود، چون در پی سرانجام این مهم شد و قریب به پانزده [ده] ساقی نامه فراهم  
آورده به ترتیب مرقوم قلم شکسته رقم گردانید از روی شوق به تفحص و تجسس  
ساقی نامه‌ها و دیگر مقید گردید از گردش فلک و از گون دون و نیزنگ  
گونگون این گنبد بوقلمون مسود اوراق را واقع دست داد چنانکه زبان  
خامه اش بسته و دست دلش شکسته گردید و ترس بر و بر تبه غلبه کرد که ننگ  
فرار را در بر، فخر قرار ترجیح داده از راه ناول بلاهور و دراز، آنجا  
بدار العیش کشمیر رفت و چندی در آنجا بگشت و سیر مشغول گردید باز به دارالامان  
هندوستان مراجعت نمود، انشاء الله که شمه از آن مقدمه دین کتاب  
در ذکر احوال این شکسته بال مندرج گردد

### تمثیل

یجی معاذ گوید که مسکین آدمی اگر از دوزخ این قدر ترسیدی که از درویشی  
از هر دو ایمن بودی، و اگر طلب بهشت چنان کردی که دنیا [یا] هر دو  
رسیدی، و اگر در باطن چنان ترسیدی از حق جل و علا که در [یا] ظاهر از  
هر دو سزا (کذا) ایمن بودی [۹]

### القصه

بعد از مراجعت کشمیر . . . . . آبخورد عمان اختیار این بی اختیار را بجانب  
صوبه بهار که باغ جنان دارا [لا] ما [ان] هندوستان است منعطف گردانید  
چون بدان سرزمین عشرت گزین رسید از استمداد اختر بلند و معاونت  
طالع ارجمند در سینه شان عشرین و الف در بلده طیبه پتیه سعادت ملازمت

له س: بار بجای باز ۲ در س بعد کشمیر لفظ 'جاد' را دارد اما بعدش نقلی ساقط شده،



نواب مستطاب، عالی حضرت سکندر شوکت، تهنمتن قدرت، دارا منزلت، کیوان  
 رفعت، مشتری سعادت، بهرام صولت، ثریا مرتبت، عطار دفلنت، ناهید بهجت،  
 آفتاب طلعت، برجیس سعادت، فلک وقار، گردون اقتدار، خورشید اشتہار،  
 فرید [و] آن ظر، جملشید شان، شمع و دودمان خاتم پیغمبران

### بیت

معدن حلم و مروّت آبروی بجر جود یادگار خواجه ہر دوسر اسرار خان  
 مستعد گردید، چون در جرگہ بساط بوسان آن محفل قدسی در آمد خرد دل [دہ] دل  
 [د] مجلس اول بمطالعہ احوال صاحب مجلس و مجلسیان مشغول گشت ہنوز سطر از  
 صفہ نخستین اطوار خداوند بزم بانجام رسانیدہ جو [ن] [ن] بجنتی مشاہدہ نمود کہ  
 پیران سال خورده آئین و آہنگ وقار از رای جهان آرایش می آموختند  
 و عقلمای روزگار سرمایہ دانش و افتخار از سلوک باتمکین و الفاظ گران سنگش  
 می اندوختند، یوسف طلعتی کہ روز [مرہ] حرف زدنش از ویجاہ تا خاتمہ  
 بی سہولسان بگوش جان میر [سید] ابراہیم خلّتی (؟) کہ سخنان و پذیر  
 و نکات بی نظیرش با جہان جہا [ن] [ن] معنی و نزاکت از مطلع تا مقطع بسبع  
 مستمعان آمد

### النوری

من نمیدانم کہ این جنس سخن را نام چیست | فی نبوت می توانم گفتش فی سحری  
 ساقیان لہجہ او چون شراب اندر روند | ہوش گوید گوش را بان ساغزای ہان ساغز  
 چون از گردش فلک کج روش کردش بدین راستی ملاحظہ شد بخاطر رسانید کہ پای تردد

لہ ساغز : خلعتی لہ ساغز : گفتش لہ ساغز : ہن ساغز کن ساغز (از نسخہ قدیمہ کلمات النوری تحریر  
 شدہ کہ در کتاب خانہ پروفیسر شیرانی محفوظ است) و معبرای احوالش رجوع کنید بہ ترجمہ مؤلف کتاب را آخر ترجمہ دوم



بی محاصل را باید شکست و کمر محبت (و) خدمت این خورشید منزلت را بر  
میان جان بست که گفته اند مصراع

مردی نشوی تا کنی خدمت مردی

اکنون دست اخلاص از روی اعتقاد در دامن دولت آن سرمایه دانش و خود  
را داخل فهرست مداحان آن فهرست کتاب آفرینش نمود غاشیه عبودیتش  
بر دوش دل گرفت و حلقه بندگیش در گوش جان کشید

### بیت

اگر مرا بعلامی خود قبول کند    بسا کرشمه که بر شاه و شهریار کنم  
چون چند روزی در خدمت آن سعادتمند آمد و رفت نمود در اندک ایامی  
آن قدر احسان بساکنان صوبه بهار و این بی مقدار فرمود که در چیز گمان  
و امکان نیاید و درین جزو زمان دولتتمندی که از و این مایه مردی بمردم رسد  
به هم نمی رسد، از بسکه این ضعیف شرمندۀ احسان آن قدر دوان خردمند [ ]  
شده بود بر خود لازم دانست که کتاب میخانه را بنام نامی آن خا [ن]  
نکته دان با انصرام رساند و امیدوارست از ایزد متعال که از این همت  
آن بلند اقبال نام این شکسته بال بر زبانها جاری شود

مگر بهمهری دیگری بدام افتم    و گرنه کس نکند قصد عید همچو منی  
اگر چه بی اجازت مرتکب این چنین امری شدن کمال جرأت است و لیکن  
نوازش آن صاحب مهربان بنده را گستاخ کرده برین آورد که غلایبان [از روی]

له بیاصل ۹ ۵۲ تا: رسانید



رغبت تسلیم رضای (کذا) خدمت اتمام کتاب میخانه نماید بنا بر [ان] در پی  
تمشیت این کتاب شده چند ساقی نامهای متقدّمین و متاخرین (که) در مدت  
پنج سال فراهم آورده بود همه را با احوال آنها بر بیاض برد و بنای این  
تالیف بر سه مرتبه نهاد

### مرتبه اول

در ذکر سخنورانی که داعی حق را لبتیک اجابت گفته و سر در نقاب خاک  
تیره کشیده اند [ند]

### مرتبه ثانی

در ذکر شاعرانی که الحال در حیاتند و صحیفه این ایام نجمه فرجام از منظومات  
ایشان مزین می گردد و در میان این طایفه هر کدام سرشاری دارند و ساقی نامه  
تمام عیاری گفته اند ابیات ساقی نامه ایشان با احوال شان بر بیاض می رود  
اگر احياناً یک تن یا دو تن که درین [عصر کمال شهرت دارند و ساقی نامه ایشان  
بمنظر فقیر نه رسیده یا . . . . . نگفته باشد ترجیحی از ان جماعت یا بیستی چند که مناسب  
میخانه باشد [بنا] بر ضرورت با احوال ایشان درین مرتبه مندرج می نماید

### مرتبه سوم

در ذکر فصیحانی که مؤلف کتاب با ایشان برخورد [ه و] با ایشان صحبت داشته  
و یقین حاصل کرده که تا غایت ملاقات ساقی نامه نگفته اند و اشتها بر تمام عیاری دارند

له می کرد بجای می گردد



و اکثر ابیات ایشان برتبه واقع شده است مجلی احوال آنها بایک بیت [د] و  
 بیت که مناسبتی باین کتاب داشته باشد مرقوم قلم شکسته رقم می گرداند  
 در تمام این مجموعه هر جا که ذکر بادشاهان عظیم الشان و شاهزادگان جم نشان یا وزیرای  
 صاحب تدبیر و امرای بشمشیر کرده می شود اسامی گرامی ایشان از روی اعزاز  
 و اکرام بر بیاض می برد چه این شیوه از برای قبول تالیف در نظر دوست  
 و دشمن بر مؤلف از جمله واجبات است امید از کرم طبعی [خان] عالی شان  
 آن و استدعا از مرآت جملی آن صاحب مهربان [چنانست که چون مجموعه این  
 اوراق پریشان بنظر مبارکش [رسد] شرف قبول بدان ارزانی فرماید  
 در از نفسی از حد گذشت قلم بجانب دُعا بازگشت ایزد تعالی نشو و نمای  
 آن نهال برومندستان سیادت را از آسیب افسردگی و پژمردگی در پناه ابر  
 رحمت خود بدارد! ذات ملکی صفات بی بدش را که باعث نیکبخت همواره  
 از مکاره دوران مصون داشته از عمر و مرز عمر بهره مند گرداناد!

## فهرست اسامی قایلان ساقی نامها و غیره

### مرتبه اول

شیخ نظامی	شیخ عراقی	امیر خسرو	خواجو کرمانی
خواجه حافظ	حضرت عبدالرحمن جامی	عبدالرحمن باقعی	حکیم پرتوی
امیدی	مرزا شرف جهان	مرزا قاسم گونا بادی	وحشی

له تا: بابجای یا له تا: جان بجای خان له قیاساً نوشته شد در ساء بجایش لفظا چون 'نوشته'  
 له تا: بی بدش هه تا: مکارم'







و روزگرمخفوری که داعی حق را بتیک اجابت گفته و سرور  
نقاب خاک تیره کشیده اند

بر ارباب دانش ظاهر است که شعرای ماقدم ساقی نامه نگفته اند مؤلف این اوراق  
پریشان چند ساقی نامه از کتب اکابر بنابر مینت [بد] ر نوشته و ترتیب داده است  
چنانچه جا بجا بمقتضی وقت ذکر آن [انتخاب خواهد کرد و استمداد از باطن قایلان  
آن طلبید

ذکر

شیخ نامی حضرت شیخ نظامی علیہ الرحمة والمغفرة

۱۰ خامه مشکین شمامه در شرح او صاف حمیده و افعال پسندیده آن برگزیده با وجود  
دو زبانی ز [بان] بحجری کشاید، و قوت ناطقه عالم گیر با مرتبه جهانگیری در تقریر  
وصف اشعار آیدارش اقرار و اعتراف بتقصیر می نماید، شاعری و دُن مرتبه آن  
سپهر آید [ارباب کرامت] در کتب معتبر چنان بنظر رسیده که مولد شرفش از  
۱۵ گنج است فاما والد اجد آن منبع فصاحت و بلاغت از فرایان قلم است چنانچه  
ازین بیت که در سکندرنامه فرموده اند مفهوم می شود

بیت  
اگر من چو گنجی گنج بد گم      ولی از فراوان شهر دقم

۱۰ تا: بتفصیلی ۱۱ تا: تمت ۱۲ تا: فهرست پیرامون کہستان بجای فراوان +



در ایام سلطنت آل بویه بواسطه بعضی از موانع پدر عزیز ایشان از شهر مذکور برآمده  
در سنه ۳۷۵ هجری بمیانه اراکان که دارا ماره اش گنجه است در آمد چون هوای گنجه  
موافقت طبیعت آن معدن حقیقت نمود از ادراک (۹) آنجا دختری خواست  
و در آنجا توطن کرد و بنابران تولد شیخ در گنجه واقع شد اسم شیخ یوسف بن موسی است  
در اوان جوانی و عنفوان زندگانی اوقات صرف علوم نقلی و عقلی فرموده تا در چهل  
سالگی باستعداد صحبت حضرت شیخ جمال موصلی مستعد گشت و خدمت آن سر دفتر  
اصحاب کرامت کرده در پنجاه سالگی بملوک مشغول شده و چهل چله داشت تا  
رتبه خود را از همت اکلیلیا ریاضت برتبه ولایت رسانیده اند چنانچه درین  
مصرع سکندر (نامه) اشارت باین معنی فرموده اند مصرع  
که چله چهل گشت و خلوت هزار

اما مولف مخزن اخبار و تالیف خود آورده که حضرت شیخ هفتاد چله داشته  
واللهمة علی الراوی بهر تقدیر در انزوای چله اسرار غیبی برایشان کشف شده و  
کرامتهای عجیب از ایشان بظهور آمده چنانچه این مختصر گنجایش آن ندارد و سلاطین  
زمان ایشان آن بزرگ دین و مطلع ارباب یقین [را] ملا و لمجا و خودی دانسته  
اند و نمسه را بنام بادشاهان عصر خود با تمام آورده اول مخزن اسرار را بنام بهرامشاه  
والی ارزروم و سیلی مجنون [را] بنام شاه منوچهر مشهور به خاقان کبیر پادشاه شیرین  
بانجام رسانده [اندا] خمس و شیرین و هفت پیکر را باسم آتابک قزل ارسلان  
تمام نموده و سکندر نامه را باسم شاه طغرل بن ارسلان سلجوقی ختم فرموده اند  
آنقدر لطایف [و] وقایق که در کتاب پنج گنج درج کرده کسی را میسر نیست بلکه مقدور  
نوع بشر نیست و هر که بعد از آن بزرگ دین و مطلع ارباب یقین بی استعداد میسر نشدی

له ملاحظه کنی و کاشی که ما از آن سه سبب



اراده نغمه گفتن کرده و با ایشان بی ادبانه پیش آمده بمطلب نرسیده و بر از عمر نخورده چنانچه  
بر خردمندان این جزو زمان روشن و مبین است و این بیت آن بزرگوار مستشهد  
گفتار این بمقتدا [رست] **بیت**

تیغ ز الماس زبان ساختم هر که پس آمد سرش انداختم

چون سن شش و پستاد و چهار رسیده در سینه اش و خمایه از عالم فنا بعالم بقا  
خرامیده و مدفن ایشان در بیرون شهر گنجه است، بتحقیق پیوسته که خاقانی و ظهیر فاریابی  
و اشیر خیسکی و جمال الدین عبد الرزاق بآن محزون اسرار الهی معاصر بوده اند  
بر رای انور دانش پذیران نکته رس و ضمیر ضیا گستر روشن ضمیران صبح نفس پوشیده  
نماند که افادت پناه میرزا دولت شاه در تالیف خود آورده که کتاب ویس و رامین  
را حضرت شیخ در ایام شباب منظوم ساخته و سواى این نغمه و کتاب مذکور بیت هزار  
بیت مصنوع و موشح دارد و بعضی می گویند که تصنیف مذکور از مصنفات نظامی  
عروضی سمرقندی است تا ما طرز آن ابیات بروش شیخ نامی گرامی بیشتری ماند شاید  
که در بهار زندگانی گفته باشد، درین آن مؤلف سهوی عظیم نموده چرا که افضل الفضلا  
مولانا عبد الرحمان [جامی] که در تنبیح همه کس او را قبول دارند و کمال او زیاده  
از آنست که درین [صحیفه] گنجد در بهارستان آورده که "فخر جرجانی از امثال و افاضل  
رونگار است میزان کمال فضل و وقت شعری کتاب ویس و رامین است" ازین  
کلام مولوی بی شک معلوم شود که آن عزیز غلط کرده و دیگر این ضعیف دو دلیل [ل]

۱۰  
۱۵  
ع ۱۰ محزون الاسرار (لندن مطبعه) ملاحظه سطره  
ل ۱۰ غلط است، به بیند خواهی ۲۰ تذکره الشعرا (طبع لیدن) ص ۱۳ سطره (نیز به بیند ص ۱۰) ۱۰

ع ۱۰ عبارت دولت شاه این طور است: و دیوان شیخ نظامی و رای نغمه قریب بیت هزار بیت باشد غزلیات مطبوع  
و موشحات و شعر مصنوع بسیار دارد ۲۰ در تذکره الشعرا مطبوعه این عبارت موجود نیست ۱۰

ع ۱۰ بهارستان (طبع کهنه ۱۳۲۹ ص ۱۰) : بوده بجای است ۱۰



قوی بجهت اثبات این مقدمه بهم رسانده تا بلا شبه رفع مظنه نفی شود (اول)، آنکه حضرت  
شیخ در اسکندرنامه خود بتقریبی مضمون یک بیت فخر استخمين می نماید و می فرماید

### بیت

سخن گو سخن سخت پاکیزه راند که مرگ بانبوه را جشن خواند  
و فخر جهانی در کتاب و کس را این بمقتضی وقت این معنی را برین پنج ادا کرده است

### بیت

روم خود را بیندازم دانا آن کوه که چون جشی بود مرگ بانبوه  
دوم این که خزینه جواهر اسرار حضرت شیخ عطار در آتی نامه خود بسبب نظم کتاب  
دین را این را بیان می نماید و این تخفیف آن حکایت بر سبیل تصدیق درین تالیف  
بر بیاض میباید تا صدق قول خود بر ارباب دانش ظاهر سازد

بر رای معنی آرای ارباب دانش و ضمیر بیضا تاثیر اصحاب بنیش پوشیده نماند  
که حضرت شیخ ساقی نامه بسامانی محققه، بانی میخانه عبدالنبی فخر الزمانی از آخر هر  
د[ا]ستان کتاب سکندرنامه دو بیت در یوزه نموده با چند بیت متفرقه دیگر که  
مناسبتی بساقی نامه داشت ترتیب داده بر سبیل تیسر و تبرک در این [ا]وراق  
پریشان بر بیاض برو تا از برکت سخن آن سر دفتر اصحاب حقیقت این مختصر در نظر  
ارباب هنر مطلوب جلوه گر آید

### حکایت از الهی نامه شیخ عطار بر سبیل تصدیق

بگرگان پادشاهی پیش بین بود که نیکو طبع بود و پاک دین بود

له رجوع کنیده بخواستی

۱۴ دین و دین طبع مکتبه ۱۹۶۵، ص ۱۹۸، شوم خود را

۱۵ تا : اجزه سر ۱۵ مراد از آنکه ما بخدمت علی الهی نماند کلام

بندازم از آن کوه الخیر : دانا نام بجای بیندازم  
کتابخانه آصفیه جدید آباد دکن موجود است



چو بودش لطف طبع و جاه حرمت  
زبان در خدمت او گوش میداشت  
علامی داشت آن شاه زمانه  
دو زلفش چون دو ماری بود مشکین  
رخش چون ماه و زلف او چو ماهی  
لب شیشونش چندانی شکر داشت  
مگر یک روز آن شاه سرافرازه  
نشته بود و شاه و قنبر آن روز  
بخوبی رهنی هر جا که جانی  
اگر بروی او چشمی بیدیدی  
دو نرگس از مره هم خانه خار  
دانش از چشم سوزن تنگ تر بود  
سزاران دل بزرگان در ربوده  
کنند زلف بر خاک او فلکند  
چو دیدش فخر رویش تن فروداد  
ولی زهره نبود از بیم شاهش  
برفته هوش از و هوش میداشت

در آمد فخر گرانیش بخد مت  
آن شه نیز بس نکوش میداشت  
چو یوسف در کورونی یگانه  
چه میگویم دو هند بود و چین  
زبانی تا با هوش پادشاهی  
که فی پیش لبش بسته گرداشت  
سپه را خواند جشی کرد آغاز  
در آمد آن غلام عالم افروز  
بشیرینی شکر ریز جانی  
چو ابروی کیش چشمی رسیدی  
دولب هم شیوه یک دانه نار  
ازان چشم از دهاشس بنخیر بود  
بهریک موی صد جان در ربوده  
بلب شوری در افلاک او فلکند  
همه جانش برفت و دل بدو داد  
که در چشم آورد روی چو ماهش  
بردی چشم خود را گوش میداشت

له قی: ز جود و لطف طبع و جاه حرمت    له قی: گنگان  
له قی: خدمت    له قی: شهزاده بجای شه نیز    له قی: بد و زلف    له قی: شادان  
له قی: کرش    له قی: شیوه هم    له قی: جان    له قی: روی آن پیراز  
له قی: از روی



بجای آورد عالی شاه آن راز  
چو اهل جشن میت باوه گشتند  
در آن مجلس ز عشق روی دلدار  
چنان جانفش ز آتش موج زن شد  
میان سوز در شوریده جمع  
شه گرگان فخر بر اچنان دید  
غلامی خود بدو بخشید در حال  
ز سوز عشق و شرم شاه عالی  
شهبش گفتا چه افتاد که مردی  
غلام و فخر هر دو شادمانه  
اگر چه مست بود و فخر بی خویش  
بزرگانی که پیش شاه بودند  
بایشان گفت امشب شاه است  
گرامش آن غلام از بر شاه  
چو گردد روز دیگر شاه هشیار  
اگر کرده بود بر دل فراموش  
غلامش گر بر من بوده باشد

ولی پرده نگرداند روی آن باز  
از آن مستی ز پای افتاده گشتند  
به فخر اندر دوستی شد پدیدار  
که جانفش در سیر آن سوختن شد  
نگه میداشت خود را هم چو شمشیر  
دلش با عشق و آتش در میان دید  
سمنور گشت از شادی آن ملال  
بگردیدی عجب صد رنگ حالی  
غلام تست دستش گیر و بردی  
شدند از مجلس خسرو روانه  
بکار آورد عقل حکمت اندیش  
همه از نیک و بد آگاه بودند  
ز مستی این غلام افتاده پست است  
شوم با خانه خود تا سحرگاه  
اگر باشد پشیمانی ازین کار  
و گر از غیرت آید خویش در جوش  
اگر گویم بسی بهیوده باشد

له ق: ز می در روی له ق: چون آتش در جوش جلد تن له ق: سوزیده له ق: سور شه ق: بگردیدی عجب  
له ق: بر زنی ق: مثل من که له ق: شادمانه له ق: بودش فخری خویش  
له ق: ز من نیز این له ق: این غلام از پیش این شاه بهم له ق: در  
له ق: در له ق: در بر بجای گر بر



به تهمت خون بریزد بی گناه هم  
 مرا گویند ناستی تو جاحل  
 چرا یک شب نکردی صبر تا روز  
 کنون او را نخواهم برد با خویش  
 همه گفتند رای تو صوابست  
 بزیر تخت آن شاه معظم  
 دران سردابه تختی بود زیبا  
 غلام مست را در پیش آن جمع  
 با عزارش دو شمع آبخا بر افروخت  
 در سردابه را آن فخر گرگان  
 کلید آنکه بایشان داد تا روز  
 بی چون شاه دیگر روز نشست  
 بزرگان در سخن لب برکشاند  
 ز کار فخر گفتندش که چون کرد  
 بستی چونکه شه داد آن غلامش  
 بشب موقوف کرده پیش ده کس  
 شهنش گفت این ادب از وی تمامم

به پیش نگ در اندازد به راهم  
 که نبود مست را گفتار عاقل  
 که تا هشتاد و دو شاه پیروز  
 که وی مست نیک بد بداندیش  
 که امشب پیش شاهنش جای خواست  
 یکی سردابه بود از سنگ محکم  
 بروده دست جامه جلد و بیا  
 بخوابانید آبخا باد و سه شمع  
 برون آمد ولی چون شمع میسوخت  
 بلبت القصه در پیش بزرگان  
 بران درخت بر عشق دل افروز  
 در آمد فخر و خدمت کرد و نشست  
 کلید آنکه به پیش شه نهادند  
 که الحق احتیاط از حد برون کرد  
 نگه می داشت الحق احترامش  
 که تا شاهنش چه فرماید ازین پس  
 از ان اوست این خاصه غلامم

۱۰۰ تا: چون ۱۰۱ تا: بیدار ۱۰۲ تا: نگ ۱۰۳ تا: زیبا ۱۰۴ تا: هیچ بجای دو شمع

۱۰۵ تا: آن شاه گرگان بجای آن فخر گرگان ۱۰۶ تا: آن فخر ۱۰۷ تا: در

۱۰۸ تا: زمستی شاه چون از خواب بیدار بجای بی الخ ۱۰۹ تا: احتیاج ۱۱۰ تا: چون بداده بجای چونکه در آن

۱۱۱ تا: تمامت ۱۱۲ تا: خاصه آن غلامت بجای این خاصه غلامم



بغایت قهر شد زین شادمانه  
باخر چون در سردابه بکشد  
که دید آن ماه را رخ زشت گشته  
مگر در جسته بود از شمع آتش  
بیکره سوخته ز آتش سرو پای  
ز مستی شراب و مستی خواب  
چو روی دلتاش را چنان دید  
چو در آتش فکاده بود مارش  
چگونه من که چون دیوانه دل گشت  
[د] ران دیوانگی بردشت افتاد  
چو عشق از حد بشد باد در خود ساخت  
[غ]م خود را و انجامی فرو گفت  
بعمر روز و شب می گفت و میگشت  
بنگی می نوشت آن عشق نام

دلش می زد از آن شادی زبانه  
ز هر چشمی بسی خوشنما به بکشاو  
ر سرتاپای او انگشت گشته\*  
فتاده در لحاف آن پریوش  
نه جامه مانده و نه تخت بر جای  
شده در آتش سوزنده غرقاب  
جهانی آتش آنجا نقد جان دید  
در آتش او فتاده بود کارش  
بسی دیوانگی بروی بجل گشت  
چو گردون روز و شب در گشت افتاد  
حدیث ویران این مهر خود رانست  
بنام شاه خود آن غصه او گفت  
میان خاک و خون می خفت و میگشت  
که غولش می چکد از نوک خامه

ساتی نام شیخ نظامی

بیاتاز بیداد شویم دست که بی داد نتوان ز بیداد درست

۱۴۴۰ ق: چو دید آن ماه رُخ را کشته گشته ز سر تا پای خون آغشته گشته ۱۴۴۱ ق: اورا بجای زاراش  
۱۴۴۲ ق: از دل بجای آبخا ۱۴۴۳ ق: دید بجای بود ۱۴۴۴ ق:

یعنی نقشه در آق ما در بیلر جای بارغ نوشته اند در نق مصرع ثانی این طور است :-

و بعد از این که در میان کلمات است :-

و بعد از این که در میان کلمات است :-



چه بندیم دل در جهان سال و ماه  
جهان و ام خویش از تو یکسر برد  
چو باران که یک یک مهیا شود  
بیاتاً خوریم آنچه داریم شاد  
چه باید نهادن برین خاک دل  
از آن گنج کاورده قارون بدست  
وزان خشت زرین شد آد عاد  
درین باغ رنگین و ختی نرست  
دو در دارد این باغ آراسته  
در آ از در باغ (دو) بنگر تمام  
اگر عاقلی با گلی خو میگیر  
بیاساتی از من مراد و رکن  
بمی ده مرا کو بمنزل برد  
بسازای معنی نوای بلبلند  
نوامی که از غم رهایی دهد  
بیایاغبان خرمی ساز کن  
نظامی بشهر آمد از شهر بسند

که هم دیو خانه است و هم غول راه  
بجرعه فرستد لب غر برد  
شود سیل و انگه بدریا شود  
درم بر درم چند بتوان نهاد  
کز دگنج قارون فروشد بگل  
سراسیمه در خاک مین چون نشت  
چه آمد بجز مردن نامراد  
که ماند از جفای تبرزن درست  
درو بند از دهر دو برخاسته  
زدیگر در باغ بیرون خرام  
که باشد بجای ماندنش ناگزیر  
جهان از می لعل پر نور کن  
همه دل بر نداد غم از دل برد  
باو تار این ارغنون دل پسند  
بتار یک شب روشنائی دهد  
گل آمد در باغ را باز کن  
بیارای بستان چینی پرند

۱۵ سب ' صفا - مر : خوانسته بجای خاسته

۱۵ از روی سب، آ : تو آنکه بجای تو یکسر

۱۵ سب ' صفا : ۱۵ سکنه نام بجز طبعی مکتوب (۱۸۶۹ء) به تصحیح مولوی احمد علی که در مابعد به علامت سج مذکور است

۱۵ سب ' صفا : ۱۵ به آه ازین الم : سج : بر او تار این ارغنون بلند

۱۵ سب ' صفا : ۱۵



ز جعد بنفشه بر انگیز تاب  
لب غنچه را کاپش بوی شیر  
سمن را درودی ده از ارغوان  
البهر سبزی از عشق چون من کسان  
هوا معتدل بوتان دلکش است  
درختان شگفتند بر طرف باغ  
[به] مرغ زبان بسته آوازده  
[یکی] مرده ده سوی بلبل برآز  
[از] سیامی سبزه فرو شوی گرد  
[د] لاله را کاند از خون بپوش  
سراینده کن ناله چنگ را  
از ان سیمگون سکه نو بهار  
ریاحین سیراب را دسته بند  
به سپهر امن پر که آب گیر  
وران بزم گم خسروانی خرام  
بمن ده که می خوردن آموختم  
بیاد حریفان مجلس گرای

۵

۱۰

۱۵

سز ز گس مست برکش ز خواب  
بکام گل سرخ در دم عبیر  
روان کن سوی گلبن آب روان  
سلامی بهر سبزه میرسان  
هوای دل دوستان را خوش است  
برافروخته هر گلی چون چراغ  
که پرواز پارسینه را باز ده  
که مهد گل آمد بهیچانه باز  
که روشن بشتن شود لا جورد  
فرو مال خونی بجا کی بهوش  
در آدر برقص این دل سنگ را  
درم ریز کن بر سر جویبار  
بر افشان بیالای سرو بلند  
ز سوسن بیفکن بساط حشر  
در افکن می خسروانی بجمام  
خودم خاصه کز تشنگی سوختم  
کز ایشان نه بینم یکی را بجای

۵۲ مآ: نشان جای کسان - سبزی بجای سبزه

۵۳ ایضاً: برستان فراز

۵۴ ایضاً: سنگ

۵۵ سب: بزمه

۵۶ مآ: سخن

۵۷ سب: ساز

۵۸ ایضاً: پیش

۵۹ مآ: بهوش



چو دوران ماهم نماند بسی  
 بیاساقی آن می که ناز آورد  
 بمن ده که این هر دو گم کرده ام  
 بیاساقی از می نشان ده مرا  
 کزان داروی تلخ بهیوش شوم  
 معنی بسیار اول صبح جام  
 از ان زخمه کان در دل آب ورد  
 بیاساقی آن ارغوانی شراب  
 مگر زان خسرانی نوائی زخم  
 معنی بیک نغمه بنمای رود  
 چنان برکش این نغمه نغز را  
 (۱۲) معنی ره پاستانی بزن  
 بسی بی نوا را بان یک نوا  
 بیاساقی از خسم دهنقان پیر  
 نه آن می که آمد بذهیب حرام  
 معنی بسیار آن نوائی غریب  
 نوائی که در وی نوائی بود

(۱۲)

خورد شیر بر یاد ماهر کسی  
 جوانی دهنم باز آورد  
 قناعت بخواب خم کرده ام  
 از ان داروی بهیشان ده مرا  
 مگر خوشتن را فراش کنم  
 بزن زخمه بچست بر عود خام  
 ز سودای پیوده خواب آورد  
 بمن ده که تاست گردم خراب  
 خراباتیان را اصلای زخم  
 کزانلش در معنی افتاد دود  
 که ساکن کنی در سر این مغز را  
 مغانه نوائی مغانی بزن  
 گرمی کن و گرم تر کن هوا  
 می در قسح ریز چون شهید و شیر  
 می کاصل مذہب بدو شد تمام  
 نوائین تر از ناله عندلیب  
 نوائی نه کز وی نه وائی بود

له سب : نیز ۱۲ ایضا ۱۴  
 صبح و شام در مصرع اول در وی جام در مصرع ثانی ۱۵  
 ۱۶ سب ۱۷ ایضا ۱۸  
 ۱۹ سب ۲۰ ایضا ۲۱  
 ۲۲ سب ۲۳ ایضا ۲۴  
 ۲۵ سب ۲۶ ایضا ۲۷  
 ۲۸ سب ۲۹ ایضا ۳۰  
 ۳۱ سب ۳۲ ایضا ۳۳  
 ۳۴ سب ۳۵ ایضا ۳۶  
 ۳۷ سب ۳۸ ایضا ۳۹  
 ۴۰ سب ۴۱ ایضا ۴۲  
 ۴۳ سب ۴۴ ایضا ۴۵  
 ۴۶ سب ۴۷ ایضا ۴۸  
 ۴۹ سب ۵۰ ایضا ۵۱  
 ۵۲ سب ۵۳ ایضا ۵۴  
 ۵۵ سب ۵۶ ایضا ۵۷  
 ۵۸ سب ۵۹ ایضا ۶۰  
 ۶۱ سب ۶۲ ایضا ۶۳  
 ۶۴ سب ۶۵ ایضا ۶۶  
 ۶۷ سب ۶۸ ایضا ۶۹  
 ۷۰ سب ۷۱ ایضا ۷۲  
 ۷۳ سب ۷۴ ایضا ۷۵  
 ۷۶ سب ۷۷ ایضا ۷۸  
 ۷۹ سب ۸۰ ایضا ۸۱  
 ۸۲ سب ۸۳ ایضا ۸۴  
 ۸۵ سب ۸۶ ایضا ۸۷  
 ۸۸ سب ۸۹ ایضا ۹۰  
 ۹۱ سب ۹۲ ایضا ۹۳  
 ۹۴ سب ۹۵ ایضا ۹۶  
 ۹۷ سب ۹۸ ایضا ۹۹  
 ۱۰۰ سب ۱۰۱ ایضا ۱۰۲



معنی بر آهنگ خود ساز گیر  
 که مارا ستروده ننگ نیست  
 بیاساقی آن شربت جانفزای  
 مگر چون بدان شربت آرم نشاط  
 معنی سماعی بر انگیز گرم  
 (۲ اب) مگر گرم تر زین شود کار من  
 بیاساقی آن می که رومی و شست  
 مگر با من آن بی محاسبانک  
 معنی بیاسچنگ را ساز کن  
 مرا از نوازیدن چنگ خویش  
 بیاساقی از ختم و دوشینه می  
 بده تا طبیعت سیادش شود  
 معنی بدان ساز تنیم ساز سوز  
 مگر زان نوای بریشم نواز  
 بیاساقی آن می که فرخ پی است  
 می کوست حلوائی هرشم کشی  
 معنی مغان را در آور بخوشش

۵

۱۰

۱۵

۲۰

یکی پرده ز آهنگ خود باز گیر  
 بجز بی نوائی\* در آهنگ نیست  
 بمن ده که دارم غم جان گزای  
 غمی چند را در نوردم بساط  
 سرودی بر آور باواز نرم  
 گریزد کادی ز بازار من  
 بمن ده که طعم چوزنگی خوشست  
 چو رومی وزنگی نباشد و رنگ  
 بگفتن گلو را خوش آواز کن  
 نوازش گری کن باهنگ خویش  
 که ماند است باقی ز کاوس و کی  
 چو نوشد می چند پیش شود  
 بساط مرا یک زمان بر فرسوز  
 بریشم کشم رو در طراز  
 بمن ده که داروی هر دل می است  
 ندیده بجز آفتاب آتشی  
 که در باغ بلبل نباشد خموش

۱۰ سج : ص ۵۵  
 ۱۱ سج : ص ۵۵  
 ۱۲ سج : ص ۵۵  
 ۱۳ سج : ص ۵۵  
 ۱۴ سج : ص ۵۵  
 ۱۵ سج : ص ۵۵  
 ۱۶ سج : ص ۵۵  
 ۱۷ سج : ص ۵۵  
 ۱۸ سج : ص ۵۵  
 ۱۹ سج : ص ۵۵  
 ۲۰ سج : ص ۵۵







(۱۳۱) خرابم کن از باد جام خاص  
 معنی بساز آن دم جانفزا  
 بر بینی مگر چون کلید آوری  
 بیا ساقی آن خون رنگین رز  
 می کز خودم پانی لغزی دهد  
 بیا ساقی از شادی نوش و ناز  
 به تشنه ده آن شربت و لعل  
 بیا ساقی آن آب جوی بهشت  
 از آن آب و آتش میچکان سرم  
 چه فرخ کسی کو به هنگام دی  
 بت نارستان بدست آورد  
 (۱۳۲) ازان ناسون تابوقت بهار  
 برون انگه آرد سر از کج کاخ  
 بیا ساقی آن شب چراغ مغان  
 چراغی کز چشمه بارون است  
 بیا ساقی آن صرف پیاده رنگ  
 مگر چاره سازم درین سنگ ریز  
 بیا ساقی آن می که محنت بر است

مگر زان خرابات گردم خلاص  
 کلیدی که شد گنج گوهر کشای  
 از و گنج گوهر پدید آوری  
 در افکن بمغرم چو آتش بخز  
 چو صبح و ماغ دو مغزی دهد  
 یکی شربت آمیز عاشق نواز  
 که تشنه ز شربت ندارد شکیب  
 در افکن بدین جام آتش سرشت  
 بمن ده کز آب و آتش ترم  
 هم آتش نهد پیش هم مرغ و می  
 که در نارستان نکست آرد  
 گهی نار خواهد گهی آب نار  
 که آرد برون سر شکوفه ز شاخ  
 بیاور ز من بر میاد و رفغان  
 چراغ تنم را از و روغن است  
 بمن ده که پایم در آبد سنگ  
 چو پیاده از سنگ یابم گریز  
 بچون من کسی ده که محنت خور است

۱۵ سج (۱۳۲): بیار از

۱۵ الفنا: بدین در

۱۳۵ سج	۱۳۴ سج	۱۳۳ سج
۱۳۶ سج	۱۳۵ سج	۱۳۴ سج



مگر بوی راحت بجانم دهد  
معنی بیاد آر بر یاد من  
بکن شادم از شادی آن سرود  
بیاساتی آن می که جان پرورست  
درین غم که از تشنگی خستم  
بیاساتی از باده جامی بسیار  
رخم را بآن باده چون باده کن  
(۱۴ اب) بیاساتی از می دلم تازه کن  
چراغ دلم یافت بی روغنی  
بیاساتی آن جام کنج سرودی  
لباب کن از باده خوشگوار  
معنی ره را مشش آور پدید  
رونده رهی زن که بر رود ساز  
بیاساتی آن ز ر بگداخته  
بن ده که تازو ددائی گنم  
مگر نو کند عمر پزمرده را  
بیاساتی آزاد کن گردنم  
سرشکی که از صرف پالودگی

ز محنت زمانی امانم دهد  
سرودی باهنگ فریاد من  
مگر بگذرم ز آب این هفت رود  
تن خسته را همچو جان در خورست  
بن ده که می خوردن آموختم  
ز بیجاده گون گل پیامی بسیار  
ز بیجاده رنگم چو بیجاده کن  
درین ره صبور ی باندازه کن  
بمی ده چراغ مرا روشنی  
که نورش دهد دیدار انوی  
بنه پیش کنج سرود روزگار  
که غم شد بی پایان و شادی رسید  
چو عمر شه آن راه باشد دراز  
که گوگرد سرخست از و ساخته  
مس خولیش را کی میائی کنم  
بجوشش آرد این خون افسرده را  
سرشک ترحم ریز در دامنم  
فرد شوید از دامن آلودگی

۳۳ ایضاً ص ۱۲۸

۴۴ سب ، ص ۱۵۴

۴۵ سج ، ص ۱۴۸

۴۶ سج ، ص ۱۹۲

۴۷ ایضاً ص ۱۸۸

۴۸ ایضاً ص ۱۸۳

۴۹ ایضاً ، ص ۲۲۳

۵۰ سب ، ص ۲۲۹

۵۱ سب ، ص ۱۹۸



بیاساتی امشب بی کن شتاب  
 می کاب در روی کار آورد  
 معنی بدان ساز عکین نواز  
 (۱۵) مگر کز یک آواز را می فروز  
 بیاساتی آن بکر پوشیده روی  
 کنم دست شوی به پاک از پلید  
 بیاساتی آن زیق تافت  
 بده تا در ایوان یارش برم  
 بیاساتی آن خاک ظلمات رنگ  
 بدان آب حیوان نظر کن مرا  
 معنی بیک شب با و از چنگ  
 مگر چون شود راه بر من فراخ  
 زمستان چو پیدا کند دست برد  
 گلو در آفاق را از غبار  
 در و دشت را شبنم از چرخ کوز  
 جو انردی باغ پیرایه بچ  
 دهند آب ریحان فروشان دی  
 خم خال دهقان چو آید بگوش

که با درد سر واجب آمد گلاب  
 نه آن می که در سر خار آورد  
 درین سوزش غم مرا چاره ساز  
 مرا زین شب محنت آری بروز  
 بمن ده گرش هست پروای شوی  
 ز بکر اینچنین دست شاید کشید  
 بشکوف کاری عمل یافت  
 چو شکوف سوده بکارش برم  
 بجوی و بیار آب حیوان بچنگ  
 ازین زندگی زنده تر کن مرا  
 خلاصم ده از رنج این راه تنگ  
 برم راه بیرون ازین سنگلاخ  
 فرو بارد از ابر باران خرد  
 لعاب زجاجی دهد روزگار  
 کند امین از تفت و تاب تموز  
 شود مفلح از کیمیا های گنج  
 سفالینه خم را ز ریحان دی  
 قصب بگند پیر شبنم پوش

۱۵ سب ۲۵۳ ۱۵ سج ۱۵۳ آ: وزین ۱۵ سب ۲۵۶ ۱۵ سب ۲۵۱

۱۵ سب ۲۵۶ ۱۵ سج (۱۵۳): یک امشب ۱۵ سج: گیرد

۱۵ سج: مک ۱۵ سج: ریحان می ۱۵ سج: خام



(۱۵) آب غزالان که در نافه مشک آورند  
 بیا ساقی آن رنگ داده عبیر  
 بده تا جوانی در آید بچنگ  
 معنی دگر باره بنواز رود  
 به بین سوز من ساز کن ساز تو  
 چو گل بر شبنون کند ز مهر  
 نشاید شدن مرگ را چاره ساز  
 تب مرگ چون قصد مردم کند  
 بیا ساقی آن باده بردار زود  
 بیک جرعه زان باده یاریم ده  
 معنی بیمار آن دم جانفزا  
 بدین در مگر چون کلید آوری  
 (۱۶) بیا ساقی آن آب آتش خیال  
 گوارنده آبی کزین تیره خاک  
 معنی مدار از غنا دست باز  
 کسی را که این ساز یاری کند  
 خوشا نزد همت باغ در نو بهار  
 بنفشه طلایه کنان گردد باغ  
 ز خون مغز مرغان بچش آمده

کباب تر و قتل خشک آورند  
 که رنگش ز خون داد و بهقان پیر  
 دگر رنگ آتش مرا آب و رنگ  
 بیا و آور آن خفتگانی سرود  
 مگر خوش بنخسیم با و از تو  
 بطفلی شود شاخ گلبرگ پیر  
 در چاره بر کس نکرند باز  
 علاج از شناسنده پی کم کند  
 که بی باده شادی نشاید نمود  
 ز چنگ اجل رنگاریم ده  
 کلیدی که شد گنج گوهر شای  
 از و گنج و گوهر پدید آوری  
 در افکن باین کهر یا کون سفال  
 بدو شاید اندوه داشت پاک  
 که این کار بی ساز ناید باز  
 طرب بادش ساز گاری کند  
 جوان گشته هم روز و هم روزگار  
 همان ز کس آورده بر کف چراغ  
 دل از جوش خون در خروش آمده

له سب ۲۶۶ ۵۲ سج (۱۳۲): آرازان خندان در ۳۳ سب ۳۳  
 که مکرز آمده است بهینید ۳۳ سطر ۵۲ سب ۳۳ که مکرز آمده است بهینید ۳۳ سطر ۳۳



شکم کرده پُر ز شمشاد (دو) سرو  
 برقص آمده آهوان یک سره  
 نسیم گل و ناله فاخته  
 چه خوشتر باین فصل آواز رود  
 سبزینه ترک با چشم تنگ  
 سخنها ی برنخسته با بانگ و ساز\*  
 از بوسه و ز توغزلهای تر  
 (۱۶ ب) بیاساقی از خم و هتقان پیر  
 از آن می که اودار وی هوش بادا  
 تو پذیری ای خضر فرخنده پی  
 از آن می همه بخودی خواستم  
 مراساتی از وعده ایزدیت  
 و گرنه بایزد که تا بوده ام  
 گر از می شدم هرگز آلوده جام  
 نظامی بخاموش کاری هیچ  
 بیاموز ازین مهره لاجورد

خروشان صراحی ز خون تذرو  
 ز دشت آید آواز آهوه بره  
 چو یاران محرم بهم ساخت  
 و زان آب گل کز گل آید فرود  
 فروشته گیسویکسوی چنگ  
 نوگوئی روان گوید از چنگ باز  
 یکی چون طبرزد یکی چون شکر  
 بمن ده یکی ساغر دستگیر  
 مرا شربت و شاه را نوش بادا  
 که از می مرا هست مقصود می  
 و زان بخودی مجلس آراستم  
 صبوح از خرابی می از بخودیت  
 بی دامن لب نیالوده ام  
 حلال خدا باد بر من حرام!  
 بگفتار ناگفتنی در هیچ  
 که با سرخ مهر خست و باز در زرد

له ج (معه) اخروس    له آ نسیم گل    له سج : دل  
 له سج : گیسوی    له سج : بانگ ساز    له سج : وادگوید  
 له سب : مه    له سب (معه) : چه    له آ : وعده از ساقی    له سب : بر نظامی



ذکر

## مطلع انوار ربانی کاشف اسرار سبحانی فخر الدین ابراهیم همدانی

آن گوهر معدن تحقیق و آن لولو، لجه تصدیق عارفی فاضل و عاشقی کامل است، اکثر  
 ارباب طریقت آن کاشف اسرار حقیقت را جوش خم میخانه عشق گفته اند و قرینه حضرت  
 شیخ محی الدین عربش خوانده اند، وصف ذاتش و فضیلت و صفت رتبه و حالت  
 آن بحر معرفت از کتاب لمعاشش لامع است و آسپندان نسخه در علم تصوف کم کسی از  
 ارباب تصوف (۱۴۱) تصنیف نموده، مصدر است (مقتضی است) از برای راست روی  
 عاشقان، و دلیل است بجهت راهبری اهل عرفان، ارباب اخبار آورده اند که مولد  
 آن سوخته جمال آبی و آن تشنه وصال نامتناهی از قرینه کجاست است، و این موضع  
 از نواحی همدان است، آبا و اجداد او عالم و فاضل بوده اند، گویند که یک ماه پیشتر  
 از آنکه از کتم عدم بوجود آید پدرش در واقعه چنان دید که حضرت امیر المومنین و امام  
 المتقین علی بن ابی طالب علیه السلام با ائمه معصومین صلوات (الله) علیهم اجمعین  
 در باغی می خرامند و او در آن حدیقه استاده ناگاه شخصی بیاید و طفلی می آورد و دور  
 پیش پای مبارک حضرت امیر بر زمین نهاد، امیر آن کودک را برداشت و او را در پیش  
 خود خواند و در کنار او گذاشت و فرمود که بگیر آتی ما را و نیکو محافظت نمای که عالم گیر

(۱۴۱)

۱۴ تشریح علامات ستم - کلیات عراقی طبع لاهور - عراقی - نسخه خطی کلیات عراقی - نسخه خطی طبع لاهور  
 ۱۵ در گزیده نبش این طور است: فخر الدین ابراهیم بن بزرگمهر بن عبد الغفار الجوالقی و در تذکره دولت شاه  
 (ص ۱۴۱) و مرآة الخیال (خطی) این طور: ابراهیم بن شهریار جلالی او را شیخ فخر الدین محمد شهریار می گوید بقول او عراقی  
 خواهرزاده شیخ شهاب الدین مهروردی بود (سیر العارفين) ۱۴۳: اعرایش ۱۴۴: در کجاست، در گزیده نام  
 این دیه کجاست است بولایت علم همدان اما در ترجمه برادران مدینه نامش را 'مجل' گفته



خواهد شد، هم از پدرش نقل کرده اند که چون عرّاقی از مادر متولد شد و او را بنزدیک من آوردند کودکی دیدم بهمان صورت که حضرت امیر در خواب بمن عطا فرموده بود،

مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که اسم شیخ عارف ابراهیم است و در ایام سیاحت به بغداد رفته و بسعادت خدمت گوهر دریای معرفت و مهر سپهر

مشیخت (ع ا ب) شیخ شهاب الدین سهروردی مستعد گشته و دست انابت به ایشان داده و مرید آنحضرت شده، آن بزرگ دین و مطلع ارباب یقین عرّاقی

تخلص بشیخ ابراهیم عنایت کرده، عرّاقی مدتی در خدمت پیر روشن ضمیر خود در بغداد بسر برد، هر وقت که از خدمت مرشد خود فارغ می شد اوقات به بنی پروائی و

رسوائی می گذراند و با پسران صاحب جمال و امردان نازک نهال عاشقی می نمود تا آنکه روزی در بازار می گردید در عین سیر با پسر سری و با خوب روی نظری

بهم رسانید و در دکان او رحل اقامت انداخت، چون این مقدمه بجامع علوم ظاهر و باطن شیخ شهاب الدین سهروردی منکشف شد عرّاقی را بجنور خود

طلبید و اعتراض نمود و فرمود که این قسم بد چشمها مناسبتی بحال درویشی ندارد، فخر الدین ابراهیم معروض داشت که ای محرم راز الهی او ای واقف اسرار نامتناهی!

بر شما ظاهر است که غیره در میان نیست هرگاه همچنین باشد نظارگیان از بهر چه در نظاره بر خود به بندند، آن بزرگوار بر آشفت و لیکن از کثرت محبتی که بعرّاقی داشت

بر روی او نیاورد و بمراقبه فرو رفت، بعد از اندک زمانی سر بر آورد و امر نمود که عرّاقی ترا بهندوستان باید رفت و در شهر مولتان بشرف (۱۱۸) خدمت

شهاب الدین زکریا که یکی از مریدان خاص ماست مشرف شد و چندگاه در آن سرزمین بر ریاضت مشغول گردید تا از بین اکسیر ریاضت از کوره امتحان صاف و بیغش بر آئی عرّاقی بفرموده پیر خود عمل نمود تا بمطلب رسید



بر رای انور هنرمندان و ضمیر ضیا گستر خردمندان پوشیده نماند که مؤلف این اوراق  
پریشان عبد البنی فخر الزمانی بجهت تحقیق احوال شیخ ابراهیم اکثر کتب معتبر  
ارباب خبر را بنظر در آورد اقوال همه خلاف یکدیگر برآمد خاطر بر هیچ قولی از اقوال  
آنها قرار نگرفت مگر بر قول مولوی نامی عبد الرحمان جامی و بر گفتار عزیزی که  
دیباجه بر دیوان آن کاشف اسرار ربانی نوشته و این هر دو قول مطابق یکدیگر است  
بنابران بر بیاض برد ۵

جامع دیوان آن یگانه سلامت و آن نشانه تیر ملامت همچو نقل نموده که در پنج سالگی  
شیخ را بمکتب دادند در عرض نه ماه تمام کلام ملک علام را حفظ نمود و چون سن او  
بهمفده رسید بر جمیع علوم از معقول و منقول مطلع شده بود و مستفید گشته تا چنان  
شد که در شهر همدان در مدرسه شهرستان بافادت مشهور شد روزی در حلقه درس  
نشسته بود بافادت و جمعی در خدمتش با استفادت مشغول بودند ناگاه جمعی از  
قلندران های وهوی زنان (۱۸ ب) از در مجلس آن یگانه در رفتند و سماع  
آغاز کردند و این غزل بر خواندند

نظم

ما رخت ز سجد بخرابات کشیدیم      خط بر ورق زهد و کرامات کشیدیم  
در کوی مغان در صف عشاق نشستم      جام از کف رندان خرابات کشیدیم  
از زهد و مقامات گذشتیم که بسیار      کاس تعب از زهد و مقامات کشیدیم  
چون قلندران بروش خود این ابیات خواندند شیخ را اضطرابی در درون پدید آمد و

۱۵ بقول صاحب نجات (طبع لکهنو ۱۹۱۵ء ص ۵۴۲ سطر ۱) عراقی در صفر سن حفظ قرآن کرده بود بنایت خوش

می خوانده چنانکه همه اهل همدان شیفته آواز دی بودند ۱۶ بقول جامی سکونت عراقی در همدان بود و او

در انجمن مدسه عالی عارت نموده (سیر العارفین) ۶



وجد بر مستولی گشت، نظر کرد در میان آن قلندران پسری دید که در حسن بنیطیر و در بر عاشقان دلپذیر بود، جمالی که اگر نقاشان طره حسن او دیدندی متحیر شدند، شهباز نظرش در پرواز دوم شکسته بال گردید و مرغ دلش در دام عشق گرفتار شد و آتش هوا خرمین عقلش بسوخت، دست کرد و جامه را از تن بدر کرد و عمامه را از سر فرو گرفت و بدان قلندران داد و فرمود بیت

چپ خوش باشد که دلدارم تو باشی      ندیم و مونس و یارم تو باشی  
چون زمانی بگذشت قلندران از همدان راه اصفهان گرفتند، چون ایشان غایب شدند شوق بر عرآقی غالب شد و حال برودگرگون گشت کتاهار را بدو راندخت و مجرّد و از از عقب اصحاب روان شد، دو تمیل راه برفت تا بایشان پیوست و این غزل آغاز کرد، بیت

(۱۱۹) پساره قلندر بن ارحیف مائی      که دراز و دور دیدم ره کوی پارسائی  
قلندران چون او را بدیدند خرمیها کردند و در حال او را بنشانیدند و موسی از سر و روی او دور کردند و همزنگ خودش ساختند و شیخ فخرالدین در صحبت قلندران عراق عرب و عجم را در زیر قدم آورد، پس با همیستان دوستان عزم هندوستان کرد، با اتفاق آن جماعت، چون بشهر ملتان رسیدند به خانقاه سلطان المحققین مولانا بهاء الدین زکریا نزل کردند و بشرف دستبوس شیخ مشرف گشتند، مولانا بهاء الدین در آن جمع نظر کرد، فخرالدین عراقی را آشنادید، با شیخ عماد الدین که مقرب او بود گفت درین جوان استعداد تمام یافته ام و را اینجا می باید بودن، و شیخ فخرالدین با اصحاب

له عم (۱۵۲) بقول جمالی خراسان بجای اصفهان  
که عم (۱۵۳) که مانند پیش ما را بهر زده و پارسائی  
۳ بقول جمالی یک دو منزل بجای دو میل  
۵ جمالی: تا سیرکنان از نواحی خراسان بحدود  
ملتان رسیدند



گفت: بر مثال مقناطیس که آهن را کشد شیخ مرا جذب می کند و مقید خواهد کرد؛ از اینجا  
زود ترمی باید رفت، از اینجا بطرف دہلی رفتند و مدتی آنجا مقام کردند شیخ فخرالدین با  
آن قلندران برای خاطر مطلوب مرافقت می نمود و سنگ جفای ایشان بسر بخورد  
تا از آن مقام ملول گشتند عزم سومات کردند چون پنج روزه راه قطع کردند روز ششم  
طوفان باد غلیبه کرد (۱۹ ب) و ایشان را از یکدیگر تفرقه کرد، هر یکی را بطرفی  
انداخت، شیخ فخرالدین با یک شخص دیگر بجای افتادند و از دیگران جدا ماندند، راه  
نامعلوم و حال نامفهوم می رفتند و در حسرت قطرات عبرت از دیده گریان و دل  
بریان می ریختند و شیخ این ابیات در آن ساعت فرموده:

آن مونس و غمگار جان کو؟      آن شاهد روح انس و جان کو؟  
آن جان جهان کجاست آخر؟      و آن آرزوی همه جهان کو؟  
حیران همه مانده ایم دوار      کان یار لطیف مهربان کو؟

هر دو همه شب بر رفتند، اثری از آبادانی ندیدند و از اصحاب بوئی نشنیدند، شب  
تیره راه گم کردند، علی الصباح بدروازه دہلی رسیدند، ناچار و نا کام در شهر رفتند و  
روزی دو سه درنگ کردند از اصحاب هیچ باب حالی معلوم نشد شیخ فخرالدین  
با خود تدبیری اندیشید و شحنة تقدیر ادرامی کشید، آخر الامر باز عازم و جازم شد  
که بخدمت مولانا بہاء الدین مراجعت کند، بایار قلندر مشورت کرد و از موافقت  
جست، او کمر مخالفت بست، یکدیگر را وداع کردند، زندیق در دہلی ماند و صدیق راه  
ملتان پیش گرفت چون باز آن عارف یزدانی و آن صادق ہمدانی (۲۰) بہ  
خدمت عالم ربانی و کامل صمدانی بہاء الدین زکریا ملتانی پیوست و کمر ارادت

۱۰ عم (ص ۱۳۹) و حق: دال بجای آن - جان بجای روح  
۱۱ عم: ودال، در حق مصرعہ اول این طور است: بادل گفتیم مرا نگوی



او بر میان جان بست شیخ فرمود: عراقی؛ از ما بگریختی؛ وی گفت: بیت  
 از تو نگرید دل من یک زمان کالبد را کی بود از جان گزید  
 دایه لطف مرا در برگرفت دادش از مادرم صد گونه شیر  
 علی الفور شیخ او را بجلوت نشاند و چون فخرالدین عراقی ده روز در چله نشست و  
 در بر روی خلائق بست روز یازدهم و جدی برو مستولی شد و گریه بروی غالب  
 گشت و این غزل را انشا کرد و با او از بلند بر خواند مطلع

نخستین باده کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند  
 مردان پیر چون این بشنیدند بجنبیدند و بخدمت شیخ دویدند و شیخ را از حال  
 بیابا گمانیدند چه سنت این طائفه سنت سلطان الاولیا شیخ شهاب الدین سهروردی  
 قدس سره بود و شیخ بهاء الدین از جمله مردان او بود

و چنین گویند که مولانا بهاء الدین پانزده سال بافاوت درس مشغول  
 بود و هر روز هفتاد مرد از علما و فضلا از وی استفادت می کردند و بعد از آن سفر  
 حجاز کرده بغداد آمد و بجانقاه شیخ شهاب الدین نزول کرد (۲۰ ب) و  
 مرید آن بزرگوار شد این منزلت از آن عتبه یافت و سنت شیخ آن بود که بغیر  
 تلاوت بکاری دیگر مشغول نشوند منکران شیخ فخرالدین عراقی صورت واقعه بر سبیل  
 انکار بخدمت شیخ بهاء الدین عرضه داشتند شیخ فرمود: شمارا منع است اما او را  
 منع نیست چون روزی چند برین برآمد یک روز شیخ عماد الدین در بازار می  
 گذشت دید و شنید که این غزل را اهل عشرت با ساز و ترانه بازی گفتند و بدان

۱۴ عم (ص ۱۱) ۱۵ دولت شاه (ص ۱۱) این قصه را بطور دیگر بیان نموده، ۱۶ حق: خواب  
 ۱۷ نغمات (۵۴۲) چه طریقه ایشان در خلوت جز اشتغال بکریا مراقبه امری دیگر نمی باشد  
 ۱۸ در نغمات (ص ۵۴۲) سطر ۲۳) و مرآة الخیال نامش مذکور نیست \*



چنانچه می زدند و بطرف خرابات بگذشت، همین می خواندند چون باز بخدمت شیخ آمد  
گفت حال بدین موجب است، باقی شیخ حاکم است، شیخ سوال کرد: چه شنیدی؟  
باز گوی، گفت بدین بیت رسیدم **مقطع**

چون خود کردند راز خویش تن فاش  
عزّاتی را چسرا بد نام کردند

شیخ فرمود: کار تمام شد، برخاست و بنفس خود بر در خلوت فخرالدین برفت و  
گفت: عزّاتی مناجات در خرابات می کنی؟ بیرون آی، پس عزّاتی بیرون آمد  
و سر در قدم شیخ نهاد و گریه بروی مستولی شد، همچنان روی بر خاک نهاده بسیار  
می گریست، شیخ بدست مبارک خود سراو را از خاک برداشت، و دیگر او را  
بخلوت نگذاشت، و شیخ فخرالدین در آن حال این غزل انشا کرد، بیت  
در کوی خرابات کسی را که نیاز است (۲۱) هشیاری و مستیش همه عین نماز است  
شیخ در حال خرقه از تن مبارک خود بر کند و در پوشانید و دختر خود را در همان  
مجلس در حباله نکاح او در آورد و در آن شب عروسی کردند و شیخ فخرالدین بیست  
و پنج سال در خدمت شیخ می بود و از دختر شیخ او را پسری در وجود آمد کبیر الدین  
لقبش کردند،

و چون شیخ را وقت در رسید شیخ فخرالدین را بخواند و حلّ و عقد در تصرف  
او نهاد و او را خلیفه خود ساخت و بعد از آن بجوار رحمت حق پیوست دیگر مریدان  
چون بدیدند که پیر او را ولیعهد و خلیفه خود ساخت حقد و حسد بر ایشان غلبه کرد  
اگرچه ظاهراً نکرند اما قومی را بر گماشتند تا بحضرت سلطان رفتند و عرضه داشتند که

۱۰ عم (ص)، ۲۰ بقول جلالی این دختر در عین حیات پدرش شیخ بهاء الدین فوت نمود و شیخ خواست که دختر دیگر که  
که تزلزل خواهد بود بکمال او در آورد اما پیش من صد الدین مصلحتی در کار نبود و پدر را منع کرد،



که این مردی که شیخ او را خلیفه خود ساخت سنت شیخ خود را بجای نمی آورد و ایم لشکر مستغرق است و خلوت او با امر دانست، سلطان خود بغض این طائفه در دل داشت چون مجال یافت تیغ انتقام از نیام بر کشید و در حال کس بطلب آن جماعت فرستاد و ازین طرف شیخ فخر الدین حی علی الوداع بر حلقه اجماع زرد و ندای رحیل در داد و مفارقت اصحاب در پیش گرفت و از آن معنی که قصد کرده اند غافل و در موافقت و مواسست او قومی (۲۱ ب)، از اخوان صفا و غلّان وفا که موافقت بستند، چون عزم جزم شد پس باتفاق این طائفه بنی ریا براه دریا عثمان عزیمت بر تافتند و کشتی نشستند و بطرف عدن بیرون رفتند

این خبر سلطان عدن رسانیدند و سلطان عدن متعقد او بود از سبب اخبار و اشعار او در آن بقعه منتشر شده بود و حالات او معلوم گشته، سلطان استقبال او را سعادت خود دانست، با جماعتی از اکابر بر پشت و شیخ فخر الدین را در میان راه دریافت، بعد از مصافحه و معانقه دست دادن شربت های معطر آوردند، شاه عدن این طائفه را بدست خود شربت داد و جنیبت خاص سلطانی در کشیدند تا شیخ فخر الدین عراقی سوار شد و اصحاب او را نیز سوار گردانیدند و با هزار اعزاز و اکرام ایشان را در شهر آوردند و در خانقاه خاص سلطان جا دادند و خدمت های مناسب کردند و علما و صلحا و متصوفه که در آن شهر بودند همه بمجلس شیخ حاضری شدند و نقد خود بر محک امتحان می زدند

چون مدتی برین گذشت موسم زیارت کعبه نزدیک شد، شیخ از سلطان رخصت حج طلبید، در ناصیه او اثر رضاندید، بی اجازت او توکل بر حق کرده بامشوکلان خود روی در راه آورد، سلطان را معلوم کردند (۱۲۲) که شیخ فخر الدین با اصحاب

شاه ۱: صوب بجائی عزیمت، تفحص از روی سراسله کند



روانه شد سلطان بنفس خود عقب ایشان روان شد هنگام پا در رکاب کردن از  
مرکب خطا شد و بنیقاد اندک زحمتی بیای او رسید بنا بر شگون بد مراجعت کرد و  
قومی را از اکابر با مال و نعمت بی پایان در عقب شیخ روانه کرد و فرمود که چون به خردین  
رسید صورت حال مرا باز گوئید پس جهد کنید تا مراجعت کند اگر قبول کرد فیهما و الا این  
نذور تسلیم خادمان دی کنید تا زاد خود و مریدان کند اصحاب سلطان بر اهی رفتند  
و آن قوم براه دیگر منازل قطع می کردند تا بقاقله حاج رسیدند و احرام بستند و زیارت  
کعبه کردند و حج بگزارند گویند عرّاقی این قصیده را در وقتی که احرام بسته بود انشا  
کرد

ای جلالت فرش عزت جاودان انداخته

گوی در میدان وحدت کامران انداخته

و این قصیده دیگر وقتی گفت که نظرش بر جمال کعبه افتاد

تَعَالَى مَنْ تَوَحَّدَ بِالْكَمَالِ      تَقَدَّسَ مَنْ تَفَرَّدَ بِالْجَلَالِ

چند اصفه بهشت مثال      که بود آسمانش صف نعال

پس از انجا روی بمدینه حضرت رسالت نهادند و از ان سعادت مستفید گشتند گویند که  
چون شیخ فخرالدین بمدینه رسید شب آنجا توقف کرد و این پنج قصیده منظوم ساخت

(۲۲ ب) مطلع قصیده اول اینست

عاشقان چون بر در دل حلقه سودا زنند

آتش سودای جانان در دل شیدا زنند

۱ عم (صل) : جمالت ، ۲ آ (بجذ ب) : مصره اول را مصحح لا و ج ب کمالی نوشته ،

۳ عم (صل) : و الجمال ، آ : بن جلالت ، ۴ (صل) : آ ، عقی : برترین

۵ عم (صل) :



## مطلع دوم

شهبازم و چو صید جهان نیت درخوم ناگه بود که از کف ایام بر پر م

## مطلع سوم

ای رخت مجمع خیال شده مطلع نور ذوالجلال شده

## مطلع چهارم

راه بارکیست و شب تاریک و مرکب لنگ و پیر  
ای سعادت ز رخ نمای وای عنایت دستگیر

## مطلع پنجم

دل ترا دوست تر ز جان دارد جان ز بهر تو در میان دارد

پس روضه مطهر آن سرور را وداع کرد و ازان جماعت که همراه او بودند سه  
شخص آنجا مجاور شدند باقی همراه شیخ مراجعت نمودند

و شیخ فخرالدین عراقی تمامت اقضای روم را طواف کرد تا بخدمت خلاصه اولیا  
شیخ صدرالدین قونیونی قدس الله سره رسید جماعتی در خدمت شیخ فصوص  
بحث می کردند و شیخ فخرالدین استماع می کرد و از فصوص مستفید می شد و  
تمامی فصوص را استماع کرد و فتوحات کلی را بخواند و شیخ صدرالدین را بختی  
و اعتقادی در حق شیخ فخرالدین بهم رسید و روز بروز مهر او نسبت بفرخ الدین  
زیاده ترمی شد و شیخ عراقی در اثنای که فصوص می شنید لمعات را می نوشت  
چون تمام بنوشت بر شیخ عرض کرد او تمام بخواند (۱۲۳) پس به بوسید و بریده

له تم (صد) و تکرار ۳۵ تم (صد) : جمال ۳۵ تم (صد) : در تم (صد) این قصیده را وارد مگر عنوانش

این است (فی مع شیخ صدرالدین) اما در حق (وله ایضا فی مع) (قصیده) ماقبل بعد از الدین محمد حاجی قدس سره است

۳۵ آه قونیونی است : قونیونی بقول حالی شیخ صدرالدین غلیف شیخ محی الدین بن عربی بود



نهاد و گفت: ای فخرالدین عراقی سرسخن مردان آشکارا کردی و لمعات بحقیقت  
لب فصوص است،

۵ شیخ فخرالدین اکثر مردم بلا و روم را سخر کرد و بسیار کس مرید و معتقد او گشتند  
و از جمله معتقدان شیخ عراقی یکی امیر معین الدین بود که اعتقاد تمام داشت و  
بارها پیش فخرالدین گفت که موضعی اختیار کن تا مقامی بسازیم و خانقاهی پدید آیم  
شیخ نهی می نمود و فارغ البال مشغول می بود تا عاقبت در توقات خانقاهی ساخت  
گویند روزی، امیر معین الدین \* بخد مت شیخ آمد و زرش چند بیاورد، شیخ قبول نمود  
و امیر بسبیل عتاب گفت: شیخ! ما را خدمتی نمی فرمائی و التقات نمی نمائی، شیخ  
بمخندید و گفت: ای امیر ما را بزر نمی توان فریفت، بفرست و حسن قوال را  
۱۰ بمارسان، و این حسن قوال در حسن بینظیر بود و در لطف دلپذیر و خلقی داغ عشق او  
بر دل نهاده و بسودای او خان و مان بیاد داده بودند، امیر معین الدین چون  
بشنید که شیخ را خاطر متعلق حسن الدین قوال است فی الحال کس بطلب او فرستاد  
چون آن شخص پیش حسن قوال شد و احوال گفت قریب هزار مرد از عاشقان  
حسن قوال گرد شدند و دست بسلاح کرده منع نمودند آن شخص که بطلب او رفته  
۱۵ بود بترسید مراجعت کرد و صورت حال (۲۳ ب) بر امیر معین الدین عرضه  
داشت، امیر معین الدین در غضب شد و کس فرستاد که هزار درخت بزنید و  
آن هزار مرد را بر دار کنید و حسن قوال را زود فرستید، چون پنج شش درخت بزدند  
از عاشقان اثر نندیدند و جمله فاسقان بگریختند، پس حسن قوال را روانه کردند،  
چون خبر پیش رسید که حسن قوال نزدیک آمد عزم استقبال کرد، تمامت اکابر موافقت

له در آ حذف شده، صاحب لغات (۳۳ سطر) هم گفته است که معین الدین پروانه بجهت شیخ در توقات

خانقاهی ساخت ۲۷ ترا: ندری



کردند، و امیر معین الدین نیز موافقت نمود، چون میان ایشان ملاقات شد،  
 حسن قوآل و یاران او آن عظمت بدیدند متحیر ماندند، شیخ فخر الدین پیش رفت و  
 بر حسن قوآل سلام کرد و او را در کنار گرفت و شربت بخواست و او را و یاران  
 او را بدست خود شربت داد و پس حسن قوآل پیش رفت و بر امیر معین الدین  
 سلام کرد و زمین بوس کرد و امیر او را بپرسید و با وی لطفها کرد و گفت:  
 این جماعت استقبال تو کردند، در خاطر تو چیست؟ کجا نزدل خواهی کرد؟ گفت  
 آنجا که شیخ فخر الدین اشارت فرماید، و زمین ببوسید و باز پس رفت، پس از آنجا  
 مراجعت کردند، چون بشهر رسید شیخ در خانقاه موضعی معین کرد که حسن قوآل با  
 اصحاب خود آنجا فرود آیند، چون روزی چند بیا سوئند سه روز پیاپی سماع کردند  
 شیخ بسی اشعار خوب درین سه روز انشا فرمود، از آنجمله (۱۲۴) یکی این غزل  
 بود

عشق سیم غیبت کو را دام نیست در دو عالم زان نشان و نام نیست  
 و همدران ایام این غزل نیز انشا فرمود

ساز طرب عشق که داند که چه سازست  
 که زخمه او نه فلک اندر تنگ سازست

روزی جماعتی حاضر بودند که حسن قوآل در آمد و بر آستانه خانه بنشست، چون شیخ  
 فخر الدین نظر کرد او را در آستانه دید او نیز بر رفت و بر موافقت او آنجا  
 بنشست، امیر نیز موافقت کرد و اکابر نیز غلبه کردند، شیخ دست حسن گرفت و بجای  
 خود رفت و در جنب خودش بنشاند، گویند که حسن قوآل مالی بحد و حد حاصل کرد

له تا بسی، ۷۵ غم (صک) ۷۶ غم (صک)



و بعد از مدتی از شیخ اجازت خواست و بمقام خود مراجعت کرد

آورده اند که یک روز امیر معین الدین در خانقاه آمد و شیخ را طلب کرد  
حاضرین گفتند که همین زمان از طرف دروازه بدر رفت، امیر نیز از طرف دروازه  
بدر رفت، ناگاه دید که طفلی چند ریمان در دهن شیخ کرده بودند و شیخ سر ریمان بندان  
محکم گرفته بود و خود را متقاد ایشان ساخته بود، زمانی بردوش شیخ می نشستند و  
ساعتی ازین طرف بدان طرف می دوانیدند، چون کوبه و عظمت امیر بدیدند بترسیدند  
و بگریختند، امیر از حسن اعتقادی که داشت منکر نشد اگر چه جماعتی (۲۴ ب) از سر  
حد طعن کردند، امیر ایشان را برنجانید و باز در خدمت شیخ بخانقاه آمد  
گویند یک روز امیر بتر طرف میدان می گذشت دید که شیخ چوکان در دست گرفته  
و در میان پسران ایستاده و دل را گوی خم چوکان زلف ایشان کرده، امیر بشیخ  
گفت: ما از کدام طرف باشیم، شیخ گفت از آن طرف، اشاره براه کرد، امیر روان  
شد و برفت،

و همچنین گویند روزی شیخ بامداد و گپاه از خانقاه بیرون رفت و شب باز نیامد و  
روز دوم نیز باز نیامد، امیر و اصحاب متغیر شدند، همه نواحی شهر گشتند، اثری  
نیافتند، و هیچ گونه خبری نشنیدند، از هر طرفی مردم دوانیدند، روز سوم خبر رسید که  
شیخ در دامن فلان کوه میگردد، اصحاب دوان شدند، امیر نیز روان شد، تا بشیخ  
رسیدند، شیخ را دیدند که یکتا پیرهن پوشیده و سر و پا برهنه در میان برف چرخ می زد  
و شعر می گفت و عرق کرده بود و این ترجیع را در آن روز گفته بود می خواند میت  
در جام جهان نسی اول شد نقش همه جهان مثل  
بعد از زمانی امیر پسرید او را برگرفت و بشهر آندند، اما شیخ همچنان در جوش بود



پیاده بازگشت و سوار نشد، امیر نیز پیاده شد، شیخ منع کرد و امیر را روانه کرد و خود پیاده از عقب روان شد و بشهر آمد.

مدتی حال (۱۲۵) فخرالدین در اینجا بدین منطی گذشت، تا در حضرت سلطنت امیر معین الدین با طلب داشتند و دولت بخت مبدل گشت، و امیر دانست که حال دیگرگون شد، در شب بخدمت شیخ رفت و انبیا بنحو از جواهر و از لعل و یاقوت و پیروزه و دانه های مروارید با خود برد و در خدمت او سپهاد و گفت: آنچه در عهد خود از ممالک روم حاصل کرده ام اینست، حالا مرا طلب کرده اند و احوال خود متغیر می بینم وقت رحلت است، شیخ چشم را پر آب کرد، امیر نیز بگریست و بعد از تضرع بسیار گفت: شیخ را معلوم است که فرزند و لبند من در مصر در بند است اگر شیخ بعد از وفات من بدان طرف گذری کند و در خلاصی او سعی کند و بعضی از این جواهر صرف کند و اگر ممکن باشد او را خلاص کند و او را یک نفی از خود جدا نکند و خرقة کهنه در پوشاند و نگذارد که ضائع شود و این امانت را بهر چه که شیخ مصلحت داند صرف کند، شیخ آنرا بطرفی بینداخت، امیر بوسه بر پای شیخ داد و شیخ را وداع کرد و بجائی خود رفت.

روز دیگر امیر معین الدین را ببردند، برفت و باز نیامد، مدتی بگذشت، حکم یرلین بنفاد پیوست که صاحب معظم، بانی الخیرات فی العالم، قاصع البدعه و القلم (کذا) خواجه شمس الدین صاحب دیوان (۲۵ ب) الجوهینی طاب ثراه برود و خرابانی و آبادانی روم باز بیند و ضبط اموال و الماک امیر معین الدین بکند، و مولانای معظم علامته العالم شمس المله و الدین عبیدی نور الله مضجعه و ممتاز الملوک و السلاطین مولانا بهام الدین و سلطان المحققین امین الحق و الدین حاجی مته قدس الله روحه و در صحبت



خواجه بودند

چون بشه توقات رسید بیرون شهر فرو آمدند مولانا امین الدین عزم شهر کرد و بوقت غروب بخانه شایخ رسید اسب را بخادم سپرد پس بزاویه شایخ رفت شایخ بادای نماز مغرب مشغول بود مولانا امین نیز بنماز مشغول شد چون فارغ شدند بر یکدیگر سلام کردند و بعد از مصافحه و معانقه یکدیگر را پرسیدند همه گیرانشانفتند بنشستند و سخن در سیر و سلوک را انداختند سخن میان ایشان دراز کشید و بغایتی رسید که چار دانگ از شب بگذشت ایشان هنوز مشغول بودند چون از سخن سلوک فارغ شدند شایخ فخر الدین گفت: ما چنان شیفته لقای تو گشتیم و آشفته کلام تو شدیم که ما را در خاطر نگذشت که چیزی خوردنی ترتیب بکنیم مولانا امین الدین گفت: ما من از ماکولات چیزی هست از خادم خرچین بخواست و سرش بکشاد و پاره حلوا و کلیجه در میان آورد و بذوق تمام بخوردند پس نماز عشا (۱۲۶) بگذاردند و زمانی آسایش کردند مولانا معین الدین تا سه روز آنجا مقام ساخت، لحظه بلحظه از مکالمه و مشاهده یکدیگر می آسودند و از دنیا و مافیها فراغت می نمودند روز چهارم مولانا امین الدین بخدمت خواجه رفت و خواجه با او گفت: مگر از مالمول شدی که سه روز است تا غیبت نموده مولانا امین الدین گفت: معاذ الله! اما بخدمت شایخ فخر الدین عراقی رفته بودم و نصیحت او رسیده و از مشرب او شربتها چشیدم و سخنها شنیدم که در عمر خود از کسی ندیده و نشنیده بودم، اگر نه اشتیاق خواجه و یاران غالب شدی سه روزی که سه سال بلکه همه عمر در صحبت او بسر بردم و از وفارقت غمتی خواجه گفت: ما را واجبست بخدمت چنین بزرگی رسیدن مصلحت چیست ما برویم بخدمت او یا او را طلب کنیم؟ مولانا امین الدین گفت:

سه تا، دو کرم سه تا، امین الدین سه تا، هرگز از



بهتر آن باشد که استری بفرستیم با خلعتی خاص تا او بر استر نشیند و تشریف بیاورد،  
 همچنان کردند، چون شیخ عراقی بنزدیک ایشان رسید استقبال او را واجب دیدند  
 چون ملاقات واقع شد مولانا امین الدین در پیش آن جمع بود شیخ بدو فرمود: <sup>آن</sup> ای  
 «إلا فتتك» اما طریقی باید ساخت که ما را کمشی نیفتد و زودتر مراجعت کنیم و چون  
 بنشینند و از (۲۶ ب) هر نوع کلمات رانند آخر در بحث سلوک افتادند،  
 شیخ فخرالدین در سخن گرم شد و بجائی رسید که گریه برخواه غالب شد، قطرات اشک  
 از چشمش روان گردید، شیخ فخرالدین تا نزدیک نماز عصر آنجا بود پس برخاست و مراجعت  
 کردند.

در خبر است که جمعی از حاسدان بآستان سلطنت نشان رفته بودند و عرضه داشتند  
 که امیر معین الدین خزان عالم را شیخ فخرالدین عراقی سپرده و هر چه بدو منسوبست  
 از نقد و جنس اومی داند و فیغورای (؟) در وقت رخصت اول سخنی که باخواه  
 گفت سخن عراقی بود و قومی را تعین کرده بودند تا بگرفتند فخرالدین فرستند، خواه  
 پیش از آنکه آن قوم شیخ رسد فرستاد و شیخ را اعلام داد که حال برین صورت عرضه  
 داشته اند اعراض واجب است و فرار لازم.

شیخ فخرالدین از آن بقعه ملول بود چون ازین نوع مقالات بسمع او رسید  
 فی الحال برخاست و انبیاچه برداشت و دو شخص دیگر از یاران اختیار کرد و بر  
 همان استر که خواه داده بود سوار شد و آن دو شخص نیز سوار شدند و بطرف  
 یثرب روانه شد و از آنجا بمصر رفتند و در خانقاه صالحیه فرود آمدند سه روز برآسود  
 و در میان شهر تفتیش پسرا میر معین الدین می کردند و در خلاص او تدبیری جستند.

له قرآن مجید، (الاعراف) ۱۵۴، آ: گشتی، تمهذت کرده، ۱۵۴، آ: کرد

له تا: فیغورای ۱۵۴، آ: تر



هیچ نوع ممکن ندیدند و روز چهارم شیخ فخرالدین انبانیچه را (۲۷۱) برداشت و بدرستی  
سلطان رفت و بارخواست حاجبان در رفتند و سلطان را معلوم کردند؛ فرمود  
حال او تفتیش کنید اگر سلاح داشته باشد از وجود اکنید و او را در آورید؛ تفحص  
کردند و او را از سلاح مجروح یافتند و او خود مجروحی بود؛ پس شیخ را بحضرت سلطان  
بردند.

سلام کرد و انبانیچه بنهاد و خود با ستاد سلطان در وی نظر کرد و دانست که  
مردی بزرگست؛ او را بتشاند و سوال کرد که این چه انبانیچه است؛ گفت: امانتی  
است مرا معلوم نیست؛ سلطان اشارت کرد تا بکشوند و بر تختند؛ خرمین جوهری  
دید که قیمت آن هیچ وجه ممکن نبود؛ سلطان بکلمات در شیخ نظر کرد و در جواب نظر  
کرد؛ احوال پرسید؛ گفت: این امانت امیر معین الدین است و احوال من  
اوله الی آخره تمام بگفت و در درون سلطان این فکرمی گردید که عجب که این  
شخص این همه تحفه برداشت و پیش من آورد و بجهت خود نبرد؛ شیخ فخرالدین از  
تصفیه باطن و دانست که سلطان در چه فکرست؛ در سخن آمد و در تفسیر قل متاع  
الدنیا قلیل و الاخرة لمن اتقى و لا یظلمون قتیلا؛ چندان کلمات برانند که سلطان متحیر  
شد از مسند برآمد و پیش شیخ فخرالدین نشست و مستمع کلام او شد.

گویند که سلطان آن روز چندان (۲۷۲ ب) بگریست که در همه عمر خود نه  
گریسته بود؛ پس فرزندان امیر معین الدین را بیرون آورد و بنواخت و وضعی  
شهر بند کرد و حکم کرد که دو شخص ملازم او باشند و هر روز صد درم بدومی داده  
باشند و هر التماسی که داشته باشد عفو دارد و شیخ فخرالدین را شیخ الشیوخ مصر کرد و  
فرمود تا همان روز منادی کردند که شیخ الشیوخ شیخ فخرالدین است و بامدادان



اجلاس او خواهد بود؛ باید که متقوفه و علما و اکابر بدرگاه حاضر آیند؛

بامداد شش هزار صوفی بدرگاه حاضر آمدند؛ سلطان فرمود تا جنیت خاص در کشیدند و شیخ فخرالدین را خلعت در پوشانیدند و طلیسان فرو گذاشتند و حکم شد که بغیر از کسی سوار نشود؛ باقی اصحاب از امر او اکابر پیاده در رکاب بروند؛ همچنان کردند؛ و چون فخرالدین آن عظمت بدید با خود اندیشید که هیچ کس را درین روزگار اینچنین حالی بوده باشد؛ نفس بروی مستولی شد علی الفور خلاف نفس کرد؛ دست کرده طلیسان و دستار از سر فرو گرفت و در پیش زین نهاد و زمانی بایستاد و باز بر سر نهاد؛ حاضران چون آن حال مشاهده کردند بخندیدند و زبان طعن برکشیدند که اینچنین کس چگونه لائق شیخ الشیخی باشد؛ قومی گفتند دیوانه است؛ بعضی گفتند مسخره باری باتفاق تحریف محقق (۱۲۸) او کردند؛ وزیر گفت؛ یا شیخ لما ضللت هذا؛ بگفت و انت ما تعرف الحال؛ پنهان این خبر بسمع سلطان رسانیدند؛ روز دیگر سلطان شیخ را بخواند و ازان حالت استفسار کرد که موجب چه بود که این چنین کردی؛ بگفت؛ نفس بر من مستولی شده بود؛ اگر چنین نکردی خلاص نیافتمی؛ بلکه در عقوبت بماندی؛ اعتقاد سلطان بدو زیاده تر شد؛ وظائف او را مضاعف کرد؛

و شیخ فخرالدین را همه روزگار آن بودی که در بازارها گردیدی و در هنگامها طوف کردی؛ روزی در بازار کفشگران می گذشت؛ نظرش بر کفشگر پسری افتاد؛ مقید او شد؛ پیش رفت و سلام کرد؛ و از کفشگر سوال کرد که این پسر کیست؛ کفشگر گفت؛ پسر منست؛ شیخ دست کرد و لبهای پسر گرفت؛ گفت؛ ظلم نباشد که این چنین لب و دندان با چرم خرمصاحب باشد؛ کفشگر گفت؛ ما مردم فقیریم و حرفت ما

س ۵۴؛ حال شده ۵۴؛ آ؛ تهجید؛ تا؛ بجهد ۵۳؛ نقات (ص ۵۴ سطر ۸)؛ شیخ بیهای پسر اشارت کرد؛



ایست، اگر چرم بدن ان بگیریم نان نیابیم که بدن ان بخائیم، شیخ سوال کرد از پدر او که پسر  
 هر روز چه مقدار کار کند گفت: هر روز چهار درم، شیخ فرمود که هر روز هشت درم بدیم  
 و او این کار نکند شیخ هر روز برفتی و بر دکان کفشگر بنشستی و فارغ البال در  
 روی او نظر کردی و اشعار خواندی و گریستی (۲۸ ب) و اشک از دیده او خالی  
 نبود، مدعیان این سلطان رسانیدند، از ایشان سوال کرد که این پسر را شب  
 یا روز با خود می برد یا نه؟ گفتند نه، گفت: با وی در دکان خلوتی می سازد؟ گفتند  
 نه، دوات و قلم خواست و بنوشت که هر روز پنج دینار دیگر از آنچه وظیفه شیخ فخرالدین  
 است زیاده بدهند، و بخادمان شیخ برسانند، و بقاصدان داد که این بدیوان وقف  
 برند،

۱۰ ایشان بستند و به تعجیل بر قند و تصور ایشان آنکه عزل مایه است، چون  
 بدیوان رفتند و صورت حال بدیدند نومید شدند و دیگر مجال طعن نداشتند،  
 روز دیگر چون بحضرت سلطان رسید سلطان او را پرسید و عذر با خواست که  
 چنان استماع افتاد که شیخ را در دکان کفشگر خرجی هست آن محقر را بجهت آن  
 معین کردیم، باقی شیخ می داند، اگر خواهد آن پسر را بخانقاه برد، شیخ گفت: ما  
 را متقاد او می باید بودن، برو حکم نتوانیم کرد،  
 گویند که شیخ فخرالدین هر وقت خواستی که بحضرت سلطان رود او را راه بودی و  
 سلطان با خادمان مقرر کرده بود که اگر در حرم باشد او را معلوم کنند تا بیرون آید و اگر  
 در خواب باشد بیدارش کنند،

گویند شیخ فخرالدین مدتی آنجا بود پس قصد دمشق کرد و عزیمت کرد و  
 سلطان را معلوم گردید، (۱۲۹) شیخ را بخواند و منع کرد، شیخ در کلمات آمد و

لغات و سطر ۵۴ گواد این کار ۵۴ آیت: برخواست



رضای سلطان حاصل کرد سلطان را وداع کرد و روان شد؛ سلطان گفت: چندان  
توقف کن که تربیتی معین کنم؛ شیخ وزنگ نکرد؛ سلطان گفت: کبوتری روانه کنند  
تا منزل بمنزل از برای مقدم شیخ نژلی ترتیب کنند؛ و ملک الامرا نوشت که  
شیخ فخرالدین می رسد؛ می باید که جماعت علما و مشایخ و اکابر دمشق مقدم همایون  
او را تلقی نمایند و او را شیخ الشیوخ آن بقعه دانند و محقری که اینجا بخادمان او  
می رسید آنجا نیز بهمان قرار بدهند؛ چون شیخ بنزدیک دمشق رسید ملک الامرا را  
معلوم شد؛ منادی فرمود تا جله امرا و اکابر مشایخ استقبال کنند؛ تمامت اهل شهر  
بارادرت خود بیرون رفتند چون شیخ فخرالدین رسیدند ملک الامرا را پسری بود  
پس با جمال و در حسن بدرجه کمال؛ شیخ را چون نظر بروی افتاد دل از دست بداد  
و برفت و پیش از همه سرور قدم آن پسر نهاد و پسر نیز سرور قدم شیخ نهاد و ملک الامرا  
نیز با پسر موافقت کرد؛ آنجا نیز اهل دمشق طعن کردند؛ اما مجال نطق نداشتند؛  
چون شیخ در دمشق مقام کرد و شش ماه بگذشت فرزند او کبیرالدین بیاید؛  
اگرچه او بجای شیخ بهاءالدین زکریا نشسته بود اما هر روز احوال پدری پرسید  
(۲۹ ب) و بارها قصد رفتن کرد؛ ملازمانش او را منع کردند؛ تا آن کسان که  
مانع بودند یک شب مجموع شیخ بهاءالدین را در واقع دیدند که گفت: کبیرالدین  
را درین مقام رزق بسر آمد؛ او را روانه کنید و از رفتن منع نکنید؛ بآداب جمع  
شدند و آنچه دیده بودند با یکدیگر گفتند؛ و کبیرالدین را اجازت دادند؛ کبیرالدین ایشان  
را وداع کرده روان شد؛ و منازل قطع کرد تا بخدمت پدر رسید و مدتی با هم بسر  
بردند؛

بعد از مدتی شیخ فخرالدین را اندک عارضه پیدا شد و بر روی او ماسه ظاهر



گشت پنج روز نخت روز ششم بیماری که ششم شهر ذی قعدة بود و ششصد و هشتاد و هشت سال از هجرت حضرت رسالت گذشته و سن شریف آن بزرگوار هشتاد و هشت رسیده که پسر و اصحاب را بخواند و آب در دیده بگردانید و ایشان را وداع کرد و این آیت بخواند که **يَوْمَ لَا يُفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ** و **مِنْ صَاحِبَتِهِ** و **بَنِيهِ** لِكُلِّ أَمْرٍ مِنْهُمْ

**يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ** و این رباعی بگفت رباعی

در سابقه چون قرار عالم دادند      مانا که نه بر مراد آدم دادند

زان قاعده و قرار کار و زان افتاد      نه بیش کبس و عده و نه کم دادند

بعد از ادای این دو بیت کلمه طیبیه شهادت بر زبان راند و از بقعه قفا بعالم بقا خرامید مدفن آن بزرگ دین در جبل صالحیه دمشق است و فرزندش (۳۰)

کبیر الدین نیز در نزدیک او در جوار شیخ محی الدین عربی آسوده است

اشعار عاشقانه و ابیات عارفانه آن انگشت نامی کوی ملامت از قصیده و غزل و دو هزار و هفصد بیت است و سواى این منظومات هزار بیت دیگر مشنوی بطرز حدیقه برشته نظم در آورده و دران میان غزل گوئی فرموده این ضعیف برسم تپن و تبرک چند بیت ازان مشنوی و ترجعی که آن مست می خانه الهی بروش ساقی نام

۱. دولت شاه (ص ۲۱۱ سطر ۱۰) و در شهر سنه تسع و سبعه در عهد دولت سلطان محمد خدا بنده ..... بجوار رحمت حق

پیوست هشتاد و دو سال عمر یافت اما جوع کنید به جاشی ۱. قرآن مجید ۸۰ (عین) ۳۳: ۵۳ تم: دادند ۱. تم (۱۵۰)

و هشتاد و یکای وعده لغات (ص ۵۲ سطر ۲) قسمت (بجای وعده که نشه حاشیه است) در مرآة الخیال مصرع ثانیه این طور است:

نی بیش کبس ز وعده کی کم دادند ۱. ۵۴ آ: اوانی (بجای عربی) لغات (ص ۵۴ سطر ۲) و قبری در تقای مرقیه شیخ محی الدین

بن العربی است ..... در صالحیه دمشق و قبر فرزند وی کبیر الدین در پہلوی قبر وی رحمة الله دولت شاه (ص ۲۱۱ سطر ۲) و در قدم

..... شیخ محی الدین آسوده است و لیکن جالی می گوید که "قبر او پہلوی حضرت شیخ محی الدین بن عربی است چنانچه این درویش در

صالحیه دمشق که عمده او مشهور است بزیاارت این بزرگان مشرف گشته ام ..... و قبر شیخ ادها الدین کرانی نیز هم دران بقعه است



منظوم ساخته درین اوراق پریشان بر بیاض برد تا تالیف این کترین از زمین باطن  
آن مطلع ارباب یقین منظور نظر اصحاب هنر گردد

من مشنوی کاشف اسرار سجانی عارف [و] عاشق ربّانی

فخرالدین ابراهیم همدانی

آن جگر خستگان تیر فراق	از عرقی سلام بر عشاق
آن عزیزان جنت الماوی	آن غریبان منزل دُنیا
لوح خوانان ستر نه کرسی	محرمان سراچه قدسی
راه داران جاده سفلی	[سماکان طریقه علیا]
مست حالان جان دل هشیار	زنده جانان مُرده در غم یار
غوطه خواران بحسب نورانی	بادشاهان تخت رُوحانی
پیش بنیان باز پس مانده	شاه بازان در قفس مانده
وز عقول و نفوس بگذاشته	(۳۰ ب) از حد و وجود گم گشته
سوخته چون ز شمع پروانه	بکسی شان ز دوست پروانه
خویشتن را افکنده در آتش	همچو پروانه ز اشتیاق رخس
اجب عشق راز بر کرده	در ره دوست پاز سر کرده
بر سریر صفا خلیفه شده	[چون ز کتاب هر جفیه شده]
تن بجان مانده جان فدا کرده	یار خود دیده در پس پرده

له عم (ص ۲۹)؛ دد، له در آ و س نیست، از عقی و عم ایضا کرده شده،

له در آ و س حذف شده است، از عقی و عم ایضا کرده شده،



<p>دوست نادیده دل بداده ز دست نمک شوق بر دل افشاند ز هر فرقت چشیده چون یعقوب صدق میعاد باز دانسته لیکن فی جنتی سوی اللہ گوی فارغ از جنت و گذشته ز نار شکر از دشمن شکسته گشته آزاد و همچنان بنده</p>	<p>می نخورده شده بپوشی مست بره یار منتظر مانده بار محنت کشیده چون ایوب نظر جان ز جسم بگسته کرده از جان بسوی کوشش روی جان انا الحق ز نان و تن بردار علم اتحاد بر بسته بن و بیخ خیال بر کنده</p>
---	--

## ترجیع بند شیخ عراقی علیه الرحمة والمغفرة

(۱)

<p>بنشین و شراب نوش خوش باش سرد و جهان ولی مکن فاش زان روی نمی رسم بنقاش با خود نفسی نبودمی کاش نقل و می از ان لب شکر باش دردی کش و می پرست و قلاش</p>	<p>در میکده با حریف قلاش از خط خوش نگار بر خوان (۱۳۱) بر نقش نگار فتنه گشتم تا با خودم از خودم خبر نیست مخمور میم بسیار ساقی در صومعهها چو می تنگنجد</p>
--	--

له عقی و عیم: بر ره ۱۰ در عم حذف کرده ۱۱ در عقی بعدش اینداد کرده: جنت قرب جای ایشان است  
نور رضوان صفای ایشان است ۱۲ در عقی ازین بنده فقط نمره ۱۱ تا ۱۳ هست، نمره ۱۴ را حذف و یک  
بند دیگر را پیش از نمره ۱۱ افزوده، باقی بنده ازین نسخه ضایع شده، - در عم (۱۳۵) نیز این بند را که  
عقی افزوده است دارد، اما بند نمره ۱۱ را حذف کرده،



من نیز بترک زید گفتم | اینک شب روز همچو او باش  
 درمیکده می کشم سبونی  
 باشد که بیایم از تو . بونی

(۲)

ای روی تو شمع مجلس افروز  
 رخسار خوش تو عاشقان را  
 بکشای لبست بجنبه بنمای  
 ز بهار ازان دو چشم مست  
 چون زلف تو کثر مینماید  
 شقایق بده آن می طرب را  
 آن رفت که رفتی بسجده  
 سودای تو آتش جگر سوز  
 بهتر ز هزار عید و نوروز  
 از زلف تو گوهر شب افروز  
 فریاد ازان دو زلف کین توز  
 از دست تو راستی بیاموز  
 بستان ز من این دل غم اندوز  
 اکنون چو قلم دران شب روز

(۳۱ ب) درمیکده می کشم سبونی  
 باشد که بیایم از تو بونی

(۳)

ای مطرب عشق ساز بنواز  
 دشنام دهد بجای بوسه  
 پنهان چه زخم نوای عشقت  
 در پاشش کسی که سر نیکنده  
 کان یار نشد هنوز دماز  
 و آن نیز بصد گرفته و ناز  
 کز پرده برون فتاد این راز  
 چون طره او نشد سرافراز

له غم : لب و د غم : خوشخوار ایضا  
 له غم : آینه : دوز  
 له غم : مباد : آ  
 له غم : عیار : در غم این بیت را حذف کرده  
 له غم : میگویند و بشد



در بند خودم بسیار ساقی  
 عمریت کز آرزوی آن می  
 گفتی که بجوی تابیلی  
 آن می که هرساندم ز خود باز  
 چون جام بمسند ام وین باز  
 اینک طلب تو کردم آغاز  
 در میسکده می کشم سبونی  
 باشد که بیایم از تو بونی

(۴)  
 ساقی بده آب زندگانی  
 می ده که نمی شود میست  
 هم خصم نخل هم آب حیوان  
 گوشم چو صدق شود گهرین  
 (۱۳۲) شمشیر کش بکشتن ما  
 بر لطفه کرشمه دگر کن  
 در آرزوی لب تو بودم  
 اسیر حیات جاودانی  
 بی آب حیات زندگانی  
 چون از خط و لب شکر نشانی  
 آندم که ز لعل در چکانی  
 کز ناز و کرشمه در غمانی  
 بفریب مرا چنانکه دانی  
 چون دست نداد کامرانی  
 در میسکده می کشم سبونی  
 باشد که بیایم از تو بونی

(۵)  
 وقت طربست ساقی خیز  
 از جور تو رستخیز برخاست  
 بستان دل عاشقان شیدا  
 خون دل ما بریز و آنگاه  
 و آن خنجر غمزه دل آویز  
 در ده قندجی نشاط انگیز  
 بنشان شر و شور فتنه انگیز  
 وز طرّه دلربا در آویز  
 با خاک درت لبم در آمیز  
 بر لطفه بخون ما کن تیسر



کردم هوس لببت ندیدم | کامی چو از ان لب شکر ریز  
 نذری کردم که تا تو انم | تو به کسبم از صلاح و پرہیز  
 در میکده می کشم سبونی  
 باشد که بیابم از تو بونی

(۶)

ساقی چکنم باغ و جام | مستم کن از ان می غم انجام  
 (۳۲ ب) بایاد لب تو عاشقان را | حاجت نبود باغ و جام  
 گوشم سخن لب تو بشنید | خشنود شد از لببت بدشنام  
 دل زلف و رخ تو دید ناگاه | افتاد بیوی دانه در دام  
 سودای دو زلف بیقرارت | برو از دل من قرار و آرام  
 باشد که رسم بکام روزی | در راه امید می زخم گام  
 ورز آنکه نشد لب تو روزی | دانی چکنم بکام و ناکام  
 در میکده می کشم سبونی  
 باشد که بیابم از تو بونی

(۷)

دست از دل بیقرار شستم | و اندر سر زلف یار بستم  
 بیدل شدم و ز جان بکیار | چون طرہ یار رشکستم  
 گویند چگونه چه گویم؟ | ہستم ز غمش چنانکہ ہستم  
 ساقی قدحی کہ از می عشق | چون چشم خوش تو نیمستم  
 در دام بلافتاده بودم | ہم طرہ او گرفت دستم  
 شد نوبت خوشتن پرستی | آمد کہ آنکہ می پرستم



نارغ شوم از غم عاقی | از رحمت او چو باز رستم  
(۳۳۱) در میسکده می کشم سبونی  
باشد که بیایم از تو بونی

(۸)

ساقی می هر ریز در جام | بنماشب آفتاب از بام  
آن جام جهان نما بمن ده | تا بنگرم اندر و سر انجام  
بنیم مگر آفتاب رویت | تا بان سحری ز مشرق جام  
جان پیش رخ تو بر شام | اگر بنگرم آن رخ دلارام  
خود ذره چو آفتاب بیند | در سایه دلش نگیرد آرام  
در بند خودم نمی توانم | کآزاد شوم ز بند ایام  
کو دانه می که مرغ جانم | یک بار خلاص یابد از دام  
تا باز رسم ز بیم و امید | تا پاک شوم ز تنگ و از نام  
کی حنائی من خراب گردد | تا مهر در آید از درو بام  
در صومعه مدتی نشستم | بر بوی تو چون نیافتم کام

در میسکده می کشم سبونی  
باشد که بیایم از تو بونی

(۹)

ساقی بنما رخ نکویت | تا جام طرب کشم برویت  
(۳۳۲) ناخورده شراب مست گردد | نظر ازگی رخ نکویت  
گر صاف نمی دهی که خنام | یاد آرد روی سبویت

له تر آوغم: غم انجام؛ اما در آخر حاشیه تصحیح کرده: له رجوع کنید به حاشی، له غم، سبویت،



گزار ز تشنگی بمیرم آیا بود آنکه جان تشنه یا هیچ بود که ناتوانی دل جست ترا نیافت افروز رای تو نکوست با همه کس بر بوی تو روزگار بگذشت	نایافته قطره ز جویست سیراب شود ز آب رویت یا بدحسری نسیم کویت واماند کنون ز جبت و جویست با من چه بد او فتاد خویست از بخت نیسافتم چو بویست
--	---

در میکده می کشم سبونی  
باشد که بیایم از تو بوئی

(۱۰)

ساقی بده آب زندگانی می ده که کستی نیافت هرگز در مجلس عشق مفلسی را شاید که دمی بدست آری* بر خیزم و ترک خویش گیرم (۱۳۴) دراز و درمن غمت درآید جان را ز دو دیده دوست دارم از عاشق سرگران چه گیری از بهر رخ تومی کند چشم	پیش آر حیات جاودانی بی آب حیات زندگانی پر کن دوسه جام رایگانی از ساغر مهر و دو شگانی گر هیچ تو با خودم نشانی جان پیش کشم ز شادمانی زان رو که تو در میان جانی چون با دل و جانش دریانی از دیده همیشه دیده بانی
--	--

۱۰ نم : چشم ۱۱ در غم بعدش افزوده : - از توبه و زهد توبه کردم تا بگویم دی کویت  
۱۲ نم : نمی شود میر ۱۳ نم : دمی بدستداری  
۱۴ نم : خود کران (بجای سرگران)



در آرزوی رخ تو بودم | عمری چو نیافتم امانی\*  
 در میسکده می کشم سبونی  
 باشد که بیایم از تو بوی

(۱۱)

ساقی بده آب آتش افروز | چون سوخته ام تمام تر سوز  
 این آتش من به آب نشان | وز آب من آتشی بر افروز

۱۰ غم لب ۱۱ غم، چون دست نداد کامرانی ۱۲ در عشق بعد این بندی را دارد که در آفتاب  
 کرده است آن بند را از عشق برسم الخط او و دو شعرا دل که در دهن بود از غم اینجا شبت می کنیم :-

ساقی ز شد با بجانہ نوش	یک جام بیاور و مبر بهوش
مستم بکن آغچمنان که در حال	از هستی خود شوم فرا موش
وز خود سوی من کنی نکا ہی	بی با ده شوم خراب و مبرهوش
سرست شوم چو چشم مست	کز تیج بیایم از لبست نوش
تا بوی ز لطف دلنوازت	گیرم همه کام دل در آغوش
دارد جو بلطف تو دلم چشم	می دار تو هم ببال او کوش
مگذار برهنه ام ز لطف	در من تو ز مهر خلعتی پوش
چون نیست مرا کسی حسد یار	مولای تو ام تو نیز مغرور
دیک دل من کے نیک خام است	بر آتش شوق می زند جوش
در صومعه جستم ندیدم	اکنون شب و روز بر سر دوش

در میسکده می کشم سبونی

باشد که بیایم از تو بوی



می ده که ز بادۀ شبانه  
در ساغر دل شراب افکن  
گفتی که بنال زار هر شب  
چون بامین خسته می نسازی  
دل را ز تو تا شکست افتاد  
بخشای برین دل جگر خوار  
(۳۴) بامین می شکنم تو باز می بند  
از تو به و زهد تو به کردم

در سر دارم خسار امروز  
کز پر تو آن شود شبنم روز  
ماقم زده را تو نوحه ماموز  
چه سود ز ناله من و سوز  
برشکر غم نگشت پیروز  
حس آر برین تن غم اندوز  
من می درم از کرم تو می دوز  
اینک چو قلندران شب روز

در میسکده می کشم سبونی  
باشد که بیام از تو بونی

(۱۲)

ساتی سرور و سرندارم  
یک جرعه ز جام می بمن ده  
از جام تو قانعم بدر دی  
یاد آر مرا بدر دی خشم  
بگذار که بر درت نشینم  
از دست مده که رفتم از دست  
زنده نفسی برای آنم  
این یک نفسم تو نیز خوش دار  
نایافته بوی گلشن وصل

بشکن به نسیم می خسام  
تا در کشش که خاک ارم  
خاکم که بجرعه سرور ارم  
کز خاک ویر تو یادگارم  
آخر نه ز کوی تو غبارم  
دستیم بده که دوست دارم  
تا پیش رخ تو جان سپارم  
چون با نفسی فتاد کارم  
در سینه شکست بجره خام

له عشق: شرابی له آ: سوز عشق سوز له آ: شکیب له عشق: باز خرم له کلاه غم و آ عشق: خوشم همی دار



در سر دارم که بعد از امروز دست از همه کارها بدارم  
در میسکه می کشم سبونی  
باشد که بیابم از تو بونی

(۱۳)

(۱۳۵) باقی دوسه دم که هست ساقی  
قد فاتنی الصبوح فاودک  
در کیه زلف دینیت جز جان  
کم آصبر قد صبرت حتی  
وردا که بخیره عمر بگذشت  
ما استعذب تمسعی حیدثا  
من زان تو ام تو هم مرا باش  
هشتاقی الی لقاک ف نظر  
بگذار که بر در تو باشد  
استوطن باکم عسی ان  
در میسکه می کشم سبونی  
باشد که بیابم از تو بونی

له در عم 'از' را حذف کرده 'له' را آ: ساقی 'له' در 'ما' حذف کرده آ: قائمی 'عم: فائے - آ: قبل فزات لا عشاق  
عم: قبل فزات لا عشاق - له آ: بیاد عشق و هم بیار له سر آ: فاسعد 'عم: ما استقدت له آ: قد عن: عم  
عم: ما له آ: یذاقی  
لی و هیچ قطرة الاقی' را: لی و هیچ قطرة الاقی' تصحیح قیاسی است 'له عشق و هم: زنگ (بجای سنگ)  
له عشق و هم: عم: لعلی' در آیه شعر را مسخ کرده این طور: استوطنی ماکم عسی ان محض فطراکم حلاقی  
نیز در 'آ: این طور: [استوطن باکم عسی ان معنی فطراکم حلاقی'



شاقی قدحی که نیم مستیم  
 از صومعه پا برون نهادیم  
 از جور تو خسر قها در یدیم  
 (۳۵ ب) جز جان گرو دگر نداریم  
 ما را برهان ز ما که تا ما  
 با هر چه که داشتیم پیوند  
 بر در گه لطف تو فتادیم  
 گر نیک و بدیم در بد و نیک  
 در ده قدحی که از عراقی

(۱۴) مخمور صبحی استیم  
 در میسکه متکف نشستم  
 وز دست تو تو بهاشکستم  
 بنزدیر که نیک تنگ دستیم  
 با خوشی شستم بت برستم  
 از بهر تو زان همه بستیم  
 در رحمت تو امید بستیم  
 هم زان تو نیم هر چه بستیم  
 الا بشراب و از سر بستیم

[در میسکه می کشم سبونی  
 باشد که بیابم از تو بونی]

## ذکر

سر غزل دیوان نکته پروری و شاه بیت مجموعه سخن گسری  
 دُر و دریای معنوی پین الدین خسرو دهلوی

عارفی صاحب رتبه و عاشقی بلند مرتبه است اشعار آبدار و ابیات غرای آن  
 خسرو خورشید اشتیاق مستغنی از تعریف و بی نیاز از توصیف ارباب امتیاز و

۱۴ عم: باز رستم

۱۵ در سخن این بند حذف کرده

۱۶ در آو تا حذف کرده



اصحاب اخبار است، منظومات و لایزال آن دیباچه فصاحت آتش شوق در جان مشتاق  
و عارفان می زند، و روایت شور انگیز آن طوطی شکر مقال بوستان بلاغت نمک  
بر جراحت مجروحان تیغ عشق می باشد

مولوی نامی گرامی عبدالرحمن جامی در بهارستان آورده که «امیر خسرو در شعر  
متقن است (۱۳۶) قصیده و غزل و مثنوی را ورزیده و همه را بکمال رسانیده  
تبع خاقانی می کند هر چند در قصیده به وی نه رسیده اما غزل را از وی گذرانیده  
و غزلهای امیر بواسطه معانی آشنا که اباب عشق و محبت بحسب ذوق و وجدان  
خود آنرا در می یابند مقبول همه کس افتاده است و نمسه حضرت شیخ را کسی به از وی  
تبع نه کرده و رأی آن مشو بهای دیگر دارد همه مطبوع و مصنوع و زبده المعانی  
است و بدیه سخوری و کوبه نظم گستری او از فلک الافلاک گذشته صرافان  
کافی و ممیزان معانی را بروستی نیست و اشعار بسیاری از آن منبع فیض الهی و  
آورد دریای معرفت نامتناهی بر بیاض رفته چنانچه در یکی از رسائل خود بیان فرموده  
که عدد ابیات من از چهار صد هزار زیاده و پانصد هزار کم است  
و به تحقیق پیوسته که آن خسرو نکته سخنان و سرور خردمندان با وجود فضل صوری  
و معنوی در علم موسیقی مهارت تمامی داشته تصنیفات و لیدیز و نقشهای منظمه ترتیب  
داده چنانچه در همه الحال نیز مصنفات او در میان است و مردم را از اسناع  
آن مصنفات ذوقها دست میدهد و گویند که روزی مطربان آن بحر معرفت بحث می نمایند

۱۵  
۱۴  
۱۳  
۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱  
۰  
۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



و در عین بحث می گوید که کسب علم موسیقی بمراتب مشکل تر از فن شاعری است و این علم را هیچ نسبتی به نظم گستر نیست (۳۶ ب) امیر خسرو سوال آن مطرب و جواب خود را درین غزل بیان نموده و حقیقت الزام دادن آن بی سرانجام

را عیان فرموده است، غزل

مطربی میگفت با خسرو که ای گنج سخن  
زانکه آن علمیت کز وقت نیاید در قلم  
پاسخش وادم که من در هر دو معنی کالم  
فرق من گویم میان هر دو معقول و درست  
نظم را علمی تصور کن بنفس خود تمام  
اگر کسی بی زیر و بم نظمی فروخواند رواست  
و رکند مطرب بسی بین بین آن اندر سرود  
نظم را حاصل عروسی دان و نغمه زیورش

علم موسیقی ز جنس نظم نیکو تر بود  
وین نه دشوار است کاندرا کاغذ و دفتر بود  
هر دو را سنجیده بر وزنی که آن در خور بود  
گرده انصاف آن که هر دو دانشور بود  
گونه محتاج اصول و صوت خنیاگر بود  
نی بمعنی هیچ نقصان فی نظم اندر بود  
از برای نظم محتاج سخن گستر بود  
نیت عیبی که عروس خوب بی زیور بود

اریاب اخبار آورده اند که تولد پدر بزرگوار آن نادره جهان در شهر کشش واقع شده  
از مردم هزاره لاجپتن است که در حدود قرشی می نشسته اند و برادران داشته  
که صاحب قبیله بوده اند فلک بواسطه بعضی امور دنیوی میان برادران طرح جدائی  
انداخت و امیر محمود با جمعی از خویشان و دوستان خود از برادر جدا شد و بستان چارک  
که در نواحی پنج واقع است آمد و مدتی در آن زمین (۱۳۴) مقام کرد و از آنجا نیز  
بجسب تقدیر دیگر شد با توابع خود کوچ نموده به غور بنند که قصبه از اعمال کابل است  
آمد و در آنجا توفیق کرد

مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که تولد خسرو در آن موضع واقع شد

له به بنید دولت شاه ۲۳۵۵ سطر ۱۲



امیر محمود نام او ابو الحسن کرد و لقب او یحیی الدین نهاد و در آن سال که او متولد  
شد سامان بسیاری بدست او آمد، چون پنج سال از عمر یحیی الدین گذشت چنگیز خان  
عنان عزیمت بجانب کابل منعطف گردانید، امیر محمود از بهر محافظت جان و بیم تیغ  
چنگیز خان تنگ فرار را بر فخر قرار ترجیح داده از آن مکان بجانب هند روان شد و  
با جمعی کثیر آمده بشرف خدمت سلطان محمد تغلق شاه مشرف شد، آن بادشاه جهان  
پناه قدم او را بر خود مبارک گرفت و نوازش بسیار بدو نمود و او را یکی از امرای  
عظام ساخت و حکومت کاپلی بآن مهترزاده لایقین مفوض داشت و خطاب او  
سیف الدین فرمود، بعد از مدتی سیف الدین در هشتاد و پنج سالگی در غزای کفار  
شهید شد، قصیده که امیر خسرو در مرثیه پدر گرفته مطلعش اینست ۵

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند

دریای من روان شد و در سیم ماند

ب تحقیق پیوسته که یحیی الدین در اول جوانی به سلطانی تخلص می کرده، بعد از فوت  
امیر محمود والی دہلی برادران او را (۳۴ ب) و او را خطا بهاداد، برادر بزرگش  
علی شاه را با عزالدین ملقب ساخت و برادر دیگرش احمد را با میر حسام الدین و  
خودش را با میر خسرو و مخاطب گردانید و خسرو را بجد مادری او عماد الملک سپه و چنانچه  
صدق این قول از دیباجه غرة الکمال یحیی الدین ظاہری شود و گویند که عماد الملک  
عالم و فاضل تمام عیاری بوده و هر شعری که امیر خسرو می گفت برو می گذرانده و با صلاح  
او میرسانده، بعد از آن داخل دواوین خود می گردانیده است اما چون اغراض علیشاه  
عالم فانی را و داع کرد و در آن ایام سلطان غیاث الدین محمد بلبن والی دہلی بود جای او را  
بر یحیی الدین داد و او را از امرای عظام فرزند ارجمند و خلف سعادتمند خود محمد جون

۱۰۰ س: باغ الدین ۲۰ س: چون



گردانید خسر و قصاص غزا در مدح مدوح خود گفت و سخنهای مرغوب بنام او تمام نمود  
این دوبیت از ان ابیات است که در مدح او گفته است ۵

جهان ازین دو محمد گرفت زینت و جاه      یکی محمد مرسل یکی محمد شاه  
نگشته لا بزبان مبارکش هرگز      مگر باشهدان لا اله الا الله

بعضی گفته اند که این دوبیت در مدح سلطان محمد تغلق شاه گفته است در محضر  
اخبار مسطور است که امیر خسرو را اعتقاد تمامی شیخ مصلح الدین سعدی بوده همیشه  
آرزو مندی صحبت ایشان می کرده در وقتی که محمد بن سلطان غیاث الدین (۳۸۱)  
محمد بن مولان را مقرر سلطنت خود ساخت امیر خسرو بدو عرض نمود که دو کلمه بحضرت  
شیخ سعدی بنویسد و او را از روی خواهش بطلبید شاید که بتوجه شما سعادت صحبت  
آن بزرگوار را وریابیم سلطان از کثرت توجی که بامیر خسرو داشت زربیاری  
با پاره تحائف هند و دیوانی از امیر خسرو بشیر از فرستاد و از روی ادب طلب  
شیخ فرمود آن نقد و جنس وقتی بشیخ سعدی رسید که منزوی شده بود چون آن امانت  
بنظر آوردند تمام را بفقر و مساکین بخش فرمود و اشعار امیر خسرو را مطالعه فرموده  
تحسین بسیاری نموده و پاره از اشعار خوب خود بر بیاضی نوشته با مکتوبی ارسال  
داشت و در اینجا اظهار این معنی نمود که باقی عمر از زاویه بر نمی آیم مرا معاف دارید  
شیخ آذری علیه الرحمه در جواهر الاسرار آورده که شیخ مصلح الدین در نهایت  
پیری برای خاطر پیمین الدین از شیراز بهند رفته و با او صحبتها داشته و خسرو را بحضرت  
شیخ اخلاص تمامیت چنانچه درین دوبیت اعتقاد خود ظاهر گردانیده است ۵

خسر و سرمست اندر ساغر معنی بر سینت

شیره از خمخانه مستی که در شیراز بود



و در جای دیگری گوید که

جلد سیم دارد شیراز شیرازی

برای ضمیر برضیاتا شیراز باب دانش (۳۸ ب) پوشیده نماند که آنچه مؤلف مخزن  
 اخبار بیان کرد در باب ملاقات واقع نشدن این دو عزیز با قول اکثر ارباب تاریخ موافق  
 است و در اکثر کتب معتبر بنظر این محقق رسیده که شیخ سعدی سی سال پیش از آنکه  
 عالم فانی را وداع کند گوشه نشین شد اما چون توان گفت که شیخ آذری غلط کرده  
 است زیرا که او یکی از اکابر است و این قسم بزرگان سهونی فرمایند؛ ولیکن آنچه  
 بنحاطر مؤلف کتاب میخانه عبدالغنی خان فخر الزمانی می رسد ایست که حضرت  
 مصلح الدین در اول جوانی در ایام سیاحت وقتی که خسرو در صفر سن بود خود را بدو  
 رسانده و با او صحبت داشته ارباب تاریخ رحیم الله آورده اند که چون بعد از فوت  
 مبارک شاه خلجی نسیم عالم تحقیق بمشام جان آن صاحب توفیق و زید دست راوت  
 از آستین جامه ارباب دولت بر آورده لباس فخر قدور بر کرد و خود را بخدمت  
 قطب المحققین قدوة الواصلین نظام الملته والذین شیخ نظام الدین اولیا رسانید  
 و آنچه از مال و منال دنیوی که در مدت حیات بهم رسانده بود در قدم شیخ بزرگوار  
 تشار کرد و این دو بیت در صفت خانقاه او گفت

جدار خانقاه او بتقدیم      حطیم کعبه را ماند ز تعظیم  
 ملک کرده بسقفش آشیانه      چو اندر سقفها کنجشک خانه

(۳۹) گویند که آنچه بمیدان الدین امروز در قدم شیخ ریخت همه را بمستحقان رسانید  
 و امیر خسرو از روی اخلاص و اعتقاد تمام آن قدر خدمت پیر روشن ضمیر خود نمود که  
 آن بزرگ دین همیشه زبان به تحسین او می کشود و مکرر این معنی ادای نمود که در روز

له: آن محقق ۵۲ راجع به نقات ۵۲۸ ۵۲ نقات ۵۲۸



حشر هر کس از خلق الله بچیزی فخر نمایند و من بسوز سینه این ترک فخر کنم و امیدوارم  
که ایزد تعالی مراد و بخشند و این رباعی از ان سلطان المشایخ است که در نوازش  
مرید رشید خود امیر خسرو فرموده است

خسرو که بنظم و نثر مثلش کم خاست      ملکیت ملک سخن آن خسرو راست  
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست      زیرا که خدای ناصر خسرو ماست  
اصحاب تاریخ هندی آورده اند که حضرت شیخ از کثرت توبه‌ی که بدو داشت مدام او  
را ترک الله خواندی و مکرر فرمودی که "ترک الله من" از وجود خود برنجم از تو  
نرجم" و این دو بیت امیر خسرو در باب نوازش پیر بیان کرده است

بر زبان تو چونکه نام بنده ترک الله رفت      دست ترک الله بگیر و هم باللهش سپار  
چون من مسکین ترا دارم بهیم لب بود      نیست حاجت خواهش آمرزش آمرزگار  
اما حضرت شیخ نظام الدین از اکمل اولیاست و کشف و کرامات آن بزرگ دین  
و سر دفتر باب یقین زیاده از آنست که درین مختصر شمه از آن بگنجد و آن بزرگوار  
مرید شیخ فرید شکر گنج است و او بچند واسطه دست انابت بحضرت خواجه معین الدین  
چشتی می رساند

افضل الفضلا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی در نقیحات آورده که امیر خسرو  
بامیر پیر خود بسعادت خدمت (۱۳۹) حضرت خضر علی بنیاد علیه السلام مستعد  
گردید و از وی استعدا نمود که آب دهن مبارک خود در دهن من بیند از تا ز برکت  
آن در سخنوری صاحب رتبه بشوم خضر علیه السلام فرمود که این دولت را سحری برد  
خسرو از استماع این کلام شگسته خاطر گردید و بخدمت پیر آمد و حقیقت حال باز نمود  
آن بزرگوار آب دهن مبارک خود بعبوض آب دهن خضر علیه السلام در دهان



پین الدین انداخت تا برکات آن ظاهر شد چنانچه از سخنان او چاشنی آن حلاوت  
ظاهر است

و آن بلیل هزار داستان فصاحت مصنفات تمام عمر خود را منقسم به چهار قسم  
نموده هر قسمی را نامی کرده است؛ اشعار اول جوانی و بهار زندگانی را تحت الصغر  
نام نموده؛ و ابیات هنگام شباب و میانه عمر را بواسطه الحیات موسوم فرموده  
و منظومات ابتدائی سلوک را غرة الکمال لقب نهاده؛ و از ادت زمان که بولت  
و تکمیل را بقیة التقیة خطاب داده است

در کتاب مذکور مفسر است که خسرو را روزی در خاطر رسید که چه بودی اگر نام  
من خسرو نبودی و بدین اسم اشتهار نیافتی که ازین نام بوی سلطنت آید؛ مرا نامی  
خوش می آید که از آن در ویشی و فقیری ظاهر شود تا در روز حشر بدان نام فخر کنم و  
این معنی را بعض (۱۲۰) پیرو خود رسانید؛ آن روشن ضمیر جواب فرمود که در وقت  
صالحی برای تو نامی از درگاه آبی خواسته شود؛ بعد از چند روز به پین الدین گفت که  
ترا در روز قیامت محمد کاسه لیس خوانند و بدین اسمت مسمی گردانند

به صحت رسیده که امیر خسرو هفتاد و چهار سال عمر کرده و در شب جمعه و ولایت  
حیات بموکلان قضا و قدر سپرده است مدفن آن نادره جهان در حضرت دلی است  
مؤلف این تالیف بعبادت زیارت آن صاحب سعادت مستعد گردیده  
تحت اقدام پیرو خود آسوده است و بر لوح مزارش تاریخ فوت او طولی شکرقال  
و عذیم المثل نوشته اند؛ الحق که هر دو تاریخ را خوب یافته اند

بر رای عقده کشای ارباب دانش پوسیده نماند که امیر خسرو ساقی ناله بساانی  
منظوم نساخته مگر بروشی که حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی (۹)؛ این ضعیف بسا بر



میسمنت از سکندر نامه آن بزرگوار پاره اشعار بدر نوشته و ساقی نامه ترتیب  
 داده امید که آن انتخاب منظور نظر دشوار پنداران این آیام گردد، بحق الحق،

بیا تا بشادی و فرزندگی  
 بهم صحبتان دوستگانی دهم  
 (م ب) اگر باز کاویم بنیاد را  
 چون غم را کرانه پدیدار نیست  
 کسانی که رخت از جهان برده اند  
 همه کس طلبکار عسرنند و بس  
 بقا را چون تنگ است جای رنگ  
 یک امروز در خوشی رو نهیم  
 دل امروز در بند فیر امان  
 بعمری که نقد است و از غم تهی است  
 چو خواهی غم و شادمانی گذاشت  
 بی تازه گردان دل ریش را  
 بیا ساقی آن جام شادی فزای  
 بمن ده که راحت بجمانم دهد  
 بیا مطرب آن بر لب خوشش نو  
 بزن تا چو بر باید از مغز بهوش  
 بیا ساقی آن چشمه زندگی

بر آریم با هم دمی زندگی  
 نشینیم و داد جوانی دهم  
 بنا بر غم است آدمی زاد را  
 به از شاد بودن و گر کار نیست  
 همه در غم زینتن مرده اند  
 کسی را برون نیاید بهوس  
 چه داریم بهیوده دل نیز تنگ  
 غم دی و فردا بیک سو نهیم  
 نگه تا بفر و انسیابی امان  
 غم عمر نسیه خوری ابلهیت  
 جهان خوش گذارار توانی گذاشت  
 رها کن حساب کم و بیش را  
 که بنیاد غم را در آرد ز پای  
 ز خواب ده سر امانم دهد  
 که بی مغزیش مغز را شد دوا  
 بدل جان نو ریزد از راه گوش  
 که یابد از دوسر پاپندگی

۱۰۰ بیت آینه سکندری ۱۰۰ آینه سکندری طبع علیگده ۱۳۳۹ هـ که در مابعد ابعلاست اس مذکور است: ۱۰۰ هـ  
 ۱۰۰ تا دوستگانی ۱۰۰ اس ۱۰۰ هـ



مراده که من خضر پنهانیم  
 بیا مطرب آن نغمه زن در سرود  
 بر آور بد انگونه بانگ رباب  
 بیاساتی اندر قنچ پی به پی  
 می کو بعشق آشنائی دهد  
 بیا مطرب آن پرده های کلیم  
 نوازش چنان کن که جان نزنند  
 بیا ساقیا در ده آن خوب جام  
 چنان گوش من پر کن از بانگ لغش  
 بیا مطرب آن جرعه طفل و ش  
 نوای که تعلیم کرد از سخت  
 بیاساتی آن باده تلخ فام  
 بده تا به شیرینی آرم بکار  
 بیا مطرب با برکش آواز تر  
 روان کن که خشکست رود رباب  
 (۴۱ ب) بیاساتی آن شربت خوشگوار  
 بده تا چو در تن در آرد توان  
 بیا مطرب اسباب می کن تمام

شن گوی اسکندر ثانی  
 کرد آب همچون در آید برود  
 که اسکندر خفته خمیزد ز خواب  
 به عاشق نوازی نرسد بر پی  
 ز تشویش خویشم رهائی دهد  
 کز و گشت پوشیده عقل سلیم  
 شود رسته زین عقل ناسودمند  
 که شد قره العین متانش نام  
 که بیرون رود پند و اناز گوش  
 چو طفلان پیر گیر و بنواز خوش  
 بزن چوب تا باز گوید درست  
 که شیرینی عیش ریزد بکام  
 که تلخی بسی دیدم از روزگار  
 دماغ مرا ترکن از ساز تر  
 از آن دست چون ابر بارانش آب  
 کز و بزم گردد چو خورم بهار  
 گل ز رو من زو شود از غوان  
 بدین ارغنون ساز طنبور نام

۱۰ آس (مست) آ این ۱۰ آس ۱۰ آس (مست) خون فام

۱۱ آس (مست) آ این ۱۰ آس ۱۰ آس (مست) آ این ۱۰ آس (مست) آ این ۱۰ آس (مست) آ این

۱۲ آس (مست) آ این ۱۰ آس ۱۰ آس (مست) آ این ۱۰ آس (مست) آ این



که گر چون عروس باشش در برهنی  
 بیاساتی آن گنجدان نشاط  
 بده تاب باط سخن نوکنم  
 بیامطر با ساز کن چنگ را  
 رهی گیر کز ذوق آواز وی  
 بیاساتی آن باده دلنواز  
 می صاف کاید چو ما را بتن  
 بیامطر با نغمه خوش بر آر  
 بزن زان زمان راه مانی دزدگ  
 خوشا خگر که گرم در ماه دی  
 می روشن و ساتی چون شکر  
 کبابی دلفسلی و همخوانی  
 (۱۴۲) کسی کین تنناش همه بود  
 مشوا بله ای مرد عشرت پسند  
 بکف گیر جام درفشنده را  
 بیاساتی آن آرمغانی شراب

۵

۱۰

۱۵

می بخور و همد از کدوی تپی  
 که اندیش را در نوردد بیاط  
 وزو مجلس آرای خسرو کنم  
 بنالشی در آران تر آهنگ  
 حریفان نگرند محتاج می  
 دل آهین من آئینه ساز  
 توان دید جان آشکارا بتن  
 بزاری یکی قول دلکش بر آر  
 که شد راه زن همچو تیغ فرنگ  
 هم از تاب آتش هم از آبی می  
 بریشم زنی ساده زان خوبتر  
 که جانی ستاند بهر لایه  
 اگر پیش ازین جوید ابله بود  
 ز عشرت دمی چند شو بهره مند  
 در دریز یا قوت رخشنده را  
 که محراب زردشتیان شد خراب

۱۵ آ: بر آ: تر ۱۵ در آ: این بیت را حذف کرده و در آ: مسوخ آورده این طور  
 به باط سح لوکنم وزو مجلس آرای خوشبوکنم، نصیح از روی آس من ۱۳، ۱۴ آ: ذوق و آواز ۱۵ آس:  
 (۱۴۵) ساقی زان ۱۵ آس: زبان ۱۵ آ: آ: دانی، نصیح از آس ۱۵ آس: تاب،  
 ۱۵ آ: درفشنده، نصیح از روی آس، ۱۵ آس (۱۴۵) آ: ساقی،  
 ۱۵ آس: زباب،



بده تا بستی کنم خواب خوش  
 بیا مطرب آن زخمه کن یک فغان  
 چنان زن که آتش زند سینه را  
 بیا ساقی آن ساغر دلکشای  
 بده تا دل از وی مصفا کنیم  
 بیا مطرب آن نای را کن بدست  
 چنان لیلیش کن که غنقای روم  
 بیا ساقی آن سبیل حیات  
 بده تا چون منزل بحکم کنند  
 بیا مطرب آن علم باریک را  
 فرو گوی از آن گونه سوزان و تر  
 (۲۲ ب) بیا ساقی آن کیمیای وجود  
 بمن ده که تا شادمانی کنم  
 بیا مطرب با موبو باز جوی  
 که تا چون بستان رسد سلاز او  
 گرا سانشی داری از روزگار  
 دل از روی هم صحبتان شاد کن  
 بحقیقت دوستان روی نه  
 ز باد بهاری هوا مشکبوست

گشتم آتش غم بدان آب خوش  
 کشد ز ابدان را بکوی مغان  
 ز سر نو کنند داغ دیرینه را  
 که صورت نایست و معنی فزای  
 دو دریا معنی بیک جانسیم  
 که در غنوه های یونان شکست  
 از آن زراغ گوید بهر مر و بوم  
 که شوید همه تیرگیها ز ذات  
 ز آتش خاک پاکم کنند  
 که روشن کنند جان تاریک را  
 که دستار عالم ربانی ز سر  
 که بی همتان را در آرد بحد  
 ز گنج سخن در فشان کنسم  
 ز موی کمانچه نوائی چو موی  
 گوارا شود می بر آواز او  
 جمال عزیزان غنیت شما  
 بنقل و بهی مجلس آباد کن  
 پراگندگی را بکسوی نه  
 عروس چمن ز آب گل شسته روست

۱۸۴ در آتش چفته آتش کند آتش ۱۸۴  
 ۱۸۵ آتش چفته آتش کند آتش ۱۸۵

۱۸۴ در آتش چفته آتش کند آتش ۱۸۴  
 ۱۸۵ آتش چفته آتش کند آتش ۱۸۵



شده جلوه گز ناز نیشان باغ  
 بساط گل از سبزه گلشن شده  
 شده مشکبو غنچه در زیر پوست  
 بنفشه سر زلف را خشم زده  
 کشاده گل لعل جلیب نور  
 ز لب تری اندام زیبای گل  
 شده سرخ گل مفرش بوستان  
 (۴۳) برون کرده سون بان خموش  
 هوا بر سر سبزه می ریخت سیم  
 بهر چشمه منقار بط آب گیر  
 بهر شاخ مرغ ارغنون ساخته  
 از آن نغمه کو غارت هوش کرد  
 غزل خوانی بلبل صبح خیز  
 ز آواز دُرّاج و رقص تندرو  
 ز نالیدن قسری خوش نوا  
 بیاساتی آن جام دریا درون  
 بده تاشا ط درون آردم  
 بیا مطرب آن مایه دلخوشی  
 بده تادمی خمره بازی کنیم

رخ آراسته هر کی چون چراغ  
 چراغ گل از باد روشن شده  
 چو تعویذ مشکین بیازوی دوست  
 گره در دل غنچه چشم زده  
 نظاره کنان چشم ز گیس ز دور  
 شده لرز لرزان سراپای گل  
 بصحرا برون آمده دوستان  
 همی کرد هر دم تقاضای نوش  
 مراغه همی کرد بر گل نسیم  
 چو مقراض زرین بقطع حسیر  
 بهر نغمه گلبن سرانداخته  
 مفتی ترنم فراموشش کرد  
 تمنای میخوارگان کرده تیز  
 سبک گشته در خاستن پای سرو  
 کبوتر متعلق زنان در هوا  
 کز و گوهر مردم آید برون  
 برد سنگ و گوهر برون آردم  
 که صوفی کند ز ولایت کشتی  
 بی دلق خود را نمازی کنیم

۱۰ آس؛ غلم ۱۰ در متن ۱۰ لرزه لرزان، آس؛ پاره پاره  
 ۱۵ آس (ص ۲۶۱) نشاطی برون،



<p>         بی ساقی آن باده بی حسا          که چون گم شود جان غمناک ما          بیامطرب آواز برکش بلند          (۳۴ ب) ز سر نوکن آئین عشاق را          بی ساقی آن می که کام منست          مرا با حریفان من نوش باد          بیامطرب ساز کن پرده را          رسید از بتان جان خسرو بکام       </p>	<p>         فروشوی ازین جان خاکی غبا          نریزد کسی جگر بر خاک ما          برون کن غم از سینهای نژند          بقلقل در آراین کهن طاق را          بمن ده که در خورد جام منست          حریفان بدر افراموش باد          بسوز این دل عشق پرورده را          بیک زخم کن کار او را تمام       </p>
---	--

## ذکر

### نخلبندستان نکته دانی افضل الدین خواجوی کرمانی

سخنوری بنظیر و نکته پردوری دلپذیر است، منظومات آن سپهر سریر نکته دانی و  
 واردات آن مسند نشین محفل سخندان، اکثر رنگین و متین واقع شده معاصران  
 سرآمد آن یگانه زمان او را نخلبند شعر گفته اند و بعد از و نیز ارباب اقتیاز هر  
 زمانی این خطاب برو مسلم داشته اند،

از اکثر کتب معتبره چنان بنظر این محقق رسیده که پدر او یکی از اکابر کرمان بوده  
 و نام فرزند خود افضل الدین نموده ولیکن بر سبیل اشفاق و مهربانی او را خواجوی خوانند  
 چنانچه رسم پدر و مادر است که اطفال را نوازش می نمایند و نام نازی بر ایشان می







شرح فصاحت ز خموشان شنو      مدح خموشان ز سروشان شنو  
هر کس ازین خوان قدری یاقند      در ره دانش خبری یاقند  
دیوانش مثل برقصاید غزآ و ابیات مصنوع و غزلیات خوب و مقطعات مرغوب  
است و آن هکلی بیت هزار بیت باشد،

به تحقیق پیوسته که آن تادیه عصر خود در هنگام سیاری بعبادت خدمت مقرب بارگاه  
صمدانی شیخ علاء الدوله سمنانی مستعد گردیده و دست انابت بآن بزرگ دین  
و سر دفتر باب یقین داده و کمر خدمتش از دل بر میان جان بسته و مدتی در بندگی  
(۴۴ ب) او گذرانیده و واردات شیخ خود را جمع کرده و این رباعی از خواجوه است  
که در مدح پیر خود گفته است رباعی

هر کو به ره علی عمرانی شد      چون حضرت پیر حشمت حیوانی شد  
از وسوسه و غارت شیطان است      مانند علاء الدوله سمنانی شد

بعد از مدتی مدید و عهدی بعید مقرب بارگاه صمدانی شیخ علاء الدوله سمنانی خواجوی  
کرمانی را بوطن مرخص فرمود، افضل الدین از ملازمت پیر مفارقت نموده به کرمان آمد  
و در اینجا خانقاهی ساخت، بقیه عمر در آن خانقاه با درویشان دیگر بجهای پرستی مشغول  
گردید،

مؤلف مخزن الاخبار در تالیف خود آورده که افضل الدین قصاید غزآ در  
منقبت امیر مومنان شاه مردان دارد و دو نوبت از حضرت امیر المومنین و  
امام المتقین منظر عجایب و غرایب علی بن ابی طالب صله یافته، یک مرتبه در  
بیداری و یک بار در خواب،

و بصحت رسیده که خواجوه شصت و دو سال عمر گذرانده و در کرمان در کسبه اشغول

له تا، سر      در تا مخدوت      له آء الدوله، ته: الدین که این تلخیص غلام از دولت شاه افغزو



اربعین و سیعاه شش سال بعد از آن که پیر روشن ضمیرش از عالم فانی بعالم باقی خرامد  
 بناچار سفر آخرت اختیار کرده است بهیت

اگر صد سال مانی در یکی روز بیاید رفت ازین کاخ دل افروز

## ساقی نامه خواجو کرمانی

<p>۱ بیاتان خود را قلم در کشیم          (۱۲۵) ز جام و ماد می دم ز نیم          می خوش بر آریم با همدمی          یک امروز با همدمی می خوریم          که آنها که بزم طرب ساختند          ازین داکمه ویر تاری می خاک          برین تخت پیروزه پیروز گیت          سبک باش و در طل گر انم بده</p>	<p>زمستی بعالم علم در کشیم          می آب بر آتش غم ز نیم          غمی باز گوئیم با محسرمی          چو فرصت نباشد دگر کی خوریم          بزم طرب هم نپروا خشنند          بر رفتند و بردند حسرت بجا          درین طاق شش روزه بهروز گیت          شب تیره رخشنده جانم بده</p>
--	--

(تغیبه حاشیه ص ۲۱) است ظاهر اقبال قبول نیت، به پیشه فهرست کتابخانه باکی مهد (شعرا ایران ج اول ص ۲۱۴) ،  
 ۱ در جای و پایون طبع لوهار و ۱۸۱ ص ۱۹ تا ۲۵) این ساقی نامه در ده بند و هر بند مثل بیت است  
 و فی الجمله نو بیت دارد یعنی در میخانه سه بیت را حذف کرده ، اولش این بیت است :-

به ساقی آن بین آب حیات که دوران گیتی ندارد ثبات ، همین ساقی نامه به بعضی تغییرات در دیوان حافظ  
 (طبع مکتوب ۱۸۹۲ ص ۳۲) موجود است ، ۲ به : ۳ تا و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

در این جوانی که بر باد شد - خشک آنکه از عالم آرزو شد + به ساقی آن جام جشیده را - شب تیره رخشنده خویش را

۵ به : سبک باش و در طل گر انم به اگر فاش نتوان نهادم به



که این چرخ زن چرخه آبنوس  
 کسی کو زدی کوس بر پشت پیل  
 نباشیر صبح از تنقهای نور  
 که ای خوش نوا مرغ شیرین نفس  
 بر ایوان آن سبز منظر نشین  
 تو در ششدر خانه ششدری  
 برو طی کن آن هفت طومار را  
 بده ساقی آن آب آتش نشان  
 (۴۵ ب) که در آتش است این دل شوم  
 شنیدم که در عهد بود ز جبهه  
 نوشتند بر جام نوشیدان  
 ز من بشنو این پند آموزگار  
 اگر پور زالی ازین پیر زال  
 چو این منزل در دو جای غمت  
 بدین شادمانیم کز درد و غم  
 جز او مرکز هفت پرکار نیست  
 روان در ده آن عین آب وان  
 بده ساقی آن لعل یاقوت رنگ

(۴۵ ب)

بسی یاد دارد چو رهام و طوس\*  
 ز دندش بناگاه کوس رحیل  
 بگوش آیدم هر دم از لفظ حور  
 بجنان پروبال و بشکن قفس  
 بمنزله جان نشین گزین  
 از و گذری تا از و گذری  
 قلم در کش آن هفت پرکار را  
 از ان پیش کز مانیابی نشان  
 همانا که آبی بر آتش زخم  
 ز قیروز روزی منوچهر چهر  
 که بفزاید از جام نوشین روان  
 کمن تکیه بر گردش روزگار  
 بدستان بانی شوی پایمال  
 دیرین داکمه شادمانی گمت  
 نداریم غم گر نداریم کم  
 کزین هفت پرکار پرکار نیست  
 نه آب روان کافقاب روان  
 که بر دانه رخ لعل و یاقوت رنگ

۱۰۰ قیج از روی آینه آختره ۱۰۰ هما ۱۰۰ بنام ۱۰۰ هما ۱۰۰ طبقاتی ۱۰۰ از روی هما ۱۰۰ آ ۱۰۰ بخنیا

۱۰۰ هما ۱۰۰ گذری ۱۰۰ هما ۱۰۰ به ۱۰۰ حاشیه های ۱۰۰ هرادر و فیروز منوچهر نمای نوشیدان

۱۰۰ در هما این بیت مابعد بیت لائق آورده است

۱۰۰ هما ۱۰۰ وگر نهائی



که آنها که بی ناستند شاد  
 کدماست جام جم و جم کجاست  
 که میدانند از فیلسوفان حی  
 چو سوسوی عدم گام برداشتنند  
 چه بندی دل اندر پیچی سرای  
 (۱۴۶) درو بستن دل ز دیوانگی است  
 درین دارشدر نیایی بکام  
 ۴ بده ساقی آن آب آتش خواص  
 درین سقف نه پای شش رواق  
 بده پیژده امی به پیران ده  
 قدح در ده اکنون که در و در دهیم  
 درین ده گرویده سیوش و شند  
 تو گر عاقلی خیز و دیوانه شو  
 دم از دل زنی دردی دردکش\*  
 پی کار داران بی کار\* زن  
 مشو خاک این دیر خاکی نهاد  
 مراد از قدح باده سردیست  
 ۵ بده ساقی آن خسروانی قدح

برفتند و از مانگر دهند یاد  
 سلیمان کجا رفت و خاتم کجاست  
 که جمشید کی بود و کاوس و کی  
 درین بقعه حبه نام نگذاشتند  
 که چون بگذری باز مانی بجای  
 بدو آشنائی زیگانهگی است  
 مجال مجال و مقام مقام  
 کزان آب یایم ز آتش خلاص  
 توان ز دیگ جام می چار طاق  
 بمیر از جهان همچو میران ده  
 سرت گی و همی ارچه ما سردهیم  
 که پیران ده را در آتش کشند  
 مریز آب خود خاک میخانه شو  
 دل گرم داری دم سرد کش  
 در دود نشان خمار زن  
 که ناگه دهد همچو خاکت بیاد  
 وزان باده مقصود ما بخود نیست  
 که دل را بیفزاید از روی فرح

۳۵ بیا بیا  
 ۳۶ بیا بیا  
 ۳۷ بیا بیا  
 ۳۸ بیا بیا

۳۹ بیا بیا  
 ۴۰ بیا بیا  
 ۴۱ بیا بیا  
 ۴۲ بیا بیا



که بر بام نه قبه بی ستون  
 تو خود در گذر تا رسی در خدا  
 (۲۶ ب) چو بردی ازین تنگ پیوست  
 جوانی چو برقی یمانی گذشت  
 برو ترک این دارششدر بگویی  
 سرور درین ره روان بر نشان  
 چو عیسی درین کهنه دیر جهان  
 ۶ بده ساقی آن جوهر روح را  
 که دوران چو جام از کف جم بود  
 چو بنیاد عمرست نا استوار  
 چو بر بیشن اینست بیشن کجاست  
 که فیروز بر تخت پیروز شد  
 که مانند فیروز فیروزه سخت  
 کسی را که دستت دهد دست گیر  
 شه داد گستر سیاهت بمرد  
 تو نیز آنچه کاری همان بد روی  
 ۷ بده ساقی آن آب افشوده را

توان شدگر از خود توان شد برون  
 که گرد فغانی شوی در بقا  
 چه بر پشت خاک و چه بر روی تخت  
 چو باد صبا زندگان گذشت  
 ۵ بیادست ازین مار نه سر بشوی  
 در از ره روانی روان بر نشان  
 بر آیی از روان تا بیایی روان\*  
 دواي دل ریش مجروح را  
 ۱۰ که داند که جمشید بد یا نه بود  
 بنقد این نفس را غنیمت شمار  
 چو بر بهمن اینست بهمن کجاست  
 و یا ختم از بخت فیروز شد  
 نیفتد چرخش ز پیروز تخت  
 که فردا همان باشدت دستگیر  
 ۱۵ به بین ای برادر که با خود چه برد  
 چنان کلامی باز بیرون شوی  
 بی زنده گردان دل مرده را

۱۰ ب: ز آ: چو بر داند ازان میگوید زخت، چه در خشت خاک از، تصحیح از روی آما، و تا این بیت ماحضه  
 کرده، در تر مخوف، آما: آسان آشیان بجای کهنه در چنان بر آئی بجای بیایی آما: باده بودار آما: دودا  
 ۱۵ در با بجای چو بر پیروز در مصرع اول و در مصرع ثانی آما: در تر مخوف  
 ۲۰ ب: فیروز آما: بیفتد آما: بخت آما: فریدون  
 آما: آفرده \*



(۴۴) که دارا که دارای آفاق بود  
چو زین دارشند برون بر درخت  
بدین حقه سبز چندین مناز  
رہائی نیابد کس از شست خاک  
ہر آن پارہ خشتی کہ بر منظر است  
ہر آن شاخ عرعر کہ در گلشن است  
بہر گل کہ در گلستانی بود  
بدہ ساتی آن تلخ شیرین گوار  
بجز خون شاہان درین طشت نیست  
بیاتانشیم و ساغر کشیم  
بدہ بادہ تا خون دل کم خوریم  
شنیدم ز شوریدہ می پرست  
کہ ہر کس کہ در دور گردون بود  
کہ دوست گردون و دون پرور است  
کہ یابد ازین قرص زین سہ نان  
(۴۵) بشو چون خنجر دست ز آب حیات  
کسی در خور تخت فیروز گشت  
کہ چون بگذرد عمر و چون بگذری

بداننگی در جہان طاق بود  
ندارد بجز دار تا بوت تخت  
کہ ہم مہرہ وز دست و ہم مہرہ باز  
کہ بر خاک پستند از دست خاک  
سرکینادی و اسکندریت  
نموداری از قدسمین تنی است  
سمن عارض و ستانی بود  
کہ شیرین بود خاصہ از دست یار  
بجز خاک خوبان درین دشت نیست  
دم از دل بر آریم و دم در کشیم  
کہ خاکیم و از خاک رہ کتریم  
بخمانہ کوزہ می بدست  
زند بر فلک خیمہ گردون بود  
از و شاد تر ہر کہ نادان ترست  
برین سفرہ بیرون ز دوفان دوفان  
چو عیسی تبراکن از کاینات  
کہ مستغنی از بخت پیروز گشت  
ازین بازمانی و حسرت خوری

۱۰ ہا: نمودش ۱۱ ہا: دست ۱۲ ہا: نشیند ۱۳ آ: نمودار  
۱۴ ہا: ہران - مہا بعد این بیت ۹ را آورده است -

۱۵ ہا: بادہ ۱۶ آ: فیروزہ ۱۷ مہا بعد این بیت بند ۹ را آورده است ۱۸ ہا: خود



۹ بده ساقی آن کان جان روان  
اگر بهوشندی بروست شو  
که هر دم که مطرب بر آرد خروش  
که این طفل آبنوسی قفس  
ره خاک رویان میخانه روب  
مگر آب آتش خواصت دهند  
بجای برون آوردت ز خویش  
که خواجو که در عالم جان رسیده

می آتشین آب حیوان جان  
قدح گیر و در نیستی هست شو  
نداد و دهد سوی جانم سر و ش  
نیفتد بدین دانه در دام کس  
در می فروشان فرزانه کوب  
بستی ز هستی خلاصت دهند  
بنوشی ربائی دهندت ز نیش  
چو از خود برون شد بجانان رسید

## ذکر

عندلیب و لفریب انجمن سخنوری، و بلبل و دستان سرای چمن  
نکته پروری، قطب مرکز فصاحت و بلاغت، مقبول طبع  
اصحاب ارادت، طوطی بوستان سخن پرداز، خواجہ حافظ شیرازی

قلم مشکین رقم راجه جرات آنکه صفری از او صافش رقم کند (۱۴۸) و زبان  
معجز بیان راجه یارای این که شمه از وصفش بیان نماید حسرو اندیشه با آن همه دانش  
بتی از دیوان کمال او تقصیم نمی تواند نمود و جزو خورده دان با آن نور بنیش گرهی  
از تعریف رشته جواهر نظمش نمی تواند کشود، واردات او همیشه وارد زبان ارباب  
طریقت هر عصری شده و اصحاب حقیقت هر آئمی معتقد کلام آن سخن آفرین بوده



و اورالسان الغیب خوانده اند

آورده اند که جد عالی تبار ایشان از کوی پای اصفهانست بجهت بعضی از موانع  
در ایام سلطنت آنا بکلیه از انجا بشیر از آمده توطن نموده اند اسم والد امجد حافظ خواجه  
بهاء الدین است مدار معیشت او به تجارت میگذاشته و همیشه سلسله ایشان صاحب  
کنت بوده اند نام اصل آن شاه بیت مجموعه و سخن گسری شمس الدین محمد است  
و والده اش گانزرویت و خانه ایشان در دروازه گازرون بوده

در کتب معتبر چنان بنظر رسید که بعد از فوت پدرش بهاء الدین سه پسر از و  
مانده و کوچک همه شمس الدین محمد بوده است چندان که اموال و اسباب ایشان \*  
باقی بود یکی چون پیرین جمع بودند و وقتی که پراگندگی در سامان ایشان بهم رسید همچو  
بنات النخس پراکنده شدند و برادران هر یک (۴۸ ب) بطرفی رفتند حافظ  
مع والده در وطن ماند گویند که آن سالحه از کثرت پریشانی پسر خود را در صغر  
سن یکی از اهل محله سپرد تا مرتبی حال او شود و فکری درباره او کند، خواجه چون  
خود را شناخت او ضاع آن مردش خوش نیامد یکب خمیر گری مشغول گشت و اکثر  
شب با از نیم شب تا سفیده صبح آن امر ماموری بود و همیشه در سحر خیزی بر صبح صادق  
سبقت می گرفت، آورده اند که حوالی دکان ایشان کتب خانه بود و اکثر اطفال ارباب  
حال در آن مسجد بدرس خواندن اشتغالی داشتند و عبور خواجه حافظ هر روز بران  
سمت واقع می شد روزی بخاطرش رسید که درس خواندن و سواد بهم رساندن موجب  
خدا شناسی می شود مرا باید که باین کار رجوع کنم شاید که از عنایت الهی نهایت الهی ازین  
فیض بهره بردارم فی الحال در آن کار خیر بنی استخاره شروع نمود و آنچه از کرب او  
بهم می رسید بچار بخش می کرد یک بخش بوالده و یک حصه بمعلم می داد و یک قسمت بفقرا

له تادیکای ۵ در تادیک کرده است (از صاحب ۳۱ ایشان)



و یک ربع صرف خود می کرد تا در اندک زمانی به توفیق ایزد پیچون و عنایت گوناگون غافل  
گن فیکون حافظ قرآن و سواد خوان شد؛

در اخبار آمده که در جوار دکان استاد ایشان دکان برآزی بوده و جوان فصیحی  
و بلغی صاحب (۱۴۹) آن دکان بوده و اکثر مردم اهل بدین اومی آمده و با او  
صحبت می داشته اند، حافظ را اطوار آن مردم خوش آمده با خودی گفته که بهترین  
طوایف این طائفه اند و همیشه آرزو مند آن بوده که از زمره سخنوران باشد و گاه گاه  
در مقام انتظام سخن می شده، چون در آن فن مهارتی نداشته اند اکثر ناموزون می  
گفته و بر یاران خود می خوانده اند مصاحباتش با او از روی شوک و تمسخر پیش می  
آمده اند تا آنکه در شهر بنا موزونی اشتهار می یابند و دو سال علی الاتصال خلق او  
را پیش داشته مضحکه می نموده اند و ایشان اصلاً از شعر گفتن ناموزون خود و آزار  
مروم دلگیر نمی شده اند تا آنکه روزی از روزهای رمضان المبارک آزار بسیاری  
از ظرفای شهری یابند بمرتبه که از اوضاع خود و شعر گفتنای ناموزون بغایت دلگیر  
و مایوس می گردند و در عالم یاس روی بآستانه متبرکه بابا کوپی می گذارند، چون  
بمطلب می رسند سه شب در اینجا افطار نمی کنند و هر روز و هر شب زبان  
بتضرع و زاری می کشایند و از حضرت عزت باری نشانه فیض مسکت می  
نمایند در شب بیست و سیوم در عین تضرع و ابتمال خوابش می برد و در نوم  
بوی خوشی بمشام جان آن نیک سرانجام می رسد و شاهسواری بنظرش در می آید  
(۲۹ ب) که از نعل مرکب او تا ساق عرش نور بلند می شده روی مبارک ایشان می  
نماید و می گوید که ای حافظ! برخیز که مراد تو بر آورده ایم و لقمه در کمال سفیدی از  
دهن مبارک خود بر آورده بدین حافظ می دهیم و می فرماید: فرو بر این لقمه را که ابواب



علوم بر تو گشاده گشت و در فصاحت و بلاغت نادره زمانه شوی انشاء الله تعالی اشعاع  
ترا دست بدست تحفه خواهند برد و تا انقراض عالم در هر ملکی بر صفحه روزگار یادگار خواهد  
ماند، آدره اند که خواجه می فرموده که هرگز آن لذت لقمه نخورده و از پیچ لذتی آن قسم  
ذوقی نیافته بودم که ازان لقمه و ران وقت آن خورشید تابان خواست که غایب شود  
من پیش و دیدم تا احوال از و معلوم کنم پیر روشن ضمیری بنظم در آمد از و استفسار  
نمودم که این پیر اعظم از کدام طرف طالع شد و اسم مبارکش چیست؟ فرمود: و یک  
نی شناسی؟ این محرم سراسر از سرور و ساقی شراب طهور است، این آنکسی که حضرت  
رسالت در شان او فرموده که انا مدینه العلم و علی بابها من از شوق بر خاستم که خود را  
بقدم آن سرور رسانم و سر و جان تار قدم امیر مردان گردانم، آواز بانگ مؤذن  
بگو شتم رسید از خواب بیدار شدم دل خود را از دیدار فیاض الانوار آن بزرگوار  
متجلی یافتم و ران سفیده صبح بجز (۱۵۰) دلم بهوج در آمد و این غزل که هر  
مصرعش رشته جواهر قیمتی است بر کنار افتاده

دوش وقت سحر از غصه خاتم دادند و ندران ظلمت شب آبجیاتم دادند  
القصه چون روز شد بشهر آمدم و نزد یاران خود رفتم ایشان از من از روی شوک  
و استهزا شعر طلبیدند من این غزل خواندن گرفتم چون تمام شد یکی گفتند این شعر  
توفیت با اعتقاد ما معلوم نیست که درین جزو زمان کسی باین خوبی شعر بگوید چون از  
تو قبول کنیم گفتیم غزل طرح کنی غزلی طرح کردند بتوفیق فیاض علی الاطلاق خوب  
گفتم و هر چه در میان می آوردند همچو می گفتم که به ازان نتوان گفت همیشه به گرد  
خاطر من این می گشت که ان الله علی کل شیء قدير، لخص سخن آن که در اندک زمانی  
از برکت توجه امیر المؤمنین و قاتل الکفر و المشرکین نادره جهان و یگانه زمان گشت

سه برگ برین نمو ۲۱۸



و برتر به مطلوب خاص و عام شد که از نزدیک و دور در سین و شهر مردم می آید و  
اشعار او را تحفه می برند چنانچه الحال صدق این مقال اظهر من الشمس است،  
ارباب خبر آورده اند که یکی از اکابر خواجه فرموده که چون از سعادت قرآن دانی  
و فرقان خوانی مستفید و بهره ور شده اید باید که تخلص خود حافظ نامید شمس الدین  
بنابر گفتار آن بزرگوار تخلص خود حافظ نمود، دیوان ایشان (۵۵ ب) در عرض  
۵ و دو سال بر بیاض رفته است،

(۵۵ ب)

و خدمت سه بادشاه کرده اند اول شاه ابوالفتح انجو، بعد از آن شاه شجاع مظفری و  
شاه منصور برادر زاده او، و دیگر به تحقیق پیوسته که بخدمت امیر کبیر امیر تیمور رسیده  
اند و امیر را با ایشان التفات بی نهایت بوده، اکثر بادشاهان ذی شان تحفه از  
۱۰ اطراف و اکناف بجهت خواجه می فرستاده اند و آرزوی صحبت ایشان داشته اند  
انواع ظرافت و مطایبه از ایشان سر می زده، یکی از آن جمله بر سبیل تحفه درین مختصر  
درج نمود، گویند که زن شاه شجاع شعر را بغایت خوب می گفته و همیشه شاه را به  
تنگ می آورده که میل دارم که با خواجه شعر بگویم هر چند شاه امتناع زن خود درین  
معنی می نموده بجای نمی رسیده، از کثرت محبتی که شاه را بر وجه خود بود رؤسین  
۱۵ مطلوب نمود، حافظ را بعقب پرده طلبید، یک جانب پرده شاه بازین خود  
نشت، یک طرف دیگر خواجه قرار گرفت، بعد از مکالمه طرفین زن فرمود مصرع  
حافظ مطلعی بفرمائید

خواجه می فرمائید که ..... شمس الدین بعد از مبالغه این  
مطلع می خواند مطلع

دوش دیدم که ملایک در میخانه زدند،  
زین شاه بعد از استماع این بیت با خواجه از روی ضحک و تمخریش آمد و گفت



(۱۵۱) حافظ شما آنجا تشریف داشتید که آدم را از گل ساختند؛ گفت: بلی بانو،  
گفت که آن گل گاه داشت یانه؛ شمس الدین فرمود که نداشت، گفت: بچه  
نشان؛ خواه فرمود دلیل اینکه اگر گاه می داشت رخته. . . . . بهم نمی رسیده  
شاه شجاع بغایت آزرده شد وزن کمال شرمندگی در پیش شوهر کشید؛ چون حافظ  
را صاحب نشاء می دانستند هیچ نگفتند و بر ایشان ظاهر شد که با اکابر بی ادبانه  
پیش نباید آمد؛

آورده اند که آن سر غزل دیوان ارباب یقین از شیراز کم بر آمده اند مگر این  
که یک نوبت از اینجا به یزد رفته و از یزد باز شهر مذکور آمده آرام گرفته اند؛ در شصت  
و پنج سالگی رخت بر بسته و دل از جهان برداشته سفر آخرت اختیار نموده اند  
خاک مصلی تاریخ فوت ایشانست؛

بر رای معنی آرای بلبلان گلستان فصاحت و عند لیان بوستان بلاغت  
پوشیده نماند که این لب تشنه وادی مطالعه اکثر و اوین قدما از ابتدا تا انتها گشت از  
بیچ دیوانی ساقی نامه بسامانی بنظر در نیاید مگر از خواجه حافظ؛ غالباً در آن ایام ساقی نامه  
گفتن متعارف نبوده مگر بدستوری که شیخ نامی گرامی شیخ نظامی و در دریای معنوی  
امیر خسرو دهلوی فرموده اند و درین جزو زمان خود شایع شده چنانچه همه کس می گویند  
امید از باطن (۱۵۱ ب) انبیا و اولیا آنکه این تحفه حقیر منظور نظر صغیر و کبیر گردد  
انشاء الله تعالی

در بروک هاوس نمره ۶۸۶ دیوان حافظ طبع لکهنو بعضی از ابیات ساقی نامه خواجه هم شامل ساقی نامه حافظ کرده اند  
در نسخه عتیقه دیوان حافظ تحریر ۸۵۷ که من دارم ساقی نامه فقط ابی بیت را دارد و شش تا از ابیاتش در میخانه  
نیست؛ در مابعد این نسخه را بعلا مت ح یا ذکره ام؛ و ابیات را که درین نسخه و میخانه مشترک است به علامت (ک) را  
نشان داده مگر ترتیب ابیات ح از میخانه مختلف است؛ یک نسخه خطی تحریر سلطان علی مشهدی در کتاب خانه نواب علی  
خان رامپوری محفوظ است؛ با آن نسخه هم مقابله کرده شد؛ ابیات ساقی نامه در این نسخه ۱۵۵ مرتب فی الجمله متفصل  
Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri



✓ سرقتنه دارد و گر روزگار  
 ✓ فریب جهان قصه روشن است  
 و گر همچو زند آتشی می زند  
 ✓ همی بینم از دور گردن شکفت  
 ✓ درین خونفشان عرصه رستخیز  
 بستی مگر زین میان بگذریم  
 ✓ باقبال دارای دیهیم و تحت  
 ✓ پناه زمین پادشاه زمان  
 ✓ که تمکین اورنگ شاهی ازوست  
 ✓ فروغ دل و دیده مقبلان  
 جهاندار دین پرورد تا جور  
 ✓ الا ای های همایون اثر  
 چگونه دهم شرح آثار تو  
 چو قدر تو از حد و صفت بیش  
 (۱۵۲) برآرم باخلاص دست دعا  
 که یارب بالای و نهای تو

(۱۵۲)

من و مستی و فتنه چشم یار  
 به بین تاجه زاید شب آبتن است  
 ندانم چراغ که بر می کند  
 ولی نیست بروی مجال گرفت  
 تو خون صراحی بساغر بریز  
 و گرنه کجا جان ازین غم بریم  
 بهین میوه خسروانی درخت  
 مه برج دولت شه کامران  
 تن آسانی مرغ و ماهی ازوست  
 ولی نعمت جلّه صاحب دلان  
 کز و بخت گشتت باز یب و فر  
 نجسته سروش مبارک خبر  
 که عقلست حیران در اطوار تو  
 سراندم اندر عجز و تشویر پیش  
 کنم روی در حضرت کبریا  
 با سرار اسمای حسای تو

ز بقیه حاشیه (۱۵۲) مطابقی به نسخه من دارد، اما بعضی زیادت را حذف کرده، رجوع کنید به حاشی  
 له بروک هادس نمره ۶۸۴ شعر ۴۵ در آبر حاشیه افزوده یکی را قلم زن کند و کار یکی را در پیغ و کارزار  
 ۵۳ ح و بروک هادس شعر ۳۶: ندانم که خاک خواهد گرفت ۵۴ ایضا: و ساغر  
 ۵۵ ح: باقبال دیهیم و امداد بخت ۵۶ ح: خدو ۵۷ ح: الا ای ۵۸ ح: جان  
 ۵۹ بروک هادس (نمره ۶۸۴ شعر ۱۱۱۲): و اگر ۶۰ ایضا: تحت کی گشت  
 ۶۱ ح: نظر ۶۲ آ: چه



بخت کلامت که آمد قدیم  
 که شاه جهان باد فیروز بخت  
 زمین تا بود مظہر عدل و جور  
 خدیو جهان شاه منصور باد  
 بحمد الله ای خسرو جم نگین  
 بمنصورت شد در آفاق نام  
 فریدون شکوہی در ایوان بزم  
 فلک را گہ در صدف چون تو نیست ✓  
 نہ تنها خراجت دهند از فرنگ  
 اگر ترک ہند است اگر روم چین  
 زحل کترین بندہ ات در یتاق\*  
 ہمایست چتر ہمایون اثر  
 سکندر صفت روم و ما چین تر است  
 (۵۲ ب) بجای سکندر بان سالہا ✓  
 چو دریای مدحت ندارد کنار  
 تو نظم نظامی کہ چرخ بلند  
 بایرم تظہین سہ بیت متین  
 ازان پیشتر کاوری در ضمیر

بخت رسول و بخت کریم  
 باقبالش آراستہ تاج و تخت  
 فلک تا بود مرتجع جدی و ثور  
 غبار غم از خاطرش دور باد  
 شجاعی بمیدان دنیا و دین  
 کہ منصور باشی باعدا مدام  
 تہمتن نبودی بمیدان رزم  
 منوچہر و جم را خلف چون تو نیست  
 کہ مہراج باجت فرستد ز رنگ  
 چو جم جملہ داری بزریر نگین  
 سپہر غلام مرصع لطاق  
 کہ دارد بسیط زمین زیر پر  
 گر او داشت آئینہ آئین تراست  
 بدانا دلی کشف کن حالہا  
 شہ را کہ ہم بر دوا اختصار  
 ندید آںچنان گوہر سود مند  
 کہ نزد خرد بہر دور شہین  
 ولایت ستان باش و آفاق گیر

۱۵ بروک ہاؤس، بکلیق عظیم، ۱۵ بروک ہاؤس، رتق، ۱۵ ح: پسر فی شرف ح و بروک ہاؤس:  
 فریدون بجای منوچہر ۱۵ ایضاً، ہندویت در رتاق ۱۵ ایضاً، چترت ۱۵ ایضاً، وصفت  
 ۱۵ ایضاً، مدحت ۱۵ آ: نہ



زمان تا زمان از سپهر لبند  
 [از آن می که جان داروی هوش باد  
 بیاساتی از من برو پیش شاه  
 دل بی نوایان مسکین بجوی  
 بیاساتی آن جام کینجسوی  
 غم این جهان کاندران نیست نفع  
 بیاساتی اکنون که شد چون بهشت  
 خند الجام لا تخش فیله الجناح  
 بیاساتی از می ندارم گریز  
 که از دور گردون بجان آدم  
 (۱۵۳) بیاساتی آن می که زان جام جم  
 بمن ده که گرم بتاسید جام  
 بیاساتی آن باده ذوق بخش  
 بده وین نصیحت ز من گوش کن  
 بیاساتی از بیوفائی عمر  
 که می عمر بانی بیفزایدت  
 بیاساتی از می بینه مجلسی  
 حباب میت آرد این مکته یاد  
 بیاساتی از می طلب کارم دل

بفتی دگر باش فیروز مند  
 مرا شربت و شاه را نوش باد  
 بگو این سخن کای شه جم پناه  
 پس آنگاه جام جهان بین بجوی  
 بمن ده که از غم ضعیفم قوی  
 بمی می توان گردن از خویش دفع  
 ز روی تو این بزم غنبر سرت  
 که در باغ جنت بود می مباح  
 بیک جام باقی مراد دست گیر  
 روان سوی دیر مغان آدم  
 زندان بینائی اندر عدم  
 چه جم آگه از سر عالم بدام  
 که بر دل کشاید در وقت خوش  
 جهان جمله نیش است می نوش کن  
 بترس و زمی کن گدائی عمر  
 در می هر دم از غیب بکشایدت  
 که دنیا ندارد وفا با کسی  
 که چون باد برد افسر کیتباد  
 که بی می ندیم من آرام دل

له از بروک اودس نره ۶۸۴ شعر ۳۸، مزدت مدتا و آ، ۵۵ ایضاً نره ۳۸ شعر ۱۰۰  
 ۵۵ ایضاً شعر ۲۰ ۵۵ ایضاً شعر ۳۲



گر از وصل تن جان صبوری کند  
 بیاساتی آن جام پر کن ز می  
 بستی توان در اسرار سفت  
 بیاساتی این چه باشی که دهر  
 چون کام خیزد ز تو رستخیز  
 بیاساتی از ما کن سرکشی  
 (۵۳ ب) قدح پر کن از می که نمی خیزد  
 بیاساتی آن جام ریحان نسیم  
 زری را که بیشک تلف می است  
 بیاساتی آن باده لعل صاف  
 ز ترو پر خرقه ملولم تمام  
 بیاساتی از گنج دیر مغان  
 ورت شیخ گوید مرو سوی دیر  
 بیاساتی آن جام صافی صفت  
 بده تا صفادر درون آردم  
 بیاساتی از باد های کهن  
 چو مستم کنی از می بیغشت  
 بیاساتی آن می که حال آورو  
 بمن ده که بس بیدل افتاده ام

دل از می تواند که دوری کند  
 که گویم نزد حال کسری و کی  
 که در بنجودی راز نتوان بهفت  
 برانت کت خون بریزد بقهر  
 تو در کام جان خون ساغر بریز  
 که از خاکی آخرنه از آتشی  
 خصوصاً که صافی و بیغش بود  
 بمن ده که نه زرد بماند نه سیم  
 بمی ده که درمان دلهای است  
 بده تا کی از زنده و ترویر لاف  
 بمی رهن کن هر دو را و السلام  
 مشو دور کا بنجاست گنج روان  
 جوابش چنین گوی شاست بخیر  
 که بر جان کشاید در معرفت  
 دمی از کدورت برون آردم  
 بجای پی پی مراست کن  
 بستی بگویم سرود خوششت  
 کرامت فراید کمال آورو  
 وزین هر دو بجاصل افتاده ام

له ایضاً شعر ۲۸: ۵۳ ایضاً شعر ۴۲: ز تبیع ۵۴ ایضاً (۴۳) کس ۵۵ ایضاً: چه  
 ۵۶ ایضاً: گوبش، ۵۷ ایضاً شعر ۵۸ بروک باؤس نزد ۲۸۶ شرا



۷ بیاساتی آن آب آتش خواص  
 ۷ فریدون صفت کاویانی علم  
 ۷ (۵۴) بیاساتی آن ارغوانی قدح  
 ۷ بمن ده که از غم خلاصم دهد  
 ۷ بیاساتی آن کیمیای فتوح  
 ۷ بده تا برویت کشایند باز  
 ۷ بیاساتی آن جام چون سلسبیل  
 ۷ بمن ده که طنبور خوش گشت و نی  
 ۷ بیاساتی آن آب اندیشه سوز  
 ۷ بده تا روم بر فلک شیر گیر  
 ۷ بیاساتی آن می که حور بهشت  
 ۷ بده تا بخوری بر آتش کنم  
 ۷ بیاساتی آن می که شاهی دهد  
 ۷ بمن ده که سلطان دل بوده ام  
 ۷ بیاساتی آن جام یاقوت رنگ  
 ۷ بمن ده که تا گردم از عیب پاک  
 ۷ بیاساتی آن آب آتش نهاد  
 ۷ (۵۴ ب) بمن ده که تا چهره صافی کنم

(۵۴ ب)

۵ بمن ده مگر یابم از غم خلاص  
 ۵ برافرازم از پستی جام جم  
 ۵ که دل زد و فرج یابد و جان فرج  
 ۵ نشان ره بزم حنا صم دهد  
 ۵ که با گنج قارون دهد عمر نوح  
 ۵ در کامرانی و عسر دراز  
 ۵ که دل را بفردوس باشد دلیل  
 ۵ که یک جرعه می به ز دیهم گی  
 ۵ که گر شیر نوشد شود بیشه سوز  
 ۵ بهم بر زخم دام این گرگ پیر  
 ۵ عبیر ملائک دران می سرشت  
 ۵ مشام خرد تا ابد خوش کنم  
 ۵ به پاکب او دل گواهی دهد  
 ۵ کنون دورم از دی که آلوده ام  
 ۵ که آئینه دل برد نقش رنگ  
 ۵ بر آرم بعشرت سر از این مغاک  
 ۵ که خاک خرد زو بر آید بیاد  
 ۵ زمان گذشته تلافی کنم

۱۵ ایضا شعر ۸۲: که آن آب یابم ز آتش ۱۵ ایضا شعر ۱۱: خسرانی آه: ارغوانی ۱۵ ایضا شعر ۲۳: تا بجای با  
 ۱۵ ایضا شعر ۱۱: درج بعد این شعری گوید: بیاساتی این نکته بشنو زنی که یک جرعه بهتر از ۱۵ ایضا شعر ۱۵  
 ۱۵ ایضا شعر ۲۲: ۱۵ ایضا شعر ۸۰: آب — که برد از مرغ لعل و یاقوت رنگ ۱۵ ایضا شعر ۲۳: مگر ستم این



بیاساتی آن بکرِ مستور مست ✓	که اندر خرابات دارد نشست
بمن ده که بدنام خواهم شدن ✓	مرید می و جام خواهم شدن
بیاساتی آن می که تیزی کند ✓	بیایغ دلم مشکبیزی کند
بده تا بنوشم بسیار کسی ✓	که از وی بود در دلم خون بسی
بیاساتی آن می که جان پرورست ✓	دل خسته را به چو جان درخورست
بده که جهان خیمه بیرون زخم ✓	سراپده بالای گردون زخم
بیاساتی آن آتش آبناک ✓	که زردشت می جویش زیر خاک
بمن ده که در کیش زندان مست ✓	چه آتش پرست و چه دنیا پرست
بیاساتی آن می که عکس ز جام ✓	به گنجسرو و جم فرستد پیام
بده تا بگویم با وازنی ✓	که جمشید کی بود کاوس کی
بیاساتی آن جام جم ده مرا ✓	تعطل گمن دم بدم ده مرا
که خوش گفت جمشید با تاج و گنج ✓	که یک جویند سرای سپنج
بیاساتی آن جام چون مهر و ماه ✓	بده تا زخم بر فلک بارگاه
چو شد باغ روحانیان مسکنم ✓	در اینجا چرا تخته بسند تنم
(۱۵۵) من آنم که چون جام گیرم بست ✓	به بینم در آن آینه هر چه هست
بستی در پارسائی زخم ✓	دم خسروی در گدائی زخم
شرابم ده و روی دولت به بین ✓	خرابم کن و گنج حکمت به بین
دم از سر این دیر دیرینه زن ✓	صلائی بشا بران پیشینه زن

(بقیه حاشیه ص ۸۹) از فکرِ هولناک آ: ازان می مگر الخ - خام بعشرت سرازین مغاک

۱۵ ایضاً شعر ۱۳ ۱۴ ایضاً شعر ۱۵ ایضاً شعر ۱۶ ایضاً شعر ۱۷  
 ۱۸ ایضاً شعر ۱۹ ایضاً شعر ۲۰ ایضاً شعر ۲۱ ایضاً شعر ۲۲ ایضاً شعر ۲۳



✓ همان مرحلت این بیابان دور  
 ✓ همان منزلت این جهان خراب  
 ✓ کجا رای پیران لشکر گشت  
 دلا دل منه بر جهان زینهار  
 بیاساقی از باده پر کن بطی  
 ✓ بستان نوید سرودی فرست  
 ✓ معنی نوائی بگلبناب رود  
 ✓ روان بزرگان خود شاد کن  
 ✓ معنی کجائی نوائی بزن  
 ✓ چنان برکش آهنگ غنیاگری  
 ✓ معنی بیار آن نو آئین سرود  
 (هـ ب) که از آسمان مژده نصرت است  
 ✓ معنی نوائی طرب ساز کن  
 ✓ که بار غم بر زمین دوخت پای  
 ✓ معنی ازین پرده نقشی بیار  
 درین پرده چون عقل را بانیت  
 ✓ معنی دف و چنگ را ساز ده

(هـ ب)

که گم شد درو لشکر سلم و تور  
 که دیدست ایوان افراسیاب  
 کجا شیده ترک خنجر گشتش  
 که کس بر سر پیل نگیرد قرار  
 معنی کجائی بزن بر بطی  
 بیار آن رفته درودی فرست  
 بیاد آور آن خسروانی سرود  
 ز پرویز و از بار بد یاد کن  
 بیکنائی او دو تائی بزن  
 که ناهید چنگی بر قص آوری  
 بگو با حریفان به آواز رود  
 برابر عدو عاقبت نصرت است  
 بقول غزل نغمه آغاز کن  
 بضرر اصولم بر آور ز جای  
 به بین تاجه گفت از حرم پرده دار  
 بجز مستی و بیخودی کار نیست  
 بیار آن خوش نغمه آواز ده

له ایضاً نموده ۶۸ شعر ۷۵ ح آن درین ۷۵ ایضاً شعر ۳۹ که بروک هاوس نموده ۷۸ شعر ۷۵ ایضاً شعر ۲

له ایضاً شعر آخر معنی کجائی باواز رود ۷۵ ایضاً شعر ۳ ۷۵ ایضاً شعر ۱۹: با مینوایان صلائی بنن کدر ح

در مصرع اول 'دقائ' بجای 'نوائ' و در ثانیه 'دقائ' بجای 'دقائ' ۷۵ ایضاً شعر ۶ ح: این داوری  
 بجای غنیاگری ۷۵ ایضاً شعر ۴ در ح باز بجائی بیار ۷۵ ح: نصرت ۷۵ ایضاً شعر ۳ بقول و

غزل ۷۵ بروک هاوس و آواز ۷۵ بروک هاوس شعر ۷



۷  
 رهی زن که صوفی بحالت رود  
 معنی بیابانست جنگ نیست  
 شنیدم که چون غم رساند گزند  
 معنی بزن چنگ در ارغنون  
 کزان خاطر مایه آسایشی  
 معنی کجائی که وقت گل است  
 همان به که خنوم بچوش آوری  
 معنی بیا عود را ساز کن  
 بیک نغمه در دریا چاره ساز  
 (۱۵۶) معنی چه باشد که لطفی کنی  
 بدون آری از فکر خود یک دم  
 معنی کجائی نوای بزن  
 چو خواهد شدن عالم از ماتی  
 معنی بگو قول و بردار ساز  
 تو بنواز راه عراقم برود  
 معنی بیا بشنو و کار بسند  
 چو غم شکر آرد بیا را صفی  
 معنی تو سر مرا محرمی  
 بی دور کن گردلت را غمی ست  
 معنی ز اشعار من یک غزل

بمستی وصلت حوالت رود  
 کفنی بر دخی زن گرت چنگ نیست  
 خروشدین دف بود سودمند  
 بر از دلم فکر دنیای دون  
 نیاشد ز غم با وی آلاشی  
 ز لمبل چنهار پر از غلغل است  
 دمی چنگ را در خروش آوری  
 نو آئین نوای نو آغاز کن  
 دلم نیز چون خرقة صد پاره ساز  
 معنی بازم آتش بسر بر زنی  
 بهم بر زنی خان و مان غم  
 خراباتیان را صلا می بزن  
 گدائی بسی به که شاهنشاهی  
 که بچارگان را توئی چاره ساز  
 که بنایم از دیده بازنده رود  
 ز قول من این پند و ناپسند  
 بچنگ و رباب و بنای و دخی  
 زمانی به بی زن دم همدی  
 دمی در نیی دم که عالم دمی ست  
 با سنگ چنگ آور اندر عمل

(۱۵۶)

۱۵ ایضا: وصالش بمستی ۱۵ ایضا: شعرا ۱۵ ایضا: شعرو ۱۵ ایضا: و چون بود ۱۵ ایضا: شاعر ۱۳  
 ۱۵ ایضا: شاعر ۱۵ بر ۱۵ ایضا: ز ۱۵ ایضا: بانی نوایان ۱۵ ایضا: من



که تا وجد را بکار سازی کنیم  
برقص آیم و خرقه بازی کنیم  
که حافظا چو مستانه سازد سرود  
ز چرخش دهد رود زهره درود

## ذکر

اعلم العلماء افضل الفضلاء مولوی نامی گرامی نورالدین عبدالرحمان

## جامی

جامع علوم ظاہر و باطن بوده اند و از غایت علوفطرت (۵۶ ب) و نہایت  
حدت طبع احتیاج بہ تقریر حال و تحریر مقال ندارند، چہ پر تو فضایل ایشان از  
شرق تا غرب رسیدہ، و خوان نوال افصال جناب شان کران تا کران کشیدہ  
است ۵

(۵۶ ب)

نہ دیوان شعر است این بلکہ جامی | کشیدہ است خوانی برسم کرمان  
زالوان نعمت دو ہر چہ خواہی | بیابی مگر مدح و ذم لکیمان  
در اخبار آمدہ کہ جد بزرگوار آن معدن علوم از شہر صفہا ہاست، در ایام سلطنت  
خوارزم شاہیہ جلای وطن گردیدہ بحر آسان آمدہ در قصبہ خوجہ و جام توطن نمودند،  
قاضی اسحاق کہ پرسش دارالقضا، موضع مذکور متعلق باو بود نہ دختر داشت،  
دختر خرد خود را در حبالہ نکاح جد مولوی قوام الدین حسن در آورد ازان دختر پدر  
عبدالرحمان بوجود آمد، چون بسن رشد و تمیز رسید فتوای شہر باو مقوض داشتند، بعد  
از مدتہا بجهت امر ضروری از انجا بہرات آمد، گویند کہ ہنگام مراجعت ایشان بشہر  
مذکور تولد مولوی واقع شدہ بود و بہ سن پنج سالگی رسیدہ، اسم او را نورالدین  
کرده ہمراہ گرفتہ بہرات آورد و چون آن محل فضیلت را در بہرات استقراری

۱۰

۱۵



(۱۵۷)

به هم رسید (۱۵۷) نورالدین بدرس خواندن مشغول شد از پنج سالگی تا پانزده آنقدر کسب کمال نموده که شرح آن باعث طول کلام می شود، بحقیق پیوسته که اول در خدمت مولانا جنید اصولی صرف و نحو معانی و بیان خوانده بعد از آن در مدرسه نظامیه بدرس مولانا علی سمرقندی که شاگرد اعلم میر سید الشریف علامه بوده حاضر می شده اکثر علوم عقلی را در خدمت ایشان می گذرانیده اند، در اندک ایامی از عنایت بی غایت ایزد سبحان و الطاف بی نهایت خدای جهان استعداد ایشان بمرتبه رسید که مافوقی بران متصور نباشد، بعد از چندگاه آن معدن علوم عقلی و نقلی را هوای سیر سمرقند در سراققاد عازم آنجانب شد، چون بمطلب رسید خود را بتقریبی در مجلس درس مولانا فتح الله تبریزی که استاد میرزا الخ بیگ بود رسانید، بعد از صحبت و شناخت استاد میرزا را با ایشان محبت تمامی پیدا شد، زبان به تحسین آن یگانه زمان کشود و از روی ادب بآن نادره جهان پیش آمد غلغله در شهر سمرقند افتاد که این قسم جوانی باین شهر آمده در هیچ زمان این نوع جوان متعدی از خراسان بر نخاسته و باین جانب کسی باین استعداد نیامده، اکثر علما را ذوق دیدن ایشان شد قاضی زاده روم بدیدن آن سر و جو ببار فضیلت آمد بعد از ملاقات سخنان مشکل از ایشان پرسید، هر چه استفسار نمود جواب شافی شنید القصة علمای سمرقند همگی معتقد مولوی شدند، و این مقدمه را بمیرزا الخ بیگ رسانیدند میرزا ایشان را طلبیده و صحبتها داشت و عالم عالم فیض از صحبت آن قطب مرکز فضیلت کسب نمود.

در خبر آمده که عبد الرحمان جامی نه سال در سمرقند استقرار گرفته اند بعد از تمام این مدت از انجام مراجعت نموده در ایام سلطنت حسین میرزا با یقرا و دیگر باره بهرات آمدند فضلائی شهر را از آمدن مولوی جانی جدید متن و روحی تازه در بدن آمد گویند که بار دیگر در سمرقند میزانشا بفرخ بدرس و بحث اشتغال نمود میرزا را



(۱۵۸)

میل دیدن ایشان بهم رسید خود برخاسته در مدرسه بدیدن عبد الرحمان آمد بعد از  
واقع شدن ملاقات میرزا را محبت تمامی بآن منبع فصاحت بهم رسید در مقام تربیت  
ایشان شد همیشه از روی رغبت ایشان را بمجلس بهشت آئین خود می طلبید و  
صحبت می داشت ' امیر علی شیر که سپه سالار لشکر ظفر اثر میرزا بود در بندگی و  
خدمتکاری نورالدین مبالغه سجده نمود خود را از مخلصان آن یگانه زمان می شمرد  
در هر علی آن بحر دانش را قدرت تمام عیاری بوده (۱۵۸) چنانچه تصنیفات  
دلپذیر و تالیفات منظر در هر باب از ایشان یادگار بر صفحه روزگار مانده بتجفیس  
علم تصوف که اهل تمیز ایشان را قرینه شیخ محی الدین عربی می خوانند و علمای ما و آلاء اله  
او را درین علم از شیخ مذکور بهتری دانند شرح فصوص و نقد فصوص و لویح را در آن  
علم نوشته اند تا لغایت کسی کتابی بآن رعوت در تصوف تصنیف نکرده در علم نحو مثل  
شرح کافیه کتابی مشهور بشرح ملا مرقوم نموده اند در هر علی از آن بزرگوار تصنیف  
دلپذیری یادگار مانده است در عصر خود اعمال العلماء شده اند و سلطان حسین میرزا  
با اولاد و اتباع بوجود ایشان می نازیده اند در شعر گفتن سر آمد روزگار خویش گشته اند  
اشعار ایشان همگی از قصاید و غزل و مقطعات و مثنوی و رباعیات قریب به صد  
هزار بیت میشود چند کتاب مرغوب از منظومات ایشان در میان است چون  
سلسله الذهب که در راه که معظمه بنام سلطان یازید بادشاه روم تمام کرده اند  
تحفه و سحبه و یوسف زلیخا که الحال اشتهار سرشاری دارد

۱۵

۲۰

(۱۵۸ ب)

چون سن شریف آن مطلع فضلا (کذا) بشصت و چهارمی رسد عزم زیارت  
بیت الله و مدینه رسول الله جزم می نمایند بعد از (۱۵۸ ب) سعادت دریافت  
کعبه مقصود از راه شام و مصر عازم عراق می شوند در راه سلطان یازید بادشاه

لح سآ: اعاب



روم و قایتبای چرکس بادشاه مقصود شام کمال حرمت و عزت ایشان بجا آورده اند و  
خود را از جمله مخلصان آن یگانه دهر شمرده اند چون از انجا بعراقین می رسند سلاطین  
آن صوب همگی در مقام خدمت و مروت می شوند و بتخصیص امیر حسین بیگ ترکمان که بادشاه  
عراقین و آذربایجان بود آنچه لازمه بزرگی باشد با ایشان بجای آورده، الققه مولوی بعد  
از سیاحت دیگر باره بهرات آمد سلطان حسین میرزا و میر علی شیر از آمدن ایشان  
مسرور و متعجب گردیدند چون سن شریفش بهشتاد و چهار رسید در سنه ثمان و تسعین  
و ثمان ماه و دویست و شصت و یک سالگی بموکلان قضا و قدر سپرد، مدفنش در شهر بهرات است ساقی نام  
بسامانی از مولوی بنظر در نیاید، بانی میخانه از مشنوی ایشان اشعاری که مناسبتی باقی نامه  
داشت بدر نوشت و به ترتیب بریاض برداشت که در نظر ارباب هنر خارج ننماید  
انشاء الله تعالی

### ساقی نامه مولانا محمد الرحمن جامی

دلا دیده دور بین برکشای	دیرین دیر دیرینه دیر پای
به بین دور غور شبانروزیش	بخورشید و مه عالم افروزش
(۱۵۹) نگویم قدیمش از آغاز کار	که باشد قدم خاصه روزگار
حدوث ارچه شد سکه نام او	ندانم کس آغاز و انجام او
شب و روز او چون دو یغائی اند	دو پیمانه عهد پیمانی اند
دو طرار هشیار و تو خفته مست	پی کیسه بریدنت تیز دست

(۱۵۹)

۱۵

یعنی خردنامه اسکندری، برای مقابل نسخه خطی ملوک، پروفسور آذر (اسلامیه کالج لاهور) بکار برده شد کاتب این نسخه  
سید علی لکهنوی و تاریخ کتبت ۱۵ صفر ۱۲۸۵ است، تقطیع کلان بطور ۲۲ یک صفحہ در هر سطر دو بیت  
بحرف خرد بخط نستعلیق، در مابعد این نسخه را بعلامت خا نشان داده شد، ۱۵ خا: غور دور  
۱۶ خا: قدیمت از ۱۵ خا: کردگار ۱۷ خا: از ۱۶ خا: در آ حذف است، ۱۸ خا: عمر  
۱۹ خا: بریدنت







..... (صحیح البیاض) .....

دعائی بگو و نوائی بزن  
بعدش همه عالم آباد باد  
فلک وار دور پیانی بیار  
خلاصی ز آلالش گل دهد  
بیک جرعه می آورش در خروش  
به دانا پیام سرورش آورد  
که از خم ققاده بدست سبوی  
درون فارغ از عیب جویی کنم  
وزان پرده بر چشم عیسم فرار  
شوم بر سر عیبهها پرده پوش  
بدل روزن هوشمندی کشای  
با خنجر خنجر دار در ره شوم  
شترهای ما را حدی ساز کن  
شوند اندرین مرحله تیز گام  
نه می بلکه کبریت احمر بیار  
بنقد خرد رهنمایی کنند

بیامطر با مرحبائی بزن  
که طبع شه از هر غم آزاد باد  
بیاساقیا غری بیار  
از ان می که آسایش دل دهد  
بیامطر با عود بنهاد گوش  
خروشی که دل را بهوش آورد  
بده ساقی آن باده عیب شوی  
بده تا دمی عیب شوی کنم  
(۱۶۰) بیامطر با پرده خویش ساز  
که تا گردم از عیب جویی خموش  
بیاساقی آن جام غفلت زدای  
بده تا ز حال خود آگه شوم  
[بیامطر با نغمه آغاز کن  
که تا این شترهای کاهل خرام  
بیاساقی آبی چو آتش بیار  
برش ده که تا کیمیائی کنند

(۱۶۰)

۱۰

۱۵

له خا: جام ۵۵ تا: جرعه می آورد خا: گوشمالش بکن ۵۵ خا: مطرب و  
۵۵ خا: خوش به ۵۵ بیاض باصل ۵۵ تا: خبردار خا: سفر روی  
۵۵ از خا: نقل شد ۵۵ در تا و آ ممذوف است ۵۵ خا: تا آن ۵۵ تا آ چون این  
۵۵ خا: آند ۵۵ خا: که بر مس ما ۵۵ خا: براه ۵۵



§ بیامطرب آغاز کن زیر و بم  
 پی خلق این مرغ ناگشته رلم  
 § بیاساقیا فکر آن باده کن  
 بیک جرعه ام ساز از ان شیرگیر  
 بیامطربا نقشی از تو به بند  
 که اینست رسم این گذرگاه را  
 § بیاساقیا در ده آن جام صاف  
 بهر جا که انداز دآن می فروغ  
 (۶۰ ب) بیامطربا زانکه وقت نواست  
 که کج جز گرفتار خواری مباد  
 § بیاساتی آن جام گیتی فروز  
 بده تاز فکر آوردان جهان  
 بیامطربا بهیچ و انا حکیم  
 رینه بر رگ چنگ انگشت خویش  
 § بیاساقیا در ده آن جام خاص  
 بیامطربا در فی افکن خروش  
 کشد شایدم جند به آن پیام

(۶۰ ب)

که کرد از دلم مرغ آرام رم  
 ز ابریشم حلقه کن چنگ و ام  
 که دل پتو بود از حیل ساده کن  
 خلاصی ده از مکر روباه پیر  
 بزن این نوار را بیا ننگ بلند  
 که از سر کشد پوست روباه را  
 که شوید ز دل رنگ و بوی گداز  
 بفرسنگها زخت بند و دروغ  
 بزن این نوار را درین چنگ راست  
 بجز راست از رنگاری مباد  
 که شب را نهد راز بر روی روز  
 نماند ز ما هیچ فکر نمی نهان  
 که می داند از نبض عالم سقیم  
 بدان درو پنهان این سینه ریش  
 که سازد مرا یکدم از من خلاص  
 که باشد خروشش پیام سروش  
 ازین دون نشین بعالی مقام

له آتم خا خلق له آتم : دام له خا : را له خا : افتد ز مکش له خا : آهنگ  
 له کذا در آتم : خا : را له خا : مکر له خا : مکر له خا : حال له خا : هر  
 له بعدش در خا این بیت است :- بیزدن نسبت آب و گل بارواج قدم کند متصل  
 له از خا : آتم : ز جام



§ بیا ساقی آن می که سیری دهد  
 بده تا در آیم چو شیر در میان  
 § بیا ساقی ای یار بیچارگان  
 درین ز رکش آئینه نقره کوب  
 بیامطر با زخم زخمه\* درشت  
 که هر حرف دشوار و آسان که هست  
 § (۱۶۱) بیا ساقی آن آتشین می بیار  
 زرناب ما گردد و افزود خسته  
 § بیا ساقی آن جام مردانه ده  
 زن آمد جهان منخره زن مباح  
 بیامطر با زیر و بم ساز جفت  
 که بر بخرد این نکته روشن بود  
 § بیا ساقیا در ده آن جام عدل  
 § بیا ساقیا آن بلورینه جام  
 بده تا علی رغم آن خود نما  
 § بیامطر با در نوا موشگاف  
 که تا پرده بر چشم خود گسیم  
 بیا ساقیا تا کی این بخسردی

درین همیشه ام زور شیری دهد  
 بهم بر زخم کار سود و زیان  
 ازان می که در چشم خون خوارگان  
 ازو بد نماید بد و خوب خوب  
 بزن بر رگ پیر خرم گشته پشت  
 رساند بکوش من آن سان که هست  
 که سوزد ز ما آنچه نماید بکار  
 شود هر چه بی زور بود سوخته  
 بزن جام بر سنگ و پیمانه ده  
 برای زن ایشان فروتن مباح  
 بیار آشکار این نوا از نهفت  
 که مامور زن کمتر از زن بود  
 که فیروز آمد سر انجام عدل  
 که از روشنی دارد آئینه نام  
 نماید خرد عیب ما را به ما  
 و زان مو که بشکافتی پرده بان  
 چو چشم حریفان بخود بنگریم  
 بنه بر کفم مایه بخوردی

(۱۶۱)

له تر: دزدان، خانه ده آن له از تر و سخا، آ: دزد ۵۵ خا: مطرب از زخم زخم  
 له خا: رخ ۵۵ خا: بی ۵۵ خا: سخره، آ: مسخره ۵۵ خا: مطرب و ۵۵ آ: بیا، خا: بین  
 له خا: نوا ۵۵ خا: هر ۵۵ نسخه حاشیه آ: متن آ: خود، تر: با خود، خا: خود بین



چنان فارغم کن ز ملک و ملک  
 بیامطر با کز غم افسرده ام  
 چنان گرم کن در سماع و ماغ  
 § (۶۱ب) بیاساقیامی روان تر بده  
 بکف باوه در ساغر ز در آری  
 § بیامطر باز خمه <sup>شیر</sup> تر اش  
 که سرمایۀ زندگانی بسوخت  
 § بیاساقیا زان می ناو کی  
 بده تا درین دام دل باشکيب  
 بیامطر با آن فی فارسی  
 بزنی تا همراهی آن سوار  
 § بیاساقیامی بکشتی فلک  
 سلامت کشم ز خت خود بر کنار  
 بیامطر باز خمه بر چنگ زن  
 § ز خود هر که خالی شود چون حباب  
 رهد هر که باشد سبک رو چو کف  
 بیاساقیا رطل رنگین <sup>بیار</sup>  
 بر خوار امید رنگ آورد

که سرور نیارم بچرخ و فلک  
 ز پشیمانی گویم آمده ام  
 که بخشد ز دور سپهرم فراغ  
 سبک باش و جام گران تر بده  
 چو به داری از به به بهتر گرای  
 رگ چنگ را زین <sup>نبوده</sup> خراش  
 هر آنکس که باقی بغانی بسوخت  
 که صید طرب را کند ناو کی  
 به بندیم گوش از صفیر فریب  
 که بر رخسار عشرت کند فارسی  
 کنیم از بیابان محنت گذار  
 کزین موج زن بحر کشتی شکن  
 وزین بقراریم یا بکر قرار  
 وزان پرده این دلکش اینک ن  
 بسزد گر نهد پای بر روی آب  
 درین قلزم از بیم موج تلف  
 که سازد سکیار را برده بار  
 بهر شتابان درنگ آورد

له از خا، محذوف در آت <sup>له</sup> خا، دای <sup>له</sup> خا، بر <sup>له</sup> تا، بازی  
 ۵۵ خا، نوازه <sup>له</sup> خا، راوکی <sup>له</sup> تا، خا، تا <sup>له</sup> تا، قریب  
 ۵۶ خا، دان <sup>له</sup> از خا، آت، طبلان محبت <sup>له</sup> خا، زاید <sup>له</sup> خا، رده  
 ۵۷ آت، دهد، خا، و تیسر <sup>له</sup> خا، نگین <sup>له</sup> خا، بردار،



(۱۹۲)

ز کارش با نگشت بکشا گره  
 نباشد جز آن کار ما را کشاد  
 کنم از میان قاصد و نامه طی  
 بسوزیم هم خامه هم نامه را  
 به بندیم بر خامه صوت صریح  
 به نیک و بدش نیک خونی بود  
 رود روزگارش بفرخندگی  
 زده دست در دست پیمانه است  
 نگیرد کسی غیر پیمانه دست  
 ببریم چون بخردان تار مهر  
 بناخواست این رشته خواهد برید  
 ولیکن بخون جگر می رود  
 دل کیت زین غم که صد پاره نیست  
 اقامت درو باشد از راه دور  
 چنان در وطن گستراند بساط  
 ز اول طریق وطن پیش گیر  
 عمارت کن باغ و ایوان و کاخ  
 که نشیندش بر کلوخ کلاخ

(۲۲۲)

(۱۹۲) بیامطربا برنی انگشت نه  
 ز تو هر کشادش که خواهد قتاد  
 § بیامطربا با می پرده کی \*  
 ز نیم آتش از آه هنگامه را  
 بیامطربا کز صدای نفیر  
 § خوش آنکس که کارش نکوئی بود  
 چه در وقت مردن چه در زندگی  
 § بیامطربا کانکه فرزانه است  
 چو آرد غم مرگ بر دل شکست  
 § بیامطربا تا ز چنگ سپهر  
 که آخر اجل تیغ خواهد کشید  
 یکی می رسد و آن دیگری رود  
 ازین رفتن و آمدن چاره نیست  
 رباط ارچه باشد سراسر سرور  
 چو گردد مسافر مقیم رباط  
 (۲۲۲) ره زیرک ای آخر اندیش گیر  
 که آدم نزادی درین دیولاخ  
 کسانی که پیش تو کشتند باغ

۵

۱۰

۱۵

از خا آما: بیکانه از خا آما: نفع که از خا آما: باز خواهد رسید: بار اله: در خا باقیش اینست  
 رباطیت یعنی دو درم ساخته پی در روان و بگذر ساخته در آ زیرک را به اصل مبتل کرده که از خا آما: کلشن باغ و ایوان کلشن  
 در تمام - جمله این بیت را حذف کرده در تمام این بیت را هم حذف کرده: کسان که کشتند پیش از تو باغ برشان آبرویشان  
 مگر [جگره] باغ را کشته [گشته] باغ: در آ بنشیندش بجای نشیندش  
 له: نامی و برده کی: حاکم: تابعی برده کی:



۵ بیا ساقیا تا جگر خون کنیم  
 که غم دیده را آه و زاری به است  
 بیا مطربا که طرب بگذریم  
 ز چنگ طرب تا نشاید گر نخت  
 ۶ بیا ساقیا جام دلکش بیا  
 که تالاب بران جام دلکش نهیم  
 بیا مطربا ترک کن چنگ را  
 که تا پنبه از گوش دل بر کشیم

ازین می قدح را اندک گون کنیم  
 جگر خواری از نمی گساری به است  
 ز چنگ طرب تا رها بر دریم  
 ز چنگ طرب بایدم خود گینخت  
 می گرم و روشن چو آتش بیا  
 همه کلک و دفتر بر آتش نهیم  
 بلندی ده از زخمه آهنگ را  
 همه گوش گردیم و دم در کشیم

## ذکر

۱۰ مشاطه عروس سخن و زینت و پهنده اخبار نو و کهن مولانا عبد الله

## بالتفی

بعد از مولوی نامی گرامی عبد الرحمان جامی کسی بر تبه آن زبده امثال (دو) اقران  
 خود شعر نگفته است مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که پدر ایشان از خولجای  
 صاحب جاه خرگرد است (۱۶۳) فاما تولد بالتفی در جام واقع شده، والده او همشیره  
 مولانا عبد الرحمان جامیست، در بهار زندگانی و اوان جوانی از وطن خروج نموده  
 سیر عراق و آذربایجان باتفاق میرزا یون تبریزی کرده اند، در اخبار آمده که عبد الله  
 مرد بلند بالا و قوی بهیکل بوده، مولوی نامی گرامی حضرت عبد الرحمان جامی بایشان

(۱۶۳)

له خا جگر ۵، چنگ طرب ۵، غم دیده را آه و زاری به است ۵، خا: تالاب ۵، خا: تیز



توجّهی تمام داشته و عهده الله هر بار از جام که بهرات می آمده سلطان حسین میرزا و  
 میر علی شیر که وزیر اعظم و سپه سالار ایشان بود عزّت بسیاری یافتی را می کرده اند و  
 منظر حسین میرزا و میرزا کیلیک و ملا آصفی را با مولوی نهایت اتحاد و یگانگی بوده  
 همیشه تعظیم و تکریم آن نکته سنج متین بجای می آورده اند و اکثر اوقات بمنزل او می رفته  
 صحبت می داشته اند، بتحقیق پیوسته که تمامه را حسب الحکم میرزا بدیع الزمان نظم  
 نموده، الحق در آن مثنوی شاعری کرده، و آنچه لازمه سخنورسیت دقیقه فرو گذاشت  
 نموده، درین جزو زمان مقبول طبع خاص و عام عراق و خراسان و ترکستان است  
 آورده اند که آن طوطی شکرستان بلاغت اصلا طبع از حکام نمی کرده، اوقات  
 خود بزراعت و عمارت می گذرانیده و همیشه بلی در دست گرفته مشغول (۶۳ ب) (۶۴ ب)  
 بدخت نشاندن و تخم افشاندن می شده و هر سال مبلغهای کلی محصول زراعت و  
 باغات ایشان می بوده همگی آن حاصل را صرف فقرا و مساکین می کرده، اهل طبع از د  
 بهر یافته اند دیگر آن سر دفتر ارباب یقین یک آن از ذکر ایزد سبحان و آفریننده  
 جهان و جهانیان غافل نمی بوده، بیعت بسلسله کبرویه داشته در جوار منزل خود  
 خانقاهی ساخته جمعی درویشان با ایشان در آن مکان لیل و نهار عبادت پروردگار  
 مشغول بوده اند چون سن آن عندلیب گلزار نکته پروری به نو و چهار رسیدند  
 نشین بارگاه عظمت و اجلال، شهریار جوان بخت بلند اقبال، زینت و هنده تخت  
 و اورنگ، تهنیت روز بهیجا و جنگ، در صدف شرف نبوی شاه اسمعیل حسینی صفوی  
 در آن سال ربایات جلال بقر و اقبال در ملک خراسان افراشت و از مساعدت  
 بخت بلند استمداد طالع ارجند شیک خان از یک را بقتل رسانیده تسخیر ممالک  
 خراسان نموده بقرق مساودت فرمود چون عبور ایشان بجام واقع شد نزدیکیان  
 آنحضرت بعرض اقدس رسانیدند که یافتی یکی از مقبولان روزگار است، دیدن آن



بزرگوار از واجبات شاه از کثرت تعریف اکابر درگاه آن سال (۱۰۶۲) دفتر ارباب  
 یقین را مجلس خواند؛ گویند هاتقی قصیده در مدح شاه گفته روز دیگر بکرباس گردون  
 اساس حاضر گردیده گذرانید جهان پناه را صحبت او بغایت خوش آمد؛ مرحمت  
 بسیاری بایشان نمود؛ بعد از دوسه روز دیگر شهریار گردون اقتدار ذره پردری  
 فرموده بخانه آن ذره بمیقدر تشریف شریف ارزانی داشتند و از غره بام ناظره  
 ۵ شام در باغ مولوی بصحبت و عشرت گذرانیدند و بدست خود بغرا انداختند  
 در اخبار آمده که هاتقی در آن مجلس درخواست گناه هر کس که نمود شاه از سر حرم  
 او در گذشت و مشتاق جام که اولاد شیخ احمد جام باشند بواسطه تشن و اهیمة تامی  
 داشتند استدعای بخش ایشان نیز نمود؛ حجاجه انجم سپاه ملتمس او را مبذول  
 ۱۰ داشت؛ هنگام وداع آنقدر التفات و احسان بان نادره جهان فرمود که در حیرت  
 گمان و امکان نیاید گویند که در آن روز آنحضرت طالب شعر مولوی شدند مولانا  
 چند بیت از اشعار خود خواندند حجاجه انجم سپاه تحسین نمودند و او را بنظم  
 فتوحات شاهای دلالت فرمودند؛ مولوی انگشت قبول بر دیده نهاد و سزار بیت  
 از آن کتاب بنظم آورد؛ اما باتمام آن توفیق نیافت الحق (۶۴ ب) اگر آن  
 ۱۵ مشنوی تمام می شد ناسخ مشنویات او می گردید؛ این چند بیت در مدح آن بادشاه  
 ستاره سپاه از آن کتابست:

### مشنوی

چو بر جدش آیین پیگیری سرشته ز مردی و مردانگی دگر زن نیامد از دور وجود ۲۰ درم منتهی بی نهایت کرم	برو ختم شد منصب سیدی مثل در زمانه بفرزانگی چه مردی که هر کس که نامش شنود مبنی آورد تاب بدش درم
--	---



بهم و حسن کونین اگر غم بود  
 نه اندازد بدل او کم بود  
 همه بادشاهان شده پست او  
 چو شاهان شطرنج در دست او  
 نه شاهان شطرنج او بی شکی  
 بود شاه بهرام چوین یکی  
 چون سن عبدالله بعد رسید در سنه اربع عشر و تسعمائه داعی اهل رابلک اجابت  
 گفت: مزارش در جام است

پوشیده نماند که بانی میخانه عبدالنبی فخر الزمانی بطرقی که از کتب اکابر دیگر  
 ساقی نامهای بسلامان ترتیب داده بود از ایشان نیز مرتب ساخته بر بیاض برداشته  
 و پذیر آن بزرگ بنظیر سوای هفت منطری که در برابر هفت پیکر شیخ گفته و بنظر  
 این ضعیف در نیامده قریب پانزده هزار بیت باشد، مقررنامه چهار هزار، و  
 سیلی مجنون (۱۶۵) چهار هزار، خسرو شیرین دو هزار، و قصاید و  
 غزلیات و مقطعاتش و رباعیات همگی پنج هزار بوده باشد و العلم عندالله

### ساقی نامه مولانا باقی

بنام خدای که فکر و خرد  
 بساط زمین و بسیط فلک  
 می عشق او در خم آورد جوش  
 گل دیر و سجد بهم ساخت  
 مؤذن فرست مناجاتیان  
 دل زاهدان را بحراب بست  
 نیارد که با گنجه او پی برد  
 بر آید است از آدمی و ملک  
 ز جبه بر آورد صوفی خویش  
 چلیپا و محراب پرداخت  
 مفتی رسان خراباتیان  
 در ابروی ساقی دل می پرست

۱۰ شعر اول از ابتدای تیمور نامه است، و بعد از انجای مختلف آن کتاب انتخاب کرده است ۱۰ آمل و دیر از روی تیمور  
 (نسخه قدیمی خطی که مال من است)، و تا قیوم شده ۱۰ هر: ساخته - پرداخته



برحمت کند سوی نیکان نگاه  
 بلطفش امید سیاه و سفید  
 کند عاصیان را بعصیان دلیر  
 بود لطف عاشق پناه همه  
 همه ساز اویند بالا و پست  
 بدو نیک چیز درین دین نیست  
 دهنده بود او، ستاننده هم  
 (۷۵ ب) از و آتقی سوی او راهجوی  
 مغنی بیار آن نو آئین نوا  
 نوای که در مغز جوشش آورد  
 مغنی بیایر لب آور سرود  
 که من هم بتو هم زبانی کنم  
 بیای مغنی که هستم ملول  
 که دفع ملالم کند آن سرود  
 بیای مغنی که دل مرده ام  
 بیک نغمه سوزناکم بسوز  
 دلا ساقی چو که جوشم دهد  
 که خجانه با دارم از باوه پُر

(۷۸ ب)

ز نیکان غنی و ز بدان بی پناه  
 ز و نیست ابله هم نا امید  
 که رحمت فرستد ز بالا بنزیر  
 با مید عفوش گناه همه  
 همه طالب او چه بهشمار و ست  
 که صد گونه در ضمن آن خیر نیست  
 برنده جزا و نیکو رساننده هم  
 گرت ره نماید بسر راه پوی  
 دل دردمند مرا ده دوا  
 بیک نغمه ام در خروش آورد  
 سرودی که باشد سراسر درود  
 ز نعت نبی درفشانی کنم  
 بر آور سرودی ز نعت رسول  
 منش هم فرستم هزاران درود  
 ز افسردگان خاطر افسرده ام  
 چراغ فرو مرده را بر فروز  
 نه بهوشم برد بلکه بهوشم دهد  
 در اطراف بستان سرای تهر

۱۰۵ تیمه نام: بعد بدان نیز بخشد گناه ۱۰۶ این بیت من یافت شد ۱۰۷ در اینجا آخر هر عنوان  
 دو شعر عموماً علی الترتیب گرفته است 'الا بعضی را حذف کرده' کم کم مقدم و متو هم آمده 'دهشت بیت را در آخر کتاب از عنوان  
 شدن صاحب قرانی بهک سرقتند در آخر ضم کرده' ۱۰۸ ایضا: ده که نوشتم



بیا ساقیا راه میخانه پرس  
 ازان راج راحت بمن ده تخت  
 بیا ساقیا جام رختان بسیار  
 بجام پی اندریم شاد کن  
 (۱۱۶) بیا ساقی آن شربت زندگی  
 بمن ده که پاینده دارم را  
 بیا ساقی آن آب جان بخش را  
 بمن ده که آرام جانم شود  
 بده ساقی آن آتشین آب را  
 که آسودگی باد ما غم دهد  
 بیا ساقی آن می که باشد هلال  
 بمن ده که مدیهوش و مستم کند  
 زمانی سوی من بیا ساقیا  
 بمن ده که اکسیر جانم شود  
 بیا ساقی آن باده لعل گون  
 بمن ده که ریخ خمیسم بود  
 بیا ساقی آن می حیات ابد  
 بمن ده که باشد فراغ دلم  
 بیا ساقی آن می که آرد فراغ

زمن قصه جام و پیمانه پرس  
 که باشد باو دین و ملت درست  
 درخنده لعل بدخشان بسیار  
 ز اندیشه عقلم آزاد کن  
 که بخشد بیک جرعه پایندگی  
 چو خضر از دمی زنده دارم را  
 فراغت فزای روان بخش را  
 غذا بخش روح روانم شود  
 گر انما به سجاده ناب را  
 ز سودای عالم فرا غم دهد  
 وزونیت در هیچ مذهب و بال  
 بلندی دهد غم چو پستم کند  
 که مستی ازان می به دل کیمیا  
 دوی دل نا توانم شود  
 که از رشک آن شد دل لعل خون  
 برنجی چنان دستیارم شود  
 که شمع دلست و چراغ جسد  
 شود لاله طرف بارغ دلم  
 بود روشنی بخش همچون چراغ

(۱۱۶)

۵

۱۰

۱۵

۱۰۸ تیغ از روی تیغ نامه آ: که آسودگی دادم: تا: که آسودگی دادم: تا: شود یای دهد: مصرع ثانی  
 ۱۰۹ تیمور نامه: مست ازان بی بدل ۱۱۰ تیمور نامه: برنج چنان بجز بام: تا: برنجی چنان بجز بام  
 ۱۱۱ این بیت در تیمور نامه نیست ۱۱۲ کلا و تیمور نامه آ و تا: از غم



(۲۶۶) بمن ده که از غم فراغم دهد  
 بیا ساقی آن آب سوزنده را  
 بمن ده که از قید هستی رهم  
 بیا ساقی آن می که غم می برد  
 بیا ای برلشتم زن طرفه روی  
 بیک نغمه و لکشم بنده کن  
 بیا ساقی آن لعل گون باده را  
 بمن ده که بدوش و مستم کند  
 بیا ساقی دعوی زید چند  
 بمن ده یکی جام می آشکار  
 معنی بیا بنده گردان مرا  
 کرم کن بیک نغمه و لفریب  
 معنی بیا نغمه ساز کن  
 بجان در زن آتش که سوزم می  
 بیا ساقی آن ساغر زهر خند  
 (۲۶۷) بمن ده که پاینده دارد مرا  
 بیا مطرب ساز کن چنگ را  
 ز در ماند گیاه جدا کن مرا  
 بیا ساقی آن مجلس افروز می  
 بمن ده که مخمور دیرینه ام

درین ظلمت شب چراغم دهد  
 مرقوم می دل فروزنده را  
 ز اندیشه خود پرستی رهم  
 فرح می رساند الم می برد  
 که هم طرفه روی و هم طرفه گوی  
 ز چشمم بکش و زلبت زنده کن  
 که بشکت بازار سجاده را  
 خراباتی و می پرستم کند  
 چو ساغر برین زید آلوده خند  
 کن این پرده زرق را بر کنار  
 چو عیسی بدم زنده گردان مرا  
 ببر از دلم صبر و از جان شکیب  
 برویم در بخیودی باز کن  
 وزان سوز در چشم آور نمی  
 که در زهر پرورده جلاب قند  
 چو آب خضر زنده دارد مرا  
 بنغمه در آرزو آن خوش آهنگ را  
 بوار سنگان آشنا کن مرا  
 که باشد گل سرخ در ماه دی  
 بر افروز از آن نور دل سینه ام

له از روی تیمور نام و آه بستی له و آه دگو له و آه و تیمور نامیت له تیمور نام: زنگار



بیا ای مغنی خاطر فریب  
 ز اندیشه ام ده زمانی فراغ  
 همان منزلت این منقش رباط  
 همانست این کهنه نو عروس  
 عروس جهانست نا اعمید  
 دران دلربا دل نه بند کسی  
 همانست این بر کشیده رواق  
 همان عرصه است این کهن گون  
 بجا آیند آن چند انگشترین  
 بجا رفت آیا جسم و جام او  
 (۴۷ ب) ندیده کسی تا ابد زندگی  
 نماند کس این جهان پایدار  
 بیا ساقی آن آب کرده عقیق  
 بمن ده که فارغ کند از غم

غزل را با آواز ده حسن و زیب  
 که دارد خیالم پریشان دماغ  
 که گستره آنجا فریدون بساط  
 که زد در عرویش کاوس کوس  
 ازان سست پیمان چه داری امید  
 که هر دم بود غمگسارگی  
 که بنشت داراش در زیر طاق  
 که دیده خدایی فرعون را  
 که روشی زمین بودشان درنگین  
 چه شد حال آغاز و انجام او  
 خدایی جهان راست پابندگی  
 خدای جهانست بر یک قرار  
 که در خون بود زو بهشتی رحیق  
 رها ند ز اندیشه عالم

(۴۷ ب)

ذکر

غواص بحر معنوی حکیم پر تویی

بر رای معنی آرای دانش پذیران نکته رس، و ضمیر مهر تنویر روشن ضمیران صبح نفس

له تیمور نامه: ده از حسن آواز ۵۷ تیمور نامه: زرد تو ۵۸ این بیت و بیت حق در نسخه ام نیست

۵۹ آخر: انکشت کین ۶۰ از بدی تیمور نامه و نام و نام روزی



پوشیده نماند که دو پرتوی هم عصر در اول سلطنت خسرو سکندر شکوه دارالوا، بادشاه  
 جان بخش جهانگشا شمع دودمان نبوی و چراغ خاندان مرتضوی شاه طهماسب حسینی  
 صفوی گذشته اند یکی اش از ولایت اسفراین خراسان بوده شعرش طرز و قوت  
 پر اشتباهی ندارد و فاما صاحب ساقی نامه حکیم پرتوی است، تکلف بر طرف که  
 در ساقی نامه و او سخنوری داده و آنچه لازمه شعر و شاعری باشد در اشعار آن بجا آورده  
 است، باعتبار این بی بضاعت معلوم نیست تا لغایت کسی باین خوبی ساقی نامه منظم  
 آورده، و این همه شعری که در میان به بیاض رفته به تانت مشنوی حکیم مذکور بوده باشد  
 گروهی میگویند که فردوسی در اول تخلص خود پرتوی می کرده و این (۱۶۸) ساقی نامه  
 از دست فاما پیش محققان اخبار این خبر مطلق اعتبار ندارد و می گویند از بسکه این  
 مشنوی را پرتوی خوب گفته مردمان حل بر شعر دانای طوس کرده اند، تخلص سخن این  
 که ابیات این ساقی نامه بلاشب از حکیم پرتوی است و مولد آن مطلع انوار سخنوی  
 از لایجان گیلانست، با شهیدی قبی و ملا اهل شیرازی معاصر بوده، در ایام جوانی و  
 هنگام نشو و نما زنگانی از وطن خروج نموده بشیر آمد و شاگردی ملا جلال الدین  
 دوانی اختیار فرموده از برکت خدمت آن صاحب سعادت مولیتش بمرتبه اعلی  
 رسیده و در هر علی صاحب قدرت شده بتخصیص در علم تصوف و طریقت مهارتی  
 تمام بهم رسانده،

در اخبار آمده که از غره جوانی تا سلخ زندگانی اوقاتش صرف عاشقی و می کشی و  
 قلندری گذشته با این حال خالی از درویشی نبوده در آخرهای عمر توفیق الهی مانع  
 روسیاهی او گردیده تا ترک مناهی نمود و زبان بتضرع و زاری گشوده از حضرت  
 باری بتوبه و انابت مغفرت مسئلت می نمود و در ایام صلاحیت مشنوی بطرز حدیقه  
 گفته الحال در میان مردم چندان اشتباهی ندارد، مؤلف مخزن اخبار



میر مختار در تالیف (۶۸۰ ب) خود آورده که حکیم پرتوی مکرر سفر عربستان و تجار  
کرده، و دیوانش بنظر من در آمده قریب یکبار هزار بیت است، چون سن آن  
افصح الفصحی بهفتاد و یک رسید در سنه احدی و اربعین و تسعاه در بغداد سفر آخرت  
انتظار کرد، مدفنش در سمانجاست

ساقی نامہ حکیم پرتوی

دلا پرده بردار از روی کار  
بستی چو گل چاک زن پیرهن  
چنان پرده این دغار ا بدر  
کبن ناتوخش دهر بخویش خوش  
بکش پرده چرخ انجم من  
ز بیداد چرخ مرقع لباس  
ندارد بقا مهر و افسوس چرخ  
صد اهرم آید ز دیوار و در  
ز هر در در آید غم سینه سوز  
درین خاکدان پریشان نهاد  
نه بینی بزی بر درختان دهر  
(۱۶۹) حلاوت نماندست در شهید عمر  
نه دانشوران راز دانش بزی  
عجب روزگاری گران محنت است

بستی بدر پرده روزگار  
که نتوان زدن دست و پا در کفن  
که اسرارش از پرده افتد بدر  
بستی از و انتقامی بکش  
که بر روی کارش فتد بنجیه ها  
علم وار دارم بگردن پلاس  
تبه کرده این بیضه طاووس چرخ  
کزین خاکدان الحذر الحذر  
در شادمانی شده میخ دوز  
که گلبرگ دانش همه برده باد  
بجز میوه چهل و آلوده زهر  
همه طفل جهلند در مهد عمر  
نه تقوی و نه انرا بتقوی سری  
که بر مرده بازنده را حسرت است

۱۔ حکایت کا اندیشہ آ: جل آ: زبردست



مه زندگی را شده غره سلخ  
 جهان چون دل عاشقان حنین  
 ز قحط وصال و غلوی فراق  
 بلا ریز گریه دیده گردون دون  
 چه شاه و گدا و چه نیک و چه بد  
 چو زلف بتان عالم آشفته است  
 چو در عالم هوش نبود سکون  
 دهم همچو چشم سیه مست یار  
 بستی ز دنیا و دین و آره هم  
 می از نقش هستی کند ساده ام  
 شرابم کند از ریاضاف و بس  
 شراب ریاسوز هستی گدا  
 (۶۹ ب) یده می که در مذبح کیش دل  
 بزن شیشه کفر و ایمان بسنگ  
 غرض را چو کیسوند بوالهوس  
 مشو پای بند گل کفر و دین  
 سوی عالم بخودی کن گذر  
 درین بیشه پا برکش از آب گل  
 سمنه طبیعت فلک تاز نیست  
 بهیوی چو از شاخسار بقا

(۶۹ ب)

بکام انگبین حیانت تلخ  
 بیکار زیر و زبر بشد چنین  
 کند کار زهر انگبین در مذاق  
 شده کار دین همچو دنیا زبون  
 فروماند گانند در کار خود  
 بهر دل سیه مار غم خفته است  
 من و عالم بخودی و جنون  
 سر و کار خود را بستی قرار  
 که این هر دو کوهند سید رهم  
 رماند ز رنگ ریاباده ام  
 شراب آتشت و ریاضاف و رخس  
 گدا را از شاهان کند بی نیاز  
 چه کعبه چه بتخانه در پیش دل  
 بنه خشت خم بر سر صلیح و جنگ  
 سر صلیح و جنگش مانند بکس  
 بستی نشان دست بر آن و این  
 که از کفر و ایمان مانند اثر  
 که هم شیر مردی و هم شیر دل  
 تزد و هوس عرش پرواز نیست  
 هوا گیر خواهد شدن مرغ ما

له آ: کنه کار سر: کنه کار ۱۱ در س: محذوف ۱۱ این العشق: غم،



بزین عندلیبان زین گلستان  
 بکن خیمه قید ازین کهنه فرش  
 بعصفور کن دام و دانه رها  
 پروبال طاووس بازیب و فر  
 بکن همچو غنچه ازین باغ دل  
 مشو پین در این چمن همچو آب  
 چو گل خیمه زن زین میان برکن  
 (۱۶۰) زمیخانه کن کسب آب هوا  
 مکن دامن آلوده و دل سیاه  
 فروغی نباشد در آن تیره باغ  
 بگوش حریفان هرزه درای  
 بدنیاسانی که دین باختند  
 بیاساتی از می مرادار بان  
 بدستم ده آن آب آتش مزاج  
 ز تحریک این صیقل غم زدا  
 بآبی بشویم سیه نامه را  
 بهنگامه حشر با صد امید  
 در خلوت دل به بندم ز غیر  
 خوش آن دل که چون حلیم می با صفت  
 محبت می بیفتد و دل خم است  
 بده ساتی آن آب کوثر سرشت

صغیری بمرغان قدس آشیان  
 سرا پرده برکش از آن سوی عرش  
 باو بج فراغت بر آ چون هما  
 بسوز و بر آور چو سیم رخ پر  
 فرو چون درختان مبریا بگل  
 چو باد صبا کن بر فتن شتاب  
 که پامال شد سبزه در ره گذار  
 مینداز خود را ز نشو و نما  
 چو لاله درین دام که بزنگاه  
 که ز اغش بود گوهر شب چراغ  
 چه صوت حمار و چه گلابانک نای  
 ز خر مهره فیروزه نشناختند  
 که در بخودی گردم از آگهان  
 که اینست افسردگان را علاج  
 مگر گردد آینه ام رونما  
 و گر گون کنم گردش خامه را  
 در آیم سیه مست و نامه سفید  
 شوم عرش پرداز و لاهوت سیر  
 محبت فرای و کدورت زداست  
 درین بحر صد عرش و کرسی کم است  
 کز و بشنود روح بوی بهشت

(۱۶۰)

۵

۱۰

✓ ۱۵

۲۰



(۱۰۰)

نه آبی که نبود درو قال و قیل  
 (۱۰۰) بیک جام می بخت کن خامیم  
 بده می که طومار غم طی کنم  
 ز رخوشین را ز نم بر محک  
 زری را که زد سکه پیر مغان  
 بده ساقی آن باده بت شکن  
 که بر کوه اگر زان می بی خار  
 بذرات اگر بر رسد زین شراب  
 نمی گر کشد بحر ازین درود درو  
 انا الحق ز ماهی رسد تا ماه  
 و گر بحر بوی برد زین شراب  
 بده ساقی آن آتش سینه سوز  
 بیارای بز می چو باغ ارم  
 که مخمور و لب تشنه و مفلس ایم  
 سر گنج یا قوت را باز کن  
 بیاساقی از روی علم و عمل  
 (۱۰۱) با کسیر می گرم ز رشود  
 پس آن نگاه در کوره امتحان  
 اگر پاک آن زهر بر آید ز نگاه  
 اگر در عیارش قصور یست باز

(۱۰۱)

سبیل ره او بود سبیل  
 به بین بعد از ان دوزخ آتیم  
 دمی پیک اندیشه را پی کنم  
 بشویم بآب یقین نقش شک  
 بکوی خرابات گردد روان  
 فرو ریز در جام آن درود دن  
 بریزی بریزد ز هم چون غبار  
 کند ذره کار صد آفتاب  
 بر آید بچرخ از تیر بجر گرد  
 ز خورد و بزرگ و سفید و سیاه  
 کند قطره اش کار صد آفتاب  
 که سازد شب تیره روشن چو روز  
 عیان کن دران بزم بحر کرم  
 سیه بخت و بی یار و بی مونس ایم  
 وزان قوت و رحم سرافراز کن  
 به تیزاب می مشکلم ساز حل  
 دل مفلس من توانگر شود  
 ختم تا عیاری بگیرم از ان  
 کند حلقه در گوش خورشید و ماه  
 من و بویه درود سوز و گداز

له تا به له انیس یک جام له بویه له انیس می له ایضا کنم له ایضا کرم



بیا ساقی آن آب تلخ ظهور را  
 بمن ده ز دنیا و دین هر چه هست  
 می از نیک و بد و اهرماند ترا  
 بده ساقی آن باده لاله گون  
 چو گل کیدم از کف منه جام مل  
 که تا هی زنی در ریاض بقا  
 مزین حرف خارج درین دایره  
 غنیمت شمر صحبت دوستان  
 مهل تا بیفتد بصحبت خلل  
 مهل کاسه رابی می دُر دناک  
 بصحبت ضرورت ای دل ادب  
 (۱۱۶ ب) کد و پرکن ارمی که این چرخ پیر  
 مهل شیشه رابی می لعل رنگ  
 قدح نوش دایم که گردون دون  
 بده ساقی آن لعل رخشان پاک  
 گر از دستبرد اجل واقفی  
 و گر چون صراحت چشمت بسر  
 که تا چشم بر هم زنی چون حباب  
 می کز کدورت بود بی نشان  
 مریدی و جام باش و سبو

۵

۱۰

۱۵

✓ ۲۰

کز و ظلمت ما شود جسد نور  
 که کجبره از دین و دنیا به است  
 ز دنیا و دین بگذراند ترا  
 که آرد بچوش از دل سنگ خون  
 که فصل بهار آمد و وقت گل  
 نه گل برگ دارد نه ببل نوا  
 همه سامعه باشش یا باصره  
 که گل تنج روز نیست در بوستان  
 که چون عمر صحبت بود بی بدل  
 که خواهد شدن کاسه در زیر خاک  
 سخن تا نپرسند کشای لب  
 کدویت کند آخر آماج پیر  
 که ناگه زند چرخ بر شیشه سنگ  
 کند عاقبت کاسه ات سرنگون  
 که دارد نسب از بدخشان پاک  
 منه جام از دست اگر عارفی  
 می بر گیر از پیاله نظر  
 ز خود غایبی در جهان خراب  
 بخارش بود ابرو گوهر نشان  
 گهی دست این بوس و گه پای او

(۱۱۶ ب)

له تا روز دست ۱۱۶ تا زردناب ۱۱۷ تا زردناب ۱۱۸ تا زردناب ۱۱۹ تا زردناب ۱۲۰ تا زردناب



جز اینها مرا نیست فریاد رس  
 بود حال امروز فردا هم  
 ز خط لب جام بر خوان تمام  
 زمی قوت دل ده و قوت روح  
 به نور چراغ می لاله رنگ  
 بده ساقی آن آب نیروی بخش  
 (۱۷۲) ازین خاکدان امن افتان شوم  
 کنم سرنگون حق مکر و آرز  
 کنم ناخن ماه نو را ز بن  
 زمی شیر مردی که شد شیرگیر  
 و گر تر کند شیر ازین باده کام  
 زمین را اگر برخاشند ز کین  
 و گر پشه گردد ازین باده مست  
 درین بیشه مور شکسته کمر  
 ازین باده یک قطره و ز ما هزار  
 بیا ساقی آن باده بی گزند  
 بده می که این آتش شرک سوز  
 غنیمت شمر پنج روزه حیات  
 شد افسرده صحبت حرارت نماند  
 دریغا که ایام فرصت گذشت  
 ندارم کنون غیر شرمندگی

بمخوریم این سه یارست و بس  
 ز آئینه جام پیدا هم  
 سرانجام احوال خود و السلام  
 درین بحر انداز کشتی چو نوح  
 ۵ توان رفت زین دیر تاریک تنگ  
 که تا زم بمیدان افلاک رخ  
 به نه چرخ دست و گریبان شوم  
 ز سر بر کشم دلچ این حقّه باز  
 ز سر بچیه این پلنگ کهن  
 ۱۰ زند شیر را همچو روباه پیر  
 زند بر زمین گاو گردون خرام  
 کشد قسمه از پشت گاو زمین  
 کند پیل را در تیر پای پست  
 کند بچه در بچه شیر ز  
 ۱۵ جهانی توان سوخت از یک شرار  
 که زاهد فریست و دانا پسند  
 شب تیره بختان کند همچو روز  
 که دنیا نبخشد بقا و ثبات  
 فنا گشت سود و تجارت نماند  
 همه عمر در خواب غفلت گذشت  
 ۲۰ ز پیر معان آه ازین زندگی!



من مست در پیش انگنده ام  
 سر خجسته را بر آرد ز پیش  
 بدریای می کشتی ما فکن  
 که در تنگم از صحبت اهرمن  
 کنم عرش را در تیر پای فرش  
 قدم بر سر لاله زارم  
 بر سر حد بی رنگیم بی درنگ  
 نشان دادن بی نشانی خوشست  
 یعنی حی الذی لا یموت  
 شود روشن از سر الله نور  
 که از دل غرض شوید از تن من  
 کند قطره حل و عقد دو کون  
 غرض می برد قیمت گوهرت  
 که یابی مگر ز آن در کس میا  
 که دارد باو جان شیرین قرار  
 بدریای آتش قناد خگرم  
 که دارد شرف بر ریح بهشت  
 هیولای من نیست صورت پذیر  
 چراغ دل مرده روشن کنم  
 ز رنگ خودی بخندم بخودی

(۲۲) ب) سر خجسته خوش تا زنده ام  
 مگر لطف ساقی کند کار خویش  
 بیا ساقی و دل بدریا فکن  
 بی و اربابان جانم از قید تن  
 بده می که سرخوش در آیم بعش  
 و زانجا سرا پرده بالا زخم  
 رساند مگر باده لاله رنگ  
 بدلد از خود قوت جانی خوشست  
 رسد هر که یاقوت می کرد قوت  
 چو فانوس سازند از شمع دور  
 بده ساقی آن جوهر بی غرض  
 شربانی که در جوهرش نیست لون  
 غرض میکند غافل از جوهرت  
 فرد رو بدریای می چون جاب  
 بده ساقی آن تلخ شیرین گوار  
 (۳۱) می لاله کون دل ربود از برم  
 بده ساقی آن جام غنبر سرشت  
 بده می که از خود شدم گوشه گیر  
 کز و گلخن خویش گلشن کنم  
 غلام کند آن می سرمدی

۵

۱۰

۷۷

۱۵

۲۰

له این: قرب له از این: آ: غرض له و آ: این: غرض له آ: در دو کهر کس کامیاب له این: آب  
 ریاض (بجای ریح) له ایضا: شوم که ایضا: تنگ



سر کبر بجود بیای صنم  
 سنگ و رگ بت پرستان مست  
 یک ساغر از خود رها نیم ده  
 شکست مرا کن بجای می درست  
 بیا چاره کن که بچاره ام  
 دریغا که این ره بسر رفته اند  
 کسی که سر خویش تن بگذرد  
 بیاساتی آزادیم ده ز غم  
 مگر رهنمای درین تنگنای  
 بشو گرد غم را بآب طرب  
 چو گشتی خراباتی و می پرست  
 (۳۳ ب) که این سرخ عیاری کردم  
 بیاساتی از غمی امان ده مرا  
 بران گم شده گوهر شب چراغ  
 و گرز و نواهی نشان دادم  
 بده ساقی آن لعل رمانیم  
 منم در ره دین غباری تباه  
 و گرنیستم در خور این نثار  
 بیاساتی از موج خیز قدم  
 که بی باده در خواب تا بزم نماند

به از طاعت رسمیان در حرم  
 بفتوی پاکان به از خود پرست  
 شکسته دلم، موسیایم ده  
 مکن رشته عهد پیشینه ست  
 زیار و دیار خود آواره ام  
 پی خویش از خلق گم کرده اند  
 بسر حدّ ادکس کجا پی برد  
 بریز این طلسمات خالی ز هم  
 باین قوم گردد مرا رهنمای  
 که در این طلسمت گنجی عجب  
 مده چون بسو دامن خم ز دست  
 فرو برده سر در گریبان خم  
 وزان لعل رخشان نشان ده مرا  
 چه سان پی برم و ز که جویم سراغ  
 نشان ده بدریای دود و دهم  
 در خشنده کن زان درخشانیم  
 غبارم بدین آب نشان ز راه  
 بزن آتش و دود از من برآر  
 به بخشش در آور محیط کرم  
 ازین بیش کشتی بخشی که راند

له و رتا: این بیت بعد بیت ثانی آمده است. له تا: کنج غم. له تا: شرح عیاری کرده ام. له من: عه: این: حرفان



بده می که در حشر کوه گناه  
 نه دوزخ چه آکس هراسان شود  
 من ار آه گرمی زد دل بر کشتم  
 ز اشک ندامت بر روز جزا  
 چو گر باین شوم مست و خانه خراب  
 بده ساقی آن خوشگوار بسیط  
 (۴۴) چنان ساز لا یعقل و بنجوم  
 ز برقی دگر آتش بر فروز  
 گر از تفرقه دل بساید حضور  
 بکن دیدۀ احوال کج نظر  
 مشو غافل از حال ساقی دمی  
 بده ساقی آن آتش شرک سوز  
 حریفان که سر مگو گفتند  
 چنان پرده پوشتم بعیب ای پسر  
 بده ساقی آن طرفه پیمانه ام  
 که دلیگرم از این مکر سر  
 مثل بیند این بادۀ خاک مرا  
 کفن چاک و تر دامن و خشک لب  
 نه بیم ز دوزخ نه ذوق بهشت  
 نه جنت کنم جانه دوزخ مقام

بمیزان عشقت کمتر ز کاه  
 که دوزخ بمستان گلستان شود  
 گر یزان شود دوزخ از آتشم  
 و هم دوزخ خود بسیل فنا  
 بر دصد هزار آتش دوزخ آب  
 که دارم ز مرکز هوای بسیط  
 که یایم وجود دو عالم عدم  
 شعور وجود دو عالم بسوز  
 شود نور ظلمات و ظلمات نور  
 باگشت توحید هر دم ز سر  
 ز ساقی و می بر تو توحید و می  
 بزرگان در غیر کن میخ دوز  
 بالماس می این گهر سفته اند  
 که مرگان ساقی بود پرده در  
 بیرست ازین کهنه ویرانه ام  
 بطرح مجدد کن این را بنا  
 به پرور بی جان پاک مرا  
 در آیم بحشر بشکی عجب  
 نه میل بخوب و نه پروای زشت  
 که این هر دو آمد بمستان حرام

لے آؤ خشک دار لے ما دمی لے در سر محدود در این مصرع ثانی این طراست: کز ایشان بری سوی توحید  
 لے سر و این: بگو از این: آؤ کز لے از این: آؤ محل لے آؤ آب دے بعد این بیت در این: آؤ دے:



نه دل را ز خوبی بود مایه  
 (۴۷) نه از قهر و جایش دلم نه مست  
 نه شیرم تناست نه انگین  
 ز میخانه آنرا که هست آبخور  
 نظر بستن اولی ز علان و حور  
 بده ساقی آن لعل معلول را  
 می آن کار بر جانستان کند  
 کشد باده برقع ز سیاه دوست  
 دلم را ز عشق آتش در دل است  
 دلم می برد لطف ساقی ز دست  
 شراب خرد پرور چهل سوز  
 بده ساقی آن دل گزبان خراش  
 سخن چند در پرده گفتن توان  
 و گر منع من می کنی زین سخن  
 و گر رفت بدستی در کلام  
 (۱۴۵) بیاساقی آخر سخن شد بلند  
 بده می که از حرف هر بی ادب  
 مفتی بزن نغمه نو بتار  
 که تا هی زنی تار و پود حیات  
 نه ثنابت گذارد نه سیار را

(۴۷)

(۱۴۵)

نه جان را تنها از دسایه  
 که جای دیگر که گم در نیست  
 دها ز انیا لایم از آن و این  
 ز آب و هوای بهشت تر  
 که اینهاست در بت پرستی قصور  
 دوا کن بی جان معلول را  
 که آب روان با گلستان کند  
 می آرد برون مغربار از پوست  
 که عشق استخوان سوز درد دست  
 که دیدست معشوق عاشق پرست  
 چو رخسار ساقیت عالم فروز  
 که سازم نهان نهان فاش فاش  
 کجا مهر تابان نهفتن توان  
 بنجال لب خود بهم مهر کن  
 بدندان بکش از لبم انتقام  
 فرو ماند از تو و هم کوه کند  
 به بهوشی می به بستند لب  
 رگ مرده ما بجنبش در آر  
 به برادرگ و ریشه کائنات  
 فرو سپید این کهنه طومار را

له: ز قهر و جایش، این: قهر و کائنات، این: این سه ایضا: با،  
 سه: ا: اجل سه: ا: از



مغنی شبی را با روز کن  
 سرگشتستانه بر پرده زن  
 حریفی که مدخل کند خواب را  
 مغنی بمستان هم آهنگ باش  
 مغنی ز بهوتی ببر بهوش من  
 بصوت حزین نکتہ چند ساز  
 زمستی ره خانه گم کرده ام  
 که انجام کار من نا بکار  
 و گر ختم کارم به بخشاش است  
 مغنی درین پرده دردناک  
 بسا دانه خال مشکین که مور  
 دل از خال مشکین خوبان ببر  
 با سر و گلچهره لاله رنگ  
 با عقد دندان گوهر نشان  
 با عنبرین مو که گردون دُون  
 با جرع نو شان خرگوشین  
 چه سرگرفتار چون خاک پست  
 با شته که از روی تخت بلند  
 بیک حلقه صد سر توتن

شب تار ما روز نور روز کن  
 صفیری بدلهای افسرده زن  
 بزین بر رگش نیش مضرب را  
 بر آور خروشی و دل می خراش  
 بکس پنبه غفلت از گوش من  
 بگو شتم کن از حلقه اهل راز  
 نشان ده ره آن سرا پرده ام  
 چه باشد بدیوان روز شمار  
 مرا هم ز امید آسایش است  
 بکن یاد پرده نشینان خاک  
 برون آورد هر دم از خاک گور  
 که مورخانه خاکست از این دانه پُر  
 که خاکش کشیده در آغوش تنگ  
 که در درج خاکست چون دُندان  
 کشد موکشان از جهانش برون  
 که گشتند چون در و ختم ت نشین  
 چه گردن کشان را از گردن شکست  
 بزندان تابوت شد تخته بند  
 فردی بر دُره ازین اهرمن!

له آ: ره اجرا پرده له آ: نانه خاکست الخ س: نان خاکست ازین خانه پر  
 له در آ: چه عذرت له م: کو له آ: چو له س: انیس که له بعدش در انیس



بیاساتی این گفتگو تا بچند  
 چو از دست خواهد شدن هر چه هست  
 من و آن می بگیش سینه سوز  
 ازان بحر آنکو بود دردش  
 ازان بزم آثار هستی کجاست  
 بود ساتی خاص هر دو جهان  
 (۱۶۷) می بی خار آن می احمرست  
 چه ساتی کوثر چه بدر منیر  
 وحی نبی شرع رازیب و زین  
 بنجنگ فلک دلش را شرف  
 غباری بود نه فلک از درش  
 ز ماهی ماه از سما تا سمک  
 ملایک که بر بام این منظرند  
 گدائی کنان چرخ در یوزه گر  
 طواف در ادا کند چار عرش  
 بر آمد شه اختران سر و شش  
 چو خورشید آفاق زیر <sup>نهمین</sup>  
 ازان دم که شد کینش بو تراب  
 نبی کرد ازان نسبت او را بنجاک  
 بد است اهل زمین و زمان

بجای من مست و الب به بند  
 تو باری ده جام می را از دست  
 که سازد فروغش شب تیره روز  
 زند همچنان العطش العطش  
 همه نیتی و فناد فناست  
 امیر و امام زمین و زمان  
 که سر چشمه اش ساتی کوثر است  
 چه لاهوت سیر ولایت سریر  
 سپهر گرم مطلع <sup>نهمین</sup> سر مدین  
 زمام زمین و زمانش بکف  
 زحل کترین بسته قنبرش  
 هوادار خاک رهش یک بیک  
 بیال و پیر او همه می پرند  
 بگرد درش گشته دایم بسر  
 در انگشت او بسته پر کار عرش  
 دلش چون سپهر نقابت بجوش  
 نشانده دو عالم بیک آستین  
 بود خاک را خنجر بر آفتاب  
 که پیدا بود ترسب خاک پاک  
 که در خاک مخفیست گنج نهان

۱۶ در محذوف ۱۶۷ از پیش در آ ۱۶۸ در سر و شش ۱۶۹ این بیت در مشکوک و در این محذوف است



همه سرمه سازند از ان خاک در  
 (۷۶ب) بنجاک درش بنده را با بگل  
 نهالی ز باغش عصای کلیم  
 زمین و زمان هر دو در مشت او  
 الهی بحق نبی بشر  
 به پیر معان و خرابات او  
 بنجاک در حضرت می فروش  
 بسند نشینان آن بارگاه  
 بآن خال مشکین که هر صبح خور  
 بجوش و خروش دل صاف خم  
 بختت سر خم که باشد مدام  
 به پیمان پیمان مشک بو  
 بجمیعت خوشه بکبر تاک  
 بنوری که رخشان ز ساغر بود  
 بصبح جبین صبوحی کشان  
 بطاق و رواق فلک ساسی ویر  
 (۷۷) بزدان یک رنگ واقع نما  
 بپاکان آلوده دامان مست  
 بخور قلاش زند غریب  
 بنور دعای مناجاتیان

چه خیل ملایک چه خیل بشر  
 صدش عرش کرسی بهر کج دل  
 دم عیسی از گلشنش یک نسیم  
 کلید دو عالم در انگشت او  
 بتالی نژادان اثنی عشر  
 به بیت الحرام و مقامات او  
 که بوی خوشش آورد خون بجوش  
 که بر عرش ساینده طرف کلاه  
 برو بد غبارش بچاروب زر  
 بمعالج زندان پی کرده گم  
 باو چار رکن جهان را قیام  
 بتهدی که بستم بدست سبو  
 که شد وقف بر عاشق سینه چاک  
 بناری که در تاک مضمهر بود  
 بانفاس مجبور آتش فشان  
 به گلخن نشینان لاهوت سیر  
 که صافند و پاک از نفاق و ریا  
 که دارند در جیب نه چرخ دست  
 که در دین و دنیا بود بی نصیب  
 بسوزن ساز خرابان میان

له تا کلیم ۵۰ تا بحی کرامات ۵۱ تا الکلام ۵۲ تا این ابیات تا بعد از احسن کرده  
 انیس: بجای مقامات



بر غول خوابان بی کس و ناز  
 بهنجار بر بطا بگیسوی چنگ  
 بقانون و رگهای نالان او  
 به نقش و نگار دف پورت پوش  
 بستزدل نی که با صد نوا  
 بطنبور رسوای پرده نشین  
 بسرو تنگی و سرگرانی عود  
 بخسار نورانی شمع جمع  
 بخشنی که از دامن پاک او  
 بدان گردش زرگسفتنه بار  
 بزلف کج او که شد راست بین  
 (ب) بحق وفا و جفای بتان  
 بنال سیست لبهای یار  
 بطاقین محراب ابروی دوست  
 بر عنائی آن بهشتی نهال  
 که در بزم ساقی کوثر مرا  
 بگیسوی مشکین آن ماه بدر  
 ازان می چنان کن مرابی خبر  
 ازان آتش با دوه سینه سوز  
 ز خاک ره اهل بیت نبی

(ب)

بسازندگان ملایم نواز  
 بزئار کافر دلان فرنگ  
 به پهلوی بسیار پیکان او  
 که آمد ز سر تا بپا چشم و گوش  
 شد از پرده غیب پرده سرا  
 بآن نغمه دلخراش حزن  
 که از روی دست او چه دلهای بود  
 به بر بطا که پرواندار در شمع  
 بود هر صبح آفتاب آب او کلاه  
 که سرگشته هر دم کند صد هزار  
 کند راست او کار دنیا و دین  
 بران شیوه جانی ده و جانستان  
 که شد مردم دیده اش داغدار  
 که روی دل هر دو عالم بدوست  
 که شد سدره طوبیش پایال  
 طفیل حریفان مهمل بی نوا  
 که در سایه اوست شبهای قدر  
 که با خویش هرگز نیایم دگر  
 چراغ دل چرتوی بر فروز  
 دلم را چو آینه کن منجلی

مآ، سرفازی ۴۵ تا، طبع، ۳۵ منسوخ در آ،







رعایت می فرموده که خاطر خواه ایشان بوده باشد شاعری و در مرتبه خود می دانسته چون طبیعت عالی داشته گاهی اراده شعر گفتن می کرده هر چه می گفته خوب می گفته است (۸۷ ب) آورده اند که اتحاد تمامی به نجم ثانی و میر عبدالباقی یزدی و خواجه حبیب الله ساوجی داشته قصیده چند در مدح ایشان فرموده الحق که در آن قصاید آنچه لازمه شعر و شاعریست بجا آورده اشعار آیدار آن یگانه روزگار بمطالعۀ این ذره بمقدار رسیده منظومات ایشان منشیانه است و بطرز ظهیر فاریابی حرف زده اند اگر چه بروش سلمان ساوجی نزد کسیت فاما به از سخن کرده چرا که در شعر سلمان ساختگی بسیار است و در اشعار ایشان مطلق ساختگی نیست و از آن زبده المتأخرین زیاده از هفده قصیده و سه غزل و یازده رباعی و ساقی نامه بر صفحه روزگار یادگار نمانده است

۱۰ مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که میانه مولانا امیدی و شاه قوام الدین نوربخش زمانه طرح دشمنی انداخته و آن دو عزیز را بی تقوی با یکدیگر ساخته بود چنانچه بخون یکدیگر ترش شده بودند بتخصیص شاه قوام الدین که قتل مولوی بر میان جان بسته بود همیشه مترصد فرصت آن می بود و مولانا امیدی در قصیده که در مدح میر عبدالباقی صدر گفته است درین چند بیت اظهار این معنی نموده است

### اشعار کنایه نسبت شاه قوام الدین نوربخش

<p>(۹۷) دیوانه ایست در روی دیوانه ایست عاقل دیوانه که زنجیر او را نساخت عاقل دیوانه که مجنون شاگرد اوست حاصل از روی مباحث امین درین مباحث غافل و نقش بهفت لبت اجب چو دفع صایل</p>	<p>(۹۸) مدحیم چو بی شد بشو حکایت از روی دیوانه که تدبیر در روی نکر و تاثیر دیوانه که افسون ساز و جنونش افزون دیوانه ایست برفن دریرینه دشمن من قتلش بچار مذہب چارچو قتل اضی</p>
---	--



به تحقیق پیوسته که آن عندلیب گلستان نکته دانی در سلخ زندگانی در وطن خود طهر آن متوطن  
 شد و در انجا باغی طرح انداخت و در پرداخت آن حدیقه کمال سعی بجا آورد و باغ  
 امید نام آن بوستان نهاد اما هنوز نهال امیدش بارور نگشته بود که شاه قوام الدین  
 نوربخش فرصت یافته بنابر کینه دیرینه به جمعی از نوربخشیان اشاره نمود تا غافل بر سر  
 او ریختند و بدرجه شهادتش رسانیدند عمر آن دیباجه و یوان نکته پروری از شصت  
 و پنج تجاوز نکرده بود که ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد افضل نامی تاریخ  
 فوت آن مرحوم اینچنین یافته و در سلك نظم کشیده که این ضعیف درین اوراق  
 پریشان بر بیاض برد

### تاریخ فوت مولانا امیدی

نادر العصر امیدی مظلوم      که بناحق شهید شد ناگاه  
 (۹۹ ب) شب بخواب من آمد و فرمود      کای ز شتر درون من آگاه  
 سال تاریخ فوت من باشد\*      آه از خون ناحق من آه

۹ ۲ ۵

### ستاتی نامه مولانا امیدی

حرینی که این نیلگون خم از دوست      شراب ظهور و سقا هم از دوست

(بقیه حاشیه ص ۱۱۱) ۱۰۰: واجب ۱۰۰: آراء: ضایل

(حاشیه ص ۱۱۲) ۱۰۱: تحفه سالی: شبی جمعی بر سر او ریخته بقلش رسانیدند بعضی مردم نسبت این امر شیعی بنوربخشیه کردند

۱۰۲: آنشکده (ص ۱۱۳): افضل طهرانی که از تلامذه او (یعنی امیدی) است "از تحفه سالی مستفادی شود که می

تحقق اوست ۱۰۳: آنشکده تحفه سالی: در نقاب حال ۱۰۴: ایضا: به تاریخ قتل من بنویس ۱۰۵: آنشکده ستاتی نامه

گفته هر چند بسیار مختصر است اما اشعار بلند متین دارد "عنه نفایس اکو"



درین بزم ساقی گلچهره ایست  
 شرابی که ساقی سرمست داد  
 حقیقی که ساقی خود کام ریخت  
 بیا ساقی آن رشته سلسبیل  
 بده تا فروغش علم بر زند  
 مغنی تو هم بر کران گیر عود  
 تو کین ساز پر سوز دلکش زنی  
 بیا ساقی آن تلخ شیرین گوار  
 بمن ده که تلخ است ایام من  
 نشاید کشیدن درین تنگنای  
 نشاید نهادن درین سنگناخ  
 بیا ساقی آن جام گیتی نما  
 (۱۸۰) بمن ده که دوران گیتی مدام  
 بیا ساقی آن مومبانی خاص  
 بمن ده که ایام گردون و دون  
 بیا ساقی آن آفت عقل و هوش  
 بمن ده که بیپوشیم آرزوست  
 بیا ساقی آن آتش توبه سوز  
 که این آتش آنجا که روشن شود  
 بیا ساقی آخر بسیار می

(۱۸۰)

که هر ساغری را از و بهره ایست  
 بهر دست جامی که بایست داد  
 باندازه کام در جام ریخت  
 که نور کلیست و نار غلیل  
 بهستی من آتش اندر زند  
 که این آتش از من بر آورد دود  
 توانی که آبی بر آتش زنی  
 که شیرین کند تلخی روزگار  
 ز ایام من تلخ تر کام من  
 باندازه آرزو دست و پا  
 بکام دل خویش گامی فراخ  
 که از جم رسیدست و ورش با  
 ز دستی بدستی رود همچو جام  
 که شیک قطره دارد از و صد خواص  
 قنادم درین خاکدان سرنگون  
 بیا ساقی آن لعبت لعل پوش  
 بیکر آن هم آغوشیم آرزوست  
 چراغ گناه مرا بر فروز  
 خرابات وادی ایمن شود  
 دی بغمی بهتر از عالمی

۲۴ ایضا: بهستان، نیز در ۲۴۴

۲۵ آتش که در ۲۴۴ که آرد کی قطره اش صد خواص



بیا تا قدجهای پرمی کشیم  
 بیا ساقی آن بکر یکاله را ✓  
 بده گرچه در کیش هشیار مست  
 بیا ساقی آن رطل پیمان شکن ✓  
 بمن ده که از توبه ناقبول ✓ ۵  
 بده ساقی آن چشمه لعل ناب  
 روان کن که بتر جو یار روان  
 (۸۰ ب) بیا ساقی آن آفتاب منیر ✓  
 برآور ز برج خم لعل فام  
 بیا ساقی امشب که زندان مست ۱۰  
 لبالب کن آن لب شکسته سفال ✓  
 بیا ساقی آن جام گیتی فروز  
 بمن ده که شد روزگارم سیاه ✓  
 بیا ساقی آن راح راحت فزا ۱۵  
 بمن ده که چون نشا انگشت می  
 بیا ساقی آن گوهر ناب را  
 بمن ده که چون گیرمش در دهن  
 بیا ساقی آن آب یاقوت فام  
 بمن ده بگلبنانگ رود و سرود  
 بیا ساقی آن طرفه دُرچ بلور ۲۰

لبالب کنیم و سپایی کشیم  
 گرانایه یاقوت شیشه را  
 نشاید کشیدن بیکاله دست  
 که با وی در سست پیمان من  
 ملول ملول ملول ملول  
 که سیمین زمین است و زرین حباب  
 بروید گل و تشنگد ارغوان  
 که در سایه پرورد و دهقان پیر  
 که عمر آفتابیت بر طرف بام  
 شکستند در میکه هر چه هست  
 که خورشید را جادهی در بلال  
 چراغ شب و روشنائی روز  
 خلاصم کن از گردش مهر و ماه  
 که کیفش نباشد کم از کیمیا  
 کم از کیمیا کی بود کیف وی  
 گرانایه یاقوت سیراب را  
 شود که هر بایم عقیق بمن  
 ملامت گیر اهل ناموس و نام  
 که نتوان ازین پیش شرب الیهود  
 که یابد از و سیر دلها ظهور

(۸۰ ب)

له آسینه ۲۰ ایضا: بیا ۲۰ ایضا: در ۲۰ آتشکده: تنباه



(۷۸۱)

بنه بر کفم، فالِ فیسرور گیر  
 بیا ساقی آن جام لب ریز را  
 (۷۸۱) بمن ده که تا کاسه بازی کنم  
 بیا ساقی آن کیمیا ی بقا  
 به چون من گدای ده آن سوبه بین  
 بیا ساقی آن سهیل یمن  
 بیا ساقی آن نوشدارو که دوش  
 بیا ساقی آن تلخ بسیار شور  
 بیاور که یک سرفت و اتفاق  
 سهیلی که آفاق خرم از دست  
 فغان کاندیرین لا جوردی قفس  
 درینا که در صحن این کهنه باغ  
 خصوصاً درین خانه پر فسوس  
 چو شد یاوه یاوه گویان بلند  
 خروس سحر چون بر آرد خروش  
 ستاک الله ای ساقی سیم ساق  
 بما در ده آن جام آئینه گون  
 (۷۸۱) سزاوار بزم جهان داورست  
 جهان گرچه پر آدمی و پر لیست

(۷۸۱)

که روشن شود بر تو مانی الضمیر  
 که رسوا کند اهل پرهیز را  
 کهن دلق خود را نازی کنم  
 که قارون بیکدم شود زو گدا  
 درم ریزی دست بنی آستین  
 که گردد ازان سرخ رو انجن  
 تو نوشیدی و شد ز من عقل مهبوش  
 باشوب نزدیک و آرام دور  
 طلوع سهیل یمن در عراق  
 نشاط دل اهل عالم از دست  
 چو من بلبل را گرفت نفس  
 چه آواز قمری چه آواز زارغ\*  
 چه گلبنانگ بلبل چه بانگ خروس  
 امید ی لب از نکته سنجی به بند  
 چرا بلبل مست گردد خموش  
 لبالب زمی کرده زرین ایاق  
 که روشن شود زو درون و برون  
 که آئینه آئین اسکندرست  
 سلیمان سزاوار انگشتر لیست

له: ادم به بین، له ایضا: چو آدمی قمری چو غوغای زارغ



# ذکر

## میرزا شرف جهان قزوینی

آن شمع دودمان مصطفی و آن نهال بوستان آل عبا ولد ارجمند و خلف معاد تمند  
 قاضی جهان است و این قاضی جهان میر نور الهدی نام داشته و یکی از اکابر دارالوحد  
 قزوین بوده است و در عهد فریدون حثمت جمشید جاه سکندر شکوه دار اسپاه شمع  
 دودمان نبوی چراغ خاندان مرقضوی شاه طهماسب حسینی صفوی وزیر اعظم ایران  
 شد و خطاب قاضی جهانی از ان حجه فلک بارگاه یافت و در اندک ایامی نسبت  
 بندگیش در خدمت آن بادشاه فلک قدرت خورشید منزلت بجای رسید که  
 بین السطور بر فرازمین عالی ایشان می نوشت گویند که یک نوبت شاه عالم پناه منع  
 آن جرأت فرمود قاضی جهان از استماع این امتناع پای استغنا در دامن صبر  
 پیه ترک وزارت نمود چون دوسه روز برین مقدمه گذشت شاه دانست که  
 محتاج بخدمت اوست و مهمام سرکار بی وجود (۱۸۲) او سرانجام نمی گیرد و دیگر  
 باره آن زمینه مند وزارت و زینت دهنده سریر وکالت را با لطف بادشاهانه  
 و عنایات خسروانه منقح و سرافراز گردانیده رخصت داد که هر چه بخاطر آن یگانه  
 زمان رسد در فرمان عالی شان درج نماید اما چون قره العیون قاضی جهان بسن رشد  
 و تمیز رسید جمعی از معاندان بعرض اشرف اقدس فرمان روای ایران زمین رسانیدند  
 که آن نوباوه بوستان سیادت یکی از ارباب تعصب اهل تشن است شاه بعد  
 از استماع این خبر بنا بر تعصبی که آن سلسله را در مذہب خود می باشد از ان منبع  
 فصاحت و بلاغت بغایت مکدر شد و از نظر کیمیا اثرش انداخت بهر تقدیر در  
 حین حیات و بعد از ممات والد خود از معادیت ملازمت بادشاهی و تفاخر بندگی

(۱۸۲)



شاهنشاهی بی بهره ماند، چون سن شریفش پهل و دو رسید در روز عرفه در سنه احدی  
و ستین و تسعماء و دلیعت حیات را بموکلان قضا و قدر سپرد،

بر رای عقده کشای نکته پردازان انجمن سخنوری و بیلان گلبن نشین گلستان  
نکته پروری پوشیده نماند که هنگام تحریر ذکر مرزا شرف جهان سرگردان عدد اشعار  
دیوان آن یگانه زمان بود از عنایت بی غایت ایزد سبحان (۸۲ ب) و الطاف  
بی نهایت ملک منان این ضعیف را با عزیزی که صادق القول بود ملاقات واقع  
شد، چون بر مقدمه تحریر این حقیر اطلاع یافت اعلام نمود که من دیوان ایشان  
را دارم و آن نسخه ایست که میرزا شرف خود بران گذشته و تصحیح داده است فی الفور  
آن ابیات را بنظر این محقر در آورد، عدد آن سوای ساقی نامه که درین تالیف  
بر بایض می رود هشتصد و پنجاه و پنج بیت برآمد، و همان عزیز نقل کرد که این  
دیوان را میرزا جعفر در قزوین از من گرفت در اندک ایامی غزل بغزل متبّع نمود  
و روزی بکنتب خانه مولانا خلیل قاری که یکی از قاریان مشهور قزوین است آمد،  
دران روز میرزا حسابی و ضمیمی اصفهانی نیز دران مسجد تشریف داشتند  
بدیشان اعلام نمود که دیوان میرزای مرحوم را تتبع نموده ام، پاره از اشعار خود  
بران خردمندان خواند و گوش هوش آن فصیح عصر خود را از دُرر آبدار خویش  
گرا نبار گردانید، آن سه عزیز بعد از استماع ابیات رنگین آن سخن آفرین آواز  
تحسین باوج علیین رسانیدند، مولانا ضمیمی بعد از استحسان یاران دُرر از  
دریای دل بر لب آورده سفتن آغاز کرد و گفت در مقابله این فرد میرزا شرف جهان  
(۸۳) چه فرموده آید؟ جعفر بیگ گفت: کدام؟ او این بیت خواند بیت

(۸۲ ب)

(۸۳)

له ما آفتقر ۱۰ بقول الشکره ۱۱۲۴ بنسب دیوان هزار بیت ترتیب داده بحباب عبدالبنی خان عدد ابیاتش  
بشمولیت ساقی نامه ۹۶ بیت است، ۱۰ که در مخنه مانی در محیف پنجم



اوراق گل ز حرف و فاساده یافتم بر حال بلبلان چمن خون گریستم  
چون جعفر بیگ بر متانت این بیت مطلع شد از گفتهای خود پشیمان شده در ساعت  
اوراق اشعار خود را در آب آن حوض که با عزیزان مذکور بر کنار آن نشسته بود شست  
و ازین کمال انصاف بود که آن منصف طبعی بهندوستان صاحب سیف و  
قلم شد و رتبه اش در بندگی فرمان روای بحر و بر، شهریار فریدون فر، سکندر ظفر،  
جلال الدین اکبر بادشاه غازی بر تبه اعلی رسید و خطاب آصف خانی یافت و  
بعد از ارتحال و انتقال آن بادشاه ستاره سپاه سعادت بندگی صاحب اقبال  
سکندری، نور مردم دیده اکبری، شایسته سریر کشورستانی، چمن آرای گلشن  
صاحبقرانی، خسرو فلک قدرت، خورشید کلاه، شاه نور الدین محمد جهانگیر  
بادشاه، مستعد گردید و در بندگی آنحضرت بر تبه بزرگ و صاحب جاه شد که  
کم کسی از مردم ایران را در هندوستان تا آن زمان آن حالت دست داده بود  
و در ایام دولت شعرهای خوب گفت، عدد ابیات ایشان سوای اشعار ایران  
قریب بسه هزار بیت باشد که در ۸۳ ب، هندی الحال در میان مردم است و  
از آنجمله دو هزار بیت مثنوی ست که در برابر خسرو شیرین گفته و آنرا نورنامه  
نام کرده است تکلف بر طرف که در آن مثنوی کمال نزاکت بکار برده و شاعری  
کرده است، چند بیت از آن کتاب که مناسبتی بسباق این کلام داشته باشد  
درین اوراق بر بیاض می برد تا صدق قول خود بر یکنان ظاهر سازد



جهان راست آئین ناداشتی  
 دیرین باغ کیش خار شد دلخراش  
 گذر کن ازین منزل پرستیز  
 اگر رفت سرمایه گل ز دست  
 چه گوئی ز عسرو ز ایام او  
 فزون جست عمر از دگر سوران  
 بگیتی کسی یافت عسرو بار  
 بود کوشش ماز روی قیاس  
 که گرد سحرگاه تا وقت شام  
 (۱۸۴) نه بینی درین تنگنا همدی  
 درینا ز یاران صاحب نظر  
 درینا ز یاران خاکی نهاد  
 بهجت همه شمع مجلس فرور  
 همه روز در بوستان یار هم  
 درینا که این دیده خنفسان  
 می چند گفتند و خاموش شدند  
 یکی نیست زان غمگساران همه  
 ببالین چنان سر نهی خوابناک  
 کند کج تنهائیم دل بهوس  
 ندارم سر بهمدان پیش و کم

(۱۸۴)

فلک زود خمیت دیر آشتی  
 منه دل تاساگر باغ باش  
 تو برخیز از و تا نگویند خیز  
 غنیمت شمر پنج روزی که هست  
 مبر با چنین کوتاهی نام او  
 سکندر که کم زیست از دیگران  
 کزو ماند نام نگو یا دگار  
 چو پیودن راه گاو خراس  
 در اول قدم شامگاهش مقام  
 که بردارد از خاطر من غمی  
 که بودیم یک چند با یکدیگر  
 که رفتند زین خاکدان همچو باد  
 چو آن شب آورده با هم بروز  
 چو گلهای شگفته بیدار هم  
 نه بینی کنون هیچ ازیشان نشان  
 زیاده حریفان فراش شدند  
 من و غم که رفتند یاران همه  
 حریفان همه کرده بالین ز خاک  
 ندارم سر صحبت هیچ کس  
 اگر راست پرسی سر خویش هم

نه نفایس و دیوان شرف کتابخانه را بهر (طاعتش در مابعد شرف) و فردای شب بهر نفایس کنون  
 نه نفایس و دیوان شرف کتابخانه را بهر (طاعتش در مابعد شرف) و فردای شب بهر نفایس کنون



درینجا که پرده نشینان راز  
 ز آشفتگی چون بران خاک درو  
 بران خاک فریاد کردم بسی  
 بسا نو که کهنه شده در جهان  
 (۸۴ ب) دلا عبرتی گیر از حالشان  
 بگیر آتشی از سفالینه جام  
 من و دفتر شعر زین پس به پیش  
 چه خیمیم ایمن درین حرس  
 نماند درین حرس هیچ کس  
 گذشته چنان شد که گویی نبود  
 پس و پیش این راه چون اندکیت  
 زیاران دو گامی اگر واپسیم  
 ندانیم زینجا کجای رویم  
 دریغ که نابروه راهی بجا  
 ندانسته راز جهان می رویم  
 ز اندیشه خون شد جگر هابسی  
 کس از ستر این پرده آگ نشد

نرفتند جای که آیند باز  
 فکادم چو خاک و نشتم چو گرد  
 بگو شتم نیامد جواب کسی  
 همان کهنه سپیر جهان نوجوان  
 فرو شو زمانی در احوالشان  
 زن آتش در اوراق دفتر تمام  
 مکن همچو فستویه روی خویش  
 که ماندیم تنها و شد قاتل  
 تفاوت بود یک در پیش و پس  
 رود نیز آینده چون رفته زود  
 رونده اگر پیش گر پس یکیت  
 نه بس دیر مانیم بدیشان رسیم  
 چرا آمدیم و چرا میریم  
 بنا کام باید شدن زین سرا  
 چنان کام میمان چنان می رویم  
 ولی حل نه کرد این معما کسی  
 خرد را بدانش بدو ره نشد

(۸۴ ب)

۵

۱۰

۱۵

(بقیه حاشیه ۱۳۵) آتشکده (۱۳۵) <sup>و تفاسیر</sup> <sup>مکملی</sup> بیند اکنون ۴۰ یعنی: ندانم،

(حاشیه ۱۳۶) ۱۰ یعنی: فرس ۱۰ آ: فاند ۳۰ آتشکده، آ: رفت، ۴۰ شکر، کر، شپ، چون

۵۰ تا: سرسیر، آ: سیرش، شکر: دیکر پس، شپ: در پس، آتشکده: اگر پس،

۶۰ شپ: راه ۷۰ شپ، آ: چرا آمدیم و چرا می رویم، تفاسیر: مثل متن



شرف تاکی از نا امیدی سخن  
 سخن چند گوئی ز اندوه و درد  
 (۱۸۵) مجور بهمانی ز پشدار عقل  
 مجو غیر عشق و ره عقل پوی  
 چو با عشق گردد دلت آشنا  
 اگر زخت در کوی پستی بری  
 چه خوش گفت پیر خرابات دوش  
 بنه بر کف آینه جام را  
 همان به که افقی بهیچانه مست  
 بیاساتی بزمستان بیا  
 بیا وین دم نقد فرصت شمر  
 بده می که عمرم بغفلت گذشت  
 بستی دمی آشنایم ده  
 بده ساقی آن آب آتش و شتم  
 که چون کوزه نو بر آرم خروش  
 می بهجو روح از کثافت بری  
 عقیقی شرابی چو لعل مذاب  
 (۱۸۵ ب) چو بردست ساقی زخشان شود  
 چو عکس افکند بر فلک نور آن  
 ز شیشه فروزنده آن محض نور

(۱۸۵)

(۱۸۵ ب)

ز امید گوی و دلم تازه کن  
 سخن بشنو این طرز را در نورد  
 که این کار عشق است فی کار عقل  
 همه عشق را باش و از عقل گوی  
 شود از صفا جام گیتی نسا  
 ازین نیستی ره بهستی بری  
 گرت محنتی هست جامی بنوش  
 که در روی به بینی سر انجام را  
 بشوئی بمی دست از هر چه هست  
 بیا قبله می پرستان بیا  
 مبادا که فرصت نیابی دگر  
 مده انتظارم که فرصت گذشت  
 وزین خود پرستی رها کنیم ده  
 بریز آتشی بر سر آتشم  
 می از گرمی من در آید بجوشش  
 بنورمه و تابش شتری  
 که باشد جگر گوشه آفتاب  
 از و پنجه چون شاخ مرجان شود  
 فتد از دو خورشید دل در گمان  
 چو یاقوت خشان ز درج بلور

۵

۱۰ ✓

۱۵

۲۰

له قیاساً آهستاد، تا، میباد، شتر، میباد، شپ، سدار، له شپ، بن، له شپ، چون عکس، عه بیت ۷ تا ۱۲ ده نقایس



زمین گر چشد زان می خوشگوار  
رسد قطره گر بچرخ برین  
شرابی که جان را بود سازگار  
می بی خمار آن می حس است  
ازین می که مجلس بر آراستیم\*  
بیاساقی آن آب یاقوت رنگ  
بده تیسری از دلم دور کن  
بیاساقی آن تشنه کسش بیار  
چو گلگون می سوی میدان شود  
بیاساقی آن زعفرانی شراب  
چو ریزی بجام آن می زرد فام  
بیاساقی آن خون رنگین تاک  
(۱۸۹۱) بمن ده که در دور گیتی بدام  
برافروز از باده لعل جام  
بده ساقی تا بچشم چو می  
بیاساقی آن بکر مستور را  
بمن ده که عقلش بکاین دهم  
بده باده و ترک اندیشه کن  
بزن راهی ای مطرب دلربا

زستی شود چون فلک بمقرار  
قدتا ابد بخبر بر زمین  
نه در دسر آرد نه در رخ شمار  
که سرچشمه اش ساقی کوثر است  
ولای علی ولی خواستیم  
کز لعل گردد بفرسنگ سنگ  
دل تیره ام را پُر از نور کن  
کیستی که داری بمیدان در آ  
دو اسپه غم از دل گریزان شود  
که جامش سز دساغر آفتاب  
تراود چو کادر سه زر ز جام\*  
که خون غم و غصه ریزد بجا  
درین بزم خون می خورم همچو جام  
که شد صحن یاغ از خزان لعل فام  
برقصم چو دیوانه بی چنگ و نی  
همان مایه شادی و سوز را  
وزین پشت کوز جهان دارم  
خرد را که دیوست در شیشه کن  
که افتادگان را در آرد ز جا

(۱۸۹۱)

له نقایس: بلکه - چون زمین له تا: ازین باز خوشیدی خوانم بیت در نقایس بیت له نقایس: نوره از شرویت و  
نقایس: در آفتاب و بزم بجام و بالبدش را حذف کرده و در آید این محذوف له شیب و نقایس: از که در نقایس بعدش  
افزوده مگر خون به را کیدست ناره که کشته رخ سرخ یاقوت و ارده ازینجا بقدریکه رقی نسخه را مسموم ناقص است

ه شیب: مسموم آتشکده و نقایس: پرشود له شیب و آتشکده و نقایس: بیاساقی آن مست مسخر را (در صورتی که سور)  
له بعدش در نقایس: از ده: از این بین این بین آید رنگ و رنگیه بی بی با شک له شیب و نقایس: خوش و آتشکده شیب: پای



چسپی بزن نغمه دلنواز  
 درین هفت قلعه که زندان ماست  
 برون آرم از دم صفیری بلند  
 پیاله ز جانی خبر می دهد  
 بیاتو زمانه فراموش کن  
 نواهی به راز کهن می کند  
 سرود مغنی به آواز نرم  
 (۸۶ ب) بیاساتی آن آب زین حباب  
 بمن ده درین کاخ فیروزه رنگ  
 زهی شیردل اردشیر جهان  
 چو در بزم جوید می لعل فام  
 ز نور دش نیم تاب آفتاب  
 حبابش ز رفعت عدیل سپهر  
 بچوگان چو از ترک تازی کند  
 همای که از همتش یافت فر  
 بود نقد اقبال در مشت او  
 بریدی بود ماه در راه او  
 قضا ناوک انداز از شست او

(۸۶ ب)

که در پیش داریم خواب دراز  
 زش سوستاره نگهبان ماست  
 که یابم بجای ازین هفت بند  
 که فی ز آشنائی خبری دهد  
 بیام و زمانی زنی گوشش کن  
 اگر گوش داری سخن می کند  
 بجوش آورد خون دلهای گرم  
 که باشد حبابی ازو آفتاب  
 بفیروزی شاه فیروز جنگ  
 کز دانه بشد عدل نوشیروان  
 سزد ماه ساقی و خورشید جام  
 ز بحر کفش نه فلک یک حباب  
 ضمیرش جلا بخش مرآت مهر  
 بگوی سه خصم بازی کند  
 کشد بیضیه آسمان زیر پر  
 کلید در فتح انگشت او  
 فلک پرده داری بدرگاه او  
 گریبان اقبال در دست او

در نقایس مطلق  
 ۱۰ شپ: بر آردم لے (نی) ۱۰ شپ: ترتیب این دو مصراع بعکس متن است ۱۰ شپ: زانی زنی نغمه  
 ۱۰ شپ: به اماره دور (نه ایاز دور) ۱۰ شپ: راجا براز ۱۰ شپ: آ: سرودی ۱۰ شپ  
 بعدش این شعر آورده ۱۰ عدد بند طهاس بکر سخای خدیو فلک ساه خورند رای ۱۰ شپ: نغمه  
 ۱۰ نقایس راه ۱۰ بیت ۱۰ تا ۱۰ مخدوف و نقایس ۱۰ این طور ابیات مدح را از زهی شیردل (مسطور)



مه اندر شبتان او یک چراغ  
 اساس کرم آنچنان کرد پی  
 کف خود چو در بزم خود بر کشاد  
 بغزت سلاطین گردون شکوه  
 شده در گهت بوسه گاه سپهر  
 (۱۸۷) سرشت از عدل موجود و جو  
 بقراش تو از علو جناب  
 مه و خور تقابل چو پیدا کنند  
 همگشته حیران تصویر تو  
 چو کلکت نهد دانه مشک فام  
 بشیرین کلامی تو آن خسروی  
 ز گفتار سعدی شیرین سخن  
 منم آن کهن بنده بادشاه  
 چرا باید از ضعف جانم گریست  
 شرف ملی کن اظهار افکندگی  
 برین در بود بنده صد آفتاب  
 فراتر منه از حد خویش پای  
 ترا باد یارب بجای فستدیر

فلک از افق تا افق نیم ایاغ  
 که حاتم با ط کرم کرد طی  
 همان حاصل کوئن بر باد داد  
 به پیش کمر بسته مانند کوه  
 غبار درت سرمه ماه و مهر  
 زهی صورت معنی عدل وجود  
 دید خیمه گردون طناب از طناب  
 دو گل میخ ز رین هویدا کنند  
 شده موی از فکر تقریر تو  
 همه طائر معنی آرد بدام  
 که طرز کهن یافت از تو نوی  
 دو بیت مناسب ز من گوش کن  
 که جز سایه او ندارم پناه  
 که من گر ضعیفم پناهم تو نیست  
 چو جوزا کمر بند در بندگی  
 که از ذره چون تو گیر حساب  
 بر آور با خلاص دست دعای  
 مبارک چو هر عید عید غدیر

(۱۸۷)

له شپ: بحر ۷ شپ: زهی ۷ شپ: چشم ۷ آ: حساب ۷ شپ: حباب ۷ آ: کل تقابل  
 شپ: خود تفاوت ۷ شپ: آ: ز: بعد این بیت در آ و شپ: این بیت است ۷  
 چه صورت کشیدی که صورت گران چو صورت بمانند حیران دان ۷ شپ: تعبیر (تعبیر؟)  
 ۷ شپ: بارگاه ۷ شپ: تو ۷ شپ: عالم ۷ در شپ: اشعار مابعد را حذف کرده



## میرزا جعفر آصف خان در صبوحی کردن شیرین فرموده

<p>چون بخت خسرو و خسار شیرین به شیرین عید و بر پرویز نوروز چو مه جام از پی نورش لبالب اثر از شبنم می بر گل لب بخواستش کرده از افسانه بلبل صبوحی کرده گویا در شکر خواب منوده هم خمار آلوده هم مست که در یابد صفای صبح و گلزار اثر از می چومی در شیشه باقی بوقت صبح از گردن ادا شد</p>	<p>صباحی از سعادت بسته آئین (۸۴ ب) درود دل بر مراد خویش پیروز چو صبح عارض خورشید بی شب گذشته در گلستان بر حنم شب شبش بالین و بستر بوده از گل لبش از می رخس از حن سیراب زده در چشم بندی ز کشت دست نسیم از روی مهرش کرده بیدار ز نوشین جام شب در چشم ساقی نمازی کز صراحی شب قضا شد</p>
--	--

(۸۴ ب)

## ذکر

### والی وادی آزادی میرزا قاسم گون آبادی

آن دیباچه دیوان نکته دانی و آن بلبل گلبن نشین معانی بشرف حسب نسب  
آراسته و بزمید علم و ادب پیراسته بوده و در فهم و فراست در عهد خود عدیل نداشته  
در شعر و عروض و مقام سرآمد عصر خویش گشته اسم او محمد قاسم است بحسب جاه  
و نبوی بمیرزا قاسم اشتهار یافته و تخلص خود قاسمی نموده مولد آن عنذلیب



گلستان نکته پروری از جناب است و از اولاد امیر سید (۱۸۸) جناب دبیریت که پیشوا  
 و مقتدای آن ولایت بوده و همین جناب است که الحال در خراسان بکون آباد  
 مشهور شده، بحقیق پیوسته که برادر میرزا قاسم امیر ابو الفتح در آن ایام با وجود  
 علو شان بمضمون بلاغت مشون الفقر فخری عمل کرده بطریق ائمه کرام علیه السلام  
 اوقات می گذرانیده و در ویش نهادهی و خوش اعتقادی او زیاده از آنست  
 که به تحریر راست آید و قاسمی نیز با وجود تقرب شاهی و عنایت شاهنشاهی  
 گوشه فقر از دست نمی داده و هر قسم شعر می گفته و همه را خوب می گفته، تخصیص  
 در مثنوی گفتن فرید زمان و نادره دوران خود گردیده و در بحر شاهنامه حسب الحکم  
 بجایه انجم سپاه شمع دودمان نبوی شاه طهاسب جینی صفوی شهنشاه نامه نظم کرده  
 است تکلف بر طرف که در آن مثنوی داد سخنوری داده و اشعار معاصران خود  
 بر طاق نسیان نهاده است، عدد ابیات آن کتاب نه هزار بیت است که در دو  
 دفتر مرقوم قلم مشکین رقم خود فرموده است، دفتر اول آن چهار هزار و دوم پنج هزار  
 بیت است، چنانچه صدق این مقال ازین چند بیت که در دفتر اول و ثانی  
 مثنوی بیان کرده با (۸۸ ب) تاریخ اتمام آن نظم ظاهری شود نظم

(۸۸ ب)

چو در نامه کردم علم خامه را	رقم بر دو دفتر زدم نامه را
پس از مدتی کاخترم داد کام	یکی زان دو صیدم در آمد بام
چنان خواهم از فضل پروردگار	کز آن دیگری کردم امیدوار
کشم نقشی از کلک مانی پسند	کز آن صورت چین شود بهره مند
نکو تر کشم ز آنکه نقاش چین	کشد نقش آخر به از اولین
بود عقد این گوهر آبدار	ز روی عدد چار باره هزار

له تا: میر، عبارت تحت این است: اولاد امیر سید... مقتدای آن ولایت بوده، حال نیز برادر او



بلطف از سر نظم اگر بگذری | روان پی بستیخ آن آوری  
در دفتر دوم چنین ادا کرده :-

گهرها که آورده ام در شما | شمارش بود پنج باره هزار  
بود در سوادم ز نیک اختری | طلب سال تاریخش از مشتری  
دیگر از منظومات آن بلبل بوستان سیادت کتاب لیلی و مجنون است که آن  
را نیز بنام فرمان روی ایران شاه طهاسب بهادر خان با تمام رسانده ، عدد  
ابیات آن نظم دو هزار و پانصد و چهل است ، چنانچه در آخر آن کتاب این  
معنی را با تاریخ بدین طریق ادا می نماید نظم

چون یافت تمام این معما | کاسمیت نموده بی مسما  
(۱۸۹) و تاریخ وی از ره معانی | نظم از لیسیت گر بدانی (؟)  
عقد گهرم که گشت حاصل | باشد دو هزار و پانصد و چهل

دیگر از تصنیفات آن شاه بیت مجموعه سخن گسری کتاب کارنامه است که آن  
را نیز در بحر لیلی و مجنون حسب الامر شاه گیتی پناه طهاسب شاه نظم ساخته و عدد  
اشعار آن نخبه هزار و پانصد رسیده ، آن را در عرض سه هفته بر بیاض برده ،  
چنانچه در آن کتاب می گوید نظم

این نامه که از زبان خنامه | کردم لقبش نگار نامه  
چون ماه دو هفته اش در ایام | در عرض سه هفته و ادم اتمام  
این عقد گهر که شد سر آمد | باشد عددش هزار و پانصد  
تاریخ تمام این معانی | ظل ابدیت تا بدانی

دیگر کتاب خسرو شیرین ترتیب داده و آن نظم را بنام خلف ارجمند و ولد سعادت  
در صدق شرف رسول رب جلیل شاهزاده تمام بن شاه اسماعیل با انجام رسانید



است و عدد ابیات آن کتاب سه هزار بیت است چنانچه در آخر آن بدستور  
 کتابهای دیگر اظهار این معنی نموده و تاریخ ختم آن بیان فرموده است، نظم  
 گهر بایم که زاد از بحر توفیق | سه بار آمد هزار از روی تحقیق  
 چو سر زو از قلم این فیض جان بخش | (۸۹ ب) که چون آبجیات آمد روان بخش  
 ز غیب مد حدیثی بر زبانه | که شد تاریخ سالش فیض جانها  
 سوای این کتابها اشعار متفرقه از قصیده و غزل بسیار دارد که آنها همه مطلوب  
 و مرغوب اهل دانش گردیده است،

بر رای گیتی آرای دقیقه شناسان سپهر سخنوری و ضمیر بیضا تاثیر قافیه سنجان  
 ردیف نظم گستری پوشیده نماند که بانی میخانه عبدالنبی فخر الزمانی تمام منظومات  
 میرزا قاسم از اول تا آخر ملاحظه کرده از آن کتب دو ساقی نامه بسمان از شهر شاه نامه  
 او بنظر در آورد که یکی از آنها در مثنوی خود بنام شاه ستاره سپاه در دفتر اول  
 مرتب ساخته و دیگر در دفتر ثانی با اسم خواجه حبیب الله وزیر پرداخته بود ساقی نامه  
 را که بنام حجه دین پناه تمام کرده بود مناسب بسباق این کلام دانسته درین  
 اوراق پریشان ثبت نمود،

### ساقی نامه میرزا قاسم گونا باوی

دلاگر نسیم خزان شد وزان	بهارست و میخوارگان در زمان (کذا)
(۱۹۰) چمن از خزان پر ز نقش و نگار	خزانی چنین بهتر از صد بهار
درختان ز باد خزان جلوه ساز	چو طاووس رعنا بجولان ناز
چمن سرخ و زرد از ورقهای شاخ	چو از پر تو تا بدان صحن کاخ

(۱۹۰)

له آتقم



چه غم گر خزانست و از پی دی است  
 چو نرگس بتان در تماشای باغ  
 بهار و خطا گل رُخان مشکبار  
 خزانست و برگ زان سرخ و زرد  
 نظر کن که تا نرگس می پرست  
 نزد ریائی پریشان دلم  
 دلم هر دم از آرزوی شراب  
 بگویم نشاط دل از دور دون  
 دل آمد بسوی متدح مایلم  
 چرا جام صهبانگیرم بدست  
 دلم را بی چاره سازی کنم  
 نهم زیر شاخ خزان جام پیش  
 (۹۰ ب) بیاساتی آن نوحه گلغزار  
 خزانست و می ده مرا پیش ازان  
 ز جو برده برگ خزان تاب را  
 تو هم کن ازان آب گلگون کرم  
 بیا مطربانان فی هفت بند  
 بلب نه می دردم بنده ساز  
 خزانست ز ایام گل یاد کن  
 فی خشک کو نغمه تر دهد

که دی را بهار دگر در پی است  
 بروی چو گل جمله چشم افکند  
 خزانست سر پای صد بهار  
 رُخ زرد باید بی سرخ کرد  
 کشادست چشم از شرابت و بس  
 پریشان دل از زید بیاصلم  
 خور و غوطه در بحر خون چون حباب  
 می عیش ازین ساغر سرنگون  
 دعای قدح حزن جان دلم  
 چو نرگس کنم صرف می هر چه هست  
 دران دلق تقوی نمازی کنم  
 در آئینه بنیم رخ زرد خویش  
 بسبزه بر آراسته لاله زار  
 که همچون بهاران مناند خزان  
 زده صیقل آئینه آب را  
 کز آئینه دل برد رنگ غم  
 پر آوازه کن هفت چرخ بلند  
 بدم چون مسیحی مرا بنده ساز  
 چو بلبل می نغمه بنیاد کن  
 نهالیت کاند ز خزان بر دهد

له مصرع ثانی را در آیه نقاد شک و زده است له ده تا مخدوف و در آیه مشکوک له ده تا هم که تا بیجا مانده



بیا ساقی آن راحت روح را  
 بمن ده که رنجورم و ناتوان  
 خزان چنین فرصت از روزگار  
 بغفلت مده زندگانی بسیار  
 معنی کجائی نوائی رسان  
 چه قانون که تقوی از فتح باب  
 بود صفحه اهل دل را ندیم  
 (۱۹۱) قلم گشت مضرب و آتش زمار  
 بیا ساقیا باده آماده کن  
 از آن نقل و می روز از اغیارا ده  
 از آن می به برگرد غم از دلم  
 بزهر شرابم سراسر افکنده کن  
 چومی طرفه شمشیری فروزان ز باد  
 چونی چهره از دم افروختی  
 بدل داغها دارم از روزگار  
 بیا ساقیا ز آب حیوان بگوی  
 چه حاصل مرا ز آب نایاب خضر  
 مرا کام ده زان لب آبدار  
 که جان پیش لعل تو آسان دهم  
 بیا مطرب آن چنگ همچون مکان

۵۷۷

۱۰

۱۵

✓

۲۰

مداوی دلهای مجروح را  
 گل زرد من کن بی زعفران  
 بهار و جوانی غنیمت شمار  
 مکن بر خزان و بهار اعتماد  
 دلم را ز قانون شفائی رسان  
 برو هر طرف جدول از سیم ناب  
 نشانهاء مسطر برو تار سیم  
 چه نالی که ناله چوئی زار زار  
 ز لعل لب ت نقل آن باده کن  
 ولی می کم و نقل بسیار ده  
 وزین نقل کن مست و لایقلم  
 بر جان ز نفستم ولی زنده کن  
 چه بادی که آتش زند در نهاد  
 مرا مغز در استخوان سوختی  
 تنالم چسرا همچونی زار زار  
 ز لالی ز شر چشمه جان بجوی  
 مرا در دجامست به ز آب خضر  
 که هم نقل و هم می بود در شمار  
 زلال خضر بنیم و جان دهم  
 چو ابروی خوبان بلای زمان

۹۱)

لے این بیت را در آبه نقطه شک آورده است - آبه ابار بجای زار آبه چه بجای جو آبه هر گاه آبه دمان







میخانه پُر ساز پیانه ام  
 معنی بدل کن به فی ساز عود  
 چو مجمر مرا بر فلک دود آه  
 ز عود تو چون مجمر افروختم  
 زن آتش ز باوئی ام در نه ساد  
 بیاساتی ای خضر راه خجسته  
 ثریا سر بر فلک بارگاه  
 فلک پای تختش ز اقبال و بخت  
 قباد احترام فریدون چشم  
 درش کعبه حاجت اهل دل  
 ز ارباب حاجت بلطف عیم  
 بر حمت بر اهل زمین و زمان  
 (۹۲ ب) ز خلقش رسد گریه بستان تو  
 بملک دل آنکس بود بادشاه  
 بدوران اونیست در روزگار  
 ز عدش چو کار جهان گشت است  
 بدورش ازین گنبد آبنوس  
 که نوبت زن از روی بر آرد خروش  
 کسی را جز اندیشه خط یار  
 چشتم کم از باز آئین ستیز

به برست ازین کهنه خجانه ام  
 که عود تو از من بر آورد دود  
 ز دود دلم عالمی شد سیاه  
 بجایم قباد آتش و سوختم  
 وزان باد خاکسترم ده بباد  
 سکندر بدانش سلیمان بداد  
 گل باغ اقبال طهاس شاه  
 گدایان او صاحب تاج و تخت  
 سفال سگان درش جام جم  
 ولی طوف و لها کند متصل  
 جش بر در خانه باشد مقیم  
 بود آیت رحمتی ز آسمان  
 همه نافه بار آورد خشک بید  
 که او را بود خیل و لها سپاه  
 کسی مردم آزار جز چشم یار  
 بجز شمع دود از دلی برخواست  
 نتالند دست کسی غیر کوس  
 ز بس شرده فتنش آید بکوشش  
 نباشد بر آئینه دل غبار  
 نظر در کبوتر کند تیز تر

له: نژاد له: نهاد له: نقش له: مشک له: این پیک در سحر محذوف و در آیه تمام مشک آورده



بکوتر زخم کرده منفستار باز  
 همای بود چتر وی سایه سای  
 کسی کند رین سایه گیرد پناه  
 جمالش که جان را تسلی دهد  
 بدورش بجز زگس بی بصر  
 چو خورشید بخشد گهر بی عرض  
 چو مه سیم پنهان دهد شب بسی  
 (۱۹۳) کفش را محوان جز صف کرم  
 اگر سیم فرساید از مشیت او  
 بجود و کرم در جهان سرفراز  
 چو خورشید کو آسمان را گرفت  
 بود سایه لطف حق در حساب  
 چنین سایه بر زمین از خدای  
 چنین بادشاهی بدانش سمر  
 نظیرش ز آب ار شود کامیاب  
 بدوران عدلش ز بیداد و کین  
 بود فتنه ز آواز تیغش بخواب  
 بجا که از کند تیغ خونریز پاک  
 اگر وصف تیغش بنگار و قلم  
 چو سازد زره بر بدن استوار

(۱۹۲)

چو زگس کند حلقه چشم باز  
 دران سایه مهر فلک کرده جای  
 شود امین از گرمی حشرگاه  
 نشان از فروغ تجلی دهد  
 فرو ناورد بچپس سر بزد  
 دران خواهد از لطف بچون غرض  
 که ممنون لطفش نباشد کسی  
 که یعنی نکردد سایه از درم  
 چو سیما بریزد در انگشت او  
 چو خورشید دست نوالش دراز  
 بشمشیر احسان جهان را گرفت  
 دران سایه گم صد هزار آفتاب  
 چه حاجت بهایش بر سایه سای (۱۹۴)  
 نبود و نباشد بعالم دیگر  
 سپهر افکند سرگونش در آب  
 فلک دست کوتاه کرد از زمین  
 که خواب آورد بیشک آواز آب  
 دم لاله تا روز محشر ز خاک  
 زند از قلم آتش کین علم  
 نهنگیت جا کرده در چشمه سار

له این بیت در تائید و در آن نقطه شک آورده است ۱۹۵ در آن ندارد



سر را پیش از آسمان کامیاب  
 به تیغ از سرگی کند پوست باز  
 (۹۳ب) به تیغ و سانش که چون آتش  
 اتاقه بسر بهر پیرایه اش  
 هاشمی که در سایه اش یافت بار  
 ز بیداری بخت این جم جناب  
 جوان و جوان دولت و ارجمند  
 سزد گر فلک حرف عدلش روان  
 با طلاق او عدل شد سر بلند  
 می بزم او خستری را دلیل  
 چو شد مطرب بزم وی نغمه ساز  
 فکند از ادب زهره دف راز دست  
 فلک کرد مینای خود سزنگون  
 الهی زد دوران ملاش مبادا  
 بیا ساقی آن ناده لعل فام  
 بمن ده که دوران آن سرور است  
 ازین پیش اگر شیشه دلتاب بود  
 (۹۴) بدوران وی کرد خالی دشت  
 بیا ساقی از کف بنه جام ناب

(۹۳ب)

کند پنجه در پنجه آفتاب  
 که سازد ز خود زرش طبل باز  
 خلیست و آتش کلیم و عصاست  
 هلالیت خورشید در سایه اش  
 بود سایه سایه کردگار  
 بود فتنه چون چشم خوبان بواب  
 بدانش بزرگ و بهمت بلبس  
 کند نقش بر طاق نوشیروان  
 که بودی بزنجیر پای بند  
 بهشت و بهر چشمه و سبیل  
 چو ساغر گرفت از سر عیش و ناز  
 ز قوس قزح چنبرش را شکست  
 که گشت از شفق دامش لاله گون  
 کمالی که دارد زوالش مبادا  
 که در شیخ ملت نباشد حرام  
 که پی بر پی شرع پیغمبر است  
 دلی پر ز خون از می ناب بود  
 در آن گشت حل عقده مشکش  
 که نشنیدم آتش دلی را ز آب

(۹۴)

۱۵ تا : کین ۱۶ تا : هلاست ۱۷ تا : محذوف ۱۸ تا : در  
 ۱۹ تا : دشت ۲۰ تا : وزان



مرا آرزوی لبست در سر است  
 بیا مطرب ای ماه چین و چنگل  
 مکن چنگ ساز از برای دلم  
 بیا ساقی اکنون که دل بی غمت  
 لبش بین و دیگر مگو از شراب  
 مغنی دلم در نظر غم نیست  
 مدارش چو آئینه در نقش پیش  
 بیا ساقی از می فراموش کن  
 چه حاجت مرا باده خوشگوار  
 مغنی ز مضرابم از جسامبر  
 ز گیسوی چنگم پریشان مدار  
 بیا ساقی ای از دولب نوش دل  
 مرا که غمت ناتوان شد مزاج  
 (۹۴ ب) مغنی من لب بر نی دبدم  
 نخواهم بسوی خودت لطف و ناز  
 بیا ساقی از باده لعل فام  
 دلم برده عتاب لعلت ز دست  
 مغنی ز چنگ از توانی مگوئی  
 چه پیری که در کار او صد شکست  
 بیا ساقی از لب دلنواز

(۹۴ ب)

بده می که نقل از میم خوشتر است  
 که بس ابروت طاق محراب دل  
 بحسب اب دیگر مکن مایلم  
 مده می که نوشین لبی همدست  
 مده پیش آب خضر ز هر ناب  
 که در پوستش بهره از مغز نیست  
 پیوشان ز من ماه رخسار خویش  
 ز لعل لبست غارت هوش کن  
 که مستی لعلت ندارد خمار  
 مزن بر زک جانی من بیشتر  
 مده یا دم از تار گیسوی یار  
 بزهر شرابم مبر هوش دل  
 ز عتاب لعلت مرا کن علاج  
 که می آیدم جان بلب زین الم  
 که صد چشم دارد بروی تو باز  
 مکن چون دم پیش ازین تلخ کام  
 تو از باده مستی من از نقل مست  
 ز پیران نشاط جوانی مجوی  
 ز هر تار دارد عصائی بدست  
 مرا ساز از نقل و می بی نیاز

له تا: ابروت له تا: بده له تا: بزر دیر له تا: نیارد له تا: از دل بیت له تا: بکن خون دلم له تا: بگوی ده ده



که پیش لب چون می لعل فام  
مغنی ز زلفت گره باز کن  
نخواهم که بوسد لب را بنواز  
مغنی ز قانون ملالم میسر  
کنار من از دیده دریانشار  
بیا قاسمی ختم کن بر دُعا  
الاتا بود نو بهار و خزان  
جهان باد شاه جهان را بکام  
(۱۹۵) فزون تر شود هر دشمن اقدار  
بداندیش را نخل جاه و جلال

بود نقل و می بر صریفان حرام  
ز تازی چین و لبری ساز کن  
بود بهر نظاره ات چشم باز  
پیشانی و شرح عالم میسر  
که قانون چرایت بود در کنار  
که حاصل شود از دعا مدعا  
نسیم صبا در گلستان فغان  
چو دور فلک دولتش مستدام  
بدینسانکه ایام فصل بهار  
چو روز خزان رُو نهد در زوال

## ذکر

### نادر العصری مولانا وحشی یزدی

شاعری متین و نکته پرداز می رنگین است، اشعارش اکثر بطرز وقوعست الحق که  
این فن را خوب و در زبده و هر چه گفته ناخنی بر دل می زند، مولدش از باقی است  
و این باقی دمی از اعمال تیز است، در اوّل جوانی و عفو ان زندگانی که هنوز  
واردات غیبی ریشه فیضی باندیشه او نداده و از سر چشمه فیض نانتناهی الهی  
لبی ترنگرده بود از وطن خروج نموده بکاشان آمد و در آنجا بکنت داری مشغول



شد، گویند که در آن وقت محمد سلطان نام شخصی حاکم شهر مذکور بوده در ایام حکومت  
 او اهل نظم رعایت بسیاری می یافته اند و شعر و شاعری در شهر مذکور رواج تمام داشته  
 است، عزیزی که گفتار او نزد این محقق اخبار اعتبار تمام داشت باین لب  
 تشنه وادی خبر نقل کرد که من قریب یک سال علی الاتصال در عین نشوونمای  
 وحشی در خدمت اومی بودم، روزی بتقریبی از آن عندلیب شاخسار بوستان  
 فصاحت و بلبل هزار دستان انجمن بلاغت پرسیدم که اسم شما چیست  
 (۹۵ ب) و باعث وحشی تخلص نمودن خدام کیست، آن مرهم نه جراحات  
 عشاق و تسکین ده خاطر ارباب فراق در جواب این نحیف گفت که اسم من  
 شمس الدین محمد است در آن ایامی که من در کاشان بکتابت اری اشتغال  
 داشتم شعر نمی گفتم تا آنکه برادرم قبل از من شعر می گفت و هنوز مبتدی بود که از  
 عالم رفت، چون در سواد مذکور دیدم که موزونیت اعتبار سرشاری دارد در  
 مقام انتظام نظم شدم و اول مثنوی که گفتم و بدان اشتباه یافتن این بود شعر  
 اگر چه هیچ ندارم به سرگلی دارم چو شب شود بسرخوش مشعلی دارم  
 القصه این بیت رفته رفته بسطان مذکور رسید بهمین تقریب مرا بحضور طلبید،  
 چون بملازمت او رسیدم بار اول که چشم بر من زد و حقیر بنظرش در آمدم گفت  
 این وحشی شعر می تواند گفت، حضار مجلس گفتند: بلی آن بیت ازین وحشی است  
 چون برادرم قبل ازین وحشی تخلص می کرد و در حضور سلطان نیز بهمین خطاب  
 مخاطب شدم بنا بر آن وحشی تخلص کردم و آنچه اشعار برادرم بود همه را بی تخلص  
 داخل دیوان خود نمودم تا بنظر هر کس برسد بدانند که اشعار بی تخلص از برادر و  
 با تخلص از من است

(۹۵ ب)

له تا: شاق      له در آ محذوف







یکی از اکابر نیز فرموده بر نظامی ز پانزده \*

۹۹۱

## ساقی نامه هشتی

<p>شوینده آلایش سر بود و نبود دست مفتاح در گنج طلا خانه جو دست کان ز زر از و هر چه فراز است و فرو دست در بوت که از زرونی نار و نه دود دست وزر هر دو عجب این که نه بود و نه نبود دین طرزه که در وی نه زیانت و نه سست مارا چه زیان از عدم آسود و بچود</p>	<p>ساقی بده آن باده که اکسیر وجود است بی زینق و گوگرد که اصل زرو کانتست بی گردش خورشید کم و بیش جواز است قرعی نه و انبغی علی نه و عقدی سیاه در و عقد و فابسته باتش هم عهد در و سود و زیان همه عالم در عالم مستی که ز هستی بدر آیم</p>
---	---

ما گوشه نشینان خرابات الستیم  
تا بوی می هست درین میکده ستیم

<p>ما جامه درانیم ره جامه دران زن تو نیز بجز ساز خود و زخمه بران زن خجیر کش و زخمش بدل بی جگران زن زان رشته گره بر پیموده پران زن بر طنطنه کو کبه تا جوران زن بر چاه صافی زگران تا بکدران زن این نغمه مستانه بگوش و گران زن</p>	<p>مطب بنوائی تو ره پیخبران زن آور و خمی ساقی و پیمانه بران زن آن زخمه که بی حوصله از شعله هراسد (۹۹۶) این نغمه بر آور که قدم مرغ هوای بانگی که کلاه از سر عتیق در افتد این میکده و قفست و سبیلت شربش بگذار که ما بچود و مدحش بیفتیم</p>
---	--

(۹۹۶)

له در تما : مخدوف ۵۲ تما : زرو کانتست ۵۳ تما : خانه وجود ۵۴ تما : کم پیش حرارت  
۵۵ واد در تما مخدوف ۵۶ هستی که صورت ۵۷ تما : ره ما ۵۸ تما : دران



ما گوشه نشینانِ خراباتِ السقیم  
تا بوی می هست درین میکه مستقیم

<p>بردار انا الحق سر منصور بر آرد آتش ز نهاد شجر طور بر آرد خوشید ز حلیت شب بچو بر آرد صد مرده سر مست سر از گور بر آرد ما تم ز شغف ز غمره سور بر آرد صد العطش از سینه کافور بر آرد تا آن میش از مست ز مستور بر آرد</p>	<p>ساقی بده آن می که ز جان شور بر آرد آن می که فرو غش شده خنجر ره موسی آن می که افق چون شودش اسیر آن می که چو نه مانده نشانند ز خاکش آن می که گر آهنگ کند بر در ماتم آن می که چو تفسنده کند طبع فسرده آن می کسی ده که بمیخانه ز رفتست</p>
--	---

ما گوشه نشینانِ خراباتِ السقیم

تا بوی می هست درین میکه مستقیم

<p>کلان نغمه بر آرد که ز جان شور بر آید تا ز اید پماینه شکن شیشه گر آید ز راه نفس بوی کباب جگر آید جان رقص کنان بر سر آن بر کند آید مانند گیس کوب سلام شکر آید سر ناله اش از عهده صد جان بدر آید نه آنکه چو مانا از دو جهان بخیر آید</p>	<p>۹۴ بگو مطرب خجش نغمه که آتش اثر آید آن نغمه که بر سیمی و میخانه کند فاش آن نغمه که چون شعله فروزد بدیر گوش آن نغمه که چون کام نهد بر گدیزهوش آن نغمه بشیرین که بر در روح بر واز آن نغمه بر حال که در کوی خموشان زان نغمه خبر ده بهناجاتی مسجد</p>
--	--

ما گوشه نشینانِ خراباتِ السقیم

تا بوی می هست درین میکه مستقیم

له تر خون شودار ۱۵ تا: حیدت ۱۶ تا: به ۱۷ که ادا آید ۱۸ تا: ز مناجاتی ۱۹ تا: فی



دیرست که ما متکلف دیر مغایم  
 لای ته خم عندل سر ساخته یعنی  
 چون کاسه شکستیم نه پُر ماند و نه خالی  
 مایهچ بها بنده کم از مایهچ نیز زیم  
 شیریم سر از زحمت ساطور کشیده  
 پروانه از شعله ما داغ ندازد  
 (۱۹۸) بهیاری شود هر که درین میکده است

زدیم و خراباتی و فارغ ز جهانیم  
 ایمن شده از درد سر کون مکانیم  
 بی کیسه باز ارجیه سود و زیانیم  
 اینست که اندر گرو رطل گرانیم  
 قصاب غرض را نه سگ پای و کانیم  
 سرچند که چون شمع سر پای ز بانیم  
 اما در گرانند چنین مانه چنانیم

ما گوشه نشینان خرابات السقیم  
 تابوی می هست درین میکده مستقیم

رندان خرابات سر و زر نشانند  
 بخود شده و برده وجود و عدم از یاد  
 رطلی که بغلطنه نشانند دگر مایهچ  
 یابند که در ظلمت میخانه حیاتیت  
 یاران کم آزار نظر بسته ز صیدند  
 دشنام و دعا را بر ایشان دوی نه  
 هستند شناسای می و میکده چون ما  
 چیزی بجز از باده و ساغر نشانند  
 درویش ندانند و تو انگر نشانند  
 دور فلک و گردش اختر نشانند  
 آن چشمه که دیدست سکندر نشانند  
 غیر از می چون خون کبوتر نشانند  
 شادی ز غم و زهر ز شکر نشانند  
 فردوس ندانسته و کوثر نشانند

ما گوشه نشینان خرابات السقیم  
 تابوی می هست درین میکده مستقیم

تاراه نمودند بها دیر مغان را  
 از معیجگان بس که دروغ غفل شادیت  
 خوش میگذاشتیم جهان گذران را  
 نشنیده کسی آوازه اندوه جهان را



دیری نه بهشتی ز می و منجی در روی  
(۹۸ ب) آن دیر که هرست که آنجا گذرند  
دیری که سر از سجده بت باز نیاورد  
مسجد نه که در روی می و میخانه ننگند

ما گوشه نشینان خرابات الستیم  
تا بوی می هست درین میکده مستقیم

تر سا بچه کز می و جامش خبرم نیست  
کافر شدم از بس کنش سجده بت پیش  
ناقوس نوازم که مناجات بت اینست  
آنجا که خیال نیست نمودار سردار  
گر خدمت خنجر کند امر چه تدبیر  
شیخی پس صد چله پی دختر تر سا  
تر سا بچه گو باده ازین مست ترم کن

ما گوشه نشینان خرابات الستیم  
تا بوی می هست درین میکده مستقیم

(۹۹) اگر عشق کند امر که ز ناز به بندیم  
صد بوسه بهتر تا ز نهیم از سر تقطیم  
هر چند کشایند دگر بار به بندیم  
آن به که ز دعوی دیگر تقار به بندیم  
پیدا است چه طرف از درخار به بندیم

له تا : د      له تا : نیم      له تا : د



آن باده خوش آید که چو آید بدر گوش  
راه سخن مردم هشیار نه بنیدم

ما گوشه نشینان خرابات السقیم

تا بوی می هست درین میکده مستقیم

خواهم که شرب جمعه از خانه خمار  
آیم بدر صومعه زاهدین وار

در شکم و از پس هر پرده زرقی  
بیرون فکرم از در او صدمت پندار

تا خلق بدانند که او را غنمی هست  
آیات کلام صمدش بر در و دیوار

مردان خداخت کشیده بکنارند  
چیزی بمیان نیست مگر جبه و دستار

این صومعه داران ربانی همه زرقند  
بس تجربه کردیم همه رند قدح خوار

می خوردن ما عذر گنه کردن ما خوا  
برست نگیرد سخن مردم هشیار

ما گوشه نشینان خرابات السقیم

تا بوی می هست درین میکده مستقیم

(۹۹ ب) رفتم بدر مدرسه و گوش کشیدم  
حرفی که به انجام برم پی نشنیدم

صد اصل سخن رفت و دلیلش همه منول  
از شک و گمانی به یقینی نرسیدم

بس عقده که حل گشت برویچ نیست  
یک در نشو و ندر صد قفل و کلیدم

گفتند درون آی و به بین ما حاصل کار  
غیر از ورق و قتی چند سیه کرده ندیدم

گفتند که دینچ کتابی نه نوشتت  
هر مسله عشق کز ایشان طلبیدم

جستم منصور و سر حلقه مجلس  
آن می طلبی گفت که هرگز نچشیدم

دیدم که در و در دوسری بود و دیگر هیچ  
با در دستان باز بپخانه دو دیدم

ما گوشه نشینان خرابات السقیم

تا بوی می هست درین میکده مستقیم

منقول از کتابخانه دارو ۵۰ بیت المعنی ۵۰ مرآ: همان ۵۰ مرآ: ز



المّت شد که ندارم زرو سیمی | کز بخل خمیسی شوم از حرص لیمی  
 شغلی نه که با غیر برد مانده حسد | باید ز پی جان خود افروخت جمعی  
 نه عامل دیوان و نه پادگر زندان | نه بسته آمیدی و نه خسته بهی  
 ما نیم همن علقی و پوشیدن دلقی | یک گوشه نان بس بود و باره گیمی  
 بهر شکلی گوشت پی مزبله مزدور | در یوزه هر سفله بود عیب غیمی  
 آنجا که بود سیری چشم و دل قانع | ده روز بسازم نه به قرصی که به نمی  
 (۱۰۰) اگر روح غذا کرده از آن باده که مارا | صد سال توان بود به تحریک نسیمی

ما گوشه نشینان خرابات السّیم

تا بوی می هست درین میکده مستیم

دارم بزبان شکوه از اهل زمانه | کو مطرب سازی که بگویم ترانه  
 خواهم که سر آوازه از باده بسازم | کار ندب بازار به آواز چغانه  
 سر کردن و انداختن راجه توان گفت | مرغی که نه آبی طلبیدست نه دانه  
 در عهد که بود دست و که یکبار شنودست | تارخ زمان هست فسانه به فسانه  
 بلبل هدف تیر نمودن که پسندند | خاصه که بود بلبل مشهور زمانه  
 جز عشق و محبت گنهم چیست که کردم | ای تیر غمت را دل عشاق نشانه  
 ساقی سخن مست درازست بده می | تا در دسر شکوه کشد پاز میانه

ما گوشه نشینان خرابات السّیم

تا بوی می هست درین میکده مستیم

گر شکوه آمد بزبان بزم شرابست | باید که بشویند ز دل عالم آبست  
 زمین نتوان سوخت که از خولش بنالد | آن مرغ که در روغن خود گشته کبابست

۱۰۰ تا: لیمی آ: سیمی، ۱۰۱ تا: بترانه ۱۰۲ تا: سلام ۱۰۳ تا: نوحه عاشیه آ: کرانه







در کوچه میخانه او گرفت گنی راه  
 بس خضر سبکوش که ترا در نظر آید  
 گرد بر زنی صد قدم پیش دو مانند  
 آن وقت که آواز خروس سحر آید  
 ما گوشه نشینان خرابات استیم  
 تا بوی می هست درین میکده هستیم

## ذکر عندلیب گلستان نکته سرانی خواجه حسینی

فصیحی نادره گو و سخنوری پُر رنگ و بوست، اشعار آبدار آن سخن آفرین بغایت رنگین  
 و واردات پرکار آن معنی گزین بی نهایت متین است، در عصر خود در ایران و هند  
 اشتها را تمام عیاری یافته، بتحقیق پیوسته که مولد آن مطلع دیوان معنی آرایبی از مشهور  
 مقدس است، پدرش غیاث الدین علی نام داشته، در شهر مذکور اوقات خود به  
 برآزی می گذرانیده تا در آن پیشه سامان بسیاری بهم رسانیده است (۱۰ اب)  
 به تحقیق پیوسته که خواجه حسین ولد غیاث الدین علی در اوّل جوانی شعر می گفته و من العجایب  
 آنکه شبی از شبهای بهار زندگانی در واقعه می بیند که شمشیری برهنه در دست دارد و بجای  
 میرود، ناگاه در اشتای رفتنها بسگی بزرگ می رسد و تیغ خود را بدان سنگ امتحان  
 می نماید، تصویری کند که شمشیر او آن حجر را همچو پشمی تراشد و در آن وقت از خواب  
 بیدار می شود بجهت تعبیر این واقعه متفکر و متردمی گردد و مدت ها در تفحص تعبیر این  
 اوقات صرف می نماید تا آنکه روزی بمزار یکی از صلحا که در نواحی مشهور مقدس واقع  
 بوده روانه می شود، چون بمطلب می رسد می بیند که کودکی چند ورق ابر آورده بر



سر قبر آن بزرگ ریخته برگشت، القصه خواجه حسین داعیه مطالعه آن اوراق کرد چون  
 آن ورقها را برداشت دید بر یکی ازان اوراق مسطور است که شیخ حسن بصری  
 قدس سره در اوان طفولیت شبی بخواب دید که بمسجدی در آمد کاروی در دست و  
 بآن کار داجا مسجد را سوراخ می کند و بهر جا که نوک آن کار د بند میکند زود  
 در آن فرو می رود، روز دیگر صورت این واقعه به پدر و مادر خود نقل کرد، ایشان  
 او را برداشته بخدمت ابن سیرین که استاد معتبرین (۱۰۲) بود بردند و کیفیت  
 خواب را بدو اعلام نمودند، ابن سیرین رو بچین بصری کرد و در تعبیر او گفت:  
 توشیحی صاحب سلوک خواهی شد و سخنان تو در دلها بغایت موثر خواهد افتاد  
 و خواجه حسین این صورت واقعه را بعینه مطابق خود دانسته و بدان تفارل نموده  
 در مقام انتظام نظم شد و بیقین دانست که در این فیض از مسد افیاض بروی  
 او کثوده شده بشعر گفتن مشغول گردید و هر چه میگفت خالی از حالتی و رتبه نبود  
 در اندک ایامی از عنایت ایزد بیچون و رحمت خالق کن فیکون اشتها سرشاری  
 یافت تا آنکه خسرو گیتی پناه حجه انجم سپاه شمع و دودمان نبوی شاه طهاسب حسینی صفتی  
 نقاوه دودمان آل عبا، شاهزاده خورشید لقا، سلطان ابراهیم میرزا را بحکومت  
 مشهد مقدس مفتخر گردانید، چون آن مجموعه دانش بمطلب رسید و بر سر حکومت  
 نشست اکثر ارباب طبع آن دیار را بحضور خود طلبیده احسان بسیار بدیشان فرمود  
 خواجه حسین حسب الامر آن قدر دان همنمند مجلس عالی ایشان حاضر شد و  
 ساقی نامه خود را بر سبیل ره آورد در مرتبه اول گذرانید مرضی طبع دشوار پسند آن  
 محفل قدسی شد و بعنايات و التفات آن ممدوح باستحقاق سرافراز گردید،  
 چون مدتی برین آمد در سینه در نواحی نیشاپور روزی سلطان ابراهیم میرزا صحبت

(۱۰۲)

۳۵ بیاض در سواد

۳۶ آ: معتبرین

۳۷ آ: واقعه







بر تخت جم سکند گیتی ستان نشست  
شاه اگر ز اختر بد مهر مدتی  
با این سپهر مصلحتی داشت ز آنکه تیغ

یوسف ز چیه برآمد و بر آستان نشست  
در سنگ خاره ذات توفیلادان نشست  
برنده تر شود و جو بسنگ فسان نشست

این قصیده را بغایت خوب گفته است ولیکن از گردش فلک کجروش مضی طبع آن  
بادشاه نشد و فرمود که نام من درین قصیده نیست البته شتائی این قصیده را برای  
سلطان ابراهیم میرزا گفته بود که الحال بمن میگذراند از و دشمن شد بنابران خواجه  
حسین از بیم جان تنگ فرار بر فرار ترجیح داده از ایران بدارالامان هندوستان  
آمد و بسعادت بندگی بادشاه ستاره سپاه خورشید کلاه آسمان بارگاه فرمان  
روای بحر و بر جلال الدین اکبر غازی مستعد گردید (۱۰۳۰ ب) و مدتهای  
مدید در خدمت آن بادشاه بسر برد تا آنکه در سنه خمس تسعین و الف در لاهور  
زخمت حیات بر بسته سفر آخرت اختیار نمود کالبد او را نزدیکیان او بر میل امانت  
بخاک سپردند بعد از مدتی خویشانش استخوانهای آن غریب را از سینه بآستانه مشربکه  
منوره مقدسه مطهره امام الانس و الجن امام رضا علیه التحیه و الثناء که وطن او بود  
بردند

(۱۰۳۰ ب)

(بقیه حاشیه ص ۱۶۴) ۱۰۴ در ۹۸۵ (مجمع الفصاح ۱ ص ۲۱۱) مجلس شاه اسماعیل ثانی در ۹۸۲ و او قدس  
(لین پول ص ۲۵۹) اتفاقاً کاشی (سپر نگار ص ۲) وقت ابراهیم مرزا را در ۹۸۹ و صاحب فهرست باکی بود (۱۸۲: ۲) ص ۹۹۹ ضبط کرده  
ولی قول صاحب مجمع الفصاح از بیان عبداللہ بنی عثمان قریب تر است

(حاشیه ص ۱۶۵) ۱۰۵ منقول از تذکره از آقا قاضی ۱۰۵ آ بسنگی ۱۰۵ آ بوده که اگر شاه از ۹۹۳  
تا ۱۰۱۲ فرمان روای هند بود ۱۰۵ تا جمین و تسعین و الف و تاریخ محال است غالباً لفظ "الف"  
سهواً بجای تسعین درج شده و مراد مصنف از ۹۹۵ بوده باشد اما صاحب تذکره همیشه بهادر که تالیف  
۱۰۲۶ هـ است "سخنور نیک" را تاریخ و فائش یافته (سپر نگار ص ۱۳) و سپر نگار همین تاریخ (۹۹۶) را  
اختیار کرده است (ص ۵۴۹)  
۹۹۶



عدد اشعار دیوان آن بلیل خوش الحان که الحال در میان مردم اشتہار دارد  
سه هزار بیت است و سکنه زمانه که در بحر مثنوی سوای ساقی نامه گفته عدد ابیات  
آن زیاده از هفصد و پنجاه بیت، بنظر این ضعیف در نیامده است.

### ساقی نامه خواجه حسین ثنائی

<p>بیا دل بمحبت اهل راز چنان خویش را کن ز صورت بی مگر شوق آن رهنمایت شود جهانی بیابی لبالب ز شوق چو عارف نبرده هستی گمان نه دست تصرف فلک ابران (۱۰۴) ز نرفته درو فکر امید و بیم ز کبر و منی دور پیرانش ز نرفته دعا ز و بچرخ برین گرفته وطن عشق چون جان درو زمینش چو آینه صافی ضمیر هوایش موافق نه بر طبع غم هوایش مبرا از گرد ملال ندیده رخ زهر زاهد بخواب</p>	<p>بکش جام معنی صورت گداز که از دیده گردی نهان چون پری بکوی خرابات جایت شود درو دشت او آفریده ز ذوق چو بخت ندیده ز پستی نشان نه پای تردد ملک را دران درو گشته شخص تو گل مقیم نیاز از عدم زاده در دانش بلا نامه هم درو بر زمین بدل کرده با کفر ایمان درو ز عکس جهان گشته صورت پذیر زالال حیاتش برو گشته ضم کمالش ندیده چو نقصان زوال چو چشم جهان روی اهل عذاب</p>
--	--

۱۵ این که مصنف فهرست بانکی پور (۲: ۱۸۶) گفته که اسکند ز نامه و مثنوی که بیت اولش بیا دل بمحبت اهل راز است  
(یعنی ساقی نامه که درج متن است) یکی است درست نیست ساقی نامه را که نام ابراهیم مرزا نوشته بود (در حکم به حد ۱۸۰۰)  
در در اینجا مذکور اگر نیست.



گروهی دران دور از خشم و کین  
همه فارغ از تنگ و ناموس و نام  
همه همچو خورشید عسریان بدن  
نگرده چو آینه در خود نظر  
برون کرده از منظر غیب سر  
گروهی بوارستگی چون فنا  
(۱۰۴ اب) در چشمه جام مهر و سپهر  
بصورت حقیر و بمعنی چنان  
در و گنجد این عالم آب و گل  
و گری روی افتد خیال سها  
دروشیشه آینه جان شده  
بهر راز آگه تر از گوش غیب  
بهر گوشه او ز اهل نیاز  
درو کرده تعلیم شخص سبوح  
دل روشنش از هر اندیشه پاک  
ز دریای اندیشه همچون حکیم  
بود هر جمش عالمی نی گداز  
از ان گوشه دان فراخی جود  
بوسعت ندیده چو امکان مثال  
زیاقوت قصری درو هر حباب

(۱۰۴ اب)

بمی دست شسته ز دنیا و دین  
برسوا می خویش در اهتمام  
لباس بدن کرده از نور تن  
دران گشته آینه یک دگر  
ولی همچو خورشید عین هنر  
بصورت چو درد و بمعنی دوا  
زلالتش جهانگیر چون نور مهر  
که اندیشه از وی نه بنید کران  
چو اندیشه آفرینش به دل  
از و نه فلک را توان داد جا  
تهی از خود و پُر ز جانان شده  
ولی پنبه در گوش از حرف عیب  
شده مجمعی از پی در پس راز  
چو اشراقیان علم بی گفت گو  
زده دست بر سر چو اندیشه ناک  
دمادم کشاید زلال نعیم  
زمین و سپهرش ز درد و ز صاف  
وزین پایه اوج چرخ کبود  
چو اندیشه زو تنگ میدان خیال  
همیاب هشتی بر اهل عذاب

له در ترکی ورق از بخاضع شده تا ز آتش دلی لطف جو الم



میش چون ز ساغر شود داخواه  
 (۱۰۵) می گر خور در جره زان شخص کور  
 و گردیده شوید از ان رو چو آب  
 شود پردگی گر چو نور بصیر  
 مبر ابود خلقتش ز آب و خاک  
 گنه با وجودش چنان خوش نمود  
 بهشتی او سینه در زرم غم  
 می خرمی بخش چون در د عشق  
 دروشش پُر از راز مانند گوش  
 می سر بسر شوق به چون هموس  
 مثل عکس اگر جره زان چشد  
 که از قید آهن جبهه چون شراب  
 می به چو جان مایه زندگی  
 گرفته گنه جا به سپر امنش  
 ز آتش دلی لطف جو به چو آب  
 و گر شیرش نیز بسند خواب  
 (۱۰۵) بیا ساقی آن شمع خلوت نشین  
 بدستم ده و روشن ساز دست  
 بیا ساقی آن آتش عقل و هوش  
 بمن ده که خنوم بجوشش آورد

تو گوئی که یوسف بر آمد ز چاه  
 بدو زد به تیر نظر چشم مور  
 بشیخون برد [بر] سر آفتاب  
 ز صد پرده یابیش بیرون اثر  
 شده چون پری خلق از نار پاک  
 که در برقع شعله خسار دود  
 بروین تنی کرده خود را علم  
 ز هرستی پاک چون مرد عشق  
 بهر نیک و بد چون حیاده پویش  
 که گوین راز و ست یک جرعه بس  
 چنان جذب عشقش گریبان کشد  
 نهد روی بر پای آینه دار  
 که نویستی راست پابندی  
 زده دست امید در دامنش  
 ز اقلیم غم بنخس به چو خواب  
 نه بیند در زان مجال حجاب  
 که چون دست موسی شد در آستین  
 که از وی کشایم با عجاز دست  
 که دل راز گرمی در آرد بجوش  
 ز مستی عقلم بهوش آورد

(۱۰۵)

(۱۰۵)

له آجال، تعج از روی آله آه است ۲۱۰: ۲۱۰ به ایونی و نظایس: دور



بیا ساقی از بهر زندان مست  
 بگه کن بدور و مترس از وبال  
 بیا ساقی آن که هر بای وجود  
 زخم خیمه بیرون ازین جای پست  
 بیا ساقی آن خنجر آب دار  
 بمن ده که بر عشم اهل ریا  
 مغنی بچنگ آر آن طرفه دف  
 که تا هر دلی در خود ذوق خویش  
 بیا ساقی آن جام هستی فروز  
 بمن ده که ز چون بر افروزیم  
 بیا ساقی آن آب آتش لباس  
 (۱۱۰۶) بمن ده که ز بر فروزم چو مهر  
 مغنی ز عود آتشی بر فروز  
 که از سوز شمع شعله چون آفتاب  
 بیا ساقی آن باده گرم خون  
 بده تا کنم آشنائی بدوست  
 مغنی دف پر جلاجل کجاست  
 بگف نه که زان چشم خوانا به بار  
 زبان را به بنیم رخ خرمی  
 بیا ساقی آن لذت امیر عشق  
 بمن ده که شوقش عنانم کشد

بفصادی شیشه بکشی دست  
 که در قحط خون خوردن آمد حلال  
 که از حذب طبعش نسایم صعود  
 چو تمهت کنم زیر پا هر چه هست  
 روان از نسایم صراحی برآر  
 کنم توبه را از بدن سحر بدا  
 که بر صف آئینه با بسته صف  
 به بیند درو چهره شوق خویش  
 که شد شعله عشق از و خانه سوز  
 کند آرزو خان و مان سوزیم  
 که بر تن بسوزد لباس هراس  
 نبرد آزمائی کنم با سپهر  
 ز گرمی دل آنچنانم بسوز  
 ز شرم از عرق بر من افشاند آب  
 که در دل نماید محبت فروزن  
 ز مهرش شوم پرچو از مغر نوشت  
 که بر یک ازو عینک چشم راست  
 چو خور گردد از روشنی پرده دار  
 ز غم همچو می نوبت بغسی  
 چو خن بتان فتنه انگیز عشق  
 کبوی فناخت جاغم کشد



مگر یک دم از قید هستی برهم  
 مفتی ز قانون جهان سوز شو  
 که بی غمزه ناید خدنگ نظر  
 بیاساتی آن خازن می بیار  
 که از وی کشایم در گنج راز  
 (۱۰۹ اب) بیاساتی آن باده پرفنون  
 که رسوائیم را شود پرده دار  
 علی ولی گز شراب الست  
 بینانه دست در او لامکان  
 ز بهی جم غلامی که جام وجود  
 زبان گر کند کلک از باده تر  
 بشوید حسارت گر از باده دست  
 بنز می که زد شخص جودت قدم  
 کند تیغ از جانب می نگاه  
 ز حفظ نبرد گر نیاید برن  
 شود عدلت آسائی می گسار  
 گر از جام حلمت شود پیشه مست  
 و گر باده باس تو بیند بخواب  
 ز عفو تو آید که در عصر گاه  
 کند خشم از کین نظر گر در آب

۵

۱۰

۱۵

۲۰

چو آینه از خود پرستی برهم  
 خیزگان او غمزه آموز شو  
 ز چشم نکویان بدل کار گر  
 روان ز آستینش کلیدی برآر  
 ز گنج دو عالم شوم بی نیاز  
 که شد پرده در همچو دست جنون  
 یعهد صلاح شه کامگار  
 ازین بزم که کس چو او نیست مست  
 بدروی کشتی داد خود را نشان  
 دران بزم خوردی که عالم نبود  
 شود سهوا از باده مستی و گر  
 که گریه خون ریزد از دیده مست  
 بشوید در و باده دست از کرم  
 بر درنگ از روی شخص گناه  
 و گر مستی از باده لاله گون  
 بیکجا کند عقل و مستی قرار  
 کمر بشکند فیل را از پشت  
 زمستی زند بر رخ خواب آب  
 خجالت بود تو به را از گناه  
 چومی بر فروز و جالش ز تاب

(۱۰۹ اب)



(۱۰۶)

(۱۰۶) در آن دم که عفو تو آمد پدید  
 بدان گونه طبعی را بکاست  
 خلافت کند گر سوی می نگاه  
 و به خشمش آرد آب کین خاک را  
 رود آنکه از جام خشمش بتاب  
 مگر شیشه خواهد به همت عدم  
 و آمد زبان شیشه را در بین  
 شود بی نیاز از دوی می ز دست  
 شود دولت گر ز می و رونمای  
 کریم با غم بین و نسیا درس  
 چنان کرد ایتتم سپهر برین  
 با قناد گیها مرا گیر دست  
 سرم در ره همت ساز فرش  
 چو افتاد این گوهر شاه وار  
 چنین خواست این در دریا اس  
 (۱۰۷) اب) شوم از پی فضل اهل هنر  
 که ناگه شدم آرزو ره مناس  
 شمی خلیل آنکه گلزار وجود

(۱۰۷)

و گر توبه خود را سلامت ندید  
 که مستی رود بعد ازین راه راست  
 نیاید و گر در دل شیشه راه  
 کند بهیچ برق آتشین تنگ را  
 بمشتر شود سایه چو ز آفتاب  
 که کرد دست انگشت ایمان علم  
 گرش خاطر تو کوشاید دهن  
 بگاه طلب سایل از کف مست  
 نیفتد و گر کس بستی ز پای  
 که غیر از تو نبود کسی داد رس  
 که عرش کند بعد از نیم زمین  
 بکش بر سپهرم ازین جای پست  
 بکبرستی عزت نشام چو عرش  
 ز دریای اندیشه ام بر کنار  
 که گردم ز بهرش مهندس شناس  
 چو اندیشه آرزو در بدر  
 بزم گرامی بهوی سخا  
 ز ابر کفش یافت برگ وجود

کدام بیت است

له: حشمت (مصحفاً) له: حشمت رباب (مصحفاً) له: تر: خور (مصحفاً) له: در: و در  
 حاشیه نشان مشک (:) ثبت است که درین نحو جاب جابر اشعار مضطرب الروایت درج است و در: این اشعار را حذف  
 کرده، له: تر: زمین (مصحفاً) له: یعنی ابراهیم میرزا



محیطی چو معنی لبالب گه  
 جهانی بدانش چو اندیشه فرد  
 چو فکر هندیس بهر کار چیست  
 ز تطفش حسد برده جان بر بدن  
 دل کج در انعام او در هراس  
 سعادت ز نیکوینش کرد شرم  
 چو رحمت نیارد گهر نظر  
 بر دزد فروماندگی چون علاج  
 باو زنده دانش چو جان از بدن  
 ز بهی ذات آئینه مردمی  
 فلک سکه همشت را درم  
 دلت از سخا همت اندوز تر  
 (۱۱۰۸) بعهدت هراسان طمع از سخا  
 لبست چاشتی بخش جام امید  
 ورت سوده سر بر سپهر دوم  
 نباتت ز کلک جواهر نثار  
 بعهدت نیا سوده امید کس  
 چنان شد دعای توای دادرس  
 شهباد دل گرفت از زنج مننت  
 یکی یسز رو آهیمی همچو هوش

۵

۱۰

۱۵

۲۰

ز موج هنر سوده بر اوج سر  
 سراسر نکونی چو اطوار مرد  
 مبر از نقصان چو عهد درست  
 باو لطف نازنده چون جان بتن  
 درو شکر گویان لب ناشیاس  
 مروت از و دیده باز ابر گرم  
 ز طبع مروت جوان مرد تر  
 چو زر خانه ویران کن احتیاج  
 از و زاده معنی چو لفظ از سخن  
 کف جودت آواره عالمی (۹)  
 جهان نطفه منتت را شکم  
 گفت از کرم بخشش آموز تر  
 چو ز اندیشه نالان دل مبتلا  
 وز و هر دو عالم بکام امید  
 ز بس ریخته بوسه بر روی هم  
 کشد نیل در دیده انتظار  
 چو در خاطر اهل نعمت بهوس  
 که آید ز دل بی طلب چون نفس  
 بنام زنج لاکه تو سست  
 چو کالای جان مانده کبر از خروش

(۱۱۰۸)

له آ: پاس، تصحیح قیاسی له تا: آوازه له آ: طبع، تصحیح قیاسی له تا: نیازم بدانم ی شه تا: حریفان احرش



برفتن نکوتر ز فکر درست  
 که پویه میدان و معیش چو لاف  
 بسان سلامت بوقت سکون  
 بمنزل بریدن چو شمشیر برق  
 سرشته وجودش چو سیما ناب  
 بود دست و پایش بسان قلم  
 ازان بر زمین سایه انداختی  
 (۱۰۸ اب) بفرمان بری چون عیان نظر  
 چو مستی به پیشش کی کوه و در  
 چو کیفیت از جا چنان تند رفت  
 بمیدان او مانده بر جا خیال  
 بعزم ارشینی بران دیو زاد  
 برفتن همه عضو او را اشتاب  
 ازان گردد از غل آتش فگن  
 خیالش اگر در دل آید بخواب  
 رود زیر و بالا بر آید چنان  
 که دیدنش دیده بکر از حجاب  
 چو جودت ز سنگی این سنگلاخ  
 جهان بادشاها دمی گوش باش  
 که آیم بجوشش و کشایم زبان

(۱۰۸ اب)

بسیقت گرفتن چو روز بخیرت  
 پر از سعی و کوشش چو روز مصاف  
 که جنگ بی باک تر از جنون  
 بجولان فرمیده مانند زرق  
 چو نبض بتن کرده جان اضطراب  
 ولی صفحہ خاک از و بی رقم  
 که از سیر خویشش خبر ساختی  
 بهر کار اندیشه سان راهبر  
 ولیکن ز هوشش خبر بیشتر  
 که شد مست هر کس که در وی  
 چو اندیشه در تنگنای محال  
 جهان گوید اینک سلیمان و باد  
 ز هر موی پا کرده چون آفتاب  
 که سوزد بکین سایه خوشتن  
 در آرزو خوابش ز بس اضطراب  
 که بیند نظر در چس و آسمان  
 بچشمش کی زره و آفتاب  
 بکاش بیفکنده گامی فراخ  
 بستی در دم دمی هوش باش  
 نمایم برت عرض حال نهان

سہ ماہ آ روز



اگر دور گزشتم ز گفت و شنید  
ضمیرم پُر از صورتِ معنویت  
(۱۰۹) ولی طالع بد مرا هر زمان  
اگر لطف شاهم کشاید زبان  
چنان در فثانی کنم در سخن  
کشایم در مخزنِ فکر را  
شنائی درین خود نمائی میای  
نیزوت فرستم شهابیکِ عروس  
ز وصلِ بتان لذت آمیز تر  
سفارش ز من خواهد این طره حور  
بر آراستم هودجی از سخن  
بستم در هودج از قفلِ بکر  
گر از میلِ خاطر کشتی در برش  
بدستِ خودت بند ازو باز کن  
بیابی کی باغِ نیکو سرشت  
چو جنتِ دروناز و نعمتِ فراخ  
ز اندیشه کن مایه خود بلند  
(۱۰۹) ب) درین باغ چون نشستی بگام

چو آینه ام بی تصور که دید؟  
که رشکِ صحنه خانه مانویست  
نهد مهرِ خاموشی بر دهان  
جو اهرش نام جهان در جهان  
که جانِ نظامی در آرم بتن  
منایم بتو معنی بکر را  
بحرفِ ازین خوبتر لب کشای  
که غنی ازو نیست قانع بهوس  
ز طبعِ هوس رغبت انگیز تر  
که نزد تو می آید از راه دور  
درو کردمش جای چون جانِ بتن  
کلیدش فکرم بدریای فکر  
به تنیدی مکن اشتلم بر درش  
پس آنکه باو عشرت آغاز کن  
ز زشتی بسی دور تر از بهشت  
نه بر خاک ره بل بسوی شاخ  
ستان کام از ان نعمت دلپند  
به برگی مرا یاد کن و السلام

له تا: بزشتی ۲۰ تا: نشین [نشینی؟] ۱۰ تا: نشستی ۱۱



# ذکر

## شاهسپاز بلند پرواز گلشن نیکو سپردازی مولانا عارف شیرازی

افصح الفصحا و املح الشعراى عصر خود بوده، اشعار او همه خوش لفظ و معنی واقع شده، در شیوه استعاره کردن ممتاز و در فن تازه گوئی بی انبار است تکلف بر طرف که اصناف منظومات امثال و اقراى خود بر طاق نسیم نهاده و عروس مضمون را از لباس الفاظ مرغوب زینت و آرایش دیگر داده، درین جزو زمان هم کسی بروش او به از و حرف نمی تواند زد، لیکن در ساقی نامه چندان کار ساخته و به تمام نرسانده، یک قصیده از قصاید او که در مدح ساقی کوثر برشته نظم در آورده، بتلافی ساقی نامه درین تالیف بر بیاض برده،

۱۰. بتحقیق پیوسته که آن مطلع دیوان نکته پروری در ایام حیات خود دیوان ترتیب نداده فاما بعد از فوت او یکی از دوستان یک جتنی او این دیوانی که الحال به میان مردم است مرتب ساخته است و عدد ابیات آن همگی از قصیده و غزل و مثنوی و غیره قریب بدوازده هزار و پانصد بیت است و شش هزار بیت دیگر از ابیات مرغوب عارفی در آب افتاده چنانچه (۱۱۱۰) درین چند بیت اشاره بدان معنی نموده است شعر

عمر در شعر بسیر برده و در باخته ام	عمر در باخته را بار دیگر باخته ام
رصد شرع بهر خون نشود محو که من	شش هزار آیت احکام نه باخته ام
العطش می زند از نشسته لبی هر مویم	که قدحهای پر از خون جگر باخته ام

سه دیوان عارفی در کتب خانه چنانچه پیشین ملاحظه نمائید علامتش در مابعد دیوان است ۱۸۹ ب: کرده



گفته گشتند ز کفم شکر که ناکفته بجاست از دو صد گنج یکی مشت گبر باخته ام

حقیقت حال آن عندلیب گلستان نکته پروازی از خالوی او شمس الانام شیرازی  
استماع نموده درین اوراق پریشان تحریر نمود، اما چون این ضعیف مال حال آن  
طوطی شکر مقال از او استفسار نمود گفت: نام پدر عرقی خواجه بلوئی شیرازی ست  
و مولد خودش نیز در آنجا واقع شده و این خواجه بلوئی در شهر مذکور در دفتر خانهای  
شاهی بشتلی از اشتغال حکام آنجا اشتغال داشت و نام پسرش محمد حسین بود و در  
صغیرن در میان مردم بمولانا صیدی ملقب گردید و در اول جوانی بوادی شعر گفتن  
افتاد و هر چه از او سر نیزد خالی از ترانه نبود، یاران اهل شیراز با و عرفی تخلص دادند  
و سبب بر آمدن او از شیراز این رگه است که در سن چهارده و پانزده حسن و قبول  
تمام عیاری بهم رسانده بود و آبله کشیده، چون سال عمرش به بیت رسید آبله سرشار  
بر آورد (۱۱۰ ب) بعد از انقضا را شتداد و استخلاص آن مرض تغیری در چهره  
او بهم رسید چنانچه هر کس که او را میدید از و متفرمی کرد و مولوی ازین مقدمه  
بغایت آزرده و در هم بود و بخاطر می رسانید که [مصرع

چنان نماند و چنین نیز هم نخواهد ماند

از غرور جلی که داشت بنا بر آن از وطن خروج کرده به هندوستان که خانه نشوونمای  
نکته سخنان و دارلعبار خردمند است آمد و بسعادت خدمت افلاطون ثانی حکیم  
ابوالفتح گیلانی که یکی از ارکان دولت قاهره شهریار گردون اقتدار، بادشاه فلک  
قدز خورشید اشتهاز جلال الدین اکبر بادشاه غازی بود مستعد گردید، از فیض  
تر بیت آن صاحب عیار دانش از حقیض سستی بمقام اوج بلندی رسید، و  
اشعار آبدار او چون در کنون قیمت (کذا) خریدار بهم رسانیده و قصاید غرآ در

(نقیه حاشیه ۵۸) که دیوان سرخ و سبز دیوان تریله آه: مخزن [مخزن] صادق دارالفضل شرار [شیراز] \*



مدح مرتبی خود گفت: چون میانه حکیم مذکور و نواب سپه سالار خان خانان اخلاص  
و اتحاد روز بروز تر اید و تقاضا عفو بود به عمرنی فرمود تا قصیده در مدح خان  
جم نشان گفته به دکن فرستد، مولوی بفرموده مخدوم عمل نموده قصیده غزائی  
در مدح خان سپه سالار منظوم ساخته بدان ملک فرستاد وقتی که آن در  
آباد از زیب گوش خان مدوح گردید (۱۱۱۱) صکه لایقی از اینجا بجهت مدح فرستاد  
الحق که آن قصیده را بغایت خوب گفته، این چند بیت متفرقه از آن قصیده  
بجهت استشهاد مقدماتی که درین تالیف مؤلف کتاب عبدالبنی فخر الزمانی  
مندرج نموده بر بیاض برد تا هنگام مطالعه این نسخه صدق قول او بر  
خود مندان ظاهر گردد،

### مطلع حسن مطلع ثانی آن قصیده است

ز بهی وفای تو همسایه پیشانی | بنگاه گرم تو تکلیف نامسلمانی  
کسی که تشنه لب نازتست میداند | که موج آبجالت چین پیشانی  
در اظهار مولد خود گوید

ز بسکه لعل فشانم بنزد اهل قیاس | یکیت نسبت شیرازی و بخشانی  
بعهد جلوه حسن کلام من انداخت | قبول شاید نظم کمال نقمائی  
کنون که یافت چون سرمه سبزی در شیراز | خرد بدیده شد سرمه صفایانی

در اظهار اخلاص حکیم ابوالفتح و خان سپه سالار گوید

از آن ندیده شما گویمت که می بینم | ترا و او را یک تن بچشم روحانی

۱- آ: سه ۲- دیوان ص ۲۲ ب ۳- دیوان: ص ۲۱ ۴- نام شاعر (حاشیه دیوان) ۵- دیوان:  
(شعر حاشیه: زدیوه (کشد) = دو کله (حاشیه دیوان) ۶- دیوان: ص ۲۱ ۷- یعنی ابوالفتح و خاتمان را (حاشیه دیوان)



دلیل و حد تم این بسکه رخ خود میخوایست  
تو چون گذر کنی آنجا بنظم رنگینم  
ضمیر وی بمن اینجا نشان بد هر جای

مرا بد رح تو فرمود گوهر افشانی  
که مصرعش چینی کرده بیت بستانی  
که ناخنی بزنی یا سری بجنبانی

بر رای (۱۱۱ ب) انور خردمندان روشن و ضمیر ضیا گستر دانستند ان مبرهن  
است که مولانا عریضی عیبی بغیر از بی ادبی نداشته چنانچه حضرت شیخ نامی گرامی  
شیخ نظامی را بدیاد می نموده و سخنان ایشان را بنظر در نمی آورده و با آن همه  
دانش این بی دانشی بجای آورده، آری غرور غفلت او را ازین معنی غافل کرده  
بود که [ع]

تکبیر بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف

و نسبت به اکابر بمانند بدستان بی حوصلگی نباید کرد که خمار آن در دسری عاقبتی می  
آورد تا وید از خود آنچه دید که هنوز سنش بچهل نرسیده بود که در لاهور در سنه  
اشنی و الف\* عالم فانی را بی عاقبانه وداع کرد، روزی از روزها بتقریبی از وزارت  
سپاه، عزت و معالی دستگاه، میرزا نظام قزوینی که بخشی و دیوان دار العیش  
گشتمیر بود شنیدم که گفت: در وقتی که خبر بیماری عریضی بسمع مبارک حجه، انجم سپاه  
جلال الدین اکبر بادشاه رسید بمن حکم فرمود تا من ببالین او رفته بر مال احوالش  
اطلاع یابم و حقیقت مردن و زیستن او را بعد از ملاحظه بعضی رسائل، چون  
نزدیک او شدم دیدم که کار برود دشوار شده و نفسش به شماره افتاده پرسیدم  
که چه حال داری؟ جواب داد که دو شش، شش و پنج، هر چه از (۱۱۲)

له یعنی غافلان رفته، یعنی ابوالفتح رفته، یعنی عیب بینی یا قبول کنی (منه) که در آنجا بیاض  
بود و بقلم دیگر در مابعد کسی اولاً اشنی عشرين و الف، نوشته باز عشرين، را حک کرده، در آنجا هم 'اشنی و الف'  
دارد، هـ تا: غافلانه، از، روزی تا 'محروم مانده' در آنجا نیست، بجایش فقط این بیت است:  
شعر هر جوانی که بی ادب باشد گر به پیری رسد عجب باشد



پرسیدم همین جواب گفت، برگشته حقیقت حال آن شکسته پر و بال را بعض  
 ایستادگان بارگاه و جلال رسانیدم، بادشاه و اعیان دولت قاهره از استماع  
 این مقدمه تعجب بسیار نمودند، مولف کتاب میخانه عبدالنبی فخر الزمانی بعض  
 معتقدان ارباب ولایت می رساند که باطن حضرت شیخ نامی گرامی نگذاشته  
 که عرفی در وقت رحلت با ایمان از عالم فانی به عالم باقی رود چرا که در دم واپسین  
 بجای کلمه شهادت آن مزخرفات بر زبانش جاری شده و از سعادت ایمان  
 عرض کردن که سرایه مسلمانی است و با خود باختر بردن محروم مانده، اگر چه  
 تحریر این مقدمه بعضی از اعترافه را که معتقد سخنان عرفی اند خوش نخواهد آمد فاما  
 فقیر معذور است چرا که باطن اولیا این ضعیف را بر سر بیان این فقره آورد  
 لخص سخن آنکه هنگام تسوید ذکر مولوی مغفور عزیزی که خالی از حالتی نبود  
 مثنوی مولوی در دست به کلمه احزان کترین دردمندان آمد و بی آنکه بر شغل  
 بنده اطلاع یابد مثنوی کشود و این چند بیت از آن کتاب خواند بهیت  
 از ادب پر نور گشت این فلک | وز ادب معصوم و پاک آمد ملک  
 بد ز گستاخی کسوف آفتاب | ۱۱۲ اب شده عزیزی ز جرات و باب  
 از خدا خواهم توفیق ادب | بی ادب محروم ماند از لطیف باب  
 چون این سه بیت مثنوی از زبان آن درویش بگوش این فقیر رسید بخاطر رسانید  
 که این اشاره ایست از جانب الله بنا بر سر و شغل غیبی، از روی ضرورت شمه  
 از بلند پروازی او مرقوم قلم شکسته گردانید، والا باین کمینه این قسم جرأتی نسبت  
 بآن نکته دان سخن آفرین هیچ نسبتی نداشت، اکنون سه بیت از آن مطلع دیوان

(۱۱۲ ب)

له تا عزیزی درویش نام له از اکنون تا می دانند که در این بجایش این عبارت را دارد - ومن العجیبین  
 که بعد از تحریر این کلام بدقیقی اندیشه های جمیع مولف این تألیف چنان در واقع دید که عرفی در فضیلت دست های گلشنی که آتش شک  
 در جان گستان آدمی زود داغ حسرت بر دل بوستان خورق می نباده ان [همراه] همان درویش و تدبیرش نام می غرامید و من بیاری



نکته دانی که در مقطع زندگانی از روی انصاف گفته و بوی بازگشتی از آن می آید در  
سلک تحریری کشد چرا که مناسبت آن ابیات بسایق این کلام باعتبار خود بیشتر  
از کنایات او که با کاربرد می داند شعر

باز و همتم آن روز چو قیمت لشکرت | که بتابیدن سرخچه مروان رفتم  
من چه بودم جللی شیشه صهبا لیکن | پای کوبان کجا بر سر سندان رفتم  
چون صبا نخست گشت چمن بود و لیک | چون تماشای خایف بخمایان رفتم

چون مکر رنجت سید المسلین و منقبت امیر المومنین گفته و در سلخ حیات از بلند پروازی  
خود پشیمان شده و چندیتی بزبان او جاری گردیده که دلالت بر معذرت اومی کند بقیه حاصل  
است که ایزد تعالی او را به تصدق (۱۱۳) محمد مصطفی و بحیث علی مرتضی از رشحات  
سحاب فیض و قطرات غمام فضل خود محروم نخواهد ساخت، بر رایش انور ارباب هنر  
پوشیده نماید که هنگام تحریر تحقیق پیوست که ملک الشعراء خراسان میرزا فیضی در

(بقیه حاشیه ۱۶۹) رد باین ضعیف نموده این عبارت بی کم و بیش گفت: "ای فخر الزمان! بیچ میدانی که من چه پشیمانی از پریشانی  
خود می کشم؟ تخصیص از بی ادبها که نسبت بجهت شیخ گرامی نظامی از من سری زد؟ گفتم: "نه" گفت: "بخدا که در حیرت گمان و امکان نمی  
آید؛ بر تو پوشیده نماید که ایزد تعالی مرا از برای مدای امیر محبتی مومنان، و امام مستقیان، مظهر مجایب معصود غریب، علی ابن  
ابی طالب آرزید، اولیای حق نیز از تقصیرم گذشته، بتخصیص شیخ بزرگوار نظامی، بعله قصیده ناآ و خیال که در منقبت امیر المومنین  
جید کرده گفته ام، لیکن من از جناب عفو تا قیامت بر نمی آیم، آنچه در فلان روز این درویش خیر اندیش در باب بی ادبی من از شعر  
مولوی مضمون بر تو خواند حق بر طرف او بود، اکنون این آرزو در نیز از لطف ایزد سبحانه مهیا شده فدا بتو خواهد گفتم"

چون شاه باز عرش نکته پردازی مولانا عرفی شیرازی در عالم واقع سر رشته کلام بدینجا رسانیده صراحتی در وزن آن سرزین  
بنظر این کسین در آمد که در آن باز بود و در نقش نگار الوان بر فراز شاخهای درختان در جنب لباس برگهای زرد و سبزه و بگلای  
بجلوه در آمده و مرغ خوش الحان بر منابر غضبان [غضبان] بغمه سرای مشغول گشته بیت  
دو هر مرغ را عیش فساد خانی  
نشستی سال از شاخ و شاخانی

عرفی بدرون آن باغ در آمده و در آن عذقه را چنان محکم بسته که این مقرر از صدای در پیدا [ر] شد،

و در میانه دو نماز روز آئیده آن شب همان مرد جهانگرد فزون آمد و کیفیت واقعه را بطریق که بنده دیده بود بیان کرد و پس



سنة هزار و بیست و هفت شخصی از هرات بلاهور فرستاده بود که استخوان مولوی  
مغفور را به مشهد مقدس برند، ده روز قبل از آنکه کس میرزا فصیحی بلاهور رسد میر  
صابر صفا بانی که یکی از یاران اهل این خجسته فرجام است استخوان عرفی را به نجف  
اشرف روانه ساخته بود، سبحان الله نتیجه این بریت او بظهور رسید

بکاوش مرثه از گورتا نجف بروم  
اگر بهند بیدانیم و گر به تبار

قصیده که در منقبت امیر المومنین و امام المتقین گفته ایست

این بارگاه کیت که گویند بی هراس	لکای اوج عرش سطح حنیف تراماس
منتظار بند کرده رستی هزار جا	تا اولین دریچه آن طایر قیاس
آورد گوشوار مرصع بر شوه عرش	کز وی علوشان بستاند بالماس

بقیه حاشیه ص ۱۸۹ ام از آن گفت که ای فخر الزمان بمن بعد با خود عهد کردم که هرگز ادبای معانی را بیداد نکنم و بر اصحاب  
معنی حجت نگیرم، سخن هر چه باشد و قایل هر که باشد، اکنون این منیعت این ابیات بسبب این ادراک با اعتقاد خود  
بهتر از کتاب او که با اکابر دارد میداند این ابیات ایست :

حاشیه صفحه ۱۸۰ : ۱ دیوان ص ۱۰۴ : مرجان ۲ : نقل صبا : دیوان : نعل صبا ۳ : از "برای انور"  
تا "تتار" در آخر حاشیه افزوده ۴ : هنگام اعتتام تحریر احوال مولوی :

۵ : تا : یعنی انصاری :

حاشیه صفحه ۱۸۱ : ۱ در تا بعدش لفظ 'هجرت' ایزاد کرده :

۲ : تا : را از لاهور :

۳ : تا : میرزای مذکور ببلده مذکور :

۴ : منقول از تا - این الفاظ از حاشیه کو ساقط شده :

۵ : دیوان ص ۱۰۴ :

۶ : دیوان (نسخه حاشیه) باز : ۷ : آ : قیاس :



فی سایه اش لباس بر کرده از علو  
 از بس که نور بارد ازو در حوالیش  
 گر بشنود نسیم هوای حسرم\* او  
 گفت آسمان مرا که بگو این چه منظر است  
 گفتم که عرش نیست حاجت طلب\* گزید  
 شرمی بکن چه عرش چه کرسی نه بارها  
 این قصر جای واسطه آفرینش است  
 اینجا که لطف و عمل کیمیا کند  
 معجونی از بلا هبت خشم و شعور اوست  
 ای از نسیم جعد و سیان خلق تو  
 (۱۱۳ ب) نه اطلس فلک نشود عطف امنش  
 دشمن چو یافت حرم ترا گفت باز حل  
 با صیقل ضمیر تو چون عکس آینه  
 نیل و نهار نسبت شان منعکس شود  
 زلفین موشان نپذیرند صید دل  
 حفظ تو گزند ای امان در دهن به بحر  
 گر مایه جهان جلال ترا بود  
 جاه ترا سپهر سمندی بود که هست

۵

۱۰

۱۵

فی کرده نور مهر ز راند و دی لباس  
 خورشید روشنی کند از سایه اقتباس  
 بر منظر نو بهار هجوم آورد عطاس  
 از رفعتش نه و هم نشان دانی قیاس  
 اگرقتا نعوذ بالله ازین طبع دون اساس  
 گفتم بصره حرف زن ای بیه ناشناس  
 یعنی علی جهان معانی امام ناس  
 زرد دارد التماس طلاییت از نحاس  
 کیقتی که کرده قضا نام او نوحاس  
 پیچیده در مشام نسیم صبا عطاس  
 بر قد گبر بای تو دوزند اگر لباس  
 چون سخت من بخاب که فارغ شدی زیبا  
 مرئی شود ز ظل بدن صورت حواس  
 گرمه ضیا کند ز ضمیر تو اقتباس  
 عفو تو عام سازد اگر منع احتباس  
 شاید که سطح آب شود شعله را محاس  
 از مهر و ماه جام و ز منقش سهر طاس  
 از آفتاب شعله در گردش قطاس

۱۵ از دیوان آ: حرم هوای ۱۵ تا: دولت ۱۵ دیوان: معالی ۱۵ تا: طلای است  
 آ: طلای است ۱۵ دیوان: نسیم و صبا ۱۵ تا: بارطل ۱۵ آ: گر مایه  
 ۱۵ دیوان: آفتاب و شعله ۱۵ یعنی گس دان (حاشیه دیوان)



شاهانم که چون فرس طبع زین کنم  
فرماندهی نداشته چون من جهان نظم  
طرز کلام غیر کجا وین روش کجا  
در شعر من چه کار کند ناخن حسود  
نظم حسود و شعر مرا در میان بود  
عرفی بس است بیده بهر دعار آرد  
لبی ز یاد جام حیات موافقت!  
(۱۱۴) بی خوشه باو گشت مراد مخالف

(۱۱۴)

گیرد بدوش غاشیه عجز تو فراس\*  
وین حرف با ظهیر توان گفت بی سراس  
نساز را کسی نشمارد ز نوع ناس  
بس فارغست خوشه پروین جور داس  
بعدی که واقعت میان امید یاس  
نزد خدای غر و جل دست التماس  
تا هست گرم دوره این و از گون کاس  
چند آنکه دانه آرد شود در میان آس

### ساقی نامه مولانا عفی لیت

بیا ساقی این تشنگی را بسنج  
که مستیم و ترک ادب می کنیم  
بیا ساقی آن شاید خام سوز  
نرفتی ز بی برقع و مقنع  
بیا ساقی آبی بکشم رسان  
که گویم پس از شکر مستی و می  
بیا ساقی اندیشه کار کن  
بی در زن این پیکر سیم تاب  
بیا ساقی از راه عقلم بگیر  
بده گوهر لعلی سو منات

پس از آرزوی دل ما مرنج  
ز جام تو بوسی طلب می کنیم  
صلاحت آشوب اسلام سوز  
که خمیازه گیرد ره صومعه  
ز مستی بباغ بهشتم رسان  
خوشامی که هستم قیامت ز پی  
به خم دست و ساغر نگویند کن  
بده صبح را غوطه در آفتاب  
که تاب شبتان ندارد بصیر  
بخندان لبم را ز آبجیات

له آ تو فرس ۲۵ آ کنم ۲۶ برقی — این بیت در آ نشان اشتباه (۲۲) بر حاشیه دارد



بیاساتی آن می که حور بهشت  
 بمن ده که تفسیر آیت کنم  
 بیاساتی از لجه شیشه نام  
 (۱۱۴) اب که هر پنج کفر و عمل داردین  
 بیاساتی آن ابروی گرم  
 بهم کفر و دین آشنائی کنند  
 بیاساتی آن چشمه آفتاب  
 بده تا بشویم در و بام دل  
 بیاساتی آن مست ته جرعه نوش  
 که چون کعبه در سجده کرده گم  
 بیاساتی آن مشک پرور گلاب  
 بکام دل داغ داغ فشان  
 بیاساتی آن لعل سونمات  
 که پیمان عصمت در آب و کلم  
 بیاساتی آن آتشین خوی مست  
 بمن ده که رنجور و دل خسته ام  
 بیاساتی آن شمع قندیل روح  
 بمن ده که تا من که سیر دل  
 (۱۱۵) بیاساتی آن مست فیروز جنگ  
 بده تا در آرم قدح در رکاب

۵

۱۰

۱۵

۲۰

شراباً طهوراً بنامش نوشت  
 جگر تشنگان را هدایت کنم  
 بر انگیز ابری کش از فیض عام  
 بر آیند ز آلالش آن و این  
 بده تا بریزم بدر و حرم  
 زهم جذب دلهای گدائی کنند  
 که روی دو عالم از ویافت آب  
 در آغاز بنیم سر انجام دل  
 برتا سر کوچه می فروشن  
 بسازد خرابائی از خشت خم  
 که بر لعل عیسی زند آفتاب  
 چون بخود شوم بر دماغ فشان  
 میندیش ازین عصمت بی ثبات  
 شکسته پدید آمده چون دلم  
 که بر تارک توبه ساغر شکست  
 بهرموی در دی فرو بسته ام  
 که روشن ترش کرد طوفان نوح  
 شود روشنم کعبه دیر دل  
 که مرا رانند در دهان پلنگ  
 بفرزاک بنم سر آفتاب

له تا خشک



بیا ساقی آن دلفریب نصوح  
 بمن ده که در عقد خویش آرمش  
 بیا ساقی آن شیرام الفرح  
 که طفل ایست هر توبه ام گریه ناک  
 بیا ساقی آن چشمه زهر خند  
 بمن ده که کاود لب شادیم  
 بیا ساقی آن شیشه صاف دوش  
 بیا و بده ساغر متصل  
 بر آراز تیشه هاروت را  
 بیا ساقی آن دُرّه التاج لعل  
 که سیراب سازم لب خامه را  
 بیا ساقی آن شمع فانوس دل  
 (۱۱۵ ب) بده تا برقص آورم جان مست

(۱۱۵ ب)

که هم شیر لعل است و هم زاد روح  
 دو صد بوسه نقد پیش آرمش  
 بدورت لبالب کن از وی قدح  
 لب هر یک از تشنگی چاک چاک  
 که تلخیش ریزد حلاوت بقتل  
 تبسم بجوشد که قنّادیم  
 که نبی زوی ماند و رفتم ز هوش  
 گز اندیشه آن دو نیم است دل  
 که سحرش کند تشنه یاقوت را  
 که بخشد رنگش بگل تاج لعل  
 گلستان کنم معصیت نامه را  
 که پروانه اوست ناموس دل  
 که پروانه بینیم سوزیم مست

ذکر

مولانا قدسی مشهدی

شاعری رنگین و سخنوری شیرین بوده، هر چه گفته است ناخنی بردل می زند چنانچه

۱۱۵ در وی است که طفل است هر توبه من ۱۱۵ در حق: بعد از ایذا کرده

بیا ساقی آن باطل السهره پیش به کز و ساغی کرده مادی کوس (گوش) [کذا]

۱۱۵ در آ این بیت را به نقاط شک آورده است،



از ساقی نامه اش معلوم می شود که پایه نظم او تا کجا است، تولد آن بلبل گلزار معانی در شهر  
سبزوار واقع شده ولیکن در مشهد مقدس بسج رشد و تمیز\* رسیده و در ایام شباب از  
شهر نذکور خروج نموده بسیاری مشغول گردیده است، و در ایام سیاحت بسعادت  
زیارت شاه کر بلا مستعد گردیده، قصیده در مدح شاه شهیدان برشته نظم در آورده  
از کر بلا به نجف اشرف رفته قصیده در مدح امیر المومنین و قاتل الکفره و المشرکین  
بر سیل راه آورده گفته و از روی اعتقاد در برابر مرقد منور آنحضرت ایستاده  
بر آستان شاه مردان و شیرزیدان خوانده، بعد از آن طواف مزار فایض الانوار  
آن شهر بار کرده است این چند بیت از آن قصیده است ابیات

<p>دُرِ دریای نجف کانِ کرم کوه وقار عقلِ اوّل که بود مصدر این مفت فجار از سر عجز بدو افکنند از کف پرکار قصر اجلال ترا فکر دهند سحر کسب پین آوری از وی کنین سحر پیچ در پیچ نخور شد کند برگ چنار در کند کسب سخاوت ز کف ابر بهار بعد از آن قطره شود مکرمت آموز بهار</p>	<p>والی ملک ولایت علی عالی قدر گر شود دائره ساز فلک فعت او وسعت مرکز او را چو در آرد خیال (۱۱۱۶) ای امیری که از انسوی فلک پیکار کمترین پاره تختی که بر و نصب کنند گر شود دست تو با نامیه چون دست کلیم از ضمیر تو اگر نور بر دشمس منیر پس از آن ذره شود مشعله فروز نجوم</p>
--	--

بعد از زیارت آن درگاه والا از اجنادار الموحیدین قزوین آمد نسیم فضل و همزان غنچه  
گلستان فصاحت و بلاغت بمشام جان مجلسیان خسرو جمشیدشان فریدون نشان  
کیوان مکان ملایک آشیان، کیخسرو و دستگاه، کیومرث بارگاه، آسمان خرگاه، انجم  
سپاه، عالمیان پناه ظلّ اللہ (فی)، الارضین، قهرمان السما و الطین، اشرف اولاد

له آسن و رشد تمیز ۳۵، باره ۳۵، آکم  
از سر این لفظ ساقط شده ۳۵، سر، ازین



سید المرسلین شاه عباس حسینی صفوی رسید، نگلی بیدین او رفتند و از صحبت کثیر الهیبت  
او بهیج و مسرور گشتند و بمقتضی وقت بعرض بار یافتگان خسرو فلک مرتبت  
خورشید منزلت رسانیدند که عزیزی اقدسی تخلص از خراسان آمده شاه بجز و شنیدن  
این خبر آن سر دفتر را باب هنر را بحضور طلبیده مالطاف خسروانده و اعطاف بادشاهانه  
مقتدر و سرفراز فرمود

بر خاطر مهر آئین نکته سخنان متین و ضمیر منیر خورشید تزیین فصاحت سخن آفرین پوشید  
نماند که بانی میخانه عبدالنبی فخر الزمانی از عهده توصیف شعر و شاعری مولوی مذکور بر نمی  
آید و بر احوال او هم چندانی اطلاع ندارد بنا بر این از کتاب مجموعه خیال افلاطون  
ثانی حکیم رکن الدین مسعود کاشانی حکایت نظمی که منحصر است بتعریف اقدسی و تقرب  
او در بندگی شهریار گردون اقتدار با تاریخ فوئش در یوزده نموده درین تالیف بیاض  
بر دو تارتبه فصاحت و بلاغت او بر عالمیان ظاهر گرد و سن شریف آن فصیح الکلمین  
بسی و شش رسیده بوده که از عالم فنا بعالم بقای خرامید و مزارش در دار السلطنه  
القرودین است

### حکایت از مجموعه خیال در تعریف اقدسی\*

سختندان اقدسی آن بلیل مست	که بودش چون زبان بر سحرین دست
بیانش در فصاحت جان دمیدی	ز طبعش بر جگر ریحان دمیدی
خیال بکر بر طبعش مسلم	ز آید بکر آری غمیر مریم
در فین سحر بر روش مفتوح	که باد صبحدم بود آن سبک فوج
مزاج صبح بانطقش موافق	ضمیرش پیش خیز صبح صادق

له مآ: مجموعه خیال سیح ثانی - برای صفت این کتاب رجوع کنید به صفحه ۳۳ بیحد



خیال او بر آوردی گل از بید  
 (۱۱۴) فضای فکرش ابری جهانگیر  
 ز بحر فکر خوردی جام آتش  
 ز سوز سینه اش دل ناله کردی  
 ز فکر او فلک را دست کوتاه  
 بهار از فیض لطفش سبز و خرم  
 طراوت از سخن بر لاله بستی  
 ضمیرش چون خیال اوج کردی  
 فلک یک چند سرگردان نشاندش  
 ولی آخر بکارم دل رساندش  
 ز لطف خسروی جانش بیاسود  
 درین گلشن سراکامی بر آورد  
 ز بحر فکر آن طبع فسون ساز  
 جهانی را با فسون بنده می کرد  
 که ای بیچاره کام خود گرفت  
 ز بس کاورد مضمون بیک در بیک  
 (۱۱۵) زرق شد پیکر زارش ملالی  
 بنوعی ضعف کرد آخر ز بونش  
 درین بیماریش بر رسم عادت  
 چه دیدم بیدلی از پافتاده

لباس نور بخشییدی بخورشید  
 که در جوشن فلک ماندی چو تدویر  
 کشتودی آب خضر از کام آتش  
 لبش وقت سخن بختاله کردی  
 که بستی زور فکرش بر فلک راه  
 صبا بودی اگر بودی محرم  
 ز دور مهر بر مه هاله بستی  
 چو بحر آفریشش موج کردی  
 میان خاک خون چون جان فشاندش  
 بزم شاه عالم گیر خواندش  
 بمرهم دارغ پنهانش بیاسود  
 چو بلبل در چین نامی بر آورد  
 چه میگویم چه افسون عین اعجاز  
 اجل پنهان بر وجه خنده می کرد  
 درین میخانه جام خود گرفت  
 نقش بگذاخت چون موز آتش فکر  
 سراپای وجودش چون خیالی  
 که پیدا بود از بیرون رُونش  
 دمی رفتم باین عیادت  
 عنان عافیت از دست داده

له کذا، یعنی شاه عباس اول که هیچ مجموعه خیال را بنامش نوشته ۱۱۵ آ: جند



فلک بر نوش بر روی نیش کرده  
 دوادر پیکر او درد گشته  
 تنش تیسر ملامت را نشان  
 عیان از سینه اش صد چاک غربت  
 نشسته گرد غربت بر جنبش  
 در آب چشم خود بی گفت گوی  
 ربلوده باد و مجوری تنش را  
 میخ و خنجر عاجز از علامتش  
 پی تاریخ او کز بسکی رفت  
 چو ملک همتش زیر نگین بود  
 بنوعی شد ضعیف از تن او  
 (۱۱۸) فلک گویا از ضعفش باز نشانت  
 خداوند ا بحق آن غریبان  
 بحق آه آن بیمار مایوس  
 ز کس در مرگ او آهی نخیزد  
 که روح اقدسی را شاد داری

(۱۱۸)

نسیم گل تنش را ریش کرده  
 ز جان خویشتن دل سرد گشته  
 برای تخمیش شکر بهانه  
 نهان در استخوانش خاک غربت  
 روان صدجوی اشک از آستینش  
 ققاده چون بدریا تار موی  
 گرفته خاک غربت و امنش را  
 ز هم یا شیده اصل امتزاجش  
 روان گفتم ز عالم اقدسی رفت  
 سگی از آستان شاه دین بود  
 که جان بنمودی از پیر این او  
 و گرنه بر سگ شه ناور و تاخت  
 که بپارند و محتاج طیبیان  
 که چون میوه نهان مانند فالوس  
 همین شمع از برایش اشک یزد  
 ز عصیانش بعفو آزاد داری

### ساتی نامه اقدسی

دلا صبح شد خیزد بشکن خمار  
 ز عشرت دل می پرستان شکفت  
 چو ز گس سر از خواب مستی بر آر  
 گل باده بر روی مستان شکفت

له بقول تقی کاشی (سپنگر ۲۴ نمبر ۴۲۲) تاریخ وفاتش سنه ۱۰۸۰ هجری



خروشدین چنگ و گلبانگِ عود  
 تو هم لحظه بیخبر باش و مست  
 پی ستر وحدت بهر سو مدو  
 x شرابی بلب نه که صد آفتاب  
 شرابی بگرمی چون خوی بتان  
 شرابی کزو کفر ایمان شود  
 x اگر بر فلک پر تو افکن شود  
 و گر عکسش افتد بچرخ برین  
 x (۱۱۸ ب) زلف ساقی از بهر این تکلف  
 x چو جوشد برون باده از مشت او  
 شد از گرمی آن می بی حسا  
 ازین می بخاری بر افلاک شد  
 شده خاک میخانه چون مشک ازو  
 ز تاثیر این باده بعد از هلاک  
 خم باده بگری ست مریم نهاد  
 ز لب چشتم او بوده از باده سیر  
 x چنین باده گر ترا آرزوست  
 x بهز می قدم نه که صد خبیریل  
 درو ساقیان بادل پر نشاط

گره از دل شیشه می کشود  
 مده دامن بزم عشرت ز دست  
 بیا راز سربسته خم شنو  
 بچرخ آمده بر سرش چون حباب  
 بهر قطره دریای آتش نهان  
 اگر مور نوشت سلیمان شود  
 فلک همچو قندیل روشن شود  
 بسوزد پروبال روح الامین  
 اگر افشرد لای خم را بجام  
 چکد آفتاب از سر انگشت او  
 چو شعله سراپای خم بیقرار  
 ز سیاره رویش عرقناک شد  
 لب هفت دریا شده خشک ازو  
 ز خاکم تراوش کند جان پاک  
 که مر طفل عشرت ازو می براد  
 نخوردی ز پستان خورشید شیر  
 برون آی چون غنچه یکدم ز پوست  
 کند خون خود را بمستان سبیل  
 بزلف طرب رفته گرد از بساط

له هفت بیت ازین ساقی نامه صاحب هفت اقلیم در کتاب خود درج کرده است: آن ابیات را بخط اصلیبی (x)  
 نشان کرده ام، له هفت اقلیم: به له از سما، آ: جسم او بودی،



کند دود شمعش بصید پیچ و تاب  
 در آن بزم هر دل که محرم شود  
 غبار کدورت ز دلهای تنگ  
 ز ذوق تماشای آن بزمگاه  
 (۱۱۹) در آن انجمن ساقی جلوه گر  
 نگاری خطش غیرت مشک چین  
 چو در خنده آید لبش از مزج  
 می از حسرت آن لب کام ده  
 از آن روی نازک ز تاب شراب  
 چراغ طرب روشن از روی او  
 ز شادی آن مجلس چون ام  
 زیوسف عذارین آن انجمن  
 در آن بزم جام پیایی خوش است  
 بیا ساقی از بهر دفع خمار  
 ز راز دل خم بر افکن نقاب  
 مرا از می و شیشه جان در تنست  
 دلم گشته در سینه از اضطراب  
 همین آرزو باشد اندر سرم  
 گل تربت من شود سیاه سری  
 (۱۱۹) بیا ساقی آن آب آتش فروز

(۱۱۹)

(۱۱۹)

چو زلف بتان تکیه بر آفتاب  
 ز دوش فلک گوی غنبر شود  
 کند پاک مطرب بکیوی جنگ  
 در آغوش مژگان نخبند نگاه  
 که لب گردد از نام او میرشکر  
 رخ و زلفش آرایش کفر و دین  
 بنگخندی از حسرمی در قدح  
 شده در گلوی صراحی گره  
 بجای عرق می چسکد آفتاب  
 شبتان معطر ز گیوی او  
 لب جام از خنده ناید بهم  
 جهان گشته بر من چو بیت الحزن  
 ز دست چنین ساقی نمی خوش است  
 قدحهای گلگون بگردش در آر  
 چه در گل بنهان کرده آفتاب  
 بروی قدح چشم من روشنست  
 خروشان و جوشان چو در خم شراب  
 که چون ریزد از یکدگر پیکرم  
 مگر لب نهد بر لب دلبری  
 که ساز و ششم را بیک شعله روز

۱۵ از روی آواز آتش کند پای دارد و بر حاشیه بدش "برودست" نوشته ۱۵ به بنید ص ۱۹۳ حاشیه نموده ۱



چو سوزد دران شعله پاتا سرم  
 درین بارغ پر حیرت و لپ پذیر  
 چو هر سر ترخم بر ارم نفس  
 بیا ساقی آن آب گل فلام را  
 بده تا ز تن خسره دُور افکنم  
 سرشت گل آدم از باوه بود  
 اگر این بود نشاء لای خم  
 بیا ساقی آن جام گیتی نم  
 بده تا نمایم در آفاق سیر  
 گرت هست با آب حیوان سری  
 چو در ویر چید مناجات ما  
 نفس گر نداریم در سینه پاس  
 چو احیای این عمر باقی کنم  
 ز سرمستی چشم شهلا ی او  
 (۱۱۲۰) ندام بحراب طاعت سری  
 ز مسجد بمیخانه ارم پناه  
 قدح پُر کن از بهر زندان مست  
 ملک صفت زده گرد این بزمگاه  
 بود پیشستان بزم شهود  
 دل قدسیان بهر دفع گزند  
 بعذر گنه چنگ و نی در خروش

۵

۱۰

۱۵

۲۰

نگردد نمک گرد جان نشترم (۹)  
 شکسته دلم همچو مرغ اسیر  
 جهد خون گرم از شکاف قفس  
 چراغ دل شیشه و جام را  
 چو خورشید بر خلق نور افکنم  
 که گردن پیشش ملایک سجود  
 بسی سر شود سوده در پای خم  
 که آینه ام یابد از وی جلا  
 شوم آگه از راز این کهنه دیر  
 ز خجائنه ما بکش ساغری  
 کند کعبه طوف خرابات ما  
 بسوزیم چون شعله بر تن لباس  
 سر اندر سر زلف ساقی کنم  
 بیفتیم چون زلف در پای او  
 بده می که بر لب تهم ساغری  
 بمی شویم از چهره گرد گناه  
 که مُهر لب روزه داران شکست  
 شده جام می رشک خورشید و ماه  
 صراحی انا الحق ز نان در سجود  
 در آتش برقص آمده چون سپند  
 خم می چو دریای رحمت بخوش

(۱۲۰)



بیانش نشسته شد دادگر  
فلک قدر حجاب عباس شاه  
جهان را قضا از ابر انعام اوست  
ز ستم ستمندش چو خیر و غبار  
فلک بهر چوگان او هر سحر  
چوستان بزمش که گیر و دار  
شبان را به امداد بخت لبند  
بهر سو که مرکب دو انیده مست  
کرم خاص دست جهان بختش او  
نه ماه نواست این که روی سپهر  
بود عکس جام زر اند و دوشاه  
درین بار که پرده داران عرش  
بود این طرب که لبالب ز نور  
درین بزم هر سو هزاران چراغ

که باشد گل باغ خیر البشر\*  
که دوش ملک باشدش تکیه گاه  
سر صرخ در گردش از جام اوست  
نشیند بتان را چو خط بر عذار  
برون افکند از بغل گوی زر  
در آینه در عرصه کارزار  
در آند با طوق زر در کند  
برای دعا از زمین رسته دست  
فلک مهره از دم خورش او  
تهاده لبش بر لب او بهر  
که افتاده در سقف این بزمگاه  
فکنده بهر گوشه شاهانه فرش  
تو در وی خرامان چو موسی بطور  
درخشد چو در سینه گل های داغ

له تا: نشسته دران بزم شاه ظفر گل باغ اقبال خیر البشر، در تا ازین جا پانزده بیت را بر خط ۱۹ بعد از ۱۲

آورده است با ششای س ۳، و بتقدیم و تاخیر س ۴ و ۵ و باضافه این دو بیت ه

شربانی چنان مجلسی هم نشین خداوند مجلس شریک دین

ریخ ساقی گل دران بزمگاه زده آتش رشک (درجاء ۹)

در آ از س تا نام ۱۸ خط غیر کتاب اصل بر حاشیه افزوده است

له از تا: آ، فلک، له آ، وازی له تا: بر آند بر له این الفاظ از حاشیه آ ساقط

شده بود از تا نقل کرده شد، له تا: دروشه خرامد



همان به که در وی نشینی به کام  
 شها! تا نظر کرده سوی من  
 بهر ذره پر تو فلک دی ز دور  
 بهر کس دلت گرم اشفاق شد  
 بلی در گفت سنگ گوهر شود  
 کیم من شها! خاک درگاه تو  
 تنم چون بفرساید از روزگار  
 [بجز درگاه شاه انجمن سپاه  
 بانشاء مدت در این انجمن  
 کند هر سحر زهره و مشتری

چو لعل بتان باده ریزی بحسام  
 کند سجده پیشم زمین و زمن  
 کند قرص خاور از و کسب نور  
 چو خورشید مشهور آفاق شد  
 بنجاک از توجه کنی ز ر شود  
 سری دارم افتاده در راه تو  
 نشیند برین آستان چون غبار  
 کجا روکنم؟ و نه که جویم پناه؟  
 تراوش که می ریزد از گلک من  
 بجاروب خورشید گرد آوری

## ذکر

قائمه سالار وادی ————— \* شیخ ابوالفیض فیضی هندوستانی

شرح کلمات آن زبدة المتأخرین و وصف فضایل آن افصح التکمیلین را کتابی علیحد

له این الفاظ از حاشیه ساقط شده بود از ترنم نقل کرده شد ۱۰ تا: نشیند ۱۱ تا: ریزد ۱۲ تا بعد این دو بیت  
 افروده امی: بیاساتی ای خانه پر دانه خرم  
 می ده که گردم من از خوش گم  
 ۱۳ تا: کنم حال دل را بیان پیش شاه  
 که شکر عطایش نباشد گناه  
 ۱۴ تا: در آیت از ترنم نقل شده ۱۵ تا: ترجمه فیضی را بر حاشیه کتاب ثبت کرده است  
 ۱۶ تا: ملک الشعراء عهده جلال الدین اکبر عرش آشتیانی — در آ بعد 'داوی' به قدر یک لفظ بیاض است  
 ۱۷ تا: در ترنم حذف کرده  
 ۱۸ تا: از روی ترنم آ از حاشیه ساقط شده



باید و از جمله تصنیفات دلپذیر و مصنفات عالم گیر او یکی اینست که تفسیری نقطی بر کلام  
ملک علام نوشته است، تکلف بر طرف که فیضی در عهد خویش فضیلت را بمعراج  
رسانیده و در سخنوری منظومات اشغال و اقران خود بر طاق نسیان نهاده است  
از هر قسم اشعار بسیار و از هر جنس مثنوی [و غیره] ابیات بشمار دارد و در دیوانی  
که در حین حیات خود ترتیب داده و دیباچه بر آن نوشته بایران فرستاده است حقیقت  
نشود نمای خود باین عبارت بیان می نماید که :

قادری (۱۲۰ اب) که زبان را چاشنی سخن داده گواه است که هرگز دست  
بآمده بکتمان در از و دهن بقمه روگیران باز نکرده ام، بر راتبه مقرر و وظیفه  
معهود که از دیوان مبدأ فیاض بموجب قسمت می رسید خرسند بوده ام  
ولی نعمت من پدر حقیقی و خدای مجازی منست که از ریعان ریحان طفولیت  
که عقل بیولانی داشتم صور معانی بمن وامی نمود و قریحی جامده را به بلندی  
راهنمون می شد، وقتی که نصاب می خواندم آن قدر از گنج الهی نصیب  
برده بودم که بگرسنه چشمان سخن زکوة می دادم، خواستم خود را بیایه سریر  
شاهی رسانم و ظلمت زردای ستاره بخت شوم، ناگاه منشور التفات  
حضرت شاهنشاه عالم فرمان روای اعظم منظر قدرت الهی مورد کرامت یافت  
یکانه درگاه صمدیت، مقرب بارگاه احدیت، گوهر معدن شاهنشاهی، نص  
خاتم ید الهی، فروغ خاندان گورگانی، چراغ دودمان صاحبقرانی [عمره]  
ناصیه صبح هدایت، قره باصره آفتاب ولایت، انتخاب مجموعه قضا و قدر  
مقدمه جنود فتح و ظفر، رفعت بخش افسر و اورنگ، عقده کشای دانش و

له از رویه، در آ از حاشیه ساقط شده ۱۲۰ تا: از ۱۲۱ در سطر افزوده ۱۲۲ آ تا: ذکوة ۱۲۳ در کلیات فیضی خطی

(کتابت پنجاب یونیورسٹی، تحریر ۱۲۵۵ بجای بارگاه، لفظ 'بساط' دارد ۱۲۴ از کلیات، در سطر و آن ندارد،







گرفت سخن بی تکلفانه می گفتم نظم

فیضی اگر محسوس این پرده

ویده فرو بند ز رد و قبول

(۱۲۱) پای بدم کنش سنجیب

باده و خون هر دو بخوان تو باد

قوت دل از مغز سخن کرده

نیست خوش آینه گدای فضول

تا چه رسد محضر از خوان غیب

مرثت آن بر دل و جان تو باد

چون من و دشوار پسندی بر خود نپسندیده ام پسندیده آنست که بزرگان سخن

هم این بار بر من نه بندند و این کار بر من نپسندند و این رطب و یابس که

بر طبق عرض نهاده ام نه هزار بیت و کسر بیت نمونه از اقسام شعر من

که اختلاف طبایع و تفاوت امزجه شعر شناسان منظور داشته اختیار کرده

ام و اگر نه سیاهی لشکر سختم نسخه سواد دهند و ستانست و سواد شعر معانیم

سنبستان این کهن بوستان قطعه

بهر روی جلوه میکند این آتشین کیت

اگر کسی بنه فلک ده زین و نه هزار

صد آفرین بخامه فیضی که نفی

از بهر باز کردن گوش گران سرن

به تحقیق پیوسته که اسم آن افصح الفصاحی شیخ ابوالفیض بوده در اول فیضی و در آخر فیاضی

تخلص کرده و با اهل فضل بغایت خوب پیش می آمده و رعایت بسیاری بشعرا می کرده

گویند در آن وقتی که شیخ فیضی تفسیر بی نقطه ترتیب داد بلبل گلزار نخته سرانی

میرحیدر معتمائی بجهت تاریخ اتمام آن تفسیر سوره اخلاص پیدا نمود و بدان ناوړه

زمان اعلام کرد و آن منصف بالانصاف از زبان تحسین بسیار و از جان آفرین بشمار

۱۵ تر: آن ۱۶ از تر و کلیات ۱۷ در تر بعدش افزوده - چنانچه خودی فرماید نظم

زین پیش که سکه ام سخن بود فیضی رستم گین من بود

اکنون که شدم بشرق [ترمن] فیضی زانیم از [محیط فیاض] [افغانی که بخطوط قوسی محدود



بسیار (۱۱۲۲) مذکور فرمود و پنجهزار دوپیه بجایزه آن تارتخ بدو داد

مولد آن عندلیب گلستان خیال از دار الخلافه آگره است و در لاهور در چهل و پنج سالگی در سنه اربع و الف از دست ساقی اجل شربت مرگ چشیده و تیغ زبان در نیام کام بنا کام کشیده است، نزدیکانش کالبد وی را بعد از فوتش با گره آورده در مقبره که برادرش شیخ ابوالفضل در حین حیات خود ترتیب داده مدفون ساخته اند، بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماد که از واردات شیخ فیضی ساقی نامه بنظر این محقر در نیاید بنا بر ضرورت پنج غزل از منظومات آن نادره عصر که مناسبتی بسایق این اوراق پریشان داشت بر بیاض برد امید که مرضی طبع دشوار پسندان این ایام گردد

## غزل اول

ساقی و جام می و گوشه دیر است اینجا	لله الحمد که احوال بخیر است اینجا
نکته عشق می رسید که شو شمع باقیست	سخن از یار گوئید که غیر است اینجا
آب این میکده جان بخش تر از آب قلقت	پس ای خضر که سر منزل سیر است اینجا
باده در جلوه و مرغان چمن می جوشند	کو سلیمان که همه منطق طیر است اینجا
فیضی افسانه عیسی نفسانم هست	چه سر قصه موسی و عذیر است اینجا

## وله ۲

این چه مستی است که بی باده و جام است اینجا	باده که ز جام بنوشند حرام است اینجا
نابا منتظر چشمه کوثر منشین	که بیک جرعه می کار تا مست اینجا

له آما: باد ۲: آ: ننوشند ۳: بجایش در و کلیات این شعر را دارد  
ای که از باده عشق خبر می پرستی پ پای بردار که گویند دو گام است اینجا



<p>هیچکس نیست که در دایره حیرت نیست          (۲۲ اب) راز سربسته خم پیش خرد کشاید          نام و ناموس ز ما خاک نشینان مطلب          چون شدی معترف میگرد فقیضی به شد</p>	<p>صیدگاه هست که جبریل بدست اینجا          سخن از عشق مگو بید که خامست اینجا          این مقامیست که ناموس نامست اینجا          کز دم به پیغان فیض بدست اینجا</p>
---	---

## وله ۳

<p>ساقی بده آن دشمن هوش و خرد ما          غافل مشو از کسوت ما خاک نشینان          رسوائی و دیوانگی و شور ملامت          گلزار دل آراست بشرطی که خرامد          ما را منگر زیر زمین خفته که پنهان          ما خود به نبردیم درین معرکه فقیضی</p>	<p>کامد ز ازل عشق و جنون نامزد ما          کاینه خورشید بود در نمد ما          در مملکت عشق بود چار حد ما          نسرین بدن لاله رخ سرو قد ما          راهی سو فروز رود از لحد ما          وقتست که بهمت برساند مدد ما</p>
---	---

## وله ۴

<p>مطرب بلند ساز کن امشب ترانه را          روغن بر آتش زن و همدرست عشق کن          آن چنگ لشکر که بستر بر شین          ای کام دل بیا که بصد حسرت دراز          گل گل شگفته ز می و از شگفتگی          روزی که گنج نهانند آردو</p>	<p>وز شعر من بخوان غزل عاشقانه را          باشعر تر ترانه چنگ و چپانه را          بر تو سن خرد نزنند تازیانه را          فرصت فداع می کند امشب بهانه را          در گل گرفته در و دیوار خانه را          عشرت بدست داد کلید خزانه را</p>
--	--

له تا و کلیات پنجه له را: سوی له کلیات: ما له تا: عشق



فیضی تو خامشی و صریفان در انتظار تا آتش نهفته بر آرزو زبانه را

### وله ۵

[حاشیه ۱۱۲]

۵

شب عید است ساقی چرخ ده جام ملای را  
تفاوت تهاست درستان نکه کن ده کم ده  
حریفان سچا مشربم کز ساغر عشرت  
زلزال خضر بر خاک سیه ریزم چو اسکندر  
تعالی الله چه عید است اینکه در دوران نبی م  
بتان در جلوه نازند نازم بر خداوندی  
خوشا اقبال سرستان در یاد دل که چو فیضی

صلای باده ن دردی کشان ابالی را  
بیدستی که از حدی بردی اعتدالی را  
بتر سازاده نوشد شراب پرنگالی را  
که می افزاید این آب نده پیرایه سالی را  
دلی از شوق محروم و سری از ذوق خالی را  
که نمی بخشد بر عنایان چنین نازک نهالی را  
از بیم اکبری و از بد فیض لایزالی را

## ذکر

[بقیه ۱۱۳]

۱۰

### عندلیب گلزار معانی مولانا نوعی خوششانی

شاعری مرغوب نکته پردازی با سلوب است اکثر اشعار او ناخن بر دل می زند نام او  
محمد رضا است و مولدش از خوششان است و این خوششان متعلق به نسا و باورد خراسان  
است

۱ بعدش در سه و کلیات افزوده: غنیمت دان بدو در خسرو اکبر جلال الدین و نشاط عید اسفند از ده ماه جلای را  
اما در کلیات "والا" بجای "اکبر" و "عبد" بجای "عمید" است

۲ بعدش در سه افزوده: الهی چون جهان آسوده شد در سایه چترش و کتی هم دوش با خورشید چتر این ظل عالی را  
— در آ بعدش نوشته: بعد از این احوال نوعی باید خواند [در تامل علی] نوشته بجای ظل عالی، تصحیح از روی کلیات است



به تحقیق پیوسته که در صغر سن همراهِ پدرِ خود شیخ محمود از وطن پهنده آمده (۱۲۰ ب) و بعزم دیدنِ خواجه ابوالقاسم سیری که نسبتِ خویشی با ایشان داشته گجرات رفته و خواجه مذکور در گجرات صاحبِ سامان بوده، پدر او را فراخور حال امدادی نموده بوطن روانه ساختند چون محمد رضا در خدمت پدر به مشهد مقدس می رسید پدرش در اینجا بقیه عمر بخدا پرستی مشغول می شود و می گویند که خیلی صاحبِ حالت شده و از اکسیر ریاضت بمرتبه ولایت رسیده بود که عالم فانی را وداع کرده بعالم باقی می خرامد بعد از فوت پدر پسر و شهید مقدس در مقام انتظام نظم می شود و میراث پدر در اندک زمانی با مردم اهل خوش طبعانه صرف می نماید بعد از اتمام آن سامان بار دیگر اراده سیر پهنده می کند این مثل میانِ عالمیان اشتباه سرشاری دارد که هر کس یک نوبت گشت پهنده نمود و بهره ازین ملک فیاض برداشت وقتی که بایران رفت اگر در راه این سرزمین و این بلاد نمیرد البته در آرزوی این خاک مراد می میرد، بهر تقدیر محمد رضا بار دیگر از خراسان بلاهور آمده از گرد راه در جگر ملازمان خان عالی شان میرزا یوسف خان در آمد و به همراه آن خان جم نشان به العیش کثیر رفت از فیض آب و هوای آن گلشن همیشه بهار طبیعت او رنگ (و) بوی دیگر بهم رسانید چنانچه اشعار او دلپذیر (۱۲۱ ا) و سخنان او مقبول طبع صغیر و کبیر شد و تخلص خود آنجا نوعی قرار داد

(۱۲۱ ا)

گویند کمان دار بی نظیر و پشته سوار بشمشیری بوده، یک روز پنج مرتبه در حضور میرزا یوسف خان هدف را به تیر برده، چون رتبه موز و نیت و مرتبه اہلیت او معروف و مشهور گشت رفته رفته به تقریبی به سمع مبارک شاهزاده عالی جاه شاهزاده و آن شاه رسید، آن قدردان نکته سخنان از روی خواهش نوعی را از میرزا یوسف خان گرفته داخل بساط بوسان محفل حشمت و شوکت خود گردانید، آری نسیم فضل و هنر اطراف

۳۳ تا: حاکم (خنگ ؟) سوار

۳۴ تا: استمدادی، ۳۵ تا: آندیر



چمین ایام را چون گل معطر می سازد و نافه مشک افشان مناقب سخن گستره حواشی انجمن  
عالم حجت فرجام را چون عنبر تر معنبری نماید، **قطعه**

هنر چو مشک بود مشک اگر نهان دارند | ز فیض رایحه او مشام را خبر است  
نمی توان بگل اندود چشمه خورشید | زمان زمان اثر نور او زیاده تراست

چون داخل مداحان آن شهزاده عالی مقدار گردید قصاید غرا در مدح آن جوان بخت  
عالی تبار گفت: دیوانش قریب به چهار هزار بیت است و سوای ساقی نامه مثنوی  
دیگر در بحر خسرو و شیرین حضرت شیخ گرامی گفته و آن را ستور و گداز نام نهاده قریب  
به پانصد بیت باشد و این دو بیت (۱۲۱ ب) از آن کتاب است **قطعه**

جوانی چون نسیم نو بهار است | اولی بر رنگ بوی گل سوار است  
اگر دریافتی برداشت بوس | اوگر غافل شدی افسوس افسوس

بعد از حیات شاهزاده و آنیال باقی عمر خود صرف خدمت نواب سپه سالار خانان  
کرد و در سن چهل و نه در برهانپور در سنه ثمان عشر و الف پیمانه عمرش پر شد قدم در  
ملک خموشان نهاد، **بیت**

درین دنیا که بوی خرمی نیست | گیاهی بیوفاتر ز آدمی نیست

### ساقی نامه نوعی

توفی اولین پیر میخانها	بیاد تو شبگیر پیمپاها
ز نامت که رنگ لب آبروست	لب لعل پیمپا نه گنیک گوست
بپا بوس نام تو در انجمن	گند شیشه را می زبان در دهن
ز نامت که پیمپا نه هر لبست	صراحی ز می پای تا سر لبست
بخوری که منظور هر محفلست	ز بزم تو بوی کباب دلست



صبح چمن کافرن خوان تست  
 تونی مجلس آرای هشیاروت  
 ز برمت که شد صبح دل شام او  
 گل و باد و انشاگر راز تست  
 (۱۱۲۲) توی نغمه آموز منتارها  
 برت آهی از نکت عود به  
 نفس کرده در محفلت مجسری  
 نفسهای پرورده در خون دل  
 نوانی چو از پرده دل کشند  
 تونی منبع نقشهای شگفت  
 ز کینه تو دانشور آگاه نیست  
 خسی را که بر موج باشد گذر  
 درین پرده کاسیب غماز نیست  
 ز شیخ حرم تا بر مهابان دیر  
 درین پرده ره انبیا کرده اند  
 فصیح عرب چون در آمد بگفت  
 خدا آگاهان را در و راه نیست  
 کیم من که با این تنگ مایگی  
 دلیرانه یزدان ستائی کنم  
 (۱۲۲) بیهاناکه دزدم زبان ابحام

(۱۱۲۲)

شکر خنده بزم مستان تست  
 چو گل بر سر و هم چو ساغر بیت  
 چراغیت خور کرد گل نام او  
 شب و روز زیر و بم ساز تست  
 گل خار با نغمه زنتارها  
 صفیری ز الحان داود به  
 بخورش نفسهای نیلو فری  
 همه باز و شاهین خون بجل  
 سرا پرده زهره در گل کشند  
 که نگرفت کس بر شگفت گرفت  
 که صنعت ز صنعت گر آگاه نیست  
 کجا یابد از قصر دریا خبر  
 نفس محرم نکبت راز نیست  
 در اسرار ازین پرده غیرند غیر  
 ولی نقش هستی ز دل برده اند  
 بجز ما عرفناک دُرّی نفست  
 چه جای کسی که خود آگاه نیست  
 بجد انگنم طرح همپایی  
 بمخانه ظرف آزمائی کنم  
 که شمشیر خونین به اندر نیام

له کذا در آدما ۲۰۳ آ محفلت ۲۰۳ بهان به که دزدوم



سخن گرچه از هر چه برتر بود ✓  
 بیا ساقی! ای گلشن راز دل ✓  
 ز پیمانه ام مهر نه بر دهن ✓  
 ز بیم ره بال فرسای من ✓  
 کسی را که منزل بود سنگ آه ۵  
 گرم نادی دامن دل بچنگ  
 مرا این گلین است جاد و فریب ✓  
 نه تنها گلین است طفلانست دل ✓  
 تدر و چین زار بنیش دست ✓  
 دست آنکه فیض در آهین شست ۱۰  
 یکی طرفه گل چشم هر مجلسی ✓  
 نگهبان گنج الهیست دل ✓  
 ازین دل مراد آن مقدس دست ✓  
 دلی ساز و برگ الهی درو ✓✓✓✓  
 (۱۲۳) دلی عرش پرواز شاه رسل ۱۵  
 کسی را درو جز خدا راه نیست ✓  
 گر انامیه در جی لبالب ز در ✓  
 بصدق و بعدل و بحکم و بحدود ✓  
 وزان دل قلم نقطه نقش بست ✓  
 وزین نقطه اندیشه سر در گم است ۲۰

خموشی شکوه سخنور بود  
 که باد نفس گشت غماز دل  
 که ناید بر دهن نکت این چمن  
 چو منزل گره شد سر پای من  
 چه آگاهی از قطع فرسنگ آه  
 بماندی شرم سبزه دش زیر سنگ  
 به از کاغذین بال باز و فریب  
 که شد بر زور شدید جولانست دل  
 جگر گوشه آفرینش دست  
 که آهین شد آئینه خوب زشت  
 درو آسمان دست نرگسی  
 سلیمان اوزنگ شاهیت دل  
 که عرشش کهن پرده محل است  
 بجز آرزو هر چه خواهی درو  
 که شد بر زرخ جامع جزو و کل  
 دران آسمان جز خدا ماه نیست  
 تهن گشته از غیر و از دوست پر  
 بر آراست ارکان قصر وجود  
 که آن نقطه شد مصدر هر چه هست  
 که هر ذره یک قطره صد قلم است

له: سری له: است له: پای له: دل



از ان پیش کین نقطه ناگفته حرف  
 سز و کز لب این نقطه در دل برم  
 بیاساتی! ای راز دایره سخن  
 بده می که پیش سخن هر نفس  
 زبان گردد از فیض دل حق شناس  
 حسد هر کرا سایه بر دل نکند  
 اگر شعله شمع محفل بود  
 دل آینه دست اسکندریت  
 (۱۳۳ ب) سر گنج دل را لب نکته سنج  
 کلید زبان قفل دار دل است  
 نفس ابر و معنی چو باران درو  
 نفس کان نه از محفل دل بود  
 سخن در عیان نفسهای سرد  
 کسی تا کی از راه فسر زانگی  
 بده ساقی آن دشمن خانه سوز  
 که بی می دو غم داد عمر بباد  
 الهی بباد چمن زاد صبح  
 به بیداری شبنم و خواب گل  
 بنقار بلبل کش آید صفیه  
 بمضرب مطرب که از خار چنگ

(۱۳۳ ب)

نگر دیده این قطره دریای زرد  
 دوزین قطره کشتی بسا حل برم  
 گفت چون زبان دست پار سخن  
 غلخه در زبانم چو در دیده خس  
 کند مه ز خورشید نور اقتباس  
 ز نیلوفرش تخم در گل نکند  
 چو سوسن زبانش سیه دل بود  
 زبان تخته مشق پیغمبر لیت  
 دو لختی دری دان نگهبان گنج  
 که بر قفل بیرون شیخون ز دست  
 سخنها روشن تر از جان درو  
 بخار لیت افسرده کز گل بود  
 چو شمعیت همخانه باد و گرد  
 کند ز لیت باد دشمن خانگی  
 می آشناسوز بیگانه سوز  
 غم خانه و دشمن خانه زاد  
 که شب خفتگان را دید باد صبح  
 به آمیزش آتش و آب گل\*  
 ز هر پرده بیرون چو آب از مطیر  
 گل تر دمانست از تار چنگ

آ: آب و گل

آ: دار، تر: دار

آ: آ، دمانست، تر: دامید



بآن باده کز شعله چابک تراست  
 چو نامش ستایم ز بیم گزند  
 که طفلان چو بر دست اخگر نهند  
 (۱۲۴) بآن نغمه کز لب چو تازد بگوش  
 بچاک گریبان تا برده دست  
 که تقصیر میتان بساتی به بخش  
 لبم را که چون باغ بی شبنمست  
 پیابوس میراث کوثر فرست  
 کف دست گاه یدالیش  
 سبیل کفش آب صد سبیل  
 گهر گر به بحر و پیر خ اختر است  
 کفی میچه رایت کرد کار  
 ز شرمش چو عکس مر تو در آب  
 چه دستی که گویند سرمست است  
 لب خشک نوعی که محسوس باد  
 بیاساتی آن جانشین کسی  
 به بین دست تو نایب دست گیت  
 بر آرای سلیمان ساغر نگین  
 (۱۲۵) بآن کف بساغر درودی فرست  
 تبسم گه شیشه را باز کن

ز نامش ز بان پنبه و آذرست  
 بلب خاک پاشم بجای سپند  
 بکف خاک و بر خاک آذر نهند  
 (۱۲۶) چو مرغان بسمل کند عقل و هوش  
 که چون شیشه بی سنگ بر خود شکست  
 به تر جره جام باقی به بخش  
 دل بی غم و داغ و بی مرهمست  
 بگلگشت آن دست و ساغر فرست  
 پرستنده از ماه تا ماهیش  
 خن روی آبش کف جبریل  
 سپند کف ساتی کوثر است  
 بران میچه انا فتح انگار  
 شود ترشش خیمه آفتاب  
 لب خار و گل چشم بردست او  
 چو ساغر بآن دست محسوس باد  
 که ماه نو آمد ز راهش بسی  
 چنین دست در آستین بهر چیست  
 کفی چون گل از غنچه آستین  
 ز پیشانی دل سجودی فرست  
 شکر خنده صبح گو ناز کن

له در آنقاط شک دارد و در حاشیه آذر نهند دیگر پر



چه شیشه سبی سر د باغ بهشت  
 شراب گل و سبزه پیرایه اش  
 بده ساقی آن می که دل جام است  
 شرابی که از دل برو بد هوس  
 بهما سایه در نور آن گم کند  
 دل از غم لب از تو به رنگار بست  
 رخی را که رنگش چو مرشد دینم  
 بیاساقی! آن ایرگو هر فروش  
 بموج قدح شانه کن موی غم  
 ز تار یکی شیشه روزم شبست  
 برافروز از نور می سینه ام  
 بیاساقی آن گوهر شب چراغ  
 بده تا چمن را چرخ راغان کنم  
 بده ساقی آن خون افراسیاب  
 کسی کش پیکر گشتگی با غمست  
 (۱۲۵) بیاساقی آن مست بهیازل  
 شب است و صراحی ز غلغل خموش  
 می نغمه در جام منفستار کن  
 که ای خنده و ناله شبها و تار

(۱۲۵)

تذروی مرصع ز باغ بهشت  
 سحاب چمن خفته در سایه اش  
 لب تشنه پروانه نام اوست  
 فروغش کند شعله جاروب خس  
 چو شپیر که روز آشیان گم کند  
 خامرم برخ رنگ هستی شکست  
 با عجز از می وصل کن ای کریم  
 بسیلاب ساغر ده این عقل بهوش  
 خس موج کن چین ابروی غم  
 شب از عکس روزم سیه کو کبست  
 چو فانوس کن دلق پیشینه ام  
 که در شب چراغست در روز باغ  
 شب تیره را باغ ز اغان کنم  
 که کنجیر و دل شد از غم کباب  
 اگر خون غم را بنوشد کست  
 چو زر گس گران خواب و بیدار دل  
 گل از خنده و ز ناله بلبل خموش  
 شکر خنده خفته بیدار کن  
 دو صحنه بر مست و بر بهوشیا

۳۵ از روی سر آ: زاغ،

۴۵ آ: پر ۴۵ آ: زاغ، تصحیح از روی سر،  
 ۵۵ آ: سر: در گشتگی، ۵۵ سر: بنوشد،



صراحی باقی و صهیبا قسم  
 که گر بکسی دستم از دامن  
 گلی باده در غنچه آشپشه چند  
 بران گل بصد دیده باید گریست  
 بیاساتی ای نو بهار هوس  
 از ان گل که در شان حسن آیتیت  
 بهار آمد و دشت و گلشن شگفت  
 یکی تخم نارسه در رگل نماند  
 مگر تخم بهمت که در رگل فسر د  
 بیاساتی ای ابر نیسان جود  
 برویان با عجز پیغمبری  
 (۱۲۵ اب) یکی مرغ بیمار نازک کم  
 بفضل گل آن جادو چشم بند  
 چنان در دم از مردک برده هوش  
 بر دزم ز گشت چمن بی نصیب  
 بود شبنم آغشته باد سحر  
 ز چشم ترم تا دل دردناک  
 ز در دم پشیمان نادیده خواب  
 بود پیکرم چون قفس چاک چاک  
 هنی گوش گهر بر شکاف نفس

۵

۷۷۷

۷۷۷

۷۷۷۷

۱۰

{ ۷۷۷ ۱۵

۷۷۷۷

۲۰

بفرق دل و خاک آن با قسم  
 کند خون من دست در گردنت  
 ازین گل تهی باغ اندیشه چند  
 که در ماتم خنده بایدش زبیت  
 گفت در چمنها گل پیش رس  
 جنون در سرم نشسته بختیت  
 دمیدن دمید و شگفتن شگفت  
 زمین را گره در رگل دل نماند  
 که زرداد در خاک و در خاک مرد  
 برین تخم و گل ریز باران جود  
 گل جعفری از زرد جعفری  
 به تحریک باد چمن بسلم  
 رسانیده از چشم بندم گزند  
 که شناسم از هم گل و گل فروش  
 چو کوران شده در وطنها غریب  
 بچشم نمک پاش لخت جگر  
 نظر لخت لخت و نفس چاک چاک  
 شود سمره چون مودر آتش کباب  
 بهر چاک صد ناله دردناک  
 خراشیده آید بگوشت نفس

(۱۲۵)

له چشم ؟



خروش نفس از خراش درست  
 بمنقار خونی چو کسل البصر  
 بکنج قفس به سر دفع گزند  
 ز گل دست و دستار و بهقان نگار  
 بده ساقی آن توتیای نظر  
 برین چشم دیرینه مخمور می  
 (۱۲۶) افشرد آفتاب غم سر لای من  
 ز غم بس که در دل شکستم سان  
 بدیوار رویم چنان یار شد  
 سر از غم چنان گشت زانو نشین  
 نگین با نگین آن چنان در سرشت  
 ز بس بار غم قائم شد کمان  
 کمافی که موش بیاز و کشد  
 شبی خوش نیامد بیالین سرم  
 من از بیم جان در جگر کاستن  
 همه شب با فسونگری تا سحر  
 مرادل ز بیداری شب دونیم  
 مگر بستم دخمه کافه است  
 ولی من ز کافر سبق برده ام  
 بیا ساقی آن جرات افزای دل  
 به می که در چشم شب زنده دار

(۱۲۶)

که بر مرغ بسمل نوا بسمل است  
 کشم ناله در دیده شب تا سحر  
 سر خود بر آتش نهم چون سپند  
 مرا خار در چشم و گل در کنار  
 که چون چشم بچشم گدای نظر  
 نگاهی کرامت کن از نور می  
 که گشت استخوان خون رعضای من  
 شدم پیکر آهنین استخوان  
 که مرگمان من گاه دیوار شد  
 که زانو نگین دان شد و سر نگین  
 که نقش نگین شد خط سیر نوشت  
 عصا در کفم چله شد بی گمان  
 چوپای مرغ سوئی هر کو کشد  
 که ماری نزد حلقه بر بستم  
 نه یارای رفتن نه برخاستن  
 نفس بایدم زد ز راه جگر  
 ز من مار را خواب بی ترس و بیم  
 که ماریش سمخوا به بستر است  
 که در زندگی کافر مرده ام  
 بشو زنگ و بهشت زیسای دل  
 جهان تیره تر شد ز سوراخ مار



(۲۶۱) اب شنیدم که ابر کرم بهر زیست  
 ولی بر من آن ابر دریا نورد  
 بده ساقی آن ارغوانی نبسید  
 چمن مایه طبع جوان پیر شد  
 خزان در چمن طبل بیداد زد  
 ز غم خاک بر سر کن ای باغبان  
 چو خرم گه سفله عریان زمین  
 بیا ساقی از عسمر چیزی نماند  
 بگردان از و عمر بگذشته را  
 بیا ساقی آن بدر ناکاسته  
 بمن ده که اندر لکد کوب درو  
 سپهر ابل است این صف آرستن  
 حذر کن که این آه آماده جنگ  
 حریف تو چون من نحیفی بس است  
 چو مرد آزمائی کند درو من  
 (۱۲۶) بر آرم بیک قطره اشک سیل  
 مرا خود شکیبانی از جنگ نیست  
 ترا صر فیه جنگ با من کم است  
 بیا تا بر آرم خفتان جنگ  
 جبینهای آغشته در خاک و خون

۵

۱۰

۱۵

۲۰

چهل سال بر خاک آدم گریست  
 چهل سال بارید باران درد  
 که دور جوانی بپایان رسید  
 می لاله کون در قدح شیر شد  
 سلیمان گل خیمه بر باد زد  
 که شد باعث ترک تازی خزان  
 نه مرغ از وی آسوده فی خوشه چین  
 وزان کنج بر کف پیشیزی نماند  
 چو شاه نجف روز شب گشته را  
 که خورشید از و چون سها کاسته  
 سراپا بلالکم چو دشت نبرد  
 ز دلها ربی کینه کین خواستن  
 بر آینه زنگ است و بر سینه سنگ  
 که ضحاک و جمشید آتش خس است  
 چه بیرن چه بهمن هم آورد من  
 دمار از عیارت چو فرعون و نیل  
 که خون ریختن تیغ را رنگ نیست  
 که زخم ترا تیغ من مرهمست  
 بر پوشیم دلق می رنگ رنگ  
 بشوئیم از باد لاله گوشت

(۱۲۶)

(۱۲۶)

له ۱: هالم، تعبیق قیاسی ست،

له ۲: تعبیق قیاسی، آ، ضحاک جمشید و آتش ۳: تر: آب،



بی سینه از کینه صافی کنم  
 بده ساقی آن آب آتش منش  
 که بی باده آن مایه صلح و جنگ  
 مغنی دلم تشنه ساز تست  
 شرابی که در دوش فزاید حیات  
 مغنی سر از خواب مستی بر آر  
 فرو کن بهر دل سر ناخنی  
 چه گلبن؟ گلش مستی بی خمار  
 مغنی صبوحیت بیدار شو  
 بی تار طنابور را آب ده  
 (۱۲۷ اب) کزین تنگناخت بالا برم  
 مغنی کی زخمه بر تار زن  
 بمضرب تر کن رگ خشک سا  
 مغنی شبنم تیره از خواب تست  
 برین چشم ناخفته بهراختری  
 با عجاز انکشت آغی سبک  
 مغنی ز پیشینیان یاد کن  
 در افکن ز هر شعبه تازه  
 مغنی ست جبریل و وحیش سرود  
 گرت گوش دل محرم را ز اوست

(۱۲۷ اب)

بدی را به نیک کی تلافی کنم  
 که بر آب و آتش کند سر ز نش  
 دل از جنگ با صلح آمد به تنگ  
 که آب خضر دُر آواز تست  
 خوش آن دل که بر صافش آرد برآ  
 بناخن رگ خفگان را بچار  
 چو دهنقان گل در نشان گلبنی  
 چه گل؟ خار او نمیه آید ار  
 سرور زنده ناخن و تار شو  
 غبارم بیلاب مضرب ده  
 درین سیل راهی بدیاب برم  
 بچشمی که خوابش بر دُخار زن  
 چو ترکان عارف ز اشک نیاز  
 کلید در صبح مضرب تست  
 نماید چو قفل در خیبری  
 سرشب چو قفل ازین در کشا  
 بیک پیشرو روح شان شاو کن  
 بهر گوشه محشر آوازه  
 که در شان صاحب دل آمد فرود  
 دو اند چو می ریشه در مغز و پوست

له تاج، آ، و چه هر دو نوشته این طرا جو طه آ: شان



ورت سنگ شد پنبه بهوش گوش  
 دران دم که مطرب شود نغمه زن  
 بود چشم آینه گوش و بهوش  
 چو پوشی نظر نغمه عریان شود  
 معنی بسا که انتظارم بکشت  
 (۱۱۲۸) فلک سایه نغمه در گوش من  
 بیاساتی آهنگ اعجاز گن  
 که ناخن گراز خون او تر شود  
 بیاساتی آن چشمه سار کرم  
 بجای می تازه کن کام من  
 منم نوعی آن خضر جمشید بخت  
 خرد نو جوان بخت جمشیدیم  
 خرد تاج و دل دره التاج من  
 قلم در کفم چون عصای کلیم  
 بهر در گذر ششم برویم کمال  
 نماند این کلید ولایتستان  
 معنی گراز غنم دهد دوریم  
 بر آرم به نیزنگ دستان دل  
 که از غیرتش لعبت خاوری  
 بیاساتی از خود رهایم ده

خورد نغمه چون شیشه بر سنگ گوش  
 سراپا چونی گوش باید شدن  
 به پوشیدن چشم بکشی گوش  
 چو اختر که در شب فروزان شود  
 خمار می نغمه زارم بکشت  
 که در سر برقص آورد بهوش من  
 بناخن رگ شیشه را باز کن  
 چون منت ابر طوطی سخنور شود  
 دم خضریم ده تو از جام جم  
 که موجبش زندسکه بر نام من  
 که دارم ز لوح و قلم تاج و تخت  
 سخن بی کران عسر جاویدیم\*  
 سخن تخت و معنیت معراج من  
 کلید طلسمات امید و بیم  
 بسان در موج بر روی باد  
 در بسته در زیر هفت آسمان  
 چو خسر و نواز دلشاپوریم  
 کی لعبت از لعبتان چگل  
 کند چهره و جامه نیلوفری  
 شکیبائی از خود ستایم ده

۳ در تا حذف کرده

۴ تا آخر آ پر

۵ تر : چورد



(۱۲۸) اب خودی خضر حشریمه بخودیت  
 مفتی بسای جهان نوز تو  
 نکلیا صفت نغمه پرداز شو  
 بر آمیز در پرده زیر و بم  
 که بلبل نوا می گسسم تا ابد  
 بیاساقی آن ماه گلگون نقاب  
 شرابی که خون در بدن گل کند  
 بمن ده که مستانه با صد زبان  
 بحمد الله این حسامه نقش بند  
 که موز سر کلک شاپور است  
 بکاری که یوسف خریدار اوست  
 تنش چون گل و پیرین بوی اوست  
 ز بس پیرین صاف و نازک بدن  
 چو هندوی زلفش کند عزم خواب  
 بختخیزیش در آغوش کس  
 (۱۲۹) خدا یا تو این کبریا عیب  
 ز حسن قبولش حسد دور دار  
 ختن مایه مشک جگر خنثی  
 بد انسان که باران اردی بهشت  
 چهل شب سر خامه در خون نشت

بده می که مرگ خودی بخودیت  
 غم آباد دل بزم خسرو ز تو  
 بناهید کلکم هم آواز شو  
 صریقلم با صغیر قلم  
 بیزمی که خسرو سز دبار بد  
 درخنده تر در شفق آفتاب  
 بتن موز چو منقار بلبل کند  
 بشوم نغمه پرداز این بوستان  
 کی نقش فرخنده زد بر پرند  
 ز لؤلؤ نظر نقش شیرین نشت  
 ز لیلجا کهن زال بازار اوست  
 نسیم چمن مرجبا گوی اوست  
 نظر بر تن افتد نه بر پیرین  
 نهد پای در دامن آفتاب  
 که آتش بگنجد در آغوش خس  
 که آینه شد صورت غیب را  
 ز نیک اختران چشم بد دور دار  
 بگلگون گلاب دل آینه ختم  
 بیک اربعین خاک آدم سرشت  
 که این نقش بر پرنیان نقش بست

له ازین ماسه بیت در ترا محذوف و در آخر عاشره افزوده است



بهر سحر معجز بر آ میخستم  
 ولی حیف ازین لعبتِ حور زاد  
 دل دیر و طبع چمن داغ شد  
 چو شمع مزارِ غریبانِ فسر د  
 نشد تمت آلوده اش مغر و پوست  
 گل و بادیه گریه بران نو عروس  
 صریحان این بزم بی ساز و برگ  
 کف دستها بر زنج بسته اند  
 چو صورت لب دغل و تحسین خوش  
 به تحسین لب از گوش افکنده تر  
 در گوش شان در سخن نیم باز  
 لب دغل چون زخم خونین جواب  
 دل از سختی سینه چون سُم گره  
 (۲۹ اب) ز حد رسائی نه یارای دغل  
 ز شرم و حسد استین بر جبین  
 چو از کین من لب بدندان گزند  
 خدایا ازین قوم نا اهل دل  
 مصون دار این تازه ابیات را  
 دل صاف را بادیه صاف ده  
 مغنی درین برگ ریز سخن

گزینیان نگاری بر اینک خستم\*  
 که چون عطر گل زاد بر شد بباد  
 که تار تار این بادیه باغ شد  
 سیه بخت زاد و سیه بخت مرد  
 نه نفرین دشمن نه تحسین دوست  
 که کابین او شد درینغ و فسوس  
 چو اصحاب کهنه در خواب مرگ  
 ز افسردگی جمله تار بسته اند  
 شنیدن بلبها و تحسین بگوشت  
 ز لیستان بی شیر شمرنده تر  
 چو باغ لیلمان بر اهل نیاز  
 بستم به لب چون نمک در شراب  
 بر ابرویشان چین چو در دم گره  
 که دست بریده است کوه ز نخل  
 ز دندان همه سنگ در استین  
 همی سنگ بر شیشه خود زنند  
 که بود زبانه و بوجهل دل  
 که شرح اند انجیل و توریت را  
 دل تیره را نور انصاف ده  
 توئی مرغ بلبل نمیسز سخن

(۲۹ اب)

له تا آ: بوز

له تا: دلی دیر طبع له کذا: تا و آ: -



برین گل که در موسم دی شکفت  
 به گلبانگ تخمین نوایی بزن  
 که از سدره ناهید لبیل سرود  
 بیاساقی [آن] داور داد رس  
 که طبع شراب سخن گشت مست  
 خراشی که از سینه بر لب رسد  
 لبم کاتش افروز پیمانه شد  
 که در سلک این سبزه نا شمار  
 (۱۳۰) الهی ایستان صهبای فیض  
 بشادابی جام گوهر نثار  
 بازادی دست ساغر دبست  
 بسر گرمی پای میخانه سیر  
 بخساره زردار باب درو  
 بشب زنده داران ناموس دل  
 کزین دیر دلگیر نادلکشی  
 برخس ز شورابه آب و گل  
 ز تلخی آن زهر کم بر تن است  
 ز لب طعم زهر ملاهل بشوی  
 جگر خشک شورابه کشر تم  
 به آن آب پاک ای خداوند پاک

(۱۳۰)

ز بادنی دوشبم می شکفت  
 به بلبل نوایان صلابی بزن  
 بدیهقان این گل فرستد درود  
 چه مرهم بهر زخم فریاد رس  
 ز بد مستقیم شیشه بر لب شکست  
 هم از قبه سینه مرهم سزد  
 ز تجاله تسبیح صد دانه شد  
 کشم از دغا گوهر بی شمس  
 نهنگ آشتایان دریای فیض  
 اکشبنم نگاره گلست و بهار  
 که هرگز در فیض بر کس نه بست  
 ز سودای آن گنج ویرانه سیر  
 که چون آفتابست در زیر گرد  
 که بر عرش بستند فالوس دل  
 به میخانه حدم تم ره نمای  
 که در هم بر آمیخت با خون دل  
 چو بادیت کز زهر آبتن است  
 پروبال این مرغ لبیل بشوی  
 نفس تر کن از باده حدم تم  
 بشو دامن و لقم از حیض تاک

له آ: تجانه، تر: تجانه، له تر: زهره



که دریوزه دارم شراب طهور  
چو آغوش خمیازه بر می فراز  
بیک جرعه خمیازه ام خنده کن

چو اعرابی گویم و آب شور  
صدف دارم آغوش بر ابر باز  
بیم را بیک قطره شرمند کن

ذکر

### مولانا غیاثی منصف

خردمندی منصف و نکته سنجی بی تکلف است، اشعار او هموار و کم استعاره واقع  
شده، شعر را خوب می فهمیده، تمیز را از روی انصاف می کرده است، چنانچه  
اگر کسی دخل حسابی در شعر اوی نمودنی الحال قبول می کرد و گنج بختی بر خود لازم نمی  
ساخت، گویا از آن ره گذر است که تخلص خود منصف قرار داده، نام او  
غیاث الدین علی است ولیکن در هند بغیاثا اشتباه یافته است، مولدش از  
اصفهان است و در صغری سن از وطن بشیر از رفته و در آن شهر بس رشد و تمیز  
رسید و پاره کسب فضیلت کرد و طبیعت را از صیقل صحبت خوش طبعان  
شیراز بمرتبه موزونیت رسانیده، و در سن بیست و سه از ایران به هندوستان  
آمده خود را بشرف خدمت خان نکته دان میرزا جعفر آصف خان مشرف گردانید  
و آن خان جم نشان در تربیت او کوشید تا بتوجه او در هند نشو و نما یافت، بعد  
از مدتی مدید از محذوم خود مرخص شده بدکن رفت، ملازمت نواب نامداری میرزا ابراهیم  
قندهاری اختیار کرد و میرزای مذکور در رعایت خاطر منصف کمال مهربانی بجای  
آورده و وکالت سرکار خود با و مقرر فرمود، چندی در خدمت آن سلاله دودمان  
(۱۳۱۱) رسالت و ولایت بان امر مشغول بود تا آنکه زیاده طلبی کار برد و دشوار



نه سچید قدر سر ز فرمان تو  
بدوزی تو از تیر چشم زره  
عدو تیغ خو کرده پشت سپر  
سمند تو کافلاک پمیا بود  
سپهرت زمین و کو اکب سپاه  
کمین بنده ات بادشاهی گرفت  
ولی نعمت مرغ و ماهی تویی  
(۱۳۵) گدای زمان تو قارون بود  
بروی تو گرمست پشت ظفر  
چو حق متع تو ناید ز من  
جهان را بغیر از تو داور مباد  
مبینا چشم تو روی گزند  
آلاتا بود دانش و خاک و باد  
دجی ساقیا ساغر از کف من  
بهر جا که باشد خریدار کس  
کسی درد ما را نداند علاج  
غم درد گویم بود ما حصن  
اگر باده از بهر رفع غم است  
بدشمن کس از دوست باشد منم  
همین بس گلی را که خار منست

(۱۳۵)

نبا شد فلک مرد میدان تو  
کشاید سناست ز دلها گره  
دشمن تو شته آب دل را جگر\*  
بری نام هر جا بهما نجا بود  
مسلم بود بر تو و دیشم و گاه  
شکوهرت زمه تا بهایی گرفت  
سزاوار اورنگ شاهی تویی  
بعهد تو مفلس کسی چون بود  
بود و صفت از حد امکان بدر  
روم بر دعا ختم سازم سخن  
بدست عدوی تو ساغر مباد  
ببزم تو خورشید بادا سپندا  
فلک گوی میدان قدر تو بادا  
ز احوال دردی کشان شرح ده  
گل ما نباشد کم از خار\* کس  
بخا شا که میابد شعله باج  
سزد باده من ز خون جگر  
صراحی چه باشد که خم هم کم است  
بود دشمن جان خود دشمنم  
بود یار خود هر که یار منست

له مشکوک درآ در تر بوسه بجای توشه\* آئین ما نباشد کم از خاک (تصحیح قیاسی است)



کسی را که دیدم دگر دو دستم  
 بر هر که بسنا بود روشنت  
 (۱۳۵) ابی گشته در پیش من بود و با  
 ز بانم بخوابش نگر دیده است  
 بهر سالی خان و مان را دهم  
 ازین بی نیازی هویدا بود  
 سزاوار افسر نباشد سرم  
 فلک روز و شب در شکست منت  
 بدانش فراطون عصر خودم  
 که چون من گلی از حسب دیده است  
 کنم بندگی زانکه آزاده ام  
 بستی ز بس هوشم افزون بود  
 شده است از زرداغ قارون تم  
 ز رحمت دلم گرچه نوید نیست  
 نماندست همت بشاه و گدا  
 خرد گرچه باشد پرستار من  
 (۱۳۶) ازانم که من در جهان می زیم  
 چنانم درین دیر پر درد و غم  
 کشد آتش ما ز بونی زدود  
 کسی در جهان پر افسوس نیست

۵

۱۰

۱۵

۲۰

نرخبم اگر برکت پوستم  
 که انکار من نفی خود کرد نیست  
 بمن هر که شد خصم کاری ساخت  
 بلم عرض حاجت نفهمیده است  
 بدشمن توانم که جان را دهم  
 که حاتم گدای در ما بود  
 اگر سرگردون نسرود آورم  
 نداند که مرش بدست منت  
 بشعر ارچه اعجاز باشد بدم  
 ز بلبل نسب کس نپرسیده است  
 خرد عقل آموز از باده ام  
 دل باده از دست من خون بود  
 بدینان منم تا که من منم\*  
 مرا خود امید می بامید نیست  
 گرم گیمیا گشته در عهد ما  
 بجان می خرد دهر آزار من  
 زمین آتش من سپند دیم  
 که در دست اعمی بود جام جم  
 لکه کوکب مانند ارد صعود  
 که در گنبد چرخ مجوس نیست

(۱۳۵)

(۱۳۶)

له این بیت در آشوک است و در مصرعه ثانیه تا که من میم، نوشته تصحیح قیاسی است؛ که من میم،



مکن ریش زخم نمک سود را  
 گرازمی ترا هست جسانی بتن  
 مغنی ز یک نغمه ارغنون  
 (۱۳۳ب) اگر شوقی هست در انجمن  
 مغنی ز عشاق رخسار است  
 مغنی ز طنبور شو پرده در  
 اگر ضرب نطق بود ای فضول  
 اگر مست یاشی اگر هوش یار  
 مغنی ز عیچیک دلی سازشاد  
 گرازمی گوشت شنیده است بوی  
 مغنی بکوری ایمان من  
 بمی صرف شد روزگاری مرا  
 مغنی صلاهی بدستان بن  
 چه حظ یارب از حن دارد گلی  
 نه تنها گل باده را بلبل  
 بیاساقیا وعده تاکی بود  
 عبث راه پرخوف عقبی میبوی  
 دلاتا بمیچنان یک گام کن  
 (۱۳۴) شوی تا که از خلد هم بی نیاز  
 چه میخانه خلدی پُر از آفتاب

(۱۳۳ب)

(۱۳۴)

مغنی بعبادت بزن عود را  
 ز قانون مستی ست قانون بدن  
 برون کن ز دل فکر دنیای بدون  
 نباشد کم از دزدن کف بدن  
 اگر می نوازی نوا را بجاست  
 برای خدا پرده با بدر  
 چه رقصند مستان نگهبان اصول  
 باهنگ مستان اصولی بیار  
 که ساز تو بی کوک هرگز مباد  
 چو سازی نوازند حرفی بگوی  
 که از کفر دوستی بنا قوس زن  
 بقول و عمل نیست کاری مرا  
 می بهره می پرستان بزن  
 که نبود بگلزار او بلبل  
 که از فیض می غیرت صد گلم  
 می ده که نقاشش هم از وی بود  
 چو مشرب نداری زنده بگو  
 سراغ می دوزخ آشام کن  
 عبیر کفن خاک میچنان ساز  
 که شب را در و کس ندیده بخواب

✓ ✓

۵

۱۰

✓

۱۵

۲۰

له آ، بکلزار



شود آب سیر چشمه اش چون شراب  
 در انجنا تجمل محمل بود  
 در آن قبله جا بر کسی تنگ نیست  
 نباشد بهر جا که باشد شراب  
 بیاساتی آن راحت روح را  
 بده تا کنم پست افلاک را  
 چه حاجت بتقریف دیگر بود  
 چو فردای محشر تویی عذر خواه  
 جهان خود ز روی تو شمرنده است  
 فلک برگ سبزی زیستان او  
 چه شادی که در بر منش آماده نیست  
 بود خاک او آبروی جهان  
 نیارد در گرسنج رشید رو  
 (۱۳۲ ب) بحرم از و بس که احسان شده  
 ندارم چو دارم ترا ای کریم  
 فلک چون بنجد بجانش پناه  
 سلیمان شکوهی فریدون فری  
 عجب گر نکرده که در مدح شاه  
 شراب ترانیت رنج حصار  
 همی غم بعهد تو غمین بود  
 بنزد تو یکسان بود بزم و رزم

✓  
 ۵ ✓  
 ✓  
 ۱۰  
 ۱۵  
 ۲۰

بود خاک او نیز لعل مذاب  
 اگر گل باخسار سد گل بود  
 بهم کفر و اسلام را جنگ نیست  
 نه امید عفو و نه بیم عذاب  
 بطوفان غم گشتی نوح را  
 رانم بگردون سر خاک را  
 می را که ساقیش حیدر بود  
 کم از حظ طاعت نباشد گناه  
 ندارم فلک بی تو چون زنده است  
 جهان مشت خاکی زمیdan او  
 سفالی درو خالی از بادیه نیست  
 تن خاک را جسم او داو جان  
 نگردد اگر چرخ برگرد او  
 شفاعت پرستار عصیان شده  
 نه امید خلد و نه بیم حجم  
 که خاک ره او ست عباس شاه  
 محمد تزاری علی گوهری  
 نقد لفظ از بار معنی دوتاه  
 بود روزگار ت سراسر بهار  
 جهان بی تو چون کفر بی دین بود  
 قضای بی تو غمی نکرد است جزم

(۱۳۲ ب)



چو هستند در کار خود جمله مات  
 بمکن بود پای هستی ستم  
 باین مایه هستی سوزگر حکیم  
 بزندان گیتی نازی مقرر  
 درین باغ تعمیر بحب ممکن  
 بیاعنی که آبش ز خون دلست  
 برون رو تو چون باد ازین خاکدان  
 مشو سبزه و شرفش در این چمن  
 کنی همچو نادان بخود دشمنی  
 مخور غم که نرسد اکی زنده نیست  
 چو در خاکدان مصیبت نهاد  
 بهر گوشه اش مرده خفته است  
 بیاتانسیم از می خوشگوار  
 (۳۲ اب) ازان می که امش کنی چنان  
 ازان می که تاروی او دیده ام  
 بدست ساقی آن زیور نو بهار  
 ازان می که آبش بود آب رو  
 جهان تا بود بارغ ما خرم است  
 مرا خود غم این جهان پیچ نیست  
 تو هم قید هستی ز خود دور کن

نخونی مراد خود از ممکنات  
 وجود آن بود کوندارد عدم  
 چو نادان نداند جهان را قدیم  
 که این خانه را نیست راهی بدر  
 بزور نفس غنچه و امکان  
 چه حظ باشد آن را که یاد گلست  
 چو آتش مخور آب ازین گلستان  
 چو گل بر سر خاک نمنا وطن  
 اگر کار امر و نرسد اکنی  
 منه دل بخیر می که پائیده نیست  
 که کس را درو زندگانی مباد  
 ز شادی برو بوم او رفته است  
 زمین را بهشتی زمان را بهار  
 سخن مست آید برون از دهان  
 نکه بخود افتاده در دیده ام  
 سحاب صراحی بیارش در آرد  
 بود نور خورشید مهتاب او  
 شب جمعه در هفته تا کم است  
 بر من هم این و هم آن پیچ نیست  
 چو زور آورد سختی زور کن

له بهر اشیاء نوشته است: این بیت را با مولانا مرشد قلم زده است که پائیده صفا ۳۲ اب ۳۲ تا ۳۳ تا: هفته در جمعه ۱



ازان می که سرمایۀ خرمی است  
 زمان گل از دست مامی رود  
 چه ساقی که می مست فیدار اوست  
 ندارد سر باده سرمست او  
 نیارد بر او شدن باده فاش  
 دلم را هوای شرابی بود  
 کجائی تو ای ساقی گلزار  
 ازان آب کاش باو داد باج  
 می نشه اش مایه درد عشق  
 (۱۳۳) شرابی کزو بخل بهت شود  
 بیاساقیان کز نوروز کن  
 ازان می که رستم کند زال را  
 بده ساقی آن باده شعله خو  
 شود تا یکی آب دریا و جوی  
 ازان می که بسینا کند کور  
 می کا قنابش کند ساغری  
 زند برق چون عکس خورشید ز آب  
 اگر می نباشد جهان گو مباحش  
 مغنی کجائی بی ساز کن  
 می با غنم دهر رخاش کن  
 مغنی می چنگ در چنگ زن

یکی از بدیهائی او غیبی است  
 ندانم که ساقی کجائی رود  
 خرد همچو مستان پرستار اوست  
 بود باده خونین دل از دست او  
 اگر ساقی اینست می گو مباحش  
 که هر قطره زو آفتابی بود  
 که هستی گلستان مارا بهار  
 بده تا کنم تشنگی را علاج  
 هوس گردد از دیدنش مرد عشق  
 عداوت بیاوش محبت شود  
 شب عید ما را بی روز کن  
 کند عید سرتاسری سال را  
 که بتوان بدوزخ شدن بهر او  
 بیک جرعه گردد تعین بشوی  
 کند خون دل آتش طور را  
 گل جرعه او کند کوشی  
 اگر ساغر او شود آفتاب  
 و گر نغمه باشد فغان گو مباحش  
 بهوش ز خود رفته آواز کن  
 دو عالم بیک نغمه شایاش کن  
 فلک گو سر خویش بر سنگ زن



کرد و راه سفر در پیش او نهاد، از صاحب خود جدا گردیده بگل کنده رفت و در آنجا پاره ماندفا تا نقش بدعای او ننشست، جم جاهد انجم سپاه محمد قلی قطب شاه مطابق مطالب و بحال او نپرداخت، آن منصف بانصاف دانست که بد کرده که از خدمت میرزا آریستم مفارقت گزیده، دیگر بار بر پانپور به بندگی میرزا [ی] مذکور عود نمود باز آن در تصدق شرف نبوی در مراعات خاطر او کوشیده او را در بندگی خود نگاه داشت،

بر رای انور اباب هرز پوشیده نماند که غریزی از دوستان و یک جنتان غیاثا باین ضعیف برخورد و نقل کرد که در سنه تسع عشر و الف در کن منصف بیمار شد و من بر بالین او بودم در آن ایام اشعار خود فراهم آورد و یکی از قصیده و غزل و غیره پنج هزار دو لیست بریت شد، دیوان ترتیب داد و بعزیزی از دوستان بجهت خود سپرد و وصیت کرد که این مجموعه مرا بایران برسان، دو روز بعد ازین وصیت از جهان قیام ال ملک بقا ارتحال نمود، [وصیت نامه آن منصف زمانه بخط خودش بنظر این ضعیف در آمد، بدین عبارت مرقوم قلم مشکین رقم گردانیده بود که حیران این کارخانه هیچ ندانست بچه مصلحت آمد و رفت، غیاثا باری با احتمال اینکه شاید تجرد نفس باعث کمی خست و عصیان گردد مرگ را بمعشوقی از خدا مسکلت نمود، نهایت دید، درین کارخانه خود را بیکار دیدن و بچشم اعتبار در دنیا دید الهی هیچکس را با خلق کار نباشد، در جنب عنایت خالق معصیت بسیار را سهل انگاشتن آسانست، خدا کریم است، این عاصی را وصیت آن که بسر راه تیمورنی مکان تدفین بجهت او تعیین نمایند و اسب ابلق آقا جعفر را که بسیار خوش قدم است باو باز پس دهند، و دیوان و واردات این بنده را به نظربیک سپارند، شاید بولایت رساند

این عبارت را در بخط غیر کتاب اهل بر حاشیه افزوده اند تا دورتر شامل متن است، ۱۷ در آن ندارد، ۱۸ تا بخط خوش باین ۱۹ تا بی کم و بیش مرقوم ساخته بود ۲۰ تا: جست ۲۱ آ: نادید نیست ۲۲ منقول از ۲۳ در آ از حاشیه ساقط شده ۲۴ تا: تیموری، ۲۵ تا: برگ به خواشی



دیگر خدا بنحساید، مگر عنایت الهی کاری کند و گرنه کار مشکل افتادست]

## ساقی نامه غیثانی منصف

دلا که نه شد دور، نوشتد تمار  
(۱۳۱ اب) چو در زمان از جهان کینیش  
جهان چیست؟ یک مشت خاک غرور  
زمان چیست؟ بهیوده گردی چنان  
بگیتی ندیدیم دماغ تری  
فلک چیست؟ تلگونه بر سراب  
فزون از دود صده درین دیر غم  
فلک هیچ ازین سیر سیریش نیست  
زمان اول خود ندارد بیا  
همی خاک آب رخ قیصر است  
زمان از غم ماچه پروا کند  
بگشتم سرتا سر خاک و آب  
بگشتمی دنیا نگر دی سوار  
دو روزی بقای جهان بیش نیست  
حبابیت گردون بادی دروست  
بقائی تزار است ز انجم ز باد  
(۱۳۲ اب) که جان را ز دست ابل برده

بی تازه کن چهره روزگار  
بی خواگی صرف کن عمر خویش  
کز دیده شادمانیست کور  
بسر آور روز عمر کسان  
بر غم فلک ساقیا! ساغری!  
که از جوی او کس نخورد است آب  
گل کعبه گردیده باشد صنم  
جوانی بسر برد، پیریش نیست  
ولی در جهان مرد هر کس که زاد  
همی خاک آب ره حیدر است  
با آنها چه کرده که با ما کند  
ندیدیم جای که نبود خراب  
که بحر شش چو موجست ناپایدار  
زمان گل از گلستان بیش نیست  
ترا خود گمان اینکه هستی از دست  
چراغیت خورشید در راه باد  
مگر آنکه در زندگی مرده است

له تا: واکرنه ۳ مشکوک در آ محذوف در تا ۳ محذوف در تا،



مرا کز غم سلا مان بود عقل گل  
 چه خون کین فلک در دل مان کرد  
 ازان باخوش این جهان ناخوشم  
 چو من از غم بنایم غنی تر بسی  
 نصیبم شود بر نفس مامی  
 اگر منصف ایست شادی و غم  
 کنم خلق را تا به کی بندگی  
 بر از مرگ این زندگی بیش نیست  
 بیا ساقی آن آتش نام و تنگ  
 معنی تو هم لحظه گوشش شو  
 (۳۶ اب) خدا یا بنور صراحی و جام  
 باشکی که باشد ز خونسار دل  
 که شادی ما از غم خویش کن  
 مکن ذوق می از سر ما بدر

(۳۶ اب)

زین است کنده سپهرست غل  
 بیابان ما سر بیالانگرد  
 که اکسیرم و مفلسی می کشم  
 مراد مرا چون بر آرد کسی؟  
 بجز مرگ چیزی اگر خواهی  
 خوش آنکه ناید برون از قدم  
 بسی مرگ بهتر ازین زندگی  
 تو می نوش کلام بی نیش نیست  
 بده تا ز دایم ز آینه زنگ  
 ز نیک و بد دهر خاموش شو  
 بان می که خصم است بانگ نام  
 بخونی که دریندو باشد بکل  
 ز حصیان ما مغفرت بیش کن  
 مرا همچو ساغر مکن در بدر

ذکر

مرتب منندان میرزاغازی ترخان

جوان خوشنوی خوش روی کریمی بوده و اکثر پاسبان خاطر ارباب معنی می داشته و با آن

ساز و خناب  
 سکه به بینید کرده احوالش در تونک جهانگیری طبعی که ۱۸۶۴ هـ و او آیین کبری در تبریز کین ۲۶۲۱۱ و مجمع الفصای ۱۱۱۱  
 و از الامرا ۳۳۵۳



جماعت بی تکلفانه سلوک می کرده، مزوتش بر تبه خوب و سخاوتش بحدی مطلوب بوده  
که کمال این هر دو شیوه بزرگی ازین قصه که درین تالیف عبدالغنی فخر الزمانی بر بیاض برد  
اظهر من الشمس می شود

### حکایت

در ایامی که آن قدر دوان نکته سنجان حاکم باستقلال قندهار بود دران ایام یکی از باد فروشان  
هندی بعزم سفر خراسان از هندوستان برآمده بآن جانب روانه شده بود چون بقندهار  
رسید افلاس او را دامن گیر گردید چنانچه نه قدرت رفتن ایران و نه قوت برگشتن هندوستان  
ماند چند روزی در قندهار توقف کرد که شاید به تقریبی سعادت ملازمت میرزای بلند  
همت را دریابد و از کرم طبعی او بهره بردارد، بمقتضی این (۱۱۳۷) حدیث حضرت  
ختمی پناه که "الأمور مرهونة باوقاتها" میسرش نشد، چرا که موقوف بوقت دیگر بود و القصة  
از استیلائی اندوه و ملال خرد آن شکسته پروبال پا از حد اعتدال بیرون نهاد تا چند بیت  
بزبان هندی در مذمت میرزای ترخان گفت و از شهر قندهار بزیارت بابا حسن ابدال  
که بر کوهی که سبله قندهار اتصال دارد رفت، دران زیارت گاه دوسه باد فروش دیگر  
باو برخوردند و نشان آشنائی از جانبین بیکدیگر دادند تا آتش نا برآمدند و این باد فروش  
اشعاری که مذکور شد شروع در خواندن کرد تا همکارانش بشنوند و چشم بر عیب همنان  
بکشایند در حین خواندن آن مزخرفات یکی از مهربان میرزای عالی جاه که خطاب شهباز غلامی  
یافته بود رسید، بر مال حال آن جماعه اطلاع یافت بنوکران خود اشاره فرمود تا کنگ متوفائی  
بر آن باد فروشان زدند و خود برگشت و این راز مخفی داشت که لایق فاش نمودن نبود،  
فاما آن باد فروش که لت خورده بود بر سر راه شکار گاه میرزای دانش پناه از دست  
خان مذکور بفریاد آمد و عرض نمود که مرا فلانی بی تقریب آزار داده است، خاطر شریف آن



خورشید ذره پرور از (۱۳۷ ب) استماع این خبر چنان که در شد که فی الفور شهباز خان را  
 طلبید و اظهار اشتغال فرمود و اعتراضی بسیار بدو نمود چون آن مقرب حضرت میرانی  
 دید که پریشانی و داغ صاحبش از حد گذشت لاعلاج گردیده وجه آزار آن مرد معروض  
 داشت، ایشان فرمودند چرا در آن وقت که بدما از زبان این بدگوی شنیدی بانش  
 در دم نبردیدی تا دیگر باد فروشان را عبرت شود پس آن باد فروش را به یکی از نزدیکان  
 خود سپرد و حکم کرد که این را فردا بدیوان بیاورد تا قطع زبان کنیم که دیگر مردم این قسم  
 جرأتی نمایند و بد زبانان متنبه شوند، القصد آن فم کننده را آن شخص آن شب در  
 خانه خود برد و با او کمال مهربانی بجای آورد، روز دیگر که خورشید خاوری جهان ظلمانی  
 را نورانی ساخت آن باد فروش را حاضر ساختند، رنگ از رویش پریده و دست و  
 پایش فرورده بود، تماشاگران از هر طرف بمانند اعداد نجوم از طرفین هجوم آوردند  
 تا ملاحظه کنند که چه بر سر هجو کننده خواهند آورد، به یکبار دیدند که پیل آوردند، مردم  
 نظارتی را گمان این شد که مگر او را در تیر پای پیل پست خواهند کرد، چون نیک ملاحظه  
 نمودند دیدند که بر بالای (۱۳۸ ا) پیل بلند شده و شخصی در عقب او نشسته سر و پای درو  
 می پوشانید و یک خریطه زر که در آن هزار روپیه بود بکنار او نهاده و گفت این نقد و  
 پیل بتو تعلق دارد بهر جا که خواهی برو برو و از عقب باد فروش خود را از فیل بر زمین  
 گرفت، آری بزرگان و دانشمندان و سرداران همه بلند زبان بدگویان را به تیغ احسان  
 قطع می نمایند تا نام نیک ایشان بر سر صفحه روزگار همیشه پایدار بماند، درین جزو زمان  
 این قسم مروت و همتی از کسی سر نزوده،  
 بر رای انور هنرمندان و ضمیمه ضیا گستر خردمندان پوشیده ماند که میرزای ترخان  
 جامع الفضایل و الکالات بوده، شعرش کم از شعرای این جزو زمان نیست چنانچه  
 ازین دو سه بیت معلوم می توان کرد،



## ابیات متفرقه میرزا غازی

در عهد تو ما را همه باغیر خطاب است | سر نیچه مرزگان و گریان عتاب است  
شاخ مژه ام سبز شد و غنچه خون کرد | این با همه از تربیت چشم پر آب است

وله  
با محران زلف تو ام سینه صاف نیست | ناقص هم بودم چه نسیم و چه شانه را

وله  
گریه ام گرسبب خنده او شد چه عجب | بر چون گریه نماید لب گلشن خندد  
در نغمه شناختن و طنبور نو اختن بهم خیلی کار ساخته چنانچه هنگام طنبور نو اختن همیشه مضراپ  
دست او (۱۳۸ اب) ناخنی بر دل می زد، مرشد بر و جروی درین دو رباعی مدح او  
گفته اظهار این معنی نموده:

## رباعیات مولانا مرشد

گر نغمه سازت بسکون می آید | رمزیت بگویم که چون می آید  
از بس که بگردن نغمات می گردد | پیچیده ز طنبور برون می آید

وله  
دل می سوزد ترنم پر شور ت | جان می بخشد نو آ و نیشا بورت  
در سیم کشی عمر بسر برد شهاب | تار می کشید در خور طنبور ت  
دیوان آن بلند بهمت نکته پرواز (از) قصیده و غزل و غیره یکی پنجره ارمیت است

له تصحیح از روی مآ: آ: این هم له مجمع الفصحی (۶۲۱۱): هر چند بکیر رخ له رباعی در دیوان مرشد (= مب) و آثارش من  
له مآ: پرسوزت، در دیوان جانی مثل متن و جانی "پرسوزت" له نوا مقامیت از جمله دو و اوده مقام موسیقی د  
نیشا پور شعبه ایست (از موسیقی) مشهور به نیشاپورک برهان مصرع ثانی در دیوان مثل متن له مب: کشید +



و تخلص او وقاری است و این تخلص را در قندبار از شاعری که صاحب همین تخلص بوده  
بمبلغ هزار روپیه خریده و او را تسلی نموده که این تخلص را بمن واگذار که مرا خوش آمده  
است، آن شخص هم مفت خود دانسته زر گرفته و تخلص خود را فروخته،

اکثر اعزّه و اهل دانش در خدمت آن قدر دان اصحاب همز بوده اند مثل  
مرشد بر جردی و ملا اسد قصه [خوان] و طالب آملی و میر نعمت اللہ و صلی که پسر خوانده  
مرشد است و خیلی در سخنوری رتبه دارد و بر نمی کوزد دیگر مردم ازین عالم بسیار با ایشان  
بوده اند با وجودیکه در قندبار اندک زمانی حکومت کرده فاما آثار خوب ازو بسیار مانده،  
عجب چیز است که از نرم و درشت عالمیان هر که از کتم عدم قدم در چنبر پرویزین عالم  
نهاد دست (۱۳۹) قصا هنگام بختن آنچه نرم و هموار ترست اول از روزنهای آن  
می گذرانند تا رفته رفته نوبت به سبوس رسد و ازین سبوس هم هر چه درشتی اش بیشتر بقای  
او درین پرده زیاده تر است بنا بران میزرای ترخان در سن بیست و پنج که ایام شباب  
جوانی و ابتدای نو بهار زندگانی است در قندبار در سنه عشرین و الف از ساغر مرگ  
به هوش شد و چراغ عمرش خاموش گردید **بیت**

برداشت ز خاک عالمی را | در خاک نهاد روزگارش

۱۰۰ آما: قصه (نیز بر صفحه ۱۹۲ ب) اما رجوع کنید به صفحه ۲۳۳ ب ۱۰۰ در آنجا ندارد  
۱۰۱ تر: و در سخنوری خیلی رتبه ۱۰۰ مثلاً حکیم فقیر گیلانی به بنید صفحه ۱۹۲ و (و آئین اکبری ترجمه بلاکین ص ۳۲۳)  
۱۰۲ آ: پرویزین، بمعنی پرویزن، در بران قاطع پرویزن را مختلف پرویزن نوشته است ۱۰۲ کذا کمر را بر صفحه ۳۳۳  
۱۰۳ آ: در ریو (مستطاب) بجز المقالات الشعرا و تذکرة الامراء تصنیف کیول رام، و تاریخ  
محمدی (تصنیف محمد بن رستم) و در سر و آزاد ص ۱۰۰

جهاگیر اخیر فوتش در ۲۵ اردی بهشت (هفته دوم ماه ربیع الاول) ۱۰۲۱ رسید (تزوک ص ۱۰۱)، قول صاحب  
تاثر که میرزا در سنه ۱۰۲۱ به برد غالباً درست نیست، ۱۰۲۱ تر: عالمی، کو: عالم،



## ساتی نامه میرزا غازی

بباغ ارفت عکس از روی بیا  
 وگر بر فلک چه سوره تابان کند  
 وگر سوی آتش بتازد سمنند  
 رسد بوی او گر بباد بهار  
 به آب اربشوید و وزلف سیاه  
 کشد حسن او گر سو خاک خیل  
 وگر سوی میخانه تازان شود  
 ازان می که گر ریزیش در اباغ  
 (۳۹ اب) ازان می که جان عکسی از نور او  
 می لعل چون چه سوره دلبران  
 می گوچو در جام گردان شود  
 حرارت فزای فسره دلان  
 اگر یاد آن می رسد در ضمیر  
 که آئینه آسا همی زان نمید  
 بمن ده که تا باز بهوی ز نم  
 که در این چنین فصل و این نو بهار  
 بهاران و فصل گل و بوی یار  
 پری چه ساتی بهنگام گل  
 مرا پای شادی همی در گلست

۵

۱۰

۱۵

۲۰

شود نوک هر خار رشک بهار  
 خور از شرم او چهره پنهان کند  
 وگر شعله ز آتش نگر دو بلند  
 همه کوه و صحرا شود مشک بار  
 به تاثیر سنبلی شود هر گیاه  
 زمین را مانند بارام میل  
 می از چادر شیشه عریان شود  
 ایغت فروزان شود چون چراغ  
 ادیب خرد پاک دستور اوست  
 رسنده تر از دست خنیاگران  
 چراغ دل می پرستان شود  
 که ورت زدای فرو ماندگان  
 شود چه سوره دل بد انسان منیر  
 درو چه سوره جان توانند دید  
 سرا پرده بالای جوی ز نم  
 نشاید ز شادی بدن بر کنار  
 می خواه کان می بود بی حساب  
 که ورت زدای از دل با بکل  
 اگر بیان و اندوه و دست دلست

۹)



گر از دردِ خود شسته سر کنم  
 اگر نسخه سوی هامون کنم  
 و گر بوی او سوی گردون شود  
 مگر این غم از خاطر من بی  
 (۱۴۰) به ساقی آن نوشِ ارویِ نوح  
 که تا چهره خویش گلگون کنم  
 به بستان در آیم به آوازِ چنگ  
 هم آوازی مرغِ بستان شوم  
 در آیم بی خانه بانای و نوش  
 بیای خم افتم چنان بی خبر  
 بروزش بوم بچو و در شمش  
 کشم از لبش شربتِ زندگی  
 که تا زنده باشم مقیمش بوم  
 خرمی به پاکیزگی چون ارم  
 صفا خانه زادِ درو بام او  
 گروهی درو پای بر جا چونه  
 همه از لباسِ تعلّق نفور  
 بیک جرعه داده کم و بیش را  
 ز خجانه برداشته توشه  
 (۱۴۱) ز ساقی کی جام می خواستم

(۱۴۰)

(۱۴۱)

نیوشده را گوش جان کر کنم  
 دود دام را دیده پر خون کنم  
 و گر گردش از یادِ گردون رود  
 توان شست با ناله چنگ و نی  
 ۵ بر غم دل زاهدان در صبح  
 ز حسرت دل لاله را خون کنم  
 ز روی گلستان برم آب و رنگ  
 ۱۰ وز انجا سوی می پرستان شوم  
 چنان کم مانند بدل جای هوش  
 که در رگ مانند ز خونم اثر  
 گهی پای خم بوسم و گه لبش  
 نویسم بخونم خطا بسندگی  
 چو خورشید خشتِ خرمیش بوم  
 ۱۵ ز بنیاد او دور زخمتِ الم  
 می خرمی جرعه جام او  
 غم اندر تیر خشتِ شان گشته کم  
 برون و درون شان چو خورشید نور  
 بیک جام می باخته خویش را  
 ز جور فلک رفته در گوشه  
 ۲۰ زبان را بخواشش پیار استم

له تا آواز ، ۲۳۱ کذا خشت ؟



بگفتا که این نیست در خورد تو  
 چو گفتار او جای کردم بگوش  
 جگریش گشته به تیغ حنما  
 خارش چو تیغ جفا بر کشید  
 پیاله چو دید آن تنگ پوی من  
 گلای ز پاکیزگی بهنج روح  
 اگر نام او را نگار دستلم  
 درون پیاله همان نور بود  
 ز طور خشم آن نور شد آشکار  
 ز عکس جهان نور شد سر بسر  
 از آن می اگر جرعه دیدمی  
 شرابی ز تلخی چو پند پدر  
 شرابی ز پاکیزگی چون روان  
 بخرخ ارفتد پرتوی زان شراب  
 (۱۴۱) بنمک ارفتد قطره زان شراب  
 و گر صبحگاه می در آید بجام  
 شرابش ز تیزی چو خوی بتان  
 شعاعش ز پاکیزگی داغ روح  
 فروغ بخشش چون چهره دلبران  
 نباشد شراب آنکه اندرون است  
 کسی گر نگاهی کند سوی او

۵

۱۰

۱۵

۲۰

به بوی بر د بر هوا گرد تو  
 دریدم به تن جامه صبر و هوش  
 کشیدم ز جان ناله زهر وار  
 ز دام دل آهوی عشرت رمید  
 گلاب می افشانند بر روی من  
 از باد در دست طوفان نوح  
 ز بانیش نگر د بخر ف الم  
 که گاهی تجلی بموسی نمود  
 که موسی همی جتش از هر کنار  
 تو گوئی ز خورشید بدایه و  
 محفل عیش از خار غم چیدی  
 با خرمه نیکوئی سر بسر  
 بیک شعله آتش زین قیر و ان  
 کشد میل در دیده آفتاب  
 کند خاک محل بصر آفتاب  
 کند نیز اعظم او را سلام  
 زده چرخه در چرخه آسمان  
 روان بخش بیچارگان در صبح  
 جگر سوز چون ناله عاشقان  
 تو گوئی بروح الله آبتن است  
 اگر آشکارا شود بوی او

(۱۴۱)



دماغش شود مشک (و) عنبر دیگر  
 بروی زمین پرتو آن شراب  
 اگر قطره زو بگردون شود  
 صراحی اگر بشنود نام او  
 اگر بهوشمندی و پاکیزه رای  
 که تاهای زنی این سرای فسوس  
 فلک پیرزالیست بی آبروی  
 ازو گرفتار کنی مردمی  
 (۱۴۱ ب) امید نگوئی ازو داشتن  
 بسوی خرابات گامی بزن  
 که تا دیده عیشش روشن کنی  
 در افکن بجام آن عقیقی شراب  
 کنم گر روانی او را بیان  
 جگر شکنان را صلائی بده  
 دواى جگر خستگان کیست؟ می  
 میست آنکه آباد سازد ترا  
 طلسم غم بیکرانت می  
 چنان دان که می گوهری بهاست  
 اگر تیغ این گوهرت آرزوست  
 که اگر جان یکی باشد از بوی او  
 نه می بلکه عیشش جوانی بود

(۱۴۱ ب)

نگاهش گلستان شود در بصر  
 نگار دهمه صورت آفتاب  
 دیگر چرخ بر چیده دامن وود  
 دیگر آفتاب آید از کام او  
 ۵ بمیخانه شو زین سنجی سرای  
 کند روز عیش ترا آبنوس  
 ازو آب و رنگ جوانی مجوی  
 زند سنگ بر شیشه خرمی  
 بود تخم در رگدز کاشتن  
 ۱۰ ز دست سبوح چند جامی بزن  
 چوستان بمیخانه مسکن کنی  
 کند باده در ساغر آفتاب  
 ز بانم شود آب اندر دمان  
 بیک جرعه می صفائی بده  
 ۱۵ دواى دل عاشقان چیست؟ می  
 زبند غم آزاد سازد ترا  
 تن بی روان را روانست می  
 که خورشید در جنب نورش بهاست  
 اگر جان دهی در بهایش نکوست  
 شود صد اگر بگری سوی او  
 ۲۰ کلید در زندگانی بود



هر آن زندگی کین کلیدش بود  
بتابد اگر پرتویش بر جهان  
۱۳۲۵) شرارش اگر سوی دفترخ رود  
وگر جانب آسمان بگذرد  
وگر سوی چارم فلک رو نهد  
خدا یا بجام می بیدلان  
کزین می که گفتم مراد و دار

شود عیشش باقی امیدش بود  
شود چشمه زندگی هرستان  
زبان چو بلبل خوش الحان شود  
ملک جامه زهد بر تن درو  
به خورشید صهبای خجلت دهد  
که سرخوش از ان عالم شد آسمان  
اگر از می وحدت کرد گار

(۱۳۲۵)

## ذکر

### ویساجه دیوان نکته دانی مولانا شیکتبی صفایانی

تتبع بسیار نموده بود و سخنان خوب بشمار بخاطر داشت، مجلس آرای شیرین و نقالی  
رنگین بود، و با اعتقاد اکثر ارباب امتیاز این جزو زمان که دیوان او را مطالعه کرده  
و صحبتش را دیده اند صحبت او را به از شعر او ادراک کرده اند، مؤلف کتاب میخانه  
عبد النبی فخر الزمانی نیز مکرر بخدمت آن محفل آرای سلاطین نامدار رسیده و از  
مجالست او فایز و بهره ور گردیده، از بس که مولوی را شیرین کلام و رنگین دریافته  
تصدیق بر قول اهل تمیزی نماید و الا شعر او هیچ یکی از شاعران این عصر ندارد [بلکه  
سرآمد همه است] دیوانی که از ایشان الحال در میان مردم است چهار هزار بیت  
است و سوای دیوان مثنوی دیگر در بحر خسر و شیرین ساخته، آن مثنوی ابیات

له آ: از اشعار، له بر حاشیه آ افزوده است،







این کسرخود ازوشنیده و بخط او [بظهر مکاتبتی که بپاران اهل نوشته] دیده در اول جوانی دل  
از حُب یار و دیار برداشته بپند وستان آمده و خود را داخل جرگه ملازمان نواب سپهسالار  
خانخانان ساخته آن خان عالی شان در صدد تربیت او شده تا او را نشو و نما داده و حلقه  
حامدان خود در آورد و در تته <sup>هشده</sup> هزار روپیة بصله ساقی نامه بدو داد (۱۱۴۳)  
چاه و سامان شکیبی از زمین دولت خان سپهسالار مرتبه اعلی رسید چون استعداد خود مستعد  
دید از خان عالی شان رخصت مکه معظمه استدعا نمود، آن بزرگ قاعده و ان مولوی را  
بسامان و سرانجام تمام عیار روانه بیت الله کرد، چون محمد رضا کعبه مقصود را دریافت  
بعد از مراجعت [از] دریا کشتی او از صرصر حوالت بحری بملاک عدن افتاد، آنچه مال و  
اسباب با او بود عدنیان بغارت بردند، مولوی جان شیرین خود بصدد تلخی از جنگ آن  
جماعه بسلامت بر آورده با جهان جهان محنت در کمال فلاکت و عسرت خویش را به پند  
و کن رسانید و خانخانان را ملازمت کرد، فاما این بار چندانی میان ایشان صحبت راست  
نیامد بنابراین شکیبی از برهان پور بدار الخلافه اگره آمد و بتاریخ بیست و هفتم ربیع الاول  
سنه هزار و نوزده با ستمدار کن السلطنة القاہرہ [عصه الدوله الباہرہ] خان نجم نشان

(بقیه حاشیه ۲۳) نام پدرش ظہیر الدین عبد الله امامی اصفهانی است، حاشیه صفحه پنجا <sup>له</sup> این عبارت را  
در آن افزوده است <sup>له</sup> در عمر سی و چهار سالگی بهوای سیرهندوستان شتور در سرانداخت از اصفهان براه لار  
بهرمز آمد و از اینجا در کشتی بندر چویل نشسته خود را بساحل کشید و خانه قبل از درو و هند "برخی علوم در شیراز و لجنی  
در اصفهان کسب نمود" (منه) شاگرد امیر تقی الدین محمد شیرازی بود و بلاکین بحواله مائثر جمعی بقول صاحب آئین اکبری  
"از سال و منه و سی علوم لجنی آگاه و از پالی گوهر بوار سنگی آشنا" <sup>له</sup> آسود <sup>له</sup> هفت اقلیم و خزانه عامه  
ده هزار آتابه میند بلاکین <sup>له</sup> <sup>له</sup> آسود <sup>له</sup> در آن افزوده است <sup>له</sup> س: طلاطم مواج بحر عمان  
<sup>له</sup> بعضی جزئیات احوال این سفر و خزانه عامه مذکور است، در <sup>له</sup> شکیبی برباخر مرین شریفین رفت "و بعد سه سال  
رفت معاودت بر ساحل هند سورت انداخت،

<sup>له</sup> که در مرآة العالم (بینی بلاکین <sup>له</sup>) اما قول صاحب خزانه این است در سال ۱۰۱۸ التماس انزو کرد و خانخانان  
برای او بزرگراه جهانگیری صدارت حو بیلی و سبوعای (سیورغال) گرفته رخصت آرام گزینی دار، <sup>له</sup> آ: عالی شان نامه بیک



جهانت خان بسعادت خدمت بادشاه کامگار نامدار گردن اقتدار خورشید اشتها خدیو جهان گیر  
کشور کشای شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه مستعد گردید و قصیده بر سبیل ره آورد گذرانید  
این سه بیت از ان قصیده است

### ابیات سر قصیده ایست

قناد بر سر برم از بجوم نقش جباه | بر آستان جهانگیر شاه اکبر شاه  
(۱۴۳۳) ای چه فغست تعالی الله استانش | که از بندی آن پر برخت مرغ نگاه  
ز بسکه ناصیه خویش سوده اند ملک | نگار خانه چنین گشته خاک آن درگاه

این ابیات مرضی طبع مبارک چمن آرای گلشن صاحبقرانی گردید، لیکن مولوی توقع از  
ایستادگان آن آستان ملک آشیان آن داشت که همان شب او را بغسل خانه طلبند  
و با او کمال مهربانی فرمایند این خود از مجلس اول و دوم میسر نگردید، بعد از چند روز اولیای  
دولت قاهره را بران داشتند که رخصت او را از ان پادشاه عالمیان پناه گیرند تا به  
ایران برود، چون اعیان آن درگاه بمقتضی وقت معروض داشتند که حضرت شکیبی از محض  
فرمایند تا به ایران برود آن پادشاه قدردان و آن مربی همزمندان رو بمولوی فرمودند که  
مولانا شکیبی! بایستی که روزی چند بموجب تخلص خود می شکبیدید و از ان می شکبیدید! شکیبی  
ازین الطاف خسروانه و اعطاف پادشاه ناصیه عبودیت بر زمین سود و زبان بشکر آن  
عطیه کشور و شبی دیگر این رباعی را در معذرت مقدمه مذکور معروض داشت 'رباعی  
گفتی بشکیبی که ز ما کبیدی | یعنی که ز قبله دعا کبیدی  
حد نیست مرا که گویم این بهتان است | گویند ریگ که از وفا کبیدی  
(۱۴۳۴) طبع دشوار پسند حضرت از استماع این دوبیت بغایت شگفته شد، روی مقابل  
رباعی کرده فرمود که: مولوی ما این رباعی شمارا بخط خاص خود بر بیاض خویش نوشته ایم

له آ کبیدی بهر سه موضع تا کبیدی (دو موضع اول و ثالث) و کبیدی (در ثانی) -



## رباعی

نزدیت جهان که بردنش باختن است | نژادی آن بد او کم ساختن است  
دنیا بمثال کعبین و نرد\* است | برداشتش برای انداختن است

القصه بعد از چند گاه که از شرف آستان بوسی آن درگاه عرش اشتباه جهان جهان  
فخر کسب نمود خسرو سکندر شکوه و ادا لوا، بادشاه جمشید فر، خورشید لقا، صدارت  
حضرت دہلی باو محبت فرموده او را بآن طرف مخص ساختند، مولانا شکیبی تہمتہ عمر  
خود را در دہلی بسر برد و نقد حیات خود در سن شصت و ہفت در انجمنی باقی گردانید  
شکیبی رفت تاریخ فوت اوست

۱۰۲۲

## ساقی نامہ مولانا شکیبی صفا ہانی

بویرا نہ گشت گلستان کنیم چو گل تا دمی ہست ساغر ز نیم نشانیم در باغ دل ریشہ اش کہ بر ہر گل لبلی پرویم بہار بہشتش پرستندہ بیاحشہ عمر باقی بیا	بیاتاز میخانہ بستان کنیم خرد را گل بادہ بر سر ز نیم گلی را کہ بلبل بود شیشہ اش بشینہ درخت گلی پرویم دم صبح از غنچہ اش خندہ (۱۴۴ ب) بیانشہ بردار ساقی بیا
--	---

۱۰

۱۵ ۷۷

۱۵ مآ: آن را کم بدو، آئین: بنقش کم، ۱۵ آئین: بشل چو کعبین نرد، ۱۵ بقول بلاکین عرش ۶۰ سال  
 بود، اما اگر بقول خود او چنانکہ مکر شد و لاوتش در ۹۹۳ بود و وفاتش بقول صاحب خزانه در ۱۰۲۳ سنش قریب  
 بہ ۵۹ بود، ۱۵ در خزانه تاریخ فوتش: صدر دہلی رفت و "داویلا و امیبتا و اشوقاہ" از سرخوش و سراج اسپرنگ  
 صفا) ہم بین ۲۳ منقول است ۱۵ جزو صالحی ازین ساقی نامہ در ہفت اقلیم (۵ مآ) منقول است  
 ۱۵ مآ: گل ۱۵ مآ: ندارد

۱۵ آ: نشانرا، مآ: خندہ، مآ: لبش را (بجای بہشتش) +



بهار دل می پرستان بیار  
 که بنجود مرا تا گلستان برد  
 مغنی آدم صبح شدنی کجاست  
 در آور بزللف نواتاب را  
 بسوزان غم جان مهجور را  
 چه می بود ساقی نر جام که بود  
 که وقف خرابات شد خانه ام  
 بجز محفل و می نجوید دلم  
 مغنی امه آشنایی بزن  
 بزن عند لیسانه صبح بگاه  
 که سرها بر آرند از زیر پر  
 بیاساقی من ایاعنی بیار  
 بود ره درین شب بجایی برم  
 از و پرسم افسانه خویش را  
 (۱۴۵) مغنی از غربت به تنگ آدم  
 مقامی کزان ره بمنزل برم  
 بیاساقی آن لاله گون می بده  
 کمن تکیه چون سبزه بر جو بیار  
 بجنیدین آید چو باد خزان

طرب را کلید گلستان بیار  
 منش جان دهم او غم جان خورد  
 یلب گیر تا گویت می کجاست  
 ز چشم صراحی بر خواب را  
 بزن نشتر این زخم ناسور را  
 بیاد که خوردیم؟ نام که بود  
 سبیل شرابست پیمان ام  
 چو شمع سحر گشته محفل  
 ز مرغی نه کم نوایی بزن  
 صفیری بر عنان این ام گاه  
 درین دام بچپند بار در  
 شب غم را چهره اغی بیار  
 که سر بر در آشنایی زخم  
 سراغی کنم خانه خویش را  
 درین جست و جو پاسبان آدم  
 رخ تازه بر در دل برم  
 طرب نامه آذر و دی بده  
 که نه سرو ماند نه گل نه بهار  
 ز گل برگ ریزد ز بلبل زبان

له اندوی ها؛ کلیدی له ایضا؛ از جان برد سه ایضا؛ مغنی تکلفن بکام که بود؛ سه درها ازین موضع  
 نه بیت را حذف کرده سه آ؛ آذر؛ له اندوی ها؛ آ؛ ریزد



مغنی! سر این مقام نمسند  
 فزون کن ز آهنگ خود پرده را  
 ندانم که آخر کدام تنگویی  
 بیا ساقی تشنه چشمان مرو!  
 شبنم را به ته جرعه ساز روز  
 که تیغ صد دانه را طی کنم  
 مغنی! از خود بی خبر کن مرا  
 بر اشتغلی خاطر من خوش است  
 دلم را بهر پرده رازهاست  
 بهارست ساقی! بده ساغری!  
 (۱۴۵) ب) زمین جرعه بین شد هوائی و  
 چمن را چنان شور می در سیر است  
 مغنی! بخاشاک من آتشی  
 بجهنم گذاری علم گشته  
 ز راز دل عاشقان با خبر  
 بیا ساقی! آن آب حیوان بده  
 بده صاف یا دُر دازان جرعه  
 سکندر طلب کرد لیکن نیافت

✓✓

۵

✓

۱۰

۱۵

✓

✓✓

می بود در خورد جامم نمسند!  
 که خالی کند قلب آزرده را  
 ز صاف خم یا ز دُر سبوی  
 مرو! ای سر زود خشان مرو!  
 ز خاشاک من آتشی بر سر دُر  
 سپند سر آتش می کنم  
 بیک نغمه زیر و زبر کن مرا  
 که پروانه ام، جای من آتش است  
 درین پرده گوشم بر آوازهاست  
 که هر شاخ را غنچه شد غاوری  
 چو گل مغنیه بلبل در آمد بچویش  
 که هر شاخ دستی و صد ساغر است  
 برون آور از پرده لیلی و ششی  
 بلیلی قدم بر قدم گشته  
 همه رمزد ایما ز پاتا بسر  
 ز سر چشمه خاستگانان بده  
 که بر نام دولت ز نغم قرعه  
 که در هند بود و بطلمت شتافت

له حاکم - پرده (جای چیده را) - دل آزرده (جای قلب آزرده را) - ازین موضع سیزه بیت را

در حاکم قلندرزاده کرده

سه کذا در آستانه گدازی؟ سه منقول در خزانه علامه ص ۱۶۶

سه حاکم: او



معنی: نوای طرب ساز کن  
 نوایی که جان را بجان برد  
 ز دوری دلم حسنه کز دست  
 بیا ساقی آن آب آتش تژاد  
 بده تادریه برده شرم را  
 بگشتاخ گوئی علم بر کشم  
 که شد کار از بی زبانی خراب  
 (۱۴۶) بگوهر کنی سرمه چشم تیشه را  
 نهان حسنه خاطر پر ز خور  
 عروسان خلوت سرای است  
 ز مشکل پسندی و بی شوهری  
 در حجله بستند بر روی خود  
 نه مشاطه را از ایشان خبر  
 سرافکنده هر یک چو ابروی خویش  
 گره کرده دامان بدامان صبر  
 نفس بر نیارد تمنای شان  
 بر آنم که اقبال یاری دهد  
 بدلا گلی حشمت سر کنم

(۱۴۶)

ز فردوس بر دل دری باز کن  
 مرا بر در خانجستانان برد  
 بهر ذره رستخیزی گشت  
 که پنداری از آتش طور زاد  
 قلم بشکنم حرف آنرم را  
 بستی خرد را فتم در شرم  
 برون آرم از زیر آن آفتاب  
 در گنج بکشایم اندیشه را  
 که نه سایه شان دیده هرگز نور  
 منزه ز آسیب شهوت پرست  
 همه پسر گشتند در دخترتری  
 نشستند هر یک به پهلوی خود  
 نه دلاله سولشان را هر  
 نشسته پراگنده چون موی خویش  
 چو بردامن کوه دامان ابر  
 که بیند کس دست کالای شان  
 فلک ترک ناسازگاری دهد  
 بشتا طلی کار آذر کنم

له منقول در خزانه عامه ۲۶۵ ۴۵ ها: میرزاخان، خزانه: میرزا جان ۳۵ ها: ذره ام،  
 ۳۵ ها: آتش شرار که با عقل دارد سر کارزار ۳۵ ها: شعله، حاشیه (آ)، متن آ، آتش (آتش)، آتش (آتش)، آتش (آتش)،  
 ۳۵ ها: در میان ۳۵ ها: کلام زیر آفتاب (زیر آفتاب) ۳۵ ها: آسم، بگوهر کنی، ۳۵ ها: بگوهر کنی ۳۵ ها: در حاشیه ۳۵ ها: سیه بخت،  
 ۳۵ ها: اسی: عرض بر نیارد تمنای شاه که بیند کس دست کالای شاه، ۳۵ ها: نفس بر نیارد تمنای شان، چو بیند کس دست بادی شان



نامم بهر شمع پروانه  
کشایم در حبه فکرا  
بدامادی صاحب روزگار  
محل خوش کنم شغل پیوندا  
(۴۶ اب) عراقی نژاد این جادو زبان  
سکندر نژادی فریدون فری  
چو گل نغمه فرمای هر بلبل است  
به بزمش رخ آرزو لاله گون  
اگر می دهد تو به پیمپانه است  
بوقت غضب مشعل در خار زار  
بمجلس چو باد خیزان برگ ریز  
مردی سپه دار شاه اکبر است  
نهال و برش یافت نشود نما  
در اخلاص از صبح صادق تراست  
بلند اختر! فتح کار تو باد  
گیتی کست هم ترا زوی نیست  
بسی سال در سفتن آموختم

بر آشفته مویان و هم شانه  
بیک شو و هم این همه بکرا  
نهم تاج بر تارک افخار  
بدریا سپارم دُری چسند را  
سپارم بدارای هندوستان  
باقبال شمشیر است کندی  
درین باغ هم بلبل و هم گل است  
برزمش دل آسمان پرنخون  
وگر کین کشت کعبه بختانه است  
که لطف گلزار در نو بهار  
بمیدان چو خورشید در سنجین  
سرخ او آسمان ادر است  
چو اقبال در خدمت پادشا  
بخورشید از ذره عاشق تراست  
سرکام دل در کنار تو باد  
جهان آب یخ ترا جوی نیست  
نثار تو شد آنچه اندوختم

له در حاکم اندادو  
در حاکم بعدش افزوده: ز گلش که چون ابرو هر کش است - عطار در سپند سر آتش است  
۳۰۰ حاکم شد ۳۰۰ آ گذار ۳۰۰ حاکم نهال ۳۰۰ بعدش در حاکم افزوده: -  
در تست بازار فضل و هنر: نگاه تو معیار فضل و هنر: نظر کن بکنش که انایه ام: فزون کن بقدر هنر پایه ام  
ز گوهر فروشان منم یادگار: درم را به منخ خذف بردار  
کم از هیچکس نیست در سخن: نترسم ز کس این من ای (این) انجمن



ز گوهر تهی کردم انلاک را  
 قیامت پدیدار از خامه ام  
 (۱۴۴) پی بزم تو محفل ساختم  
 چه محفل یکی جام گوهر نگار  
 نهادم اساس طرب خانه  
 که تا حشر و روی نشست آوری  
 در و آب و آتش در آغوش هم  
 خرد این عمارت چو بنیاد کرد  
 می و مطرب و ساقی هوشمند  
 بی ساقی این بزم را تازه کن  
 برون کن حریفان افسرده را  
 بجموعه بزم قطره کن  
 چو می گوش بر حرف ادراک کن  
 طلب کن رفیقان آزاده را  
 صبوحی شان را بر آور ز خواب

غنی ساختم سده خاک را\*  
 که حشر معانیست در نامه\*  
 در و گنج اندیشه پرداختم  
 می لعل آن چهره شهریار  
 بهاری بر آوردم از دانه  
 گهی جام و گه دل بدست آوری  
 زمین و صبادست بر دوش هم\*  
 خطابش فلک عشرت آباد کرد  
 نمی بایدش هیچ غیر از سپند\*  
 چو گل دفتر لهوشیراز کن  
 ز گلبن بستر شاخ پرموده را  
 ورقهای بیهوده را پاره کن  
 ز ابیات بد صفحه را پاک کن  
 حریفان هم بزم و هم باده را  
 که آید ز مشرق بر دهن آفتاب

له در معانی و در معانی افزوده:

خرابی تواند و روم زند،  
 عجب ملک امنیست ملک خیال  
 خصوصت فراموش اضداد را

اساسی نه کش چرخ برسم زند  
 چو کردون منزله تغییر و تغییر حال  
 خبر نه ز آشفته گی باد را

له در معانی و در معانی افزوده:

بنای نهادم در ایام تو  
 که جاوید ماند در و نام تو

له معانی و نوشند - نامش مدحش غیر از سپند و بعدش افزوده:

که هر کس در و ظل نکشایدش  
 مصون باد از دیده غیب بین  
 حصاری ز انصاف می بایدش  
 در و بام این خجالت افزای چین



حریفان که از ما نهان خفته اند  
 (۴۶ اب) ندیدند جای بدمان خاک  
 ز بزم سخن شاد خواران شدند  
 سپیدی درین راه دامن به خار  
 تنهایی حسد او ند معنی برفت  
 چو افتد گدازم بطرف چمن  
 سرایم بهر شاخ گل اندکی  
 بهمان به کز افغان به بندم زبان  
 خدا یا بتقصیر ایشان مکیر  
 نگویید ز خجالت سر افکنده ام  
 گراز کجاست ایم و اگر از کشت  
 درستم اگر میوه تلخ داد  
 نهالی که پرورد در بوستان

ز بدستی آسمان خفته اند  
 کشیدند سر در گریبان خاک  
 شکستی تو ماندی و یاران شدند  
 رفیقان بمنزل کشوند بار  
 ز دنیای عنی بدعوی برفت  
 خروشم ز تنهایی خویشتن  
 که گلین هزارست، بلبل کی  
 که برگوش گل ناله ماند گران  
 بخود رای می پرستان مکیر  
 اگر نیک اگر بد ترا بنده ام  
 قلم بر سر این حرف از اول نوشت  
 سیاه تو این نخل را آب داد  
 بدست تبر کم دهد باغبان

ذکر

مولانا صحیفی

مولد آن عند لیب گلشن راز از دار الفضل شیراز است، نسب او بمصوفی خلیل که

(بقیه حاشیه ص ۲۳۳) ه ازین بیت تا آخر ساقی نامه در حاشیه است، ه بعدش ده آیک بیت مسموع و منسوخ  
 این طور: لا صراحی و پیانه وز را پسند که صبح است مستان اله  
 در آن این را حذف کرده

(حاشیه ص ۲۳۳) ه کاتب کتاب تذکره مولانا صحیفی را بر حاشیه آقا میرا بعد کتابت کتاب نوشته است.



یکی از اکابر ذوالقدر راست منتهی می شود، اشعار ترکی را با نهایت خوب می گفته و ابیات فارسی  
 بی نهایت مرغوب از سر می زده، اکثر منظوماتش دلاویز و اغلب سخنان شورانگیز او در  
 مدح حضرت ائمه معصومین رضوان الله علیهم اجمعین در خوش نویسی فرید زمان و در کتابه  
 خانه مرتب ساخته و حیدر دوران خود بوده مدفن آن بلبل هزار داستان در سه تنان  
 مسجد جامع صفایان واقع است، سر غزل و دیوان نکته سرانی حکیم شفقانی که یکی از دشوار  
 پسندان این جزو زمان است بسیار مقتدر اشعار مولانا صحیفی است چنانچه در تاریخ  
 فوت مولوی مرحوم اظهار این معنی نموده

### تاریخ فوت مولانا صحیفی که حکیم شفقانی گفته اینست

<p>چون صحیفی جوهری ز قضا          دل خلق جهان بسوخت برو          بی بدل بود در فسون سخن          تا قیامت برین کتایه دهر          سال فویش ز عقل بستم گفت</p>	<p>از جهان رفت جانب عقابی          همه را دیده گشت خون پالای          و در فن شعر بود [بی] بهمتا          رستم خط او بود برج          رفت ملا صحیفی از دنیا</p>
---	---

### ساقی نامه مولانا صحیفی

بده ساقی آن آب فکر که از  
 که بیرون دهد دل ازین پرده راز

۱۵ یعنی ترکی الاصل است، نقل کاشفی در ۹۸۶ هـ او را در اصفهان دیده (سپهر ص ۳۵۲)

۱۶ از حاشیه آساقط شده، از تم نقل شده

۱۷ هفت اقلیم، صحیفی بوست مشرب می صوف بود، از خط و تذهیب و صفای و قالی بهر ز (بخشی داشته،  
 در همین کتاب تاریخی از تصنیف صحیفی مندرج است که ۹۸۶ هـ از و برمی آید



(۴۸) کشایم ز روی مدارا نقاب  
عیانت کنم در پس پرده چیست  
درین پرده باشد مهی جلوه گر  
ز نهپسانی از دژه مخفی تر است  
بده ساقی آن نثار زندگی  
ز دوران فراموشیم آرزوست  
ز هشیاریم هیچ نکشود کار  
مغنی بسیا پرده ساز کن  
منم تشنه نغمه آبدار  
بمضرب جان بخش همدست باش  
فلک برقع از چهره شاه ناز  
مخالف درین دور شد سدر روح  
ز سلک رهی نیست سوی حجاز  
مخالف ندارد درین پرده راه  
من بنوا در عراستم اسیر  
مغنی الیوا از تو، حالت زنی  
ز مطرب اصول، از صحتی غزل  
غرض صوت و حرفیت کار جهان  
بیا ساقی آن آب آتش خواص  
کراتاب این آب رخسده است

ننیدایم از گل سرخ آفتاب  
تیارم ازین بیش در پرده نیست  
که هم پرده دارست و هم پرده در  
ز پیدائی از مهر روشن تربت  
باحباب از جام فرخسندگی  
برندان هم آغوشیم آرزوست  
گره زو بکار دلم روزگار  
دری از نوا بر رخم باز کن  
تو کام من تشنه لب را برار  
خلاصم کن از فکرت دلخراش  
مبرقع ز هر گوشه همدست ساز  
مرا دلنوازی کن از شد روح  
ز مضرب جان بخش سدی بساز  
نمایان کن از شن جهت پنچگاه  
نشد از عجب بهیکس دستگیر  
تکلف ز ساقی، و گرمی ز می  
معانی ز من، از تو صوت و عمل  
بصوتی و حسنی ز عشرت همان  
که با طبع من باشدش اختصاص  
که این آب چون برق سوزنده است

له به بنید ملاس، له تا شد له از روی تر تصحیح شد، آ: ز عشرت تر، در عشرت همان،



بود سپهر زندان لاهوت سیر  
 مدیم من این سپهر گلفام را  
 بده ساقی آن آب آتش مزاج  
 بمن ده که با و بهیاری وزید  
 خردشی برغان بستان قتاد  
 شیه گل بر اورنگ شاهبخت  
 شکوفه درم ریز شد در چمن  
 بر افروخت گلهای بستان فروز  
 (۲۸ اب) برومند گردید نخل امید  
 بهر شاخ گل کرده جالبسلی  
 به بند ای مغنی! تو هم تار عود  
 باهنگ مرغ چمن ساز کن  
 فرزند شد جنون دلم زین بهار  
 جنونم بهر خاشاک گردون برد  
 بده ساقیا یکدو جام دگر  
 زمستی ز نم تکیه بر دوش چرخ  
 بر زیر انگنم طایس خورشید را  
 کمربند جز از هم بگسلم  
 درم شقیهای سپهر کبود  
 قلم بشکنم در کف چرخ سپهر

(۱۳۸ اب)

شراب کهن سال در گنج دیر  
 که روشن کند از رخس جام را  
 که هستی گدازست و صاحب و اراج\*  
 نقاب عفاف از رخ گل کشید  
 که بتا نشان رفت مطلق ز یاد  
 چو پروانه شد بلبل آتش پرست  
 به شتابش خوابان گل پیرهن  
 شب سبزه را کرد روشن چو روز  
 بکام دل از هر طرف سر کشید  
 فکند به سطح حسن غلغلی  
 بپرداز خاطر تو از کار عود  
 گره از دل اهل دل باز کن  
 برون رفته از دست عقل اختیار  
 که تا از دلم عقده بپیرن برد  
 که افزون شود مستیم را همنز  
 ز افغان درم پرده گوش چرخ  
 بهم بر زخم چنگ ناهید را  
 گر بهای این بسند غم بگسلم  
 برون انگنم جنس نابود بود  
 دبیر فلک را بدوزم به تیر

له از حاشیه آکم ویش ساقط شده اند تا نقل شد ۳۳ تا ۳۵ تا: زابهر



کشم تسمه از پشت شیر فلک  
کنم تسمه را چنبر شاخ نور  
صحیفی کن آتش جنگ تیز  
جنون را باطل جنون و اگذار  
بنوش آن بشادی روی کسی  
به ..... عباس شاه  
باقبال شاه حسینی نسب  
سترده شد از دهر هول نفاق  
همه کام و عیش است و نای و سرور  
نه بینی ازین پس ولی را غمین  
گره های ابروی غم خوارگان  
چو دست کرم بر کشد آستین  
چو پای شجاعت نهد در رکاب  
سمندش ز نعل کواکب نشان  
چو شمشیر کین بر کشد از غلاف  
(۱۲۹) بلند اختر اصحاب اسرور!  
سلیمانی و خاتمت ساغر است

غریب انگنم در صفوف ملک  
که چون گاو عصا را افتد بدور  
بکش جام و آبی بر آتش بریز  
اگر باده عقل داری بسیار  
که از وی بدلهاست شادی بسی  
که گلبانگ عشرت رسانده بماه  
عجم گشت رشک عراق عرب  
به رست از گزند مخالف عراق  
همه ساز بزم است و گلبانگ عود  
بجز خاطر عاشق اند و هکین  
ز بیم ریخت مانند توزر کمان\*  
نماند کسی مفلس اندر زمین  
شود چرخ را دریدن بهره آب  
کند حلقه در گوش گردن گشان  
کسی جز اجل جان نبر و از مصاف  
باقبال و شمشیر اسکندر!  
جهانت بفرمان انگشته است

له این بیت را در متن ندارد که این بیت را در متن ندارد و اولش از حاشیه آساقط شده ۵ در متن دارد و ندارد  
۵ تا کسی ۵ اکثر این بیت از حاشیه آساقط شده از متن نقل شده ۵ آ: راستین، تا: راستین  
۵ از حاشیه آساقط شده از متن نوشته شده ۵ تا: و کربای جرات ۵ در متن این بیت را بعد از ۶  
ص ۲۳۹ آورده است و "محدث" بجای سمندش نوشته ۵ به بینید ص ۲۳۲ س ۶ ۵







سالگی بعد از پدر از وطن خروج نموده به هندوستان که دارالعبایر نکتہ سنجان نشو و نما  
و بهندہ خرومندان است آمد و در دارالخلافہ آگرہ از مساعدت بخت داخل بساط  
بوستان محفل حسنت و شوکت بادشاہ سکندر شکوہ دارالوا، فریدون فر عالمیان پناه  
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی گردید، و از شرف آستان بوسی آن در گاہ عرش اشتباه  
مغرور و مکرم خاص و عام شد و بندگان حضرت خلافت پناه بجهت وجہ معیشت او  
یک اشرفی روزبنہ مقرر فرمودند

به تحقیق پیوستہ کہ پیش ازانی کہ سخر بہند بیاید پدرش میر حیدر بہند آمدہ و بوسیله  
میرزا جعفر آصفخان بسعادت ملازمت جانشین صاحب قران دارای ہندوستان  
در آگرہ مستعد می گرد و او خان مذکور از بادشاہ جہان پناہ بجهت او چہل ہزار روپیہ  
انعام می گیرد و خود ہزار اشرفی با و مردمی نمودہ بکہ معظمہ اش مرخص می سازد گویند  
کہ در راہ غارتیان بمیر معانی برمی خورند و اموالش بغارت (۴۸۱) می برند او باز  
بہند عود می کند خان نکتہ دان آصف خان دیگر بارہ بدستوری کہ ذکر کردہ شد او را بہ  
بادشاہ می گذراند و بجهت او انعام می ستاند و ہزار مہر از سرکار خود با و می رساند درین مرتبہ  
فرزندش سخر داخل بندگان حضرت شدہ و در دارالخلافہ نشو و نما نمودہ بود کہ میر بہندوستان  
معاودت نمود، ملخص سخن آنکہ بعد از رفتن پدر محمد ہاشم در ہند در خدمت بادشاہ ماند  
بعد از چند گاہ بسبب سخنان ناخوشی کہ از ان بلبل گلستان نکتہ سنجی سر می زد و ادای خارجی  
کہ قاعدہ جوانی جوانان است از او بغفل آمد بفرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر خاطر اشرف  
از سخر گران کرد و او را از مردودان در گاہ عرش اشتباہ خود گردانید، آن نادرہ عصر خود بہ

لہ آ: بوستان (مصحف) لہ ایکہ صاحب خزائن الغرائب در ترجمہ سخر گفتہ کہ "چند دفعہ بدو پسر در عہد شہاب الدین شاہجہان  
بادشاہ بہند آمدہ" اعتبار را نشاید از آنکہ جلوس شاہجہان در عہد ابو میر حیدر بقول صاحب آئین شکرہ در سال ۱۰۰۰ قمری یافت  
لہ از آثار رحیمی ظاہر است کہ سخر بحکم شاہ جلال الدین اکبر مدتی محبوس بود، و چون رامی یافت بہ احمد آباد و از انجا  
بہ بیجا پور رفتہ (بلاکین) ۱۰



تقریبی که این مختصر گنجایش آن ندارد گجرات رفت چندی در آنجا هم توقف ننمود از سها بگشتی  
نشسته از راه دریا به بجا پور رفت و در بجا پور به وسیله شاه نواز خان ابراهیم عادل شاه رالمات  
کرده داخل ملازمان او شد مولانا ملک قتی در شهر مذکور در خدمت عادل شاه بود بر احوال  
او اطلاع یافت دختر خود را بدو داد و او را داماد خود گردانید

۵ سحر در دکن ترقی تمام عیاری نمود آشتیاری یافت، پاره از اشعار او (۲۹) از  
متفرق مردم بایران بردند به تقریبی در مجلس بهشت آمین در صدف شرف نبوی و مدیده  
درخت بخت مرتضوی شاه عباس حسینی صفوی خوانده شد مرضی طبع دشوار پسند آن  
محل قدسی گردید و اکثر ارباب طبع از بسیار و مین آواز تحسین باوج علیین رسانیدند شاه  
عالمیان پناه فرمان عالی شان بطلب او فرستاد چون حکم فرمان روای ایران بدکن رسید  
۱۰ ابراهیم عادل شاه در سامان فرستادن سحر شد که او را با عزا و اکرام بعراق فرستاد این مطلبی بود  
که محمد هاشم همیشه در آرزوی آن بود فلک کی تاب می تواند آورد که آرزو مندی دوست کام  
گردد و دست آرزو در گردن عروس مقصد حایل کند بزرگی درین باب بیتی خوب گفته بهیت  
فرشته ایست برین بام لاجورد اندود که پیش آرزوی عاشقان کشد دیوار

۱۵ القصه در آن ایام سرانجام کردن سفر ایران مرض اسهال گرفتار شد از غریزی که با آن یگان  
عصر کمال دوستی داشت چنان استماع افتاد که هنگام ضعف سحر با حکیمی بعیادت او فرستاد طبیب  
فرمود که چون ترک شراب نموده اید بنابران شمار این کوفت دست داده باز باید که شرابی  
می خورده باشید سحر در بدیهه این بیت گفت و بران جمعی که حاضر بودند خواند بهیت  
(۲۹) اب گوته زردم دو انداشت و گرنه شد لب ساغر کبود بس که گرفتم  
در آن مرض در دلش سرایت کرده بود که مرض او علاج پذیر نیست دیگر شراب نخورد بعد از

له بقول آزاد: در ایام اقامت بجا پور فرمان طلب شاه عباس ماضی با خلعت فاخره بنام او صد دریافت آمایش از وصول  
فرمان منشور اجل نامزد او گردید (سر و آزاد ص ۲)



دو روز در سنه ثلث و عشرين و الف در سن چهل و يك داعی حق را البیک اجابت  
گفت: [باقر خورده مرثیه بجهت آن سرآمد مستعدان گفته و تاترخ فوت او در آن مرثیه  
بدین طریق ادا نموده است]

### تاترخ

سنجر ز سر نهادن ای سروری | بی پادشاه ماند جهان سخجوری  
تاترخ او به تقمیه گفتم بوالدش | افکنده بادشاه سخن چتر سنجر ای  
برای ارباب هنر پوشیده ماند که منظومات سنجر بسیار است و دیوانی که در آن گره از و  
جمع شده قریب به هزار بیت است فلما آنچه در و کن از وی سرزده بنظر این کمترین

له از تاترخ که باقر یافته است و ظاهراً خود مؤلف و مع کتاب میخانه کرده است (و آزاد همین تاترخ را در سر و آزاد ص ۲  
خزانة عامه نقل کرده) ۲۱۰۰ بر می آید و عبدالباقی نهاوندی نیز وفاتش را در ۱۰۲۳ ضبط کرده (به بینید بلاکین ص ۵۹۵ حاشیه ۳)  
و همین است قول سراج (سپر نگر ص ۱۵) و همین ۲۱۰۰ را سپر نگر (ص ۵۶) و ریو (ص ۶۵) اختیار کرده ۱۰۲۱ این  
عبارت را بخوبی کتاب بر حاشیه کتاب بخط اعلی نوشته و به علامت اتصال درین موضع بمتن ملحق کرده: باقر خورده کاشی بقول  
صاحب مخزن الغرائب به نسبت مقصود خورده فروش که از شعر او مقرر کاشان در او را (یعنی برادریا) بود باین لقب مشهور  
شده و بقول خوشگو (فهرست مخطوطات فارسی در کتاب خانه باطی) ۲۳۰ ۵۹۵ (۵۹۵) شاگرد میر معز الدین کاشی و مختتم کاشی  
است در ۱۰۲۱ به و کن آمد و ابراهیم عادل شاه بیجا پوری را ملازمت کرد و همدان سرزمین در ۱۰۳۲ فوت شد نیز روح کیند  
سپر نگر ص ۲۴ و هفت آسمان ص ۱۴  
افکندن چتر سنجر کنایه از اسقاط بای پادشاه است از آنکه بای منعکس (۱۰۰) مشابه است به چتر پس از پادشاه سخن با اسقاط  
با ۱۰۲۱ حاصل می شود

له در نسخه دیوان سنجر که در مؤنذ بر طامیه است تعداد ابیات ظاهراً قریباً ۲۶۰۰ هست و در نسخه موتی محل  
۲۲۰۰ و در نسخه ایشیا نامک سوسائتی بنگال (نمره ۵۱۳) قدری زیاده ۵۲۰۰ دیوانش مشتمل است بر غزلیات  
(به ترتیب حروف تہجی) و قطعات و مثنوی با و قصاید (در مدح اکبر پادشاه و شاهزاد با و امرای دولت اکبری و ابراهیم  
عادل شاه و مرزا جانی بیک والی تته و سپرش مرزا غازی) در حواشی صفحات آئینده از دیوان مراد همین نسخه ایشیا نامک  
سوسائتی هست که مذکور شد



در نیامده، ساقی نامۀ بسامانی در بیجاپور گفته و می گویند که قریب به پانصد بیت است، ناماناً  
چندانی درین هندی اشتہار نیافته است، این ذرہ بی مقدار چند بیت از ساقی نامہ او  
بدست آورد چون کم بود بنابراین چند بیت دیگر که آن مطلع قصیدہ سخنوری در معذرت  
بدستی که از و واقع شدہ گفتہ درین تالیف بر بیاض برد امید کہ ہنگام مطالعہ این مجموعہ  
منظور نظر کیا اثر اصحاب ہنر گردد

[۱]

### ساقی نامہ میر تسخیر

<p>شگونست در دست جام شراب باقی کوثر رساند نژاد دہد روشنائی چو دست کلیم* گل فتن او بوی طاعت دہد بجز ساقی از ہر چہ خواہی بدست حرام بود غیبر می خواستن گر انصاف عیش خمیر ہمہ کند خامہ شکر ترا یاوری کہ بر روی دانش جلیا پرورہ است نگہدار عقل است از پای لغز</p>	<p>شکار حل چون کند آفتاب گرامی بود ساقی پاک زاد کف دست ساقی مٹائی حکیم باو ہر کہ دست ارادت دہد (۱۵۰) طلب گر بود بادشاہی بدست چومی آورد خواستن کاستن بیاساقی آن دستگیر ہمہ بدمی کہ تا از زبان آوری بپرس از حکیمی کہ می خورده است می اندر سر مرد بسیدار مغز</p>
--	---

۱۵ در نسخہ دیوان کہ بہ کتاب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال محفوظ است  
(رجوع کنید بہ فہرست نمہ ۵۱۳) و در نسخہ در بیجاپور تحریر شدہ - ساقی نامہ  
فقط ۳۵۱ بیت را دارد - و ساقی نامہ سخنر کہ در ج من میخانہ است



دلم را که از گشت گلشن گرفت  
 نبود است در هر زمین من زلم  
 چو خسلد برین دلکش محفلی  
 سیر دست ساقیش را جام می  
 ز هر جانبی گل رخی نیم مرت  
 جهان در جهان گلشن و گلزار  
 غزل خوان غزالان تازی زبان  
 بآهنگ ترکستان چگل  
 ز صوت خوش آینه پهلوی  
 (۵۰ اب) نوای خوش و ناله ارغنون  
 کما پنجه چو ابروی خوبان بزیب  
 رخ ساقی از باوه گل شده  
 صراحی چو دیده رخ همیشگان  
 بروی چو خور داد ساقی شراب  
 بیاساقیا باوه صاف ده  
 دمی بی می صاف دلجو مباحش  
 ازان شد چنین سبز و خرم سپهر  
 ده جز نبی نقد جان زینهار

همین خاک میخانه دامن گرفت  
 که مشکل پسند است چشتم دلم  
 بعشوه زهر سو بلای دلی  
 شده لاله و ساعدش ساق وی  
 چو شاخ گلی جام گلگون بدست  
 سر ایندگان پوچو بلبل هزار  
 بغمزه شکر ریخته از لبان  
 ر بوده دل از نفسم معتدل  
 ترنم کتان زهره و مشتری  
 ز دل صبر می برد و در جان سکون  
 ز راه رباب آمده و لفریب  
 مغنیش از شوق بلبل شده  
 بر آورده گردن بنظراره شان  
 درون سوخت ز آتش بران ز آفتاب  
 به از می چه باشد خود انصاف ده  
 نباشد گر آب خضر گو مباحش  
 که دارد کف ساغر ماه و مهر  
 شراب و جوانی غنیمت شمار

(بفیه حاشیه ص ۲۵۳) تعداد ابیاتش فقط ۷۸ است ، اما ابیات ذیل را

که ۲۹ بیت است در دیوان ندارد :-

ص ۲۵۴ س ۳ تا ۲۵۵ س ۱۰ - ۲۵۶ س ۱ - ۲۵۷ س ۱۵ د ۱۵



بیا ساقیا شام غم روز کن  
بر آرد آفتاب طرب را از جام  
مغنی! بیا و غنچک ساز کن  
بدستان برون بر زدف راه را  
بیا ساقیا زان شراب طهور  
بمن ده که گردد ز نفس خندگی  
(۱۵۱) بیا ساقی از دوبرجم یاد کن  
پُر از باد کن جام گیتی نهای  
مغنی! بیا ساز کن تار را  
ز مضرب زن بر رگ عود نیش  
هوا شد هوا بزمستان کجاست  
بگوئید با باغبان در بهار  
ضرور است دادن بکوری خواب  
به اندازهای برنگب تدر و  
چنان از می و گل بسان روم  
نیارم گذر کردن از روی پل  
چون دوست مطرب با و از چنگ

(۱۵۱)

چرخ از می مجلس افروز کن  
که شد روز عیشتم سیه همچو شام  
مه نو بخورشید همسر از کن  
ز هاله ناپخته ماه را  
که خجالت برد زان لب لعل جور  
فراموشم از چشمه زندگی  
بده جام و جان دلم شاد کن  
که بشت جبهه پید ثانی بجای  
بدست آرد سر رشته کار را  
که خون ریزم از چشم غمناک خویش  
چه شدمی؛ کلید گلستان کجاست  
کلید گلستان بستان سپار  
دل و دیده را از گل و باد آب  
لب جوی می بوسم و پای سرو  
که چون تاک افتان و خیزان روم  
چه از نثار می چه از بوی گل  
برقص اندر آمد می لعل رنگ

۵

۱۰

March  
۲۷

۱۵

(تفصیل حاشیه ۲۵۳) ۵۲ دیوان بخش ۵۳: بدست حکیم (تفصیل از روی دیوان)  
۵۴ دیوان: هر که ۵۵ دیوان: ای ۵۶: جها برده  
(حاشیه صفحه ۲۵۴) ۵ دیوان: دلم ۵۷: سر آینه کان



بکف جام می ساقی عشوه ساز  
مگر مطربم دستگیری کند  
بمطرب رسان ساقیا! ساغری  
ز بس نغمه تر که در غوداوست  
(۱۵۱ اب) ز سیرابی نغمه گاه شراب  
چو بر دست گیرد به رامش گری  
بسا صدنی خشک و لب خود پرست  
ز می رفت هوش و به نی ماند گوش  
مقنی! تو در کار خود باش چست  
ز تر دستی تو برستم ز دست

سوا ماه نو دست مردم دراز  
که او جای ساقی دلیری کند  
که در پرده دارد نوای تری  
روان زنده رودی ز هر دو دوست  
بط برطش تا بگردن در آب  
شود ناخنش برگ گل از تری  
ز تر دستی او ز خود شست دست  
فدای می و نی چه گوش و چه هوش  
که چشم بساقی و گوشم به تست  
کز نغمه تا حاست در جان نشت

غریبان هندی یک سر گواه  
بجیال هندم دو راهی دهد  
بتاریک بازار هندم فروخت  
بسودای تاریک بازار هند  
نمی آرم از شرم بر روی خویش  
که بودش در ایران لقب خانه زاد  
دوان در قفا بود چون سایه ام  
سر از خط پیشانی ام تافته است

بن آنچه کرد است بخت سیاه  
چو هند و بخونم گواهی دهد  
جبینم بداغ غلامی بسوخت  
چه سودم رسید از خریدار هند  
سیر روزم از کید هندوی خویش  
همان است این بخت و اثر و نژاد  
چومی دید آنجا قوی مایه ام  
کنون هند را ملک خود یافته است

له دیوان: تر دست کردد له ۱: دست شست نقیص از روی دیوان له دیوان: تیزی دست  
تو رفتم له ۱: ناخواست (نقیص از روی دیوان) له دیوان: یافت - تاخوت (بجای تافته)







وای مبرّخ نهیب تو رسانیده صدا  
 ذوق در پیش و طرب همه و شادی زرقا  
 گفت کای قافله ناطقه را راه نما!  
 گفتش بر در کجسر و خورشید لقا  
 که تو ظاهر نشود نغمه خارج ز نوا  
 سر و در معذرت جرم تو نشست ز پا  
 که تو اینها بظهور آید! لاجول و لا!  
 خجالت آتش بر بیان گفتش ای هیزه در  
 من کجا حوصله ساغر جمشید کجا  
 پر صر سحبت که در کوزه منجبد دریا  
 شرم بر تافت بصد زجر عنانم بقفا  
 توبه می کردم ازین آئینه عیب نما  
 نخورم باده گرم دست بیوسد صهبا  
 بر نمی آیم تا آنکه نگویی که بس  
 به صلاح و به ثواب و بکناه و خطا  
 دشمنت صبح طرب را از ساند بمسا  
 با می و فی برسانند هوا را بهوا

(۱۵۲) اب کای بخورشید چراغ تو رسانده مرغ  
 دوش می آدم آنجا که تویی رقص کنان  
 نیمه ره به خرد روی به روبر خوردم  
 بچنین ذوق کجای روی و مطلب چیست  
 گفت ز بهار در گزیده باده بازه بخور  
 از دم سرد تو دی روز گلستان نشگفت  
 دست بردست زافس تو می سوچنا  
 عرق آلوده جبین گفتش ای عیب اش  
 من نه خاقانم که کاسه فغفور خورم  
 من تنک حوصله و ساقی او در یاد دل  
 گرچه معقول خرد ساختم از وجه ولی  
 گرچه تکلیف تو همسایه آن می بودی  
 لیک این عهد بخود کردم که بعد حبلیم  
 به حیای نگه یار که از پرده شرم  
 به پریشانی مستان به تنک ظنی من  
 (۱۵۳) ا تا زینگی ایام و زنا سازنجست  
 باده نوشتان تو هر صبح به از صبح و گر

دیوان: عشق ۱۵۲: غافله ۱۵۳: دیوان: با چنین شوق - جمشید لقا (بجای خورشید لقا)  
 ۱۵۴: بعدش در دیوان افزوده  
 تو که خاقانی عهدی ز تو اینها بجهت - تو که سبجان زمانی ز تو دورست این ها ۱۵۵: آسا به (تصحیح از روی  
 دیوان) ۱۵۶: دیوان: بخود ۱۵۷: دیوان: امکان می بود ۱۵۸: کردم بخود این عهد که ۱۵۹: دیوان: مینا



# ذکر

## مردم دیده مروی ملک محمد قمی

شاعر تمام عیار است، اکثر اشعار او بر تبه است چنانچه از ساقی نامه شعر و شاعری او معلوم می شود، واردات ایام شبایش بر تبه تر از منظومات همگام شیخ خیریت است، و این چند بیت از ابیاتی است که در جوانی گفته است

قبول از طاعتم برخاست تا قرب زد و گرم | اثر رفت از دعا تا حرف خواش بر زبان آمد  
ایضا

داشتم خوش حالتی امشب میان کفر و دین | دیده مشغول بت دل گرم استغفار بود  
جان هنوز از محرمان خلوت هستی نبود | کار زو از ساکنان مجلس میدار بود

بر اکثر هنرمندان این جزو زمان ظاهر است که مولدش از ملک قم است و این قم اگرچه چندان وسعت ندارد فاما یکی از شهرهای مشهور و معروف عراق است

به تحقیق پیوسته که نام او ملک محمد بوده است تخلص را از نام خود بر آورده است گویند که در اوّل جوانی از وطن بر آمده به بند دکن آمد داخل مجلسیان نظام شاه بحری شد بعد از فوت نظام شاه مولانا ملک (۵۳ اب) داخل بساط بوسان محفل عزت ابراهیم عادل شاه شد و قصاید غرّاء در مدح او گفته بدولت ممدوح خود جاه و سامان تمام عیاری

(۱۵۳ ب)

له رجوع کنید به جواشی ۱۵۷: آ: شیخیت ۱۵۷: تخلص او ملک است ۱۵۷: بقول تقی کاشی (سپهر گرامی) که در عهد به بند رفته و احمد نگر مقیم شد و بقول آزاد (سرو آزاد ص ۲) در رمضان ۹۷۰ هـ از قزوین بر آمده سری بیارکن کشید و از مرتضی نظام شاه دیوانه والی احمد نگر و بعد از او برهان شاه اکرام و انعام فراوان یافت — آزادی گویند که از قم به کاشان آمده، ایامی آنجا بود آخر متوجه قزوین شد قریب به چهار سال در آن مقام گردانید و از آنجا بکن ولود شد

۱۵۷: مرتضی نظام شاه دیوانه از ۹۹۶ هـ والی احمد نگر بود و برهان ثانی نظام شاه از ۹۹۹ هـ تا ۱۰۰۳ هـ  
۱۵۷: ۹۹۶ هـ ۹۹۹ هـ ۱۰۰۳ هـ

ع: آ: برخواست



بهم رسانید

دیوانش بنظر این کمترین در نیامده، فاما یکی از اهل قلم که بامولوی لای خجی می  
زد گفت اشعار ایشان بسیار است قریب بیک ملک بیت می شود، دیوانش  
با مثنوی ها آنچه در میان مردم اشتها یافته قریب به بیت و پنج هزار بیت باشد  
والعهدة علی الراوی

گویند که حکم عادل شاه گزرا نید، شاه یک شتر زر بصله آن به ملک عنایت نمود،  
میر حیدر ذهبنی که یکی از اصحاب قلم است و او نیز مداح ممدوح ملک است شاه  
باو گفت که میر ذهبنی تو چرا جواب مخزن نمی گویی؟ او بعرض رسانید که: الحال چون حکم شد  
خواهم گفت، روز دیگر بعوض جواب کتاب مخزن اسرار این رباعی گفت و بنظر ممدوح  
خود آورد رباعی

در مدح و ثنایت ای شهنشاه دکن | معذورم دار اگر نگفتم مخزن

(بقیه حاشیه ۵۹) بر ابراهیم ثانی عادل شاه از ۹۸۸ تا ۱۰۲۶ هـ در بیجا پور فرمان ردا می کرد

۱- نثر کلیات که سپر نگر در موقی محل دیده بود و نثر که در کتابخانه دیوان هند محفوظ است (فهرست ۱۲۹۹) ظاهر  
نصف این ابیات و نثر دیوان که در ایشیاک سوسائتی بنگال است (فهرست ۱۱) غالباً آن قدیم  
ندارد - اما رجوع کنید به حواشی ۱- آ: بسلا ۲- در خزانه عامره (ص ۳۱) از خان آرزو نقل کرده که

مولانا ملک قلی دهبوری در برابر مخزن کتابی تصنیف کردند الی آخر القعه و در مخزن الغریب هم گفته است که این مثنوی را هر دو  
شاعر مذکور منظوم کردند - برای ذکر صلا که بر کتاب نورس یافته رجوع کنید به خزانه (همان صفحه) و سپر نگر ص ۳۸۱ ظاهر این  
مثنوی بنام منیع النهار در بهفت آسمان ص ۱۳۳ و فهرست مخطوطات فارسی در دیوان هند ص ۱۵۵ مذکور است

۳- میر حیدر ذهبنی صفائی "در دکن سکونت اختیار نموده" وی مداح عادل شاه بیجا پوری است اگر چه کم شعر است لیکن هر چه  
گفته تمام انتخاب است... دهبوری در نثر خود وی را مستوره در نقاشی و قترادی استاد بوده روزی تمام ملوکات خود را در باخت  
..... "مخزن الغریب" ص ۱۰۷ و او را ذکر کرده که معذور دارم خزانه (ص ۱۱) و مخزن الغریب معذور دار



حیفست که بهر یک شتر زر گیرم | خون دو هزار بیت را بر گردن  
 شاه دکن یک شتر زر بصله این رباعی بان منصف بالصف مرحمت فرمود؛ به تحقیق پیوسته  
 که ملک نود سال عمر کرد و در بیجا پور بیمار شد و در حالت (۱۵۴۱) نزع غزلی مبنی بر وصیت  
 خود گفت و اشاره بدان نمود که مراد در پهلوی میر سخر نجاک سپارید این مطلع از ان غزل  
 است به بیت

جانم بروز واقعه پهلوی او کنید | او قبله منت رخ سوی او کنید  
 [این مطلع را مسود این اوراق پریشان در دیوان اهل شیرازی دیده و از یکی که بر قول  
 او اعتماد تمام بود شنیده که این بیت را مولانا اهل در حالت نزع گفته و وصیت نموده که  
 مراد در پهلوی قبر خواجه حافظ مدفون سازید اما چون توان گفت که ملک از اهل این مطلع  
 را برده، یقین حاصل است که توار زده است]

در سنه اربع و عشرين و الف و دویست حیات را با بامانت داران کارخانه قضا سپرد  
 بنابر وصیت مولوی در بیجا پور او را بر کنار تال شاپور نزدیک میر سخر مدفون ساخته اند

۱۰ خزانه و مخزن: میسند - بیت بدور (بجای بیت را بر) ۱۰ صاحب مخزن الغرایب میگوید: عجب است از ذوقی  
 که در حق هر دو شاعر معتبر چنین گوید با وجودیکه مولانا ظهیری ویرا بستوده باشد؛ شاید که این کنایه قسطنطین گویش مولانا ملک زرسیده  
 و گرنه بلای سرش نمی آید که بسورخ مار در می رفت باندک حرف نا ملایم که از مولانا آملی سر زده بود و او آنقدر رسوا کرده که حد  
 ندادند ..... ۱۰ آ بسند ۱۰ در خزانه قصه صله این رباعی مذکور نیست ۱۰ این عبارت بر حاشیه افزوده است

۱۰ و همین است قول ناظم تبریزی (سرو آزاد ص ۳۱) اما ابوطالب کلیم سال تاریخش از "دوسر اهل سخن بود" (۱۰۲۵)  
 یافته - ناظم مذکور گفته است که وفات قلاظهوری یک سال بعد از وفات ملک بود؛ اما بقول دیگر عبدالباقی در ریوس ۱۰  
 و خوشگو در فهرست کتابخانه بادی عمود ۲۲۹ - ۵۶۰ وفات هر دو شاعر در یک سال بود و ظهیری دو ماه بعد ملک انتقال کرد  
 و بقول بدایونی (۲۶۹: ۳) "درین ایام شنیده می شود که دکنیان ..... این هر دو بیچاره مرحوم را نیز هنگام هرج و مرج  
 بقتل رسانیده اند" بقول والد داغستانی (هفت آسمان ص ۱۳) ملک فی الجملة چهل سال در دکن مقیم بود؛ که آنگاه کتل







درین پدست خونت مغزی که هست  
 ز طبع عناصر مجو فتح باب  
 جهان چیت؟ افسانه مار و گنج  
 طلسمی بهم بسته نام آدمی  
 ازین خاک آلوده ساخت  
 کجائی ایا پرده سپهرای تاک  
 یکی سر بر آرزو گریبان خم  
 مغنی! مجال نشاط است خیز  
 بزن آتشی در سراپای نی  
 جهان در خور سیر درویش نیست  
 (۱۵۵) به افسون و نیرنگ و سرمه  
 از و کم کسی جان بدر برده است  
 خوشا ذوق تسلیم آسودگی  
 توکل نهال گلستان او  
 صراحی که دل زنده نام دوست  
 چنان لعبتی شد می ناب از و  
 بنام خم طره تاک را  
 خوشا خلق دهبان و اطوار او  
 بدان نرمی آب و گل منظرش  
 دل باوه در شیشه گرفت رنگ

(۱۵۵)

نکاو می که نقشی نیاید بدست  
 مده خاک برباد و آتش باب  
 که خاکش خوراکست و امساک و رنج  
 وز دلیو ترسان ز نامرد می  
 چه سربا که شد کیسه پرداخته  
 بهر قطره بخوبی دلق چاک  
 که پوشیده غم گسوت اشتلم  
 گسل نموده بر خنده جام ریزا  
 که افسرده شد خون در اعضای می  
 که جولانگی یک نظر پیش نیست  
 اگر زنده مرده را دل مده  
 که ابلیس هم عشوه خورده است  
 که رخ شسته از گرد آلودگی  
 تجرد غزال بیابان او  
 خورده جرعه کز تیر جام دوست  
 که آغوش ساغر شود آب از و  
 که آویزه شد گردن خاک را  
 ملایم خس و خوار دیوار او  
 که لنگیده آهستگی بردش  
 چه شد صیقل جام آینه رنگ

له: بود کشت آماس، تصحیح از روی هاله ها: تجرد شمال - توکل (یکای تجرد) سه آ: چو،

عنه این بیت را در آیه عاشیه افزوده



۵ بیا ساقی آئینه ام زنگ خورد  
 ۵ بدستم ده آن ساعن سربار  
 نفس در گلوئی طرب شد گره  
 پرزاده باده در شیشه چند  
 بر آب بقا پشت پای بزن  
 حکیمان نبض صراحی بگر  
 (۱۵۵) شرابی درین خانه دارم نشانی  
 ۵ شرابی که آئینه بربغیش است  
 ۵ اگر لب کشاید با فنون گری  
 ۱۰ اگر موج بریزد بوقت صبح  
 ره بخودان را کمین گم بس است  
 خرد هر که این ره بسر برده است  
 که بود این که هوش ازین مست برد  
 ۵ مغنی از ما بر دی آئین هوش  
 ۱۵ مگر گرد این نغمه گردم بگو\*  
 من آن مرغ محبوب پاد در کلم  
 بر آرم سری از شکاف قفس  
 بهارم ولی برگ ریزان ز من  
 گل عیش پامال اندیشه است

خزان از گل عشقم زنگ برد  
 کز آئینه دل بشوید غبار  
 بلا یافت بر سپیکر غم ز ره  
 بت عیش در ستر اندیش چند  
 بخضر و مسیحا صلاسی بزن  
 در اعضای تنه پیر گو خون بمیر  
 که خاش بود تاج گردنکشان  
 در و فعل صد خرقة در آتش است  
 نهد مهر بر نسخ سامری  
 کند خاک در چشم طوفان نوح  
 دلیری مکن کین نه حد کس است  
 تجرد کلاه بند کرده است  
 خرد را بیک نغمه از دست برد  
 کجا خوردی این باده کت باد نوش  
 غبارم با آب سرودت بشو  
 که چون غصه نیشی ز بند بر دلم  
 صفیری زخم باز در دم نفس  
 میم لیک مستی گریزان ز من  
 دل لعل باز حیه تیشه است

۱۵ هـ: بشویم ۱۵ آ: تندیر ۱۵ کذا ۱۵ هـ: و کر موج ۱۵ هـ: برد  
 ۱۵ آ: کرد این نغمه گردم بگو



بنایی که خشتش ز لای خمست  
دلیری مکن بامی لعل رنگ  
(۱۵۶ا) مباد اعنانت بدست آورد  
نه این خردی و دین درشتی هم  
جهان نیست جز استخوان ریزه  
بیا بردش قفل خندان ز نیم  
بیا ساقی آن خسروانی متوج  
مگر پای بر فسق خواری نهیم  
اگر آتشم گل بدست منست  
به آئین شیم، بسپای گرگ  
مکن طعنه حرفی انگشت پیچ\*  
حذر کن گهر در خور مشیت نیست  
میالا با انگشت شهید ترم  
نه جوهری، زحمت در مده  
گفت این ببولش صیابی مکن  
میفشان درین عرصه گستاخ بال  
گو میوه این چمن سرسبز نیست  
(۱۵۶ب) با عجاز اگر مشتم سازیش

(۱۵۶ا)

(۱۵۶ب)

در آب و گلش گنج قارون گست  
که ساغر بزرگ است و میخانه تنگ  
درست تر او در شکست آورد  
نه این نرمی و سخت مستی هم  
سگان را بگردن در آویزه  
بر این استخوان چند دندان ز نیم  
که می روید از خاک و آبش فرج  
عنان در کف رستگاری دهیم  
و گر خاکم اندک پست منست  
بصورت حقیر و بمعنی بزرگ  
نه آخر شناسی مبر نام ز تیج\*  
برین خاتم آثار انگشت نیست  
که داغ مکن نیست بر شکرم  
محک نیستی، داغ بر زهر من  
شرابست، ظرف آزمایی مکن  
که گر رستم آید خورد گوشتش  
که این هم گل باغ پیغمبر نیست  
که دم می زند تا سحر اندازیش

۵

۱۰

۱۵

له این لفظ و جمله مصرع اول را در آیه نقاط مشک (۳) آورده است، له حاکم بده له که خاری  
له پیش ازین بیت در حاکم افزوده: خرام بسین گنج خاک من است، ملک رفقه دهر پاک من است  
له حاکم، طره حرفی بر انگشت تیج، آ: طره حرفی انگشت تیج له حاکم: با خورششای نینداز  
رسخ، آ: نه آخر شناسی مبر نام ز تیج، له آ: ضیائی، قییم از روی حاکم، عه و: خوردی،



مغنی بگو گنج در دست ماست  
 بگو شمع زن آن نغمه آب دار  
 برم کسوتی بر دست راستین  
 چو مقراض بر اطلس زده نیم  
 دهم ساغر فکر را یاره  
 چو من ساغش محراب از انواب (کذا)  
 سب طوقی آستان ویم  
 ○ ملک رتبه وحی داند که چیت  
 چه شد که یکی نیک و دیگر بد است  
 چه شد خوارم امانیم نا امید  
 ○ بده ساقی آن ساغر بر سدی  
 کریمان ندارند خود را معاف  
 ○ بدستم ده آن حام خورشید چهر  
 گلی چیه ام گل بگو ملک داغ  
 (۱۵۵) اینفشارم ار گوشه دامنش  
 عروسی که در بر بخت نش  
 بگو یاره زیور شش در خور است  
 قلم تاکی افسانه گوئی؟ پس است  
 ○ مغنی بجائی بر آهنگ زن

سیر افسر خسروان پست ماست  
 که از گنج فتارون بر آرم دمار  
 تواضع گریبان و عذر آستین  
 کلاه بی بخاقان و قیصر دهم  
 که بر بر تراشتم ز گل پاره  
 من این منصب از دوایم خطاب (کذا)  
 اگر نیک اگر بد از ان ویم  
 محمد شناسد که جبریل کیت  
 نه در هر بن غار یک احمد است  
 که بجنینه را آهن آید کلید  
 همه بهوشیاری همه بخردی  
 چو زردش کیر خامه کوس مصاف  
 که بازی کنند با کلاغ سپهر  
 که داغست از وسینه صد چراغ  
 کند مورج می دست در گردنش  
 بود بارتقن تار پیسراهنش  
 که از ساعدش آستین برز است  
 زمانی بکن عیب چینی پس است  
 سیر ناخنی بر رگ چنگ زن

(۱۵۶)

له کذا در آیه نقاط شک، در تمام جواب بجای ثواب و دور بجای دود ۳۵: غلام ۳۵: حاکم کلاه،  
 ۳۵: را: اگر تصحیح قیاسی است ۳۵: پاره ۳۵: آستینها زود است، تصحیح از روی ساء



ز ماستی عود بر بود هوشش  
 سرودی که دل وسعت آه یافت  
 گبو تا کنم چاره بخود می  
 عروسی ازین جسد آرم برون  
 همه داغ آغوشش بر پیکرش  
 مخش وقف بستان باقی کنم  
 کلید طرب خانه کاینات  
 وز وساعری می تمنا کنم  
 نه آن می که گلگونه نخلت است  
 ازین لعبان کاب دل خورده اند  
 (۵۴ اب) چو از نسخه نگل خبر داشتم  
 فضولی ز حد رفت ساقی بی  
 آبی بفضل خودم ده پناه

(۱۵۴ ب)

می نغمه خوردیم از راه گوش  
 خزان بر گل عشرتم راه یافت  
 کشایم سر باده سریدی  
 که از سینه با بزم و مدح سر خون  
 همه بوسه گشته ز پاتاسرش  
 لبش نذر پاپوس ساقی کنم  
 که خاک در اوست آب حیات  
 چو بر درگاه او تولا کنم  
 می کا بروی می وحدت است  
 ز بی پردگی در پس پرده اند  
 صد و چهارده سوره بنکاشتم  
 بده جامی و خشم کن، والدعا  
 مصون دارفت دم زردان راه

## ذکر

### منتخب دیوان نکته دانی مولانا طهوی طهرانی

شاعری رنگین و نکته سنجی متین است، ارباب معانی این جزو زمان همه کس او را  
 در سخنوری قبول دارند، در دکن اشتهار تمام عیاری یافته، بالک قمی و مرحدیر و مینی

له ها: بخوی له ها: دبد له ها: غم له ها: حام می، شه کذا ایضا و مرآة العالم (فهرست باکی و رصا)



کاشی در بیجا پور معاصر بوده، فاما میان ملک و حکیم ظهوری کمال محبت و اتحاد و نهایت  
اخلاص و اعتقاد بوده،

به تحقیق پیوسته که در آن ایامی که ملک قمی حسب الحکم حجاجه انجم سیاه، ابراهیم عاقل شاه  
در برابر محضر آن حضرت شیخ دوهزار بیت گفت و آن را نورس نامه نام کرد <sup>طهوری</sup>

نیز در آن زمان بحکم شاه مذکور در مقابل محضر در آمده دوهزار بیت بنظم در آورد و همچو ملک  
صله خوب یافت، فاما باطن حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی نگذشت که این دوهزار بیت  
تبع آن کتاب کاری بسازند، آری اگر چه دره در برابر آفتاب درمی آید فاما در جنب

عظمت او نمی نماید و هر چند که دره در برابر خورشید بهتر جلوه می کند سرگردانی بر (۱۱۵۸)  
پریشانی خود بیشتر می افزاید، چنانکه قطب مرکز فصاحت و بلاغت طوطی بوستان نکته  
پردازان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی می فرماید شعر

نه هر که چهره بر افروخت سرفروزی اند | نه هر که آینه سازد سکندری اند  
هزار نکته باریک تر ز موی اینجاست | نه هر که سربتراشد قلندری اند

نام ظهوری نور الدین محمد است، و مولدش از طهران است، در ایام جوانی از وطن آمده  
سیر عراق و فارس کرده، از آنجا به هندوکن افتاده و در آنجا نشو و نما یافته، و از دکن به مکه

(بقیه حاشیه ص ۲۶) اما نزد جمهور اصحاب تذکره اصلش از ترشیز (ولایت خراسان) است، خوشگو (فهرست کتابخانه  
بانی عمود ۲۶۹-۵۵۹) می گوید که مولدش در خجند بوده که در نواحی ترشیز است، رجوع کنید به صفحه ۲۶۰ حاشیه ص ۲۶

(حاشیه ص ۲۶۸) نورس نامه، ظاهر این مثنوی بنام منبع الانهار در کتابخانه دیوان هند موجود است که مژ و نقد ادبیاتش  
غالباً از چهار هزار پنج صد کم است اما صاحب تاریخ عالم آرای عباسی (ص ۱۳۲ و ۵۲) می گوید که ملک قمی و مولانا ظهوری

باتفاق کتاب نورس که نه هزار بیت است تمام کرده، هر یک چهار هزار و پانصد بیت گفته اند و هزارهون المناصفه صله  
یافتند، برای لفظ نورس رجوع کنید به مجله نورس اوزنگ آباد دکن جلد اول نمبر ۱ (ص ۱۲۵) ص ۲، که زمان روزها

مرا زمان ۵۳ آ، صله ۵۳، زره ۵۳ که در سر و آزاد (ص ۳۲) می گویند که متی درین دیشیر از قیام نموده بالاخر در



رفته باز بدانجا معاودت کرده و عمر خود صرف نموده  
 ابیات او از قصیده و غزل و مثنوی و ترجیع و ترکیب و مقطعات همگی قریب پانزده هزار  
 بیت باشد  
 و گویند که هشتاد و یک سال عمر کرد و در سنه اربع و عشرين و الف در بیجاپور ساغر  
 مرگ چشید و دم در کشید

### ساتی نامه مولانا ظهوری

ننجامی کنم ایند پاک را	نتریا ده طارم تاک را
که خورشید را صورت جام از دست	شراب شفق در خم شام از دست
از لاله نشاء بر نسرق می	وزد و شکر نغمه در کام می
رگ تاک امید را غم از دست*	لکد کوپ مستی سر غم از دست*
سکون در رهش هم عنان باشتاب	از دست گرد زده گر آفتاب
(۱۵۸) اب پرستار او زندی و زاهدی	طلب گار او دیری و سجدی
یکی در حرم پای بست نماز	یکی در خرابات مست نیاز
پی شب نشینان بزم طرب	پیر از نقل اختر کند خوان شب

(بقیه حاشیه ص ۲۶۸) ۹۸ به دکن رسید (فهرست بانکی پور ۳: ۳۳ سفینه خوشگو در فهرست ایته ۱)  
 (حاشیه ص ۲۶۹) ۱۵ جوع کنید به سپر نگه من ۵۸ و برای ذکر پنج کلیات به فهرست بانکی پور ۳: ۳۳  
 ۵۸ کذا در مرآة العالم آنا نزد جمهور اصحاب تذکره سال و خالق ۲۵ است از جوع کنید و به صفحہ ۲۶۱ حاشیه ۶ و فهرست  
 بانکی پور، ۳۳ ساتی نامه ظهوری نسخه خطی (که در مابعد علامتش خ است) : شتابا همه - به بینید ریو ص ۶۷  
 ۵۸ در ساتی نامه مطبوعه مطبع مصطفائی کهنه ۱۲۶۳ که در مابعد علامتش مع است (و خ) : 'ازد' بجای  
 'از دست' (بهر دوجا)



✓✓

کند مطرب بزم غم ناله را  
 زخم خانه فیض سر بامداد  
 خسار کسی را ز کوشش شکست  
 می داد در مجلس شادی  
 شقایق از انست سرخوش مدام  
 ز فیض می حکمتش ذوقنون  
 ز هم رازی ز کس مست یار  
 ز شوق شراب شبستان راز  
 صبوحی گمان صبح از جام مهر  
 مضرت ربای غم سینه گز  
 ز رشخ می قدرتش ماه و سال  
 ز لطف ارحم بفرغ داد  
 (۱۵۹) پی می کشی بی ضیاع و عقار  
 منم آری آن رندی بی خان و مان

دهد ساغر لعل تر لاله را  
 بجام طلا راتب صبح داد  
 که از مهر ساقیش گردیدست  
 که شد نقش او سحر زاهدی  
 که دارد شراب هوایش بجام  
 فلاطون دل در حسم اندون  
 به در دوسر خویش رضی خمار  
 در بان مه نوبه خمیازه باز  
 سیه مست دایم شرب دیو چهر  
 بجان داروی مهره مار رز  
 بتدریج برگشته جام لاله  
 کد و نیس در بزم زندان نهاد  
 بیار است باغی ز فصل بهار  
 که آوردم از بی نشانی نشان

۵

۱۰



بهارست ز گس قرح برگرفت بروی چمن لاله ساغر گرفت

۱۵

له آرایت، قیص از روی خ و مع (صل) ۲ حاشیخ: یای تقطی ۳ در مع بعدش و درخ بعد ز شوق شراب اله  
 افزوده: در خان رعایا و یو کیف باوبه برگش از ان صورت چتر داد ۴ تا (مصفا) بار — در آیین بیت را به نقاط شک  
 (آ) آورده است ۵ مع بعدش افزوده: بطون جمن بهر عیبری تراشیده از کهر با ساغری ۶ مع (صل): به  
 لطف: مع: ز لطف ۷ تا: بغفور، قیص از روی رخ ۸ مع: بمکش رخ مثل متن ۹ در رخ و مع ترتیب اشعار  
 این طور است: بن اوطاف بعدش افزوده ۱۰ کشیم دگر خوان برگ و نوا بدونیک و پیرو جوان را صلوات من بعدش افزوده ۱۱  
 بهار است ای باده خواران بهار فرارست تجلیل و اعظافزار (در رخ قرار بجای فرار به هر دو جا) ۱۲ در مع این جا عنوان



بهارست بی می حرامست نیست  
چرامی ننوشم بهار آمدست  
بهارست ای خلوتی مژده باد  
بهارست رخت و روع کن گرو  
بهارست و بلبل بر آورده جوش  
صبادم زد از مجسمه عیسوی  
عروس چمن گشت رشک بهشت  
وداع چمن کرد پشیمردگی  
اگر توبه همسر شد با شکست  
دید ابر تا گشت غم را باب  
کند کودک غنچه تا خواب ناز  
شد از برج گلبن کو اکب عیان  
(۱۵۹ اب) دگر طربا بر زدن تاک سر

بر احوال زهاد باید گریست  
نهال نشاطم به بار آمدست  
چنان می نشینی به جادی جساد  
می کهنه دارد شگون سال نو  
بجند است مینای قلقل فروش  
جهان را مبارک بساط نوی  
بشاطگی آمد اردی بهشت  
هوار از دم ریخت افسردگی  
که دارد درین فصل پای نشست  
ز باران روان کرده سیل شراب  
صباهمید جنبان بدست نیاز  
که در چشم تو روشن ای باغبان  
دلت شاد از می کشان شاد تر

(بقیه حاشیه ص ۲۷۰) در تعریف بهار و درخ: بعد از حمد و سپاس ایزد تعالی زبان خامه را در تعریف بهار گویا داشتن و بهوای آن گل شکفتن - و آغاز بیت از س ۳ کرده است  
(حاشیه ص ۲۷۱) ۱۵ درخ و مع ۱۰ حذف است - آورد و بجای آورده - خنده بجای خند ۱۵ درخ و مع ۱۰ بخش افزوده ۱۵ بهار است کوسانی جانفزا که آمد لطافت بسیر بهوا (درخ: بسیر و بهوا)  
۱۵ درخ و مع ۱۰ فاشکده (ص ۶۹) کهن را مبارک ۱۵ تصحیح از روی خط ۱۵ دوم ۱۵ پیش ازین بیت درخ و مع ۱۰ افزوده زمرغوله موبان در ایام گل دگر تابان را کچ کرد گل - و مصرعه اول را این طور آورده: دگر توبه همسر شد با شکست  
۱۵ مع ۱۰ دگر ۱۵ مع ۱۰ داز درخ هم ۱۰ افزوده اما ظاهر اغیر کاتب کتاب  
۱۵ بعد این بیت درخ افزوده: بلبل ز باجو بهار فشان که آورد از زلف ساتی نشان  
که در خوش به نزدیک ز کس بکار سفارش چه حاجت تویی پیکار در مع هم این دو بیت را افزوده ظاهر بعد بیت  
اول بیابین ارغوان الخ را آورده که بر ص ۲۷۱ در حاشیه ۱۵ درخ است



مگر غزم می حسانه دارد چمن  
چه می رخت دیگر هوا در ایاغ  
وگروقت عطاری گلشن است  
ز جوش گل ولاله در طرف باغ  
هوا گشته از عکس پیمانه زار  
ز عطاری ناله یاسمن  
ز کیفیت اعتدال هوا  
جماد آمد از شوق در اهتزاز  
ز دم سردی و اعطان بر مجوش  
به گلبن مگر گز هوای فرح  
چنان مست از شوق هر چیز هست  
ز لطف صبا شاخ گل در چمن  
عجب نیست گر کودک بی زبان  
که ذکر شیخ در رع اکتساب  
(۱۱۶۰) چنان برده می طبع هار از دست

که پیکرده دامان و جیب از سمن  
که گل گل شگفت است بخسار باطن  
بصد ناله هر غنچه آبتن است  
زمین و زمان پُر ز جام و ایاغ  
در انداز میخانه دست چنار  
صبا کاروان کش به ملک ختن  
دم روح در آستین صبا  
صبا می دهد جان تو قالب بساز  
غفور است ایزد تو ساغر بنوش  
بهر دست برداشت چندین قدح  
که بر دوش شاخ افکند جلوه دست  
چه ستانه غلطی بر یاسمن  
بلفظ می اول شاید زبان  
همه گفته یاساتی و یا شراب  
که در سینه آواز ها گشته مست

له درخ بعدش افزوده

بیاد جبین از غزان را بنوی

بوی گریبان سمن را بوی

دگر نخل چلو به [و] نور پاش

شد از عود و صندل مشک تاش

در مع بیت ثانی را این جا افزوده و بیت اول را طوری که در حاشیه آخرین ص ۲۴ مذکور است ۲۵ خ مع پیمانه

۳ مع (ص) هست ... مست 'خ مثل متن ۴ مع (ص) غلطیه 'خ مثله بعد تفعیم

۵ در مع درین موضع ۷۱ و درخ ۱۲۲ ابیات افزوده ۶ بعدش درخ و مع افزوده ۷

چنان ذوق می رخت در سینه جوش که پر بهر شد امت می فروش



بیا ساقی آن سبز مینا بسیار  
بر اندازۀ آن ز جاجی و طرح  
فروریز از آن غیرت ارغوان  
که صد نو بهارش براه انگنم  
بیا ساقی ای باز خاطر شکار  
ز گلبن چمن کشته طاوس دم  
بده تا درین دام گاه عجب از  
بیا ساقی ای من سبک کوی تو  
شکاری بهنجار طرح انگنم  
بیار آنچه زو غم شود گم بیا  
بعشق لبست نعل در آتش  
از آن باده در ساغر میز حشم  
نگرد و خراب تو از باده مست  
زمن باده وقتی را باید توان  
(۱۶۰) بیا ای بختی قباد اشتهام

کز آن خرمی می چسکد بر بهار  
که عکس بر آورده قوس قزح  
وزان خاطر مرا چنان بشکفان  
اگر سوی خناری نگاه انگنم  
که خونی ست چنگ عجب بخار  
برون آرخون کبوتر ز حشم  
ز بخشاک من و آن خورده شاه باز  
بده می که شاید به نیروی تو  
سر شیر غم را ز تن برکنم  
بجان خودت کز سر خم بیا  
بکشتی میمده قلندر و شرم  
که قلزم ز رشتن کند اشتلم  
باندازه ساغر بده ظرف هست  
که ریزد نگاه تو مستی بران  
جنت کمترین بنده بردار جام

(۱۶۱)

(بقیه حاشیه ص ۲۶۲) که خ مع (ص) : برد ۵ خ مع : سینه هارا زها  
(حاشیه ص ۲۶۳) ۱۵ : آ : مجاز : تصحیح از روی خ و مع ۵ خ : هم : مع مثل من : ۵ بعدش مدح و مع افزوده  
بگردم گشت پیوستی بنام بده جام سر جوشی  
چه غم گر شود دلق پر بیز تر بنام بلطف تو لبریز تر  
۵ در : فقط : کن ز ۵ مع (ص) : بکشد : خ مثل من ۵ فقط خ تقدیم و تاخیر بابت سابق  
۵ آ : بنجوم : تصحیح از روی خ و مع ۵ بعدش در مع و خ افزوده ۵ زیر تراز کن پیش بهرام را بکش : باغ خود که ایام را  
(در خ : نفع کن بجای بکش : هم درج کرده است) :



بده می که کردم فریدون حشم  
 سرت کردم ای ساقی نازنین  
 چو از جام شد بنیچم جمد  
 خدای تو خواهم عمر شریف  
 گدایم اما گدائی بستم  
 خراب ار شود کاخ کون و فساد  
 ز بی لطفی چرخ پروا کراست  
 دهد گر بمن التفات تو بخش  
 غنایم شمارم بدامن زکوة  
 شوم خواجہ چساره ساز غنا  
 توان جام بزم اجل را شکست  
 ندارم ز حکم و رع سرکشی  
 که پیمان چو پُر شود از قضا  
 نیارد و گر موج غم اشتلم  
 (۱۶۱) توان دید راز درون نقاب  
 کسی در نظر را ز انجام داشت  
 فلان از فکر فردا مشوش مدار

پریشان کنم مغز ضحاک غم  
 منه جام می یک نفس بر زمین  
 به فرقت کشیداره دست بلا  
 چکویم خود می شناسی حریف  
 جم وقت خویشم پُر ساز جام  
 چه پروا حسرات آباد باد  
 اگر لطف ساقی نباشد بلاست  
 از ان جاه افسردن کن عمر بخش  
 کنم سلخ بیرون ز ماه حیوة  
 کنم نقطه در کار عین عین  
 بدستی که پیمان به پیمان بست  
 از ان می کنم مشق ساغر کشی  
 کشم در زمان و گذارم بجا  
 قدر رخت عقل ار بگرداب خم  
 اگر عینک آرد قدح از حباب  
 که در دست آئینه جام داشت  
 عیانست انجام ز آغاز کار

(۱۶۱)

له تا: کر له آ: پیش قیج از روی تا و خ و مع له آ: کش له آ: عنا  
 له خ: مع: چار سوی بقا: آ: چاره ساز عنا له این بیت را و خ و مع ندارد  
 له خ: و درون بی نقاب و مع مثل متن  
 له مع: ایام و مع مثل متن



مه روزه که؟ روز آدینه چیست؟  
 جو آدینه را عزت دیگر است  
 کسی نقتد ایام تاراج کرد  
 ز عهد جم ایام زندان به است  
 بیاساقی از من مراد ارهان  
 ز حد رفت این اختلافات عمل  
 شود زهد را بخت پیوده طی  
 گرا از طاق ابرو شوی قبله ساز  
 هوس کرده ام کعبه بی سفر  
 ز طاعات دارم امید فلاح  
 چرا خاطر من شکفت باغ باغ  
 ز ما را بد حاصلی را سلام

بده می بده، الغفور اسم کیست؟  
 اگر صاف صاف آوری بهتر است  
 که از هفت آدینه اخراج کرد  
 که سال و مه و هفته پرتنبه است  
 بجایم ز قید چنین و چنان  
 حلاوت نماید است در نقل نقل  
 بدانند اگر معنی لفظ می  
 نمازی گذارم بشرع نیاز  
 چه گردد اگر گردمت گرد سر  
 که رهن شرابست دلق صلاح  
 ز می خرقة زهد شد دلغ دلغ  
 که راندیم کشتی بگرداب جام

(۱۶۱ ب) یروز ابد از بد خود بر طاق  
 چه حاصل که سوزیت حاصل نشد  
 لبیت را نه بوسید بخت  
 پتی سوز در استخوانت زنجیت

(۱۶۱ ب)

که از در د خواری شود سینه صاف  
 جگر ماهی تا به دل نشد  
 زبانت نشد شد شد  
 دمی ز هر در کام جانت زنجیت

له مخ: شب جمعه - در مخ اول مثل متن نوشته باز که را قلن کرده و نوشته و زیر معراج بخطاضی نوشته می  
 آورده عذر آدینه چیست - مخ: پریده (یکای می به) ۵ مخ و مخ (صل) افزوده: گویم بی باده شنبه نکوست  
 چه شنبه چه جمعه روز است ۵ در آدین یکای رهن نوشته و بر بیت علامت مخ درج کرده است و در آدین بیت را  
 حذف کرده و در مخ طاعات بجای طاعات - تصحیح از روی مخ ۵ مخ نقطه: بدیای  
 ۵ در مخ این جا عنوان ذیل درج است -



چراغ فراغ آن کسی بر فروخت  
 ز راحت دل آزرده خیر دید  
 نه کاهیده یک جواز بود خویش  
 ریاضتش ترا زنده در گور کرد  
 ز بس کرده ز بد از شر است نفور  
 بترس از خدا بگذر از گول خلق  
 ز سر برکش این خرقة زرق نشید  
 ز عمامه بگذر که در کار نیست  
 نه صاحب حال، بر خود مبند  
 ز اوضاع زندان تعجب مکن  
 ازین بیش رخس تمامان  
 (۱۱۴۲) خرابست معموة عقل و هوش  
 نخوابی بنای بخت را خراب

که لخت جگر را به داغی فروخت  
 که زخمی ز شمشیر حوڑی خرید  
 ز خلوت نشینی مگوسود خویش  
 جهان بر تو چون دیده مور کرد  
 عجب گر بنوشی شراب طهور  
 مکن سحر را دانه دام دلن  
 بفسود جان تو در قید قید  
 بی سر بزرگی به دستار نیست  
 تو تنگی همه، فکر ناموس چینه  
 نداری تعجب تعصب مکن  
 بدون کن ز دست طبیعت عنان  
 به آبادیش در خرابات کوش  
 بکن پای بستش به لای شراب

(۱۱۴۲)

(بقیه حاشیه ص ۲۷۵) خطاب به زاهد — و درج شاه تفریف شراب بحیثیت خاطر صرف نمودن بحضاب زاهد زبان

کشودن و مصراع اول این سه بردن ابدال از صفا بر لاف (درج) جای بر، ۱۵ خ مخ، تا به مای ۱۵ خ مخ  
 تاله ۱۵ آ، بسی تصحیح از روی مخ — خ مخ، بی بجای دمی، ۱۵ بعدش درج و مخ افزوده ۱۵  
 بدست نیفتاد سر رشته ز آو بخون دل آغشته

(حاشیه ص ۲۷۶) ۱۵ و زرق تصحیح از روی مخ ۱۵ آ فقط، تا خ مخ، بهشت ۱۵ خ مخ، جوری،

۱۵ خ مخ، بگو، ۱۵ خ فقط، نوشی، ۱۵ فقط مخ (ص)، بکوی — آ، بخیه

بجای سحر تصحیح از روی مخ و مخ ۱۵ مخ بکید، درج کید را نسخ دیگر نوشته،

۱۵ کذا در مخ و آ، مخ تعصب، ۱۵ فقط مخ، کش،

۱۵ خ مخ پای بستی ز



اگر می توانی ز سر ساخت پایی  
توان گفت شاید یکی از هزاره

بیا همسره من بی خانه ای  
و گرنی بتعریف آن گوشش دار

که بر در گهش خضر پاشیده آب  
که یک حجره اوست کون و مکان\*  
ز حجاب در که یکی مرصع  
همه محکم برده بستن بکار  
خرده خرده کار مقررش رونق  
ز کوثر نگردید تا مایه دار  
گذر گر کنند زیر میزاب او  
از مردگد از خرد شیشه ساز  
اگل و جام و ساغر ز باغ ارم

بنازم آن قصر گردون جناب  
ز بی بارگاه هی زمین آسمان  
شمال و صبا خا کروب فضا  
اساسش ز خارا ی کوه و قار  
بلندی بر آورده پیش طاق  
نشد ابر بر بام او قطره بار  
شود غصه چون خرمی تازه رو  
دران بارگاه هنوز نواز  
سبو و خم از خاک پاک حرم

۱۰ در مع بعدش افزوده:

بیا معنی سرخ روی بدان درین پایه تیره بختی مان

در رخ هم این بیت را افزوده: اما تقدیم و تاخیر بابت سابق دارد ۱۰ در مع: ۱۰

۱۱ در رخ و مع بعدش افزوده: گرو ساز پیشم دی وقت هوش که چشم تو خون بارو از رشک گوش

۱۲ در مع این بابت در مع: در صفت میخانه ۱۲: ۱۲: نیازم آن مصر تعصیح از روی رخ و مع

۱۳ در مع: کاخ مکان ۱۳ بعدش در رخ و مع افزوده:

در از سرده بوستان ثواب ز گل میخیش روشناس آفتاب

۱۴ در رخ و مع تقدیم و تاخیر بابت سابق و بعدش افزوده: ز با مشرب مید چون گیاه بی درکش نعلی است

(در رخ بهامش و گلش)

۱۵ آ: از خرد، تعصیح از روی رخ و مع (صلح)



ز بستانِ تصویرِ سقف و جدار  
کند روح مانی گر آنجا گذر  
(۱۶۲ اب) مصلوبه نقشی که آورده روی  
هوایش ز انفاسِ حضورِ میح  
معطر جهان از بخارِ بخور  
سحر سایه پرورده فیضِ شام  
ز شمع و چراغ کواکب شر  
وفا پای مرد و سخا دست یار  
شکایت ندانسته راه لبی  
بهر گوشه از لب شکر ریخته است  
ز آنها ز اوتارِ نتان و عود  
ز جوش گلِ نغمه در باغ ساز  
ز تر دستی مطرب تیز چنگ  
رگ تار را بس که مضربِ سفت  
ز قلقلِ صراحی است چینی نواز  
اگر نقلی از تفکشی آید به پیش  
شگفتی چشم خلائق نمود

گل و لاله در چپ باغ و بهار  
ز حیرت شود نقش دیوار و در  
همان نقش گردیده احنت گوی  
ز آتش کنایت بکوثر<sup>۱</sup> صریح  
ز مجمر بر آورده سر زلف حور  
از قندیل خورشید در زیر دامن  
بگردید سر شام گردد سحر  
ظرافت ندیم و ادب پیش کار  
به نفرین خسته ز کس یا ربی  
گل و نغمه در یک دگر ریخته است  
رود آب عشرت بیابان سرود  
شده بلبل جان همه اهتر از  
فرومی چک نغمه از تار چنگ  
توان گوهر نغمه از خاک گفت  
دیان قدح مانده در خنده باز  
که نطق تا حشر لبهای خویش  
کز آن نگذرد محتسب بی سجود

[illegible]



(۱۶۳)

(۱۶۳) نه آید ز هر کس چنین منزلی  
یدورش نه خماست پهلوی هم  
بدیوار او پشت امن و امان

تهاد این بسا را اسکندر دلی  
که سدایت در دفع باجوج غم  
سعادت نظر کرده ساکنان

له

جهان پشت پا خورده هریکی  
بهر جا که تخم وفا کاشتند  
چو تازند هر یک به میدان عشق  
بکشتی چو نوشند می در صبح  
چو اشجار باغ سخا سایه دار  
ز حساکی که دارند بروی عبور  
سیر حرص در راه شان پایمال  
ز گلزار رخسار خوبان مست  
چو ریزند خوی از رخ آتشین  
همه بسرم عاشق فراموش کن  
بحکم تغافل اگر ساعتی  
کند در زمان نگرش عذر خواه  
(۱۶۳ ب) و گز نادان سر کشیهای ناز  
برای تلانی ز گلبسک تر

(۱۶۳ ب)

نه بسیار دانند نی اندکی  
ز یک دانه صد خرمن انباشتند  
شود نه فلک گرد گیران عشق  
ندارند پروای طوفان نوح  
چو آنها بر بحر لبت مایه دار  
کشت غفل کل کیمیای شعور  
گرفته ز دیدار شان دل نوال\*  
توان لاله و ارغوان دست لبت  
زند جوش یا قوت شرم از زمین  
نصیحت شنو درد دل گوش کن  
شود پاره پاره این طاقی  
رفو کاری آن به تیر نگاه  
رود ز هر چشمی بکار نیاز  
تبسم بخسردار ریزد شکر

له عواش و مع تعریف اهل میخانه (خ در تعریف الم) ۲ خ خ کند - آ : شکور  
(بجای شعور) ۳ خ خ : بین خال ۴ در خ سرخ و بنه شرم و مع : سرخ  
۵ خ خ : تار



شراب و کبابست و ساقی و شمع

پیشانی زلف و دل‌های جمع

۸<sup>له</sup> باین جسم حضرت می فروش

زندگرا عجزش انکار دم

برندان دهد هر سحر عمر نوح

بفرمان آن حاکم ملک جان

چه آذر چه خورداد هر یک بکار

چو بر خوان اکرام و احسان نشست

مه و مهران ریزه خوان اوست

و قارش اگر مایه بخشد بگاه

سها تا شد از جرم او بهره ور

چو در شیر مردی کمر چست بست

ز لطفش صد امید اقطاع خوار

لبش نکتم پرور به تحسین دل

(۱۶۴) برون از فضای مکان سیر او

توکل بیابانی، ستمش

ز شهید قناعت طمع ز هر چش

کبک جام از بهر ارباب هوش

بدستش دهد آب و آتش هم

بخوشش نغمه الصبوح الصبوح

بخلوت رُ بایسته زاهدان

بشاگردی خلقش اندر بهار

بیک لقمه در یوزه شد چرب دست

چه روشن ضمیری که همان اوست

شود سیه گاه\* البس زگاه

چو اخت نه ز چشم بر یکدگر

میان پلنگ تکبیر شکست

موظف ز طبعش چو عشرت هزار

مروج ز فتوی او دین دل

سلیمانست ناقوسی دیر او

ز حق تو قع بری ذمتش

هدایت بران بی طلب بوسه کش\*

۱<sup>له</sup> درج بلا عنوان در مع عنوانش: تعریف می فروش ۲<sup>له</sup> درج فقط: جای ۳<sup>له</sup> درج مع (صد): ریابند

در غلوت ۴<sup>له</sup> درج مع: بر یک قرار آمد (بجای اندر) ۵<sup>له</sup> درج: فلان اکرام احسان درج مع: مثل متن

۶<sup>له</sup> درج مع: سایه اش کوه ۷<sup>له</sup> درج مع: بهر تاشد از جرم (در آسهر) را حک کرده سها نوشتات

۸<sup>له</sup> درج مع: میان درج مع: نغمه کر ۹<sup>له</sup> فقط مع: بفتوی ۱۰<sup>له</sup> درج مع: میاست

۱۱<sup>له</sup> درج مع: براه طلب تو سته کش







ترنجی ز غنجب قتادش بدست  
 ملک را بدل زخمها جا گرفت  
 چو زلفش کسی بوی دولت شنود  
 ز چپانی کاکل تا کمر  
 چو بر خیزد از صبح رویش نقاب  
 ز بس بجاخوبی سرخ بهیچ ماه  
 چنان باده کش ز کس عشو ساز  
 حیات این خنده را پیش رو  
 نکلان خوان ملاحظت دهن  
 لطافت ز گلبرگ تر برده آب  
 صباحت بآب سمن شسته روی  
 (۱۶۵) در آینه چهره صبرگاه  
 دیار تحسّل خراب نظر  
 تغافل برای نگاهی بجان  
 تواضع صف آرای خیل غرور  
 برای سرانجام کار نیاز  
 پیر از نافه دل شکنهای موی  
 زده طعن بر روح لطیف بدن

که بر دست یوسف خان نغم بست  
 کمان دار ابرو چو مجسمه گرفت  
 کز و نافه بر حیب طالع شود  
 تماشاست ز بخیر پای نظر  
 قدر زره رشاک بر آفتاب  
 فشانند سر اسیمگی بر نگاه  
 که گرد زو صفش زبان مست ناز  
 صفای گهر پیش دندان گرو  
 ترنج نهال لطافت ذوق  
 ملاحظت نمک کرده در چشم خواب  
 بجنب حلاوت شکر خاک کوی  
 ز حیرت بدیوار پشت نگاه  
 نزاکت پرستار تاب کمر  
 گره مرده گوشه ابروان  
 بنزدیک نزدیک فوز دور دور  
 نگاه نهان میر دیوان ناز  
 بآب نکه تشنه گلزار روی  
 بنا گوشش مالیده گوش سمن

(۱۶۵)

له مخ: پیچاک له مخ: جاه و خوبی رخ مخ: جاه حسن آن له مخ: آخان - ذوق (یکای دهن)  
 له مخ: بعد این میت در رخ و مخ: افزوده: بخون در رخ سرخ چشم سیاه تفنن ز اجری خوران نگاه  
 له مخ: در رخ و مخ: تقدیم و تاخیر میان مصراع اول و دوم



بقار نشان سعادت طراز  
مگر کرده سودا به آن زلف و موی  
بنازم بآن خال طرف عذار  
بمهر تمنت از کج دها  
نمک را چو از خنده قیمت فرو  
چو فردا شود زینت حشر گاه  
نه و زهره برج نیک اختریت  
نقطه اهل دل را بر انعام است

مطر ز بطغسرای زلف دراز  
که گیر دیده گل تاج سرنگ بوی  
مگر تخم جان هست در زنگبار  
شکرمی رود کاروان کاروان  
جراحت بدریوزه دامان کشود  
ز مستان نخواهند عذر گناه  
جگر گوشه مادر بد لبریت  
بنازم بران می که در جام اوست

۸ (۱۶۵ ب) فلک گرازان باده بوی برد  
گر اندازد آن باده پر تو برون  
اگر عکس جامش فستد بر بچار  
شود گر نصیب طمع یک ایام  
اگر حشمتش فقر را دل دهد  
از وضعف باید اگر یاری  
زند دیو گر غلط در لای او

(۱۶۵ ب)

۱۰ گریبان بر غم حکیمان درد  
با بیان شود کفر را ستمون  
نه بینی بجز ابر یاقوت بار  
ز رویش توان کرد روشن چراغ  
گدایای بر فقر طغرل نهد  
ز جابر کند سدا سکندری  
پری چهره گردد سراپای او

له خ مع (صکلا) : روی - گردید (بجای گردیده) 'خ مثل متن له تا فقط : جترگاه'  
له بیت در تا مخدوف 'و در آ به علامت محو این طور نوشته : 'و زهره نیک برج اختریت جگر گوشه'  
ماه و الخ 'تفصیح از روی خ و مع' له در خ و مع مقدم بر بیت سابق 'و بعدش عنوان "تفریق شراب"  
(خ : در صفت شراب) و این بیت افزوده - گویم که می آید زندگی از وجود جو خضر پایدگی  
له خ مع : ازان باده گر چرخ - آ : ز رغم (بجای به غم)  
له خ مع : غوطه



فتانی بر انگشت حسگر شود  
 بزنگی که گیرش گر نطق نام  
 بنوری که از عکس جامش سها  
 بجایمی که بر اوج نیک اختری  
 بخلق که یک قطره اش بی درنگ  
 به نفعی که در دوش کشد درد را  
 بجودی که گر ابر از او نم کشد  
 گر از وی سیه کار شود عذار  
 (۱۱۶۶) چکانی از قطره در گوش کر  
 فتانی از ورش بر بال زاغ  
 برد گلشنی جرعته ز و بکار  
 ز نورش اگر شب شود بهره ور  
 کند فیض از و گر گدایی هلال  
 به بخل از رسد فیض انعام او  
 از و ز گش حسن ساغر ز دست

از و ریگ تر گردد خست رشود  
 چو یاقوت گردد زلال کلام\*  
 بخورشید بخشد شکوه ضیا  
 ز حل را کند خواجه مشتری  
 تف که چرپه کند ز مغز پلنگ  
 ز لالش کند مرد نامرد را  
 ز مغز نباتات حاتم کشد  
 گل سرخ روئی کند در کنار  
 ز سرگوشی و هم گردد خبر  
 خرامد بطاوسی صحن باغ  
 دمد از جنبش گل صد بهار  
 شود بر رخس خال جرم قمر  
 شب اول آید با و رج کمال  
 به پیش کرم افکند دایم او  
 که بر سینه صبر خنجر ز دست

(۱۱۶۶)

له خ مع (ص) : گر گیرش ۵ خ مع : ریزد لال کلام : آ : گردد ذلال کلام ۵ خ مع : نکوۃ  
 ۵ خ مع : پیش ازین دو بیت افزوده :-

بنوری که مجلس شمع و شب زیادش فتیله دست و خواب : بعطری که گرز و در حد بکلام فقط بر تراود زین مسام  
 ۵ خ مع : در برج ۵ آ : جنید : تا : جنید ۵ خ مع : نرد تر مرد (درخ تا را به تر تبدیل کرده)  
 ۵ خ مع : سیه کار از و به ۹ خ مع : گوید ۵ خ مع : فقط : جرعته گرز و ۵ خ مع : گدائی کند نه  
 اندر - درخ و مع تقدیم و تاخیر بابت سابق ۵ خ مع : پیش ازین بیت افزوده :

از و اهرن گرد بد رخ چلا : ز طعنه بر حور طعن بجا



کسی در مصاف سخن داد داد  
به هندی از خواصش نویسد قلم  
مکس ران شود شهسپر جبریل<sup>ع</sup>  
چو بر جبهه زان می نویسی بهشت  
فرو تر نشیند ثواب از گناه  
علم بر سر ازو بجلی ز\* طور  
سر هوش در پای میدانی اوست  
صدراع اجل را دوا کرده اند  
(۱۶۶ ب) باین نشه باشد اگر سلسبیل  
شراب این وساقی و میخانه آن  
ز پیرمغان تا نیایی نظر  
تبا هست حالت درین رستخیز  
چو بر آستان رساند طرب  
در کارخ بد اعتقاد می کوب

(۱۶۶ ب)

که تیغ زبان را بآن آب داد  
بو آس طرب بر سر ازو علم  
چو از حشم بر آرند آن سلسبیل  
بدوزخ نیند از دست مهر نوشت  
گناه از حشمش گر کند تکیه گاه  
چو ساقی نهد از سرش خشت دور  
ردای ورع لای پالای اوست  
چو بر جبهه لایش طلا کرده اند  
قبول است ز یاد رامن وکیل  
بیا ز انداخو بیش باز خوان  
دل و جان ازین سرزه گویان<sup>\*</sup> ببر  
اگر می توانی باو در گریز  
هتی ساز از سجده فرق ادب  
خس شبه از کوی مستی بروب

(بقیه حاشیه ص ۲۸۴) ۳۳ آ: دام'خ و مع: دام' مع فقط: پرکش (پرکش) - در (بجای بر)

(حاشیه ص ۲۸۵) ۱۰ بعدش درخ و مع (ص ۱۰) افزوده:

نویسد عاشور گزین نبید تراود ازو معنی لفظ عید  
ز روحت ازان جهم را صد فتوح که مشتق ازین<sup>\*</sup> اوج گردیده مع: چو خورشید گردیده هر جا علم  
بخاشی افتاده شایین غم  
۱۰ آ: جبریل'خ مع: این (بجای آن) ۳۳ آ: بیند ازو: تصحیح از روی مع و مع فقط همواب  
مع فقط: تجلی - مع: کند (بجای نهد) ۱۰ آ: جبهه: ۱۰ مع: عنوانش در مع: خطاب بر زاهد در مع  
بلاعنوان'خ مع: غولیش را ۱۰ مع: بیایی ۱۰ مع: و دین و جان نذر گویان' مع: و دین و جان نذر گویان'  
۱۰ آ: سازد تصحیح از روی مع و مع ۱۰ مع: نیت'



بمیزگان فرو روب از صُفّه گرد  
اگر زهر اگر شهبه بخشد بنوش  
تو دانی و اوصاف اطوار خود

چو پروانه برگرد ساقی مگر د  
بگیر و ببوس و بنوش و بخوش  
که من می روم بر سر کار خود

۸۴  
بیا ساقی ای مایه گفت گو  
که در کوچه رگ دور همچو جان  
بشام طلب بر فروزم چراغ  
بده زان می روشن دلپذیر  
که سازم بسیر سایه نور آن  
بیا ساقی آن آتش تریار  
(۱۱۴۶) زنی آتشم در درون بر فروز  
که باید چو تاراج بنگاه عس  
دهی گر از آن آب آتش نهاده  
زخم چون شهنشاه انجم حشم  
بیا ای مه و زهره و آفتاب

بسا غم کن آن وایه جت و جوی  
بدل صد نشان جوید از بی نشان  
ز کم کرده خویش یابم سراغ  
که شد لایش اکسیر کشف ضمیر  
نهان نهان را عیان عیان  
لب عیش خشک است ساغر بیار  
متاع سرای تعلق بسوز  
امیدی نگیزد سر راه عس  
که حلمش روانست بر خاک و باد  
بیام سرای عناصر علم  
ثوابت بر تیره روزان بتاب

(۱۱۴۶)

له خ مع بگرد ۵۴ مع (هک) : خموش - فقط خ : بخوش و بنوش - بعد این بیت در مع افزوده  
چو آن می کند نخل بهشت زبُن دگر نیست حاجت که گویم چکن : چو گشتی مبرا ز ما منی در ارشاد همچون خودی چو آن منی  
دگر نیستی دولتی طو خویش گفتنی بر لبم نیست پیش (در مع) چو خوردی مبرا بجای چو گشتی مبرا : دولت بجای دولتی  
۵۴ مع : اوضاع و اطوار خویش - خویش (در مع) ثانی) ۵۴ در مع : عنوانش خطاب به ساقی  
۵۴ : وایه جت و جوی : وایه نشت و نخی : وایه جت و جوی : وایه جتو : ۵۴ مع : دود  
- گوید (بجای جوید) ۵۴ آرایش : تبیج از روی خ و مع ۵۴ بکیر : تبیج از روی خ و مع



شدر از آه ظلمت عبا حم مسا  
که در د فروغش بدست عتاب  
بیا ای سہی سرو بارغ امید  
بدہ زان شرابم بدفع ملال  
شود اشک تلخش روان خشک بند  
بیا ای غزال ریاض حرم  
بیک ساغرم گر کنی شیر گیر  
فلک خاک ایام غم بدل کرد  
نبا شد اگر راہبر خضر می  
تونی ساقیا غیرت نوہار  
(۱۶۷ ب) بدہ می کہ گویم با و از نی

(۱۶۷ ب)

بساغرم کن آن بادہ پر جلا  
لباس ضیا بر تن آفتاب  
کہ می لرزم از عتصہ چون شاخ بید  
کہ گر مانتی آردش در خیال  
بر د نقل پیش لبش نوش خند  
اما نم دہ از گرگ صحای غم  
کشم پوست از فرق این گرگ پیر  
نشانہ مگر ابرہ می نہ گرد  
نگرد و سیا بان اندوہ طی  
منم کہنہ تاریخی روزگار  
کہ کی کی طرب کرد و شید کی

۵

۱۰

نہ حجاج ماند نہ نوشیر وان  
تو خود تا توانی بہ بین چسیت جای  
کہ خون سیاوش در طشت کرد  
کہ ہم گیو آنجاست و ہم \* بیرنش

۱۵

عیانت بیداد و عدل جهان  
مہرستم چہ کرد این جفا پیشہ رای  
بشو دست \* از صلح این پُر نبرد  
چہی کندہ دستان و مکر و فتنش

۳۰

لہ سما آہم سایہ، تصبیح از روی خ و مع (۱۷۱) ۲ درخ و مع بعدش افزودہ:  
نہ دارا زلیتی مدارانید سکندر جفا بخش خود ہم چشید (کشید درخ) ۳ عنوانش در مع: در نہمت روزگار  
(درخ بعدش "قدار" افزودہ) ۴ کہ فقط: داند ۵ مع: زال - ناتوانی (بجای ناتوانی) - حال (بجای جائی)  
۶ کہ شود دشت، تصبیح از روی خ و مع - خ مع: سیاوش (بجای سیاوش) ۷ کہ کذا در مع و مع کور آ  
حذف ۸ کہ کذا در مع و مع: مع: ہم \*



<p>ستمه سارگردون نه رسم نواست<sup>۱</sup>  نگویم بخون سپاوشش<sup>۲</sup> دیرین  ندارد و فسا بانو روزگار  سفیدست زلف سیاهش چو شیر  ز زلفش مشک طرازی مکن  شود در ره عشوه پامال او  چه سازی با بروی او ماه نو  ز خون قد کشد خنل بالای او  تعجب نداری ز نیرنگ و هر  درین عفت ده آرزو بر میج  (۱۶۸) چو هر روز همیان بنالد نگاه  ز فرود و شداد برودی گرو  گرفتم حسیر بر متن قباست  چه لذت ز انعام عام فلک</p>	<p>که هر دخمه غار کین خسرو است  چو اندازد افراسیاب او ز تیغ  چو جم گشته شوهر هزاران<sup>۳</sup> هزار  شد از دود آه اسیران چو قیر  بار سپید دست بازی مکن  هر اسی که انعی است خلخال او  باین داس کرد دست سر باد رو  چو ببری<sup>۴</sup> سر خویش در پای او  که آرد ز یک حقه تریاق و زهر  که چون می کشائی از ولایت<sup>۵</sup> پیر  که قارون فرورفت در چاه جاه  ز بام عمارت بگردون مرو  نه زخم و درشت اجل در قفاست  که خوان نوازش ندارد دنگ</p>
---	---

(۱۶۸)

<sup>۱</sup> له خ میج: نویست - مع: دخمه اش، خ مثل متن - خ میج: کین خسرویت (بجای کین خسرو است)؛  
<sup>۲</sup> له خ میج: گوید ۳ له تا: افراسیاب و زخ میج: افراسیابان ۴ له میج: باتوئی، خ: بانوی؛  
<sup>۵</sup> له خ میج: هر گوشه شوهر ۶ کو: بشکین قبیح از روی خ و میج: که میج: مهر، خ: دست؛  
<sup>۷</sup> له خ میج: بشو ۸ کو: چو سازی، خ میج: چه نازی - خ میج: این (بجای او)؛  
<sup>۹</sup> له میج: چه داری، خ: چه ببری - بعد این بیت در خ و میج: بشش بیت افزوده است؛  
<sup>۱۰</sup> له استخفه، قبیح از روی خ و میج: ۱۱ له میج: در خ: بر ۱۲ له میج: درو نیست ۱۳ له میج: چو خ: که - خ میج:  
بیالده نگاه، تا: بالده نگاه. ۱۴ له فقط: چو؛



خلد از گلش خار در چشم شوق  
جگر تشنگان را کند جان کباب  
بمشق محبت چو بر زرد رستم  
توان داشت چشم محبت ز دهر  
زمانی شود دوست زال جهان  
فلک راست گردد بر ایل وفا  
گر از دفترش برکشایند حال  
ندارد غم از عالمی در هم است  
ندارد غم از عالمی در هم است  
مزن لاف منصوبه حسن بسی  
به نرد و غاطال عشق بس نکوست  
(۶۸ اب) عبت مهر پیش بینی چنین  
مدان در ره آرزو رهبرش  
کرا باده عیش در جام ریخت  
نهاد دست بر بیوفائی مدار  
نه تنها خود دست اینچنین پر جفا

(۶۸ اب)

مکد زهر از شکرش کام ذوق  
بصحرای بر یو از زلال سراب  
همه حرف خصمی نشانده سلم  
اگر کار تر یاق آید ز زهر  
که عشاق گردند نامهربان  
اگر حلقه گردد خطا استوا  
بر آید که ای دای بر ایل فال!  
که تخم نشاطش ز اشک غم است  
بغزین رخس کجروی داده طرح  
که قایم نکرد است با او کسی  
اگر یک اگرش همه نقش دوست  
که شد فکری لیلان ششدر نشین  
که واژده زدن فعل بر استریش  
که صد شام بر فرق صبحش نه بخت  
ز زهر سار این بی وفای زینهار  
ز پروردگانش مجو هم وفا

بر آورده از شهیدشان زهر خوش گرفته بر عهدشان نقض گوش

له خ مخ: بصحرای بر یو ۱۰ خ مخ: ریزد ۱۱ خ مخ: شکر بر آید ۱۲ خ مخ: فال - حال (بجای فال)  
۱۳ خ مخ: فقط: ار ۱۴ خ مخ: در کاف کش راکم کرده 'ص' ساخته است خ مخ: (صنا): بینی  
۱۵ خ مخ: فقط: لجلال ۱۶ خ مخ: آخ: وادونه - مخ: اشتغیرش (بجای استریش) ۱۷ خ مخ: عنوانش در مخ:  
در مذمت اهل روزگار (در مخ شکایت بجای مذمت) ۱۸ خ مخ: گرفت است



همه گرگ طبعان فخر غلام کین  
 همه مست لیک از شراب غرور  
 همه کس و لیکن کس ناکسی  
 همه در مروت همین محض گفت  
 همه آشنایان بی گمانگی  
 همه خاین رسکه رستمی  
 همه در طبیعت گزی چون مرش  
 بر آورده بیگانه و آشنا  
 بصدق ارشانشندم وفاق  
 (۱۱۶۹) پسند بر آتش چو گرمی کند  
 بخاطر کشائی سراسر گره  
 بمیدان یاری پناه گریز  
 بنخواستش گلو گیر تر از حشاق  
 گهر قحط شد بحر و کان را چه شد

همه زیر دستان بالانشین  
 به پیکار نزدیک و از سلح دور  
 در اکرام واپس تر از واپسی  
 بکوی ترفع شهیدان مفت  
 محل جوی چون دشمن خانگی  
 که محرمی ننگ نامحرمی  
 بتار نفس بسته پای غرض  
 در آشنائی بخت جفا  
 دهنده هر انبان کذب و نفاق  
 در شتی هر اسد چو نرمی کند  
 چو دنبال عقرب گره بر گره  
 بقطع محبت چو مقر اض تیز  
 دهان در طمع باز تر از شقاق  
 همه مور شیر زبان را چه شد

بیاساتی ای خرمن گل بیا

تو گل من خزان دیده بلبل بیا

له آما: فرعام مع: فرعام له درخ و مع: بعدش افزوده: همه رهاستان لیک اندر کجی زیر یک جدا: حتماً بر کجی  
 له خ مع: توقع له در قضا این بیت با بیت سابق تقدیم و تاخیر دارد له پیش ازین مع: مع: افزوده:  
 همه صاحبان نفاق قدیم در ایشار نقد و فالو لیم له خ مع: نهد دهر انبار له خ مع: بهندت له درخ و مع:  
 بعدش افزوده: زبیر مبری مایه سل و دوق مفاجا در آمار ایشن محقق له درخ و مع: بعد این بیت افزاید:  
 همه نیش افسانه نوش چیت همه خار گل در گلستان کیت له عنوانش در مع: (هـ) خطاب بآقای (درخ ندارد) —  
 در آئی را ندارد له (هـ) علامت بیاس است که در خزانه عامره (هـ) منقول است



بیا ای خرامنده طاووس مست  
 بیا ای پری نام ساقی لقب  
 مگر بخت از جان برد تاب را  
 تو بی لاله رخ سر و نسرین عذار  
 خطاب تو مستغنی ماله و شش  
 ز تاب رخت بر دلم داغ نه  
 برندان دردی کش پر زبان  
 برویم در خنده بستن چرا  
 چه گردیده واقع که چشم سیاه  
 (۶۹ اب) چه دنبال ابرو گره کرده  
 خدنگ تو در سینه ز انسان نشست  
 مکش پرده بر چهره ای رشک ماه  
 خرد کرده این توبه در کار من  
 کشیدم بکوی ورع کرسی

(۶۹ اب)

بنه بر سرم پاک رفتم ز دست  
 بن بر نشان ریش جام طرب  
 بالدیکی چشم پر خواب را  
 منم صاف دل زنده ددی گوار  
 مرا نام جیپاره آه کشن  
 نگاه مرا درین باغ ده  
 حدیثی ز کوه لب در نشان  
 تبسم لب در شکستن چهره  
 نکه باز گرداندی از نیمه راه  
 کمان سیه تو ز زده کرده  
 که سوار بر جای پیکان نشست  
 که دارد نقاب از هجوم نگاه  
 بجان من این توبه را در شکن  
 ندارد ز من توبه دشمن تری

له این بیت را درخ ندارد ۵۳ خ مع : لادرو ۵۳ آتشکده فقط : واه و شش - واه کش  
 که خ مع چشم بد داغ به ۵۵ خ مع : بیزبان - در آلب را به لب لب مبتدل ساخته : تصحیح از روی  
 خ و مع ۵۶ خ و مع و آتشکده و خزان : چشم - گردانده (بجای گرداندی) - خزان : بیم (بجای نیمه) خ مع  
 نیم : ۵۷ خ : را تو زده : آتشکده : تو بزه : خزان شل متن ۵۸ مع فقط : بر ۵۹ خ مع بدش افزوده  
 جفا پس کن ای شوخ مکران در از به مزین دست بر ترکش خشم دنازه و بعد مکش پرده الخ و بیت دیگر افزوده :  
 بیا ساقی ای دل ز چشم تو مست : نگاهی سوی هند ساقی پرست : در مع ترتیب ابیات این خطاست : چه دنبال  
 کبش پرده الخ خدنگ تو انیم : خدنگ افکنی از که آموختی که صد حسرت بر جگر دوختی : جفا پس کن الخ



زبان کرده این توبه خوش بکل  
 زبان بار آن سنگ برداشت  
 دلم خون شد این مایه خاش حیت  
 شکستن چه سان یافت بر توبه دست  
 دران توبه امید ببود نیست  
 عبت تهمت آلود تقوی شدیم  
 بده می کزین توبه در بخشستم  
 که این سرفدای می و شاید است  
 بیاساقیا مگذران روز را  
 گر از افعی توبه دل جرم خورد  
 (۱۰۱) از تو عشوه صرف این توبه باد  
 ترا توبه هم از ستم می دهم

چه باشد درین جرم بچاره دل  
 بجال در دل خبیر داشت  
 تو ساقی و من تائب! این عقل کیت  
 که زلف تو زودام خواهد شکست  
 که چون لعل ساقی می آلود نیست  
 بی پرده پوشی که رسوا شدیم  
 بده خوش بیایی مده مهسلم  
 دگر گون نگرده خدا شاهد است  
 بده آتش معذرت سوز را  
 توان جان بتریاق عفو تو برد  
 که ذوق شکستن مرا توبه داد  
 (۱۰۲) علایج ندارم قسم می دهم

بشیرینی از شهید کج دهن بجوش اسیران چاه ذقن

(بقیه حاشیه ص ۲۹۱) بیا ساقی الخ مع فقط: بکش الله فقط: برغم خرد توبه ام را شکن و نسخه دیگر: بجان خودت توبه را در شکن  
 (حاشیه ص ۲۹۲) له که حیاست تصحیح از روی رخ و مع و آتشکده ' مع (ص ۲۹۲) و آتشکده: این ننگ ' رخ: این سنگ (و نسخه ننگ) - رخ مع آتشکده: بجان تو گر (بجای بجال دگر) مع رخ مع ' نازد ' مع رخ مع: چنان - آ: دام (بجای و ام) مع بعدش در رخ و مع افزوده: درست است دعوی رندی زمن که با کلفت توبه شد هم شکن' کسی توبه گفت است این توبه را - بین رنگ عاشق بین توبه را، شعرا دل در خواند هم آورده است (و رندی من نوشته بجای رندی زمن) مع رخ مع: بشدم مع بعدش در رخ مع دو بیت افزوده است ' مع مع فقط و نگر دم مع خزان بگذران مع بعدش در رخ و مع یک بیت افزوده، الله آتشکده فقط:



بذر پاشی آتش آبدار  
 بزخم سناهای مژگان خویش  
 برومی که سوزد ز تابش نقاب  
 به پیچاک آهیم که در موی تست  
 بدستان چشمان هاروت فن  
 بتقوی که خوشش بدر کرده  
 بگوشی که در بیخ فرمان تست  
 بمتی که دارد ختن در داغ  
 بآبی که لجت جگر آورد  
 به تنگی که زخمش ندارد سپر  
 به جیبی که چاک برویافت دست  
 به جوش و خروش مناجاتیان  
 (۱۰۰ اب) به عجز و تقضیع بسوز و گداز  
 به عزت قناعت بدل طمع  
 به زنا و کفر و به سیج دین  
 با فغان چنگ و خروش رباب  
 به سیج خوانان تجنه گرد

(۱۰۰ اب)

بسپنجی سنبل تاب دار  
 بذوق نگه های پنهان خویش  
 بجشیمی که از چشمها برده خواب  
 بحق نگاهیم که در روی تست  
 بمژگان بر گنج جان نقب زن  
 بزدی که سوشش نظر کرده  
 بباعی که در رهن زندان تست  
 بدستی که مرهم تراشد ز داغ  
 باشکی که داغ نظر آورد  
 بشامی که گم کرده راه سحر  
 بصیدی که جشیمی بروشت بست  
 بگل بانگ نوش غرابان  
 بمعشوق و عاشق بنار و نیاز  
 بناموس زندی به ننگ سرع  
 بهستان مهر و به زندان کین  
 به سوز کباب و به ساز شراب  
 به گلگون سرشکان رخساره زرد

(بقیه حاشیه ۲۹۲) خود ۱۲ عنوانش درخ و سج (۲۳) قسمة ۱۳ درخ و سج مخدوف

(حاشیه ۲۹۳) ۱۴ سج فقط بر ۱۲ آ: زندان تصحیح از روی خ و سج ۱۵ سج فقط: شامش

ندارد خ مثل متن ۱۴ آ: شصت (درخ مسرعه ثانی مثل متن دلی بر حاشیه نوشته بخشی که چمت برو چمت

۱۵ گذارد آ و سج خ و آ تشکده: میخانه ۱۶ بعدش درخ و سج یک بیت افزوده



بافت دگان ثریا مقام  
 بلبیک جاج دیر مغنان  
 به سیای مینای کلفت زردی  
 به نقل کدوی سر آرزو  
 به یاقوت سیال سیلان خم  
 به لب تشنگان سراب فنا  
 به آوازه کام دارا و شان  
 به پیمانه پیمای تقوی پناه  
 به صحرا نوردان ملک جنون  
 به زنجیر نمایان محزون نهاد  
 (۱۱۱) به وارستان بجان مبتلا  
 به سحر جنتی تیره روزان دهر  
 به ترکان غارت گر صبر بهوش  
 به شکر دایانان هندی نسب  
 به رنگین تزدان بستان زیب  
 به پروین فشانان خوی کرده وی  
 به گلدرسته بندان بستان کام

به بیت الحرام غرابات نام  
 به خمبای سرشار پیر مغنان  
 به آینه جام مقصد نمای  
 به رشج سبوی می آب رو  
 به جوهر شناسان درخوش گم  
 بالماس کاران دشت بکا  
 باندازه جام دریاکشان  
 بیک جبه محتاج بی دستگاه  
 به کشتی نشینان دریای خون  
 به مهر آشنایان لیلی نژاد  
 به بیگانگان بکار آشنا  
 به هم چشمی خوش نگاران شهر  
 به کشمیریان ملاحت فروش  
 به رعنا یلحان بر عرب  
 به وحشی غزالان دشت فریب  
 به غنبر فروشان واکرده موی  
 ببالا بلبندان کوئی خرام

(۱۱۱)

۱ به: و خیر: خیر و نفع پیر: در آن خیرا مبدل به پیر کرده ۲ به: آینه: آینه از روی خ: و سح (صفت)  
 ۳ به: کذا در سحر و حاشیه: در متن: نقل: خ: سح: نقش: ۴ به: خ: لفظ: جوهر فروشان: هه: خ: سح: شراب:  
 ۵ به: در حاشیه: نفع: بقا هم هست ۶ به: این بیت: مادر: خ: ندارد ۷ به: خ: سح: کان: دستگاه:  
 ۸ به: خ: سح: نگاه: ۹ به: کذا در: و سح: خ: دآ: شکله: هم: کشتی: ۱۰ به: عبارت: (در: خ: نفع: ملاحت):  
 ۱۱ به: آ: تزدان: ۱۲ به: کذا در: و سح: در: خ: نفع: رعنا: ۱۳ به: طوبی:



به عنقهای عیش غم اندیشگان  
 به زود آشنایان بیگانه خوی  
 به گلگون قبایان تیغ آزمای  
 به عید تمناهای متبلیان  
 به سراید خاموشی اهل درد  
 به سوز بگرشته باوه خوار\*  
 به جان بازی مرد میدان عشق  
 به حسن جهان سوز آتش مزاج  
 (۱۷ اب) به نازک لپهای آری کشان  
 به کم فرصتیهایی دهر دغا  
 به جان تحفه عاشق شرمسار  
 به سیاه آرام نو عاشقان  
 به رنگینی لاله باغ داغ\*  
 به طغیان سیلاب ابر جنون  
 به مغبون سودای بازار سود\*  
 به ذوق متاع کساد رواج\*  
 به توفیق برگ فنا ساختن

(۱۷ اب)

با کسیر مهرستم پیشگان  
 به کم حرف گویان نزدیک گوی  
 به قاتل پرستان خنجر ستای  
 به نور روز صحرا برای زندانیان  
 به گلگون زینت روی زرد  
 باشک درون قطره شعله بار\*  
 به غمازی مشک دکان عشق  
 به عشق تپی دست بی احتیاج  
 به لپهای خاموش عاشق کشان\*  
 به پشمر دگیهای کشت وفا  
 به صبر آفرین عاجز بی قرار  
 به نقض کلام کهن صداقتان  
 به پروانه عاشق بی چراغ  
 به طوفان خون خراش درون  
 به سود زیان کار کالای بود\*  
 به سودای درد غلوی مزاج\*  
 به بخت دل از خویش پرداختن

۱۷ خ مخ : دوران ۱۷ خ مخ (درد)، دجله خوار در لفظی راحک کرده و باه نوشته است ۱۷ خ مخ : شعله قطره بار\*  
 درد آینه را مبتدل به قطره شعله بار کرده ۱۷ خ مخ : آتشفشان شعله بار ۱۷ خ مخ : عاشق فغان ۱۷ خ مخ : تحفه بخت مخدوم\*  
 ۱۷ خ مخ : ناله باغ و داغ ۱۷ خ مخ : پای شمع و چراغ ۱۷ خ مخ : فضا، خون و ۱۷ خ مخ : بازار سودای درد ۱۷ خ مخ : درد  
 ۱۷ خ مخ : رواج متاع کساد ۱۷ خ مخ : دردی علوم مزاج ۱۷ خ مخ : درد و علم مراد (حاشیه) ای جوش و جیم زیادتی درد ۱۷ خ مخ : درد و غلوی



به آرایش فقر ز نور خروش\*  
 به آمیزش باد به بی غمی  
 به بیستائی دیده احتیاط  
 به جمشیدی رند ظاهر گدای  
 به مخموری چشم مست بتان  
 به پیوستی باد به همدمی  
 (۴۲) به مرغوبی جور عاشق پسند  
 به پرواز کجشک عجز و نیاز  
 به رم کردن صید آرام بر  
 به بزنده شمشیر بیداد هجر  
 به بز می که وصل آب حیوان چشید  
 به زهری که پهلوزند برشکر  
 به آبی که بر شعله دامن کشد  
 به شامی که در سایه اوست روز  
 به خالی که از کوچم مقبل است  
 به سعی که در عهده کجست وجوست

به آلیش قطره بحسب جوش  
 به چو بر لب شغب بالب ماتی  
 به شیرازه دستر اترباط  
 به خورشیدی باد صاف لای  
 به نر باده افغان ز دست بتان  
 به سرگوشی دولت محرمی  
 به دل کو بی لطف ارباب پسند  
 به چنگال گیرای شاهین ناز  
 به چالاک آهوی دام بر  
 به خون آشنادست جلاد هجر  
 به ز می که گرد جدائی شهید  
 به نخلی که چیره شود با تبر  
 به برقی که حسرت به خرمن کشد  
 به آبی که ز آتش افکنده سوز  
 به بادی که در دست بیاصل است  
 به صوتی که در پرده گفت گو است

(۱۴۲)

له خ مخ ز نور خروش — آرایش (بجای آلیش)

له ۱ آرایش تصحیح از روی خ مخ ۳ در خ مخ: مخذوف له مخ: بیتابی — اختلاط (بجای ارتباط) ۴ این بیت در مخ فقط مقدم بر بیت سابق است ۵ در بیت را مخذوف کرده، و در آن مصراع ثانی را بصورت "بجنگال پسرای شاهین ساز" نوشته و علامت محو بر جمله بیت درج نموده تصحیح از روی خ مخ کرده شد؛ در خ مخ بیت و پنج ابیات را ازین موضع به ترتیب مختلف آورده است، و یک بیت برین با افزوده، ۶ در خ مخ این بیت را ندارد ۷ یا (بجای بر) - آ: چهره، مخ: چهره ۸ خ فقط افتاده ۹ خ مخ: در کوچم مقبل، له خ مخ: دشت بیاصل ۱۰ در خ مخ: دو بیت پیش ازین و یک بیت بعد ازین افزوده،



به جوشی که از سینه خُم دمید  
 به عجزی که در طبع پیاپی است  
 به عیبی که گفت ست درس هنر  
 به سوزی که جوشید مایم برو  
 (۷۲ اب) به دودی که تیزش شعله خست  
 به صیدی که از رنج راحت گریخت  
 به خاری که پای دلی را نواخت  
 به کانی که تلخی دروغ و طعنه خورد  
 به دوشی که بار ملامت کشید  
 به اشکی که غلطید بر ارغوان  
 به باغی که ز وحش دلمه بومی برد  
 به عمری که عشقی عنانش گرفت  
 به آن دل که ز نرسد آهی ازو  
 به آن سر که بانگ سامان ساخت  
 به جامی که ساقی خود اول چشید  
 به دستی که بند قیامی کشاد  
 به قندی که شد تکیه گاه نبات  
 به عطری که عطسار گیسو دهد

به هوشی که در منزهستی خرید  
 به راهی که در پیش آوارگی ست  
 به اشکی که خورد دست خون جگر  
 به زخمی که موسید مرهم برو  
 به جانی که ز زخمی برو چشتم دوخت  
 به خونی که بر پای صیاد ریخت  
 به سوزی که در مغز جانی گذاخت  
 به نامی که از تنگ او نام مرد  
 به گوشی که ز هر نصیحت چشید  
 به رویی که خندید بر زعفران  
 به داعی که دوزخ منبر و می برد  
 به مرگی که جان در میانش گرفت  
 به چشمی که آید نگاهی ازو  
 به سوزی که در سینه جان نداشت  
 به نقلی که شکر دہانی گزید  
 به مستی که بر خاک پای افتاد  
 به شهدی که ز گشت شیرین حیات  
 به تیری که از تخش ابرو جهد

له خ مع : بامنی که خورد است خون خطر له مع فقط : سوری مع : از تیزش شعله سوخت 'خ : از  
 تیزی شعله سوخت 'خ مع : داعی (بجای زخمی) له خ مع : در هه تا فقط : دلم له خ مع (مک) :  
 که در سینه با جان له خ فقط در هه خ مع : عهدی - مع : ثبات (بجای نبات) 'خ نبات (و نشو حیات) - مع : زهره (بجای  
 شبنم) 'خ مثل متن 'خ : حیات (و نشو نبات) 'خ



به خونی که آتشش به عالم زند  
 (۱۴۳) به قدی که طوبی عیار ازوست  
 به نازی که صد کشته را خون بهاست  
 به جرمی که بر عفو منت نهاده  
 به بیرحمی چاره سازی کنی  
 که دیگر کمن بر نگاهت جفا  
 شراب سخن ده ز تنگ شکر  
 چه داری در آشتی میخ دوز  
 کنی صلح ماند بیاوم نه جنگ  
 نروید ز لب قصه هیچ کس  
 نهی تا بکی بر تغافل مدار  
 کشتی چند باشد چنین تنگدل  
 اسپر خارم شرابی کجاست؟  
 کش نخیر انتقام از غلاف  
 دل تیره ام را صفایی بده  
 چرای چنین از ترحم نفور

۵

۱۰

۱۵

به خونی که از کربا دم زند  
 (۱۴۳) به چشمی که در شهر غارت ازوست  
 به قهری که با آشتی آشناست  
 به عفوئی که روی گنه بوسه داد  
 به عجز ظهوری به بازی کنی  
 بزنجیر نازش مفرسای پا  
 ز بادام تریز نقل نظر  
 بساغر کن آن شعله جنگ سوز  
 نه ناموس آید بکارم نه تنگ  
 بهمین با تو ماند سروکار و بس  
 نداری مرگ و موت ندارم قرار  
 سرت گردم ای ساقی سنگ دل! ۵۰  
 دلم بر دلم سوخت آبی کجاست؟ ۵۰  
 سرت گردم ای ساقی سینه صاف! ۵۰  
 اگر صاف حیفست لایبی بده ۵۰  
 سرت گردم ای ساقی پر غرور!

۵۰ مع کوئی که باغ و آتشکده: کوئی که از ۵۰ در سینه این بیت مخدوف و در آ به نقاط تنگ درج است و در رخ  
 و مع و آتشکده: چاره ساز کسی (بجای چاره سازی کنی) در مصراع اول و ناز کسی (بجای بازی کنی) در ثانی  
 ۵۰ مع آتش کینه سوز رخ مثلاً آتش چنگ سوزیم دارد  
 این سه بیت دارد که در آ و مع و مع نیست: بیاساقی ای باز غافل شکار که خونی است چنگ عقاب خوار  
 ز کلبه چمن گشته طاووس دم: بدون آرخون کیو تر زخم  
 بده تا بدین دامگاه مجاز: ز کوشک من و اخور و شاهباز ۵۰ آتشکده فقط: در برم



(۳۴۱ ب)

۱۲۱) اب ز غم مرده ام زنده ام چیستم؟  
 ز شوق لبست چند خام جگر  
 ز سا طور غم استخوانم شکست  
 بیا ای نمک پاش ریش جگر  
 به بین تلخی عسر شیرین من  
 بر آن روز آتش بکانون جام  
 بیا ساقی جان فدای کنم  
 ز لعل تو تلخی که سری زند  
 مرا تاب جور و جفای تو هست  
 خرابم پی ترکست از تو من  
 مرا از تو صد نار تو فیر شد  
 شکایت ندارم جفاها بجاست  
 مرا از همه بیش می خواستی  
 دلم یافت تنیه دیگر بس است  
 ز رویت عیانست آثار صلح  
 (۱۲۲) بیاور کلید در آشتی  
 به هاتف نگو گوش کاواز داد

(۱۲۲)

ستم چند؟ بچاره کیستم؟  
 بیا ساقی ای از حشا بخبر  
 بسا تلخی غصه بر مال دست  
 که بچشم ز اشکم بود شور تر  
 ○ بده ساغر و بگذر از کین من  
 ○ مگر شهید عیشم پذیرد قوام  
 ○ تو دشنام ده من دعای کنم  
 ○ ره کاروان شکر می زند  
 دلی می رود ناتوان دل زد دست  
 دلی کرد طاقت جلای وطن  
 دلی تو به ام آرزو میرشد  
 که گوید جفا محض مهر و وفاست؟  
 که این مجلس ناز آراستی  
 لبم سوخت در هجر ساغر بس است  
 بسا غم کن آن جنس بازار صلح  
 که آمد نگه بر سر آشتی  
 که پیمانه لطف سرشار باد!

۵

۱۰

۱۵

۱۳ که مع زنده ۱۲ در آ ندارد تصحیح از مع تاریخ مع (ص ۲۵) ۱۳ مع فقط اشکم ز بچشم ۱۴ در آ محذوف  
 در آ 'اعی' بجای 'عمر' و مصراع ثانی این طور: بده ساغری که راکس من و جلد بیت به علامت محو درج کرده  
 تصحیح از روی مع خ و غزان: رخ و غزان: ساغری بگذر بجای ساغر و بگذر ۱۵ کذا در آ: خ: بار: مع: ناز (در آ)  
 بار را به نار مبدل کرده ۱۶ مع فقط: از ناز که خ فقط: این



از ان جام پر سیر حست خوار است  
 بده ساقیا جام و پُر تر بده  
 مگر عقل پیدا کند جوهری  
 مرا خوار کردی زهی اعتبار  
 بمن صد جفا کن از جانی بجل\*

که همچون دل من ز بهت پُر است  
 و زان باده لعل جوهر بده  
 برون آرم از جوهر دل سری  
 ولی دل عزیز است خوارش مدار  
 ولیکن به بین در میان روی دل

دست این که عجز و نیاز آورد  
 دست این که گردیده زاری فروش  
 دست این که عشقت نظر کرده است  
 دست این که دل داد پروانه را  
 دست این که می‌های باقی زند  
 دست این که زهر غمت نوش کرده  
 دست این که ز خمش نمک پرور است  
 دست این که معیار درد و دوست  
 دست این که شد خلوت پیر عشق  
 دست این که ز خمش ندارد علاج  
 دست این که ناز بتان می‌کشد  
 دست این که بر سینه پرور داغ

ترا بر خشم و ناز آورد  
 وز و گرم گردیده باز از جوش  
 پزند ملامت بر کرده است  
 که افروخت از بال کاشانه را  
 دست این که ساقی و ساقی زند  
 دست این که مهرت در آغوش کرد  
 دست این که زهری پر از شکر است  
 دست این که طوباه مهر و وفاست  
 دست این که شد بوته تیر عشق  
 دست این که از جان ستاند خراج  
 دست این که تشویش جان می‌کشد  
 دست این که بر گلخن افشاند باغ

(۴۴ اب)

۱۵

له مع (۴۴) بجات بجل آخ بجام بجل اذنی از جانی بجل که گرم بجل له عنایش در مع و در تعین دل (۴۴) صفت بجای  
 تعریف له خ: مینای، مع همسای له خ مع: دست له خ مع: زهرش له این بیت را در آه محزون و در آه  
 علامت محزون کرده است این طور: دست این که بر سینه پرور داغ دست این که بر گلخن افشاند باغ تعجب از روی  
 مع درخ در سینه بجای بر سینه و پرورده و افشاده



دست این که از گریه بار و شر  
دست این که مفتاح گنج خود است  
دست این که ساقی پرستی کند  
تولای راحت برنج دل است  
دل آمد بظاهر کی قطره خون  
گر از لعل دل نطق بستی دهن  
بهر کس که دل آشنای شود  
کشد جان صد آید آب و گل  
دوری حاصل بجز آب و گل است  
شود خرد در قبضه تیغ خطر  
بباغی که گردید دل باغبان  
(۱۴۵) هیران کودش دست بر سر نه  
بلک غنا بادشاهی کنند  
ز دل زنده گردید این آب و گل  
اجل را توان چاک بر جیب بست  
ز ایجاد ما عشق آمد غرض  
شیر عشق چون چشم عزت کشاد

(۱۴۵)

دست این که بر ناله بسند و اثر  
دست این که بقراط ریخ خود است  
دست این که بی باده مستی کند  
طلسم بدن بهر گنج دل است  
کزو بجز عرفان تراود بر و ن  
نمی بود رنگین باط سخن  
غمش عشق و دردش دوا می شود  
کشاید ز بازو اگر عز دل  
که در حقه سر بمهر دل است  
چو بر سر کشد دل سپر از جگر  
خور و سیل برگ روی خزان  
فلک را ز تعلین افسر دهد  
کسانی که از دل گدایی کنند  
خدا یا نگهدار از مرگ دل!  
اگر دامن دل در آید به دست  
دل و دوستی جوهر اند و عرض  
در ایوان دل تخت حشمت نهاد

له خ مع : ریزد — درخ و مع این بیت بابت تالی تقدیم و تاخیر دارد : له خ مع : بخواهی له خ مع : نقل  
له خ مع : عیش هه آ : شرار : تصحیح از روی خ و مع (هفت) له خ مع فقط : از برگ له خ مع :  
کسی را که دل دست بر سر نه هه آ : است ' بعد این بیت درخ و مع بیخی را افزوده له خ مع فقط : دل :  
له درم این بیت را حذف کرده و در آ مسوخ آورده و منوخ کرده این طور : — دخی چون چشم خیرت کشاد  
در ایوان دل تخت حشمت نهاد تصحیح از روی مع است ' درخ : مشیحن چون چشم حیرت کشاد اله



نظر پروری میکند عکس یار  
 مگو کام دل یافتن مشکل است  
 چو داری سر کعبه معنوی  
 چه داند ره گنج جان آب و گل  
 نمی آید از جان چو تن پیچ کار  
 دهندت بتان در دل خویش جا  
 بیاساتی ای آگه از حال دل  
 به بین که سر بای رخ حال را  
 بده آن عقیقی می پر ضبا\*  
 (۵۷ اب) که ریزم می چون خمی از جبین  
 چکد از جبین آستین\* و انجم  
 بجوش آمد از شوق خون درون  
 شرابی گرم کن که در رنگ و بوی  
 نباشد حریفی چرا عطسه ریز\*  
 ز بی التفاتی مکن آنچنان  
 بیا تا در گرتازه کاری کنم

چو آینه دل ندارد عیار  
 چو تهرت ز دل جسته حاصل است  
 که از راه دل می روی می روی  
 نباشد اگر نقب نقبش بدل\*  
 بد و نیک خود را بدل و اگذار  
 بشرطی که بادل شوی آشنا  
 که حیرت گرفتست دنبال دل  
 چرخ آریا قوت سیال را  
 که سازد فروغش سهیل از سها  
 بجوشد سهیل از ادیم زمین  
 دبی که از ان خسروانی محم  
 سرت گرم ای ساتی گرم خون!  
 بیا قوت و عنبر کند گفت و گوی  
 که کام و زبان گشت خمیازه خیز  
 که ساغر نجمیازه دوزد دهان\*  
 رخ عیش را غازه کاری کنم

(۵۷ اب)

له آ نظر پروری ۱۰۰ مع خواستی ۱۰۱ مع نقبش دل ۱۰۲ مع فقط و ۱۰۳ مع جان و دل  
 و اما دل تصحیح از روی ۱۰۴ مع و خزان ۱۰۵ مع و مع و خزان ۱۰۶ مع جسته بجای حیرت ۱۰۷ مع فقط در خزان ۱۰۸ مع که رانی رخ آل  
 ۱۰۹ مع عقیقی می پر ضیا ۱۱۰ مع عقیقی می پر بها ۱۱۱ مع عقیقی می پر بها ۱۱۲ مع بستی چو ۱۱۳ مع صلا  
 خسرو ۱۱۴ مع صراحی چرا عطر بیز ۱۱۵ مع بخار دزد دهان ۱۱۶ مع بخار دزد دهان ۱۱۷ مع تصحیح از روی مع  
 در ۱۱۸ مع دزد بجای دوزد ۱۱۹ مع کنیم ۱۲۰ مع خزان مثل متن ۱۲۱ مع بعد این بیت در ۱۲۲ مع بیت را افزوده  
 است ۱۲۳



سرت گردهم ای ساقی بی عدیل!  
 جهان گشت از گرد محنت سیاه  
 طلب کرد خست و بمبیدان مرا  
 بدست کرم تیغ احسان بکن  
 برطل صبوحی بچشم در آ  
 قوی گشته بازوی خوف و خطر  
 براسیم بر سینه افشوده پای  
 که گر مور را در رگ و پی دود  
 (۱۴۶) سرت گردهم ای ساقی پرستیز  
 بگلپانگ خیر العمل گوشه دار  
 مگر آتش زنده دودی کند  
 شد از شوق رفاص جان بدن  
 چو راقم بمینا کنی از سبب  
 چه مستانه رفاصی سر کنم  
 چه در کار دورند این زاهدان  
 اگر چشم زاهد نمی بود شور  
 کشم چند از پسند ناصح گزند  
 کند محنت بعد ازین گر عذاب  
 میر از سرم و اعطا این شور را

(۱۴۶)

برافروز ساغر بنار خلایل!  
 بر انگشت نمود حسرت سپاه  
 بجفتان دودی بپوشان مرا  
 بمی آب ده گردن غم بزن  
 که خوردم شبخون خیل خسار  
 سرت گردهم ای ساقی پر جگر!  
 بدان سان شراب طهوراً افزای  
 صف شیر را یک در پی دود  
 دمید از افق صبح کافور بیه  
 صبوحی ندارد قضا می بسیار  
 چو مینا رکوع و سجودی کند  
 سرت گردهم ای ساقی راه زن!  
 کنی در دیش گر بحلقم نرسد  
 که صد زاهد خشک را ترکم  
 چه مست غورند این حاسدان  
 بمی خانه می بردم او را برزور  
 ضرورت بد مشی صبر چند  
 سرش بشکنم بل سر احتساب  
 بیادم میاور شب گور را

له پیش ازین بیت درج و مع یک بیت را افزوده له خ مع زمار له خ مع حسرت له آ در تعجب از روی خ  
 و مع له مع بده آن شراب تهو زای درج مثل مع آ زان بجای آن له آ آ المعی خ مع : العمل







بر آئینه تا چند رنگ خودی  
دمی شاهد بخت در بزرگشتم\*  
برون تا نزد پسته از پوست کام

بلائی بزرگ است تنگ خودی  
که خود را از آغوش خود دگر کشتم\*  
نشد حاصلش از لب و دست کام

§ (۱۱۴۴) چمی خواهی ای زاهد از جان خویش  
مرنج از من ار در جوامم خموش  
بهر چا زبانی\* گرد کرده ایم  
برو گو خسر دوز فونی بست  
اثر در کین دُعای منست  
سیوی بدیشم نهادند دوش  
سبوگر بسرمی کشم نیست غم  
مبین جرم مستان خود رای را  
کسی گزوی این نخل بالا کشید  
اسیری همی خواهد این گفت و گوی\*  
توان دیده بستن ز روی چنین؟  
در افشای اسرار زندان کویش

۵ هلاکم ز خجالت لبست گشت ریش  
که رخت شنیدن برون بخت گوش  
سرپند گو یان در و کرده ایم  
جنون کرد طغیان ز بونی لبست  
که دشنام ساقی قفاشی منست  
۱۰ دین عالم این است معراج دوش  
که زد بر کدوی سرم این رقم  
به بین رحمت ساقی آرای را  
برایش هم افتاده آفرید  
خرابی همی آرد این رنگ و بوی  
۱۵ برای خدا رو به بین\* رو به بین  
دین مصلحتهاست واعظ خموش

له: سر کشتم بجای بر کشتم (تصحیح از روی خ و مع: در (بجای از) هفت مع: بر کشتم عنوانش در خ و مع: خطاب  
به نام مع: در خ: بجای به له: خ و مع: نام مع: هفت در خ: فقط: کرد له: در خ: غار پائی — آ: (کرو بجای درو)؛  
مع: خ و مع: پس است له: خ و مع: برای هفت خ: برایش (ذیر  
این پالیش هم نوشته) مع: بر آتش له: خ و مع: روی و موی له: خ و مع: دارد — در آ این بیت را حذف کرده  
له: خ و مع: مبین  
له: خ و مع: نام مع:



در انکار ارباب باطن مباش  
بهر هم مده رحمت داغ ما  
نهال نصیحت بزر آور ز بن  
(۴۴ اب) زبان ترا بر زبانش باجاست  
خوش آن دم که از گریه نقش وجود  
و دمای چشم لب ابر را  
چنان شعله شوق گرد و لبند  
ز بهند آورد یاد فیصل جنون  
چه بنیم باین شمع تاریک عقل؟

تو محرم نه راز فاشت فاش  
اگر سوده الماس داری بیا  
به بی طاقی عیب عاشق مکن  
که ترکیب ما این قدر هم چر است  
بشویم ز لوح دبستان بود  
در آب افکنم دفتر صبر را  
که خورشید گردد سپید گزند  
به طغیان کشد گریه نیل جنون  
چه کارم باین آب باریک عقل؟

مگر رحمت عشق و بهقان شود  
مگر رستم عشق گردد سوار  
مگر سایه عشق بر سفت  
مگر افکنند عشق خوان کرم  
کسی کو؟ که دین را حمایت کند  
ز تطهیر دامان تقوی گوی  
همین قصد ناموس دارد درین

که در بارغ جان خار ریجان شود  
که از خیل هستی بر آرد دمار  
که از سر تمنای افسر فیت  
که گردند هم کاسب لا و نعم  
اگر کفر عشقت هدایت کند  
اگر ابر عشق آورد شست و بشوی  
اگر بر کشد شمشیر عشق تیغ

له آ: بر آورد تصحیح از روی خ و مع له مع: زمانی سه مع: گوئی شکیب این قدرها، خ مثل مع  
آنا قدر هم بجای قدرها، سه خ مع: (ص ۳۳): رگ سه آ: کرد، خ: کرد، مع: سوزد (در حاشیه  
نسخه گردد) له عنوانش در مع: در تعریف عشق (خ: در صفت عشق گوید) سه در خ و مع بعدش  
بیجی را افزوده سه در خ فقط: نهید سه بعدش در خ و مع شش بیت را افزوده است له: دانای - شست  
شوی تصحیح از روی خ و مع له بعدش در خ و مع دو بیت را افزوده است



(۱۶۸)

فرو رنجی پیش طاق زمان  
 مبین صنعت بازوی مهر و وفا  
 (۱۶۸) کند چون شه عشق پاد رکاب  
 برو بر در عشق در یوزه کن  
 ز تان ریزه عشق بردار زاد  
 اگر عشق روشن نه سازد چراغ  
 غم عشق پیرایه عیش بست  
 دل آینه طلعت یار نیست  
 فرو بار از دیده طوفان عشق  
 چو خواهی همه عیب ها را هنر  
 بفکر زرو سیم خود را مبار  
 نداری تف عشق اگر در جگر  
 دل از عشق اگر نیست آتش فروز  
 نمی گشت اگر گرمی عشق جمع  
 نمی بود اگر عشق نسر باد زور  
 نمی داد اگر عشق گردن به بند  
 نمی کرد اگر عشق با صبر جنگ  
 (۱۶۸) نمی داشت اگر عشق این شکوه

(۱۶۸)

نکردی اگر عشق تعمیر آن  
 بگو عشق و بر کن زمین را از جا  
 فتنه در جهان شکست انقلاب  
 زاکلیل شاهنشاهی موزه کن  
 که دورست راه دیار مراد  
 نه بینی شب عیش روی فراغ  
 غم عشق در مغز صحبت نشست  
 اگر اعیقل عشق در کار نیست  
 غنیمت شمر فصل نسیان عشق  
 گرو ساز خود را و عشقی بخر  
 اگر طالع عشق داری بساز  
 بطوفان آتش شوی خام تر  
 کند شعله حسرتش خام سوز  
 که می برد پروانه را اگر شمع؟  
 جهان را از شیرین نمی بود شور  
 نمی یافت پیچاک کاکل کند  
 ز تیغ تقاضا که می برد رنگ  
 نکردی شکر خنده بر حسن زور

له در مخ فضا زبان. له آصف، تصحیح از روی مخ. له مخ (۲۵)؛ بکلیب له آ. در یوزه؛  
 له آ. غم عیش پیرایه عیش؛ مخ؛ غم عشق پیرایه بر عیش — تب (بجای غم)، صحت (بجای صحبت)  
 له مخ؛ بطن؛ تو؛ نقل؛ تر؛ نقل؛ له در مخ فضا؛ سوی له در فقط مخ؛ نمی داد؛ را  
 به نمی داشت تصحیح کرده؛







بیارغ جگر از تفت اشک و دوش  
شب گریه از شمع دارم فراغ  
دلم خارغ از منت شکر است  
بجام نمک ریخت چشم پر آب  
ز عکس رخت گشته چشم چنان  
نهان کرده رو خنده از تاب شرم  
فتانده آتش دیده گویا شزار  
دلم شد ز مرزگان نشان خدنگ  
بنور و ز غم اشک صحرایند  
نصیحت عبث کویب خود مخای  
(۱۴۹ اب) اب زمین خنده وصل افزوده با  
به تخیلی که از گریه ام غم رسیده  
سرت گروم ای ساقی نامه دارم  
بیا بر لبم جام لب ریز نه  
بر روی قدح بر تراش از حباب

بر آورد صد چشمه خنده جوش  
اگر اشک آورد گوهر شب چراغ  
اگر از آن گریه تلخ شیرین تر است  
اولی بیشتر گشت زود شراب  
اگر جوشیده بگریه ام ارغوان  
که هنگامه گریه گردید گرم  
چشم جفا خور آب دار  
بلی گریه هم گردنغیر رنگ  
چو اطفال پوشیده گلگون پزند  
اگر شد هم زبان گریه باهای های  
که می کارم از گریه تخم مراد  
ز هر برگ آن نام ساقی دمیه  
بجای ز مغرم برون کش خار  
که شد در گلو گریه غم گره  
برای شب عشرتم آفتاب

دگر شاید شام شد مشک موی

سرت گروم ای ساقی صبح روی!

له این بیت در معنیست در آخ مصرع ثانی این طور است: بر آورده صد چشمه گریه جوش ۱۴ کذا در آ بعد تصحیح  
اگر در آخ و معنای بجام بجای بجام، ۱۴ آخ مع، از ۱۴ آخ سینه کوی، مع (صفا)، سینه کوی ۱۴ آخ جهران،  
تصحیح از روی غم مع ۱۴ آخ مع: بروج قدح الخ استجاب (بجای آفتاب)  
اگر بر روی قدح بر تراش از حساب، تصحیح از روی غم و مع ۱۴ عنوانش در مع: در بیان شام زود آخ سونت  
بجای بیان، اگر، دگر، — آخ مع خزان: مشکبوی (بجای مشک موی)،



بگلگشت مهتاب بیرون خرام  
 چنین بر تو افشاند شمع قسم  
 زمین را که بود از لطف مهتاب  
 براه تو شد چشم اختر سفید  
 بآمید سیر تو روز طرب  
 برای تماشا فروغ سحر  
 ز شوق خرام تو ماه تمام  
 ز مرغوله زلف عنبر طراز  
 بیرون آ که در بزم گاه طرب  
 (۱۸۰) خوش آن روز پرورش مشکبوی  
 معطر چو ریحان بارغ خیال  
 بپوی از شکب کرده بخور  
 گریبان نسرين عذاران چنین  
 شب قدر را پیش این شب چه قدر  
 شبی در عدم ظلمت آویخته  
 تو گوئی نشاط از زمین بردمید

که لب ریز شد ماه را باز جام  
 که زو شعله از مشعل لاله  
 گمان پوشش گردیده از مابینتاب  
 بیرون آ ای ماه چشم امید  
 ننگند است خود را در آغوش شب  
 بر آورده از روزین شام سر  
 زمین را گرفتت در سیم خام  
 گریبان شب را پُر از نافه ساز  
 ز رویت خورد غوطه در روز شب  
 که شامش بآب سحر شسته روی  
 منور چو مرآت ارباب حال  
 بنوری از و برده تشریف نور  
 رخ ماه رویان حناور زمین  
 ز جرم سها مید نور بدر  
 تجلیست بر روی هم ریخته  
 توان رفت هر گوشه صد روز عید

۱۰ آ: آفتاب ۱۰۰ خ: خ: برج ۱۰۰ این بیت را در خ: ندارد و در خ: و خ: قبل این بیت را افزوده  
 ۱۰۰ در خ: و خ: این بیت بر بیت سابق مقدم است ۱۰۰ خ: خ: (۳۵): خوشا  
 ۱۰۰ خ: خ: جمال ۱۰۰ خ: کزو کسب کرده خ: کزو کرده کسی - خ: خ: کزو برده (یکای از و برده)  
 ۱۰۰ خ: چین آ: چین ۱۰۰ در کوی مد را 'منسب' نوشته و بیت را به نقاط شک آورده 'قصع  
 از روی خ: و خ: ۱۰۰ خ: خ: شبی را قضا در عدم ریخته



طرب آن قدر صرفِ مهتاب شد  
ز جام تو مهتاب می زد مگر  
بنازم بآن نرگس نیم خواب  
نشین ماه را در مقابل بناز  
چو طاووس مینا کنی جلوه گر  
بشی را که روزی بتابد بر آن  
نه شوق بهین از شهر برده تاب  
بیاساقی ای جبهه ات صبح کام  
(۱۸۰ اب) که چون در نهایت طوفان ق  
یه هنگامه گریه چشم پر آب  
دد آفتاب از درو بام بخت  
چو شام بر آید به تخت نمود  
بغیر از غم تو نماند غمی  
صدراع خساری مستیم  
شرب غصه را پیرست از بر کشم  
بده ساقی آن شمع ساغر لکن  
مریضم غریبم مرآت کجاست

(۱۸۰ پ)

که از پرتوش غصه سیاب شد  
که مستانه افتاد بر بام و در  
بمهباب در جام کن آفتاب  
اگر روی سازد چه شد گو بساز  
نذر وی کند از شعاعش قمر  
برند از پی سرمه دیگر آن  
ز بس آرزوی پرچشم خواب  
از ان رشک خورشید ریزم بجام  
شود گریه شمع شبستان ذوق  
زند بر زمین مشعل آفتاب  
شود صبح گرد بر ره شام بخت  
کشد از جبین سحر صد سجود  
شب تیره بختی زند پس جمعی  
کند کم ره حسانه بستم  
کتانش بمهباب ساغر کشم  
که رو بد سحر پرتو از شام من  
مغنی و ساقی و دوا بر شامت

۱۴ آ: پرتو 'خ' مع: پرتوش ۱۵ 'خ' مع: غیر توالب ۱۶ 'خ' مع: اخران ۱۷ آ: سحر، قیص از روی 'خ' مع: ۱۸ آ: پرتو، قیص از روی 'خ' مع: ۱۹ در مع: فقط، شوق ۲۰ 'خ' مع: در بر خطه، اشک ۲۱ آ: جبین بی خبر، 'خ' مع: جبین سحر، مع: جبین سحر، ۲۲ 'خ' مع: صفت: سحر

شاه آفقط: رویہ



تو یک شربت آب انگور ده | تو انگشت بر نبض طنبورته •

سرت کردم ای مطرب خوب ی  
 ز رخسار خود پرده یک گوشه نه  
 صبا بر نه از جیب نوروز سر  
 ز غم قامت بی نوا یان دو است  
 بجام زوهر مخالف نواز  
 (۱۸۱) پی عنده لیبان دار السلام  
 می لاله کون برودیت بسر  
 بده نغمه های ترم سر بمغن  
 شود بانفت باحسن چون نقش و صوت  
 ز رخ طعنه در کار خورشید کن  
 چو با عارضت دق مقابل شود  
 چنین در پی دق چو داری نگاه  
 دقت گرز اشکم کشیدست نم  
 کمن ظلم بر گوشش از باب راز  
 ز چرخ جفا پیشه احسان مجوی

که مرغوله خوانی و مرغوله موی •  
 بجای شاید نغمه در پرده نه  
 بهار گل و نغمه آمد دگر  
 قدت باد چون قول عشاق راست  
 بزین بر حدیسی راه حجاز  
 توانی ز تار نفس یافت دام  
 نباشد چرا نغمه رنگین و تر  
 بگو پای عقل سبک سلف  
 نماز ورع را کند نغمه فوت  
 ز دق حلقه در گوش ناهید کن  
 دل ماه داغ از جلاجل شود  
 شود چنبرش باله دور ماه  
 ز دل آه سوزان بر آرد علم  
 صدق را پر از گوهر نغمه ساز  
 مروت ندارد بدستان بگوی

(۱۸۱)

له در آتشکده فقط: دو دیکی تو به ترتیب مصرعین منعکس ۲۵ عروش درخ و مع: خطاب بطرب ۳۳ در خانه فقط: مرغور  
 ۴۵ خ: مع: بی — به (بجای نه) ۵۵ خ: کل نغمه آمد بر مع: کل نغمه آمد دگر  
 ۱۵۱ ما: بانفت خ: مع: یافت — خ: مع: حسن صوت (بجای نقش و صوت)  
 ۱۵۵ آ: آه داغ: تعجب از روی خ: و مع ۵۵ در مع فقط: جبین — آ: چه (بجای چو)  
 ۱۵۶ آ: دخت: تعجب از روی خ: و مع



بعزت تر تم برای که برد  
 مگو ساز ناهید او جان فزاست  
 بیار اصف نغمه پرده از چنگ  
 بیا مطربا پرده ساز کن  
 فرو کو بستانه راه سماع  
 (۱۸۱ ب) کسی را که گردون تان بخت  
 چونی هرگز دیده گردیده باز  
 مفتی بیا ز خسته بر تار زن  
 بیا از در چاره سازی درای  
 کسی گشته رفاص در انجمن  
 برای تماشا نظر بر کشای  
 بکش از جبین پرده برکش خروش  
 صفیری و قلقل می خوش است  
 بیا ای نو ساز پیر کرده پی  
 ز افسردگی مرده عیش و سرور

که در کاشش آخر بخاری مغرد  
 که تارش ز شرابین ابل وفاست  
 که چنگیز غم می زند طبل جنگ  
 طرب می رود اینک و از کن  
 که دارد دلم دستگاه سماع  
 قدش راز بار بلا چنگ ساخت  
 چو طنبور در پرده گفت راز  
 که می پیچد از غصه رگهای تن  
 زمانی بخاطر نوازی در آی  
 که دستی فشان دست بر خویشتن  
 که چون من نهم بر سر خویشتن پای  
 که چون فی سراپا شدم چشم و گوش  
 کی قیل و قال ورع طی خوش است  
 ز خویشتن تپی ساز و بردار نی  
 زنی صورت در دم پی حشر سوز

۱۸ این بیت را در معنی ندارد ۱۸ معنی (عقل) بردار — در معنی ازین موضع سه بیت آمده است و بیا از در  
 چاه سازی الی آورده است ۱۹ در معنی فقط پرده را — میان معنی اصطلاح (دو تو یک شربت آب انگور  
 ده الی) و این بیت در آتشکده دو بیت را آورده است که در آن دو معنی نیست اعنی ۲۰  
 بیاساق آن در بر آورده در معنی که میان حصار است بیانه برق به ناکشمر که در حصار که صفت بسته خیل غم زدگار  
 ۲۱ معنی ۲۲ از در معنی ۲۳ آ چنین ۲۴ آ غفل — معنی قیل و قال آ کی قیل  
 قال ۲۵ که در آ در معنی بر کرده تری (حاشیه: هندی تپی تپی که بر قاصان تعلیم کنند)  
 ۲۶ بعد این بیت در معنی ۲۷ معنی تپی را افزوده



اگر نی دند باد بر آتشم  
اگر نی نه شد آتشم در نهاد  
در اوج توجبه دلم پرزند  
ز سر بر گشتم که نه دلق وجود  
زخم دست و پای بر ایه وصال  
(۱۸۲) معنی بیازود بر دار عود  
برن نغمه بر تار بی احتیاط  
شود چنگ رحمت چو در حشر ساز  
بیای معنی سرودی بکش  
خوش آنکس که در زیر چرخ کبود  
شدم پایمال بهجوم ملال  
بیک نغمه بنوا از گوش مرا  
فغانی که راه فغانم گرفت  
چو ساقی کند صاف صاف بکار  
چو سیر مقامات منظور ماست

بوزد تر و خشک در آتشم  
دید لعبت شعله را رقص یاد  
ز سر موی صد بال و پر سرزند  
بیفتانم از خویش گرد نمود  
سر عیش و غم را کهنم پایمال  
که از عمر غم جگر خور و دود  
که خواهم آسان گذشت از صراط  
کند معصیت رقص از روی ناز  
ز چشمم بهر قطره رودی بکش  
بهم جمع کرد دست زود و سرود  
بدست گرم گوشش قانون بال  
به بر ترمزد کالای هوش مرا  
گرفتی که غم تار جانم گرفت  
تو هم نغمه انتخابی بیا  
غزل خوانی گر شود خوش بجاست

(۱۸۲)

## غزل

براه غمت پاز سر ساختیم | از هر موی صد بال و پر ساختیم

۱ در خط فقط: زنده شد ما: زنده آتشم در: سج: نه شد آتش اندر: سج: دهم (بجای دهد) - - - کو: باد: سما:  
باد: سج: یاد: سج: در جگر دل جگر گشته عود: سج: آکوش: سج: (صلا) خزان: مزد: سج: کز خواهم  
تبعیج از روی سج: ومع: این بیت را در سج: ندارد: سج: آکوش: تبعیج از روی سج: ومع: و خزان:  
ک: در خط فقط: صاف - - - در سج: بعثت بی را افزوده: سج: در سج: فقط: مقالات (مقامات) نحو: حاشیه



نداریم با آنکه پروای سر  
دل از راحت مرهم آسوده شد  
خوشت بادای تلخ کامی خوشیت  
بنقص آیدیم از طریق کمال  
(۱۸۲ب) نبودیم مردار اجیف عقل  
و عا داشت چشمی بر انفاس ما  
بگو شوق یک چند آسوده شو  
غزال ز صحرای جان می گذشت  
چه خوش می زند غلط ایمان ما  
ظهوری ازین توبه در هم میباش

برای تو باد درد سر ساختیم  
که زخم تو حزر جگر ساختیم  
که ماز هر خود را شکر ساختیم  
همه عیبها را به سر ساختیم  
خبر را چون خود بی خبر ساختیم  
اثر را دبان اثر ساختیم  
که ماصبر را برده در ساختیم  
کنش ز تار نظر ساختیم  
بلای زید و تقوی سر ساختیم  
که با ساقی عشوه گر ساختیم

بیاساقی ای خصم زید و صلاح  
بجام ز پشمینه زاهدی  
بدستم ده آن ساغر توبه خوار  
کسی را شود بگری نامسند  
بیا ای ز علت شکر را نمک  
اسیر خم زلف و کاکل شوم

که از توبه پوشیده تقوی سلاح  
بر در فکن طلسم شادی  
که از زید و تقوی بر آرم دمار  
که کابین دید عقل و هوش و غرور  
مکاتبت سپاه بلا را یزک  
هلاک نگاه تعافل شوم

له خ مع آفت ۱۸۲ خ برد مع ۱۸۲ خ مع ز ۱۸۲ خ مع یکسیت درین  
موضع افزوده ۱۸۲ خ مع : درین ۱۸۲ خ مع فقط : بمعنای (بجای ز صحرای) - کندی (بجای کندش)  
۱۸۲ خ : غلط ایمان بخون مع : غلط ایمان بخون ۱۸۲ خ در مع (۱۸۲) عنوانش : خطاب بساقی ۱۸۲ خ : با  
و بجای به ۱۸۲ خ در فقط : نگاه و



سر انداز شد زلف سبیل شج  
 بنام ز بان ز کس پر خسمار  
 نماند دست پیش تو تاب نشست  
 (۱۸۳) کسی را خدا بخت بیدار داد  
 فرو کرده ناخنی در جگر  
 هوس را رفتد ساعت گردست  
 رسانی چونوبت بدردی کشتی  
 سخن گرد آید ز بوس و کنار  
 بتادیب گستاخ رویان خویش  
 ز آرامی افتاد آرام من  
 شراب دم صبح روز وصال  
 لبم نعل از ان می در آتش نه است  
 نمی رویدم غیر شکر ز کام  
 شراب کم آزار بسیار هوش  
 شراب نظر باز ساقی گزین

که گاهی سری می نهسد بر قدح  
 که مستی نهاده سرش بر کنار  
 که رفته نگاهم چو کارم ز دست  
 که هر صبح چشمتی برویت کشاد  
 نباشد چرا چشم کلبرگ تر  
 تواند سر و دست احسرت شکست  
 نهانی ز اهل هوس لب چش  
 طلب مست گردیده معذور دار  
 آگوبرزند غمزه دامان خویش  
 اگر رنجیستی شوق در جان من  
 از کیفیت حال عزت قال  
 که از خون یاقوت خاکش به است  
 که از التفات تو دارم بجام  
 شراب طبع سر بر حرص کفش  
 شراب طرب پرورد خوش نشین

(۱۸۳)

۵

۱۰

۱۵

۱ در آن بیت حذف است و در آن مشکوک 'آ' به شب 'آخ' مع 'شج' - مع 'کشد'  
 ۲ مثل متن ۳ در مع نقطه و در ۴ 'بکام' تصحیح از روی 'آخ' و مع ۵ این بیت در آن حذف  
 و در آن مسموع و بطلامت محو این طور درج شده ۶ خوردن کردن تاخنی در جگر نباشد ترا دیده کلبرگ تر  
 تصحیح از روی 'آخ' و مع (در 'آخ' دیده بجای چشم) ۷ 'آخ' مع به اعدت ۸ 'آخ' مع تصحیح از روی 'آخ' و مع  
 ۹ در مع فقط شراب و دم صبح و - 'آخ' عزت قال 'آخ' عزت قال 'آخ' مع عزل است قال ۱۰ مع مع به  
 ۱۱ 'آخ' مع و شکرت ۱۲ در مع فقط (صلی) شرابی (در هر دو مصرع) - 'آخ' هوش (بجای هوش) و کیش  
 (بجای کیش)



شرابی زمین حبسین باغ کن  
 شرابی که طوبی رساند ز رخس  
 باین تلخی و خوشگوار شراب  
 (۱۸۳ب) اگوارا نباشد شکل آن چنان  
 درون و بیرون از تو گردیده است  
 نظر سویم از لطف انداختی  
 بستی در خنده چون سفته ام  
 ز اندیشه بیش و کم فارغم  
 ردای ریاحین بر حلق نیست  
 ندارد و بال را سمع کو بسم  
 گر آن جان ز سودای اثر نسیم  
 نه فخرم بر اطلس نه عار از پلاس  
 نه لیمد لبم ز سر قند کسی  
 بشوری بدگشت چون آدم  
 ز دم در محبت پیاتیش  
 خراشیده شد ناله ام آشنان  
 شد آن رتبه حاصل که در پیش جمع

شرابی عقیق بین داغ کن  
 شرابی که سازد هما از گس  
 ندیدست جمشید هرگز بخواب  
 مگر ریختی ز هر چشمی بر آن  
 نمی آیدم شکر لطفت ز دست  
 چو من ناگهی را کسی ساختی  
 پیام به دل لبب گفته ام  
 ز حال ابر غم فارغم  
 بت عجب در پرده دل نیست  
 ندارد عذاب خوشبام لبم  
 بهنگامه طعنه کشیستم  
 نه حاتم شناسم نه جوحی شناس  
 نیم زیر ساویر پسند کسی  
 که از رشک مجنون برون آدم  
 که می خواست فرهاد هم پیشه  
 که بلبل من واکد ارد فغان  
 چو پروانه گیرم گریبان شمع

(بقیه حاشیه ص ۳۱۶) اله مع شرابی (در هر دو مصرع) اله آ: سرور تفعیل از روی خ و مع

(حاشیه ص ۳۱۷) اله بدش در قفا ح افزوده: فرو خواند از جبهه خوب و زشت بچشم فرست خطا سر نوشت

مراد نظر اما تماشای او سر پای او چون سر پای او اله آ: بیای می تفعیل از روی خ و مع اله مع: خلق

له بین بیت را در خ و مع نداده اله مع از: اله مع: بنایم (بجای شناسم) خ: جوی سپاس (!) اله کن: افزوده تفعیل از روی خ



پُر از لاله سازم گریبان باغ  
 (۱۸۴) از شورابه چشم حسرت فشان  
 جگر از غم مرهم آزاد شد  
 بمرهم نباشد دلم را نیاز  
 نگید و دگر زنگ مرآت جان  
 چه کلهای که راحت بدامان کند  
 بمسجد نیارم دل داغ داغ  
 ز جور تو گردن نیارم کشید  
 چو در کار من عقل کردی خلل  
 مرا نیت در کار خود اختیار  
 نگاهی! اگر عقل دیوانه نیست  
 خبر دارم از خویش بنمای روی  
 ز سودای کون و مکان غافل  
 بساقی گری گری کند جلوه حور  
 بنگاهم ز روی تو گردیده مست  
 به بوی گل گری بگاشتن روم  
 (۱۸۴ ب) که است جنت چه کوی تو؟  
 اگر ماه گیر و ز روی تو تاب  
 طرب را زمانی نباشد کمی

فشانم چو خوناب دامان داغ  
 کنم که سمن دانه که ارغوان  
 که از غمزه دل نشتر آباد شد  
 که بر چیده زخم از دم تیغ ناز  
 که ز صیقلش گوشه ابروان  
 چو داغ تو سر در گریبان کند  
 که نذر خرابات شد این چراغ  
 خدا از برای تو ام آفرید  
 بحکم تو مغرول شد از عمل  
 نشستم تماشا کنان بر کنار  
 شرابی! اگر گریه مستانه نیست  
 ندارد نمک زخم حرفی بگوی  
 بهمن با تو دارم دلی \* عاتلم  
 ز دستش بگیرم شراب ظهور  
 پری گرد دهمی خورد پشست و ست  
 نکه کی رود پیش اگر من روم  
 چه نامست سنبلیله چو میوی تو هست  
 کند مهر را ذره خود حساب  
 که باشد غمت مایه خسری

این بیت از رخ و مع ندارد ۱۸۴: برهم تقیج از روی رخ و مع ۱۸۴: صیقل تقیج از روی رخ و مع (۱۸۴)  
 ۱۸۴: دانه دل مع دارم سری ۱۸۴: جنت تقیج از روی رخ و مع







لباسی ملاست شگافی نداشت  
ظهوری دیگر را هنر زلف کیت

که سر بر نکرد از گریبان ما  
که ز نار می بندد ایمان ما

فدایت دل و جان من بجان من  
که ز درشت ازو گشت آتش پرست  
که نیلی است از سیلی روزگار  
که از خاک سر بر کنم سرخ روی  
که رنگین زیاقوت گیر و خسراج  
نهم باج بر گردن روزگار  
چه افسرده و اغفلت امده ام  
بدست گرم گر و هی جسته  
بجای علاج غرضهای دل  
که کار دگر جان بساغ مزاج  
که سازم پی روح سر منزلی  
ندارم بغیر از تو فریاد رس  
سرت گردم ای ساقی آفتاب  
بساغ کن آن باوه روشنم  
ز مرز گانش خط شعاعی جهند

بیاساقی ای دین و ایمان من  
از ان قرمزی آب خواهم بدست  
بقم در زمین جبینم بکار  
ز رخساره ام گرد زردی بشوی  
بساغ کن آن آب آتش مزاج  
بمن ده که از صدقه گیر و دار  
بیاساقی سخت افسرده ام  
بنامم زند زندگی ترعه  
(۱۵) اب ایای طبیبی مضهائی دل  
مریضم از ان باوه خواهم علاج  
بده می که در آب گیرم انگلی  
خناق غم بسته راه نفس  
ز آسم رخ روز شد در نقاب  
سیر روز از دوو این کلخشم  
که عسی اگر در مقابل نهسد

له عنوا نش در مع: خطاب باقی (در رخ) بجای بی

له درخ فقط: ما کرد له ۱۵: انهم - کو: نیلت رخ رخ: خزان: نیلی له درخ فقط: صدمت له درخ و مع

بعد شش بی را افزوده له رخ: علایج غرضهای مع (ص ۱۵): علایج غرضهای مع درخ و مع این بیت را بعد از

"بنامم زند زندگی ترعه الخ" آورده است 'له درخ فقط: و مد'



ز پیری ضعیف است بازوی حال  
 جوانی هوش کرده ام از عصیر  
 بدستم ده آن رنگت یا قوت را  
 سرت کردم ای ساتی سرگران  
 بنیازار صاحب عیاران در آی  
 رسم در قف بویه کیمیاست  
 فرو ریز در ساغرم آب رز  
 بمغرم رسان شعله جشام را  
 (۱۸۹۶) بده ساتی آن باوه عقل هوش  
 سخن را کنم صاحب اعتبار  
 بهار آورم بهر باغ بیان  
 نهشم مغرور استخوان خیال  
 چو عیشم ازین شعر تر کام یافت

(۱۸۹۶)

سرت کردم ای ساتی خورد سال  
 که گردیده بالغ ز دهقان پیر  
 که سازم جوان عقل فروت را  
 بتابان دمی کوره امتحان  
 بیاور از آن جنس نفت آزمای  
 ز گوگرد آسیر نگوئی بجاست  
 لگو آب رز آتش خام پز  
 کرم کن بجوشان من خام را  
 که مغز سخن را در آرم بجوش  
 ز مداحی صاحب روزگار  
 ز تعریف خلق خدیو زمان  
 بتوصیف خوان جهان نوال  
 بتوفیق الله امتام یافت

۵

۱۰

له خ: طلب کرده ام زمان، مع (صد۴) خزان: هوس کرده ام زمان  
 ۲ له خ مع خزان: گردیده بالغ ازو عقل را آمد خزان مع: گردید و ازو در خزان  
 و از آن در مع: ۳ له مع خزان: رشک — در مع فقط سازد ۴ له خ مع: ز می، کو، دمی ۵ له خ مع: باغ  
 کن آن ۶ له مع: لگوی، مع: بکیدی  
 (غلط است)

فقط: خام (غلط است) ۷ له این بیت و بیت تالی در مع و نداد و بجای این ابیات ذیل آورده است:  
 بیا ساتی ای زینت الجن که در بزم بائت روی سخن بساغر کن آن تیر حرف گوی که گویم سخنها ی خورشید روی  
 ز رویت دهم کشت اندیشه آب که در ذره خرمن کنم آفتاب (در مع روی بجای رویت) ۸ له خ مع: کتم  
 ۹ له خ مع: کتم — که سوال (بجای نوال) تصحیح از روی مع ۱۰ له بجای این بیت در مع و مع بیج دیگر آمده است  
 دهم انتظام بهام می با حکام ایام بران شبی در مع شبی بجای می)



# ذکر

## میرزا ابوتراب بیگ فرقی

جوان مستعد تمام عیاری بوده، در اول جوانی پاره شعر گفته و فرقتی تخلص کرده و اکثر آن اشعار او خالی از رتبه نیست، در آخر با شعر کم گفته چرا که فلونیای گذرا شده و کیفیت افیون او را مغلوب خود ساخته بود، فاما در هر وقت هر جا که گل و بلبل بسته بسیار

خوب واقع شده چنانچه ازین چند بیت ظاهری شود **بیت**  
 ز شور بلبل نام گشت معلوم | که گل چیدن گم از خون کردنی نیت\*

بس که داغ سینه ام را گل تصومی کنند | در گلستانم ز شور بلبلان آرام نیست

بگرد غیر گشتن پیر یار خود عجب نبوا | چو گل بر سر زند کس، بلبلش برگرد سرگرد

مشو در هم ز راه و ناله بسیار مای گل | که عاشق همچو بلبل هر چه دارد بر زبان دارد

له در فهرست کتابخانه دیوان هندی (مخطوطات فارسی) عمود ۸۳۱ این قطار فرقی با کسر نوشته، معلوم نیست بجه دلیل، در سر و آواز (ص ۲۸) مذکور است که از صادقی بیگ نقاش اصفهانی التماس تخلص کرده بود، او چهار تخلص تجویز نمود، از آنها فرقی پسندش افتاد، اما بقول ریو (سلیمن ص ۲۸) ببید غلبه افیون نوبت این نیامد که تخلص مجوز صادقی را در شعر آورد، صاحب منتخب الاشعار (فهرست کتابخانه بادی عمود ۲۴۹ ص ۴۹) اولاً لامی تخلص می کرد آخر به فرقی قرار داد، دیوان او در کتابخانه موزه برطانیه و دیوان هندی محفوظ است، صاحب مخزن الغریب



نام پدر میرزا ابوتراب بیگ خواجہ (۸۶۱ اب) علی است و مولد خواجہ از انجمن  
 واکلوان است و این موضع قصبہ ایست میان کاشان و قم واقع شدہ ، در ایام  
 سلطنت جم جاہ انجم سپاہ شمع دودمان نبوی شاه سلطان محمد صفوی وقتی کہ  
 ولی جان خان ولد محمد خان ترکمان حاکم دارالمؤمنین کاشان بود او نیز در اینجا وزیر  
 با استقلال بود اما تولد میرزا ابوتراب در قزوین واقع شدہ ، بعد از انی کہ بن  
 رشد و تمیز رسید در خدمت پدر بسری بر د چون پدرش در کاشان فوت شد  
 پادہ سامان از پدر میراث یا ابوتراب بیگ رسید ہمیشہ وقت خود خوب می گذرانید  
 مدتی در دارالموحدین قزوین و چند گاہ در کاشان بسر برد پس بسیر خراسان رفت  
 و بسعادت زیارت روضہ مطہر منور اقدس مقدس امام الانس والجن علی بن موسی  
 رضا علیہ التحیۃ و الثناء مستعبد گردید ، گویند کہ در بہری چند روز بانادرہ عصر خود  
 ملک الشعراء خراسان میرزا فصیحی صحبت داشت باز بعسراق عود

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۲) می گوید کہ اشعارش بہوار و نازک است ۲ ماہ قتلونیان (کہ خطاست) در بہار عجم می گوید: قتلونی و قتلونیا عجمی  
 است مسکراہ فیون و بزرالینج اجزای دوست ، از نیز بینید عالم آرای عباسی ص ۱۱۵ (بعد) و تو زک جہانگیری ص ۱۵۱ بعد نیز  
 رجوع کنید بہ حاشی ۳۵ کذا ایضا در مخزن الغریب ۴۵ در ہین معنی مینی از دور آتشکہ (ص ۱۱۴) و منتخب الاشعار منقول  
 است ۵ ہر کہی چینی گلی از باغ و بہر سری زند مرغ روج بلبل گر دہشش پری زند (منتخب دباغ نجای از باغ) ۶  
 حاشیہ ص ۳۲۳ ۱ در منتخب الاشعار گفتہ است کہ میرزا علی خان انجمنی است کہ بخدمت وزارت

کاشان مدتی ممتاز بود ۲ سلطان محمد پادشا خدا بندہ پدر شاہ عباس اعظم از ۹۸۵ تا ۱۰۹۵ فرمان روی ایران بود

۳ در عالم آرای (ص ۱۶۳ س ۳۲) می گوید کہ کاشان از طرف پادشا بہ پدرش محمد خان موصول ترکمان ، شفقت شد ،  
 ۴ فقط و سیر و آراو ابوتراب را جو شغالی المولد و کاشانی النشا گفتہ است ، و رویہ ظاہر امتیہ قورش کردہ ، ولی اکثر اصحاب  
 تذکرہ او را انجمنی گفتہ اند و ہیچ کس ذکر نہ کردہ کہ تولدش در قزوین واقع شدہ صاحب آتشکہ گفتہ است کہ چون در کاشان نشو  
 و نما یافتہ مشہور بہ کاشی شدہ جو شغالی نام معنی ست میان اصفہان و کاشان (ریو ص ۶۶) و بقول صاحب بہار عجم کہ  
 اعمال کاشان است



بر رای ارباب هنر پوشیده نماند که این کمترین درسته است عشرین و الف در  
لاهور از عزیزی که بایشان نسبت خادم مخدومی داشت و تازه از عراق آمده بود شنید که  
گفت امسال در صفاهان میرزا ابوتراب از عالم رفت و العهده علی الراوی  
(۱۸۷۷) ساقی نامه را بروش ترجیع گفته، الحق که خوب گفته است

### ترجیع بند میرزا ابوتراب

ساقی بده آن باده که ماه شربت است	آن باده که گلگونه رخسار بهار است
آن باده که چون قطره باران بهاری	شوینده گرد از رخ گلهای عذار است
آن می که ز بس روشنی از سینه مستان	چون شعله فانوس عیان در شربت است
آن می که ز عکس بدن مست پس از مرگ	گوئی که بدخشان به تهر سنگزار است
در مجمع اجسام نشاط دل و جسم است	در مجلس ارواح گل حبيب و کنار است
آن شعله که بر روی چو قند بر تو خورشید	گوئی که بر آینه خورشید غبار است
ما گل نشناسیم که پیش نظر ما	خاک می گلرنگ به از خون بهار است

با خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه ماگشت هبی خانه خرابیم

ساقی بده آن شمع سر برده جان را	آن شعله که از عکس کند شعله دخان را
چون سینه عاشق سیرانگشت بسوزد	اگر دست به پیروی نمی شیشه آن را

له آذری گوید که او وزیر سرکار مقصود بیک ناظر بیوتات سرکار خاصه شریف بود 'در اکثر تذکره ها او را در زمره  
قافیه سنجان عتبه شاه عباس شمرده اند 'مثلا در آذری و خیر البیان (ریو ص ۱۸۷) و مخزن الغریب و غیره  
له است - در تاریخ وفات ابوتراب هیچ اختلافی بنظر نیامده



آن مهر که گریه تویش افستد بمعاون  
در جدول اگر عکس گل چهره اش افتد  
تا حشر از ولاله بی داغ بروید  
(۱۸۶) آن باده کهستان به که برون نامش  
آن باده که بازنده جاوید به انیسیم

(۱۸۶)

یا قوت کند پاره سنگ یرقان را  
بر خار چمن شعله کند آب و ان را  
زین باده اگر آب هی لالهستان را  
در چشمه نخوشید بشوید دهان را  
اگر مرگ در آغوش کیش پیر جان را

۵

ما خشک لبان تشنه دیدار شترابیم

چون کاسه ما گشت تپی خانه خرابیم

آن می که چو جان در بدن شیشه نهان است  
چون آتش طور از شجر تاک عیان است  
هر راز که در سینه افلاک نهان است  
پروانه جان گردش طیران است  
زان می که بر نور رخ شعله فغان است  
بر هفته ما بار شب جمعه که ان است  
اول سخن از دعوی غبنان است

ساقی بده آن باده که خون دل کانست  
آن شعله که در دیده کم گشته راهش  
آن باده صافی که ز جامش بتوان دید  
شمع لگن شیشه که چون چهره بر افروخت  
روشن گریه آینه عیش دل ماست  
ما طاقبت بجران می ناب نداریم  
مجموعه چو در محکمه حشر در آئیم

۱۰

ما خشک لبان تشنه دیدار شترابیم

چون کاسه ما گشت تپی خانه خرابیم

از باده لبی تر کن و مضرب نان شو  
بریم زین هنگامه ماه رمضان شو  
در عیش تو هم از خدم پیرمغان شو

مضطرب انفسی هم نفس درو گشتان شو  
در بزم درا و ز لالهال سیر ناخن شو  
(۱۸۸) در کینه ما چرخ بز باد شریک است

(۱۸۸)

له این بیت را در مخزن الغریب آورده است ' ۵۲ که آورده تصحیح قیاسی است ' ۵۳

له سحر ناحق (که خطاست) ' ۵۴



چون کاسه همسایه بهر جام که گیری  
آن باده که در شیشه طنبور نهان است  
ساقی نفسی شد که رخ جام ندیدیم  
بی ساغر می مجلس مانور ندارد  
از نغمه عوض بخش دل در دوشان شو  
در جرعه تاثیر کن و ساقی آن شو  
چون مهرش طلای شاد کان شو  
بر خیز با آوردن خورشید روان شو

ما خشک لبان تشنه دیدار شراییم

چون کاسه ماگشت تپی خانه خراییم  
ساقی بده آن می که بنور گهر خویش  
آن باده که پروانه چو لب ترکند از وی  
پشت شجر خویش شکست از شمر خویش  
آن شاد بدخو که چو عارض بقروزد  
گیر صد شمع بمقراض پر خویش  
تا آفت چشم بد ز باد نه بیند  
خورشید تعقل بکند بر زبر خویش  
از جامش اگر راتبه نور نگیرد  
سوزد بر او شعله سپند شر خویش  
در کاسه سرمست شود عقل به بویش  
خورشید بیازار نیارد تسر خویش  
در کار دل سوختگان کن می نابی  
خشت خم او گر بنی زیر سر خویش  
تا چند بسازیم بخون جگر خویش

ما خشک لبان تشنه دیدار شراییم

چون کاسه ماگشت تپی خانه خراییم

در قافله اهل ریا هرزه درایی  
مرغ قفس شد که طوطی صفت موخت  
در کتب فان خدا لفظ خدایی  
راضی شده از گل بنظر کردن دیوی  
قانع شده از باغ به پیغام صباپی  
عمر بیت که تاز ابد افسرده اسیر است  
در کشور المیس پی کشت هوایی

له کاسه همسایه در عرف هند باجی (بهار عم) له بهار عم ج ۱ ص ۳۵ (زیر جرعه) بشیشه ۳۵ آ: غافله  
له در تا: این لفظ را ندارد ۵۵ آ: کسب و هوای تعصیح قیاسی است ۵۵ آ: کند تعصیح قیاسی است



چون بنده که از خدمت محذوم گریزد  
در گردن شان تاغل شیطان تنماید  
زین بهره در ایی دل مازناک برآورد  
هر روز گریزند از ان خطه بجایی  
از غایت ترویر به پیچند رویی  
ساقی بده آن جام می زنگ دایی

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه ماگشت تپی خانه خرابیم

ما دل شدگان را چمن عیش مقام است  
باقی که ز عکس رخ گلهاش میرو  
آن بقعه پرنفیس که از کثرت انوار  
در میکده ساقی دل ما برد همانا  
در ویشی میخانه کم از سلطنتی نیست  
ساقی دل مفلس شدگان ابلف آورد  
(۱۸۹) روزی که بودم تپی در نظر ما

(۱۸۹)

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه ماگشت تپی خانه خرابیم

دی منجی می خورد و ما جام فرستاد  
دانست که ما تشنه لب گرسنه چشمیم  
زان آب شرر قطره که هر جا که فرو ماند  
هنگام گرفتاری مه صد حشر نور  
تا مایه برد مهر سوی پر تو جامش  
هر مرغ که بنشت نمی بر سر تاکش  
بهر لب ما بوسه به پیغام فرستاد  
افروخته گشت سوی جام فرستاد  
آتش سحر او شعله به پیغام فرستاد  
عکس بسیرتری شام فرستاد  
هر شام قمر رازی و ام فرستاد  
صد فقره تهدید سوی ام فرستاد

له آ، سر و گلش ۳۵ که س، کان، ۳۵ در س، این لفظ را ندارد



قسام قضا و عرض عیش و عالم | این قسمت ندان می آشام فرستاد

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه مالشت تپی خانه خرابیم

بر درویشان خیل الم را ظفری نیست

وین طرّف که در ساخت و شور و شری نیست

موقوف باید شد شام و سحری نیست

وین طرّف که بر باده مالک اظفری نیست

ساقی بده که فیض کم از ماه و خوری نیست

چون قطره او در دل آتش شری نیست

یا قوت صفت قطره آن اضری نیست

در کوی خرابات بلاراکذری نیست

نخخانه سپهریت بر وجش همه ناری

چرخیت منور که طلوع همه و مهرش

(۱۸۹) افروزتن می ز رفوع لب ساقی است

میخانه گلستان شد و خم کان گهر گشت

ساقی بده آن آب که در پایی و گرمی

آبی که چو بر آتش سوزنده فشانی

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه مالشت تپی خانه خرابیم

آن آب که گوی خلیف آتش طور است

در فضل زمستان بدل موی نمواست

صد شعله افروخته در حبس تنوار است

جرمی که در آینه خورشید و بلواست

در حلقه ماتم زدگان مایه سورا است

چون بنده عاصی به ثرب آفل گوار است

از آن گونه که در کاسه سر عقل ضرورت

ساقی بده آن باده که آب رخ نوار است

آبی که بدل گرمی آن موی تن مست

آن باده که در خم چو زند جوش تو گوئی

در جام می و ساغر خورشید تو ان دید

ساقی بده آن آب فرح بخش که یادش

مستی که شبنمی می نخورد صبر و قرارش

در ساغر خمار ضروری است می ناب

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

له آ: شور، سه: سمور



(۱۹۰)

چون کاسه ماگشت تہی خانہ خرابیم

(۱۹۰) ساتی چومہ روی ترادر نظر آریم  
نورِ بصرا ز مہر بدر یوزہ بکیریم  
از فیض تو رونق شکن در تہیم است  
در ذایقہ و سامعہ بس نوش گوار است  
چون فکر بدر یوزہ فرستیم سوچرخ  
از تلخ عدو و ذوق طبیعت نشود کم  
تہ جرعه بجام مہ و خورشید فتانیم  
ما خشک لبان تشنہ دیدار شربیم

چون کاسه ماگشت تہی خانہ خرابیم

گوئی کہ کتان پوش بہتاب شستیم  
گر ہلوی این طایفہ در خواب شستیم  
در مرگ وفاداری احباب شستیم  
چون قطرہ نیان بہ تہ آب شستیم  
بر خون دل خود بھی ناب شستیم  
اسودہ زرد و سر احباب شستیم  
باکشی صد پارہ بغرقاب شستیم  
ہر چند کہ در حلقہ احباب شستیم  
دیدیم کہ از صحبت ماسخت ملولند  
شد عمر بہ تلخی ز کف از بس کہ بہ ہر دم  
تا زالہ صفت لطمہ خور بحر نکردیم  
چون مردم چشیم از ہمہ کس گوشہ گرفتیم  
کردیم می صاف ز خون جگر خوشش  
(۱۹۰) ساتی بدہ آن می کہ بدل گرمی شستیم

ما خشک لبان تشنہ دیدار شربیم

چون کاسه ماگشت تہی خانہ خرابیم

آن بہ کہ لب از شکوہ بسیار بہ بندیم  
بیہودہ چہ دل در غم اغیار بہ بندیم

لحظہ نشود ۲۰: ۲۰: ۲۰: اگر تصبیح قیاسی ست



کومطرب مه روی که از دست غم او  
برسطر قانون وی از خط شعاعی  
تا دور شود چشم بد از تیر کمانچه  
تا غیر نبودش نبرد بوی ز غیرت  
تا زهره بچنگش نزد چنگ ره چرخ  
با این همه اسباب فرح گر نبود می

طنبوره صفت بر تن خود تار به بندیم  
بر سر ورق عیش و طرب تار به بندیم  
راه نکه دیده اغیار به بندیم  
چون آتش سوزان به هر خار به بندیم  
از دود دل (و) آه شر بار به بندیم  
بر خویش در عیش بناچار به بندیم

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه ما گشت تهی خانه خرابیم

بیرون کنم از سینه غم خشم دژم را  
باطبع من ای مدعی از شعر چه لانی  
خود را بمن از خشم بسنج عجبی نیست  
(۱۹۱) کلک بود آن شعله که از دود وی  
هر چند دهد مشک بر ابر نتوان کرد  
از دست عدو و فاس غم مگر از لطف  
ساتی دوسه جام از پی هم قیمت ما کن

در کعبه چرا جای دهم خیل صنم را  
بر شعله چرا جلوه دهی شاخ بقم را  
چون جای به پهلوی مجوست عدم را  
آتش بدرون گرم ز بانان عجم را  
با آسوی صحرائی خطا صید حرم را  
ساتی بکشاید در بگنجینه بجم را  
تا برق شود خرمن دیرینه غم را

ما خشک لبان تشنه دیدار شرابیم

چون کاسه ما گشت تهی خانه خرابیم

من کیستم؟ آشفته دلی با خانه خرابی!  
در دهر بود خانه ویرانه چشمم

در بحر غم افتاده چوماهی بسرابی!  
چون در دم طوفان به سر بحر حبابی

له تا: مطرب ۲ در تا حذف کرده ۳ تا: باز ۴ تا: دل آه  
۵ تا: دزم ۶ تا: بغم ۷ تا: بغم







وخط نستعلیق را بغایت خوب می نوشت و علم موسیقی را نیکو می دانست؛

مولد آن عندلیب گلستان خیال از لایحان است و پدرش سید احمد علی از قریب  
خان عالی شان، خان احمد گیلان بوده، و بتحقیق پیوسته که فقور در بهار زندگانی رسمی تخلص  
می کرده؛ بعد از فوت پدر سیر ایران نموده از انجا باذر بایجان و از آن ولایت بکرج  
می رود و مدتی در خدمت دارای آن ملک بسمی برود؛ پاکی شرع شریف دین محمدی  
او را از هم صحبتی گرجیان و دیدن آئین کثیف ایشان مانع می آید بنا بر آن از دیار کفار  
در وقت فرصت فرار نموده بار دیگر بکربلا معاودت می نماید و درین مرتبه با سر غزل دیوان  
نکته سرائی حکیم شفقانی ملاقات می کند؛

از غزلی که هنگام ملاقات این دو صاحب سخن حاضر بوده چنان استماع افتاد  
که در در آمد آشنائی این دو معنی آفرین اول شفقانی متکلم شد و از فقور باین عبارت  
بی کم و بیش پرسید که: میر من! تو کجایی؟ فقور جواب داد که: گیلک، آن سزال  
بی عدیل فی الحال بدو گفت که گیلک و کوپین بحساب جبل در عدد با هم مطابق یکدیگرند

(تقیه حاشیه ص ۲۳۱) فضیلت پناه انتظام داشت؛

له بقول خوشگو (فهرست بادی عمود ۲۲۹ نمره ۵۶۳) تعلیق خوب می نوشت؛ در فهرست فنون فضایل که حکیم فقور  
بر آنها حاوی بود سپر نگر دوسه چیز را افزوده است؛ می گوید که در علم عربی عبارت نامه داشت و شطرنج خوب می باخت  
و ظاهر در علم حساب هم درکی داشته رساله تافع در حساب اصالح از وی یادگار مانده؛ (نیز رجوع کنید به حواشی)  
له حکیم فقور از سادات لایحان است چنان که در اکثر تذکره ها مذکور است له در سواد و در آیین لفظ را بخط  
غیر کاتب کتاب نوشته له رجوع کنید به حواشی له صاحب آتش که (ص ۱۵۳) می گوید که تا در ایران بود رسمی تخلص  
می کرده؛ بعلت شرکت رسمی نزدی مترد شده در هند فقور تخلص کرده (نیز به سینه تذکره طاهر نصر آبادی سپر نگر ص ۹۱  
و سر و آزاد ص ۲)؛ برای وجه تخلص نمودن فقور رجوع کنید به حواشی خوشگو می گوید که گاهی میر هم تخلص کرده است  
(دویمین است قول سپر نگر ص ۲۹۱) و قسماً در آن موضع غالباً تصحیف رسمی است له بقول سپر نگر از وجوه رجوع او به  
مازندران و آذربایجان و از مینه اختلال ملی بود که در وطن او راه یافته که آگست (نقاط ثرا ترا مشیده است)؛



فقهور بی اندیشه و تامل گفت: بلی، همچنانکه صاحب چهل مرکب و شقیای بهمان حساب با هم موافق و برابرند، صفایانی از بدیهه گویی گیلانی حساب تمامی گرفت، دیگر با و از روی هزل سخن نگفت، و کیفیت این سوال و جواب بعد از اندک ایامی بسمع شریف شاه بلند قبال مهر سپهر سلطنت و شهر باری، مشتری آسمان سعادت و کامکاری، مروج ملت مصطفوی، شاه عباس حسینی صفوی رسید، فقهور را بحضور طلبیده و از و سخنان پرسید، بعد از آن آن نکته سخن متین قصاید غرادر مدح پادشاه ایران زمین گفت و از آن خسرو سکندر شکوه دارا لوالصله ها گرفت،

چون آوازه دانش پروری دارای دارالامان بگوش آن جامع فضایل انسانی کشید و حقیقت قدردانی فرمای روی هندوستان مکرر شنید، بخاطر رسانید که مرا از برای نشو و نمای تمام عیار و تحصیل مال بشمار بدان دیار باید رفت، چه یاقوت در معدن هر چند آرمش دارد بی قدر است (۱۱۹۲)، و لعل در کان اگر چه با سایش می گذراند اما بی قیمت است، بنا برین عازم هند گردید و در طی طریق وقتی به قندهار رسید که مرتقی هنرمندان و قدر دان خردمندان میرزا غازی ترخان در آن بلده حاکم بود، وی را از غایت مهربانی و نهایت قدردانی بجلوس خویش طلبید و با او ملائمت بسیار نمود، مرشد بر و جردی و مولانا استاد قصه در آن ایام در خدمت میرزای مذکور کمال تقرب داشتند و از رشک در شعر او و خطبای بیجا و اعتراض ها بدنامی تقریب می نمودند اما شمع دودمان ترخانان گوشش بسنخال حسد آمیز ایشان نمی کرد چرا که خود در مردم شناسی و سخن فهمی از بی بدلان روزگار بود فقهور را سلوک یاران و نا املی ایشان بر طبیعت

(۱۱۹۲)

۱۵ در سبب بجا نشدن حقیقت قدردانی فرمان روی هندوستان بیشتر از پیشتر بگوش آن جامع فضایل انسانی رسید ۱۵ به قول خوش گو (وسپهرنگر) در سال عازم هند گشت ۱۵ بر ص ۳۳ باب استاد قصه خوان ۱۵ فقیه ۱۵ همین قصه مجدداً در اثر الامرا ۱۶ ۳۲۴ مذکور است،



گران آمد، بی آنکه کسی را خبر کند از قند بار بدر آمده روانه لاهور شد، کیفیت خروج آن  
 نادره زمان بعد از سه روز بگوش میرزای ترخان رسید، به مرشد بروجرودی و اسد گفت  
 شما بشومی حقد جلی خود ما را رسوا کردید، من در عالم مردم شناسی بسیار دور از کار می دانم  
 که مثل فغفور کسی در ایام حکومت بمن برسد [و] بی آنکه فیضی به بنید مفارقت نکنید، به  
 دست خود رقعۀ بآن یگانه زمانه نوشت و در آن رقیمه اظهار بیگناهی خود و بد سلوکی ابنای  
 جنس او نموده وی را بحضور خواند، و به مرشد و اسد نیز گفت: چون شما و را از  
 مارنجانیده اید معذرت ناها از جانب خویش بد و بنویسد و او را بطلبید، ایشان  
 بفرموده عمل نمودند و حسب الامر در مکاتیب خود اعلام کردند که اگر آن نادره ایام برگردد  
 ثانی تقصیرات گذشته خواهد شد و از صاحب احسان طبعی برای وی مبلغها خواهیم  
 گرفت، حامل مکتوبات در راه آن نوشتجات را به فغفور رسانید و او را برخواست  
 میرزا نسبت بد و مطلع گردانید، فغفور ملک سخن بعد از مطالعه مراسلات ایشان معاودت  
 نکرد و فسخ غریمت نهند نمود، و در جواب نواز شنامه میرزای صاحب تمیز و مکاتیب  
 آن بر دو عنبر این رباعی کنایت آمیز فی البدیهه گفته فرستاد، **رباعی**  
 آن حیفه که در چنگ دو گرس باشد      حیفت که لوٹ دامن گرس باشد  
 خر را طلب شاخ زیادت طلبی ست      بایک سر خر دو گرس خر بس باشد  
 القصه آن نکته پرور به هند وستان متوجه شد، بعد از طی مراحل و قطع منازل به لاهور  
 رسید، پس از سیر دار السور و لاهور با گره رفت، چندی بطریق جهان در خانه اسلاطون  
 شانی حکیم علی گیلانی بسر برد و از توقع آن چشم داشت چنان داشت که وی را بسعادت  
 ملازمت خسرو فلک رتبه گردون توان، شهریار مشتری طالع، نهر توامان، سرایه گوهر  
 سعادت و بختیاری، پیرایه رخسار سلطنت و کامکاری، قانون عظمت و سروری، و دیباچه  
 جلالت و برتری، جهاندار، جهان بخش، و جهانیان پناه شاه نور الدین محمد جهانگیر

له آجک، امژ، جگ، له، و، جهاندا،



بادشاه مستعد گرداند، مگر او درین باب تکامل ورزید، بنابراین از دار الخلافه (۱۹۲) بپه پیمان پور رفت و در آن بلده طیبیه بدستکاری اختر بلند و مددکاری طالع ارجبند و اخلاص براط بوسان محفل شوکت و عظمت نواب عالی قدر کامیاب، سلطان عظیم ایشان گردون جناب، در درج سلطنت و جهان بانی، اختر برج عظمت و کشورستانی،

### ملوفه

شهی کز مہر او دلہاست لبریز پناہ بی پناہان شاہ پرویز  
شد و در بندگی آن گل گلستان کامرانی زندگانی کرد، و قصاید غرا در مدح آن شاہزادہ  
خورشید لقا بر شتہ نظم آورد،

چون بموجب فرمان قضا جریان قدر توان جہانگیری شاہزادہ پرویز بالہ آباد آمد  
او نیز در رکاب سعادت صاحب خویش ببلدہ مذکور داخل شد بعد از دو سال  
در آن شہر نقد حیات بقایض ارواح سپرد مدفنش در نیم کروی الہ آباد بر سر راہ اگرہ  
واقع است،

صالح تبریزی کہ در فن تفنگ سازی درین جزو زمان از بی بدلان و در خدمت  
این شاہزادہ عالمیان است بہ صیقل صحبت ارباب معانی طبیعت خود را بانشار  
شعر آشناساختہ و اکثر اوقات در مقام انتظام نظم می شود تا رخ فوٹی از برای  
حکیم مرحوم گفتہ، و فرمودہ کہ بر لوح مزار او نقش کردہ اند

### تاریخ اینست

رفت فغفور سخن از ملک نظم | داغها بر سینه احباب هست

۱۰ سپرنگہ (۱۳۹۲) می گوید کہ ابو سطا خان خانان (عبد الرحیم خان) در ۱۰۲۵ھ ملازمت شاہزادہ پرویز  
اختیار نمودہ، ۱۰ ظاہر این صالح همان کس است کہ صاحب مخزن الغریب اورا "میرزا صالح تبریزی"  
نوشتہ است و در حق او گفتہ کہ اشعارش نہایت بہ شکستگی و [دا] رنگی واقع شدہ،



گوهر یکدانه را در خاک کشت  
همینوا با عنده لیسان بهشت

تا دهن آب از سحاب چشم ما  
چون بهشتی بود شد تار تریخ او

دیوان آن فقور ملک سخن دانی از قصیده و غزل قریب پنجاه اربیت باشد، ساقی نام  
در بحر مثنوی گفته، ترجیع بندی که بطرز ساقی نامه منظوم ساخته این ضعیف ترین و اوراق  
پریشان بر سیاض برد

## ترجیع حبس کیم فقور

چون آتش گل ریزد امان بهار است  
و آن نور فروزنده که سوزنده تار است  
گوئی که لبالب دهنش از لب یار است  
صدست چون منصور نجیازه دار است  
چون طره پرتاب که بر روی نگار است  
نی نخست بود بر سر خم سنگ ر است  
روزش نشایم اگر روز شمار است

ساقی بده آن باده که خورشید شرار است  
آن آتش بی دود که موش مجوسیت  
چون غنچه جامش ز دم شیشه بخندد  
آنجا که رن تاب شود کیهوی تاش  
موج قدش دل برد از دست حریفان  
خم کوی صلاحت می آتش زده در می  
آرزو که از مشرق خم مست صبو حیم

له سراج (سپر گره ۱۵) و آزاد (سرو آزاد ص ۳۸) وفات فقور در ۱۰۲۰ نوشته و ظاهر نصیر آبادی و خوشگو (در ۱۰۳۰) در ۱۰۳۰ سپهرنگر  
هر دو قول را نقل نموده، ۱۵ ظاهر نصیر آبادی که دیوانش را دیده بود می گوید که تعداد ابیانش قریب به چهار هزار بوده باشد  
(نیز به بنده سرو آزاد ص ۳۸) البته موتی محل ۱۵۰ صفحات داشت و هر صفحه ۲۳ سطر (سپرنگر ص ۳۹)، قصاید بیشتر در مدح شاه  
پرویز دارد و صاحب مخزن الغرائب گفته است که "وی در مرثیه شاهرزاده اشعار سوز و گداز بسیار گفته و حکیم در غزل بی بدست"  
در دیوانش معنی های بسیار است، از سیاق عبارتش (به بنده جاشی) متبادری شود که مراد از شاهرزاده پرویز بهر حال گستر است و لیکن  
این خال است از آنکه وفات پرویز در ۱۰۳۰ بوده است (بلاکین ص ۳۱)، غالباً این شاهرزاده که فقور مرثیه او گفته است همین پسر  
پرویز است که در ۱۰۳۰ مرد و پرویز نهایت تعلق و وابستگی با او داشت و این ساجه، بغایت متاثر و آزرده خاطر گشته اضطراب  
و بیاطاقی بسیار ظاهر ساخته " (توزک ص ۲۸) ۳۵ تا ۳۷ تقاب ۳۵ که اسرار، تصحیح از روی ۳۵ تا ۳۷ ز دمان



آن را که نظرنیت بر آئینه جاش  
بر خاست دل مان جهان تا بجی افتاد  
بر آئینه دیده او نور غبار است  
از غرقه این بحر دو عالم بکنار است  
ما دجله کشتی یاد گرفتیم ز استاد  
ما را خط بغداد به از خط بغداد

(۱۱۹۳) مطرب بنوا غلغل در انجمن افکن  
از زمزم می زمزمه را آب دگر ده  
وز شاخ نوا بر گل و یاسمن افکن  
کوس طرب از نغمه چو گل در چمن افکن  
از نغمه به پستی ز بلندی رسن افکن  
صد چاک ز بیضا قتیقش در کفن افکن  
این هرزه در ارانسی از سخن افکن  
بس طره تحریر شکن بر شکن افکن  
از زخمه مضراب سرش از بدن افکن  
گو: ساقی! نگاه بدریای دن افکن  
ما دجله کشتی یاد گرفتیم ز استاد  
ما را خط بغداد به از خط بغداد

ساقی زخم آن دشمن فربنگ بر آور  
آن دختر ز راکه خرد روی نماند  
کو بود و نبود همه گیر نگ بر آور  
از پرده باو از دلف و جنگ بر آور  
صد لاله ستان از تیر این سنگ بر آور  
خشت از سر خرم بر کن و سپایه دران

(بقیه حاشیه ص ۳۳۶) ۵۵ س: تار،  
۵۶ از حاشیه و ساقط شده بود از آن نقل شد ۵۷ مصرع ثانی در س: بر آئینه او دیده او را ۵۸ نام خط دوم از

(حاشیه ص ۳۳۷) ۵۹ از حاشیه و ساقط شده بود از آن نقل شد ۶۰ مصرع اولی در س: بر آئینه او دیده او را ۶۱ نام خط دوم از  
جام جم (دیار) ۶۲ س: زمره ۶۳ کذا: گویا بد را بدل نوشته است ۶۴ س: سایه چلی (کفایت) ۶۵ س: بر شد (بجای بند) ۶۶ س: داد در س: ساراز



در میکده بکشای سرچشمه زمرتم  
 خلایک ز در میکده بر پرچم جسم ریز  
 از کشتی می تابلیم در طرب افکن  
 از طره خود در قبح افکن دل مارا  
 تا بگو که ز آینه زاننگ بر آرد  
 جورست مده دور مرا تا خط محو  
 راه حرم از منزل و فرسنگ بر آور  
 از طینت او حسرت او رنگ بر آور  
 طوفان غم تابشتا لنگ بر آور  
 این خوشه افسرده به آونگ بر آور  
 از آینه آن صیقل خون رنگ بر آور  
 ناموس من از دانه رنگ بر آور

ماده جله کشی یاد گرفتیم ز استاد

مارا خط بغداد به از خط بغداد

رفتیم بکبار ره دیرو حرم را  
 دیروزه گر گوی خسرات مغام  
 آب خضر از کاسه ماجوی که اینج  
 ماست شرا بیم چه دریا و چه قطره  
 زان جام مصفا که نشی ز شمش  
 در دیروزیم چراغی که فرستند  
 کوساز مستی که زیگ پرده کند ساز  
 تو منکر پیمان و من منکر پیمان  
 جام عرفی خوشترم آید ز عسک  
 بیکرت گرفتیم صمد را و صسم را  
 در کاسه سر ریخته ام حق قدم را  
 عیسی بدم آب دهد مجزوم را  
 دیریت که نه بش شناسیم و نه کم را  
 بر جای بصر نصب کند قوت شتم را  
 پروانه معزولی قندیل حرم را  
 با چاشنی مستی او ذوق لغضم را  
 زاهد! خورم جای می ناب قنم را  
 مستان چه شناسند عرب او عجم را

(۱۹۳ اب) ماده جله کشی یاد گرفتیم ز استاد

مارا خط بغداد به از خط بغداد

(۱۹۳ اب)

له سآ از له سآ ز آدنگ له سآ جون رنگ له سآ بخود (که صریحاً خطاست)  
 له در سآ داودا ندارد له دنگ له سآ یک له و لغم



چون خوشه پروین که از نور فشر دند  
بر مردک تاک ره افتاد مغان را  
در ساحت میخانه گدایان هتی دست  
از شعله چون نور تجلی کف موسی است  
این دیر مغالست که اینجا بلب مست  
از جنت میخانه بنوش از کف غلمان  
از مست بجز ناله مستانه نخیزد  
خون از دل من سر زود از چشم صراحی  
سرستی و دیوانه دلی قسمت باشد

ماد جلّه کشتی یاد گرفتیم ز استاد

ما را خط بغداد به ز خط بغداد

مطرب ره بلبل زده ساقی ره گلزار  
در مصطفی چنگست که چون تاک به بتان  
(۱۱۹۴) از باده زبسن گشته مصفا دلم  
صدنیش ز نذر برگ جان تیر کمانچه  
راز دل ما بادف و نی گفت معنی  
در رقص و سماع اندر جام و صراحی

گل می شگفت بلبل را از سر منقار  
صد پرده ز مرغوله فرو بسته به ستار  
نبود عجب از نور دهد دیده مرمار  
گوئی سر پیکانست همه تالاب سوزار  
می خلوت ما برد در بر سر بازار  
ای مطرب مستان! ره مستانه نگار

(۱۱۹۴)

له انی بنده بیت ۱-۲-۸ رادر مرآة الخیال آورده است — و: وز بهر دل ما تصبیح از روی مرآة الخیال  
له مرآة خون تجلی ۳ مرآة: در ۴ مرآة: لغوه ۵ هه و: رک: ۶ مرآة: خون — در ۷  
بجای 'نای فی و شه' فقط 'نای' نوشته است، در مرآة مصراع ثانی این طور است: کمر نای فی و کمر  
رک الخ



از بسکه سرم سبچو کد و لیت پُر از می  
شطرت که در مجلس مستان نشینند  
ما جام ننوشیم مگر جام لبالب  
چون شیشه چکد باده ام از طره طرار  
گر کوزه خالیست و گر آدم بهشمار  
ما کاسه نه گیریم مگر کاسه سترشار  
ما دجله کشتی یاد گرفتیم ز استاد

ما را خط بغداد به از خط بغداد

زاهد اگر ت میل سبکساری جانست  
در خود شده کم چند ره صومعه پویی  
ایچانه مه و بهفته حساب ز دم نقد است  
گر سنگ بیندازی و همپایه بگیر  
کارت چو شکست است چه پیمانه پیمان  
در جام خزانست که در عین بهار است  
ساقی همه یک دور به قسمت مارا  
گر خانه بیغمای عس رفت چه نقصان  
تا دایره از برق پیمانه مانعیت  
بر دوش سبو گیر که سجاده گر انست  
یک گام ز خود پیشتر نیر مغانست  
ایچانه شرب جمعه نه روز رمضانست  
دانی که چه خون در جگر شیشه گر انست  
گر شیشه همان نیست چش در سنگ همانست  
در بزم بهار است که در عین خزانست  
تا دور در گرهستی مارا که ضامنست  
صد شکر که جان در گرو طل گر انست  
این لجه اخضر که محیطش بکر انست

ما دجله کشتی یاد گرفتیم ز استاد

ما را خط بغداد به از خط بغداد

همّت طلب از مشرب ندان قدح نوش  
یکه لب کاسه مستان بزن انگشت  
در کار جهان کوشش مارا اثری نیست  
در کینه تهنیت شو ت زل زمانه  
چون شیشه کی عینه غفلت بکش از بهوش  
بنگر چه صدها است زین میکده بی نوش  
باری چو همی کوشی در عیش مطرب کوش  
از دست منه باده چون خون سیاهوش

له نام خط چهارم از بهفت خط جام جم (برهان) ۱۰۰ لے لوس قیج از روی آ ۱۰۰ شود و قیج از روی آ ۱۰۰



خون در رگ افسرده شود گرم زباده  
من همچو سبوح سانه بمیخانه گرفتیم  
ماست جنبونیم ره عقل ندانیم  
تا پیرمغان عیش بسیاد دل داد  
در کاسه ماکشی صد لوح بگرداب

از باده کی گل شود این آتش خس پوش  
تامت از انجا ببردیم به سر دوش  
صد مرحله پیش است ز ما خرد و هوا  
کردیم غم و محنت ایام فدا  
طوفان ز تنور خرم مایک کف سرخوش

ما دجله کشتی یاد گرفتیم ز استاد

ما را خط بغداد به از خط بغداد

تلخای می از کف شیرین حرکاتی  
محموری و مستی است وجود و عدم ما  
(۱۹۴ اب) زندان فنایم ز خود فارغ و آزاد  
فرمان بر حکم خط پیشانی نوشتیم  
صد خشت ز سر خورده ارباب سلامت  
در کیش بتان مستحق باده چو مانیت  
جز باده ننوشتیم و بجز عشق نوزیم  
مستان می معرفتیم و نشناسیم  
با حوصله ما چه کند شیشه و ساغر

خوشتتر که رسد از کف خضر آب حیاتی  
گر هست همین همت حیاتی و ماتی  
نه در غم فکری و نه در قیاس نجاتی  
کس را بنود بر سر ما خط و براتی  
در میکده افشرده چو خم پای ثباتی  
ما را رسد از هست میخانه زکاتی  
در مذهب مانیت جز این صوم و صلاتی  
از خاک در میکده خوشتر عرفاتی  
در جام بریزند مگر شط فراقی

ما دجله کشتی یاد گرفتیم ز استاد

ما را خط بغداد به از خط بغداد

بی عیش مزن دم که جهان در غم نیست  
می خور که بهی یک مرصفت نیم نیست

له: کجا: بگرد است: به سر چون در مواضع دیگر این ترجیع بند: له: تا: زاباب: له: تا: افسرد  
له: در: این مواضع دو مصراع ساقط شده: یعنی از خاک تا ساغر



بی موج می این کاسه ز رک ز سفالیت  
خم چشته حیوان و خریفان همه خضرند  
زاهد مکن از بادۀ ما این همه پرهیز  
آن برهنانیم که جز حق نه پرستیم  
هر ناکه ما را هب ناقوس نواز است  
تا جام نگیری ز سی از پی مقصود  
گر عهد شکستیم سر جام سلامت

بی سکه شه رونق بازار درم نیست  
یک قطره زمی تا بوجودست علم نیست  
امروز که در کوثر و تسنیم تو غم نیست  
این کفر که می گفت به بتخانه حرم نیست  
در محل ما کعبه روان غیر غم نیست  
سرگردن این راه بدست قدم نیست  
سوگند بیای خم اگر نیست قسم نیست

(۱۹۵)، مادلجکشی یاد گرفتیم ز استاد

مارا خط بغداد به از خط بغداد

فغصه مریدانه ره پیر مغان گیر  
در پای خمش سر بنه از روی ارادت  
تا بگو که نشانت دهد از دایره خویش  
این فرصت عشرت چو رود باز نیاید  
از جام بود زندگی جان حریفان  
روزی که بلال لب ساغر ننماید  
شیرین نبود نعمت دنیا چومی تلخ  
چون شیشه مرز آبروی خود به تهنان  
در کشتی ما هر که بگرداب در افتاد

از خویش سبک ساز شو و رطل گران گیر  
خود را چو میخ و خضر از درد کشان گیر  
خود را بدر از دایره نام و نشان گیر  
تا دست دهد ساغر می را به ضمان گیر  
آن دم لب جامی که نگیری کم جان گیر  
آن روز تو سالی نه که ماه رمضان گیر  
یک جام به از ناز و نعیم دو جهان گیر  
چون خم بدمان خشت بجای ته نان گیر  
گو موج طوفان ز گران تا بکران گیر

مادلجکشی یاد گرفتیم ز استاد

مارا خط بغداد به از خط بغداد

له: بازار درم القیج قیاس است له: در سر آبریزه ساک لب جام که تیه نان = تای نان



# مرتب‌ثانی

در ذکر شاعرانی که درین ایام خجسته فرجام و حیاتند

و اشتهار سرشاری دارند

بر رای انورستان میخانه معانی، و ضمیر ضیا گستر (۹۵ اب) شیرگیران دای سخندان  
پوشیده مانند که محنت کش بادیه سرگردانی عبدالبنی بن خلف فخر الزمانی از اقبال خان  
عالی شان نواب سکندر شکوه جمشیدشان  
لمؤلف

(۱۹۵ اب)

سحاب کرم، خان جمشیدشان | بلند خستبر دهر، سردار خان  
و بقدر وسع خود، آن قدر که مقدور بود، احوال خداوندان این بیت و دوساتی نامه  
از منتقدین و متأخرین از روی اسناد ارباب خبر و از قول مردم معتبر بترتیب بر  
بیاض بُرد، امید که هسوی واقع نشده باشد، اکنون ذکر هنرمندانی که صحیفه ایام خجسته  
فرجام از شعر آبدار ایشان رنگین می شود و احوال خردمندان که درین جزو زمان در  
حیاتند و اشتهار سرشاری یافته ساقی نامه گفته اند با ابیات ساقی نامه آنها بر بیاض می بُرد  
و سعادت ملازمت هر یک ارباب معانی که این سرگشته دادی تالیف را میسر گردید  
احوال آن نکته سنجان از روی اقوال ایشان درین تالیف ثبت نمود چنانچه جایجا

۵۲ تا، تکمته اند

له بیاض در ساقی، دو، ۵۲ ک، ذکر،



بمقتضی وقت مرقوم قلم شکسته رقم خواهد گردانید و جمعی را که از شرف صحبت کثیر البهجت  
 ایشان فایز و بهره ور (۱۹۶۱) نگردیده حقیقت نشو و نما می آن جامعه از دوستان حقیقی  
 و یحییان آن اعتراف از روی تاکید تحقیق نموده بدست یاری خامه مشکین شامه از روی امتیاز  
 درین میخانه مندرج گردانید امید که کریم کبیر این تحفه حقیر را منظور نظر صغیر و کبیر گردانند  
 محمد و آل محمد ۵



وکر

## قطب مرکز سخندان مولانا محمد مازندرانی

اکثر سخنان او شور انگیز و اغلب اشعار او دلآویز است ' طرز حرف زدن او بقدر ما ماند است  
چون صوفی طبیعت و صافی طوئیت واقع شده بنا بر آن مولانا محمد صوفی شهر یافته ' ۵

مولدش از آل مازندرانی است ' در بهار زندگانی هوای سیاحت در سر آن  
معدن فضیلت افتاد ' از وطن به شیراز آمد ' و مدتی مدید در آنجا توطن نمود تا از فیض  
آب و هوای آن خرم قضا در مرتبه سخنوری نشو و نما یافت و از آنجا به تقریبی که تحریر آن  
مناسبتی بسباق این تسوید ندارد برآمد و دیگر باره مسافر شد ' ۵

بر ضمیر منیر و خاطر بیضا تاثیر هنرمندان پوشیده نماند که این آرزو مندر صحبت نکته سخنان  
وادی موزونیت را از مساعت بخت سعادت ملازمت آن صاحب سعادت در  
اجمیر میسر گردید ' هنگام ملاقات روشن ضمیری بنظر در آوردم در لباس فقر در آمده درویش  
نهادی مشاهده (۱۹۶۰ ب) نمودم حجت جاه دنیوی را طلاق داده ' خردمندی برگزید  
استغنائی بی نیازی نشسته ' دانشمندی در طلب بر روی ارباب دولت بسته ' با خود گفتم  
منت خدای را عزوجل که شرف جمالت این قسم مری را دریانتم ' بعد از زمانی  
با این ضعیف هم زبانی آغاز نمود و از هر جا سخنان در میان آورد ' تا به تقریبی سر رشته ۱۵

۱. مولانا را تخلص ' محمد ' بود چنانکه از دیوانش ظاهر است ' (فهرست بانکی پور ۶۱:۳ و مجمع الفصحا ۲۸:۲)  
۲. همین است قول صاحب مرآة العالم بلاکین ص ۱۰۵ حاشیه ۱ از کلام تقی کاشی (سپهر گره ص ۳۲) بظاهری شده که نزد علما صاحب ترجمه  
متهم به الحاد بود ' ۳. سراسر زمین دانش فرا ' ۴. خرم فرا ' ۵







از زبان او نقل می کرد که مولانا فرمود هر کس میل دارد که شعر فنی مرا امتحان کند منتخب مرا ملاحظه نماید که چون انتخابی بر اشعار قدما زده و شصت هزار بیت علیحدہ نموده و آن را بتجانی نام کرده ام، و هر کس را در خاطر خطور کند که زبانه شعر و شاعری من بر دظاہر نشود ساقی نام مرا ملاحظه کند که چون گفته ام، الحق که همین طور است، آن تجانی بنظر این کمترین آمده و ساقی نامش خود درین میخانه بریاض می رود، دیوانی که از ایشان الحال در میان مردم است ۵ هزار بیت و کسری باشد ولیکن بیرون ازین دیوان سه هزار بیت دیگر متفرقه دارد

### ساقی نامه مولانا محمد صوفی

(۱۹۷۱) (ب)	بستی و دیوانگی سر بر آرد نہ بستیم طبری ز مردانگی همان جای فخر و مہابات ما کہ ابلیس بنمود پیشش سجود شراری بنزد من کافر آرد پس آنگاہ در روز و در شب زخم بر اندازم این ناخوش ایام را می تلخ از جان شیرین بہ است ہمان زادہ آتش طور را	آلای دل مانده از کار دبا ندیدیم چہ نری ز نر انگلی شنیدیم کہ اندر خرابات ما یکی آتش آمد سحر در وجود از ان آتش ای کودکی گسار کہ در خانہ دین و مذہب زخم بسوزانم این وادہی حسام را مرا ساقی از کفر و از دین بہ است بیاساقی آن شیر انگور را
------------	---	--

۱۔ رجوع کنید بہ جہاشی ۲۔ سہا: بغیر ازین ۳۔ انیس الشاق: تالیف شیخ احمد علی بن محمد حاجی ہاشمی سندیلوی المختص بہ خادم کہ در ۱۱۶۰ھ بقید حیات بود) نسخہ خطی در کتابخانہ پروفیسر محمود شیرانی، تایمچ کتابت ندارد، بیاسپرنگرہ ۴۔ انیس دیوانگی۔ بعد از در انیس افزوده: بیاسپر خرویشتن لکنیم ز مغز خود این ہر دو بیرون کنیم: مگوی کہ تہو انم این کار کرد بی شلہان کار دشوار کرد ۵۔ انیس: داری ۶۔ پرا: انیس: ہستر۔ مصلح ثانی در ۲۰ھ: ہمان باعث حرف منصور و رادایہ بیت و ساقی نامہ میر ملکی قزوینی بانگ تغیر موجود است رجوع کنید بہ ۱۱۶۰ھ س ۱۹۷۱



بده تا بر آتش نهم عود خویش  
 برون آیم از کسوت و هم و شک  
 گذارم بمیخانه<sup>۱</sup> افتاده است  
 دیگر با خودم آشنائی نماند  
 دریغ که گم شد سراپای من  
 برافروز ساقی چسراغی ز می  
 (۱۹۸) بده می که بناید آیات من  
 بده ساقی آن جام بی جسم را  
 فراق عزیزان بسی دیده ام  
 بهر ناخوشی پاره جان من  
 بیاساقی آن کام پالوده را  
 بمن ده که جانم کمی میکند  
 بیاساقی اکنون که باد بهار  
 کنون کز هوا آب شاید گرفت  
 کنون کاسمان و زمین خرم است  
 مرا سینه مانا که ماتم سر است  
 درین عرصه تنگ امید و بیم  
 مرا بیشه بشیر نر مشک است

بسوزانم این بود و نابود خویش  
 چو عیسی مجسود روم بر فلک  
 در اینجا که ساقی چومه ساده است  
 سر وصل و برک<sup>۲</sup> جسدانی نماند  
 من از خویش گم گشته ام وای من  
 که تا من بخود آیم از نور وای  
 عواض کند دور از ذات من  
 همان معنی حرف بی اسم را  
 بسی ناموافق پسندیده ام  
 برفت ازین همچو سندان من  
 روان من محنت آلوده را  
 تنم باز من همد می کند  
 شنیدم که می گفت در لاله زار  
 همی داد از باده باید گرفت  
 زمانه چو دیوانگان بی غم است  
 جهان پیش چشم کی از دهاست  
 درین بیشه جهل دیو رحیم  
 نشین که من دم از دهاست

۱ این کبریت ۲ این که باز می میل — از اینجا که ساقی بت (بجای در اینجا که ساقی چومه)  
 ۳ این: وصال نبود ۴ ایضا: بمن ده ۵ ایضا: مگر ره بخود یابم ۶ ایضا: بر  
 ۷ ایضا: جان ۸ از اینجا که شش بیت در این ندارد،



(۱۹۸ب)

بیاساتی آر بی بهی می دهی  
 بمن ده که بس بی نوا مانده ام  
 بمن جور دوران ز حد می رود  
 (۱۹۸ب) اگر همگنان جمله بکیتا شویم  
 گریبان گردون بدست آوریم  
 ازان پیش کین روزگار دورنگ  
 بده ساتی آن می که جوش آورد  
 ازان می که در خم چو گیرد قرار  
 ازان می که دوزخ برد تاق او  
 ازان می که گرد زمین ره کند  
 دلارام را تا زمین سرکشی است  
 خروشدن مرغ بر طرف باغ  
 درخشیدن لاله در صحن دشت  
 ازین بارغ افروخته چون چراغ  
 چو آبی نمائیم بی آب رو  
 بده ساتی آن آب روی مرا  
 مرا گرچه ره هست در بزم دوست

شرابی براه حسد می دهی  
 ز دوران میخانه و امانده ام  
 سپهر سر اسیمه بد می رود  
 ز تحت الشری تا ثریا شویم  
 کشتنش ز بالا به پست آوریم  
 کند حمله چون تیر خورده پلنگ  
 زمان و زمین در خروش آورد  
 خم آتش بر آرد ز دل چون چنار  
 بود تیغ خورشید را آب او  
 زمین را فروزان تر از مه کند  
 خوشی بر دل من همه ناخوشی است  
 مرا می زند نیش بر روی داغ  
 مرا آتشین لاله در سینه گشت  
 نصیب من و لاله شد درد داغ  
 چو سوسن نبودیم بی گفت و گو  
 همان مایه گفت و گوی مرا  
 نخواهم رسیدن هم آنجا که اوست

له سوا نیس: از له انیس: گردون ۳ له ایضا: مکر ۴ له ایضا: ز بالا کشتنش ۵ له ایضا: زمین  
 و زمان ۶ له انیس: تاب ازو — با آب زود بجای را آب او ۷ له انیس: دل آرای — خوشی جهان  
 بر دلم (بجای خوشی بر دل من همه) ۸ له سوا: در آو و انیس: بر ۹ له ازینجا و بیت در انیس ندارد  
 ۱۰ له انیس: بماندیم ۱۱ له در انیس نیست



شب و روز هرگز نباشد بهم  
چو باد صبا در بدر کو بگو  
(۱۹۹) بیاساتی آن مرکب روح را  
بمن ده که راهم دراز است و دور  
براق اندرین ره بیفکند سُم  
زبان دان مور و ملخ این جهان  
در آتش روم گشته لبان خلیل  
چو اندیشه در پردلی ره کنم  
گهی جای در کوه گیرم چو لعل  
چو آب اندر آیم بهرنیک و بد  
چو بود در روم گاه در هر مشام  
چو مهره کنم جای بر فرق مار  
گهی چون سخن جا کنم در کتاب  
بگردم چو کوران عصا می بدست  
چو دولاب گریان و پویان شوم  
و گر ره نیابم بدان بی بدیل\*

که با هم نبود دست شادی و غم  
طلب گار اویم طلب گار او  
همان جام چون کشتی نوح را  
درین ره نشاید جز از می ستور  
شدست اندر زخضر و الیاس گم  
سیلمان درین ره نفهد زبان  
چو موسی روم گاه در قهر نیل  
گهی چون علی سرفراجه کنم  
گهی در سر راه افتم چو نعل  
گهی نیز بگریزم از پیش خود  
کنم چون هوا راه در هر میام\*  
روم بچو گل گاه در نوک خار  
بهر دیده منزل کنم همچو خواب\*  
که افتان و خیزان روم همچو دست  
چو دریوزه گرد دست گویان روم  
کنم خون خود را درین ره سبیل

له انیس: نبوده؛ ایضا: شدند اندرین؛ ایضا: که؛ ایضا: بر سر ره بیفتم؛ ایضا: بغض  
له ایضا: گهی حو سوره در بزم شام که در انیس ندارد؛ ایضا: بیجاب — بعد این بیت در  
انیس افزوده: گهی هفتیها رکذا (ثریا شوم) گهی هشتم هفت غبرا شوم  
له انیس: بدون بی دلیل — بعد این بیت در انیس افزوده: —

کنم خون خود را درین ره سبیل      خروشان و جوشان چو از کوه میل







بگفتم شئی پیر میخانه را  
 که ما را بهشت برین آرزوست  
 بر آشفست و گفت ای نه در خورد من  
 بهشت برین خاطر شاد ماست  
 (۱۲۰۰) بده باده ساقی که سرگفته شد  
 مگر پرده بر روی کار آوریم  
 بده می که جان در تن من نماند  
 بده می که رنج خسارم بکشت  
 بیا ساقی آن آفت جهل را  
 بده تا بدانم که من کیستم  
 بده تا بدانم که گردون دون  
 ازان می که گر جان بر آید زن  
 ازان می که در تن چو منزل کند  
 بده تا بگویم که این روزگار  
 نکشتم درین حسا که ان دانه

همان از خود و خلق بیگانه را  
 خدای زمان و زمین آرزوست  
 نخواهی رسیدن تو در گرد من  
 خدای غنی طبع آزاد ماست  
 همان در ناسفتنی سفته شد  
 ز نا اهلش اندر حصار آوریم  
 جوی بار در خسرو من نماند  
 غم و غصه روزگارم بکشت  
 پدید آور اهل و ناهل را  
 که احم ز نیک و ز بد چوستم  
 چرا می رود روز و شب سنگون  
 تواند همان جای آن داشتن  
 سراپای او جسم لکی دل کند  
 چرا نیت با بخردان سازگار  
 نه بستم چو باد صبا خانه

۱۰ این بیت را در این ندارد — مصرع اول در مجمع: شئی گفتم آن پیر میخانه را، ۱۱ این: زن  
 در مجمع مثل متن، ۱۲ آ و این: همان، ۱۳ همه ۱۴ این: آوردی (در هر دو مصرع) — آتش  
 (بجای نا اهلش)، ۱۵ این بیت را در این ندارد ۱۶ این: نکشت — در این بیت مؤخر از  
 بیت لاحق است، ۱۷ این: دمی، ۱۸ آ و این: تن — بعد این بیت در این افزوده: —

ازان می که در روی بسوزد خلیل  
 نیارد در و دم زدن جبرئیل

بده تا بگویم که گردون دون  
 چرا می رود روز و شب سنگون

۱۹ این: بودم،



بگشتم درین دشت چون دام و در  
 من و سر و آزاد همچون همی  
 نبرد است از من کسی کو نباخت  
 بگردانم از خود بد روزگار  
 (۲۰۰ ب) جهان را بدر آورد درین  
 فلک پیر زالیست جو لاه  
 ز تار مه و خور بپاسد بفن  
 کو اکب برین سقف زنبور وار  
 همه نیش بر جان دانا زنند  
 جهان هست باغی پر از سیم  
 منم اندرین باغ پر ز رنگ و بو  
 هر اسنده از صحبت نیک بد  
 چو لاله تنک رو فروتن چو آب  
 فروزان دل و مهر جو همچو روز  
 چو صورت درین بزم پر انقلاب  
 درین کار که همچو آلات کار

(۲۰۰۰)

بسر بردم ایام در روز بد  
که آزاد از بار این عالمم  
دل آزدن من کسی را ساخت  
بلا حول دیو و بافون مار  
خدا گیر گردد بهم آورد من  
بداد و دشمن طفل نه ماهه  
یکی را تساط و یکی را کفن  
نشسته همسایک باز هر مار  
همسایک بر تن ناتوانانزند  
پس از چند روزی نماید بیا  
درین بزم پر رزم پر گفت و گو  
فرورفته چون غنچه دایم بخود  
چو شب صاحب سرار و خامش چو خواب  
چو شمع از قف اندرون عمر سوز  
فرورفته چو لب از خورد و خواب  
نی دیگران بوده در کار زار

له نیس: با - بانیک و بد (بجای در روزبه) له نیس: جور له ایضا: بقل و بهش  
له نیس: درین - س: زنبور دار - س: چون زهر (بجای زانهر) آ و انیس: زانهر  
هه نیس: نیت جز ماعی و آسیا - انیس: بانا بجای له نیس: بی برگ بو - باغ و برگ پراز  
کفکو (بجای بزم پر رزم پر گفتگو) که نیس: سبک له ایضا: فرو بسته چشم لب از جور جواب  
در س: مثل آگر جامش بجای غامش ۹ در انیس: نداند له بعد این بیت در انیس افزوده -  
بگاه سوال و بجاه جواب کران چون دورنگ و سبک چون شتاب (دنگ بجای دورنگ باید خواند) \*







(۲۰۱ ب)

(۲۰۱ ب) بخون ریز می شتابد فلک  
 گذر کرد باید ازین رزمگاه  
 سپهر باشد اندر کف کارزار  
 ازان می که گشتیشه زو گشت مست  
 بده باده ساقی درین رستخیز  
 ازان می که چون شیشه روشن کند  
 بده می که حکمت بیاموز مت  
 خرد همچو نورست شمع را  
 فلک بی حفاظت و بی آبروست  
 حیانت در دیده مهر و ماه  
 بمی شست باید خرد را ز دل  
 ازان می که با قوت راحل کند  
 بسی گرد گیتی بگشتم بسی  
 همه نام نیکو به تنگ آمد  
 چنان خوار و زارم درین روزگار  
 (۲۰۲ ا) چون رخت بزن بر زمین  
 بنالم چنان زار ازین درد و غم

باید از در گذشتن به تنگ  
 چو در جوشن آسمان تیر آه  
 ازان می که در غم بود غمگسار  
 تواند سرنگ حصار اشکست  
 که هنگام شور است و وقت گریز  
 همی پوست بر مرد جوشن کند  
 بدانش چو اختر بر افروز مت  
 بسوزاند و خوش کند جمع را  
 نگیرد جز امثال خود را بدوست  
 ازان سیرت کس ندارد نگاه  
 برون کردن آن یار بدر از دل  
 حقیقت در اشیا مبدل کند  
 جگر خون تراز خود ندیدم کسی  
 ازین زندگانی به تنگ آمد  
 که گوئی مرا نیست پروردگار  
 خردشان بد انسان که تیر از کمان  
 که بیرون نیاید کسی از عدم

له: «تا به تلبه» نیست، نیارد له: «از» از این، آ: «سر» باشد — این بیت در این بیت بعد باده  
 ساقی درین رستخیز الخ «آورد» است، له: «نفس» چون مردانو — آسمان را (بجای سنگ غار)  
 له: «ایضا» صورت ز له: «نفس» است، له: «نفس» میاموزیت، مصرع ثانی بدانش چو اختر بر افروز نیست  
 له: «سر» — این: «کو» از دره (بجای بسوزاند) له: «در این نیست»  
 له: «در این نیست» له: «نفس» از: \*



بلخی طبع را زین کدورت بشوی  
 فراموش کن عالم خاک را  
 زمان همچو آب روان است و بس  
 اگر چون صراحی بگریه دری  
 بیاید ازین دید پریشان رفت  
 از ان پیش کا یام پر مکر و فن\*  
 وز آن پیش کاین چرخ وین اختران  
 بده ساقی آن باده ناب را  
 بده ساقی امروزه و امی بده  
 علی آنکه یزدان علیم و لیت  
 ز میخانه او فلک یک خمست  
 روانم بمهرش چنان شادمان  
 ز هر بد پناهم بدرگاه او برت  
 (۲۰۲ ب) بده باده ساقی که بگذشت  
 نه هنگام خاموشی و خفتن است  
 مغنی در گفت و گو باز کن  
 مغنی بگو کین سپهر عجول

دیگر مشنوی دل ازین گفت و گوی  
 جفای ستمکاره افلاک را  
 غم و شادمانی در و خار و جنس  
 و گرد درشکر خنده چون ساغی  
 بدنبال یاران پیشینه رفت  
 کند برتن ما کفن پیرهن  
 نشاند بر جای ما دیگران  
 همان باده همچو مهتاب را  
 باقی کوثر که جامی بده  
 دو عالم دو کف کریم و لیت  
 بر اندام او قطره با انجم است  
 که عالم بخورشید و قالب بجان  
 شب عمر من روشن از ماه اوست  
 مغنی چرا باز بست لب  
 که هنگام آشفتن و گفتن است  
 نی و چنگ را نغمه پرد از کن  
 نمی گردد از زهره گفتن ملول

(۲۰۲)

۵

۱۰

۱۵

۱۰ این: و کس کن ای دل ازین گفتگو طبع را زین کدورت بشو ۲ ایضا: ستمکار ۳ ایضا: زمین  
 ۴ ایضا: شکری ۵ ایضا: پارینه — دیرینه (بجای پیشینه) ۶ ایضا: بر کرد من ۷ ایضا:  
 از ان ۸ از انیس ۹ علم ۱۰ این: شیم روشن از روی چون ۱۱ این: خاموش لب بستن — بعث  
 در این افزوده: — اگر روشنی روزگار آتش است و اگر آتش آب آتش کش است ۱۲ ایضا: هرزه گفتن  
 انیس: هرزه گفتن



مغنی بگو کین زمان شباب  
 حریفان این بزم افسرده اند  
 مغنی چنان برکش از دل خروش  
 بر آرا بچنان \* ناله دردناک  
 ز من گوش کن راز این روزگار  
 کسی کو چو سایه است قائم بغیر  
 مغنی بگو بانی و چنگ و عود  
 جهان جز یکی حیرت آباد نیست  
 مغنی بگو کین فلک چون سراب  
 مغنی ترنم نگو تر بود  
 مرا قصد ازین شعر گفتن نبود  
 (۲۰۳) دلم را بیفشرد درد آچنان  
 شنیدی که آن شاه مردان علی  
 چنان دان که این شعر چاه منت  
 چو من روی زین شعر گفتن کنم  
 نه در لفظ مغنی نیس کونهم  
 از آن زین جهان دست برداشتم  
 زینم تن ناتوان من است

(۲۰۳)

چو سیلاب دارد بر فتن شتاب  
 تو گویی کز افسردگی مرده اند  
 که در کاسه می راد آرد بجوش  
 که چنگ از کف زهره افتد بجاک  
 خوشنیت در بندگی گوشش دار  
 چو سایه است بی بهره از خط سیر  
 که دف جمله گوشت بهر شوند  
 وزود در کف مرد جز باد نیست  
 بی تشنه را کشت ناداده \* آب  
 کسی را که مغزش ز می تر بود  
 که سامان این کار بر من نه بود \*  
 که خون بر جبین گشت از وی روان \*  
 همی راز با چاه گفتی جلی  
 همی محرم اشک و آه منت  
 شبی تار ز اندیشه روشن کنم  
 که خورشید را در تر از و نه هم  
 که در خود جهانی دگر داشتم \*  
 روانم بلند آسمان من است \*

۱۰ آیس، نه ۱۱ ایضا، بر آرد چنان ۱۲ ایضا، ندگی ۱۳ آه و آیت: خط ۱۴ آیس، ۱۵  
 ۱۶ ایضا، محنت آباد ۱۷ لب تشنه را گفت چون داده آیس، بی تشنه کشته داده چو ۱۸ این بیت  
 در آیت ندارد ۱۹ که در آه و آیت، ۲۰ آیس، در: ۲۱







بفرمائی تا سرو آزاد را  
 که ریزد یکی جسده بر خاک من  
 کند گور بر من بهشت برین  
 نیمی زمیخانه بر خاست باز  
 گلستان طعم شگفتن گرفت  
 چو من بلبل چسب باشد خموش؟  
 (۲۰۴) از بانم اگر خون فشان شد چو تیغ  
 پدید آورم زمین دل پرستیز  
 چو من لفظ را معنی آرا کنم  
 ز کیسو بهشتی کنم آشکار  
 بسازم حکمت جهان سخن  
 کنم در جهان سخن آسمان  
 هیچ سخن را کنم پر نیان  
 بیارم بدین دعوی خود گواه  
 کنم بار دیگر بمیخانه رو  
 گرم بود چندی بمیخانه وصل  
 بود نسبت من بکوی مغان  
 کنون بسند و زنجیر می بگسلم  
 دل عاقلم باز دیوانه شد

(۲۰۴)

همان ساقی پاک بسیاد را  
 بر افروزد این گوشه پاک من  
 کنم ناز بر زمره حور عین  
 مرا چون بهاران بیاراست باز  
 هزاران دور راز گفتن گرفت  
 چنین نکته دانی نیاید بچوشت؟  
 در افشانی آغاز کردم چو میخ  
 به صور سخن در جهان رستخیز  
 قیامت بنفتد آشکارا کنم  
 ز سوی دیگر دوزخی تاب دار  
 در آرم بقالب روان سخن  
 گو اکب درو ثباتان روان  
 کنم تازه آئین پیشینیان  
 شدم تا سخن را کنم رویراه  
 که احسن بدریار و داب جو  
 کند عاقبت رجعت ما باصل  
 همان نسبت پیل و هندو تن  
 شب آند خیال مغان در دم  
 طلبکار زندان میخانه شد

له انیس: بفرمایید — آرزوی دل شاد را (بجای ساقی پاک بنیاد را)

۵ ایضاً — آتش، ۵ این بیت تا آخر ساقی نامنظم است و چهار بیت دارد که در انیس نیست و بجای این ابیات در انیس

۲۳۵ ابیات ساقی نامنظمی را بدون انتخاب درج کرده است



نمی شایدش روبره داشتن  
ره میسکده پر خطر گرچه هست  
(۲۰۴ ب) توصل باو ازنی می کنم  
نباشد درین ره ز برناو سپید  
بده ساقی آن باوه لعل فام  
بروید ز صحن دل اندیشه را  
بده ساقی آن آتش تاب دار  
هم از معجز پیر دودی کش است  
بسی گفته شد گرچه احوال من

بشمیرش اینجا نگه داشتن  
ز اضداد پس کن خضر گرچه هست<sup>۱۱</sup>  
توکل بانوار می می کنم  
بجز ساعسر می مراد ستگیر  
که آتش زند در غم تنگ و نام  
کند چون کف دست این شیشه را  
همان آب چون آتش مایه دار  
که یک جزو هم آب و هم آتش است  
نشد گفته یک شمه از حال من

ذکر

## مسیح ثانی رکن الدین مسعود کاشانی

حکیمی است تمام عیار و سخنوری است بلند و قار، اشعار دلپذیرش بغایت رنگین  
و اصناف سخنانش بی نهایت متین است، بحریت مملو از حکمت، دریای است  
مالا مال معرفت، آن قدر دانش و فصیلت دارد که شاعری دون مرتبه اوست  
مكلف بر طرف که درین جزو زمان در رتبه موزونیت و در وادی خذاقت نادره عصر

له تهنه انو الله ۱۵ آ : بروید ۱۵ در فهرست با نکی پور (۳: ۶۲) بیت آخر ماتی آیین است ۱۵  
که نظم این گوهر آبدار ز تار تار بجزت شد سی هزار، که دلالت بر تار تار تصنیف ساقی نامیده کند،



دیگانه عهد خود است، تخلص او میخ و نام او رکن الدین مسعود است، به حکیم رکناشته  
یافته و اسم پدرش حکیم نظام الدین است، در حکمت کمال مهارت داشته و در فضیلت  
تمام مرتبه بود چنانچه رکن الدین (۱۲۰۵) مسعود در مثنوی خود صفت پدر خود نموده این  
(۱۲۰۵)  
چند بیت از ان ابیات است

منم نسر زنده آن پیر خردمند	که او پیر خرد را به ز فرزند
نظام حکمت و دین را از نظم	گماشت با دشت شاه شکر حرم
چراغ حکمت از طبعش فروزان	ز فکر او دماغ عقل سوزان
همیشه با محبت در کشاکش	دش بر یاد حق عودی بر آتش
عیان از فیضش آثار سیجا	نهان در طینتش کار سیجا
میخ چرخ با من سر بر نیست	که او را چون میخ من پدر نیست

تولد حکیم رکن در دار المؤمنین کاشان واقع شده، در اینجا بطن رشد و تمیز رسیده و  
در اول شباب بشرف بساط بوسی شهریار نامدار، کامگار، پادشاه حسن خلق، علی اول  
شمع دودمان نبوی، شاه عباس حبیبی صفوی که حق جل و علا ذات لکی صفاتش را  
از جمیع آفات در پناه خود بدارد مشرف گردیده، و در بندگی آن حضرت خورشید برت  
کمال قرب و نسبت بهم رسانده، چنانچه از کثرت عزت در سفر و حضر همیشه در رکاب  
دولت آن خسرو سکندر شوکت، مزین صولت حاضر می بوده، و حجه انجم سپاه سه روز

۱ صاحب سرو آزاد می یکاویج و میجا و میخی تخلص می کند (سرو آزاد می) ۲ منتخب الاشعار و فهرست  
ریو (ص ۲۷۲) : نظام الدین علی ۳ هـ : کاش ۴ هـ در آنجا این بیت بابت بر بیت سابق مقدم  
است ۵ هـ بهش افزوده : نظم

آنگذبی داغ طاعتش تقدیر  
ناید از آسمان بر روی زمین  
آنگذبی مهر غزلش در خاک  
نهنده آفتاب هیچ و نهین



در کاشان همان آن (۲۰۵ ب) مسیح زمان شده و بفرمان قضا جریان شاه عالمیان  
 در آن ایام آن معدن فطرت دیوان عند لیب گلزار معانی بابا افغانی را غزل به غزل  
 از ابتدا تا انتها جواب گفته، الحقی که آن دیوان را بسیار خوب تتبع نموده، این دو  
 بیت و این رباعی از آن دیوان اوست <sup>شعر</sup>

فلک بهم با سیران کینه آن تند خود دارد / کسی داد از که خواهد کاسمان هم نخی او دارد  
 بهر جا بگذرد تابوت من فریاد بر خیزد / که آه این مرده سنگین می رود پر آرزو دارد

رباعی  
 کس نیم گل از روی تو چیدن نگرفت / کان رنگ گل از کفش چکیدن نگرفت  
 تا روی ترا خدای دیدن نگرفت / گوی سامان آفسیدن نگرفت

برای انور ارباب هنر پوشیده ماند که مدام اوقات ایام جوانی مسیح ثانی می کشی و بی  
 پروائی گذشته و اکثر در مجلس بهشت آیین بادشاه دنیا و دین فی البدیهه شعرهای خوب گفته  
 و سخنان مرغوب از و سر زده بخانه خود هم که می آمده می می کشیده و مطابعت می کرده و در  
 مقام انتظام نظم می شده، یکی از اکابر درین باب رباعی دارد گویا از برای آن مطلع قصیده  
 نکته دانی گفته بنابر آن درین تالیف درج نمود رباعی

فضل تو و این باده پرستی با هم / مانند بلند است و پستی با هم  
 حال تو بچشم خویر و یان ماند / اکابر است همیشه نور و مستی با هم

(۲۰۶) و در این آلوده مشغولی گفتن نمود پاس ادب حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی علیه الرحمه  
 و المغفره داشته خسرو شیرین گفته فلان در آن بحر پاره از حکایات متفرقه از قدیم و جدید  
 بنظم در آورده آن را مجموعه خیال نام کرده، عدد ابیات آن کتاب دو هزار بیت

۱- آزاد می گوید که: شاه کرخانہ آوراد دولت قدم خود از فلک گذراند، (غرض از این) نیز به بنده سر آزاد است  
 ۲- منتخب اشعار و آئینه (۲۳۱) - در بیت ثانی زهرها بجای بهر جا، آه، آمد، یو (۲۰۵ ب) نام این کتاب  
 را مجموعه گفته است از آن که متن خود را روی گیده از مجموعی شود مجموع نامش،



است الحق که در آن نظم داد سخنوری داده و کمال نکته پروری بجای آورده، چنانچه حقیقت آن  
مجموعه از این چند بیت متفرقه که درین مختصر بر بیاض رفته ظاهر می شود،

### در توحید حضرت باری گوید

عجب مغزی که در وی گم شود و پست نماید سایه اش روشن تر از نور در و چون سایه خود را هم نه بینی	جهان خشک لب انور جهان اوست وجود حق چو خورشیدی است که نور ولی هر چند نزدیکش نشینی
---	--

### در صفت شب معراج گوید

اگر یانش پُر از گلبای خورشید فلک را داغ با بر دل ز کوب مه بدر اندران دریای شب نوح فلکده عالمی را بر سر آب نمایان همچو نور صبح از دور که شمع مهر بخشیدی بجفاش روان فرمان شرعش بر عقل غلط گفتن حرف غائب دکن چو بیرون آمدی از راستی حرف زبان صبح صادق بسد گشتی	شب روشن برویش چشم امتیاز ز رشک خرمین ماه اندران شب شب در وی دیده صبحدم نوح تنور بدر از طوفان مهتاب خمار از روشنی در چشمش (۲۰۶ ب) شده زان دوشی را ز کفش محمد بادشاه کشور عقل ضمیرش را ز دار غائب دکن درین جهان سراسر از گون ظرف لبش مایل بشکر خند گشتی
--	--

(۲۰۶ ب)

له : عالم (در هر دو مصراع) این بیت را در آد سه هین طور مضطرب آورده اند، له : حرف  
له : حرف، له : حرف



## در منقبت امیر المومنین و امام المستقین گوید

نقش از روح قدسی نازنین تر	دش از علم غیبی پیش بین تر
تنی صحرائی وحدت را دین	دلی دریای رحمت را سفینه
اسیر چله را سلطان داور	مریض فاقه را فاروق اکبر
چنان در بازو مهر و فلکش زور	که در ذات الهی لمعه نور
و فاقش در زمین دل دینه	نفس بی رخصت او بار سینه

## در مدح شاه عالم پناه عباس بادشاه گوید

خداوند جهان است او خدا نیست	ولیکن از خدا یکم جدا نیست
بلی او سایه باشد خدائی	انباش سایه را از کس جدائی

## در صفت شراب ناب گوید

می کز آتش خود چون زند جوش	کند حرف بقا گیتی فراموش
(۱۲۰۶) می کز کشور لب چون کند کوچ	دماغ غم ز مغز خود شود پوچ
می کا ند م که بودی در رگ تاک	بخوردی مغز غم چون مار صفاک
غذا بخشد بحکم لاغر عیشش	بخون غم نویسد مخضر عیشش

## در صفت جوان محطاط گوید

نهالی پای تا سر جملوه و ناز	بسی انجام حشش به ز آغاز
-----------------------------	-------------------------

له تہ : دقارش



بر آورده دمار از آتشش طور منومی صبح صادق در شکر خند نکلد انهای عالم بر لبش وقف که ماندی در هوا پای گس بند	کشیده بر سلیمان شکر مور بمویش تار و پود صبح در بند ز کام او سخن را شکرین سقف چنان پر نوش عالم زان شکر خند
--	--

### در صفت ظلمت شب فراق گوید

سیاهی بخش ایام جدائی بظلمت خانه از مهر در بند ز تاریکی در و گم گشته خورشید چو سودائی گرفته گنج تاریک پر از طفل عدم صلب و مشیمه	شبی بی بهره از نور خدائی ز ظلمت مظهر قهر خداوند سیه گردیده در روی چشم امید ز سودا پیکر گشته باریک نه اول داشت نه آخر نه نیمه
--	--

### در صفت چنار و عظمت آن گوید

برین سطح گری مخور کشیده فلک را همچو طفلان بسته بردوش کبود از سیلی او روی افلاک ز ریشه ساخت قلاب ماهی	چناری همچو طوبی سر کشیده (۲۰۴ ب) بساق عرش سابق او هم آغوش به بد مستی گشوده دست چون تاک ازو کار و زمین در داد خواهی
---	---

(۲۰۴ ب)

تمام اشعار این کتاب ازین باب است، قصائد غزالی نیز در توحید رب العالمین و لغت سید المرسلین و مناقبت امیر المومنین گفته و در مدح شاه دین پناه نیز قصاید خوب دارد، اقسام اشعاری که ازو در ایران جمع شده قریب به بیست و پنج هزار بیت باشد، چون تقرب او در خدمت بادشاه دین پناه بمرتبه اعلی رسید



فلک از رشکِ جلی که با اهل فضل دارد تاب نیاورده باوی ناسازگاری آغاز نهاد و ترقی  
روز افزون او را در تنزل آورد، از گردش گردون کج روش و از عادت این دیر صلح،  
زود رنجش، حجابِ انجم سپاه به تقریبی که تحریر آن مناسبتی بسایق این تالیف ندارد  
خاطر اشرف از آن یگانه زمان گران ساخت و آن نادره عصر را از نظر کیمیا اثر انداخته  
اخراج فرمود، بنابراین مسیح از ایران خروج نمود بجهت بر آمدن خود غزلی گفت که  
مطلعش اینست مطلع

گر فلک یک صبحدم بامن گران باشد سرش  
شام بیرون می روم چون آفتاب از کشورش

اکثر اباب نظم عراق بجهت (۱۲۰۸) حکیم شعر باگفتند و عزیز قصیده درین باب  
بسیار خوب گفته چنانچه فصاحت آن ازین بیت که مطلع آن قصیده است ظاهری  
شود، مطلع

گوهری بفرخت ایران آخر از بی جوهری  
کز شرف شد پنجه خورشید دست شتری

القصه رکن الدین مسعود از ایران به هندوستان آمد و در دار الخلافه هند بوسیله  
خان نجم نشان میرزا جعفر آصف خان سعادت کورنش و تسلیم بادشاه جم جیه فریدون  
فر شهریار حمید حثمت سکندر ظفر، جلال الدین اکبر غازی مستعد گردید، چند روزی  
در جرگه ایستادگان آن آستان سلطنت آشیان درآمد، بعد از چندگاه بحسب  
تقدیر ایزدی از آن درگاه عرش اشتباه بی سبی روی گردان شده از آگره باله آباد  
آمد و در اینجا بشرف بساط بوسی محفل حثمت و شوکت شاهرزاده عالی مقدار شاه جوان

۱۰ رجوع کنید به رتبه ۶۸۸ ، ۱۲ خزانه ۳۱۳ ، آتشکده ۲۳۱ و غیره ۳۳ ، نکته دان  
۱۱ «دست بیتی حکیم صدنا شیرازی مسیح الزمان» ۵۵ ، رفت



بخت بلند و قار، شاهزاده سلطان سلیم که درین ایام نجمت فرجام تر بهمت افزای  
ریاض کامرانی، و چمن آرای گلشن صاحبقرانی است مشرف شد، مدتی مدید در بندگی آن  
شاهزاده یوسف طلعت، خورشید منزلت ماند، در ایامی که شاه سلیم بخدمت پدر آمد  
او نیز در رکاب دولت آن فریدون حشمت، جمشید صولت، بنیایه سریر سلطنت (۲۰۸)  
مصیر رسید از ملاحظه این که مبادا بندگان حضرت یادگر بخت او فرموده در خشم شده بیایست  
و حسب اشاره فرمایند تنگ فرار را بر فخر قرار رجحان داده از اگره بهند دکن رفت و مدتی  
در خدمت فرمان روایان و اعیان آن جابسر برد و از آنجا نیز برآمده در لباس فقر بیایست  
مشغول گردید،

برهنه زندان عالم و خردمندان بنی آدم پوشیده ماند که مستود این مختصر در سده  
ثالث عشرین و الف در اجمیر در ملازمت خلف سعادت متولد و ولد ارشد ارجمند خان عالی  
شان مهابت خان که موسوم میرزا آمان الله است، بخدمت کتاب داری اشتغال داشت  
در آن سال عریضه از حکام تنه باین مضمون بنیایه سریر سلطنت مصیر شاه نور الدین  
محمد جهانگیر بادشاه رسید که حکیم رکنابه نشسته آمده میل دارد ازین راه بایران برود فرمان  
قضا جریان صادر شد که او را بدرگاه عرش استیفاء حاضر سازند، چون بموجب علم اشرف  
اقدس او را بدرگاه شاهنشاهی آوردند خان عالی شان فریدون نشان مهابت خان بعرض  
مقدس رسانیده استمداد نمود که حکیم رکنابه بنده مرحمت فرمایند، حضرت او را  
بنحان مذکور عنایت فرمودند، آن خان عالی همت، صاحب فطرت، آن قدر مردمی

له برای تفت ناکامی حکیم در دکن رجوع کنید به خزانه عامه ص ۱۱۱ له در سیم بجایش عبارت ذیل را  
دارد: فرزند عزیز ارجمند و خلف ارشد سعادت مندرجه بهر پیشوای همت گوهر دریای همت بازوی دولت جهانگیری و  
جهان ستانی سالار سپاه سند نشین تحت تیمور خانی نواب سپهر قدر رفیع مکان خان عالی شان مهابت خان میرزای  
دولتش پناه میرزا آمان الله



و مرگت بدو نمود که درین جزو زمان از اعیان کم کسی تواند نمود (۲۰۹) این شکسته  
 بال دران ایام از صحبت کثیر البهجت آن حکیم دانشمند صاحب کمال فایز و بهره ور گردید  
 قریب به یک سال علی الاطلاق این آرزو مند خدمت دانشمندان را دریافت مجامعت  
 آن سرخیل هنرمندان میسر شد ایاتی که سوای واردات ایران جمع آورده و در شهر  
 بر بیاض برده بود قریب به پنجاه بیت است به فرموده مردم چشم زمانه و فرزند فرزانه  
 خان عالی شان آن اشعار را خوش نویسی نوشت بعد از اتمام دیوان قایل آن  
 دیوان مؤلف این تالیف عبدالغنی فخر الزمانی را طرف مقابل خود کرده دیوان خود  
 را تصحیح داد و بکتاب خانه سپرد هنوز این دیوانش چندان در میان مردم اشتها  
 نیافته این دو رباعی از دیوان ثانی اوست که یکی در مرثیه فرزند خود گفته دیگری از  
 فراق عزیزان گفته و تسلی خود داده \* رباعی

آن آهین تفت ادم که جو ششم بردند	آن کهنه درایم که خر و ششم بردند
چون خار ترنجبین درین عالم تلخ	نیشم بگذاشتند و نوشم بردند

وله

آنانک ز یکدگر جگر ریش ترند	قوی پس تر جماعه پیشتر اند
در غربت مرگ بیم تنهایی نیست	یاران عزیز آن طرف پیشتر اند

۱۰ بقول نصر آبادی (سپهرنگر ص ۹) و آزاد و صاحب الشکوه تعداد اشعار سیح فرب بعد هزار بیت است  
 صاحب میخانه و دیوان سیح را ذکر کرده ولی ظاهر نصر آبادی می گوید که او ده دیوان سیح را دیده بود و دیوان چهارم  
 او یک مثنوی، او در بانگی بود و دیوان ششم او در موزه برطانیه محفوظ است (فهرست بانگی پور ص ۱۰۴)  
 و فهرست ریو ص ۶۸ و میرزا امینا در نسخه نوشته که سیح دران ایام دیوان هشتم خود را تصنیف می کرد (به  
 پیچید فهرست ریو ص ۶۸) و موجود کنونی نهبت مخطوطات دیوان هجدهم و نهمه  
 هجدهم حکیم در خطاطی یه طولی داشت، نسخه بوستان سعدی که او بخط خویش در نسخه در آگره تمام کرده در موزه برطانیه  
 موجود است (ریو ص ۶۸) که در آن ندارد که انسان که تصحیح از روی آن



سواى این دیوانها درین ایام شعر (۲۰۹ ب) بسیاری گفته و بر بیاض نه برده است  
اما چون آن سیح زمان قریب بدو سال در آجمیر در خدمت خان عالی شان ماند بعد از  
انقضا این مدت مسند نشین بارگاه عظمت و اقبال صاحب سر پر اقلیم دولت  
و اجلال خسرو جهان بخش گیتی پناه شاه نور الدین محمد جهانگیر بادشاه مهابت خان  
را بخدمت دکن مرخص فرمود و حکیم را از خان گرفته داخل بساط بوسان محفل شکوکت  
و عظمت گردانید الحال که سال هجرت بهزار و میت و هشت رسیده در بندگی  
این بادشاه عادل و این مرشد کامل است ایزد تعالی ذات ملکى صفات این فخر  
دهنده سر پر کشور ستانی و وجود شریف و عنصر لطیف این جانشین مسند گورگانی  
را از مکاره زمانه مصون و محفوظ دارد! بالبنی و اله الامجاد!

## ساقی نامه حکیم رکننا

دلاچند ازین دست برد خمار	بتاراج میخانه دستی برآر
زمینی است میخانه کز فیض می	در و گل و دود چه بهار و چه دی
اگر فتنه زاید چو آب از زمین	مخور غم دران خاک و عشرت گزین
که گر شعله بار و چو ابر از بوا	ز گرمی انگیرد زمین خاک یا

۱۰ در آ: سنه خمس و عشرين و الف است مگر لفظ خمس یقینی نیست ۱۱: ب: خلیفه ۱۲: بقول صاحبخانه  
حکیم ۱۳: در آ: از درگاه شاهجهان بادشاه رخصت مشهید یافت (نیز رجوع کنید به قول امینا صاحب  
پادشاه نامه در فهرست راجه ص ۶۸) و بعد زیارت حرمین و مشهید مقدس به کاشان شتافت  
و چندی وقف نموده باراده آستان شاه صفی صفوی باصفهان رفت و بسبب بی التفاتی شاه  
به شیراز رفته مدتی آنجا مقیم شد و وفاتش در سنه ۱۰۶۷ در کاشان رونمود (مختصراً از خزانه ص ۴۱) آمد  
تاریخ وفاتش احوال دیگر هم هست (رجوع کنید به فهرست بانی پور ۱۰۴: ۳)







زمنی مغز هر سفسله لاغر شود  
 گرت مغز پُر باشد از ابلی  
 وگر در سرت شور و انانی است  
 ز پیر خرابات غافل مباش  
 بر غم فضولان بیداد گر  
 نه خود رای و خود روی خیره سرت  
 ز بس صدق دارد بدرگاه دوست  
 نه چون خولش بین است غورش بسر  
 همین بی وضو مانده در فکر رو  
 همی بی نماز اوست و است مست  
 بیا ساقی ایخیز از سر گیر دور  
 می تلخ تر خواهیم از آنکه  
 (۲۱۱) من آن رندی خواره مفلسم  
 بسوزد چو من سردهم دود آه  
 چو خواهد دلم چاره بیچاره باد  
 معنی بیچاره پرده ساز کن  
 که گردم سرا سیم دیوانه وار  
 بده باقی آن جام گردون نشان  
 از آن می ده ای ساقی تیز هوش  
 که منصور از آن گردی جرعه خوار

(۲۱۱)

بلی آچنان آچنان تر شود  
 ترا نشان می دهد کوتهی  
 همه نشاء می توانانی است  
 بجز خاک آن زندگال مباحش  
 کشته ز میخانه کعبه در  
 که پیش خود از خار و خس کمتر است  
 چو صبح آمده فاش بیرون ز پوست  
 چو نور نظر فکر دورش بسر  
 نمانده است دلم بفکر وضو  
 غرور نمازش نبرده ز دست  
 چو شد دور مایه شتر گیر دور  
 که چون شوق وعده بود خوش گوار  
 که از فیض می رشک ز رشده مسم  
 همه استخوان در تن جسم گاه  
 جگر گاه امید او پاره باد  
 وزان سوی عالم درمی باز کن  
 چو اصحاب سودا بجوی بهار  
 که بوسه لبش را خط کهنشان  
 باین مست صافی دل درد نوش  
 درخت شگوفه شدی چوب دار

له س، مرث ۳۵ گذار آو ۳۵ س، دست



بده ساقی آن درو صافی نهاد  
 بیادش چو قمت کند خون جگر  
 بده ساقی آن لفتد باغ بهشت  
 که در طبع دوزخ گوارا کنم  
 گم در لیم باده آمد بجوشش  
 دلم را همین اوستادی که ساخت  
 همین دانم اما که بیگاه و گاه  
 (۲۱۱ ب) منش بار دیگر گذارم ز سر  
 دل من درای پر از ناله بود  
 بهم از پنبه داغ ماند جدا  
 مرا از موده است آن ...  
 که در سینه آرم ز ایمان گره  
 گر آرم بهر نار دست در دست  
 دلش گر چه سنگ است و فولاد روی  
 ز حدی بر دوزخ من کشی  
 بدرگاه من تنگ دل  
 شهری کاسمان زیر فرمان اوست  
 جوان بخت عباس شاه دلیر  
 ترکشاید ز نیروی همت بلند

که بولش کند روح در جسم باد  
 شود موی زنگی چو ریحان لبهر  
 می گرم و تر چون دماغ بهشت  
 بهشت از لبش آشکارا کنم  
 نیارم نشست از شکایت خموش  
 تا غم که بسیار یا کم گذاخت  
 درو غم کند چون صف مور راه  
 که تا غم درو ره نیابد دگر  
 صدا بر لبش همچو تیغ له بود  
 بدان سان که پنبه هنی بر در  
 که می آید از حق و باطل بدست  
 ز غم فاش بر رشته جان گره  
 گره بر کشایم ز هر صبح چست  
 نگو می شناسد دغل را بکوی  
 چرا آب حیوان کنند آتش  
 شکایت برم زین بت سنگدل  
 دل دشمنان وقف پیکان اوست  
 که روبه شد از تیغ او زره شیر  
 کمندی که گردون در آید به بند

له تا چشم ۱۰ دگر ۳۰ همه ۱۰ همه ۱۰ بیاض در ۱۰ کور در ۱۰ بیت را انداخته  
 است ۱۰ در ۱۰ آرم در ۱۰ تیغ از روی ۱۰ ۱۰ بگو



ندیده کمافی چنان چرخ پیر  
 در آرد بیازوی دولت گمان  
 در افواه بود این سخن دیرگاه  
 (۲۱۲) چو شسته قبضه در دست بریافت  
 بکف تیغ تیزش بغلط بخون  
 که دیده جز او شاه روشن ضمیر  
 بر اسب سفیدش سواره نگر  
 تیغ تیزه اش شیر از جان خورد  
 بود خصم اش آن بادیه پوده گرد  
 چو تیغش برهنه شود در مصاف  
 کی آهین دل منان بجای  
 ز بازویش چون گز گشت آشکار  
 بر آورد زوین ز بازوی دست  
 دلش عرش و توفیق شاهی درو  
 بدی سایه تاحشر را سقف باد  
 ز عدل بملکی که آید نسیم  
 بملکی که عدل تو مسند نهاد  
 اگر خیل خصمت بود بی شمار  
 (۲۱۳) همی چند روزش بود کز و فر

(۲۱۲)

(۲۱۳)

مقوس لیلی ولی گوشه گیر  
 کمافی که عقلش نیار دگمان  
 که در قوس جامی کند مهر ماه  
 کنون قوس در مهر و مه جا گرفت  
 چو ماهی که از بحر افتد بر دهن  
 مگر خورده از مادر صبح شیر  
 چو صبحی که مهرش بر آید ز سر  
 بلی نی شکر شیر از زبان خورد  
 که یادش کند به . . . . .  
 فلک در شکم دزد از بیم ناف  
 بود تیغ او سنگ آهن بای  
 بر آورد گاو زمین زینهار  
 کی دسپه بر کوه البرز لست  
 کهنش بحر و انگشت ماهی درو  
 جهان جله بر تیغ او وقف باد  
 کتان را نباشد ز مهتاب بیم  
 کتان بابریشم ز یک ملک زاد  
 چه گرم بریشم خورد یک بهار  
 نماند ولی زنده سال دگر

۵

۱۰

۱۰

۷

۱۵

سه تا دران در آ دران 'مبدل ساخته' مله بیاض در آ دران این بیت را انداخته است  
 مله آ دست مله آ، بدر - در آ مصرع اول را به نقطه ای شک آورده است سه تا، سالی



بخت نبی و ولی حسدای  
دلت حمله (؟) از عشق پر مایه باد  
ترا سایه حق جهان خواندش  
جهان باد دایم بکام دلت  
مبادا دلت را از عالم گزند  
شای تو بر نیک و بد واجب است  
به

بسوزد خلافت از پی انتقام  
سیاه ترا ز جسم مرهم بود  
هر آن کو کند کج برویت نظر  
به

بمیخانه شاه یکره در آس  
ز جوشیدن باده صاف او  
(۲۱۳) می چشمه سار خرد اوج آن  
می در صفا رشک ماه منیر  
چنین می از آن شاه دین پرور است

ره از تو توان بردسوی هدای  
شب حمله با صبح همسایه باد  
ز سایه بعالم عنان راندش  
چو در دست خوان زمام دلت  
مگر زه و زلفیت آرد به بند  
دعای تو بر دیو و دد واجب است

نه آتش نه خس پوش ماند نه دام  
نه مان تو نوروز عالم بود  
چو عقرب برون باد چشمش ز سر

که نشاسی آنجا سر خود ز پای  
بود روز چون آب در روی جو  
همه راز زلفش شده موج آن  
چو آینه غیب روشن ضمیر  
بلی آینه زان اسکندر است\*

له در آن بیت را همین طور مضطرب روایت کرده است 'له آ: کمره در لفیفنت آرنده بند آ: کمره در و بدیند  
اصح (؟) غیاسی است 'له آ: بود آن سفد پوست پوش — که ... پوشان صبور خوش' در سآ بیت را انداخته  
است 'له آ: غان هه آ: نوش له آ: بو چشم بد بخت سیر تو کور — چو افمی به میند ... زرد و در سآ ندارد  
له آ: شب یک ره هه آ: او له در آن مصرع را به نقطه های شک درج نموده و در سآ هر دو مصرع را  
انداخته است 'له در سآ این مصرع را ندارد 'له در سآ این مصرع را با مصرع اول بیت ثانی ملحق  
ساخته یعنی قرار داده است



بہنر مش چکوم کہ چون درخوہست  
ازین آب و گل دور عدد حسلہ  
ز ہر موی کا کل ز ہر دلبسی  
سیر زلف ہر یک ز روز نخست

کہ درخورد آن بزم جان رہبرست  
غزالان مست اندران عدد گلہ  
اگر چشم داری بہ بینی سری  
سیاہی ز بخت من آورده چست

ذکر

## بیل کلستان نکتہ سرانی حکیم شافعی

نادرہ جہان و سرآمد زمان خود است، تکلف بر طرف کہ اشعار و ابیات امثال [و]  
اقران خود بر طاق نسیان نہادہ و ابواب معانی بر روی اہل دل کشادہ، در حکمت و  
خداقت نیز عدیل ندارد، واردات آن شاہ بیت مجموعہ سخن گسری قریب بہ یک لک  
بیت می رسد، از مثنوی ہای خوب و قصاید مرغوب کہ آن ہا را بر بیاض نبرده، ولیکن  
یک دیوان ترتیب دادہ کہ از وہند آورده اند، عدد ابیات آن قریب بہ پنج ہزار  
بیت باشند و اکثر شعر ہای ہزل آمیز او در ان مندرج است، واقع کہ در ہزائی  
سوزنی (۲۱۳ ب)، غاشیہ کشتی او نمی تواند کرد و این ضعیف دو رباعی از ہزلیات

(۲۱۳ ب)

در ترجمہ حکیم شافعی را از اول تا آخر انداختہ است، نامش نزد جمہور اصحاب مذکورہ شرف الدین حسن بن حکیم ملارا نام داشت  
اعلیٰ حکیم مولانا است

رجوع کنید بہ نہبت سپر گر صنفہ برای ذکر نسخہ

کلیات شافعی کہ مشتمل بود بر مثنویات (چہار تا)، و قصاید و غزلیات و رباعیات، در کتاب بنامہ بانگی پور نسخہ مثنویات شافعی  
و دو نسخہ دیوانش موجود است (نہبت ۲: ۵۷، بیعہ)، نسخہ کلیات کہ مرا پیش نظر بہت (تحریر ۱۰۳۱) زیاد  
از نہ ہزار بیت دارد، و مشتمل است بر قصاید و غزلیات و مطاہات بہ دن ترتیب تہجی، در اہم آرای تعداد ابیاتش را نذر کردہ



او بجهت تصدیق قول خود درین اوراق ثبت می نماید که یکی از آنها بجهت مولانا ذوقی گفته و دیگری از برای پسر رمالی بنظم درآورده است رباعی

ذوقی ریشت به پشم ماشی ماند | شمرت به نمد زبد ماشی ماند  
سینیت بسنگ سر تراشی ماند | عینک چو نهی به ... کاشی ماند

وله

به تحقیق پیوسته که آن عندلیب و لفریب انجمن سخنوری بسعادت زیارت امام رضا علیه التیمه و الثنا مستعد گردیده و از آنجا به بهری رفته با ملک الشعراء خراسان مرزا فصیحی صحبت داشته باز بوطن خود عود نموده است مولود او از شهر صفاهان است وجه معیشت او از تمر طبابت می گذرد دیگر از فرمان روای ایران دارای عراق و خراسان مروج ملت مصطفوی شاه عباس حسینی صفوی بهادر خان انعام و اکرام یافته است و لیکن بسعادت بندگی او مستعد نگردیده است ساقی نامه از آن نادره عصر بنظر این حقیر در نیامد مگر به ترکیب بندی که پاره مناسبست باین کتاب دارد و بنا بر ضرورت درین اوراق

پیرشان (۱۲۱۴) ثبت نمود امید که منظور نظر ارباب هنر گردد  
(بقیه حاشیه ص ۲۵۵) هفا این قدر گفته است که اشعارش بسیار است (حاشیه ص ۲۵۵) له از غایت غش این نامی را حذف کرده ام بقول اسکندر منشی ام و خدمت شاه موصوف قرب منزلتی داشت ولیکن از لوند شربی ملازمت رکاب اشرف کتر می نمود و از شاه ملک الشعراء ممتاز امیران لقب داشت و بقول داغستانی (هفت آسمان ص ۱۲) در مجلس شاه عباس صفوی رتبه منادمت یافته و بقول آزاد بادشاه عباس باغزونی قرب و منزلت امتیاز داشت (سر و آزاد ص ۸۴) و صاحب مخزن الغرائب او را حکیم باشی شاه مذکور گفته است له وفات حکیم شفاقی در ۱۰۸۰ هـ واقع شد (عالم آرای عباسی ص ۱۰۸) برای بعضی جزئیات احوال حکیم مذکور رجوع کنید به مواضع که حواشی تذکره اش مذکور است و نیز هفت تلمیم منتخب الاشعار و مجمع الفصحاء



## ترکیب بند حکیم شقای

ساقی بده آن روغن چشم بلسان را  
آن شیره الماس که نامش نتوان برد  
آن اخگر افسرده که تصحیح نکرد است  
آن روح مجرّد که بدرودش نرسید  
آن کاسه نگویند که باز بچویش  
آن مایه مردی که از رویه اسماک  
آن آفت ناموس که در ساغر اول  
فرمان ده ارواح که بی حکم روانش  
چون وعده بایام خزان داد شرابم

تا دست و دلی چرب کنم شعله جان را  
صد بار بشوی اگر از شعله دمان را  
چون آتش رخسار بتان لفظ دغان را  
که صاف کنی پرتو رای دبران را  
چون خانه افلاس کند کیسه کان را  
از لخت جگر طعمه دهد شیر زبان را  
شدائی بازار کند راز نهان را  
در طاب بدن حکم روانیت روان را  
هان ای نفس سر دفروریز خزان را

دو زخ که بود زنده ز داغ نهوس ما

شب ها بکنند خواب بزم نفس ما

امشب همه شب در برم آن رشک قمر بود  
بی رشک کس طوطی بجز آن نفس ما  
در خانه من بود بهشتی که نگاهم  
(۲۱۴ ب) چون گرسنه چشمی که بخوانش بخوانند  
با این همه صفرای تنبانه شکستم  
پیمانه لبالب شدش از گریه بشادی  
از زمره بوسه و می هیچ نیاید

تا صبح سر ناله ببالین اثر بود  
پاداش و قالب لب رشک شکر بود  
در لاله و گل رفته فرو تا بکمر بود  
در غارت نظاره دلم آسمه سر بود  
شو قمنه باندازه یارای نظر بود  
آن دیده که تافتج شده خون جگر بود  
آن گوش که دل کننده ز آواز خبر بود

له روایت این شعر در ک مصطب است و کاتب او را به نقاشی درج کرده است



پنداشتی دکن، اختر من سعد شناس است | ایانامزد از چرخ مرا بخت دگر بود

در کام گرفتن جگری یافته بودم

از بخت همانا نظری یافته بودم

عشق است که چون لطف خدا رحمت عالم است	بیگانه خرامست ولی با همه رامست
عشق است که اقلیم دل و دیده گرم است	زان تیغ که خوش خفته در آغوش نیام است
عشق است که هر کام شهیدی ست بجا کشت	زان جمله کی آرزوی شاهد کام است
عشق است که از آتش آن هر که نشد گرم	گر خود همه داغ دل در دست که خام است
بوی بر این جی اگر ت رطل گر آن نیست	خود آنکه در وعوطه نخورد دست کدام است

این باده ترا در رک و جانست و تو غافل

مغر تو ازین نشا گرانست (و) تو غافل

دادیم گریبان ارادت به هوای	مشت خس و خاشاک به در چنگ ضیائی
(۱۲۱۵) من گیتیم اندر سر بازار محبت	در ویژه دیدار کسی عشوه گدائی
سرمایه اسلام گران کرده ام امروز	ایمان بنگاهی دهم و دل بادائی
ته مانده دکان کسادی که دل ماست	نوبر نکند گرمی بازار روانی
دیریت که بر دل در چاکلی نکشودیم	بفرست خدایا گره از بخت کشائی
چندان هنری نیست گذشتن دو عالم	یک جنبش ابرو ز تو در امن سرائی
رو بر آسودیم پیش نیاید	تا عشق تو در کار دلم کرد دعائی
آن سینه که منزله صد قافله در دست	شادی که باده بودش میل دوائی
بر لاله ما آب فشانند بتر حسم	از دوزخ اگر سبز بود خشک گیائی
آن نخل که در آب خضر پای نگیرد	جز بر سر آتش نکند نشو و نمائی

له بیاض در اصل ،



آن به که ترا پیش تو آرم که ندارم  
بہتر ز تو در دعوی عشق تو گوائی

در دیم ولی ناله ش بکیر نداریم

آہیم ولی قوتِ تائیس نداریم

گردست سی شد بگر بیان جہانم  
پیراہن او تا سر دامن بدرانم

گر گوشه چپشی بسوم بخت فکندی  
ایرام ملاقات نکردی حسد تانم

گر مرد نبرد منی ای چرخ برون آئی  
کز غیرت تو هر سر مو گشته سنانم

(۲۱۵ ب) اگر حرم ہنر یابہ این کج روشی ہاست  
سو گند بجان تو کہ از بی ہنر انام

از لاف ہنر تو بہ و لاجول ز دانش  
از انسان کہ دلت خواہد من بعد چنانم

بی تابی صیت ہنرم گر لب آورد  
اور سینہ افلاک ہمان راز نہانم

ہر جا کہ کلی عشق پسندست ہزارم  
ہر جا کہ ہی دست بہ بغت کتانم

من محفل بزم غم عشرتم اینست

خاطر بغش ساخته ہم محبتتم اینست

ذکر

## بلبل انجمن نکتہ پروازی آفتاب پور رازی

آن بلبل گلزار معانی و آن عندلیب انجمن نکتہ دانی در فن سخنوری نادرہ جہان و منتخب  
زمان خود است، لفظ سخنان شیرین و معنی نکتہ ہای رنگین آن سخن آفرین ہمہ نازک و  
نازنین واقع شدہ، درین جزو زمان ہیچ کس بنزاکت او حرف نمی تواند زد، نازک گفتن

لہذا صحبت لہ نامش بقول نقی کاشی (سپہ گروہ ۲۲) شرف الدین شاہ پور بقول داغستانی (ریختہ) و مبتدا "ارجاسپ" بود،



را بچته کرده و بر طاق بلند نهاده است، با این کمال خلق و بی تعینتی را جمع کرده است<sup>۱</sup>،  
مولد آن یگانه زمان از طهران است،<sup>۲</sup> ابّا عن جد اکابر و اهالی شهر مذکور بوده اند<sup>۳</sup>،  
در اول جوانی در مقام انتظام نظم شده، تخلص خود فریتی قرار داده است، از ابتدای  
انتها هر شعری که از ایشان وارد شده همه بچته و بمسره بوده است<sup>۴</sup>،

(۲۱۶)

در ایام شباب از وطن خروج نموده (۱۲۱۶) بدرالامان هندوستان که مرتبی  
هنرمندان و نشو و نما دهنده خردمندان است آمده غالب مصاحب میرزا جعفر آصف  
خان گردیده و با ایشان مدتها در هند و کشمیر بسر برده است، اشعار خوب و ابیات

۱- امین رازی می گوید که شاپور صاحب طبع و قادر و ذهن نقاد و فصیح بی بدل و با این نسبت متصف با خلق حمیده  
و فہرست آثار محمود بود، آزادی گوید که قصیده را نسبت دیگر اقسام شعر خوب ترمی گوید و داد رقت و نزاکت  
می دهد (سرو آزاد ص ۵۸) ۲- نام پدرش نزد جمله تذکره نویسان "خواجہ خواجگی" است، و خواجگی "برادر حقیقی میرزا  
محمد شریف ہجرتی پدر اعتماد الدولہ جہانگیری (دالہ نور جہان بیگم، است) (سرو آزاد ص ۵۸) ۳- ظاہر نصیر آبادی (ریو ص ۲۳۸)  
می گوید کہ شاپور خواہر زادہ امیدی و قبول صاحب آتشکد (ص ۲۳۸) و مجمع الفصحا (۲۳: ۲) از اولاد امیدی است

و با امین رازی ہم قرابت قریبہ داشت (ریو) ۴- کہ از در منتخب الاشعار و ریاض الشرا و مجمع النفائس و فہرست بانکی پور:  
ص ۴) و سپر نگر (ص ۵۶ و ص ۴۲)، اما تقی کاشی "قریبی" بجای "قریبی" دارد (سپر نگر ص ۴۲) و تقی اوحدی "قریبی"  
فہرست بانکی پور) ۵- تقی کاشی (سپر نگر ص ۴۲) می گوید کہ در ۹۹۶ دیوان فغانی را تتبع می کرد و بقول تقی اوحدی کہ با  
او در اوایل عہد شاہ عباس (۹۹۶ - ۱۰۳۸) در قزوین ملاقی شدہ عہدش دران ایام بہ بیت و چند ماہ رسیدہ بود  
ظاہر این ملاقات در ۹۹۶ روی دلاور اکمل بقول ریو در ہمین سال بہ ہند رفت (سپینٹ ص ۴۲)، ظاہر نصیر آبادی (سپر نگر  
ص ۹) برین اطلاع افزودہ است کہ ورودش در ہند بہ تقریب تجارت بود، معلوم می شود کہ در سلسلہ از لائہیہ عراقی  
رفت (فہرست بانکی پور) و در سلسلہ باز بہ ہند رجوع کرد (سپینٹ) و اینکہ صاحب میخانہ گفتہ کہ در سلسلہ روانہ  
ایران شد غالباً بروانگی او کثرۃ ثانیہ تعلق دارد، از آتشکد (ص ۴۲) ہم پیدا است کہ شاپور دو بار بہ ہند رفت و  
بعد از مراجعت بطن مرد، و قول ہدایت (مجمع الفصحا ۲۳: ۲) کہ او در ہند فوت شد غالباً شایستہ اعتمادیت



مرغوب در دار العیش کشمیر گفته، از آن جمله پارهٔ مثنویت که در برابر خسرو شیرین بنظم در آورده، بغایت رنگین و متین است، به تحقیق پیوسته که میرزا جعفر آصف خان بآن زبدهٔ المتأخرین خوب سلوک می کرده و یارانه پیش می آمده، گویند که روزی خان مذکور شال طوسی به آقا شاپور می بخشید، ظاهر آنکه آن شال پاره در تخت مانده و کرم زده بوده است، میرزا جعفر آصف خان ازین مقدمه غافل مکرر تعریف آن شال می نموده است، از شوخی طبعی که از باب نظم را باشد آقا این رباعی در باب آن شال طوس نظم کرده برومی خواند رباعی

این کهنه بسیج عنکبوتی طوس است | یا عبرتی از جهان پُر افسوس است  
پودش همه پیشم سگ اصحاب الکبف | تارش همه تار ریش دقیاوس است

میرزا جعفر آصف خان از کمال محبتی که بآن عزیز داشت این را می گذراند و بر روی او نمی آورد.

در سهٔ پنجم و عشرين و الف مسود این اوراق پریشان را در لاهور سعادت

ملازمت آن تادیه عصر میسر (۲۱۶ ب) گردید، در آن ایام فرمود که مدتی شد که ماکتلف قتی

(۲۱۶ ب)

(بقیه حاشیه ۲۸) ۵۵ میرزا جعفر آصف خان به غایت رسید و در سلسله وفات یافت (آریو) ۵۶ نسخه های دیوان شاپور در موزه برطانیه و کتابخانه بادی یافت می شود مشتمل بر قصائد و غزلیات و ترجیعات و مثنویات و رباعیات و در فهرست پیرچند نسخ مذکور است که بعضی ازین اصناف مانده دارد، در کتابخانه باکی پور نسخه ایست ناقص الآخر که فقط غزلیات را دارد، ظاهر نصر آبادی دیوانش را دیده و تعداد ابیاتش را چهار هزار نوشته، صاحب سر آزاد هم گفته است که کلیات شاپور بنظرش در آمد، که بعضی ابیات را ازین مثنوی در هفت اقلیم (و مخزن الغرایب) آورده است، ظاهر این مثنوی صورت تکمیل نیافته (فهرست باکی پور ص ۴۲)، در نسخه کتابخانه بادی هم ظاهر همان داستان ازین مثنوی منقول است که در هفت اقلیم، حاشیه صفحه ۵۱۱ حسن ظن است از مولف مراک به عالم آرای

ص ۱۳۱ س ۲۲



را بر طرف کرده ایم و شاپور که نام ماست تخلص خود قرار داده همدران سال در حضور این  
 کترین روانه ایران شد؛ در سنه سبع و عشرين و الف از عراق خبردار الامان هندوستان  
 رسید که آن عندلیب گلزار معانی از طهران بزیارت مکه معظمه رفته، بعد از دریافت کعبه  
 مقصود بشهر مذکور معاودت نمود، الحال در وطن خود متوطن است؛

بر رای معنی آرای ارباب هنر پوشیده نماند که آن مطلع دیوان سخندانى تا غایت  
 ملاقات این ضعیف ساقی نامه نگفته بود، چون یکی از مشاهیر فصیحای این عصر است یک  
 سر قصیده از ایشان که پاره مناسبست باین مجبوعه داشت بنابر ضرورت ثبت نمود،

## قصیده این است

<p>در آمد از در من نیم شب خیال مثال          چو سایه دود دل عاشقان از دنبال          به باله رفته چومه ساق پایش از خلخال          نهاده مجر جنش بروی آتش خال          چو در کناره کوشریکی شکسته سفال          طبایخچه ها به رخ شعله می زرد از پروبال          میان سینه و لب روح قدش استقبال          چه گفت به گفت که ای یار نابالمان حال!</p>	<p>بتی که داشت نگاهش مرا از حیرت لال          چو شمع شعله شوق منش روان از پیش          ضیا گرفته چو خورشید دستش از یاره          نهفته سنبل زلفش درون دود آتش          عیان ز گنج دهنش دل شکسته بمن          ز غیرت رخ او لحظه لحظه پروانه          (۱۲۱۴) کشود لب بجدی که هر زمان می کرد          چه گفت به گفت که ای عاشق پریشان روزا</p>
---	---

(۱۲۱۴)

این ظاهر بعضی جاها شافور، هم تخلص کرده است (فهرست بکی پور) ۲ در سنه شاپور را با تاظم تبریزی در اصفهان اتفاق افتاد  
 شد (فهرست بکی پور بحواله صف ابراهیم) ۳ در تاریخ فوتش احوال مختلفه منقول است، سراج (سپرگر منشا) می گوید  
 که وفاتش در سنه واقع شد، و بقول ریو (سپلینت) در حدود سنه و بقول ایستخ (فهرست بادی عمود ۶۰۰)  
 قریب از وفات آصف خان (یعنی در سنه ۱۰۰۰)



فراق دوست چو حسرت سیاه دل چون بجز  
 چه طالع است که خورشید طالعت هرگز  
 بران سرم که همین لحظه رنم گردن را  
 بجوش خرمی اول باده رو آریم  
 بلب ز حلق صراحی کشیم پنبه برون  
 می ز شیشه برون ریخت که مشاهده اش  
 می که شمع چو پروانه هادر آتش او  
 می که توبه ز نورش چو سایه بگریزد  
 رنم چو باده فروشش بر آرد و گویی  
 می چنانکه در آینه عکس اگر فکند  
 می که از سر حدت چو قطره افشاند  
 بحر عرق قدحش گر فلک رساند لب  
 می چنانکه خیالش چو بگذرد در دل  
 (۲۱۴ ب) کشیده پرده عصمت روی و تمایذ  
 می چنانکه ز شرم رخسار برون آید  
 می سهیل شعاعی که دارد آن تاثیر  
 از ان شراب که گرامیش کشد در چشم  
 چنانکه شیوه ساقیت ساغری در داد  
 به لاله گفتمش ای نازنین بعزت عشق  
 بعشوه گفت که بگذارد ز بهر اکابن می

(۲۱۴ ب)

کناره جوی چو غم ناشکسته همچو ملال  
 در آسمان نغمه سیر جز بسمت زوال  
 بشام هجرت پوشم لباس روز وصال  
 به می ز صفحه خط بر برم گرد ملال  
 چنانکه شیر ز پستان برون کشد اطفال  
 چو ماه چارده پر نور گشته جام ملال  
 بیک در ز سر خویشش نکند جدال  
 اگر بیای نهندش سلاسل و اغلال  
 ز چاه ماه مقنع نموده است جمال  
 چو سنگ شیشه که از در گزیش تمثال  
 شود پیاله مشک بصورت غرابان  
 بر آید از لب گردون سهیل چون تنجال  
 شوند مست به بولین مخدرات خیال  
 ز فرط شوق به نامحرمان فکر جمال  
 چو قطره عرقی لعل از سام جبال  
 که سرخ رو شود از وی محیفه اعمال  
 بروز روشن بیند بر آسمان اشکال  
 چو جام لاله ز صافی باده \* مالا مال  
 که توبه کارم ازین آنکاب این افعال  
 بود چو خون دل دشمنان شاه جلال

له دیوان شاپور (نسخه کتابخانه رامپور) کشیده دیوان بکند سه که: صافی ز باده، تعیج قیاسی است،



## ذکر

## سرغزل دیوان نکتہ دانی طالب مازندرانی

آن نادره عصر فرید زمان و وحید دوران خود است، آن قدر اہلیت و استعداد کہ باوست  
 با دیگر شعرای این ایام نیست، مولد آن سرغزل دیوان نکتہ دانی از آمل مازندران است  
 در وطن خود بطن رشد و تمیز رسیده و در مقام انتظام نظم شده تا سر رشته آن بہت  
 آورده است، در اول جوانی و نو بہار زندگانی از مسکن خروج نموده بہار المؤمنین  
 کاشان آمدہ در اینجا متوطن شد و تاہل آہستہ یار کرد ابتدا ی نشو و نمای او در شہر مذکور  
 واقع شد و از ان بلکہ بہ تقریبی کہ تحریر آن مناسبتی بہ سیاق این اوراق پریشان  
 ندارد (۱۲۱۸) بدر آمد، بعد از اندک ترددی بشہر مرو رفت و چندی در خدمت  
 ملکش خان کہ از جانب جہاہ انجم سپاہ شاہ عباس حسینی صفوی حاکم آن دیار بود  
 بسر برد، و قصاید غرا در مدح محمد و روح خود منظوم ساخت، بعد از انقضاء آب  
 خورد ہموای سیر دارالامان ہندوستان کہ نشو و نما دہندہ ہنرمندان است در  
 سیر او جلوہ گر شد و سودای این سرزمین کہ خانہ عافیت خردمندان است او را  
 بر سفر آورد، طالب مثنوی در بحر خسر و شیرین بنام ملکش خان تمام گردانید و  
 در ان نظم این مضمون با دارسانید کہ ارادہ دیدن وطن کردہ ام امید وارم کہ خان عالی  
 شان مداح خود را دوست کام رخصت فرماید تا چند روزی برادران و یاران خود را  
 دیدہ باز بلا زمت معاودت نمایند، آن خان عالی شان این بلبل ہزار داستان را آدمیانہ

ملکہ در فرست باگی پوز نام بہ تنہا طالب علی آورده است، آقا انتقام ملکہ ظاہرا در ویش بہ کاشان بنا بر قرابتی بود کہ حکیم  
 نظام الدین علی کاشانی والد حکیم رکن الدین مسعود (حکیم رکن) کاشانی داشت حکیم علی مذکور شو بہر حال طالب بود (رجوع کنید)

بر رتبہ صحت (ملکہ ترا ملکس، آقا خان صحت صبح نامش بکتش خان است کہ او از اوراق دالمو و استاجلو و از دستہ تاسا ملکہ  
 حاکم مرو شاہ پیچان بود، مدس احر باجل طبعی بہرود عالم آرای ملکہ بیعد) و او پسری داشت کہ نامش در عالم آرای (ص ۱۸۵) ملکہ سلطان



بجانب مازندران بهشت نشان روانه گردانید، طالب گشت دارالامان [و] سیر این  
ملک را بر حُب وطن رجحان داده راه هند در پیش گرفت، این چند بیت از ان مثنوی  
است که در مدح ملکش خان گفته و از و رخصت طلبیده است مثنوی

بگلشن خان خلوت شب دوش	که با غم خفته بودم در یک آغوش
یکی خواب عجم روی بنمود	که سبزش حیرت اندر حیرت افزود
(۲۱۸ ب) چنان دیدم که چشم غرق خون بود	سر پای سپیدم ز نگارگون بود
بزمین تقریب ناگه جستم از خواب	تو گوئی ز در قضا بر دیده ام آب
یقینم شد که پایم در رکاب است	سفر تعبیر این آشفته خوب است
فلک در خاطرش می گرد این عزم	که چندی سازدم محروم ازین بزم
کد این بزم بزم عیشش خانی	که بادش سخت دایم در جوانی
فلک رو بد بزمگان خاک راهش	کند در سرمه دان گرد سپاهش
تن اندر جوشن سیاب سیمای	سر اندر مغفر خورشید اندای*
آناه عنبر افشان بر سر خود	چنان که فرق مجسم کاکل عود
چهار آئینه بر تن داده ترتیب	همه خورشید پیکر آه ترکیب
کس فتح از هر طرف چون آیدش پیش	دران آئینه مینه صورت خویش
فلک قدر ابقایت جاودان باد	همیشه شاید بخت جوان باد

(۲۱۸ ب)

۱۵ تا: ترجیع ۱۵ معلوم است که خاله زاده اش حکیم رکن در عهد اکبری وارد هند شده بود و تا عهد شاه جهان  
جامعیم بود که مرثیه را این هم از حرکات ورود طالب به هند بوده باشد ۱۵ در ۱۵ مثل متن البتیر قاط  
۱۶ از مراجعت به نسخه خطی دیوان طالب آملی که در کتاب خان را میبورا است (غره ۲۵۲) معلوم می شد  
که مولف میخانه این مثنوی را بحدت کثیر درج کرده است ۱۵ دیوان: بخت (بخت) خانه گلشن الهم  
۱۷ ک: سرع، قیج از روی دیوان و ۱۸ دیوان: دران آشوب ناگه ۱۵ دیوان: خواهم  
۱۹ دیوان: ز مرگان ۱۵ این بیت را در دیوان ندارد ۱۵ تا: دود



یکی بر حرف طالب گوش بکشای  
از گوهر گوش را آغوش بکشای  
اگر لطف تو اش دستور بخشد  
چو خور کو ذره را نور بخشد  
عنان سوی وطن تابیده چندی  
کند خویش آن خود را ریشخندی  
دور زری با غم آشنایان سر آرد\*  
دگر رخ را بسوی\* این در آرد

(۱۲۱۹)

(۱۲۱۹) اما چون طالب از ملکش خان جدا گردید اول بار بقندهار آمد، در آن ایام  
میرزا غازي ترخان از جانب خدیو جهانگیر کشور کاشا شاه نورالدین جهانگیر بادشاه  
حاکم قندهار بود او را در خدمت خود نگاه داشت و در رعایت خاطر او کوشید چون  
زیده دودمان ترخانان در قندهار از دست ساقی اجل ساغر مرگ گرفت آن لیلستان  
سرادر همان سال که سنه عشرين و الف بود بدار الخلافه آگره آمد، این ضعیف را  
مرتبه اول در هندی در آن ایام با او ملاقات واقع شد، جوانی دید بانواع هنر آراسته،  
عزیزی ملاحظه نمود باصناف سخنوری پیراسته، در فن شعر از امثال و اقران ممتاز،  
و در علم سلوک و مردمی بی انباز، چنان زود آشنا و خلیق که درین فن نیز عیال شد  
و در سخن فہمی و انصاف بمرتبه مقید که دقیقه فرو گذاشت در ادراک نمودن ابیات  
صغیر و کبیر نمی نمود، در مثنوی خویش دوسه بیت در درست آشنائی خود بیان  
فرموده حقا که حالی اوست و در آن تکلفی نه کرده است، آن ابیات این است،

مثنوی

کتاب طلی کرده ام در دوستداری | یکی علامه ام در علم یاری

له دیوان: به گوهر طله دیوان: ایشان بر کرد طله دیوان: سوی طوطی طله در بر بعدش افزوده: [و] این رباعی را به هنگام  
خروج نمودن از مرو شاه جهان [و] عازم هند شدن گفته است دُباعی طالب گل این چمن بهستان بگذار بگذارد که شوی پشیمان بگذارد  
هند و نبر و تحفه کسی جانب هند بخت سپه خویش بایران بگذارد ۵۵ آذر جوع کنیده به سرو آزار و صلا که ذکر قصیده می کند که طالب  
در مدح مرزا غازي نوشته و همان قصیده رفتن خود از هند پیش میرزا محفل بیان می نماید، همین معنی و در حزنه (مثنوی) گفته است  
که طالب در آغاز زمانه شباب اردو هند شده (نیز ببینید باثر لامرا ۳۲: ۳۴) ۵۵ مبتدای گوید که طالب خطوط را خوب می نوشت و  
اکثر اشعارش در کمال تازگی و روانی واقع شده ۵۵ در سہ نیز "را نذر او ۵۵ اقتباس از همان مثنوی که در مدح بکتش خان است،



سزد آنان که علم مهر خوانند | درین فتم و حید الدهر دانند  
 نباشد بیوفائی در بساطم | و فایک کل بود از اختلاطم  
 (۲۱۹ ب) القصه چون میان این کسین و آن نبدۃ المتأخرین صحبت منعقد شد  
 این دو رباعی را که در آن ایام تازه گفته بود برین ضعیف خواند رباعی  
 بر من گل خون شگفت از شبنم صبح | داغ دگرم تازه شد از مرهم صبح  
 تا صبح دمید غوطه در خون خوردم | گویادم تیغ بود بر من دم صبح

ولما

شوریت نهاده روچیه در شهر و چیه ده | بر قوس قزح زمانه می بندد زره\*  
 دآرد بسر ایام کی فتنه که باز | ابروی کمان می جهد و چشم زره\*  
 تکلف بر طرّف که این دو رباعی را بی نهایت خوب گفته است و ازین بابت ابیات  
 خوب بسیار دارد

اما چون چند روزی در آن ایام در آگره ماند خواجہ قاسم دیانت خان دو کلمه سفارش  
 در باب او بنجان عالی شان تہمتن معرکہ روز جنگ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ نوشت  
 و آن عمریز را بخدمت آن خان بلند ہمت فرستاد چون طالب بمطلب رسید  
 خان فیروز جنگ آن قدر مرّت و مردمی بدو نمود و آن بایہ احسان و انسانیت باو فرمود  
 کہ درین جزو زمان از کم کسی آید

بعد از مدتی بہ تقریبی کہ سبب آن برین ضعیف ظاہر نیست مفارقت از خدمت آن  
 خان عالی شان اختیار نموده بدار الخلافہ آگرہ آمد و در مقر سلطنت جہانگیری بشرف  
 خدمت مسند (۱۲۲۰) آرای سریر و کالت و زینت دہندہ کرسی وزارت وزیر اعظم  
 دارالامان مدار المہاجنی فرمان روای ہندوستان اعتماد الدولۃ العلیہ العالیہ کہ درین

۱۵ دیوان : عصر : دہر : دیوان : دانند بجای خوانند و برعکس ۱۶ آنگندہ (مفت) : قشادہ دہبادہ : اسر ۱۷ در دیوان  
 مصرعہ ثانی این طور است : بگردن بجان فتنی می بندد زره : در آنگندہ مثل حق ۱۸ آنگندہ : دارم : زره (مستحق)  
 ۱۹ ظاہر این دیانت خان قاسم بیگلر است کہ ترجمان در اواخر الامراج ۲۰ موجود است اما آزاد در خواندہ (مفت) : اورا دیانت خان

محمد حسن دشت یارانی قرار دادہ است کہ بکمال ہمت و کوشش در احوال و امور خانہ و دیوانہ و امور  
 بعد خوردہ مفرجی کہ حواس او را معطل ساختہ در محزون الخرابی می گوید کہ جنگ زہرہ بود ۱۵ خواجہ عبداللہ از اولاد خواجہ عبداللہ ناصر الدین ۴

(۲۱۹ ب)

۱۶ حجاز بود (در حجاز برای تہجد ایشان بہ اوقات اراج و صلاۃ) و در مکتبہ صوبہ دہلی کتب و ابیات گنجینہ

(۱۲۲۰)



ایام خجته فرجام رای عالم آرایش شمع شبتان مملکت شاهنشاهی و فکر صواب  
اندیشش کلید عقد کشای جهانگیر بادشاهی است مشرف شد آن مبارک وزیر  
همایون شیر طالب آملی را در خدمت خود نگاه داشت و در سدد تربیت او شد  
تا نشو و نمایافت بعد از اندک ایامی خود باعث از دیار رشد طالب گردید و او را داخل  
بساط بوسان محفل عظمت و شوکت بادشاه جهان پناه آسمان جاه سلیمان دستگاه  
شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه گردانید آن منتخب نکته بینان در اندک زمانی جوهر  
خویش بر فرمان روای دارالامان هندوستان و شهریار جهان بخش جهان ستان ظاهر  
ساخت تا در سنه ثمان عشرین و الف این شهنشاه گردون اساس و این بادشاه جوهر  
شناس طالب را از امثال و اقران برگزیده بختاب ملک الشعرائی مفتخر و سرافراز گردانید  
الحال بدولت این خسرو غریب دوست مسکین نواز و این خورشید ذره پرور از همه  
چیز بی نیاز سرآمد سخنوران و برگزیده (۲۲۰ ب) نکته پروران است  
الهی بطبع مشاطگان سخن و دیباچه آریان صفه کهن که تازه بان سخن در کام  
جنبان و بنان قلم در کف نقشبندان است همواره گلشن اقبال این شهریار نامدار  
را از صرصر حوادث در حفظ و امان خویشتن داری و همیشه ذات ملکی صفات این  
جهانگیر جهان دار را از جمیع آفات مصون داشته بر سریر سلطنت متمکن داری  
لمؤلفه

خداوند ابل بطبع اهل دانش	بنور دیده اصحاب بینش
آن عشقی که دادی عاشقان را	بعرفانی که دادی عارفان را
که شد را چون سخن پاینده داری	چون نام نیک دایم زنده داری

در ۱۰۲۸ هـ که سال چهارم جلوس جهانگیری بود (توزک جهانگیری - ترجمه راجرز دیویج ۱۱۴۲) در آندارد  
طالب در صحن شب در مشقه یا بعضی دیگر در مشقه فوت شد خوشترش یعنی این ابی طالب باد (تاریخ شد بقول ربیع ۹۶۱۲)  
کارش در آخر ایام حیات او به جنون انجامید صاحب سر و آزاد (مست) می گوید که سنی الناصبه طالب عهد شاه جهان مدار المہام

محل بادشاهی بود و بهین موضع رجوع کنید برای احوال اولاد طایفه و در آتش بقول طاهر دست نگرند و مشکل بود بر قریب  
چهارده هزار بیت برای تفصیل شرح دیوان طالب رجوع کنید به فهرست خطوط باقی پور ۸۰۳ هـ ازین دیوان در کتابخانه رام

این کتاب در کتابخانه رام  
تاریخ شد بقول ربیع ۹۶۱۲  
در ۱۰۲۸ هـ که سال چهارم جلوس جهانگیری بود (توزک جهانگیری - ترجمه راجرز دیویج ۱۱۴۲) در آندارد  
طالب در صحن شب در مشقه یا بعضی دیگر در مشقه فوت شد خوشترش یعنی این ابی طالب باد (تاریخ شد بقول ربیع ۹۶۱۲)  
کارش در آخر ایام حیات او به جنون انجامید صاحب سر و آزاد (مست) می گوید که سنی الناصبه طالب عهد شاه جهان مدار المہام











ایزد بیچون و الطاف بی نهایت کن فیکون خدیو کامگار کشور داد گسری خسرو نامدار  
 جهان دانش پروری، فروزنده چراغ خانی، فرازنده چتر کیانی، الخاقان ابن الخاقان  
 کمال الدین عبد الله خان فرمان روای با استقلال توران شد و خراسان به تصرف آن  
 شهریار نامدار درآمد مولانا ابوالکلام را و اعطای سرات ساخت آن منتخب اهل دانش  
 حسب الحکم خان بن خان، فرمان روای توران با کوچ و بنه به راه درآمد، در آن ایام  
 فصیحی ده ساله بود که پدرش بشهر مذکور درآمد، در آن بلده دلیزیر بغایت زود نشو و نما  
 نمود و بمرتبه شهره آفاق شد که مردم اهل آن نزدیک و دور در سنین و شهرور بدیدن او  
 می آیند و ازو شعر بالتاس می گیرند، و حکام خراسان یکی در اعزاز و احترام اومی کوشند  
 و خاطر جوی آن سرآمد مستعدان می نمایند و دقیقه در مراعات خاطر او فرو گذاشت نمی  
 نمایند،

بر اهل دل پوشیده نماند که چون ملک خراسان تسخیر شاه (۱۲۲۴) عالمیان پناه  
 فریدون فر، خسرو جمشید جابه سکندر ظفر، طراز کوس فرمان روائی، نگین خاتم کشور کشائی  
 شمع دودمان نبوی، شاه عباس حسینی صفوی گردید فصیحی در آن ایام بسعادت ملازمت  
 آن خسرو ستاره سپاه مستعد گردید و در رکاب آن بادشاه مریخ صولت بدار الموحیدین  
 قزوین آمد و بعد از اندک استقراری از شاه مرخص شده بهرات معاودت نمود،  
 بترنمیر منیر و خاطر خطیر هنرمندان مخفی نماند که آن انصع الفصحا بغایت صاحب مشرب  
 واقع شده و با هر طایفه آمیزشی دارد، اکثر اوقاتش بصحبت مردم خوب و مجالست  
 یاران مرغوب صرف می شود و همیشه بعشق و عاشقی می گذرانند و یک آن خالی از محبت  
 نمی باشد، اکثر سخنان او شور انگیز و اغلب منظوم است و لایزال مضمون بکراین  
 رباعی عروسی از عروسان پرده نشین شبتان خیال آن انصع التکلمین است که در

له آ: ابن خاقان، ته: الخاقان، طه آ: خاقان، ته: خان، ۵۳ این عبارت را بر حاشی  
 و غیر کاتب اصل بوقت تصحیح افزوده است



صفتِ حُسن و جمال و دستاوی و در وصفِ خط و خال نوجوانی که گرفتار او بوده بر  
روزی کار آورده است، رُباعی

ای روی ترا ترجمه در دین مصحف | از خال و خط یافته ترین مصحف  
یک نقطه سهو در همه روی تو نیست | آگویی با خط مصنف است این مصحف

این دوبیت نیز از اشعار مشهور آن سرغزل دیوان نکته دانی است رُباعی  
فردوس ساز کلبه پر دود آتشم | بارشی اگر زیان خودم سود آتشم  
خار ترم که تازه ز باغم دروده اند | محروم بوستانم و مردود آتشم\*

(۲۲۲ ب) بر رای انور و ضمیر ضیا گستر از باب هنر پوشیده نماند که در سینه  
اشنی عشرین و الف فصیحی از برای سیردارالامان هندوستان با مطلوب خود از  
بهرات فرار نموده روانه قندهار شد، حسین خان شالمو از جانب حجه انجم سپاه  
شاه عباس حسینی صفوی بیکریگی خراسان بود ازین مقدمه مخیر گردید از زمین  
و یار سواران تعیین کرد و بطلب آن افصح الفصح فرستاد تا او را بدست  
آورده عود نمایند، آن جماعه فصیحی را نیافتند ولیکن جمعی از ترکان که باعث  
این شده بودند که آن عزیز را بهند برند و ایشان بهمه او بهدارالامان روند  
همان طایفه او را دستگیر کرده به راه پیش خان مذکور آوردند حسین خان  
بر سر شدت آمد و آن نادره زمان را در میان امثال و اقران بی عزت  
گردانید، زبان روزگار مناسب حال آن سخنور خورشید اشتهار بدین  
مقال مقرر نم گردید بیت

هنر پیشه بیند بختی الم | خورد شاخ پرمیوه سنگ ستم  
گویند که خان شالمو فرمود تا اول ریشش آن محبت کیشش را تراشیدند و بعد از آن

۱۵ قسمت باکی پور ۳: ۴۲، ۵۴ تا ۵۵ بیت ۵۵ در آن این سه مهر را ندارد - بیت ثانی در  
آتشکده (مشتاق و مخزن الغرایب مثل من) در سر و آزاد بریده بجای دروده، ۵۵ بقول سپهر نگر (ضرب الجواله)

فصیحی مکرر عازم میند شده، اما بموطنان او مانع آمدند و نیز رجوع کنید به مرآت آفتاب نما و سر و آزاد ص ۵۵ (با چار  
مذکوره دیوان خود را)



او را محبوس گردانیدند فصیحی این رباعی را بحیث آن قصیدیه برشته نظم درآورده  
است رباعی

بایار بیهوش آماده شدم | برگشتم وزین تعلق آزاده شدم  
(۱۲۲۵) نرفته بهند و ازگون شد کام | آن ماه مخطط شد و من ساده شدم

(۱۲۲۵)

بعد از اندک ایامی حسین خان ازین ادای ناخوش خود نادوم و پشیمان شد و آن نکته  
سجنان را از قید بر آورد و در تلافی بی اعتدالی خود کوشید

و بتحقیق پیوسته که در سنه سبع و عشرين و الف خسرو فریدون فرجشید جابه  
شهر یاربند اقبال جهان پناه شمع دو دمان نبوی، شاه عباس حسینی صفوی فصیحی را  
دیگر باره منظور نظر کیا اثر خود نموده بغایت خسروانه و اعطاف بادشاهانه سرافراز  
فرموده است، الحال در عراق و خراسان فصیحی را نادره زمان و فرید دوران  
می دانند، دیوانی از ان عزیز در دارالامان هندوستان بنظر این محقق در آمد

عدد ابیات آن از قصیده و غزل و غیره یکی چهار هزار و پانصد بیت بود و  
ساقی نامه در بحر مثنوی در ان اشعار نبود و بر بانی می خانه ظاهر نشد که آن عزیز  
ساقی نامه ترتیب داده یا در فکر آن نیفتاده است چون مشاائر الیه یکی از سرآمد متعلمان  
خراسان است بنابر ضرورت بی واسطه ساقی نامه ششم از احوال او مرقوم قلم شکسته رقم  
گردانیده ترکیب بندی که بروش ساقی نامه گفته از اشعار دلپذیرش بعضی ساقی نامه  
بر بیاض برد امید که منظور نظر اهل هنر گردد

له آراء و کتبه به عالم آرای (مف) که در ذیل حوادث مکتبه نوشته است که شاه عباس باشای قیامش در دارالسلطنت هرات به  
محبت نصیبی سرور گشته او را تکلیف داشت فرمود و او آهنگ عراق ساز داد و اکنون از هم صمیمان بزم مقصود است و همین است  
حاصل قول تقی اومدی که در سر و آواز (مف) منقول است معلوم است که جن خان قلمو مدینه  
و نصیبی با او محبت داشت گوشتا بتوسا او مورد الطاف شاه شده بود

له بقول ستر (سپر نگر) نصیبی در مکتبه دقات یافت اما صاحب فہرست بکی بود نقل کرده است که در پیش قلم  
را تاریخ یافته ۱۰۴۹ از و بری آید و چون قلم از شاگردان نصیبی بود قول او مدینه بای راجع است، از سر آفاده آید و محقق

۵۵ بقول طاهر نمر آبادی (سپر نگر) قلم از شاگردان نصیبی بود و در پیش قلم از شاگردان نصیبی بود و در پیش قلم از شاگردان نصیبی بود  
ترکیب ترجیع بند و قطعات و رباعی هم دارد، در ساقی قلم از شاگردان نصیبی بود و در پیش قلم از شاگردان نصیبی بود



# ترکیب بند مرز افصحی

ساقیا آن قدح نور بسیار | آن چسب دلی منصور بیار  
آن شقایق تن رخسار بده | کیمیای دل معصور بیار  
جرعه در قدح خاور ریز | محک حوصله طور بیار  
سرو نو خاسته حمله تویی | روی آراسته حور بیار  
صاف تر از نفس عیسی کن | اگر مگر تر از دل منصور بیار

که بهار آمد و نوروز رسید  
عیش با طالع فیروز رسید

آن می صاف که بی صوفی روح | یافت در خلوت معشوق فتوح  
می توان کرد ز بس پر تو آن | در دل تیره شب هجر صبح  
از فروغش شده بی منت چشم | در گلزار تماشا مفتوح  
ساقیا زان کهرین جام کز دست | غرقه شدم ابد کشتی نوح  
جرعه بخش کن اسباب جهان | سینه دارم (و) آن هم مجروح\*

روزگاری ست که ماتم زده ام

چون سر زلف تو بر هم زده ام

نوبهار است و چمن جلوه فروش | گل و بلبل همه در جوش و خروش

رأفیه حاشیه (ص ۳۹۲)  
و از بعضی جاها (افلاک از حاشیه ساقی شده) متن را با آن و نسخه خطی دیوان فیضی (تحریر شده) که در کتاب خانه  
را میور محفوظ است مقابل کرده جبر آن نقصان کرده ام و اختلافات را هم ضبط نموده (حاشیه ص ۳۹۲) دیوان  
دیوان : نخواست <sup>۱</sup> از آن و دیوان <sup>۲</sup> با <sup>۳</sup> کو : معشوق : آن : عشاق  
دیوان : مکش <sup>۴</sup> دیوان : او <sup>۵</sup> این بیت را در دیوان ندارد لفظ جرعه از آن منقول  
است <sup>۶</sup> از دیوان : آن : نوبهار <sup>۷</sup> در دیوان : او : را افزوده است



۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

خوش تیرا قیامت حرمیم پسند  
 طره فضلی است بزن راهی چند

این چه فردوس طرب فرجام است  
 چون ستموم از غم آن باغ بهشت  
 بی سبب مرغ صفیری زرد دوش  
 بانگ زردبانگ که ای خام نوا  
 در هری دم زدن از خوبی شام  
 بیش ازین نیت بهم نسبت شان  
 آن ولی شام غم دروران است  
 خاصه امروز که از دولت خان

خان جم جاه فلک قدر حسین  
 ای ز عدل تو خراسان با زین

۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



ای جهاندار جهانگیر مدار  
 ای جهان از تو همه دم نوروز  
 دوش بادست تو بهمت می گفت  
 آفتاب فلک جودی یک  
 گر همه خود کعب خاکیت جهان  
 لایه دست تو زرد موج عتاب  
 تهمت دیده بران قوم مبتد  
 کوری دیده خفتشان را  
 نهر عدل تو فلک را معما  
 وی هرات از تو همه روز بهار  
 کای ترا ابر سخا دریا بار  
 این قدر گرم شود در ایشا  
 دیده دشمن خان راست بکار  
 کای فرومایه ز خود شرم بدار  
 که ندانند ز هم لیل و نهار  
 خصمی هر بود آئینه دار

تا بود این حسن کون و فساد  
 دهر بی شاه و هری بی تو مباد

ذکر

عندلیب گلشن معانی مولانا ذکی همدانی

رتبه سخنوری و مرتبه نظم گسری مولانا ذکی از ساقی نامه که درین تالیف بر بیاض می  
 رود ظاهر می شود، مولد آن عزیز از همدان است پاره سیر عراق کرده و چیزی در

له در ساقی، جان له دیوان: در له دیوان و ساقی مایه له که پے و شاهی دهری تو مباد،  
 تصحیح از روی ساقی و دیوان، له در له لفظ 'معانی' نیست، از روی ساقی افزوده شده که بخواهی  
 له در ساقی بعدش افزوده، که پایه نکته دهری او تا کجاست، و در له که نکته پوری او تا کجاست  
 اما این الفاظ را در له به 'لا' و 'الی' منسوخ کرده



شیراز در خدمت محمد قلی خان پرناک بسر برده باز بوطن خود معاودت نموده است  
 عزیزی که درین ایام حجت فرجام تازه از ایران آمده اند میگویند که الحال  
 (۲۲۶) در مسکن خود ساکن و در وطن خویش متوطن است، و العبد  
 علی الراوی

(۲۲۶)

دیوانی از ان عزیز در هند متظر مستود این اوراق پریشان در آمد قریب  
 به پنج هزار بیت بود، اکثر اشعار آن دیوان رنگین و مثنی است

## ساقی نامه مولانا ذکی همدانی

<p>چون ز گس بود جام عیشت نگون          جهان کن جلی است غم نشاد شد          بزندان غم پایستی هنوز          بکنج غمت نیست آرام نیست          نه صید خزان نه مرغ بهار          طرب ریزد از خنده یاسمن          و گر چرخد کو ذوق ویرانیت          تبسم گسنان از گل آید بردن          که بی دایغ دل لاله روید ز خاک          شکن در سر زلف ماتم نماند          فرو برده سر در گریبان غم          چنان پیرهن کرد مستانه چاک</p>	<p>ولاتا کی بی می لاله گون          زمانه ز بسند غم آزاد شد          تو زین قید محنت زستی هنوز          نه تنها ز خوش حالیت کام نیست          نه مستت توان گفت بی هو شیار          کنون کن ز نشاط هوادر چمن          اگر بلیلی کو غزل خوانیت          گل از انبساط می لاله گون          ز حسرت چنان سینه ها گشته پاک          گره در دل غنچه غم نم نماند          تو چون غنچه تا کی نشینی در زم          (۲۲۶) بگل مین که تا سر زده اییب</p>
---	--

(۲۲۶ ب)

له در سزاوارده ۲۲۶: آمد ۲۲۶: چاک



ز گلبانگستان چمن مست شد  
 مگر طفل شبنم زمی زاده است  
 هوا را رطوبت بجای رسید  
 رطوبت لب خود چنان می مکید  
 نیمی که آید ز اطراف کشت  
 غباری که خیزد ز خاک سیاه  
 چنین فصل باشد بر اهل صلاح  
 نیمی که از خاکِ مستان دزد  
 گلی هم کزان باغ سر برزند  
 هواست و گل مست و گلزار است  
 نشد وقت آن که می خوش گوار  
 بی خانه آئی و ساغر زنی  
 چه می خانه خلد متنا فریب  
 جهانی نه در صورت آب و گل  
 (۱۲۶۴) نهفته در آب و گلش خرمی  
 در آن گلشن از بس بود و لکشای  
 اگر غم در آن کوچه یا بد وطن  
 درونالچنگ و فریاد نی  
 خیم باده چون سینه می فروش  
 حکیمت خم طول عمرش بهوش

صبا دستی افشانند و از دست شد  
 که در عهد گل مست افتاده است  
 که بی ابر آب از هوا می چکید  
 که آب از دهان هوا می چکید  
 زندیش بر جان باغ بهشت  
 دهد روسفیدی بخورشید و ماه  
 می لعل چون آب کوثر مباح  
 دماغ دل بهوشیاران کزد  
 شود مست هر کس که بر سر زند  
 تو محمود تا چند خواهی نشست  
 فروشوی از سینه گرد غبار  
 گل عیش چینی و بر سر زنی  
 هوس از تمنای او نا شکیب  
 درو باش اندوده جان دل  
 چو در باده کیفیت بی غمی  
 دل غنچه هم رسته از تنگنای  
 ز بس خوشدلی کم کند خویشتن  
 زده آتش شوق در جان می  
 ز بس گرمی ترو حدت بجوش  
 که دارد پی عمر پارس نفس

۱۰۰ در ۱۰۰ و او را در ۱۰۰ اندازد ۱۰۰ این موضع یک ورق از سما افتاده است



دش بجزی از معرفت موبزن  
 صراحی بت گردن افروخته  
 قدح بختی مست کف کرده لب  
 درین مجلس از شور زندان مست  
 جهان بسنده می پرستان او  
 گروهی دل آسوده از پیش و کم  
 هتی دل ز اندیشم خیر و شر  
 ندارند هیچ آشنائی بکس  
 ز اقبال مستان این انجمن  
 (۲۲۴ ب) چو در کوی متانت افتد گلد  
 درین انجمن ساقی بیوفاست  
 نریزد تهر عزم بر دیگری  
 نگردد بقتل کسی کیسه کوش  
 اگر دوست با غیر اگر دشمن است  
 سرم خاک جولانگه باداوست  
 ترجم ز همیشه منفعل  
 متناش غارت گر جان من  
 بت من که سوبش دلم بایل است  
 که چون گردم از جور او گریه ناک  
 چو از کینه خواهرش بی ادب

(۲۲۴ ب)

ولی مهر خاموشیش بر دهن  
 بیک خنده کار دلم ساخته  
 برو محفل نو عسروسی غنیمت  
 رسد شیشه آسمان را شکست  
 فلک حلقه گوش مستان او  
 نه خوشدل ز شادی نه غمگین ز غم  
 نه امید نفع و نه بیم ضرر  
 همین جام و ساقی شناسند و بس  
 رهائی توان یافت از خویشتن  
 ز راه تو مستانه خیزد غبار  
 که در جام او باده از خون ماست  
 که پر خون نازد مرا ساغی  
 که از رشک خونم نیارد بچوش  
 همه بهر آزار جان منست  
 دلم وقف زندان بی داد اوست  
 ستم از ستم گاریش دلغ دل  
 غمش کار فرمای افغان من  
 بدان گونه بیرحم و سنگین دل است  
 شود سنگ هر قطره کافد بخاک  
 شود زنگش مست جام غضب

له آ یا غیر یا



تنه بمیسرد در آغوش دل  
 چو در مجلس آمد صراحی بدست  
 بکیفیتی در سخن لب کشتود  
 می در قدح داشت کز عکس آن  
 (۱۲۲۸) شرابی فروزان چو نار خلیل  
 ز بویش پراگنده دل بوی بلغ  
 بظلمت زدائی چو نار کلیم  
 بچشم چو عکس نمودار شد  
 اگر خاک ازین باده لب تر کند  
 چو آید خیالش مرا در گمان  
 دماغی که بوی برد زین شراب  
 اگر مست این می رود زیر خاک  
 نیش چو در مغز چید می  
 چو بردارد این شاید از رخ نقاب  
 خیالش چو روشن کند سینه را  
 زمین که ازین می شود جرعه چین  
 حریفی کزین می کشد نیم جام  
 مرا جام غم ساغر عشرت  
 می شادیم ز آتش غم دهد  
 (۲۲۸) ب ازند آب آتش بیاع دلم  
 بده ساتی آن مرهم سینه را

۵

۱۰

۱۵

۲۰

هوس بر زمین افتد از دوش دل  
 بیک جرعه او توبه را شرکست  
 که شد مست هر کس که حریفی شنود  
 کند شام غم خیر باد جهان  
 (۱۲۲۸) ولیکن گوارا تر از سلبیل  
 خراب از نشین صبا را دماغ  
 بروشن دلی چون درون حکیم  
 نگاهم چراغ شب تار شد  
 گل از خاک مستانه سر بر کند  
 دهد روشنی مغزم از استخوان  
 دگر هوشیاری نه بیند بخواب  
 ز خاکش نروید بجز جان پاک  
 معطر کند عرصه عالمی  
 تجلی کشد پرده بر آفتاب  
 نفس صیقلی گردد آینه را  
 شوی مست چون پانهی بر زمین  
 تواند ز گردون کشید انتقام  
 می لعل خوننا به حسرت  
 گل سوز من بوی ماتم دهد  
 ز روغن بمیرد چسب دلم  
 همان باقی دُرد دوشینه را



من آن غنچه ام که بهوای چمن  
 شود روشن از دودِ دل جمع ما  
 مرا خود سهر بهوشیاری نماند  
 جوانی ز دلتنگی ام پیر شد  
 میثی ده که بازم جوانی دهد  
 شود گر خیالش رسد در ضمیر  
 که بیماریم تن درستی شود  
 بیا ساقی اکنون که بی وصل یار  
 بده قُترة العینِ انکور را  
 که اندر شعاعش دلِ افروز من  
 بیا ساقی آن آبِ آتش نهاد  
 چه شد کاشنای فراموش شد  
 وفا پاکبوی تنزل نهاد

شگفتن نداند دل تنگ من  
 بود تیسرگی پر تو شمع ما  
 دل و تاب پر بهیزگاری نماند  
 نفس در دل من نفس گیر شد  
 پس از مردنم زندگانی دهد\*  
 مزا جم بد آنگونه صحت پذیر\*  
 خوارم مبدل به مستی شود  
 چو شب روز امید من گشت تار  
 چراغِ دل آتش طور را  
 بیک لمعه روشن کند روز من  
 کز و در دل سنگ آتش قتاد  
 نگه با تغافل هم آغوش شد  
 نگه رو براه تغافل نهاد

## ذکر میرزا ملک مشرقی

جوانی است صاحب فضیلت و خوش طبعی است منشی طبیعت، ابیاتی که اکثر  
 خوش لفظ و معنی واقع شده و در تئاری هم تمام عیار است، تولدش در

له سال جهانی ۱۰۰۰ در سنه ۱۰۰۰ در آغلیا کرد و را حکم کرده مبدل به اندر کرده است



دارالموحدین قزوین شده و یکی از اکابر زادهای شهر مذکور است، نامش ملک و تخلصش  
مشرقی است، بمیرزا ملک مشرقی مشهور شده، در آغاز جوانی در مقام نظام  
[نظم] شده و درین فن زود نشو و نما یافته، اول کسی که مرتب تربیت او شده حاتم بیگ  
اعتماد الدوله است که وزیر اعظم ایران بود سبب این که مشرقی قصیده در مدح  
او گفت و بدو گذرانید، الحقی که آن قصیده را بغایت خوب گفته، این بیت از آن  
قصیده است که در ملاحی بیان نموده بیت

بریده رای تو بر قدم خلعیت نور | چنان بلند که برخاک می کشد دامن  
بعد از استماع این مدح وزیر کبیر فرمان روای ایران صلواتی به ملک داده،  
و خود وسیله گردیده بمقتضی وقت او را بعبادت بساط بوسی خسرو سکندر شوکت  
فریدون خشت، خورشید مرتبت، مرتب صلوات، خلاصه دودمان رضوی شاه  
عباس حسینی صفوی مستعد ساخت، بعد از مدتی که جوهر ملک بر شاه عالم پناه ظاهر  
شد او را بعنایات خسروانه و اعطاف (۲۲۹ ب) پادشاهانه مقرر و سرفراز  
نمود و داخل مجلسیان بهشت امین خود گردانید و بجای ارسطوی ثانی میح  
کاشانی تربیت فرمود و ملک مشرقی قصاید غرآ در مدح حجه، انجم سپاه دارد  
تا حال اشعار خود بر بیاض نبرده و دیوان بسامانی ترتیب نداده، از اقسام اشعار

له آفر در آتشکده ۵۴ (در ریو ص ۶۸۳) می گوید که مشرقی اصفهانی المولد و مشهدی الاصل است، و غالباً  
نظر به اصل او صاحب خیرالبیان (ریو جلد چهارم ص ۱۰۱) و مبتلا و سراج (سپهرنگر ص ۱۵۱) هر سه او را به  
مشهد منسوب کرده اند، ۵۵ حاتم بیگ در سلسله مفاجات در اثنای محاصره ارومیه وفات یافت (در ریو  
ص ۱۸۵) در سفینه خوشگو دفترست کتاب خانه بادی عمود ۲۳۳ فرغ ۶۶۳) و سرو آزاد (ص ۵۵) است که  
مشرقی وقتی ملازم حسن خان شالمو بیگلربیگی خسر اسان بود که در سلسله بجای پدر خود حسین خان شالمو  
بر منصب پدری نایز شد و در آخر عهد شاه صفی (۱۰۴۴ تا ۱۰۵۲) وفات یافت، ۵۶ ما: زند،  
۵۷ آ: سل ۵۸ معلوم می شود که دیوانش بعد تصنیف میخانه مرتب شد، بقول طاهر نصرآبادی



او\* تا حال آنچه در عراق اشتبار یافته قریب چهار هزار بیت باشد، فاما ابیات  
او در هندوستان چندان منتشر نگشته

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که چون میرزا ملک مشرقی در فن  
الملا و انشاء مہارت تمام داشت، بنا بر آن خلاصه دودمان نبوی شاه عباس  
حسینی صفوی آن مجموعہ فضیلت را منشی رکاب ظفر انتساب خود ساخت، الحال  
در خدمت جم جہ انجم سپاہ بدان خدمت اشتغال دارد، حق سبحانہ و تعالی  
نشوونمای این نہال بوستان سیادت را از آسیب تند باد حوادث زمان  
مصون داشته در پناہ خود داراد، و ہموارہ ذات ملکی صفات این بادشاہ  
خورشید کلاہ را کہ ثمرہ شجرہ نبوت و گل گلستان حدیقہ ولایت است از جمیع  
آفات و بلیات حافظ باد! بالنبی و آلہ الامجاد!

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۲) (سپر نگر ص ۹) این دیوان دہ ہزار بیت داشت، صاحب سر و آزادی  
گوید کہ دیوانش در ملاحظہ اش در آمدہ بود - در موزہ برطانیہ نسخہ ازین دیوان مخطوط است  
(ریو ص ۶۸) مثل بر قصاید و غزلیات (بہ ترتیبی) و مثنویات (دو تا) یکی ازینہا خسرو شیرین  
است کہ بحکم شاہ صفی نوشتہ بود اما توفیق اتمام نیافت) و رباعیات، در کتابخانہ رامپور ہم نسخہ  
ازین دیوان بہست اما ناقص الآخر (صفحات ۲۱۰، تقطیع ۵ × ۹)، ساقی نامہ مشرقی کہ درد درج  
است پنجاہ ابیات دارد، و بعضی از ابیاتش در میخانہ دارد و ترتیب ابیات ہم در بعضی جاہا مختلف از  
میخانہ است، صاحب سر و آزادی گوید کہ قصاید غرا در مدح شاہ صفی بنظم آورده و مقطعات بہو بسیار گفته و  
مضامین خوب در قصاید تلاش کردہ، ظاہرا سرخوش در حق ہمین مشرقی گفته است کہ ملائی خوش فکر و خوش کلام بود  
۱۵ تا: لیکن از اتمام اشعار او، در ۱ لیکن را حک کردہ است  
(حاشیہ ص ۲۰۳) ۱۵ در آتشکدہ بہست: گویند در موسیقی ربط کاملی داشتہ و مبتلا گوید، در علم موسیقی در عالم







دمی چون برم سزنجیبِ فنون  
 بشهای بس تیره چون روزِ رشک  
 چو آن رشته غایب شود از نظر  
 اگر یکدم از گردش روزگار  
 کند این سزایش دل داغدار  
 سوی دیده از بهر نظاره  
 ز لب در ره سینه ام سوخت آه  
 لب از شربت وصل ناکرده تر  
 شود خون و از چشمم داغم چکد  
 چکد دمبدم خون گرم ز داغ  
 دلا چند خوناب غم در کشتی  
 ز شمعش نشد روشنائی بهوس  
 دلا تا کی از گردش روزگار  
 (۱۲۳۱) مجروح شو از قیدِ سستی و نا  
 چه میخانه؟ معراج اهل گناه  
 بهر گوشه او ز اهل نظر  
 ز لب روشنائی ز دیوار وی  
 نه دیوار بل سد یا جوج غم  
 شده ظل او عاصیان را پناه  
 بود پیش خاکش فرومایه عکس

(۱۲۳۱)

بیاد آرم آن زلف نگارگون  
 خیالش کنم تار و تسبیح اشک  
 شود دامنم پر ز یاقوت تر  
 خیالش کند پیش چشمم گذار  
 نیاید برون یک نفس بی غبار  
 ز دل رو نهد دمبدم پاره  
 چو اشکم نماید سوی دیده راه  
 نهد رو سرا سیمه سوی جگر  
 چو شبنم ز گلهای باغم چکد  
 بنوعی که روغن چکد از چراغ  
 بلب گیری این جام و دم در کشتی  
 چه در سینه دزدی چو اخگر نفس  
 کشتی بهر یک جرعه چندین خمار  
 زمانی بوی حسنه ما خرام  
 ولی کعبه از رونق او سیاه  
 جهانی ولی در جهانی دگر  
 عیان راز دلهای چو در شیشه می  
 ندیده عذارش غبار الم  
 بامید او گرم پشت گناه  
 نماید ز صافی درو سایه عکس

بله سر: یاره



همیشه درین بزمکه جام ز  
 که کردی کسی گریه باقی نگاه  
 وزان می چنان بزم پرشد ز نور  
 چنان عکس دامن زدی بر بصر  
 ز کیفیت بزم و لطف هوا  
 چنان جای کردی رطوبت در آن  
 ولی از رطوبت چنان پدیدار  
 ز دل گرمی شمع آتش زبان  
 (۲۳۱) ب شعله بسی دیرماندی چو داغ  
 ز بس روشنی کاندراں خانه بود  
 گر از خاک میخانه گویم سخن  
 نمی دید چشم اندران بزمگاه  
 قنادی بران بزمکه چون نظر  
 بمخل ز بس روشنی بود جمع  
 صراحی دران مجلس پر سرور  
 بگردش درو جام می صبح و شام  
 چه جام آفتاب از فروغش خجل  
 و دران عکس شمع از صفای شراب

ز می پر ولی حسالی از درد سر  
 قنادی نظر مست در نیمه راه  
 که گر چشم بروی قنادی زد دور  
 که در دل نشستی خدنگ نظر  
 شراری گر از تیغ گشتی جدا  
 که گشتی ز رفعت به پستی دوان\*  
 که گل ریخت بر دور شمع از شرار  
 ز فیض هوا و فضا ای مکان  
 ز یک شمع ظاهر شدی صید چراغ  
 سراسیمه بال پروانه بود  
 سخن آب کوثر شود در دهن  
 سیاهی بجز نور شمع نگاه  
 شدی سرمه دیده نور بصر  
 درو سایه روشن قنادی چو شمع  
 چو شمعیت از پای تا فرق نور  
 چو زوار بر دور بیت اکرام  
 چو آینه عاشقان صاف دل  
 چو اخگر سیاه گون نمودی در آب

(۲۳۱) ب

له دیوان: نشیدم این بیت را در دیوان ندارد - در سحر روان بجای دوان 'له' این بیت را در سحر ندارد  
 دیوان مثل متن 'له' که او هم سحر شراری دیوان مثل متن 'له' که شده تصحیح از روی دیوان 'له' که چه  
 له دیوان: درو 'له' که سیه رو دیوان مثل متن



بدورش زده حلقه نور نگاه  
 می که فروغش جهان روشنست  
 قد عکس او که بختک زمین  
 فروغش زدايد ز دل رنگ غم  
 ز صافی درو صورت آفتاب  
 زمین گزیر لایش کند اخذ نور  
 (۱۲۳۲) اگر بیدش نیز اعمی بخواب  
 شرابی که نورش بود تارِ طور  
 کند گرفتلم نام آن می سواد  
 سیاهی کت ظلمت از خویش دور  
 زند چون زمینه آتش علم  
 بحدیست صاف این می خوشگوار  
 چو در ساغ آید بموج این شراب  
 قادی اگر بر بخارش نظر  
 بلعش چو نزدیک گردد شراب  
 گل تازه از عارضش منفصل  
 بمحفل زبس روشنی داشت جای  
 چو ریزد بسا غمر می لعل فام

(۱۲۳۲)

دل تیره چون باله بر دور ماه  
 چراغ دل مرده را روغنت  
 نروید بغیر از گل یا سبزه  
 کند پرتوش صاف دلباهم  
 نماید چو رخساره گل در آب  
 شود چشمه زندگی چشم گور  
 شود دیده اش چشمه آفتاب  
 شود جام از نور برق بحر نور  
 فروزان شود، بچو آتش مداد  
 شود تار بالاستاره ز نور  
 شود شمع در دست کاتب قلم  
 که از نور خورشید گیرد غبار  
 قدر عشته بر پیکر آفتاب  
 نفس در گرفت ز سوز جگر  
 قدر را شود آب دل را اضطراب  
 ولیکن زمستی خستیدار دل  
 دروبی گن شمع ماندی بی پای  
 زبس چشم حسرت گمارند عام

له دیوان به ردی ۱۵ تا ۱۶ دیوان شعاعش کند ۱۷ دیوان ازین خامه ده در دیوان بعد این بیت شعر ۱۹  
 را آورده است پس ازان این بیت را افزوده: زیادت شکر فانی در آب ز شکر نیک بختی در شراب بعدش ترتیبیات  
 این چنین است شعر اول بعدش افزوده است: نهاده عرق بر غذار می اش بود چشم حسرت کشی در پیش بعدش شش شعر



هنوز از می ناب ناگشته تر  
چو آید از آن می\* حبیبی پدید  
بدل آبله چنیم از حد فزون\*  
(۲۳۲) که بود عرق بر عذار می آتش<sup>(۹)</sup>  
و گرنه چسرا از هجوم حباب  
ز بهرنگی روی ساقی و می  
اگر نیت روشن درو نیت نور  
ز عین ضیا چون دو نور بصر  
چو سوی قدح بیسند از ناز گرم  
مرا رشک و رخسار خار آورد  
ولی آن گل آتشین چون حباب  
نمک آب لعل شکر بار او  
ز یاقوت آتش فشاندی در آب

که لب سیریز گرد ز نور نظر  
بماند می گر بروی نسیم  
قدحهای پر خون ولی سنگون  
بود چشم حسرت کشی در پی آتش  
همه چشم گردیده روی شراب  
عیان است در جام می عکس وی  
که او نور محض است من محض نور  
شوند در صفا محو در یکدگر  
نشند عرق بر رخ می ز شرم  
دل ز آبله گل ببار آورد  
شود و مبدم آب و در دیده آب  
حیا پر تو شمع خراب او  
ز شکر نمک ریختی در شراب

## ذکر مولانا مرشد بروجرودی

شاعری متین و نکته پرداز می نویسن است، طرز حرف زدن او پاره پرورش متقدمین آشنا

(بقیه حاشیه ۵۴) ۵۴ این بیت را در کتاب ندارد، که دیوان، باده، (حاشیه ۵۵) ۵۵ دیوان بجای ۵۴ (در بنقاع شک) بدل ز آبله چشم از خود برون، آه از آله چشم از خود برون، تعجب از روی دیوان ۵۴ این بیت را در آه به نقاع شک آورده است و در کتاب حذف کرده، ۵۴ دیوان، جام ۵۴ بکذا در کتاب، در آه و او را ندارد، ۵۴ در تذکره الشعراء جتنا و در سطوری که متین کثیری بخاطر خود بر دیوان مرشد نوشته است چنانکه می آید، و در سر و آواز ۵۴ و در مخزن الغرایب و مشکوه (ص ۲۴۰) نیز جردی



ست نام آن مجموعه دانش مرشد است و تخلص خود را بهمین اسم قرار داده  
اکثر اشعار او عاشقانه واقع شده خود هم اوقات خویش همیشه به عشق و عاشقی  
گذرانده و این دو رباعی نتیجه فکر اوست که یکی در رشک و یکی (۱۲۳۳) در  
ستردن نام خود گفته است رباعی

مژگان نبود به گرد چشم من زار | غیرت به ره نظاره ام ریخته خار  
در دیده سیاهیم نه از مردک است | جذب نگهم ربوده خال از رخ یار

ولی

گویند ستوده دلبر خود کامم | نامم که ز تنگ شهره ایامم  
این خود غلط است بس که بی آرامم | آسوده نمی شود بیک جانانم  
قصاید غزلی در نعت سید المرسلین و خاتم النبیین و ائمه معصومین صلوات الله علیهم جمیعین  
دارد و از اقسام اشعار او آنچه تا لغایه فراهم آورده و بر بیاض رفته قریب  
شش هزار بیت باشد

به تحقیق پیوسته که مولد آن مداح خاندان حضرت ختمی پناه از بر وجود همدران  
است این دوسه بیت در تشریف وطن خود گفته شعر

خوش فصل بهار این بر دجرد | خوشا احوال یا ر این بر دجرد

له هر دو رباعی در نسخه دیوان مرشد موجود است که در کتاب خان دیوان بهادر راجه نرندما ناله لاهوری محفوظ است  
تعداد اوراق ۸۶۱، تقطیع: ۴/۱۰، سطور ۱۵۲ تا ۱۵۳، جلد سنجیان، تاریخ کتابت ندارد، غلبه اواخر  
نامه یازدهم یا اوائل ماه دوازدهم نگاشته شد، این نسخه سابقاً در کتاب خان محمد علی خان متین صاحب حیات  
الشعرا (به پیشه خزانه عامه صلا مطر آخر) بود و او بر صفحه اول عبارت ذیل را بخط خود نوشته: دیوان  
مرشد قلیخان یزدجردی (لکذا) که از صاحب کمالان امی عهد جهانگیر و اکبر پادشاه بوده و آخر با داخل امرای  
عالیشان گردیده بود از روی دیوانی نقل گرفته شد که بخط خان مسطور بود من مملکت احقر العباد محمد علی  
خان ولد عصام الدین خان التخلص به متین: تاریخ هفتم شهر سفر المظفر ۱۱۸۵ ختم بالخیر و الظفر محمد شد



کشد نور تجلی پرده بر رخ  
از شرم گلستانان بر وجود  
دوای درد انفاس میخ است  
دم پاسخ گذاران بر وجود

در صفر سن پاره در بر وجود و پاره در همدان گذرانید چون بن رشد و تمیز رسید  
بهوای سیر و سفر و دیدن اهل بهر در سیر او جلوه گر شد از مسکن بعزم گشت عیاق  
بر آمد اکثر شهرها و قصه ها [ی] ایران را تفرج نموده (۲۳۳ ب) بشیر از آمد و در آن  
بلده طبعیه شیفته روی جوانی و فریفته موی و لسانی گردید به نیم غشوه رنگین صید  
شد و بیک کرشمه شیرین سراپا در قید او در آمد بیت

عشق بر پای دلش بند نهاد | در اندوه برویش بکشد  
در آن شهر محل اقامت انداخت و از تاثیر اکسیر عشق که مس وجود عارفان را  
طلا و مرآت دل عاشقان را مبر انجلا می گرداند ابیات خوب و اشعار مرغوب  
از و سرزد و در شیراز که در العیار نکته سنجاست نشو و نما کرد و اشتها را تمام عیای  
یافت چنانچه اهل و موالی آنجا در مراعات خاطر او می کوشیدند و محمد قلی خان  
پرنسپ که حاکم دیار فارس بود و هر شد ساقی نامه بنام او تمام کرده است با او  
کمال مهربانی می فرمود و از احوال او خبر می گرفت و مصاحبه سلوک می کرد تا آنکه

(لقیه حاشیه ص ۹۹) بلکه کذا حق تعالی اصل سانه در حق شانه سالهای سال و زمان بعد (بعید) این نموده انتفاع نصیب  
کناد محمد... و آل و اصحاب الامجاد (جله محمد تا آخر را کسی نخورده است) اصلی که این نموده از و منقول است  
غالباً انتخابی بوده است از آنکه جمله ساقی نام و بعضی از ابیات که عید النبی همان (و دیگر اصحاب تذکره) نموده و تصانیف که  
ذکر کرده درین نموده موجود نیست تعداد ابیات این نموده هزار و اندر است یک قصیده و سرق و غزلیات  
(در ترتیب تهی ۲۶ ورق) و قطعات تاریخیه (۹ ورق) و رباعیات (۲۰ + ۳ ورق) و منظومات متفرقه (سه ورق)  
را شامل است صاحب سر و آواز (ص ۱۴) هم می گوید که منتخبی از دیوان مرشد محتوی بر اقسام شعر او بنظر او آمده  
سپهر نگر نموده دیوان مرشد را در کتابخانه موقوفی محل دیدم بود فهرست کتابخانه مرشد (اوده ص ۵۵) که مشتمل بود بر غزلیات  
و تحفیه ۲۰ رباعی و تصانیف (بر حاشیه) (حاشیه ص ۱۴) میر تقی اودسی (سر و آواز ص ۲۹) مرشد و صفحان طائی



بعد از مدتی در بلاد سند فضاحت شعار بلاغت آثار مولانا اسد قصه خوان که کمی  
از مقربان مرتبی هنرمندان میرزا آغازی ترخان بود حقیقت الهیت و قابلیت  
سختور بر وجود عرض میرزای مذکور رسانید آن قدر در آن نکته سخنان از روی  
خواهش تمام مرشد را طلب فرمود مولانا اسد نیز حسب الحکم خداوند کتابتی  
بترغیب آمدن ارسال داشت هنگامی که آن (۱۲۳۴) مکتوب محبت اسلوب  
باو رسید بجهت برآمدن مولوی از شیراز بعضی موانع دست بدست (کذا)  
داده بود که تحریر آن مناسبتی بسباق این تسوید ندارد چون استمالت نامه  
برگزیده سندیان رسید باعث از دیار تحریک خروج او شد یکبارگی دل  
از آن معموره دلگشاکنده از هر مزبته تته آمد و قصیده در مدح انتخاب دودمان ترخان  
گفته بر سبیل ره آورد گذرانید این چند بیت متفرق از آن قصیده است که این دلیل  
بی بضاعت و این قلیل بی استطاعت از برای تصدیق درین تالیف بر بیان  
می برد تا صدق قول خود بر خردمندان ظاهر سازد

### سر قصیده

ز بسکه تازه شد از فیض ابر عالم پیر	شکوفه ریزد از شاخ بر سر پنجه
هوا چنان بر طوبت که از زبان تا گوش	هزار جای زند ریشه ناله شبگیر
چنان ز لطف هوا گشته طبع آتش تر	که شعله چون می گلرنگ بگذر در حریر

(بقیه حاشیه ص ۴۱) ۵۳ سر : بر آک - در دیوان این لفظ را گاهی بر آک و گاهی بر آک نوشته است نشان  
گاس این را پرنساک ' ضبط کرده است ' و این نام قومی است از ترکمان

(حاشیه ص ۴۱) ۵۴ سر : است ۵۵ این قصیده را در دیوان ندارد ۵۶ سر و آزاد (۵۷) چون زبکشد -  
در سر و آزاد بعضی این بیت را آورده است : همان بزرگ گل افند بجاک سایه گل زبک لطف هوا کرد در زمین تاثیر  
۵۸ سر و آزاد : هزار جا بزنند ۵۹ سر و آزاد : نیز : سر : در آفتاب اول پر نوشته بود باز  
' پر ' را مبدل به ' تر ' کرده



## در اظهار باعث آمد خویش گوید

سپهر مرتباً چاکرت اسد که مرا  
 زمیل خاطر عاطر که هست و باقی باد  
 نوشته بود حدیثی که شهید حب وطن  
 چو نامه خوانده شد از شوق کعبه کویت  
 (۲۳۳ ب) رہی به پیش گرفتم که پیک بدور  
 رہی چنانکه بعمری ز دوریش حرفی  
 هزار شکر که از سبده درت بختم  
 نثار بزم تو عقد جوهر آوردم

برادر است مہمان آباد کار ظہیر  
 بسوی اہل ہنر خاصہ این فقیر حقیر  
 شد از تصور آن تلخ در مذاق فقیر  
 کہ ہیکس نماید رہش مگر تقدیر  
 بود چو نور بصر در جمال مہر منیر  
 نمی رسد بسر خامہ از بنان دبیر  
 نہاد پایہ کرسی بدوش چرخ اشیر  
 برسم تحفہ ز دریای طبع و کان ضمیر

چون این قصیدہ تمام سمیع میرزای ترخان رسید آن نادرہ زمان را نوازش بسیار فرمود، بعد از اندک ایامی او را در میان امثال و اقران ممتاز نمود و بخطاب مرشد خانی سرافراز گردانید و ہمیشہ پاس حرمت اومی داشت،

وقتی کہ در قند ہار بر مسند حکومت نشست در انجا در اعزاز و احترام و انعام و اکرام مولوی و قیقہ فرو گذاشت نمود تا آنکہ داعی حق را البیک اجابت گفت چنانچہ حقیقت فوت آن قدردان ارباب دانش قبل ازین درین اوراق رقم زدہ کلک بیان گشت القصہ مرشد خان بعد از حیات مخدوم قدر شناس خود از قند ہار باجمیہ آمد و خود را داخل فہرست ملازمان خان عالی شان مہابٹ خان

۱۵ ہذا در سرو آزاد ص ۳۹ و در عرفات (سرو آزاد ص ۲۹) است کہ بعد از شہادت میرزا غازی مرشد عازم در گاہ جہانگیر بادشاہ شد و در انتہای تحریر این مقالات بہ آگرہ آمد چند روز او را در یافتیم پس در اجیر رفتہ بہ اردوی جہانگیری واصل شد و بلازمت سلطانی مشرف گردید و الحال مہابٹ خان می باشد و صاحب مخزن الغرائب می گوید کہ مرشد اول در خدمت غازی خان تہ بود بعد از ان



گردانید\* در آن ایام مؤلف این تالیف نیز در بنگ خان مذکور بود اکثر خوق را  
 بخدمت آن منتخب ارباب هنرمی رسانید و از صحبت کثیر البختش مستفید و  
 بهره ور می گردید (۱۲۳۵) تا وقتی که خسرو گیتی پناه شاه نور الدین محمد جهانگیر پادشاه  
 خان مذکور را از اجمیر بدکن مرخص فرمود مرشد در خدمت او بدان ملک و آن  
 شد و این ضعیف به سیر کشمیر رفت، بعد از دو سال و نیم از دار العیش کشمیر برگشته  
 بحسب تقدیر به متدوآمد، در آن ایام خجسته فرجام شاهزاده معظم مکرّم شاهزاده  
 سلطان خرم فتح دکن کرده از برهان پور بپایه سریر سلطنت مصیر جهانگیری  
 رسید و از ولی نعمت خود خطاب شاه جهانی یافت اکثر اعیان دولت  
 قاهره که کوکی لشکر ظفر اثر بودند در خدمت آن شاهزاده عالی جاه بدرگاه عرش  
 اشتباه رسیدند، خان عالی شان مهابت خان نیز بان جمع بود، مرشد  
 در آن وقت از و جدا شد و بوسیله مرزا ابوالحسن آصف خان که درین ایام  
 رکن السلطنة القاهره و عضد الدولة الباهره است داخل بساط بوسان شاهزاده  
 عالم و عالمیان شاه جهان گردید، الحال در بنگی آن شاهزاده عالی مقدار  
 است حق جل و علا سرسبزی و خرمی این نهال گلشن سلطنت را از آسیب  
 خزان حوادث زمان در حفظ حمایت خود پداراد! بالنبی و آله الامجاد!

(بقیه حاشیه ص ۲۱۲) در خدمت نواب خانخانان رسید و از اثر رحیمی بهم ثابت امت که خانخانان را ملازم  
 بوده است (سپهنگر ص ۵۵) و بقول خوشگوار (ایضاً عمود ۲۳۰ ص ۵۵) مرشد در سلطنت همراه میرزاخان  
 به قندهار رفته و از سلطنت تا سلطنت بمصاحبت نواب مهابت خان فائز بود، ۳۵ دره دینش بایشان  
 برابر یک سطر و نیم؛

(حاشیه ص ۲۱۲) ۱۵۷: فرزند ارشد از جمند و خلف دلبند معادتمند خان مذکور میرزای دانش  
 ساه (پناه) میرزا امان الله بود، ۱۵۷: میرزا امان الله صاحب پسر و آزاد تا سیزده وفات مرشد را در سلطنت ضابطه گاه است؛  
 و بقول نصیر آبادی (سپهنگر ص ۵۷) و فائز در بنگ واقع شد، (مرگ به حواشی)



# ساقی نامه مرشد بر جرمی

بهار است دل مست من در خمار  
(۲۳۵ ب) ازان می که گزشتنه نبود حجاب  
ازان می که تاسوی او دیده ام  
ازان می که گر عکسش افتد بیاب  
ازان می که چون در کفش جاشود  
ازان می که چون بر صفیه هوش زد  
ازان می که در ساعت امتحان  
اگر نام او می رود بر زبان  
بدل گر کند یاد آن می گذار  
بخاک ارفند پر توی زان شراب  
سبورا ازان می چنان رفته هوش  
بیا ساقی از بهر دفع حصار  
که باد ارگذاری بان خم کند  
به مرشد کرم کن ز جامی شراب  
بیا ساقی آن مایه بی غسی  
بمن ده که تا در جهان آدم  
(۲۳۶ ا) چنانم درین عالم بر نفق  
چنان از غم دل شدم تلخ کام

بیا ساقیا ساعتی می بیار  
بیا لایبش پر تو آفتاب  
نگه مست گردیده در دیده ام  
کند غنچه را گوهر شب چراغ  
کف از پر توش دست میوسا شود  
زهر مغز میخانه جوش زد  
برد دایم او زهر چشم از بتان  
زبان مست و بخود نقد در دهان  
دل از سینه بیرون جهد چون شرار  
شود ذره آینه آفتاب  
که از پای خم می برندش بدوش  
شراب از خمی ده بستان زار  
ز مستی ره دشت را کم کنند  
که در وی بر نقد سرش چون حباب  
طراوت ده گلشن حسد می  
دمی صدره از غم بجان آدم  
که دل در بر خستگان فراق  
که باز هر آلوده گردد کلام

له این مطلع در سره آزاد (ص ۴) منقول است ۵۲ س : بقان ،



چنان گم شدم در بیابان غم  
 بیاساقی آن آب تر و شیر شو  
 حدیثم سراسر چو دُر خوشاب  
 ز تاب میم آتشنان گرم کن  
 ز تہ جرعه ساغر بر بہمن  
 کہ شبہا بذوق سجود صنم  
 چو در سجدہ اشکم زمین تر کند  
 بدہ ساقی آن آفتاب مغان  
 دلم سوخت بر حال دیوانہ  
 سری پر ز سودا دلی پر ز یار  
 کہ گرم بگیش محبت اگر  
 بدو گفتم ای کافر حق گذار  
 کہ بہر پرستیدن آن صنم  
 (۲۳۶ ب) و گرنہ مرا ذوق ہستی نبود  
 دلا ترک این طرفہ افسانہ کن  
 بیاساقی آن آتش بی دقان  
 بمن دہ از ان شعلہ بی شرر  
 بدہ می کہ از جبر جام و سبو

(۲۳۶ ب)

کہ گردم نیابد وجود از عدم  
 بہ من دہ کہ تا گردد از فیض او  
 کلام ہمہ دعوت مستجاب  
 کہ آتش زند مغنیم در سخن  
 چنان پُر شد از بت سراپای من  
 کنم سجدہ خویش تا صبحدم  
 گل سجدہ ام رنگ خون بر کند  
 کہ گلزار دین خشک لب شد از ان  
 کہ می گشت بر گرد ویرانہ  
 بر آوردن فریاد شوریدہ وار  
 بحسب یار دارم خدای دگر  
 ازین حرف بس کن بنالید زار  
 بملک وجود آدم از عدم  
 سرو برگ یزدان پرستی نبود  
 چہ کفر و چہ دین رو بمیخانہ کن  
 کہ ہنگامہ شوق شد گرم از ان  
 ز ہر سو سر و زم چراغ دگر  
 دلم آتشنان کرد بانالہ خو

سے سر آ: تذویر سے آ: ہی سے ازین موضع شش بیت را در منتخب الاشعار و آتشکده  
 (۲۳۶) آورده است سے منتخب و آتشکده: شور و سے آتشکده: ہی کرد فریاد دیوانہ وار  
 منتخب مثل من سے منتخب و آتشکده: با و سے آتشکده: میل، منتخب مثل من



که تا محشر از بعدِ مرگم ز خاک  
 بیا ساقی ای یارِ دیرینه ام  
 دل از دستِ غم و در فغان آمده  
 ز بس کز قفِ دل شدم گرم تب  
 اگر سر دهم آه جان کاه را  
 چنان دل بدستِ بلا داده ام  
 فلک برگ تاکی ز باغِ منست  
 ز خونِ دلم لعس گردد اگر  
 بیا ساقی آن بادۀ لاله گون  
 بمن ده که خون خوردم آرزوست  
 (۹۲۳۴) چرا شاد باشم باین زندگی؟  
 اگر پیرهن را ندانم کفن  
 بجدی پریشانم از روزگار  
 رسد هر زمانم شکستی دگر  
 اگر رازِ دل را برون افکنم  
 و گر آیم از سوزِ دل در سخن  
 درونم چنان پُر شد از دود آه  
 ازین دل که خالی مباد از جنون  
 مگر دهر را سر بسر گیرد آب  
 و رازِ خاک پیکان دمد لاله وار  
 بده ساقی آن یادۀ شعله پوش

خنجرِ دجسته ناله در دناک  
 گرم کن شرابی که در سینه ام  
 غم از تنگی دل بحسان آمده  
 نفس شعله ریزد بدان لب  
 دهم رنگ ز آتشِ سرخ ماه را  
 که گویی برای همین زاده ام  
 شفق قطره خون ز داغِ منست  
 کند کهر با در خیالِ مگذر  
 که چون اشکم آلوده آید بخون  
 به تنگم ز جان مردم آرزوست  
 مرا مرگ بهتر ازین زندگی  
 مبادم بغیر از کفن پیرهن  
 که لذت نمی یابم از لطفِ یار  
 اگر مومبانی شوم سر سر  
 سخن را بگردابِ خون افکنم  
 بسوزد ز تاب ز بانم دهن  
 که امید را در درون نیست راه  
 فغان مست و دیوانه آید برون  
 نگرود بجز حسنه من خراب  
 نگرود بجز پای مرشد فگار  
 که در ساغر از عکس آید بچوش



(۲۳۳ب)

گر آتشی در درونم زند  
 بده می که چون شعله عریان شوم  
 بجای بر آسرو زده مرا  
 ز ساغر بزن شعله در دلم  
 (۲۳۳ب) ز بس جوش خون از دل چاک من  
 بده ساقی آن جام طاقت گداز  
 کیم من؟ غریبی! جگر خواره  
 سری بهیچ چشم بتان در خمار  
 گرفتار شوخی که هر جا دلیست  
 حریفی که هر گوشه صد می پرست  
 نهالی که روید ز بوم و برش  
 بران در گل سبزه عاشقان  
 بوصف لبش گر سخن سر کنم  
 شراب از لبش آید چنان مست شد  
 خوشامن که دارم بگنج گفت  
 سحر که که خیم بیادش ز خواب  
 ازان چشم تنگ ملایک فریب  
 چنان تنگ شد کار بر سینه ام  
 مرا دور ازان طره مشکبار  
 (۲۳۳ب) نفس بسکه پیچیده بر دود آه

(۲۳۳ب)

چو گل جامه در موج خونم زند  
 چراغ دل می پرستان شوم  
 بسوزد ازان می گساره مرا  
 که فردا چو گل سرزند از بگم  
 گلستان آتش شود خاک من  
 که لب را کشایم بافتای راز  
 ز ملک وجود خود آواره  
 دلی چون درون اسیران فکار  
 ازان شوخ در ورطه مشکلات  
 ز چشم دلش گشته مخمور و مست  
 بحر مرگ عاشق نباشد برش  
 خورد آب از دیده خون فتان  
 جهان را پر از لعل و شکر کنم  
 که چون مست دیدارش از دست شد  
 ز شوق رخ او دل چون بهشت  
 بر آید ز چشم هزار آفتاب  
 که آفاق را تنگی آمد نصیب  
 که دم گیر شد آه در سینه ام  
 که شیر از او گشته رشک تبار  
 در آویزد از لب چو مار سیاه

له سر : مشک



چنان روشن است از رخسار گویم  
 چو بر یاد آن غمزه ساغر زخم  
 همه شب بیا و لب آن حسنم  
 چو ست لب او کند گریه سر  
 غمش ریخت در جان اهل نظر  
 شد از حسرت آن لیچین شراب  
 ز شوق لبش لب که بی تاب شد  
 بده ساقی آن مایه سوز حجاب  
 مگر اندکی از غنیم خویشتن  
 که ای بی سبب رفته از پیش من  
 چه بد کرد مرشد؟ چه دیدی از تو  
 ز توبی و فانی گمانم نبود  
 ز عاشق بجز من مشو خشکین  
 مرا محنت بی نصیبی بس است  
 (۲۳۸) بده ساقی آن جام لب یزرا  
 که در خرمین پارسائی زخم  
 خوشا صبح وصل و می خوشگوار  
 خوشا ساقی رند آزاد  
 کزان جام هر ذره ساغر نیست

که از شمع مه تار گردد شبم  
 گل زخم سیاره بر سر زخم  
 لب خود کهنم بوسه تا صبحدم  
 همه شهید ریزد ز مرثکان تر  
 شرابی ز عیش جهان تلخ تر  
 سراپایم از آتش دل کباب  
 سراپای هر شد می ناب شد  
 که بردارد از روی شرم نقاب  
 بگویم آن یار همپایان شکن  
 شده مرهم دیگر و ریش من  
 که چون بخت و دولت رمیدی از تو  
 اگر بود چشم آسپناغم نبود  
 بعدش نظر کن بطورش مبین  
 چه حاجت به چران؟ غمی بس است  
 همان شعله آتش تیز را  
 پس آنکه دم آشنائی زخم  
 خوشا جام می! خاصه از دست یار  
 که از سوز جامی دهد باده  
 و زان باده هر قطره گوهریت

۱. در آ این بیت را به نقاط شک آورده و در آنجا حذف کرده ۱۵: سا: عشق  
 ۲. در آ این بیت به نقاط شک درج است و در آنجا ندارد،



من و عشق و آن ساقی توبه سوز  
 گهی از لبش کاسه پر می کنم  
 من و می که تا یافتم ذوق می  
 که هر که بگویم بسوز درون  
 بهره که مستانه افتم ز پای  
 من آن می پرستم که هرگز سحاب  
 من آن زنده سرمست لایعقلم  
 چنان مستم از گردش چشم یار  
 محرق قلبی خان گردون شکوه  
 ز جامش لبی تر کند گر سحاب  
 (۱۲۳۹) بیام و درش پرتو آفتاب  
 نگه وقت نظاره آن جناب  
 خسته دیاری که بر خاک آن  
 شیش سری گرد آذر کشد  
 هر روز مگانهی که آن تیز دست  
 برگ و لبه این پر خاش گرد  
 آگه گویم از وصف تیغش سخن  
 و اگر تیغ بکین بر کشد از غلاف  
 چو معمار عدلش کند کار سر  
 ز جود کفش ز چنان گشته خوار

(۱۲۳۹)

که چون گردد از چهره مجلس فروز  
 گهی از رخس دیده پر گل کنم  
 وجودم چنان پُر شد از ذوق می  
 ز چشم می تاب آید برون  
 غبارش ز صرصر نخیزد ز جای  
 نبارد بجا کم بغیر از شراب  
 که مستانه خیزد گیاه از انگم  
 که اهل دل از ساغر شه پاد  
 که با علم او ذره هست کوه  
 پر از می شود کاسه های حباب  
 ز بوی می افتاده مست و خراب  
 برون آید از دیده چون آفتاب  
 بود باد از چون نفس گل نشان  
 ز هر شعله شاخ گل سر کشد  
 عدو کش خدکش برون گردشت  
 ز خون چشمهای زره گشت تر  
 بصد پاره گرد زبان در دهن  
 شود چون دل کاف چون فرقان  
 ز هر خشت سازد جهانی دگر  
 که از باب دانش درین روزگار

له در آن این بیت را به نقاط ملک آورده است و در آن ندارد



چنان کرد تعمیر ملک خراب  
به روز مصافش ز جوشش نبرد  
که گر قطره ز ابر گردد جدا  
پناها! نمی گویمت حال خویش  
جهان تا بود مجلس آرازمی  
(۳۹۱) گفت خالی از جام گلگون می

که شد موج بنای قصر حباب  
چنان پُر شود روی عالم ز گرد  
شود مهره گل هم اندر هوا  
که مرهم نگو داند احوال ریش  
فلک تا دید ذوق دلهازمی  
بجام عدویت بحر خون میبارد

(۳۹۱)

ذکر

## حکیم عارف ایچی

ابیات او حکیمانه و منظومات او دانشمندانه است، بطرز قدما حرف می زند و  
مطلق گرد و روش شعرای این جزو زمان نمی گردد، در واردات آن حکیم سخاو  
یک لغت عربی نیست و الفاظ معانی او تمام فارسی واقع شده چنانچه صدق  
این قول ازین سه رباعی که از مخدرات پرده خیال اوست ظاهری شود در رباعی  
گیتی بن خار و نخت من چن خرگوش | او در این سبک تیرنای و من بار به دوش

له ذکر عارف در تذکره بسیار کم یافته می شود، صاحب نفیسه فقط این قدر گفته است که: عارف شاعری بنظر است  
و کلامی دارد و پذیر و آردش را معنی خاص بسیار است و الفاظ تازه بی قیاس است، (بعدها بیت و یک بیت عارف را  
به طریق نمونه کلامش درج نموده) صاحب مخزن العرائف می گوید که او: از معاصران تقی اوحی است (و سه  
بیت از او نقل کرده) و آنچه خوشگو گفته است لطیفش این که در عهد اکبری و جهانگیری بوده است، و در زندان  
در ملک بیگانه وفات یافت سه سه: ایچی (ایچی) -



دندان سگ است و لاش خنجر آخر کار | بر خویش گیر سخت و پیوده کوش

ولم

در دهر چنان بزی که آبت نرود | گل باش و چنان کن که کلابت نرود  
خشت سر خم شو که شرابت نرود | تا از سر تیغ آفتابت نرود

ولم

ای خواجه بزرگ هفت اهرمین پیر | تن را خاکی و جان خود بادی گیر  
آوازه جان درین تن سخت پذیر | چون دامن کوه دان و بانگ پنخیر  
بر رای صواب نمای ارباب دانش و ضمیر عقده کشای اصحاب بنیش پوشیده  
نامد که مشرع کتاب میخانه عبدالبی فخر الزمانی با آن حکیم نکته دان یک سفر در  
هندوستان رفیق بوده درین ایام که به تسوید این اوراق پیشان (۱۲۴۰)  
اشتغال دارد یا او مشغور است، حقیقت حال آن لیل گلستان خیال ازو  
استفسار نموده درین تالیف بر بیاض برد، روزی از روی اتحاد و یگانگی چگونگی  
احوال خود باین ضعیف نقل کرد و گفت: پدرم غیاث الدین علی نام داشت  
و کلام نثر ملک شبانکاره بود و اسم من سراج الدین حسن است، چون تخلص خود  
عارف کرده ام بنا بر آن در عالم به حکیم عارف اشتباه یافته ام، و تولد من در  
ایک که حاکم نشین شبانکاره است واقع شده و در انجالبین رشد و تمیز رسیده  
ام و تا لغایت عدد ابیات من بدو اوده هزار بیت رسیده، و در کتاب  
اندر ز نامه خود که دو هزار و سی صد بیت در بحر شاهنامه برشته نظم درآورده  
ام صفت وطن خود کرده ام این چند بیت از ان ابیات است شغوی  
اگر من دم اندر ستایش زدم | گهر گاه خود را ستایش کنم

طه: آخر در کما درین موضع بیاض است طه و لوله محذوف



جهان را جوانی بآرائش است  
معنیر بهشتی است یزدان سرشت  
نگاری است دل شاد و خرم روان  
فراز آنگیزی است ماوای من  
(۲۴۰ ب) ز بوی گل و باد گنج است گنج  
چو ایگت از گهر بامین نیک بد  
از ایگت شبانکاره دارم نثراد

۵

۱۰

۱۵

نثراد مرا جای سپیدایش است (کذا)  
کز رنگ بو دارد دی بهشت  
تنی دارد از هفت گون پر نیان  
کلاب و شراب اندر و موجزن  
ز نایب داروی رنج است رنج  
از ان قافیه نام او نیک شد (۹)  
کز آبتخور استاده در زیر باد

بعد از خواندن این ابیات باز بر سر حکایت سرگذشت خود آمده گفت که در کودکی  
در مقام انتظام نظم شده بودم گاهی که مصراعی از من سرودی زد بر پدر خود می  
خواندم بسیار خوش وقت می شد و با نزدیکان خود می گفت که اگر سرایج الدین حسن  
از ذوق شعر گفتن باز نماند و جهان را پاره برگردد ترقی بسیار می کند و شهره آفاق  
می شود این اندرز پدر از آن روز بر لوح دل من کالفتش فی الجمله همیشه مشق  
شعر گفتن و در سفتن می نمودم و هر چه می گفتم مکرر بر آن می گشتم و خاطر از آن  
جمع می کردم بعد از آن بر بیاض می بردم تا آنکه بعد از مدتی پدرم و طبیعت  
حیات را بموکلان قضا و قدر سپرد و برادرم اسیر (اشیر؟) الدین حسن بجای  
نذر کلانتر ایگت شبانکاره شد و بشومی حب جاه و دنیوی مهر برداری را بر طاق  
نسیان گذاشته بامن ناسازگاری آغاز کرد

له در سانس بجای بلن ردایت این شعر در هر دو نسخه مضطرب است، له بقول صاحب غیاث اللغات زیر باد  
نام شهریست قریب به حدود جنگال، و بلاکین (ص ۶۱) بحواله کرنل یول می گوید که در اصطلاح اهل ملایا مالک  
و جزائر که در مشرق سمارة واقع اند موسوم اند به "باوه انگین" که زیر باد (Khadir) ترجمه اوست  
ظاهر ارماد مصنف از صوبه بهار است که آنجا مقیم بود



من خود مدتی بود که اراده سیفر کلا داشتیم و اکثر اوقات سودای مسافرت بر  
سرم می زد، مخالفت برادر باعث جهان گردی و بانی گیتی نوردی من گردید در  
سن بیست و هشت سالگی از وطن برآمده قدم در (۱۲۴۱) جاده سیاحت نهادم  
اول گشت کرمان و یزد که نزدیک بسکتم بود کردم بعد از اندک توقفی از ان بلاد  
بر آمدم و از راه بیابان کرک و سیستان روانه هندوستان شدم،

(۱۲۴۱)

چون بطلب رسیدم ملکی دیدم بغایت آبادان و معمور و بلادی مشاهده کردم  
از برای آسایش و رفاهیت بی نهایت مطبوع، با خود قرار دادم که تمام عمر  
درین دیار صرف نمایم، القصة در هند بسیاری مشغول شدم، در هر شهری که  
می رسیدم با اعیان و نکته سخنان آنجا چند روزی محالطت می نمودم و از ان  
مردم بهره برداشته از ان بلده بر می آمدم تا آنکه پاره در سخنوری اشتها  
یافتم، و به تقریبی در مجلس شاهزاده نامدار سپهر اقتدار زینت ده افسر و دهم شاهزاده  
سلطان سلیم ذکر سخنوری و نقل نکته پروری من واقع شد،

۱۰

چون این خبر بمن رسید احرام آستان بوسی آن درگاه بر میان جان  
بسته روانه آله آباد شدم، بعد از سعادت بساط بوسی محفل عظمت و شوکت  
نور حقیقه جهان بینی، در صدف کشورستانی داخل بندگان آن شاهزاده  
عالی مقدار شدم و قضایه غرا در مدح ممدوح خود گفتم، بعد از اندک ایامی بخت  
از من بر میزد جمعی از معاندان از روی حق و حد بغرض ایستادگان آن بارگاه  
رسانیدند که حکیم عارف (۱۲۴۱ ب) اول شاهزاده دانیال را ملازمت کرده  
بعد از ان در بندگی شما آمده، آن حضرت ازین رهگذر مرا از نظر انداخت و  
در قلعه باند و عیس فرمود،

۱۵

(۱۲۴۱ ب)

۲۰

له کذا در آن و آن، ظاهرا قلعه بود در سرکار آله آباد،



قریب به دو سال در آن حصن در قید بودم بعد از انقضای این مدت  
ایزد تعالی آن شاهزاده عالی قدر را بر من مهربان گردانید تا از تفسیر من  
گذشت و این نحیف را از بند برآورده با لطافت خسروانه و اعطاف ملوکانه  
سرافراز و مغفرت گردانید و همان روز بدیوانیان عظام حکم عالی صادر شد که بجهت  
وجه معیشت من علوفه مقرر فرمایند غرض که پنج سال دیگر در خدمت شاهزاده ماندم  
باز هوای سیر سفر در بهرم جلوه گر شد از آله آباد فرار نموده بدر الحاقه اگره  
اکرم از استمداد اختر بلند و بدست یاری طالع ارجمند بعبادت آستان لوسی  
بادشاه کامگار نامدار شهریار جهان بخش جهان دار فرمان روای بحر و بر جلال الدین  
اکبر بادشاه غازی مستعد گردیدم آن شهنشاه فیروز بخت و آن رونق فرای تلج  
و تخت مرا داخل مداحان خود ساخت و وظیفه فراق و حال من مقرر فرمود پنج  
سال دیگر در خدمت آن بادشاه آسمان جاه ماندم

چون از گردش گردون دون و از نیرنگ گوناگون این گنبد بوقلمون در سینه  
شان عشر و الف دارای هندوستان (۱۲۴۲) جهان فانی را وداع کرده  
بعالم باقی خرامید و شاهزاده سلطان سلیم از عنایت بی غایت الهی خطاب  
ظلال الهی یافت و بجای پدر بر تخت سلطنت نشسته نوبت جهانگیری جهانگیری  
فرود گفت و جهان از فروغ احسان شاهنشاهی و نور عدل جهانگیر پادشاهی چون  
دل قدسیان روشنی گرفت و روی پیر زال روزگار از زمین داد گسری رعیت  
پروری این شهریار یوسف طلعت چون چهره زلیخا بار دیگر طراوت جوانی  
پذیرفت بیت

جوان شد بار دیگر عالم پیر | بعهد شاه نورالدین جهانگیر  
در غاطم چنان خطور کرد که مباد آن حضرت از مرفرا آله آباد در سدد آزار



من شود و بار دیگر این کینه را محبوس فرماید از آگره به برهان پور روان شدم  
و از اینجا به گلکنده رفتم و شهنشاه عالی جاه محمد قلی قطب شاه را ملازمت کردم  
و قصیده در مدح او گفته ره آورد گذرانیدم، بعد از استماع این قصیده آن  
بادشاه عالی جاه صله لایقی بمن عنایت فرمود، بعد از آن از دکن بر آمدم  
و از راه دریا به تهرمز و از تهرمز بوطن خود رفتم و مدت پنج سال در ایک  
رحل اقامت انداختم،

بعد از امتداد این مدت باز زمانه میان من و اقر با طرح جدائی انداخت  
دیگر باره از مسکن خود مفارقت کرده بگشت عراق آمدم، (۲۴۲ ب) بعد  
از اتمام سیر عراق به خراسان رفتم، تمام آن ملک را گردیدم و از اینجا بقتدیار  
شده دیگر باره به هندوستان که منزل عافیت هنرمندان و سرای راحت  
خردمندان است آمدم و در دار الخلافه آگره بشرف بساط بوسی محفل جاه  
و جلال، بادشاه فریدون فراسکندر اقبال، خدیو جهانگیر عالم پناه، شاه نورالدین  
محمد جهانگیر بادشاه مشرف شدم، آن شهریار گردون اقتدار مرادر میان  
اشال و اقران مفتخر ساخت و از کرم جلی که با این بادشاه عادل رحیم کریم  
بود تقصیر گذشته را بر روی این عاصی نیاورد و خطای گریختن را آباد را باین  
بنده شرمنده عفو فرمود،

بعد از مدتی ازین جم جم جاه انجم سپاه مرخص شده بیاحت هند مشغول  
شدم، کم جا از هند مانده باشم که من ندیده باشم، هنگام سیاری به هند  
رسیدم، رایات جلال جهانگیری بعز و اقبال در آن سرزمین نزول اجلال فرمود

له: محمد قلی بیگ قطب شاه، محمد قلی قطب شاه از هند به تهرمز فرماید از آگره به برهان پور روان شدم،











بسی ریزم از بینی حنانه خون  
 (۱۲۴۴) شکر بر شام ز منتقد زارغ  
 من از پرده این سیاه دوسر  
 ستاره در شام از گنج عسار  
 چو از خم نلی در عشان نبس  
 من از نوک این خامه از رنگ قار  
 که یزدان نگار اندرین میت سرا  
 درین دیر شادی کش غم فزای  
 من و باده و ترک یاران باد  
 سر باد پیا درین کارزار  
 مرا هم سرانند سر پر ز باد  
 بجز باده هر چیز خاکست و زشت  
 چنان باد را باید آبی چنین  
 می گرم باید دم سرد را  
 کز اندیشه گردد گرد آسیا  
 که چندی بترک کبود آسیا  
 (۱۲۴۵) فروغی ندارد سر باد خور  
 گر این آب گردان کند آس من  
 که باشد مرا زندگانی دوبار  
 می سرخ در ساعه شاهوار

۵۷

۱۰

۱۵

۲۰

که تا گنجی از زنده آرم برون  
 که شیرین کنم کام مرغان باغ  
 پدید آورم پیکر ماه و خور  
 کنم روز روشن ز تار یک سار  
 چو پستان زنگی و شیر سفید  
 نگاری کنم رشک ایزد نگار  
 پرستش گر آید نگار مرا  
 می تلخ باید بست دلربای  
 گره بی می از کار نتوان کشاد  
 یکی پای مزدور باشد بکار  
 سر باد پیا بود خام باد  
 که بی باده زمین بادتوان گذشت  
 بدامان این آسیای برین  
 کزان آب بنشام این گرد را  
 سفیدی کند موی بر طاس ما  
 کند آب رخنده مشکین گیا (۹)  
 اگر ترک بهرام و ماهست خور  
 سیاهی کند موی بر طاس من  
 بر دوز جوانی می اندر بهار  
 حبابان گلگون در و غنچه وار

۲۴۴)

۲۴۴) ب)

له تا: در افشام له تا: ز له تا: پر له تا: بسکین له تا: بر



باندازه جشن گاه جهان  
 بمن ده درین جشن خرم بهار  
 که دامن گه خاک گلشن کند  
 ز هر گوهری باده دانا تر است  
 اگر ابر ازو مایه داری کنند  
 می ده بمن تلخ و تیز و پگاه  
 بهار آن می تلخ چون چشم یار  
 گهر گیرد از بحر و از کوه تیغ  
 شرابی که چون اوج گیرد جای  
 هوا تاب گیرد ز دو آفتاب  
 به پیرام این اوج خنجر کشد  
 (۱۲۳۵) می گویم بجد گشت آورد  
 قدح روی دشتی کند لاله زار  
 بجام اندرون آب باشد به تیغ  
 بمن بخش از آن آب شگرف رنگ  
 می دانش افزای پندار سوز  
 بمن ده که می شیر سرخ منست  
 به نیروی این جُزعه شیر پر  
 منم اصفهان تا نمود منست  
 چنان زو بخاری بر آرم بخت

(۱۲۳۵)

بود دست گلچین لب شاهدان  
 شرابی چو رنگ گل و بوی یار  
 شب تیره را روز روشن کند  
 که پندار سوز و خرد پرور است  
 جهان را از جان آبیاری کند  
 که دم را کنم چون دم بامگاه  
 که شیرین کند زهر در کام مار  
 چو مرجان کند اشک در چشم میغ  
 بگیرد ز پرنده اوج همای  
 زمین مایه پیا شود از دو آب  
 که گیرانش از زیر ران در کشد  
 به دی ماه اردی بهشت آورد  
 هوا لخت ابری کند ز لاله بار  
 بمغز اندرون ماه باشد بمغ  
 که بدخواه ناموس و نامست و تنگ  
 که شب را بپوشد بدیای روز  
 بیدان من مرد شیر افکن است  
 نهم بار بر گردن شیر نر  
 می مشکبو زنده رود منست  
 که ز آب گیرد در و بوم و دشت

لله: نیز به این بیت را در آیه نقاشی آورده است و در آنجا ندارد سه: رد ،



سرشکی چکاند برین خاک زیر  
 کزین آب یک رنگ مرد آزمای  
 وزین آتش تیز رو چون خدنگ  
 از ان می که گلزار رنگست و بوی  
 خرد را پیام از خدای آورد  
 بده ساقی آن آتش آب رنگ  
 (۲۴۵ ب) می چون زروا در دشت  
 می چون هنر در سر انگشت مرد  
 می که نه همچون خرد های پیر  
 می تیز در ساعس تیز گرد  
 بساغر چو خورشید رخشان بمیغ  
 بشیشه چو بوی گل اندر گلاب  
 به پیمانه چون فوج لاله بموج  
 خرد زندگان زنده اند از سه جان  
 بجز مرد و دانش درین زیر کشک  
 می لعل این جشن گاه و قدیم

۵

۱۰

۱۵

که آتش کند آب در آبگیر  
 دو رنگی بشویم ز چرخ دوتای  
 هوارا کنیم جوشتن لعل رنگ  
 خرد راست پیغمبر راست گوی  
 پیام خرد آشنای آورد  
 کزین آب آتش گریزد ز سنگ  
 (۲۴۵ ب) دهان مرا چون ز دینار دشت  
 توانای چون آب در پشت مرد  
 به مانند جان جوان شیر گیر  
 چو خورشید بر چرخه لاورد  
 بر آورده از آب رخشده تیغ  
 چو با ابر گوهر چو با تیغ آب  
 بمغز اندرون همچو پروین به اوج  
 روان می و دانش رسته روان  
 بود زنده لیکن بیک جان خشک  
 سزاوار شاه است و رند و حکیم

(۲۴۵ ب)

بمن ده می همچو پولاد هستند  
 که طبع حکیم است و شاه است و رند



# ذکر

## مولانا دوستی سمرقندی

عالی متبحر و فاضلی متفح است، مشهود این اوراق پریشان بخدمت آن زبده  
نکته سبحان ز سیه فاما یکی از دوستان یکتا او بر خورده، و مجلی از احوال او  
از روی تاکید تحقیق نموده درین تسوید مرقوم قلم شکسته رقم گردانید

بر رای انور (۱۲۴۶) ارباب هنر پوشیده نماند که مولانا دوستی سید  
است و یکی از اشرف زادبای سمرقند است، در وطن خود بس رشد و تمیز رسید  
و تحصیل علوم دینی نموده است، بعد از آن بحسب تقدیر ایندی دل از حب  
وطن برداشته قدم در بادی مسافرت گذاشته و در هنگام سیر سفر به هندوستان  
که رونق ده هنرمندان و نشو و نما دهنده خردمندان است آمده و از استمداد  
بخت بلند و قوت طالع ارجمند بشرف خدمت و در صدق شرف سیادت و  
نقابیت، اختر برج سخاوت و شجاعت، خان کریم، صاحب فر هنگ،  
عبدالله خان فیروز جنگ مشرف شد، آن خان قدردان از روی  
امتیاز و قدردانی در اعزاز و اکرام میر دوستی کوشیده او را در خدمت  
خود نگاه داشت، و مدت مدید آن عزیز در ملازمت خان فیروز جنگ  
ماند و قصاید غرا در مدح او گفت و در سفر و حضر همه جا در بندگی مخدوم خود

ذکر صاحب این ترجمه به پیچ جا فادیده نه شد

رجوع کنید به صفحه ۲۸۴ حاشیه نمرة ۵



بسری بود تا وقتی که در آخر سنه خمس و عشرين و الف خان مذکور در رکاب  
 شاهزاده سلیمان سریر، سکندر تدبیر رونق گلستان معدلت و کامرانی،  
 زینت بوستان دولت و جهانبانی، شاهزاده معظم و مکرم سلطان خرم  
 به دکن به قصد تسخیر ملک عتبر رفت، در آن سال هم در آن سفر در برهان پور  
 حقیقت داشتند (۲۴۶ ب) ستم قد به تقریبی به عرض شاهزاده عالمیان رسید  
 او را از روی خواهش از خان فیروز جنگ گرفته در جرکه بساط بوسان خود  
 در آورد الحال در خدمت آن شاهزاده عالی مقدار است، همدین سال  
 پیش از آنکه داخل بندگان شاهزاده عالمیان شود دیوان خود را بمصوب  
 یکی از مردم اهل بدار العیش کشمیر فرستاده بود در آن بلده دلپذیر منظومات او  
 بنظر این کمترین در آمد، از قصیده و غزل و مثنوی قریب به هشت هزار بیت است  
 که بر بیاض برده و خطبه و اشتمندانه بران نوشته است؛ الحق که آن دیوان اشعار  
 خوب و ابیات مرغوب دارد، بعد از حمد الهی و نعت حضرت رسالت  
 پناهی اکثر قصاید و مثنویات خود را بنام خان فیروز جنگ با انجام رسانده  
 و اکثر جا اظهار رضامندی نموده، ایزد متعال وجود شریف و عنصر لطیف  
 این خان قدردان را از جمیع آفات در حفظ و امان خود داراد! بالنبی و  
 آله الامجاد!

## ساقی نامه مولانا دوستی

سری در سر پرده غم کنیم  
 در خلوت نامرادی زنیم  
 اگر غم بود به ز شادی بود

بیاتامشای عالم کنیم  
 صلای و داعی بشادی زنیم  
 مرادی که از نامرادی بود



(۱۲۴) و هوس در دلم گشته خلوت نشین  
 ز لب سیل غم از دلم تاب برود  
 چو من کیست اکنون ز درخ خار  
 بده می که تاب و توانم نماند  
 ازان می که فی رنگ دارد نه بو  
 مغنی ز بگدشتگان یاد کن  
 عروسی که از نغمه در پرده است  
 با گشت مضراب بکشتای بند  
 سرودی شود چون نوای دو تاد  
 به مجلس ز مطرب تر تم خوش است  
 بسی گشت این جام از می تهی  
 ازین اول و آخر بی شمار  
 یکی پی بمقصود اصلی نه برد  
 جز آنکه سرست ساقی شدند  
 می باز نام و نشان فایده است  
 به بتخانه توبه باشد خلیل  
 اگر بوی زین می رسد در مشام  
 نه یوسف ز دل بگذردنی همک  
 چه حاصل ز فرش تو بر بام عرش  
 چو این تاب آتش بساغر شود

ز من آرزو گشته عزلت نشین  
 ز چشم جهان خواب را آب بود  
 ز نویدی خویش امید واد  
 چه تاب و توان بلکه جام نماند  
 نه در جام گنجد نه اندر سبو  
 حریفان آینه را شاد کن  
 با سنگ عشاق پرورده است  
 بکش پرده از روی آن ارجبند  
 سری از گریبان مستی بر آر  
 بد انسان که عالم بگردم خوش است  
 چو تسبیح در ابتدا مستی  
 ازین رفتن روز و شبهای تار  
 بهما بخا بزد و بهما بخا ببرد  
 قدح برگرفتند و باقی شدند  
 خمارش ازین و ازان فارغ است  
 بفرعون هستی بود و وکیل  
 وز و کار عالم نگر دد تمام  
 نه عیسی بخاطر رسدنی فلک  
 می کش که فی عرش دانی نه فرش  
 ز تمثال ماهی سمندر شود

له: ازین می برد ۱۲۴ کذا در آ و سها ظاهرا در اصل 'یونس' باشد ۱۲۴: جام: تا: بام



ز قندیل فارغ شود خانه آتش  
 دو خادم مرا هست در صبح و شام  
 بدین گونه حشمت مرا خواب چند  
 نه خضرم که آب حیاتم دهند  
 نه نوحم که چون رخ براه آورم  
 نه موسی که چون گرد اسباب گشت  
 نه آن آتشی که چو او بر فروخت  
 خلیلم ولی گاشتم آتش است  
 همان ز آتش زاده از آب تاک  
 چه آبی ز آتش فرو زنده تر  
 (۱۲۴۸) بیخانه کش غیرت گلشن است  
 اگر سوز نبود چه نسرين چه باغ کذا  
 مگر نشاء تاک هم دیده است  
 کسی کو کشد زین می خوشگوار  
 بجای می که از مهر دارد فلک  
 بکیوان بر آیم بر ویر شراب  
 نه حل کرده مهر در کام ماست  
 ز گستاخی آرزو مرده ام  
 می ده که اینها ز یادم برد  
 می فارغ از صوت جوش و خر و خش

که قندیل نورست پیما آتش  
 یکی مرگ نام و دیگر صور نام  
 بقانون عشاق مضراب چند  
 دو روزی ز مردن بجا تم دهند  
 ز طوفان بکشتی پناه آورم  
 ز حیرانیش طور سیما بگشت  
 هر آن کو بر فروخت خود را بخت  
 دلم را ز گلشن با تش خوش است  
 فرح بخش جان و دل دردناک  
 برو دل ز کبریت سوزنده تر  
 بهر گوشه صد وادی ایمین است  
 (۱۲۴۸) اگر می نباشد چه صحرایچه باغ کذا  
 که مستانه بر سینه پیچیده است  
 نیاید برو کارگر زهر مار  
 بدردی کشان گر بر آید ملک [؟]  
 زخم شیشه اش بر سر آفتاب  
 که خورشید در دت جام ماست  
 ز بی صبری ذوق افسرده ام  
 خیال هموس از نهادم برد  
 که باشد از و بهره در چشم و گوش

(۱۲۴۸)

۵

۱۰

۱۵

۲۰

سه تا: بروز

سه تا: چشمت به این بیت راجع ندارد



می مستی هوشیاری درو  
 ز سجاده بر آب کردن نماز  
 رسیدن با عجز روح الهی  
 چو یوسف بزبون گشتن از قعر چاه  
 همه اسم و رسمت و نام و نشان  
 (۲۳۸ ب) بیات بر منزل دل رسیم  
 عجب کشتی شور طوفان درو  
 کس از زهر هرگز نشد کامیاب  
 لبالب چو ساغر ز صهباشو  
 ز مستی غرض ترک ننگ است نام  
 چه حاصل که چون شیشه پرمی شوی  
 ازین آب گلزنک آتش اثر  
 بیک جرعه سر تا قدم دل شوی  
 درین مجلس آنان که جا ساختند  
 بعالم چو گوی فلک فرد باش  
 قراری که از بیقراری بود  
 و گرنی چرا چرخ گردون لقب  
 بیات تا دگر نامزادی کنسیم  
 بعشرت که بیستریاری رویم  
 بگیریم از ان بزم خونین قدح

(۲۳۸ ب)

می جذبه بیقراری درو  
 شدن چون گیس بر هوا چاره ساز  
 نشستن برین طایر خمر گهی  
 بمصر نبوت شدن بادشاه  
 ۵ بجز جرعه باده ارغوان  
 ز کشتی می تا بساحل رسیم  
 بهر قطره صد نوح حیران درو  
 بلی تشنگی نشکند از سراب  
 ۱۰ گرت ذوق می نیست رسوا مشو  
 ندانسته پرمی مشو همچو جام  
 اگر غافل از نشاء وی شوی  
 دران دم که گردی ز خود بیخبر  
 پس از سوختن شمع محفل شوی  
 چو شمع از قف جوش بگداختند  
 ۱۵ بیک جای بنشین و در گرد باش  
 به از دولت کامگاری بود  
 نه در روز آرام دارد نه شب  
 بغم خوش بر آیم و شادی کنیم  
 بر منزل جان سپاری رویم  
 ۲۰ کز وعسم تراود بجای فرج

له ساء بر هوا چون گیس ' له ساء : طراود



(۱۲۴۹) چو از نیستی ترک هستی کنیم  
 چو دیوانه رفته از خویش تن  
 درینا بهر بار جوانی نماند  
 چمن سبز گردید گلها شگفت  
 برهن طریق مسلمان گرفت  
 گریبان صد پاره دیگر نشد  
 بلی از رفو گر چه گشتی درست  
 مرا چاک دل تا به دامن خوش است  
 گریبان جان را رفو آرزوست  
 اگر دیده گریبان بود بار اوست  
 یکی ناله کز عی غم بود  
 منفعتی بیا نغمه انگیز کن  
 که عمریت افتاده ام در خار  
 بیاور می لعل دیرینه را  
 (۱۲۴۹ ب) که با اود می دست بازی کنیم  
 پس آنکه بدرگاه والا رویم  
 سهر پر دلان خان فیروز جنگ  
 قضا را بسباید که نازد باو  
 برو ختم ز ایل کرم سردوی  
 جهان سرخون از شادی جام اوست

بکاشانه عقل مستی کنیم  
 نه زاهد شناسیم و نی برهن  
 بدل مایه شادمانی نماند  
 چو روی حریفان ز صهباشگفت  
 مسلمان ره بت پرستان گرفت  
 بر توبه هرگز رفوگر نشد  
 نکشتی بد انسان که بودی سخت  
 بر آور رفو زخم سوزن خوش است  
 که باز از پی پاره کردن نکوست  
 و گر دل در افغان رود کار اوست  
 به از شادی جمله عالم بود  
 یکی آتش مستیم تیز کن  
 سری از هوس مانده دستی ز کار  
 عروس شب عید آدینه را  
 ز دنیای دون بی نیازی کنیم  
 بان قبله گاه معسلا رویم  
 بصحرای شیر بد ریاهنگ  
 قدر را سزد گر بسازد باو  
 چو بر مصطفی نعت پیغمبری  
 چه گویم چه عشرت در ایام اوست

ساده آه برده در میان این بیت و بیت دیگر تقدیم و تاخیر است



می دوق در شیشه اش منروی است  
 ز فیض شش شرابی که نبود بری  
 انا الحق در آن لحظه منصور بود  
 چه فیضت در نثار جام او  
 ز تاثیر این باده در کاینات  
 ز تصویر جامش در اقصای چین  
 ز برزش که جموعه بیغمی است  
 ز بانه چنان نغمه گوشش کرد  
 مدامش می خرمی نوشش بادا  
 (۱۲۵۰) نشاط جهان باد جاوید از و  
 بده ساقی آن خصم اندوه را  
 گل و جام و ساغر طفیل گلست  
 در ایام هجر از گلستان چه حظ  
 چه شد زخم اگر زیر هر هم بود  
 سروتن همه نقش آب و گل است  
 بهر سو بناها ز مسجد بسی است  
 به آئین ارباب طاعت به بین  
 مخالف بهم چون قیام و قعود  
 درین بوالفضولان مجو اتفاق  
 اگر صایمی وقف در یوزده

(۱۲۵۰)

وزو بازوی عیش و عشرت قویست  
 دمامم بگوثر گمشد کوثری  
 که در وحدت جام مستور بود  
 که مستی است عالم در ایام او  
 شود قبله عارفان سونمات  
 ز دیوار صورت قند بر زمین  
 و زو فصل نوروز را ختمی است  
 که غم را بکلی فراموش کرد  
 عودش فراغت در آغوش بادا  
 که جز غم کسی نیست نوید از و  
 حریفی که از جبار دگرده را  
 ازین جمله مقصود اصلی دل است  
 اگر گل نباشد زیشان چه حظ  
 ز درونش چو در سینه صد غم بود  
 ز هستی خدا را نظر بر دل است  
 ولی قبله هر جا که باشد بلی است  
 با وضاع اهل سعادت به بین  
 مبرا ز هم چون رکوع و سجود  
 اگر اتفاقی بود در نفاق  
 در آن رونه چون طفل سی روزه

له بعدش در سحر افزوده : دمامم ز بدستی جان من ز خود پاره گردد گریبان من



چو تسبیح در دست مردم گردد  
 مشو نقل مجلس چو تسبیح خویش  
 بمیخانه بنشین حجازی مباحش  
 درین خانه نبود قیام و قعود  
 (۲۵ ب) بود طاعت می پرستان نیاز  
 ز ما و منی کز دینی زاده اند  
 تفاوت درین خانه دستور نیست  
 درین کعبه یکسان بود پیش و کم  
 تو چون لقمه در کام آهنگ باش  
 اگر رنگ بت را نمی ساخت کم  
 دریغ که مست است هشیاریم  
 دریغ که بگذشت روز شباب  
 ز بیداری خوش و زین خواب مست  
 خوش آن بی سرو پا که از دست رفت  
 دگر دوستی دست از جهان بشوی  
 دلم از مقیمان درگاه تست  
 چه مست و چه هشیار در صبح و شام

تو شیطان آدم چو گندم گردد  
 مگردانش از بهر ترجیح خویش  
 چو طفلان مکتب بازی مباحش  
 بشو، بچوستان سراپا سجود  
 سرود مغنیش بانگ مناز  
 بیک جرعه می دور افتاده اند  
 درو نیستی نیز منظور نیست  
 ز هر در که آئی روی در حرم  
 بمی گرد یک رنگ و بیرنگ باش  
 چرا لعل را کس نکردی صنم  
 دریغ که خوابت بیداریم  
 زمانی بمستی زمانی بخواب  
 دریغ که چیزی نیامد بدست  
 چو دیوانه خواب آمد و مست رفت  
 بدل آنچه داری بستی بگویی  
 اگر نیک اگر بد هوا خواه تست  
 دعای تو گوید دگر و السلام

له : نیرنگ



# ذکر مولانا و صلی

مؤلف کتاب میخانه و مسود این ابیات مستانه شش ماه با و صلی در هندوستان  
هم سفر بود، پاره از احوال او (۱۲۵۱) تحقیق نموده درین تالیف بریاض برد،

(۱۲۵۱)

بر رای مهر انجملای ارباب دانش پوشیده نماند که آن مجموعه سخنوری از سادات  
طباطبائی شیراز است و این طباطبای \* لقب سلسله ایشان است و این قبیله  
را مردم فارس تمام در سیادت صحیح النسب می دانند پدرش در وطن بمبئی نین

اشتهار دارد، نام و صلی میر نعمت الله است، در آن وقت که مولانا مرشد  
بر و جردی به شیراز آمد و در اینجا نشو و نما یافت میر نعمت الله شاگردی او  
اختیار کرد و مدتی با او بسر برد تا طبیعت را از صحبت سخنور بر و جرد بمرتبه  
موز و نیت رسانید مصراع

کمال بمنشین در وی اثر کرد

شوق شعر گفتن و ذوق در سفتن او را بوادی تلقی انداخت چنانچه در صغرن  
اکثر کتب فارسی را مطالعه کرد و بمرتبه تحقیق لغات عربی و فارسی و پهلوی نمود  
که درین جزو زمان درین فن عدیل خود ندارد و بحدی از اصطلاح جزوی  
و کلی متقدمات و متاخرین با خبر گردیده که هر گل و گیاهی که از زمین می روید  
از نام و نشان و خاصیت و منفعت و مضرت آن بهر زبان اطلاع دارد،

سه ترجمه و صلی جای دیگر یافته نشد اما صاحب اثر الامرا (۳: ۳۴۷) اطرا را ذکر او کرده است  
سه و ده: تبتای شیراز است و این تبتای، سه و: اصلاح، تصحیح از روی آ،



بعضی از اشعار او خالی از زحمه نیست، تا آن وقت که این ضعیف او را دید  
 قریب بچهار هزار بیت از قصیده و غزل و مثنوی (۲۵۱ ب) متفرقه داشت  
 فاما دیوان ترتیب نداده بود

وقتی که استادش از فارس به هند آمد و در خدمت میرزا آغازی ترقی کرد  
 و خطاب مرشد خانی یافت او را طلبید، او نیز بدل گرمی طلب استاد خود  
 از مسکن ملک سند آمد، قصیده در مدح زبده دودمان ترخانان میرزا آغازی  
 گفته بوسیله مرشد خان بر سبیل ره آورد بران قدر دان سخنوران گذرانید،  
 میرزای مذکور التفات بسیار به وصلی کرد او را در جرگه ملازمان خود در آورد  
 و خدمات عمده در ملک سند بدو فرمود، چون مدتی برین برآمد چراغ دوده  
 ترخانان از صرصر حوادث زمان در قندکار فرو مرد و مردم او پراکنده شدند  
 میر نعمت الله نیز از ملک سند به اجمیر هندی آمد و در آن ایام آن بلده مخیم  
 سرادقات جاه و جلال بادشاه جهانگیر بلند اقبال شده بود پاره از اینجا تردد  
 کرد چون نقش او موافق مطلب نشست بنا بر آن عزم سفر پنجاب جزم کرد،  
 جامع این اوراق پریشان نیز در آن وقت با او رفیق شد و از راه نارتول  
 بمرافقت میرند بورد به لاهور آمد چنانچه حقیقت آن سیر و سفر بمقتضی وقت رقم  
 زده ملک بیان خواهد گشت

القصه بعد از اندک توقیفی مخلص را و دایع نموده (۲۵۲ ا) از آن بلده  
 برآمد [و] بجانب بنگلش روان شد و در اینجا به ال دواخان ولد جلال الدین  
 افغان که به پسر جلاله اشتہار دارد برخورد و در آن روز با خان مذکور بموجب  
 قول مبارک حضرت خلافت پناهی ترک تردد و سرکشی نموده روانه درگاه عرش

سلطه رجوع کنیده باثر انرا بموضع مذکور متخلص او که اینجا واصلی، طبع شده غالباً ضعیف و صلی است (۲۵۲ ب) دارد



اشتباه جهانگیری بود و صلی را از روی خواستش تمام تسلیم نموده و شغل و کالت خود را بدو مفوض داشته او را همراه خود پیرایه سر بر سلطنت مصیر آورد، بعد از سعادت استان بوسی آن عتبه عالی بلطف و مرحمت شاهنشاهی و عنایت بی نهایت جهانگیر بادشاهی سراز شده خطاب رشید خانی یافت، بعد از اندک استقراری تجم جاه انجم سپاه رشید خان را کوکی خان عالی شان مهابت خان ساخته در آخر سنه سته عشرین و الف از مند و باز بجانب بگلش مرخص فرمود، میر نعمت الله در خدمت مخدوم خود بدان طرف عود نمود، از ان تاریخ تا لغایه که سنه ثمان عشرین و الف است دیگر خبری از احوال آن فرهنگ دانش و نکته پروری باین ضعیف نرسیده

چون ساقی نامه او زیاده از سه بیت بدست این حقیر نیاید بنا بران قصیده که در مدح میرزا غازی بر سبیل ره آورد گفته داخل جمع این اوراق (۲۵۲ ب) پریشان نمود امید که منظور نظر کمیاب اثر ارباب هنر گردد

### ساقی نامه

صراحی چو بردارد از رخ نقاب	افروشد زمین بر فلک آفتاب
بیات و داغی به می ترکسیم	رگ شیشه را تازه نشتر کنیم
یده ای دوا ی دل خستگان	شرابی که افتد یقین در گمان

۱۵۴: سلطنت میر، ۱۵۳: خلافت میر ۱۵۲ رجوع کنید به توزک جهانگیری ص ۱۹۳، و  
ناثر الامراج ۲ ص ۲۳۵، ۱۵۲ رجوع کنید به توزک جهانگیری ص ۱۹۹ سطر ۸ غایب در ابتدای  
ذی قعدة ۱۲۰۸ مهابت خان بخدمت صوبه کابل و بگلش رخصت یافت



قصیده که وصلی در مدح میرزا غازی ترخان گفته اینست :-

وقت آنست کنون از اثر باد شمال  
قوت نامیش بدر کند در ساعت  
در هوا ریشه زند از مدد فصل ربیع  
شود از فیض هوا بسز و گل آرد بیرون  
در هوا قطره خون گل شود از فیض بهار  
نارسیده بزین لعل بدخشان گردد  
شود از لطف هوا سبتر از خطبتان  
در چنین فصل که عکس گهر از سینه کان  
سیرستان تو و پای خمی که حملش  
من و آن می که نسیم آرد برساند بویش  
من و آن می که اگر پر پوتش افتد بچمن  
خنده بر جام جم و ساغر خورشید تند  
گوهر مدح شهنشاه بساحل فلکند  
شاه غازی که ز بهر فرستش هر سیر ماه  
ای جوادی که اگر تربیت چرخ گیتی  
جان ز تیغش بر خنجر صید جیل و فن  
جو در غمید تو بر خاست بنوعی که دگر  
عاقبت افتد بر خاک ندلت چونکه

سبز گرد و به رخ حور و شان از خال  
گر تو بر خاک چمن نقش کنی شکل بهال  
شیر گریخته کند راست پی صید غزال  
قرعه بر تخته خاک آرد فلکی از پی فال  
گر مریض از پی صحت بکشاید قیال  
دانه که شود امروز جدا از غریبال  
باغبان گر بمش تخم نشاند ز زکات  
شعله ور کرد و چون شمع ز فانوس خیال  
نه بر در راه بکاشانه زمستی حمال  
شخص را سایه زمستی نرود از دنبال  
(۱۲۵۳) لب گلبن زند از غنچه سر ایاختال  
شیشه که از می گلزنک بود مالا مال  
در از پی آن رقص کند زال\* (۹)  
آسمان لعل ز راند و دفرستد ز بلال  
آفتابش نکند تا باید میل زوال  
گر در آینه گریزد بمش چون تمثال  
ظلم بر ساق بتان هم نرود از خلخال  
خشم جا بهت کند از جای بچشم اقبال

سکه که در آدس ۵ که ادر آدس ۳ آ : جمال ۴ روایت این مصرعه منقول است در آدس که در کتاب  
طور: مدارانی بی آن رقص کند دال و در آ این مصرعه را به نقاشک آورده است :



ناوک تو کندش تا در دل استقبال  
روی دریا نشود زین پس بچین شمال  
شعله خود تو از بس که ز آتش بجمال  
آن خبری تو که ناخوانده بدانی احوال  
که کند طبع خداوند جهان خوش حال  
تا بود از می و معشوق سخن در اقوال

هر عددی که در آید بديارت پی جنگ  
بس که در عهد تو منسوخ بود چنین  
گر بکاو ندیابند جز اسگر از کان  
در ددل را چه بد شرح بمنست صلی  
ختم کردم که حدیثم نبود قابل آن  
مجلس شاه جهان بی می و معشوق مباد

ذکر

## والی وادی آزادی مولانا فروزی استرآبادی

مکتبه سخی سنجیده و آزاد مردی جهان دیده است، بعضی از اشعار او خالی (۲۵۳) از حالتی و رتبه نیست، منظومات کم دارد اما متعظ نظم و نثر بسیار کرده به شخص تواریخ و در آن فن مهارت تمام دارد، چنانچه در وقتی که این ضعیف بدار العیش کشمیر رفت فروزی در اینجا حل اقامت انداخته بود و بتالیف کتابی اشتغال داشت، در آن بلده و پذیر آن تصنیف بی نظیر را با تمام رسانید و نام آن نسخه را بحیره گردانید الحق که آن تاریخ را بسیار خوب نوشته و در تحقیق اخبار آنچه لازم موثر است و تعلق بسایق تاریخ دارد و دقیقه فرو گذاشت نه کرده

۱۵ در تمام لفظ مولانا را ندارد — ترجمه فروزی جای دیگر به نظر در نیامده الا در مخزن الغرائب که فقط این قدر گفته است: میراثم فروزی استرآبادی راست است  
په فانه صفت دشمن بال و پر خویشم پیوسته طپان بر سر خاکستر خویشم ۱۵ آ: بی نظیر



است، نام آن نکته سنج متین با ششم بیگ است و مولدش از استرآباد است  
 در آنجا بس رشد و تمیز رسیده و تخلص فروزی کرده در بهار جوانی و ایام نشو و  
 نمای زندگانی از وطن بعزم تجارت برآمده پاره سیر سفر کرده و آنچه داشته در بیاری  
 صرف مردم اهل نموده بعد از آن در لباس فقر درآمده پاره در آن لباس  
 عالم را گشته، در آن ایام که فروزی به کشمیر آمد صاحب صوبه آن ملک  
 صفدر خان بود، او را به تکلیف تمام در خدمت خود نگاه داشت و در  
 مراعات خاطر او کوشید، چون در ابتداء سنه خمس و عشرين (۱۲۵۳) الف حکومت  
 آن دیار بفرمان قضاچیان جهانگیر بادشاهی از تغییر صفدر خان (۱۲۵۴) به  
 به احمد بیگ خان کابلی مقرر شد مولانا فروزی همراه خان مذکور از کشمیر  
 به هندوستان رفت و در لاهور از وجود او جدا شده بجانب دکن روانه شد ساقی نام  
 خود را بی آنکه بشرف پای بوس شاه عالم پناه عباس شاه مشرف شود بنام  
 آن شهر یار گردون اقتدار تمام کرده است

## ساقی نامه مولانا فروزی

درین فضل کز فیض باد شمال	نسیم ارم را دبد گو شمال
جهان بس که سرتابه سحر خرم است	تو گویی جهان خاطر بی غم است
چرا من بیاد می لاله گون	پیایی کشم آه سرد از درون

۱۵۰ میرزا لشکری پسر سید یوسف خان رهنوی صفدر خان (که در عهد شاهجهانی بخطاب صفت شکان خان  
 خطاب شد) در اواخر ۱۲۵۴ هـ حاکم کشمیر شد (توزک جهانگیری ص ۱۵۵ و مآثر الامراج ص ۳۶) اما نسبت به  
 سالهای جلوس عبارت نسخ مطبوعه مآثر غالباً معطوط است ۱۵۰ در سه لفظ کابلی را ندارد - غالباً  
 بجای ابتدای ۱۲۵۴ هـ و آخر ۱۲۵۴ هـ باید گفت رجوع کنید به توزک جهانگیری ترجمه راجرز جلد ۱ ص ۳۰۳  
 ۱۵۰ در موزة برطانیة نسخة تاریخی ست فتوحات عادلشاهی نام، که معنیش فروزی استرآبادی است



بیاساقی آن زاده روح را  
 بمن ده که یک لحظه دل خوش کنم  
 ازان می که در شیشه چون جاکند  
 ازان می که چون آرمش در خیال  
 ازان می که عکسش دهد چون ضیا  
 ازان می که چون بگذرد بر زبان\*  
 ازان می که بادش وزد چون به تاک  
 اگر جرعه بر زمین زان چکد\*  
 (۲۵۴ ب) اگر بگذرد در جهان خیال  
 ازان می که قوت دهد روح را  
 چو در خلوت از پیش مردم شود  
 چو آید برون محض حکمت شود  
 بیاساقی آن مایه روح را  
 می بخش طرب خانه رو ب دست  
 بمن ده که هر کس سمنده بود  
 می از جوانی فرحناک تر

(۲۵۴ ب)

ز طوفان خلاصی ده نوح را  
 ازین دیده طوفان آتش کنم  
 چو من شیشه را پیرشیدا کند  
 شود دست اندیشه چون اهل حال  
 بظلمت شناسند خورشید را  
 زبان شعله ریزد بد امان جان  
 شود دست و پیوست افتد بخاک  
 فلک سان زمین را بچرخ آورد  
 در آینه در سهوا افتد مثال  
 و بد جان و گفتاری روح را  
 فلاطونست گوئی که در خم شود  
 چو حاتم سراپا مروت بود  
 ز طوفان خلاصی ده نوح را  
 دو صد خرمن پای کوب دست  
 غذایش ازین آتش تر بود\*  
 ز چشم تمان نیز بنی پاک تر

(بقیه حاشیه ص ۴۴) که در ۵۴ بقید حیات بود، نتوانم گفت که این غزلی همین صاحب ترجمه است یا شخصی دیگر، احوال تشبیه اش یک قدر مختلف است از آنکه در نیمانه درج است  
 (حاشیه ص ۴۴) ۱۰۰ تا: در زمان ۱۰۲ تا: زمین جرعه اگر ازان می خورد ۱۰۳ تا: و آینه در سهوا  
 افتد خیال ۱۰۴ بگذرد در ۱۰۵ تا: و او را حک کرده است  
 ۱۰۶ تا: این بیت را ندارد

۱۰۷ تا: (به نقاشی شک: نج از غوانی، تصحیح از روی ۱۰۸)



ز عکسش اجل زندگانی شود  
 به بحر ارقه پر توی زین شراب  
 اگر نور او بر سر آرد گذر  
 اگر زاهد او را به بیند بخواب  
 از آن می که چون جاکند در بدن  
 لبالب زمستی بود ظرف او  
 بآتش درم دست از آن خوشتر است  
 (۲۵۵) بیاساتی آن جام جمشید را  
 بمن ده که ناهید من روی تست  
 مگو باده در شیشه ات مدغم است  
 بده که سر پای خود و اهرم  
 خوشا بخودی خسراباتیان  
 از آن می که در سینه چون کرد جوش  
 از آن می که چون گیرم او را بدست  
 اگر بگذرد بر صف کارزار  
 اگر جرعه زو خورد شخص کور  
 اگر بگذرد جانب مرغزار  
 اگر کاهلی زو دهن ترکند  
 اگر عکس او بر فلک اوفتد

سها چون سهیل یانی شود  
 شود بحر کم آب تر از سراب  
 شود پرده چشم نور بصر  
 سر اسر دعایش شود مستجاب  
 همه کس تواند میجاشدن  
 کند مست گوینده را حرف او  
 که چون پیچ بیدلی ساغر است\*  
 برقص آورد صد چو ناهید را  
 دو صد همچو ناهید یک موی تست  
 ز روست و آبستن مریم است  
 قدم در خرابات مستان نهم  
 که اسبجاندانده کسی تن ز جان  
 زمستی نیاید سخن راه گوش  
 شود شخص صحرای اندیشه مست  
 نهد در جگر میبیت ذوالفقار  
 تواند شب دید مونی ز دور  
 شود چشم تر گس از نور دار  
 و گر کاهلی کار صرصر کند  
 بسجاده بخود ملک اوفتد

۱۵ این موضع دو بیت را در کتاب ندارد ۱۵ در کتاب بیت را ندارد و در مصرع ثانیه را به نقل مشک آورده  
 است ۱۵ در کتاب او را ندارد ۱۵ مرغزار



ازان می که چون آرمش در نظر  
 اگر بر زمین باید شش در وجود  
 ازان می که گراود دهد آبروی  
 (۲۵۵ ب) ازان می که گریزندش کس بخواب  
 ازان می که چون ریزیش در گلو  
 ازان می که چون بر زمین ریزیش  
 ازان می که در رطل چون جا کند  
 بیا ساقی آن آتش و آب را  
 بخویش آور خاطر مرد را  
 بمن ده که چون دیده گل رخان  
 بحدیث ایام دشمن مرا  
 گریزم اگر در بیان همجو ناز  
 نفس سان گریزم ازین تنگنای  
 مگر واریم از غم روزگار  
 همان به که بر رخم دهر خراب  
 بیا ساقی آن جام بیجاده را  
 بمن ده که بس کار افتاده ام  
 که در سحر آن خون ازین چشم تر  
 (۲۵۶ ب) بستی گزین شکر خنده اش  
 لبش چون پی حرف جذبان شود

ز تاب نگاهم که از دجمر  
 دگر بت کند بر همین را سجود  
 شود سایه با شخص در گفتگوی  
 شودست بیدار با صد شتاب  
 کند هر طرف شادیت جست و جو  
 با مرده کز خاک انگیزش  
 شفق سان فلک را معلقا؟ کند  
 طرب نامه بزم احباب را  
 دواخانه جان پرورد را  
 شوم مست بر رخم ناکس جهان  
 که از بهر آزار کشتن مرا  
 کند دهر سپید ام با صد نیاز  
 چه شادی کنم در دل دورت جای  
 گریزم چه عشوه بدامان یار  
 چه ساغر لبالب شوم از شراب  
 طراوت ده عارض ساده را  
 خراب همین جام بیجاده را  
 چو آتش فشانند دادم شرر  
 بود مهر هر صبح شمرنده اش  
 سراسر جهان شکرستان شود

له کر، تصحیح از روی نسخه مطلقا؟



سخن از لبش چون بگوشش آیدم  
 هر آن می که بی آن گلستان بود  
 گر آن تند خور را بدل بگذرم  
 شوم فکر عاشق کشتی سر بسر  
 گر او سوی من بنگرد بی نقاب  
 بیاساتی آن آب آتش اثر  
 بمن ده که آتش پرستی کنم  
 که از جور این نه خیم نیسلگون  
 من آن خرمی دیده ام از جهان  
 من آن مردی دیده ام از فلک  
 من آن مرحمت دیدم از روزگار  
 زبس کو سخا بد دل شادمان  
 (۲۵۶ ب) بده ساقی آن جام پر آتش  
 خداوند شمشیر و جام و سریر  
 فلک چتر داری کند بر سرش  
 زبس قدر آن خسرو تاج در  
 خدنگش رگ جان خصمان گرفت  
 سرفراز شاهان شه دین پناه  
 اگر باس او جا کند در جگر  
 عدد را چو بی تیغ بسط کند

۵

۱۰

۱۵

۲۰

زبس مستی از دل خروش آیدم  
 بود زهر اگر آب حیوان بود  
 دگر سر بگردون فرو ناورم  
 اگر بکشدش در دل آرم گذر  
 چو خالش کنم تکیه بر آفتاب  
 که هر قطره او بود چون شرر  
 چو مردان ره ترک هستی کنم  
 چنانم که عاقل بدست جنون  
 که پروانه از شمع و دل از ستان  
 که میندن از نیش زخم از نمک  
 که بینه دل عاشق از هجر یار  
 سخا بد دل شادی بود در جهان  
 که بر یاد جم جاده عادل کشم  
 چو آبا و اجداد آفاق گیر  
 اجل پاسبانی کند بر درش  
 فلک چون حباب آیدش در نظر  
 بیک حمله تیغش خراسان گرفت  
 شه عالی اندیشه عباس شاه  
 سزونی جگر طفلس زاید دگر  
 نه پیش چنان جای در دل کند

۲۵۶ ب

له: مستی نصیح زردی تا ۵۰ تا: دریش ۵۰ تا: با



که گر قهر او بنگردد بر در رم  
 اگر بیدش ناگهان شیر ز  
 زند نعره عدش از برستم  
 ز بس کو بد لها در افکنده باس  
 کسی را چو خواند بنزد یک خویش  
 (۱۲۵۴) دماش اگر بنگردد بر حباب  
 اگر از نیام او کشد تیغ را  
 شکاری گردد اگر از برش  
 زهی خسروی که بلسدی جاه  
 زهی بادشاهی که از عدل و داد  
 چنان بر طرف شد بعهدهش ستم  
 چنان تخم راحت بعالم فشانند  
 الهی فلک تا بود چسبیری  
 سر خصم در چنبر شاه باد  
 مبادا جهان بی وجودش دمی

(۱۲۵۴)

اگر یزد ز ر نقش تا صد قدم  
 اگر یزد از و چون ز آتش شر  
 کند اسب تصویر از بیم رم  
 کند شخص از سایه خود هراس  
 دود سایه از شخص صد گام بیش  
 رود از گرانی دگر زیر آب  
 بسوزد ز بانش دل مغ را  
 غضب آب گوید که باز آورش نکند  
 زند سایبان بر سر مهر و ماه  
 ستم در زمانش نیاید بیاد  
 که عاشق ز هجران نیابدالم  
 که از غیر در دل کدورت نماند  
 بتان را بود زلف تا عنبری  
 دلش از بد و نیک آگاه باد  
 که خرم از و شد دل عالمی

فرزونی دعا گوی این شهریار  
 مبادش جز این در جهان هیچ کار



ذکر

## مجموعه نکتہ دانی میر غوری کاشانی

اشعار خوب و ابیات مطلوب دارد فاما اکثر مضامین منظومات او پہلو بر معانی  
منتقدین و متاخرین می زند، این ذرّه بی مقدار آن نکتہ دان را ندیده و لیکن  
بلازیت عزیزانی که با او مدتها محصور بوده اند رسیده و احوالش تحقیق  
(۲۵۵ ب) نموده است، تولّد او در کاشان واقع شده، در بهار عمر از وطن  
بشیراز آمده پاره دران بلده توقف کرده با مردم خوب صحبت داشته و از انجا  
بگشت ولایت لار رفته است، و این مقدمه در عراق اشتهار تمامی دارد که  
پیش از آنکه ملک لار در تصرف بندگان شمع شبتان نبوی شاه عباس  
حسینی صفوی در آید مولانا غوری دران دیار رفته و یک قصیده حکیم انوری  
را بنام خود کرده و به بادشاه آن بلاد بر سبیل ره آورد گذرانده و صله گرفته

له در سر ترجمه ملکی مقدم و ترجمه غوری مؤخر است، — در بعضی تذکره ها که پیش خود دارم  
میر غوری مذکور است اما برای نام و منی توان گفت که همین صاحب ترجمه است یا کسی دیگر مثلاً  
در آئینه (ص ۲۳۵) گفته است که "غوری از اهل آن دیار (کاشان) است" و یک شعر از او  
نقل کرده و در مخزن الغریب (ص ۱۰۰) میر غوری کاشی در عهد شاه جهان بادشاه (!) به بند آمده  
اشعارش اندیشه پرور است (بعد این جمله بخت بیت از او آورده) صاحب مخزن ترجمه غوری کاشی اہم آورده  
و او را شخصی علی حد از میر غوری کاشی قرار داده است اما او و مبتلا هر دو من جلا ابیاتش این  
بیت نقل کرده اند: باید که تو بر نہ گوی از من سهل است که روزگار برگشت، و همین بیت را آزاد و غزلانه  
(ص ۲۳۵) در ترجمه غوری شیرازی نقل کرده است که از و متبادر در می شود که گویا میر غوری کاشی و شیرازی یکی بوده اند



از آن ملک زود بر آمده، مبادا که این ادای ناخوش او گل کند، چون بعران عود  
نمود پیش از آمدن مولوی این راز قبیح انتشار یافته و باطن انوری بی شرمی صریح او  
را بر ملا گردانیده بر زبان خلق انداخته بود، غرضی تاب خرافات ظریفان  
و طاقت طعن حریفان نیاورد بنا بر آن هستند وستان آمد، الحال در گوشه و کنار  
هستند بساحت مشغول است، ساقی نامه که بتخلص او معروف و مشهور گشته خالی  
از حالتی نیست و بمقتضی معنی این بیت که

توسن را نگر که حالش چیست در گذارنده سخن مسگر  
درین تالیف مرقوم قلم شکسته رقم گردانید امید که منظور نظر کبیر و صغیر گردد

### ساقی نامه میر غوری کاشی

<p>تجلی ده طور پیمانه را فرو زنده گوهر شب چراغ میج شفا خانه حسری گرامت گیاهی ز گلزار اوست که کیفیت از باده سازد جدا مقدم بمستی نشیند حصار مقیم است در روی نسیم حیات میج میجاش خوانند از آن صراحی بود مریم و می میج غبارش بود چشم ابل نیاز که خاکش زنده طعن بر تو تیا</p>	<p>(۲۵۸) شناسی کنم پیر میچانه را نگارنده موج سطح ایام شناسنده گوهر بیعی کرمی که رحمت طلبکار اوست تواند اگر خواهد آن رهنما خلافش اگر پرده گیرد ز کار درش قبله زبده کاینات بمی آشنا چون شد او را زبان به تکرار اسمش چو گردد فصیح حریمش بود کعبه ابل راز بهشت آن روضه دلکش</p>
--	---

(۲۵۸)



به نیروی اعجاز در آن رواق  
 (۲۵۸) درش از سجود نظر سوده اند  
 گلی کاندان بیت معمور بود  
 چو اشراقیان پیرو بوی خم  
 مگو خانه دل که صد چون حرم  
 بآن محفل ره چو پروانه بود  
 کسی کسوت خضر در بر کند  
 ازلان می که گر عکس افتد بر آب  
 جو پروانه از یاد آن کام سوخت  
 شده مهر از پر تویش منتقل  
 بحدی فرد ز شرر نور بود  
 خیالش چو آرد دلم را بتاب  
 سحاب از کند جریه زان می هوس  
 گر این می بود شخص را رهنا  
 مغنی بردگر سوی ساز دست  
 کند جا چو در شیشه آن لعل ناب  
 (۲۵۹) ازلان شیشه هر کس که ساغر زند  
 چو شد جام بانور سازم بنار  
 چمن را شکفته گل عبهرست  
 طری را بحدی رسیده کمال

۵

۱۰

۱۵ ۷۷

✓

۲۰

دل قدسیان گسته قندیل طاق  
 تو گوئی زار و آتش اندوده اند  
 تجلی ده لمعه طور بود  
 نشسته حکیمانه پیروی خم  
 بطوف درش کرده مژگان قدم  
 که روح ملک فرش آن خانه بود  
 دران خانه گرمی لبی ترکند  
 بران آب بتخاله گردد حباب  
 تواند بدم شمع را بر فروخت  
 خیالش بود شمع فانوس دل  
 که پروانه اش موسی طور بود  
 دها نم شود مشرق آفتاب  
 هم آغوش آتش شود خار خوش  
 کند عکس در پشت آئینه جا  
 شود نغمه از بوی آن باده مست  
 شود شیشه فواره آفتاب  
 گل شعله چون شمع بر سر زند  
 که باشد گوارا می اندر بهار  
 زمین و زمان حامل عنبرست  
 که شد در دها ن سبز لفظ نهال

(۲۵۸)

(۲۵۹)

له آینه نه لاله



رطوبت چنان کرده بر صفحه راه  
 ز فیض هوا آن چنان شد بهار  
 شده سبز چون خط روی بتان  
 از آن دیده برگل شبه کم کند  
 ز فیض هوا خنسل حرمان من  
 ز لب مهر می در دلم یار بود  
 چو نور نظر شاید و ارگون (۹)  
 مگر باوه در جملوه افکنده است  
 چمن آسپندان تاب دارد زل  
 شگفت آسپندان غنچه از چمن  
 ز شرم رخ ساقی گرم خوی  
 (۲۵۹ ب) ز شوخی چنان خنده برگل زدی  
 شنیدم زمستی بطرف چمن  
 زمانی طرب را فراموش کن  
 مشو خرم از عارضین تاب ناک  
 که گر غنچه یک دم ز راحت زند  
 هم آگوش قد بر مسیحا شوی  
 طلب کن ز ساقی می زندگی  
 بده ساقی آن حاصل عشق را

(۲۵۹ ب)

که از دانه لفظ روید گیاه  
 که بر صفحه گلبن گل آرد بیار  
 ز فیض هوا مغز در استخوان  
 که نور بصر بار شبم کند  
 شده سبز چون خار مژگان من  
 ز لب ساخته دشت گلزار بود  
 سر از روزن دیده آرد بر من  
 که گل غنچه ناگشته در خنده است  
 که شبم شود داغ بر روی گل  
 که در سایه اش شعله سازد وطن  
 خوی خجالت از شبم آرد بروی  
 که گل خنده بر حال لبس زدی  
 که می گفت با چون خودی این سخن  
 ز مرغ چمن نکته گوش کن  
 که گل هم ازین غصه زده جامک  
 ز شبم نمک بر جرات زند  
 اگر نیستی هستی آرا شوی  
 همان جوهر فرد پایندی  
 همان مرشد کامل عشق را

۱۵ این بیت را در کتاب ندارد و در آن به نقاشی آلوده است ۱۵ س: جلوه و جدل  
 ۱۵ س: عابد ۱۵ کذا در آن و س



ازان می که نابود راهستی است  
 ازان می که آتشاگر راز بود  
 می کز لباس ریا فرد بود  
 اگر دزد از وی شود کام خواه  
 فتنه پر تویش گریز پاک حباب  
 (۱۲۹۰) می کز ریا بیغش افتاده است  
 بکام دل نا شکیب بای من  
 منم موسی و طور من کوی اوست  
 بر عارضش شمع کاشانه بود  
 چو رخساره از باده کلفام کرد  
 بدستی که سر سنجسم مهر برد  
 بی لعل ساقی چنان یار بود  
 ز تاب لب لعل آن نوش خند  
 بیاد رخسار من که جان خستم  
 فنا منم از لعل خنجرش  
 خضر دشمن آب حیوان شود  
 چه شد آنکه من بهیقرارم ازو  
 بت سرکش مجلس آرای من!  
 بیاجرعه از سبونی بده

۵

۱۰

۱۵

۲۰

خرد راز وی نثار مستی است  
 فرح بخش چون خاک شیراز بود  
 هم آغوش کیفیت و درد بود  
 شود رشک فرمای خورشید و ماه  
 توان دید عکس ...  
 چو خوی بتان سرکش افتاده است  
 شده قاتل من مسیحا من  
 تجلی من لعل روحی اوست  
 تجلی دران بزم پروانه بود  
 ثریا صراحی و مه جام کرد  
 به پیمانه من تجلی نشد  
 که مستی درین بزم هشیار بود  
 جهد نثار از باده همچون سپند  
 زهر موی خورشید افروشم  
 بقاشنه لعل جان پرورش  
 چو آن ماه پیمانه گردان شود  
 همه مست و من در خمارم ازو  
 همان برق کشت قنای من!  
 حیات مرا آبروئی بده

(۱۲۹۰)

له در و او را ندارد  
 له در ندارد بیاض در آرد و این بیت را ندارد له در له در: نور له کذا



(۲۶۰ ب) کز آن مایه کیفیت دیده ام  
 چه گویم من از گلشن حسن یار  
 خطی بهر قتل من آن خشمگین  
 مرا حال دل از خطا دیگر است  
 سیه پوش شد نور در دیده ام  
 گروهی که از غم بجان آمدند  
 ندارند این قوم غیرت بهتر  
 پی آرزو سوخت جان در تهم  
 زند آن دم این دیده داد خواه  
 بتان جفا کار پیمان گسل  
 پس از مرگ آیند گریه بر سرم  
 من آنم که با عافیت دشمنم  
 دلم گریه بر بخت و اثر و ن کند  
 دید شعله چون سبزه از خاک من  
 (۲۶۱ ا) گل عیشم از روضه خرمی است  
 چو مرغیت لخت جگر بی گمان  
 جهان غنچه بختم از خار دید  
 دلم بس که جو کرده بادرد و غم  
 ز بس در دلم شعله گر دیده جمع  
 منم خضر و مرگست پاینده گیم

که چون شعله بر خویش پیچید ام  
 که ضامن شد ایام را از بهار  
 رقم کرده بر صفحه یاسمین  
 که آینه حن را زیور است  
 سواد خطش بس که در دیده ام  
 چو مرغ چمن در فغان آمدند  
 بجز گلشن وصل جایی دگر  
 که تیغ کند دست در گردنم  
 بدان ماه حن تو چنگ نگاه  
 ز بس سفله خویند با اهل دل  
 چو خاشاک سوزند خاک سترم  
 خضر را بود رشک بر مردم  
 جرس نوحه بر حال مجنون کند  
 طلبکار بر قست خاشاک من  
 که خاش لکد کوب بر بنی غمی است  
 که بر شاخ مرزگان کند آشیان  
 فلک راحت من در آرزو دید  
 اگر راحتی دید گرد و دژم  
 کند ناله در بزم من کار شمع  
 شرابست سر چشمه زنده گیم

له آ، سفله جویند، تصحیح قیاسی است، له آ: چه



خمش بود محرم راز من  
 ز مجنونم از غصه بچاره تر  
 چراشادمانی ننگی بر دم  
 اگر غنچه گردد چو خنجر دلی  
 گل از گلشن و عندلیب از چین  
 نه بند و گر کلفت از هیچ سوی  
 بقربانک عشق رو کرده ام  
 سیه بختم از لون فیروز به  
 چپش مشفق تا دلیری کند  
 (۲۴۱ ب) گذارم کسوت ماتی  
 که جان سوختم در بیابان غم  
 بعون کسی یا بم از غم نجات  
 کند هر که خاک رهش را صفت  
 گروه ملک راست یک سر مقام  
 کسی را که طبعش پسندیده است

۵

۱۰

۱۵

ز ناسازگاری بود ساز من  
 ز آوارگی، ستم آواره تر  
 که ماتم نشسته است در ماتم  
 سراپد اگر بلبلم بر گلی  
 غم و غصه جاودانی ز من  
 ز آسودگی هر که بر تافت روی  
 که آسودگی آرزو کرده ام  
 ز بی طالعی روزم از روز به  
 وزین نسخه ام دستگیری کند  
 مگر غصه ام رو کند در کمی  
 نشد کوه از جور دست ستم  
 که خضر از درش جبت آب حیات  
 زند غوطه در چشم معرفت  
 جنابی که شد طور معنیش نام\*  
 چون نور نظر مسکنش دیده است

(۲۴۱ ب)

دانش

فر  
 میرملکی قزوینی

بر روشن دلان وادی سخن آفرینی پوشیده نماند که اسم پدر میرملکی قزوینی میر

له تا ادش ۲۵ این بیت را در آیه لا، والی، منوع کرده است تا اگر وی ملک راس الخ



ظہیر الدین ابراہیم است ، وی یکی از اکابر زادہای دارالموحدین قرظین بوده  
 در او اسط زنگانی توفیق سبحانی ہادی راہ او گشت تا اسباب و اموال خویش  
 بہ زن و فرزند باز گزاشته از دارالموحدین بر آمدہ روی دل بسوی عتبات  
 عالیات آورد ، بعد از طواف مزارات فایض البرکات حضرات رفیع الدرجات  
 دران ولایت با اعلم العلماء و افضل الفضلاء مولانا احمد اردبیلی ملاقات نمود  
 چون از کمال دانش و بزرگواری و وفور پیش و پرہیز گاری آن جامع علوم  
 ظاہری و باطنی با خبر گردید ہم صحبتی وی را سعادت دارین دانستہ و گفتش  
 باستفادہ مشغول شد و مولوی را با میر ابراہیم عنایت بسیاری ہم رسید <sup>(حاشیہ ۲۶۲)</sup>  
 چہ وی در علوم دینی مہارت تمام داشتہ سخنان مطلوب بیان می کرد و بحثهای  
 مرغوب می نمود ، و بتحقیق پیوستہ کہ میر ظہیر الدین اکثر در مقام انتظام  
 نظم می شد ، مولانا احمد نظر بر علم او نمودہ علمی تخلص بدو عنایت فرمودہ ،  
 این کہ بیت از علمی است

ترجمہ تا بدل تو ہزار فرنگ است | چہ سان برحم در آید دل کہ از گشت\*

بگلشن رفتم و در خون شستم | کہ ہر جا غنچہ دیدم دلی بود\*

(بقیہ حاشیہ ۲۵۶) ۳ ترجمہ میر علی را بر حاشیہ ۲ (ص ۱۲۶ ب تا ۱۲۶ و) غیر کتاب اصل افزودہ است  
 تا در آن موجود است بہ ترتیبی کہ در ابتدای ترجمہ سابق نشان دادم و چون از کهنگی و خشکی کاغذ بعضی از الفاظ  
 این ترجمہ و ساقی نام صاحب ترجمہ ساقا شدہ بود از آنجا کہ این نقصان کردہ ام و این چنین نوشتہ شد  
 (حاشیہ ۲۵۷) ۴ برای ترجمہ مولانا احمد اردبیلی رجوع کنید بہ ہفت اقلیم بہ ذیل اردبیل ، حاصلش  
 اینکہ مولانا مذکور بعد از کتب فضل و کمال در عتبات توقف نمودہ بود و بہ مشوایات اخروی پرداختہ  
 جمہور غلیظ او را مجتہد می دانستند تا او تن بہ ہم آغوشی آن مطلب ندادہ تا آخر حیات باہل جزو کون  
 رود گامی گذرانید ۵ در آن مہر ثانی مقدم است بر اول ۶ کہ در آن دیکہی در آمد ، ۷ منقول از







(حاشیه ۲۲۲ ب) بعد از مشاهده شهرهای مذکور به بندر ابراهیمی آمدند و از راه تنجیان  
و کرمان با صفیان آمده شاه عالم پناه 'سایه لطف اله' پناه ملت مصطفوی  
مروج دین مرتضوی 'شاه عباس حسینی صفوی' را ملازمت کردند و کمربندش  
بر میان جان بستند 'آنگاه آن بادشاه خورشید کلاه عازم خراسان شد\*  
ایشان نیز در رکاب سعادت وی روان شدند و بدولت آن خسرو  
پاکیزه اعتقاد بسعادت زیارت مرقد منور 'و مشهد مطهر امام الانس و الجن  
امام رضا علیه التحية والتنا متسعد گردیدند'

و در آن ایام خبر سرکشی و توشنی خان بن خان نورم خان نجس و بلند  
اخر رسید بنابراین از مشهد مقدس پیرات روان شد، وقتی که بدان بلده  
رسید و سواد آن بلده را آراگاه سپاه ساخت اخبار و حشت آمیز از جانب  
خشم تمنع شریفش رسید بعزم رزم نورم خان متوجه مرو و شایجان شد\*  
میر ظهیر الدین در رکاب شاه انجم سپاه بد اسخانب رفت و میر ملکی بحسب  
تقدیر از پدر مفارقت گزیده عازم هندوستان گردید

بعد از طی مراحل و قطع منازل بدار الخلافه آگره آمده داخل فهرست  
بندگان بادشاه جم جاه عالی مقدار 'خاقان سلیمان نشان سپهر اقتدار ظل ظلیل  
الهی' زینبده اورنگ سلطنت و بادشاهی 'فرمان روای بحر و بر جلال الدین  
اکبر گردید' بعد از سعادت ملازمت آنحضرت میر ملکی فراخور حالت اصلی  
و قابلیت جبلّی خویش نسبت بندگی بهم رسانید، چون با عرقا در ذوالجلال  
آن بادشاه بلند اقبال ازین دار ملال بعالم بقا انتقال کرد میر ملکی مرثیه از

ساده منقول از بیتا 'یعنی در سینه ملک به عالم آرای (ص ۱۳۳) سله آسما طوسی - نورم خان

یعنی نور محمد خان اوزبک سله آسما و شایجان شد سرور و شایجان شدند - رجوع کنید به عالم آرای عباسی



برای صاحب خود منظوم ساخت (شماره ۵۲۶۳) الحق که آن مرثیه را بسیار خوب گفته  
این چند بیت از آن ابیات است که در تعزیت عرش آشیانی جلال الدین محمد اکبر  
بادشاه غازی گفته است ۵

دارای روزگار و مدار زمانه رفت	امروز که خدای جهان از میانه رفت
آینه دار دیده اهل نظر گزشت	رونق فرای دفتر این کارخانه رفت
سنگی رسیده و شیشه اهل وفا شکست	دردا که باعث سخن عارفانه رفت
شایسته شهبی و سزاوار سروری	مسند نشین انجمن اکبرانه رفت

زد سکه بر سر زر خورشید خاوری

بر چرخ برد سکه الله اکبری

ابیات این مرثیه میان خاص و عام اشتهار یافته و همه کس را پسند خاطر افتاده است  
چون حضرت آفریدگار بعد از فوت آن بادشاه کامگار عتبان اختیار دارالامان  
هندوستان بحرب ارث و استحقاق در قبضه اقتدار شایسته سرپرستورستانی  
بایسته مسند گورگانی، زینت دهنده افسر و دپیم، شاه سلیم نهاد آن خسرو  
بلند اختر بعد از فوت پدر نوبت جهان داری فرد کوفته آغاز جهانگیری نمود  
میرملکی سعادت بندگیش مستعد گردید و در رکاب دولتش بدر السور و لاهور  
رفت، بعد از گرفتن سلطان خسرو خبر ترقی و عصیان خواهر زاده رانا دلپیت  
پسر رای سنگه بهتیه بعضی اشرف اقدس رسید، جهانگیر عادل سیادت  
و نقابت پناه میر معز الملک را بر سر او تعیین فرمود و جمعی از بندگان  
درگاه بدو همراه نمود و میرملکی نیز در آن سفر حسب الحکم از کوملیان وی گشت

بقیه شیشه (۵۲۶۳) بر روی تفصیل این واقعه در مقاله روی داد ۵۲۶۳، خلخان، آقاخان (۵۲۶۳) و کاردانی، سرگردید  
و حاشیه (۵۲۶۳) ۵ منقول از ۵ — ظاهراً از رانا امرنگه زیندار و دیور مراد است، اما تحقیق نشد که دلپیت خواهر پناه



چون تلافی عسکری دست داد از فوج سپاه کفار که قریب ده هزار پیاده و سوار بودند فیل قوی هیکل جنگی بجانب لشکر اسلام راندند (۲۶۳ ب) و این پیل سبلی بود که مکرر بندگان آنحضرت از آن گمراهان طلب فرموده و ایشان نداده بودند، خلاصه سخن آنکه از صیبت کائنات و صلابت فیل مردم فوج بادشاهی در تزلزل افتادند، از شجاعت اصلی و غیرت جلی که سادات رومی باشند میرملکی با جامه یکتای جلوانداخته در برابر آن کوه روان می آید و تیری که در بحر کمان نهاده بر مهاوت شست می بندد بیک تیر او را از بالائی پیل سر از زیر مینماید، بجزو افتادن پیل بان پیل روی گردان شده روی بلشکر خود می نهد، باقبال شاهنشاهی لشکر ظفر اثر\* از جا در آمده سپاه مخالف را منهنز می نمایند این بیت از ابیائیت که میرند کور دران رزمگاه گفته است

دوران صحرانمود از موج جوشن | تن جنگ آوردان دریای آهن  
سرگردن\* کشان در نوک نیزه | بمهر و ماه می کردی ستیزه  
بعد از اتمام این خدمت بدرگاه جهان پناه آمد

پس از انقضای اندک زمانی بندگان حضرت خلافت پناهی او را در خدمت خان عظیم الشان زمانه بیگ مهابت خان بر سر آنا تعین فرمود و دران

(بقیه حاشیه ۲۶۳) که راجحان یکایک از ایشانند، رجوع کنید به منوچجر ۲۳۵ و ۲۳۶ مع حاشیه (و ماثر: ۲۶۳) و بادشاه هنامرج (حصه ۲ ص ۲۹ و ۳۰۲) - این مخالفت که از دلبست و پدراوی به نواحی ناگور واقع شد در وقایع سال اقل جلوس جهانگیری (توزک جلد ۳ وسط ص ۳) در سال سوم جهانگیر از گناه او درگذشت (توزک جلد ۲ ص ۲۴) میرمعزالملک از سادات باختر بود در عهد اکبری مشرف که گرفتارانه بود (توزک جلد ۲ ص ۲۴) و در عهد جهانگیری اول به دیوانی بیوتات و بخشی گری و آخر به دیوانی کابل فائز بود (رجوع کنید به ترجمه ترک جلد اول بعد از فهرست) این که راجرز (۴۵: ۱) می گوید که میرموصوف بقول بلاکین (جلد ۳۸) مشهور است نه باخرزی مغفله است از و زیرا که معزالملک مشهوری غیر معزالملک باخرزی است، معز مشهوری در اواخر عهد اکبری قریب به اتماده غرق شده بود ۴۵ ص: شفت،  
(حاشیه ۲۶۳) ۴۵ منقول از ۴۵ ص: شفت ۴۵ ص: سرپیل سرازیل می نماید،  
عفت صیبت (یا هیبت) صلابت ۹







ملک برد و او در تنه از میرزا رستم مذکور رخصت گرفته بجای خود رفت  
و میانه او و رعایا جنگی روی داد\* در آن سبز زمین نیز تردوات نمود اما فلک  
از رشک جبلی و خصمی باطنی که با اباب دانش و اصحاب بینش دارد توتیه  
بر انگیخت که بادشاه روی زمین خداوند تاج و تخت و نگین بتقریبی که تحریر  
آن مناسبتی بسایق این مجموعه ندارد با او بد شده جاگیرش برید بنا بران  
میرملکی بسیر دکن رفت

بعد از سیر بسیار در سنه تسع عشرین و الف بیلده پخته آمد و دران  
ایام مؤلف این تالیف منیف در بیلده مذکور میخانه را با تمام رسانیده بود  
(طالع ۲۶ ب) و دو سال\* بران گذشته سلطان نامدار کامگار خسرو فلک  
قدر خورشید اشتهار شاه دریا دل والاگر صاحب جمشیدشان فریدون فر  
لمؤلفه

### فخر ملکان و شاه شاهان | سلطان زمانه شاه پرویز

تشریف شریف بصوبه بهار ارزانی داشته بودند ملکی چند بیت در مدح  
شاه پرویز گفته داخل ساقی نامه خویش نموده بران سلطان تخت نشین  
معدلت آئین گذرانید تمام ابیات\* مثنوی او مقبول طبع استادگان مجلس  
بهشت آئین گشت دران روز مجموعه کلمات انسانی منتخب دیوان نکته  
دانی [آ] غا کریمای ساوجبی که در نظم و نثر فرید زمان و در دانش و حید  
دوران خود است کیفیت ترتیب دادن میخانه را با ششم احوال این شکسته  
بال بعرض رسانید طبع دشوار پسند آن حضرت شرف قبولی بدین تالیف

له منقول از  
له سر: واقع شد له که: لوتره سظاها را توطیه باشد، آ: توتیه له آ: منیف (تصحیح قیاسی)  
له سر: شهر له آ: یک سال له در آ ندارد



ارزانی داشت بزبان مبارک خویش باین عبارت بی کم و بیش فرمود که "نام خوبی  
بر مجموعه خویش گذاشته است" این ساقی نامه را نیز داخل نماید "کمترین  
دران ایام این ساقی نامه را با ترجیع فغفور در میخانه مندرج نمود

اما ملکی قریب به یک ماه در خدمت شاه شاهان شاه پرویز بسر برد  
فلک بی تمیز از برای خاطر آن عزیز شعبده بکار برد، دران و لا فرمان قضا جری  
قدر توان جهانگیری بطلب شاهزاده عالم مدار آمد، آن جناب بنابر رضا  
جوی پدر در عین برسات روانه درگاه عرش اشتباه شد، میرملکی از برای  
رفاهیت خاطر خود در رکاب دولت شاهزاده والا نزد زلفت و بعد از خروج  
آنحضرت قریب بدو ماه (حاشیه ۲۶ و ۱) در پشته ماند و پس از ان بقصد ملازمت  
خریدار ناموس و ننگ ابراهیم خان فتح جنگ عازم بنگالک شد

## ساقی نامه میرملکی قزوینی

دلا مرزده کامروز نوروز ماست	می ارغوانی دل افروز ماست
شده رشک جنت گلستان ما	بهشت برین گشته بستان ما
نخو ابراهیم جامی بحسن جام می	نخو نیم نامی بحسن نام می
چه می آنکه میخانه اش جلن بود	چه می آنکه ... مستان بود

له ۳۰، برانگینت ۳۵ متقول از ۳۵ پر دیز در اواخر ربیع الثاني سنه ۱۰۳۵ (رجوع کنید به راجعه  
ج ۱ ص ۲) حکومت بهار یافت، اما معلوم نیست که واقعه مذکوره متن دران زمان واقع شد یا پیش از ان  
۳۵ یعنی ابراهیم خان بن اعتماد الدوله غیاث بیگ و برادر نور جهان که حاکم بهار و بنگال بود (رجوع کنید به  
بلاکین ص ۱۵۵) خان مذکور را افواج شاه جهان در سنه ۱۰۳۵ در حصار مقبره پسرش محصور کردند و در همان  
جنگ کشته شد (توزک جهانگیری ص ۲۸۳ بعد) ۳۵ این لفظ از آن ساقی شده و بدینجهان از آن  
هم نقل شده



بمن ده که هم رنگ مستان شوم  
 بده ساقی آن آتش آلوده را  
 بمن ده که تا شیشه را بشکنم  
 برون آرم از پرده امید را  
 از آن خم شرابی برون آورم  
 شرابی که در تن چو ما وا کند  
 شرابی که چون سرزند آفتاب  
 شرابی که باشد قمر نور او  
 بده ساقی آن نور انگور را  
 دو کس بر در دوستی باریافت  
 یکی رفت و در آتش طور دید  
 کسانی که این باده نوشیده اند  
 مفتی درین پرده پنهان مشو  
 برون آر از پرده داود را  
 (ب ۲۶۵) درون پری کذا همچو دایمی غم  
 بیاساقی از غم تنباهم بده  
 بر غم دل دشمن کیسه خواه  
 شهنشاہ دانای کشورستان  
 سکندر دل گورگانی نژاد  
 نماینده نوشیردانی از و

(حاشیه ۲۶۵ ب)

چو آتش سراپا گلستان شوم  
 همان دیو در آتش آلوده را  
 بیک شیشه اندیشه را بشکنم  
 کشایم سر خم خورشید را  
 که عقل کل اندر جنون آورم  
 جنون در بدن موبو جا کند  
 نداند کسی آفتاب از شراب  
 بود آتش طور انگور او  
 همان باعث حرف منصور را  
 دو دیده درین راه دیدار یافت  
 یکی دیگر از آب انگور دید  
 چو سر در پس پرده پوشیده اند  
 پس پرده سر در گریان مشو  
 بدر برده بود و نابود را  
 درو ریخته غم بالای غم  
 می از جام پرویز شاهم بده  
 بده باده از جام پرویز شاه  
 بکشورستانی چو صاحب قرآن  
 چو صاحب قرآن صاحب لاداد  
 فروزنده صاحب قرانی از و

له رجوع کنید به ساقی نامه محمد صوفی (حاشیه ۲۶۵ سطر آخر) ۱۰۰ منقول از ۱



بعدل و بتدبیر نو شیروان  
 چو بیند نظر طاق ابروی او  
 مغنی بیات اسرودی ز نیم  
 بیک جام می جسم را جان کنیم  
 جهان می فروشت و ما می کشیم  
 طپیدن نداند دل مست من  
 میخانه ام نسبت بندگی است  
 بیاساتی آن مجلس افروز من  
 بسوزان بیک جام می آن و این  
 نمایان کن از پرده رسم دگر  
 درم را منور کن از نام نو  
 زیر کهنه را صرف می خانه کن  
 رخ سکه را تازه کن همچو ماه  
 بده ساتی آن جام پرویز رنگ  
 ز جمشید و از جام او تا یکی  
 می ارغوان رنگ از و یافته  
 (حاشیه ۱۲۶۶) چنان مستم از جام پرویز  
 کشود است پرویز امید من  
 مغنی دلی دارم از ناله پر

۵

۱۰

۱۵

✓

بشمشیر ثانی صاحب قرآن  
 فروزد جهانگیری از روی او  
 می آتشین در وجودی ز نیم  
 وجود و عدم هر دو یکسان کنیم  
 چو مرغان بی پر درین آتشیم  
 پریدن ندانسته با بخت من  
 مدام بی پای خم انگندگی است  
 بیای آن می کفر و دین سوز من  
 که دلگیرم از رسم این کفر و دین  
 بزن سکه نو بر خسار ز ر  
 بسرم آ ز جمشید نو جام نو  
 می کهنه از نو به پیمانه کن  
 بنام جهانگیر پرویز شاه  
 که از جام جمشید داریم تنگ  
 لبالب کن از جام پرویز می  
 دل نغمه آهنگ از و یافته  
 که در خاطر من نیست خورشید و ماه  
 بود شاه پرویز جمشید من  
 درونی ز پیکان صد ساله پر

(حاشیه ۱۲۶۶)

له بعدش در ساء افزوده ابیک جام می بال و پر سوختم بیک جریعه چون شعله افروختم  
 له از آ این لفظا ساقط شده ساء پایست، تصحیح قیاسی است له منقول از آ



درون همچنان پُر ز پیکان شده  
 گواهی دهنده موی مژگان من  
 بده ساقی الماس پیکان را با  
 که دلگیرم از کفر و ایمان خویش  
 بده ساقی آن جام سوزنده می  
 بن ده که آرام دل سازم  
 شود آب من آتش موی  
 چو عیسی مریم بگردون شوم  
 بد زانم این پرده سحرگون  
 هویدا کنم سر این پرده را  
 چنان پرده بردارم از پیش روی  
 بده ساقی آن جام خوش گفتگو  
 که افروزم این آتش خفته را  
 همان آتشین عشق مجنون لدا  
 همان عشق غم پرور سینه سوز  
 بده ساقی آن باده دلفروز  
 چو اخگر دلی دارم افروخته  
 بدست تو دارم دل مست خویش

که از دیده رو سیده مژگان شده  
 که در اندرون هست پیکان من\*  
 همان باده کفر ایمان را با  
 بده تا بدزم گریبان خویش\*  
 چو خورشید تابان فروزنده می  
 میجای این آب و گل سازم\*  
 گل من شود معجز عیسوی  
 از گردون چو خورشید بیرون شوم  
 چو خورشید زین پرده آیم بیرون  
 نمایان کنم پرده پرورده را\*  
 که شرمند گردی ازین گفتگو  
 فروزنده خورشید نداشتی رو\*  
 نمایان کنم عشق بنهفته را  
 همان کوکب سوز و خسرو نواز  
 همان اندرون سوز بیرون فروز  
 شربابی جنون پرور عقل سوز\*  
 دلیری مکن با دل سوخته  
 ولی با خبر باش از دست خویش\*

له منقول از آ

له س، شراب



# ذکر

## مولانا کامل جهری

سخنوری سنجیده و نکته پروری فهمیده است، بعضی از اشعار او خالی از حالتی نیست، اسم پدرش نظام الدین طباطبائی و نام خودش قوام الدین است تولدش در شهر فارس واقع شده، در وطن بس رشد و تمیز رسیده در بهار زندگانی و غره جوانی از مسکن خود بشیراز آمده و در آن بلده در خدمت مولانا ملک سعید شیرازی به تحصیل علوم دینی مشغول گشته تا پاره نشو و نما یافته است، ملاقات آن عزیز گرامی در پشته این ضعیف را میسر گردید روزی بتقریبی به فقیر نقل کرد که:

استادم گاه گاهی در مقام انتظام نظم می شد و تخلص خود کامل می نمود چون طبع و نظم من برو ظاهر شد تخلص خود را بمن عنایت کرد (۱۲۶۲) و فرمود که هر چه بگوئی با این تخلص بر بیاض می برده باش از این تاریخ تخلص خود کامل قرار دادم و مدتی در آن دیار توقف کردم، پس از آنجا به هندوستان آمدم و در دکن چند گاه در ملازمت نواب سپهسالار خانمان بسر بردم و قصاید غزلی در مدح آن خان نکته دان گفتم بعد از آن از و مرخص شده با گره آمدم و در آن دار الخلافه

لے رجوع کنید به حواشی ۱۵ در آن این سطور را ندارد



بسعادت بساط بوسی شاهزاده معظم مکرم شاهزاده سلطان خرم  
 مستعد گردیدم و قریب بدو سال در خدمت آن شاهزاده عالی  
 مقدار ماندم هوای گشت گلستان دار العیش کشمیر در سرم  
 جلوه گر شد از نور حدیقه جهانبانی در صدف شرف  
 کشورستانی رخصت گرفته بسیران بوستان دلپذیر رفتم  
 بعد از اندک استقراری از ان خلدیرین برآمدم و اکنون  
 با خود قرار داده ام که باقی اوقات حیات را بسیر و سفر  
 بگذرانم، الحال عازم بنگاله ام

و همدران ایام بدان طرف روانه شد

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که مولانا کامل قدم در وادی تصوف  
 گذاشته و بجهت راهبری مطلب خود انتخابی بر اشعار قدما زده بیاضی  
 ترتیب داده و خطبه بران نوشته آن را مرشد کامل نام کرده است  
 الحق که ابیات خوب و سخنان مرغوب (۲۶۲ ب) فراهم آورده است  
 و ابیات متفرقه قوام الدین \* آنچه تا لغایت جمع شده از قصیده و غیره  
 قریب به پنج هزار بیت باشد و ترجیحی که بروش ساقی نامه به رشته  
 نظم در آورده این نحیف درین تالیف بر بیاض برد، امید که مقبول  
 طبع اهل نظر گردد

(۲۶۲ ب)

ترجیع مولانا کامل که بروش ساقی نامه گفته

ساقی بده آن می که ز یانش همه سود است چون دست و دل پیرمغان یایه جود است

له س: قدیم



هم جوهری گوهرنجیب نه راز است  
 سرمایه عیش است زمین را و زمان را  
 در نثار بلند ارچه ز افلاک فصلیر است  
 در کوچه و بازار کند جلوه مستی  
 در صحبت شیرین مستان شکر و شیر است  
 افسردگی من ز خمار است و خموشی

۵

هم صیقلی آئینه بود و وجود است  
 وین طرزه که اصلش نه جواهر نقد است  
 در نور فروز گرچه ز خورشید فرو است  
 چیزی که بگردش نرسد چشم حسود است  
 باطنیت خونین جگر آن آتش و عود است  
 می ده که مرا با تو سرگفت و شنود است

ما صاف دلان درد کش بزم استیم

با نغمه و می لب لب و دست بدستیم

ای مطربستان ه خونین جگر آن زن  
 ما نغمه شادی نشناسیم و ندانیم  
 (۱۲۶۳) در پرده نگه دار هواهای مخالف  
 صد پست و بلند است درین پرده مستان  
 تا زنگ ز آئینه مستان بزدائی  
 آسوده دلان راه ازین پرده برو  
 چون مست شود ساز تو یک بیت ازین شعر

۱۰

۱۵

وز زمزمه ناخن بدلی بخیر آن زن  
 ما نوحه گرانیم ره نوحه گر آن زن  
 تو نیز بر آن نغمه که مانیم بر آن زن  
 گاهی زمیان سر کن و گاهی به کران زن  
 یک پرده سبک تر کن بر رطل گران زن  
 این نغمه برای دل شوریده سران زن  
 صوتی کن و آتش به دل بخیر آن زن

ما صاف دلان درد کش بزم استیم

با نغمه و می لب لب و دست بدستیم

خمار عصی که زانگور بر آرد  
 ساقی بده آن باده که در سیکه بولیش  
 آن می که اگر پر توش افتد بزماری  
 آن باده که چون بر فکند پرده اسرار

۲۰

آبی ست که ریزد بجم و نور بر آرد  
 آتش ز رنگ و ریشه زخمور بر آرد  
 بهر مرده سراز گور چون مصور بر آرد  
 احد شخته سراز خانه مستور بر آرد



آن باده که چون عالم کند تلخی طعمش  
آن باده حلال است بستان نه هر آنکس  
مار او و سه جامی ده از آن می که ز صافی  
شیرینی شهید از دل زنبور بر آرد  
کز دیدن او عوده و شور بر آرد  
بانغمه سر از کاسه طنبور بر آرد

ما صاف دلان در دگرش بزم استیم  
بانغمه و می لب به لب دست بدستیم

(۲۶۳ ب) ای مطرب زون چو لبت نغمه سر آید  
آن نغمه آهنگ که از شوق سماعش  
آن نغمه که چون گرم کند بزم حریفان  
آن نغمه که از آرزوی دیدن دست  
آن نغمه که از گرمی ابریشم سازت  
آن نغمه که چون زمره باده پرستان  
آن نغمه که کیفیت او در سرستان  
از رشک نوا ساز فلک نوحه گر آید  
پروانه کند روح چو پرواز گر آید  
ساغر فتد از پای و صراحی بسراید  
سمع از گداز گوش براه نظر آید  
که شعله فرو ریزد و گاهی شرر آید  
از لب بدر گوش سر ایا اثر آید  
صدره به از آن باده که در جام ز آید

ما صاف دلان در دگرش بزم استیم  
بانغمه و می لب به لب دست بدستیم

فی دشمن و درخ نه هوا خواه جنانیم  
از هر دو جهان فارغ و آزاد نشسته  
ما شیفته ساغر و شوریده سازیم  
که رنج خماست و گهی شورش مستی  
در مذہب ما باده بی نغمه حرامست  
(۱۲۶۳) یک دم نه نشینیم بغیر از می و مطرب  
دیر است که مستغنی ازین دوزیانیم  
نی بسته اینیم و نه در مانده اینیم  
ما بنده میخانه و آزاد جهانیم  
چون عالم آست بیک حال نمانیم  
هر مسئله کز پیر مغالست برانیم  
چون پیر میغان گفت چنین باش چنانیم



ما صاف دلان دُر دکش بزم السقیم

بانغمه می لب لب و دست بدستیم

<p>غیر از سر خم منبر دیگر نه شناسند در میکرده این وضع مکرر نه شناسند کسب و عمل و نامه و دفتر نه شناسند جز گردش می گردش اختر نه شناسند دارا نه پذیرند و سکنه نه شناسند با عرصه خم عرصه محشر نه شناسند کز تیره دلی باده ز ساغر نه شناسند</p>	<p>مستان سخن و اعضا و منبر نشناسند با صومعه داران صفتِ صوم و خلوت است راز دل ما از ورقِ چهره بخوانند در مجلس این قوم شب روز مساوی است دارند کف جام جم از باده رنگین صد مرده کند زنده می ناب بیک دم ز بهار که با صومعه داران نه نشینی</p>
--	--

ما صاف دلان دُر دکش بزم السقیم

بانغمه می لب لب و دست بدستیم

<p>تا خدمت شایسته کنم پیرمغان را شویم ز دل خون شده غمهای جهان را در دیرمغان راه نباشد حد ثان را ره بر سر آب است جهان گذران را آن شیشه از آن باده نیالوده پان را یک ره به لبم نه سبک آن طل گران را اگر شوق می و نغمه کشایم ز بان را</p>	<p>خواهم که ز خود دور کنم نام و نشان را لای ته خم صاف کنم آنکه و از وی آفت همه جا هست مگر در کنف خم (۲۶۴ ب) می نوش و قدح گیر که هم عاقبت از نشاء خم بهره ندارد دل افلاک خواهم که فراموش کنم محنتِ ایام ای ساقی مرست آباده دوسه جامی</p>
--	---

ما صاف دلان دُر دکش بزم السقیم

بانغمه می لب لب و دست بدستیم

له: دها (بعده حک اصلاح) آ: دها له: آ: بخوانند: ک: سبزه انیزه متن صحیح قیاسی است سه: دولت



عمریت که از نیک بد خود خبر نمیت  
که دامنم گم گیرم و گاهی لب ساقی  
گویند که در دیر مغان گنج محالست  
دل دارم اگر کیسه تپی ماند چه باک است  
دیریت که از دیر ز رفتم بگلستان  
ای باد ز گلشن خبرم ده که زمستی  
بهنگامه میخانه همین است اگر از وی

از نغمه گزیری و ز ساغر گذرم نیست  
در دیر جز این عریده کار و گرم نیست  
زین و سوسه بایسج به از ترک سرم نیست  
قلب سپیم هست اگر سیم و زرم نیست  
جز عارض ساقی چینی در نظر نیست  
شوقی چمن نیست ولی بال و پر نیست  
رمزی بتو گفتم خبر از بیشتر نیست

ما صاف دلان در دوش بزم السقیم

بالغمه و می لب لب و دست بدستیم

از طره هر منجبه یک تار به بندیم  
صد صورت بت برد و دیوار به بندیم  
یک چند میان از پی این کار به بندیم  
بس قول و عمل بر سر بازار به بندیم  
وقت که رخت از در خمار به بندیم  
آن به که زبان زین همه گفتار به بندیم  
می ده که بسازد گر این تار به بندیم

(۱۲۶۵) چون پیر مغان گفت که زنار به بندیم  
رفتم که چون دیر مغان خانه دل را  
آئین مغان را نتوان یافتن آسان  
زین است که ناقوس مغان نغمه بر آید  
چون لعل بتانست به میخانه چه حاجت  
از بستن زنار بر بمن نتوان شد  
در بتکده و صومعه نقشی و نگار نیست

ما صاف دلان در دوش بزم السقیم

بالغمه و می لب لب و دست بدستیم

کردیم بیک خیمه بر دوش صد بت چند  
وز حلقه این جمع نکو حلقه زنار

از خرقة و پشمینه ز باد زیان کار  
از خلوت این طایفه به صحبتستان

له آقا: پس، ۲۵: سحر: حله،



ایشان همه شب خیزولی از پی ترویر  
صد مکر فرو چیده بهر بخش خرقه  
در کار شریعت همه باند پی آب  
بهر غرض خویش همه زرق و فرباند  
(۲۶۵ ب) المنت الله که گرفتیم کناری

۵

ما صاف دلان در دگرش بزم استیم  
بانغمه و می لب لب و دست بدستیم

۱۰

۱۵

۲۰

ایشان همه دین دار ولی از پی دینار  
صد جیله فرو بسته بهر گوشه دستار  
در راه طریقت همه لافند و دل و ار  
نی کافرونه مون نه مست نه بهتیار  
ازین مردم بی باک ریاورز ربا خوار

از علم عمل چاشنی عشق ندیدم  
حرفی که دبدوی ز دردی نه شنیدم  
صد چشم نظر کردم و آبی نه چشیدم  
کین حرف که گفتی بفلان حاشیه دیدم  
گردیدم و زین قوم بمردی نه رسیدم  
با عشق به پیوستم و زیشان به بریدم  
باز آدم و رخت به میخانه کشیدم

در مدرسه و صومعه بسیار ددیدم  
تحتیق نمودم چه مسایل چه دلائل  
در ظلمت اوراق سیستان همه عمر  
تقلید و جدل را همه آماده و حاضر  
این مسکه داناان همه حمال کتابند  
مستغرق حرص اند نه دنیا و نه عقبی  
دیدم که همین گفت دشووست دگر هیچ

ما صاف دلان در دگرش بزم استیم  
بانغمه و می لب لب و دست بدستیم

دارم ز دل و دیده خود ناز و نعیمی  
در کیسه قانع نه جدیدی نه قدیمی  
در سفره درویش نه عیش است نه سبی  
آخر ز پس مزبله دارند جمعی

از مال جهان گرچه ندارم زرو سیمی  
خورسند چو گردن جهان هیچ نسپاید  
هر عیش که بینی ز پی اش بزم زوالست  
(۲۶۶ ب) اندر روح غذا گیر که این از پستان

له آ: تذدیر-



ناغم ز کرمی است که بی گدیه دهد رزق  
 با عشرت میخانه و عیش رخ ساقی  
 هرگز نکشم تنگ سوا لی ز لیبی  
 جنت بهی جو نخرم حور به نیمی  
 آبادی میخانه بماناد که از وی  
 گاهی به نشی خوشم و گه بشیمی

ما صاف دلان دُر و کش بزم الستیم  
 بانغمه و می لب لب و دست بدستیم

از حرص و اهل هست جهان ز اهل زمانه  
 ز نهار که در کش مکش و هر نفسی  
 کین دایم فریست نه اکست و نه دانه  
 گفتم بتو این حرف که تیرست و نشانه  
 از اهل جهان هیچ تمتع نه توان یافت  
 از درد و سر عریده خلق برستی  
 مردانه اگر پای کشیدی ز میان  
 این جیفه دنیا بسگان باد مبارک  
 چون همت شیران کن این لاشه کرانه  
 خود حاشی خود باش که کس را غم نیست  
 با اهل زمانه است همه عذر و بهانه  
 رفتم بدر میکرده با چنگ و چغانه  
 دیدم که جهان عاقبت کار فریب است

ما صاف دلان دُر و کش بزم الستیم  
 بانغمه و می لب لب و دست بدستیم

چیزی که ز خویشت به راه نمی ناست  
 در نامهستان نه ثواب نه عفاست  
 (۲۶۶ ب) می نوش که بنیاد جهان بر سر است  
 با اهل خرابات خمارست مکافات  
 بهی ز خزان نیست اگر ریشه در است  
 آن بشار می باک مداه از غم پیری  
 چون کار جهان عاقبت کار خرابست  
 آن به که بستی و خرابی گذر و عمر  
 اینجا عرض از می نه خیالست نه خواست  
 مست کسی که خودی خویش بر آید  
 رجمی! که میان من و مستی شکر آست  
 ای ساقیستان! بزرگات سر ساغر

له واد در آفتاب در سعاد ۵ تا : جای



دامان تو از کف نگذاریم درین دیر | تا کوزه مارا نمی از عهد شبابست

ما صاف دلان در دکش بزم السقیم

بالغمه و می لب لب و دست بدستیم

رفتم بخرابات و تماشای تخم او | از میکرده چون کام دل خود نه ز گردون  
آنجا که خرابات دهد عرض تجمل <sup>۵</sup> | صد مرده کند پیرمغان نده بیک عالم  
در روز جزا هم نبود بیم خارش | از باده عشرت نشود میکرده خالی  
(۱۲۶۶) در مدرسه و صومعه هر جا که بمیریم <sup>۱۰</sup>

کز غم بگریزم به ته پای خم او | افلاک حسابست ز دریای خم او \*  
پهنای فلک نیست چو پهنای خم او | سرشته منظر است مگر جای خم او  
مستی که بمیرد به تمسای خم او | امروز خم اوست چو فردای خم او  
در حشر بر آیم سر از پای خم او <sup>(۱۲۶۶)</sup>

ما صاف دلان در دکش بزم السقیم

بالغمه و می لب لب و دست بدستیم

کامل سرت از باده مبادا که بر آید | این باوه عشقت نه خمرست که متیش  
بر اهل کرامات شود کشف مقامات <sup>۱۵</sup>  
عارف همد سال بیک جرعه کند طی  
از ساقی باقی طلب آن می که ز عارف  
در میکرده ز آلودگی نفس شدم پاک  
تا که نه سفالی بود ولای <sup>۲۰</sup> به خشم

همیشه ار که چون باده رود در دسر آید | که عریبه جو گردد و گفستنه گر آید  
از شیشه چو بر جوشد و در جام در آید | باد و ست به پیوند دو از خویش بر آید  
هر را از که پوشیده بود در نظر آید | از باده بشوئیم اگر عمر سر آید  
آن باده بگیریم که در جام زر آید

له در تہ این بیت را نامزد و در آ مصراع اول به نقاط شک درج است 'ظاہرا' 'جوی' 'بجای' 'چون'  
باید خواند <sup>۲۵</sup> تا: تجمل <sup>۳۰</sup> تا: بشوئیم <sup>۳۵</sup> تا: سر،



ما صاف دلان در دوش بزم استیم  
بانغمه و می لب لبک دست بدستیم

## ذکر

### عندلیب گلزار معانی عسکری کاشانی

از بزرگ زادهای کاشان است، نام پدرش میر حسین و نام خودش میر حسن است  
بمناسبت اسم حسن تخلص خود عسکری قرار داده، در اول جوانی و هنگام نشو و  
نمای زندگانی از وطن (۱۲۶۷) با سنان بسیاری برآمده بجانب روم تجارت رفت  
و مدتی در آن دیار ماند و خرید کرده بکاشان عود نمود، این مرتبه در مسکن چندانی  
توقف نکرد از راه بهر مز بدکن رفت و در اطراف و کناف آن دیار عزیزان  
خوب مثل میر سنجر و مولانا ملک و مولانا ظهیری و میر حمید زهینی و اکثر اعیان  
آن ملک صحبت با داشت در گلکنده و بیجا پور محمد قلی قطب شاه و ابراهیم عادل شاه  
مکرر او را تکلیف ملازمت خود فرمودند میر حسن بنابر جمعیت سامان و اطمینان  
خاطر نوکری اختیار ننمود،

بعد از مدت هشت سال از دکن برآمد و کبشتی نشست تا بکه معظمه رود

له رجوع کنید به ص ۲۶ بیعد، در هفت اقلیم او را به ذیل کاشان درج کرده است ۱۳۵۷: غلام

مطبخ جنات (جناب) ولایت پناه محمد قلی و قطب شاه ابراهیم عادل شاه

— محمد قلی قطب شاه از ۱۲۹۸ تا ۱۳۰۲ و ابراهیم عادل شاه ثانی از ۱۳۰۲ تا ۱۳۰۷ فرمان روالی کرد،



باو مخالف سفینه او را در یکدگر شکست، اکثر سُکّان آن کشتی غرق شدند میر عسکری  
 بایک خواجه سرای بر تخت پاره چسپیده از دریا جان سلامت بر آورد و از راه  
 بندر صورت (کذا) بگجرات آمد و چندگاه در آن بلده بامولانا محمد صوفی و مولانا  
 نظیری صحبت با داشت تا از مجالست ایشان فایز و بهره ور گردید و هنگام  
 وداع مولانا نظیری فراخور حال میرو بقدر وسع خویش با و مردمی فرمود و  
 عسکری از گجرات به اجمیر آمد بعبادت زیارت قطب المحققین خواجه عین الدین  
 مستعد گشت و از اینجا باگه روانه شد (۱۲۶۸) وقتی باگه رسید که خدیو جهانگیر  
 کشور کشا، خسرو سکندر شکوه دارالوا، شاه نور الدین محمد جهانگیر بادشاه حکومت  
 دارالعیش کشمیر را به هاشم خان قاسم خان مرحمت فرموده بود، میر حسن در  
 خدمت خان مذکور بکشمیر رفت، در آن بلده دلیپذیر مدتی مدید بعیش و عشرت  
 گذرانید، وقتی که هاشم خان بهم تبت رفت او نیز همراه روانه شد و در آن  
 سفر ترددات خوب نمود و زخم تفنگی بر بازوی چپ خورد، آن خان قدر دان  
 در آن زخم داری کمال مهربانی با و فرمود،

چون در سنه ثلث عشرین و الف بندگان حضرت خلافت پناهی حکومت  
 دارالعیش کشمیر را به تقریب تقصیر خدمت تبت از هاشم خان تغیر نموده  
 به ولد ارشد میرزا یوسف خان صفدر خان مقرر فرمودند عسکری همراه خان

۱۵ کذا در آ و س، ۱۵ هاشم خان به ۱۴ دی مطابق سلخ شوال سنه رخصت کشمیر  
 یافته (توزک ص ۹۹ سطر ۷، مآثر ۲: ۹۴۱) پدرش محمد قاسم در عهد اکبر کشمیر را گرفته بود  
 (توزک ص ۹۵ س ۱۱) ۱۵ در توزک ص ۱۲۵ س ۲۰ تاریخ رخصت صفدر خان به حکومت کشمیر ششم  
 دی (وسط ذی قعدة) سنه ۱۲۶۲ درج است

برای ترجمه اش رجوع کنید به مآثر الامرا ۲: ۳۶۷

بذیل



معزول از ان عشرت آباد بدر ز رفت، وقتی که صفدر خان داخل آن ملک شد  
 او را ملازمت نمود و قریب بدو سال دیگر در اینجا ماند، در آن ایام این ضعیف  
 در آن بوستان همیشه بهار توطن داشت با عسکری صحبت با داشت و اکثر  
 چگونگی احوال او از قول او درین تالیف بر بیاض برد، وقتی که از کشمیر برمی  
 آید یک غزل در مفارقت کشمیر با این (۲۶۸ ب) فقیر طرح کرد این دوبیت  
 از ان ابیات است

(۲۶۸ ب)

### میر عسکری کاشی

من ز کشمیر سیه چشمان نه آسان می روم | بادل صد پاره و چاک گریبان می روم  
 کاروان در کاروان از اشک حسرت می روم | چشم بد دور از متاعم خون شبان می روم  
 این ضعیف گوید

میروم از حسرت کشمیر بر دل و اغنیا | بوستان ماندم بجا و با گلستان می روم  
 الققه آن عزیز در سنه خمس و عشرين و الف از کشمیر بر آمد و همراه صفدر خان  
 به لاهور رفت و در اینجا از خان مذکور جدا شد و خود را در اجمیر بخدمت شاهزاده  
 معظم مکرم شاهزاده سلطان خرم رسانید و در جرگه بساط بوسان او در آمد  
 الحال در خدمت آن شاهزاده بلند اقبال است

اشعار او بهیچ قریب به سه هزار بیت می شد فاما تا آن وقت که مؤلف  
 این تالیف او را دید و دیوان بجهت خود ترتیب نداده بود، ساقی نامه که در  
 بحر مثنوی گفته درین تسوید مرقوم قلم شکسته رفتم گردانید، امید که منظور نظر

۱۵ یعنی وقتی که صفدر خان معزول شده و واپس شد (رجوع کنید به تونک ص ۱۳۸) غزل در ابتدا فیقده  
 ۱۶ شده واقع شده و احمد بیگ خان در آن ایام بصاحب صوبگی کشمیر سرفراز شده بدان صوب رخصت شد اما قریب قیاس  
 است که واپس صفدر خان (و عسکری به تبعیت او) در اوایل ۱۲۰۰ هجری شده باشد



ارباب همنگر دود

## ساتی نامه میر عسکری کاشی

دلا تا توانی ز غم نشاد باش  
ز باران غم دیده پر در مکن  
اسیر محبت غم آلوده به  
(۱۲۹۹) بغم خون از غصه یک سو نشین  
منه بر کس انگشت رد زینهار  
بیا پرده خویش چسبیدن در  
ره بخیودی گیر و تسلیم باش  
من از بخیودی یافتم سروری  
ولی بخت روزم تبه می کند  
بمن یکدم این بخت یاری نکرد  
ندانم که با بخت خود چون کنم  
به پیچم گریبان او را بزور  
رخش را بجی شست و شویی دهم  
بمی صرف سازم هر اندیشه را  
بیا ساتی آن جام چون آفتاب  
بمن ده که سر رشته گم کرده ام  
بمن ده که خون جگر می خورم  
بمن ده که دل را بسوز آورم

۵

۱۰

۱۵

۲۰

ز اندیشه باطل آزاد باش  
پیا له بخون جگر پر مکن  
گرفتار غم ماتم آلوده به  
بمطلوب پہلو به پہلو نشین  
مکن در جهان عیب خویش آشکار  
زنیک و بد این دآن در گذر  
چو جم صاحب تخت و دیهیم باش  
ندیدم بجوئے فراسکندری  
مرا روز روشن سیه می کند  
چو نور شرر پایدار می نکرد  
که در ظلمتش چهره گلگون کنم  
برون آرم از ظلمتش همچو نور  
زمینانه اش آبرویی دهم  
بر قص آرم این جام و این شیشه را  
که که آفتابست و که ماه تاب  
دل و دیده در کار ختم کرده ام  
دامد ز چشمان تر می خورم  
شب تار غم را بروز آورم

۲۹۹)



(۲۶۹ب) ششم تیره روزم از آن تیره تر  
 شب و روزم از غصه یکسان شدست  
 مگر باده باز آورد روز من  
 بده ساقی آن جام آتش نشان  
 بده تادمی دست بازی کنم  
 بده تازمانی بر آرم نفس  
 بیا ساقی آن آب شعله مدار  
 بیا قوت لب کرده همنانگی  
 بگر و بیان نکبت بده  
 می کو صلاحیت آرد پدید  
 فروزنده چون پر تو آفتاب  
 صراحی ز کیفیتش خنده زن  
 نه ابرو تدرج کرده بارنگی  
 بیا ساقی آن نور بخش صبوح  
 بیا سینه را باده آلوده کن  
 (۲۷۰ا) بیا تاز عشقش بر آرم می  
 پد ریای پر خون شناور شوم  
 بگر دامنش روی از حرص و آرز  
 بر آرم سرخی از گریبان خود  
 زمانی دل از بیخودی خوش کنم

ز نور چرا غم شرر خیره تر  
 ز من روز روشن هراسان شدست  
 مبدل بصوت شود روز من  
 که خورشید بارت و اختر نشان  
 بیا زحیپ خود را نازی کنم  
 سمندر برون آورم از قفس  
 که بر فرق دل کرد آتش نثار  
 بلعل جگر داده پروانگی  
 با فلاکیان ذوق یاکهو دهد  
 بعزم طرب نیت آرد پدید  
 رباینده چون جذبه ماهتاب  
 نسیم شده غنچه را طعنه زن  
 بسوز نظر داده تابندگی  
 که تاریک شد خانه بی شمع روح  
 جراحات دل را نمک سوده کن  
 بسوزم ز سوز جگر عالمی  
 دل غرق را راحت آور شوم  
 و هم قلب خود را بد انسان گذار  
 خجل گردم از عهد و پیمان خود  
 زمانی چو عودش بر آتش نهم

له: ص: بهجت، ۵ ص: کرده،



مغنی! نوایی بگو شمع رسان  
 بشد بهوشم از عقل و عقلم ز سر  
 ز نغمه دل سنگ را آب کن  
 مرا از من، از من مرا و ارمغان  
 بیا ساقی! امروز جامی بده  
 بیا تا دمی گشت گلشن کنم  
 بیا تا دمی با تو می کشش شوم  
 بیا حرف ما و ترا سر ز نیم  
 بده ساقی آن آب انگور را  
 شترانی چو فصل بهار بهشت  
 (۲۶۰) اب می معتدل همچو در دیده خواب  
 چکد گرد و قفسه بر زمین  
 می که بخور شد خشانیش  
 می که صف آرائی آردن کند  
 بیا ساقی امروز من بیکسم  
 برون آور آن جام زین نقاب  
 بیا تا ازین دهن به ادا و مل  
 بده ساقی آن جام چون نوش را  
 بمن ده که بنجم زبون ساخت است  
 بمن ده که امروز دیوانه ام

بیا نوشدارو بهوشم رسان  
 باهنگ خوش باز گرد مگر  
 مرا همچو سیاه بی تاب کن  
 خلاصم کن از منت این و آن  
 بهار و ده داران نوشامی بده  
 به می خانه سینه روشن کنم  
 با کسیری بگو که بی غش شوم  
 چو باده ز یکجای سر بر ز نیم  
 که روشن کند دیده کور را  
 که درهقان همه لعل و یاقوت کشت  
 دمی همچو آتش دمی همچو آب  
 بگیرد زمین را بر زیر لیکن  
 ستاره بود خال پستانیش  
 دو عالم یک قطره روشن کند  
 جوانی و تنگی و جسمی بسم  
 چو چشم غزال ختن پر شتاب  
 بگیرد کام دل از سرو و گل  
 که از کاسه سر برد هوش را  
 متاع مرا در جنون باخت است  
 سزاوار پیمان و پیمان ام

له: حرف ۳: شور ۳: گر؟ ۳: حال، ۳: خال ۳: هر دو



می ده که دل را بهوش آورد  
 می گرجم جام ز جاجی کنی  
 می گر بلعلش بر ابر کنی  
 می گر بیا قوتش افتد گذر  
 می گر با تشش کتم همسرش  
 (۱۲۴۱) بجی آنکه کسوت ز گل می کند  
 کسی بر نیاید باو در مصاف  
 معنی! کجائی نوائی بزن  
 نوائی بر انگیز از چنگ و عود  
 یکی نغمه از چنگ بیرون فلک  
 اگر بانوا آرم این ساز را  
 بیا ساقی آن جام جمشید را  
 بده تا دلم را تسلی دهد  
 بیا تا دمی دیده روشن کنیم  
 بکش برقع از روی می بی دنگ  
 بمن ده که تیره دل و ابرم  
 بیا ساقی آن جام پر نور را  
 بده ساقی آن آب آتش گیاه  
 گر این بخت با من زبونی کند  
 به پیچم گر میان گردون بکین

مرا بی زبان در خروش آورد  
 بسابت پرستی که حاجی کنی  
 ز خجالت رخ لعل را زر کنی  
 کند محو یا قوت را چون شرر  
 کشد شعله خجالت ز خاکسترش  
 پرستایش عقل گل می کند  
 همه در درو دروند اوصاف صاف  
 نوائی با و از نائی بزن  
 که با بخت داریم گفت و بشود  
 مرا کشتی دل بحسب چون فلک  
 بدرم ز بهم پرده راز را  
 که روشن کند با هم خورشید را  
 ازین ظلمت او را بتجلی دهد  
 بجی سینه را رشک گلشن کنیم  
 که ناموس را شیشه آید بنگ  
 گر قمار گردون خس پر درم  
 که روشن کند دیده کور را  
 که بر گشته بختیم و نامه سیاه  
 در این کاسه با من نگوئی کند  
 کتم آسمان را بروی زمین

له تا کنی له تا پرستاری له آ: دردو، تا: درد، له تا: جام



(۲۷۱) چنان ناله از جگر بر کشم  
 بدرم ز یکدگر این داه را  
 من ار انتقامی ز دشمن کشم  
 ندارم سر از فتنه با کسی  
 بیا ساقی! امروزستان شویم  
 بر آرم از پنجه چون شیر ز  
 بیا زهره از غره بیرون کشیم  
 بیا مطرب! آواز را بر فراز  
 بیا و دلم را ز غم شاد کن  
 بیا تا دل از غصه بیغم کنیم  
 بگو تا برقص آرم این زنده را  
 چو سرمست افتم برین خلکان  
 که بی خود در آیم ازین کالبد  
 بیا ساقی آن باده بی بدل  
 بده تا دمی همچو شاهین شوم  
 (۲۷۲) بیا تا دمی با توب تر کنیم  
 بده تا ز خود رخت بیرون کشیم  
 بیا تا غم از دل بیرون افکنیم  
 بده تا مرا و اربانی ز من

۵

۱۰

۱۵

(۲۷۱) که خورشید از جیب خاور کشم  
 بیغما دهم رخصت آه را  
 چو سنگی فلک در فلاح کشم  
 و گرنه منم آتش و اوحسی  
 چو افراسیاب و چو دستان شویم  
 ادیم پلنگ فلک را ز سر  
 یکی حلقه در گوش گردون کشیم  
 چو در چشم محمود است ایاز  
 طرب نامه عشق بنیاد کن  
 گهی ناله زیر و گهی بم کنیم  
 بجوش آورم مرده و زنده را  
 یکی نغمه بر گوش بهوشم رسان  
 بفرق سر چرخ کو بم لکد  
 که آرد بعقل و بهوشم خلل  
 به نخیر گردون شلایین شوم  
 عقیق مین را مگر رکن کشیم  
 سراپرده بالای گردون کشیم  
 ز آتش بدریای خون افکنیم  
 که بیزارم از منت جان و تن

(۲۷۱)

(۲۷۲)

له: سآ صلب خاور کنم له: کذا له: واکرنه له: در سآ ندارد له: از روی سآ: کنم  
 له: سآ: مرده زنده له: سآ: کنم له: سآ: کنم



بده ساقی آن باده بی عرض  
 من ار مستم و بنجوم عینیت  
 چون بنجوم برین سر زمین آدم  
 چون وجد را کار سازی کنم  
 اگر تو سن فک را ہی کنم  
 بیا ساقی آن شیرۀ نور را  
 بده تا سری در گریان کشم  
 میی در صفا رشک خورشید و ماه  
 مغنی نوائی ز نوساز کن  
 بیابانانی دلی خوش کنیم  
 مگر بختم از ناله زیر و بم  
 (۲۶۲ ب) غم دل به ادا ساز و نوا  
 دلی کو دمی نغمه پرداز شد  
 دل من که معمور چون گلشن است  
 بده ساقی آن می که بیجان شوم  
 بده می که آبی بسباغ آورم  
 میی گر بهر شش مساوی کنی  
 نه می بر لبم زان بتک می رسد  
 به تنیدی چو آتش به نرمی چو آب  
 بیا ساقی از می خبر ده مرا

(۲۶۲ ب)

که از جوهر ما بشوید عرض  
 چو گردون مرا دامن وجیب نیست  
 همان می روم چون همین آدم  
 به نه چرخ چون طفل بازی کنم  
 بیک لحظه صد لامکان طی کنم  
 که روشن کنم خانه گور را  
 سری بر مزار غریبان کشم  
 از دیده روشن ولی دل سیاه  
 در مخزن نغمه را باز کن  
 زوی و ز فردا فراموش کنیم  
 نشنید دمی فارغ از پیش و کم  
 توان داد بیرون بفتوای ما  
 بمعشوق خود صاحب راز شد  
 گل از داغ و داغ از گلش روشن  
 چو مار فسون کرده پیچان شوم  
 گل از باغ و از سینه داغ آورم  
 بساخون که در جام راوی کنی  
 که بر زخم تازه نمک می رسد  
 گهی از وی آبادم و گه خراب  
 بکوی خرابات سرده مرا

له تا عرض له سه عرض سه از روی تا آ: کنم سه در تا ندارد،



چنان آتشی بر فروزم ز دل  
یکی حلقه در گوش مستان کشم  
اگر ناله را سر به بیرون دهم  
مغنی دلی دارم از غم و دونیم  
نوا ای بگوش من مست زن  
بهر عالم از نغمه خوشنود کن  
(۱۲۶۳) باوازی سینه ام بر فروز  
چو بیپوش و سرست افتم بخاک  
که سرزان سو جمع بیرون کنم  
بیا ساقی از باده یاد آوریم  
بیا تا دل از غصه بیغم کنیم  
بده ساقی آن باده دلفریب  
بمن ده که امروز مست آدم  
گل خشت نه بر سر هر چه هست  
بلی عهد و پیمان بستی نکوست  
گروهی ازین می بستی شدند  
چرا عهد و پیمان باید شکست  
مغنی بیا و دمی شور کن  
که چون بر سردار آرم نشست  
بیا مطرب از سینه آهی بکش

۵

۱۰

۱۵

۲۰

که خنم خانه گردد ز خود منقل  
سری گر باتش پرستان کشم  
جهان را بگرداب جیون دهم  
یکی پُر ز امید و یک پُر ز بیم  
بلند ار نباشد ره پست زن  
دُر نغمه در رشته عود کن  
بگو شمشیرسان نغمه سینه سوز  
بر آوازی یک ناله در دناک  
رخ زهره از طعنه گلگون کنم  
بدردی کشان اعتقاد آوریم  
غم فرقت دوش را کم کنیم  
که از تاک گردید ما را نصیب  
بدیوار توبه شکست آدم  
که پیمانه چون دید پیمان شکست  
باین خود بت پرستی نکوست  
گروهی باتش پرستی شدند  
که ما تو از یک شرابیم مست  
نوائی بقانون منصور کن  
از ان محور چرخ گیر دشت  
دو عالم بیک برگ کا هی بکش

(۱۲۶۳)

له بر آوریکی ؟ له این بیت را در آیه نقاشک درج است ،



(۲۴۳ب)

بیاتاز دنیای دون بگذریم  
 (۲۴۳ب) بگو تا دمی هوش باودیم  
 بگو تا بگویم بتو راز خود  
 من آن رند مخمور ناله کشتم  
 بلی مت پیمانه عشرتم  
 دهم روشنائی بهر نا کسی  
 بیاتاد می باده نوشی کنم  
 سری در گریبان ذلت بریم  
 بیاتازمانی دگر گون شویم  
 بیاتاچو فرهاد سر بر زنیم  
 بیاتاچو خسرو در ازمن رویم  
 برون آور آن یوسف شیشه را  
 بمن ده که من بلبس این کلم  
 ز می نوره شمع این خانه را  
 بیاتازمانی بصحرای رویم  
 (۲۴۴ب) بیامطلب امروز خوشخوان شویم

(۲۴۴ب)

ازین قلزم پُر ز خون بگذریم  
 دل خسته را نوشدار و دهم  
 زمستی وز آئین و اعجاز خود  
 که چون چشم ساقی پیاله کشتم  
 چراغ در خانه عشرتم  
 نه بنیم ز خود بی نوا تر کشی  
 دمی ترک این خود فروشی کنم  
 نشانی بدین و به ملت بریم  
 گهی لیلی و گاه مجنون شویم  
 خم باده را تیشه بر سر زنیم  
 بشیرین لبان گشت گلشن کنیم  
 جوان کن ز لیخای اندیشه را  
 گهی چون گل و گاه چون بلبلیم  
 حیاتی ز نو بخش پروانه را  
 چو وامق بسر وقت عذر آوریم  
 برین پرده چون نغمه غلطان شویم

له در س این بیت را یک بیت ساخته است این طور: بیاتاز دنیای دون بگذریم 'دل خسته را نوشدار و دهم'  
 یعنی مصرع ثانی بیت اول و مصرع اول بیت ثانی را حذف کرده له س: ز دین و ز آئین: که: زمستی در  
 آئین له س: عزتم، تصحیح از روی س: له بعدش در آیتی را مشکوک قرار داده منسوخ کرده است  
 این طور: - بیاساقی از من حسابی که اگر فرد کم شد کتابی که در س این را ندارد  
 هه س: زنم له س: لسانی ..... رم



بیاور زمانی باهنگ باش  
 بیا برکش آواز مستانه را  
 ندانم کزین سینه چاک چاک  
 اگر از بلندی بروی آورم  
 وگر زین بلندی به پستی زخم  
 بیا ساقی آن می که عفتل آورد  
 بیا دانه خویش بر خاک ریز  
 بیا تلمی بجایی کنیم  
 بمن ده می کز شعاع تفش  
 بمن ده که بسیار خون خورده ام  
 بسی کرد و سپهر دعا  
 اگر عاقلی مرد مردانه  
 مفتی کجائی درسی باز کن  
 گهی زیر و گاهی بم و گه نمون  
 (۲۴۲) می نغمه باطنی بشنوم  
 بیک نغمه روشن کنی سینه را  
 نوانی ز ساندونی آور برون  
 گروهی که از خود بدر رفته اند  
 گروهی که گرانام شان بشنوی  
 بیا ساقی امروز حیرانیم

۵

۱۰

۱۵

۲۰

چو مضراب بانغمه در جنگ باش  
 بهوش آور این عقل دیوانه را  
 چسان بر کسم ناله در و ناک  
 نهم چرخ را سرنگون آورم  
 بگاوه و بمای دو دستی زخم  
 دل سنگ خاره بنقل آورد  
 بدست دلم آبی از تاک ریز  
 به بنت العنب که خدائی کنیم  
 چو نور تجلی شوم در کفش  
 دغانین سپهرنگون خورده ام  
 گهی بر خلا و گهی بر ملا  
 وگر غافل گر به حسنه  
 بقانون خود نغمه ساز کن  
 تو با من نظر دار و من با تو گوش  
 ز خود ترک ما و منی بشنوم  
 بسوز آن همه نقد گنجینه را  
 که ناخن زند بر دلی پر ز خون  
 به دوستی را بسر رفته اند  
 ز داد انا الحق نشان بشنوی  
 از ان می پرستان دیرانیم

(۲۴۲)

له: آ: من، آ: دمن، آ: کن این آ: بسوز این آ: آ: دار



که صد شعله آتش بدم در کشم  
کسی با من آتش زبان چون کند  
گر این باده با من گران کند  
زخم آبخنان بر زمین خشت خم  
بیا ساقی از من مرادور کن  
می ده که از آن دل مرین شود  
می گر بجر آوری قطره اش  
چسان کس برابر کند با هوش  
بلی آنکه خورشید خشتش بود  
(۱۲۴۵) میت آنکه عالم از روشن است  
میت آنکه هم ساز و هم برگ داد  
میت آنکه این صبح و این شام از دست  
میت آنکه یک قطره زو کوثر است  
چه می آنکه ساقین شیر خداست  
علی صاحب آیه صلا فقیه  
علی وارث ملک دنیا و دین  
علی آن که پشتش بمعنی قوی است  
علی آن کتاب حق چارین  
کتاب صبح منزه زحک  
بیا ساقی امروز پیمان دهم

(۱۲۴۵)

علم چون بی خوارگی در کشم  
که آهیم دل سنگ اخون کند  
و این شعله با من دغانی کند  
که خشت زمین گردد از دیده کم  
مرا عبرت دار منصور کن  
همه ستر غیبی بستین شود  
چو طوفانیان بترقد ز سره اش  
که خورشید خشتی است از در گش  
به فرخندگی .....  
ستاره چراغست و او روغن است  
میت آنکه هم جان و هم مرگ داد  
میت آنکه این گردش جام از دست  
میت آنکه زو چاه زمرم پر است  
ز اوصاف او شمه ههل ای ست  
ولی خدا مقصد انما  
علی آنکه آمد هم آن و هم این  
در خیرش شاید معنوی ست  
علی مقتدای کیمین و مهین  
منزه زحک و منزه ز شک  
مبادا که ایمان بشیطان دهم

له کذا ناقصاً در آید و در ساجلی از قلم انداخته است 'له و لانا'



بیا تا بمیخانه فخر شویم  
 بیا پشت پای بگردون ز نیم  
 چو مردان ازین بهوه زن بگذریم  
 ازین دون چه خواری که روزی نشد  
 (۲۷۵) مغنی بیا نغمه بنیاد کن  
 مغنی زمانی ز خود دور باش  
 چو بلبل بیا مطرب آواز کن  
 بیا ساقی آن مست بی باک را  
 بمن ده که حیران و آواره ام  
 درین محنت آباد ویران شدم  
 در یغادرین مملکت داد نیست  
 ندیدیم از یسج کس مردی  
 بیا تا ازین ناکسان داریم  
 بیا دست همت بدست آوریم  
 بیا تا بگردون نهیب آوریم  
 بیا دست بر مهر و انجم ز نیم  
 بیا تا باین دون دوانیم رخ  
 شکستی باین چرخ پیر آوریم  
 بیا ساقی آن عقل فرزانه را  
 (۲۷۶) که بسیار بالا دوی می کند

۵

۱۰

۱۵

۲۰

که بی باده ناگاه کافر شویم  
 شیخون باین طشت پر خون ز نیم  
 ازین پیر مردم فکن بگذریم  
 که را دید آخر که موزی نشد  
 (۲۷۵) گهی داد کن گاه بسداد کن  
 زمانی با هنگ منصور باش  
 در گلشن سینه را باز کن  
 همان مایه معدن خاک را  
 از آن بی نصیبان بی چاره ام  
 شکسته تر از پشت پیران شدم  
 دل یسج کس از غم آزاد نیست  
 مگر اثر دبا خونی و کثر دمی  
 وزین مشت خار و خسان داریم  
 بملک دو عالم شکست آوریم  
 وزین طمطراقش بشیب آوریم  
 بگیریم این خشت و بر خیم ز نیم  
 چو انجم نمایمیش از حمله بخش  
 ز بالای عرشش بزیر آوریم  
 بهوش آور این مست دیوانه را  
 گدا پیشه خسروی می کند

(۲۷۵) ب

(۲۷۶)

له: پشت و پای له: کذا در آوا (یعنی موزی)







است و مولد خودش نیز از کشمیر است در صغر سن در مقام انتظام نظم شده و در  
 وقتی که بسن رشد و تمیز رسید خان نکته دان میرزا جعفر آصف خان حاکم آن ملک  
 گردید (۲۷۶ ب) اوجی بشرف ملازمت خان مذکور مشرف شد و از فیض  
 تربیت او ترقی کرده و هر چه در آن ایام گفته خالی از حالتی و رتبه نیست و  
 در وطن خود در آن زمان پاره نشو و نما نموده بعد از تغییر آن خان جم نشان  
 در اینجا ماند و هر حال که بدان دیار آمد خدمت او کرد و اوقات گذراند  
 بر هنرمندان پوشیده نماند که آن درومند سیر و سفر کم کرده مگر گشت  
 گرد و نواحی کشمیر و یک نوبت از آن بلده بلاهور آمده و باز بسکن عود نموده  
 است این ضعیف روزی در اجمیر در خدمت مولانا محمد صوفی حاضر بود که  
 عزیزی از مردم کشمیر در خدمت مولوی به تقریبی حرنی اوجی در میان آورد  
 و این بیت از ساقی نامه او خواند بیت

مرا دامن خویش زنجیر شد مرا دست در آستین پیر شد  
 آن منصف از استماع این دو مصراع بغایت از جا در آمد و فرمود که اگر  
 پیش از آنکه من ساقی نامه بگویم این بیت بگویش من می رسد اراده شنوی  
 گفتن نمی کردم

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که مسود این ادراک پریشان  
 را با مولانا اوجی در دار العیش کشمیر ملاقات واقع شد در آن وقت  
 سنش به پنجاه و پنج رسیده بود و در آن سن انیونی گذرا گردید و بر تبه از  
 کار رفته که از سر رشته نظم افتاده بود اگر اخیانا دوبیتی (۱۲۷۷)  
 از و سری زد چندان ناخن بر دل نمی زد، اشعار او همگی از قصیده و  
 غزل و غیره سه هزار بیت است، فاما دیوان ترتیب نداده است



ساقی نامه که از ویرین تالیف بر سیاح رفت در ایام شباب بهنگامی که در خدمت میرزا جعفر آصف خان بود گفته است

## ساقی نامه مولانا اوجی کشمیری

<p>لب دل ز خون جگر تر کنیم          دل می پرستان بدست آوریم          بهوسم سراپای پیسانه را          جز از زهر غم لب نیا لوده ام          ز خون خوردن دل دماغ تراست          همه زاده ره پارهای جگر          که ذوق نظرنیت غم دیده را          بیا تم مگر تو امان زاده ام          مرادست خصم گریان شدست          مراد امن غولیش زنجیر شد          نه یارای رفتن نه پای درنگ          کهن دشمن انده تازه را          شکست مرا موسیائی کند          همان ترک سمرست ساغر سوار          شوم این از ترک تازی غم</p>	<p>چنین تا بکی ترک ساغر کنیم؟          یکی توبه را در شکست آوریم          زیارت کنم باز میخانه را          ازین فرقت آباد تا بوده ام          کنارم پُر از اشک چون افکرت          رهم پر محفوت من نو سفر          بجز گریه نکشوده ام دیده را          لب از هم بجز ناله نکشوده ام          مر از اشک دامن گلستان شدست          مرادست در آستین پیر شد          مراد شیشه بر دوش و باران و سنگ          (۲۶۶) بیا ساقی آن خصم خمیازه را          بده تا بدردم دوائی کنند          بیا ساقی آن شوخ آتش عذار          بده تا بستازد بفلوج الم</p>
---	--

له ایات این ساقی نامه را که در واقعات کشمیر منقول است به علامت (۷) نشان کرده ام له واقعات بنهاده  
 سه در سه واقعات ترتیب مصرعین منعکس است له تا ساغر کتار



بیاتابی غارت هوش کنیم  
 بیاتاصراحی بدست آوریم  
 بیاتابی چهره گلگون کنیم  
 مفتی شنیدم من از چنگ است  
 بیک نغمه پردازی ارغنون  
 بنازم خروشدین چنگ را  
 فغان کاندین لاجوردی رواق  
 اگر ضبط ناکرده دم دم زخم  
 نسیم سحر خاطر انگیز شد  
 دگر ساقیا انتظارم بده  
 (۱۲۷۸) بهارست ساقی دم از گل نسیم  
 ملون ز گل دست و صحرانش است  
 دلم سرخوش نغمه بلبل است  
 بیاساقی آن راق تاک را  
 بده تا بدانم که این نوش لب  
 مرا باده بی او غم انگیز شد  
 چنان در غم دیده خونبار شد  
 چنان در غم بجز خورده شد  
 که گرنی المثل حسن بهتر نو بهار  
 بخند ز پهلوی پس از سال و ماه

دمی چند غم را فرا موش کنیم  
 بینای گردون شکست آوریم  
 ز اشک آسمان را جگر خون کنیم  
 که بنیاد دایره جهان بر فناست  
 دلم از ره گوش آید برون  
 که بزداید از روی دل رنگ را  
 من و تو لبالب شدیم از فراق  
 جهان را بیک بار برهم زخم  
 ز سیاه گل آتش تیز شد  
 بده می بدست حارم بده  
 می با تو در سایه گل نسیم  
 صفای چمن خاطر آراشد است  
 هم آغوش گل طره سنبل است  
 ضیا بخش خورشید ادراک را  
 چرا می گریزد ز من بی سبب  
 طرب بی رخش انده آمیز شد  
 که شب جای خوابم جگر زار شد  
 دل از یاس زان گونه پرورده شد  
 بروید ز روی زمین سبزه وار  
 بگهواره چشم طفل نگاه

له واقعات: آید ۱۲ کذا در آواز بده؛ ۱۳ واقعات: اگر فی المثل حسن صد؛



شبی آمد از غیب بر من ندا  
 بر افکن ز دل بارِ درد کهن  
 که از تاک نوری دمیدن گرفت  
 از آن نور شمع دل افرو ختم  
 ملک مست و سرخوش برقص اندرست  
 (۲۷۸ ب) ولی خدا شاه مردان علی  
 ز کشت عطایش فلک دانه  
 شناسنده فریزدان علی است  
 علی مظهر عین فرزانی است  
 از آن پیش کامیخت جان در گلم  
 مرا داغ او بر جبین دلست  
 زرافتانی خور ز فرمان اوست  
 بیا ساقی آن باده صاف را  
 بده تا بدانم که از آسمان  
 مجو عافیت در جهان خراب  
 گل عیش در باغ عالم کست  
 نمی بینم اوجی در آفاق جای  
 نه تنها همین چرخ بد اختر است  
 زمین وار تا چند باشم خموش  
 بگویم بگردون که ای هرزه گردا

(۲۷۸ ب)

که بر خیز ای زند درد آشنا  
 دگر چین بر ابروی خاطر مزن  
 ز شادی قد غم خمیدن گرفت  
 خشک را از ظلمات غم سو ختم  
 ز کیفیت ساقی کوثر است  
 لبالب ز مهرش خفی و جلی  
 ز شمع رخس مهر پر وانه  
 شهنشاه اقلیم احسان علی است  
 علی گوهر کمان مردانی است  
 بهر علی شد مجرّد دلم  
 مرا مهر او از جهان حاصلست  
 فلک ز ورق بحر احسان است  
 همان نور خورشید انصاف را  
 چرا نیست اهل مهر در امان  
 مجو نیم شب پر تو آفتاب  
 کبودی گردون گل ماتم است  
 سفر بایدیم کرد زین تنگنای  
 زمین نیز خونریز دانش در است  
 چو بحر آیم آخر کی در خروش  
 چرا نیستی راست با اهل درد؟

له آ: ذوق بهر



(۱۲۴۹) بگویم بایام کای بی وفا!  
 بیاتامی در دسوز آوریم  
 کنون ساقیا گل سحر خیز شد  
 میی ده که همدم بعثقا شوم  
 میی ده که بیدار سازد مرا  
 میی ده که امروز اغیار و یار  
 ازان می که شبایست عام نیست  
 ازان می که چون رو بیلا کند  
 ازان می که چون خاطر آرا شود  
 ازان می که در بزم رندان مست  
 سر از جیب مینا چو بیرون کند  
 خرد امشب آمد بیالین من  
 گریزان شوای غافل بی خبر!  
 بگفتم که ای مشفق نیک خوی!  
 بگفتا که ای مرد اندوگین!  
 (۲۴۹) ازین مژده خوش شدم بخت  
 طواف خرابات را کرده ام  
 اگر وصف آن منزل خوش کنم  
 در و خاک کافور و آیش گلاب  
 قدح مست ساقی سیمین برش

(۲۴۹) چرا داشتی اهل دل در جفا؟  
 شبی با صراحی بر وز آوریم  
 نسیم چمن عنبر آمیز شد  
 ز آلایش تن مبستر اشوم  
 بدیوانگی یار سازد مرا  
 بر ندم چو منصور بر پای دار  
 بمنصور هم تاب نه جام نیست  
 اگر بهای افلاک را وا کند  
 ز کیفیتش پسر برنا شود  
 به نزد حریفان ساغر پرست  
 زمین و زمان را در گون کند  
 که از گردش چرخ پر کمر و فن  
 چنین تا یکی خفته باشی دگر؟  
 ز دستش کجایم گریزم؟ بگوی!  
 برو در خرابات و فارغ نشین  
 بسوی خرابات رفتم چو باد  
 مرادات را در کف آورده ام  
 جهان را ز حیرت در آتش کنم  
 بدیوار او جای خشت آفتاب  
 زیارت که می پرستان درش

له کذا و کذا



مسیحای مرگ لوندان خویش  
 می از شوق در قلمم خم بجوش  
 سراپا چو دل عذر خواهم به بخش  
 با تمید عفو گناه کلامم  
 بدنبال او عذر خواهی کنیم  
 ز دنیا پرستان بر آور مرا  
 کن از باده معرفت پر خوشم  
 غم خویش گردان سراپای من  
 بجز مهر تو از جهان حاصلم  
 از اینجا بایمان بر آور مرا

دواي دل درو مندان ریش  
 درو نازنینان زمی در خروش  
 کریم! رحیم! گناهیم به بخش  
 بدرگاه تو عذر خواه آمدم  
 بیا لشکر گریه راهی کنیم  
 بکن کسوت فقر در بر مرا  
 فروزان ز گرمی عشق آتشم  
 لکد کوب دنیا بکن رای من  
 مبادا بغیر از تو میسل دلم  
 کن از لطف توفیق رهبر مرا

ذکر

## مولانا محبت علی سندی

مولدش از تته است، در هند نشو و نما یافته و اکثر بلاد هندوستان را گشته  
 تا بسعادت خدمت خان گردون اقتدار خان خانان سپه سالار مستعد گردید  
 و چندی در بندگی آن خان عالی شان بسر برده و در جرگه ملازمان ایشان در  
 آمده است، بعد از مدتی هوای وطن در سر او جلوه گرمی شود، بمضمون  
 بلاغت مشحون حب الوطن من الايمان عمل نموده از خان مذکور مرخص شده



روانه مسکن خود می شود، چون پاره راه می رود حرص دنیوی بر و غلبه کرده از  
مطلبش باز می دارد باز رو بدرگاه خان جم جابه می آورد و قصیده در معذرت  
خود بر سبیل ره آورد و گفته می گذرانند، این بیت از ان قصیده است ۵  
خوایم چون حکایت جودت سر نهم در عالمی کوه شوق سدره شد چون صد ابا زاندم  
این قصیده مرضی طبع و شوار پسندان محفل خان سپه سالار گردید و بتخصیص همین  
بیت، دیگر باره او را در خدمت خود نگاه داشت، الحال در بندگی آن خان  
عظیم الشان است،

دیوان آن عزیز تا لغایه جمع نشده و بر بیاض نرفته و ساقی نامه که در  
بحر مثنوی گفته چندی رنگ و بون دارد و این قطعه که از ان مثنوی مرضی  
طبع ارباب دانش گردیده این ضعیف درین (۲۸۰ ب) اوراق پریشان  
ثبت نمود قطعه

یکی عکس خورشید در آب دید	روان بر سرش دام ماهی کشید
چو از جنبش آب در هم شکست	بغواصی آمد کشش آرد بدست
بنا که فرو شد بکام نهنگ	ترازوی ما را همین است سنگ

ذکر

مؤلف کتاب منجانه عبد الله بنی فخر الزمانی

موله این شگفته بال از دار الموحیدین قزوین است، و پدر این ضعیف خلعت  
سهرگز شعر نگفته است ولیکن مرد درویش نهاد و صوفی صافی اعتقادی بوده  
اوقات خود در قزوین به تجارت می گذرانده، بعد از انی که توفیق ایزدی و



عنایت سمدی دلیل او شده بسعادت زیارت مکّه معظمه اش مستعد می گرداند  
دیگر گرد امور دنیوی نمی گردد و بوطن عود می نماید باقی عمر بدرویشی و  
خدا پرستی صرف می فرماید تا در سنه احدی و الف که طاعون در  
قرزین واقع شد عارضه او را دست می دهد بر امدان و خویشان را  
همه از وایمه طاعون مضطرب می بیند می گوید که ای عزیزان همگان خاطر  
جمع دارید که بغیر از خلف دیگر کسی از میان شما بدر نخواهد رفت و همه درین  
طاعون از آفات مصون خواهید بود و من در روز جمعه هنگام نماز پیشین  
عالم فانی را وداع خواهم کرد بهمان دستوری که مذکور ساخته (۲۸۱)  
بود داعی حق را البتّی اجابت گفته و بعد از و دیگر کسی از عزیزان و خویشان  
او در آن قضیه ضایع نشدند

این که این حقیر خود را فخر الزمانی می نویسد سبب آنست که جدادری  
فقیر فخر الزمان نام داشته و قضای قرزین متعلق بایشان بوده است در  
فطرت و فطانت و در فضیلت و موزونیت سرآمد عصر خود بوده و نسب  
آن عزیز به خواجه عبداللّه انصاری می رسد چون اظهار فضیلت و دانش  
فخر الزمان درین اوراق پریشان ظاهر نمود ضرور شد که شمه از فضیلت و  
دانش آن معدن طریقت بر بیاض برد تا صدق قول خود بر عیب جویان  
ظاهر سازد و این نقل نقیصت که هم فضیلت و هم موزونیت او از آن  
ظاهر می شود

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که در ابتدای سلطنت شمع دودمان  
نبوی چراغ خاندان مرتضوی شاه طهاسب حینی صفوی فرزند رسول جلیل

له: ملک خلیل



شاهزاده بهرام بن شاه اسمعیل مثنی از ثلث ده الوند که در نزدیکی دارالموحدین  
قرزین واقع است به ولد ارجمند و خلف سعادت مند خود سلطان ابراهیم میرزا  
بخشید و حکم شد که سند آن عطارا جد فقیر عربی بنویسد آن فخر زمانه خود قبالة  
عربی بجهت این مطلب موشح‌الطرفین نوشت و جامه مقصد را (۲۸۱ ب)  
بحروف مقطعه بطریقی بر قامت آن قبالة قطع نمود که یک بیت موزون  
مطابق مضمون متن آن سند از آن بیت (کذا) بر آمد و آن بیت اینست  
بیت

شد منتقل از پدر به فرزند مثنی ز تمام ثلث الوند  
اشعار خوب و ابیات مرغوب از ایشان بسیار بر صفحه روزگار یادگار مانده  
است و این چند بیت از گفتار آن بزرگوار است غزل  
رفتی (و دور از تو) بهیتم از دل ناشاد رفت  
عشق عالم سوز تا بنیاد رسوائی نهاد  
هر چه غیر عشق بود از صفحه ادراک شست  
وامن افشاندی و کرد ستم بر باد رفت  
شیوه صبر و قرار از عقل بی بنیاد رفت  
هر چه جز حرف وفائی یار بود از یاد رفت

وله

جان فشانها بجا پای یارم آرزوست ده که یک جان دارم و در دل هزارم آرزوست  
اگر این نحیف در اظهار استعداد و کمال جد خود به پیچید از مطلب بازمی ماند  
بنابران عمان قلم مشکین رقم بجانب احوال خود منعطف می گرداند  
بر رای عقده کشای ارباب دانش و ضمیر منیر اصحاب بینش پوشیده  
نماند که مسود این اوراق پریشان در دارالموحدین قرزین نشن رشد و تمیز رسید

له بهرام مرزا در ۱۲۵۵ به مقر علودانی تحویل نمود (کتبه سامی و نقایس الماثر) له وفات سلطان ابراهیم بن ظهیرالدین  
بهرام مرزا صفوی بقول تقی کاشی در ۱۲۵۹ بود (سیر نگار ص ۳۱) و بقول بیات در ۱۲۵۸ (مجم ۱: ج ۱) (مجم ۲: ج ۱) (مجم ۳: ج ۱)

له آقا، تصحیح از دیوی



و در ابتدای شناخت خویش مایل بموزونیت گردید بنا بر آن بخدمت اکثر ارباب  
طبع نظم می رسید و از ایشان (۱۲۸۲) مستفیدی شد تا طبیعت این  
ضعیف استعداد آن بهم رسانید که در مقام انتظام نظم شود در اول تخلص  
خود عزتی قرار داد و گاهی گاهی رطب و یابی در هم می آورد و بعضی اوقات

(۱۲۸۲)

نیز از روی هوس جوانی در پی قصه دانی می شد تا بقوت جاذبه حافظه تمام  
عیار قصه امیر حمزه بن عبد المطلب بیک شنیدن بخاطر گرفت و در آن ایام  
قوت حافظه فقیر بر تبه بود که در مجمعی که صد بیت خوانده می شد قریب  
به هفتاد بیت آن در طبیعت چنان جاگیری می شد که بخانه می آمد و همه را  
بر بیاض خود می نوشت ، الحال که بتالیف مینحانه مشغول است اثری  
از آثار آن حافظه مانده باشد چنانچه دو بیت بیک خواندن در خاطر  
بماند آن هم بصد هزار جد و جهد ، سبحان الله احوال هیچ مخلوقی به یک  
حلال نمی ماند مگر ذات مقدس ایزد متعالی قادر بر کمال چنانچه می فرماید  
قوله تعالی کل من علیها فان ویقی وجهه ذوالجلال والا کرام

اما چون سن مستود این اوراق پریشان بنورده رسیده بعزم زیارت  
امام الانس والجن امام رضا علیه التحیه والثناء بمشهد مقدس آمد و بسعادت  
آستان بوسی آن روضه متبرکه منوره مقدسه مطهره مستعد گردید و قریب  
(۲۸۲ ب) به یک ماه در آنجا بسر برد ، در ایام توقف آن آستانه هر روز  
اندیسار و یمین و از تجار و مترودین وصف دارالامان هندوستان بسیار

(۲۸۲ ب)

(بقیه حاشیه فاش) ۴۴ آ: دفائی ۵۵ آ: بن و رشد تیز

(حاشیه ص ۵) ۵۵ آ: بر کمال - در آن بعدش افزوده است و هیچ [ فردی؟ ] از افراد انسانی باقی  
نخاهد مگر حضرت واجب الوجود که آفریننده عالم و آدم است و بغیر از اینو بچون کسی پاینده و باقی نخواهد ماند



شنید شوق دیدن آن ملک برین نو سفر غلبه کرد، عزم آن بلاد جزم نمود،  
بعد از طی منازل و قطع مراحل از راه قندهار بهار و نزار خود را بلاهور  
رسانید و چهار ماه در آن بلده توقف کرد تا کوفت راه با کتلیه دفع شد، بعد  
از آن بسیر لاهور مشغول شد، عجب ملکی بنظر این حقیر در آمد، ارزانی و  
فراوانی، و یکریکی از خوبیهای هندوستان این که هر کس در هر محل بهر طریق  
که زیست کند هیچ کس را قدرت آن نیست که نهی آن امر نماید، با خود قرار  
داد که جای توطن تو این ملک است

بعد از فراغ گشت لاهور در سنه ثمان عشر و الف بدار الخلافه  
آگره که مقر سلطنت نوشیروان سیرت، داد گستر دارا درایت، سکندر فر  
کیوان قدر، قمر افاضت، عطار و قنط، خورشید اضیاء، زینت بخش  
تخت گورگانی، چراغ افروز بخت صاحبقرانی، جم جبه انجم سپاه، خورشید  
کلاه، ابوالمظفر شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه بود رسید، از آن تاریخ  
تا لغایه که سنه تسع عشرین و الف است عالم را از عدل و داد آن  
خسرو عادل چون رخسار شیرین زلفین ساخته و در ایام (۲۸۳) دولت  
خوش که تا قیام قیامت باقی ماناد، بحال بنده و آزاد از روی مهربانی  
پرداخته شعر

مهربانیش را ستاری نیست زندگانش را شمار مباد!

چون این ضعیف بدار الخلافه رسید خود را بخدمت وزارت پناه، غوث  
(و) معالی دستگاه میرزا نظامی که درین ایام دیوان صوبه بهار است

له چنانکه معلوم است جلوس جهانگیر در جمادی الثانی سنه هجری واقع شد ۲۵ تا، ثمان  
۳۵ تا، نظامی قزوین - و او غیر نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری است



در آن وقت واقعه نویس درگاه بود رسانید چرا که مؤلف این تالیف با و نسبت خویشی داشت، و آن عزیز را بقصه امیر حمزه بشنیدن میل تمامی بود چنانچه این نحیف را بران آورد تا در اندک ایامی در آن فن کمال مهارت بهم رسانید ولیکن از سر رشته موزونیت باز ماند

۵ چون ریایات جلال جهانگیری به عز و اقبال در سنه اثنی عشرین و الف بجانب اجمیر نهضت فرمود کمترین نیز همراه میرزای مذکور بدان طرف روانه شد تا آنکه روزی در آن راه به یکی از هم شهریان خود که مسیح بیگ نام داشت بحسب اتفاق برخورد و آن عزیز در خدمت خان عالی شان صاحب فلک قدر گردون توان، زمانه بیگ مهابت خان می بود و خان مذکور مشاراً الیه را مدار المهای سرکار فرزند ارجمند و خلف سعادتند خود میسرزا ۱۰ امان الله ساخته بود، مسیح بیگ این ضعیف را همراه خود بسعادت ملازمت مصراع

چشم زمانه شخص سخا میرزا امان الله

(۲۸۳ ب) مستعد گردانید چون ساعتی در بندگی ایشان بسر برد حسب الامر فصلی قصه در خدمت آن نتیجه الخواتین گذراند، بعد از استماع این سخن آن صاحب سخن بمرتبه خواهان فقیر شد که دیگر نگذاشت که من بمنزل خود روم و هم در آن روز بنده را به جمعی از عربان که نوکران معتمد خان عظیم الشان مهابت خان بودند سپرد، و کمترین پانزده روز نظر بند آن جماعه بود

۱۵ جهانگیر تاریخ دوم ماه شعبان ۱۰۲۲ از دار الخلافه اگره برآمده "توجه بجانب اجمیر اختیار نموده" (توزک مثلاً ص ۵) و به پنج شوال داخل اجمیر شد، ۵ برای احوال میرزا امان الله رجوع کنیه به مانثر الامراج ص ۳۴، ۳۵، ۳۶: عالی شان مبارک الدین



روز شانزدهم آن قدوآن ارباب دانش در آتمیر با دوسه کس از نوکر مصاحبان  
خود بسیر چشمه نور رفت، چون صحبت ایشان منعقد شد میج بیگ به تقریبی  
حرف این حقیر را در میان آورد، حکم شد که بحضور آید چون در آن مجمع حاضر  
شدم بزنی دیدم رنگین و کشت گاهی بغایت شیرین، از قضای آله در آن  
ایام بهار بود و جهان از آرایش مشاطه بهار رشک جنات تجوی من  
نخستین الانها مرگشته و اطراف بساط غبرا از ریاحین درخشته بمانند قبّه  
خضرا پُر کواکب شده شعر

۵

۱۰

۱۵

جهان پیرانه سرگفتی جوان شد	زمین از سبزه گونی آسمان شد
زمعشوقان چمن پُر رنگ و بو تر	نواها از گل نو تازه رو تر
چمن را با سبک روحان سروکار	زمین از بار برگ گل گران بار

چون بمطالعۀ آن سرزمین که چشمه نور (۱۲۸۴) در آن واقع است  
مشغول شد دره مطبوعی بنظر درآمد که از اطراف جبالش بیاست بلند  
سر بر فلک کشیده و از جانبین دامنه اش سایه بر سر آفتاب انداخته  
سواد مینا رنگش از روضه مینوی دلکشای تر و نسیم غالیه بیزش از نافه  
مشک تناری عطر سایی تر شعر

صد هزاران گل شگفته درو سبزه بیدار و آب خفته درو

له این چشمه اولاً بنام حافظ جمال مشهور بود بکلمه چای در نواحی ۲۲۰ سده درین جا حوضی چهل گز در چهل  
گز ساختند و آب چشمه را بفواره درین حوض جاری کردند و بر کنار این حوض نشیمنها عمارت یافته  
و همچنین در مرتبه بالای آن که تالاب و چشمه در اینجا واقع است جا های موزون و ایوان های  
دلکش و آرامگاه های غافلین بعضی از آن مصور و منقش .... ساخته و پرداخته اند .... نام آن را چشمه نور نهادیم  
(توزک ج ۱ ص ۱۵۵ و ص ۱۵۶) بقول مترجم توزک محل وقوع این چشمه بر پشت کوه تاراگده است و این موضع  
اکنون به چشمه موسوم است، اما درو دیوارش از دستبرد زمان محفوظ مانده،



هر گلی گونه گونه از رنگی | ابوی هر گل رسیده فرنگی  
و در میان حقیقی دره چشمه آبی بود بصفا چون رخسار لاله رویان گلزار  
و بحلاوت چون سخن شکر لبان شیرین گفتار شعر

منور همچو چشم پاک میان | مصفا چون دل خلوت نشینان  
بنوعی سرد کنز بیم فسران | نیار و عکس در وی غوطه خوردن  
گیاه بی کاندان نشو و نما کرد | بجای برگ بیرون عینک آورد

در کنار آن چشمه که نور دم از آن می زد میرزا امان الله را دیدم نشسته و  
دوسه کس از اهل طبع نزدیک بایشان قرار گرفته ' چون چشمش برین ضعیف  
اقتاد فرمود که بنشین حسب الحکم بز انوی ادب در آدم آن خلف  
از چند زمانه بنفس نفیس مشکلم شد و رفته رفته سخن باینجا رسانید که در عالم  
بیچ یادگار بنی آدم را به از سخن نیست شعر

جهان را یادگاری جز سخن نیست | خرد را کار و باری جز سخن نیست

آن قدر که طبع من مایل بنظم است بهیچ چیز دیگر نیست ' ای عزیزان !  
بیانید تا هر کدام بجبهت این چشمه و این دره یک مصراع بگوئیم تا رباعی  
شود که امروز بغایت خوش وقتیم ' اول من بگویم ' این مصراع بر  
زبان آوردع

چون چشمه نور نیست جای بخنور

این ضعیف این مصراع در بدیهه بعد از مصراع ایشان رسانید  
موجب فوجیت گوئی از غمزه حور

آن تمیز عصر خود از استماع این مصراع بغایت از جا در آمد ' فرمود

ای مرزا امان الله صاحب دیوان است و آمانی تخلص می کرد (ماتر)



که: ملا عبد النبی! مرا گمان این نبود که تو موزون باشی، فقیر معروض داشت  
 که: اگر حکم شود این رباعی را تمام نمایم، فرمودند: البته، این ضعیف  
 بیت ثانی را نیز گفت و برایشان خواند خوش وقت شدند، همدران روز  
 بزبان آوردند که امروز این غزل امیر خسرو را که یک مصراع آن  
 بنحاطر منست طرح می نمایم تا فردا شما و یاران را مهلت است که این  
 غزل را تمام کرده بگذرانید، آن مصراع امیر خسرو اینست مصراع  
 از دل بدست رفت و ز ناخن بتار ریخت،

القصه روز دیگر محمد انور لاهوری و این فقیر غزل پیش از یاران و دیگر گفته  
 بر محمد و خود گذرانیدیم از هر غزل یک بیت (۱۲۸۵) مرضی طبع ایشان  
 شد، از مولانا انور اینست

یارب چه صورتی که ز شرم تو آئینه | اگر دید آب و از کف آئینه دار ریخت  
 این ضعیف گوید

یک قطره خون دل بر دغم ذخیره بود | آن هم ز راه دیده غم روزگار ریخت  
 القصه آن نتیجه خوانین این کترین را بار دیگر بر سر بلبل نوائی آورد تا در  
 اندک ایامی طبیعت خود را از صحبت آن مجموعه دانش هزار مرتبه بهتر از  
 کسرت اول بدرجه موزونیت رسانید مصراع  
 کمال صاحبم در من اثر کرد

از غایت توجهی که باین ضعیف بهم رساند کتابداری سرکار خویش بدین  
 بی مقدار مقرر فرمود، مسود این اوراق پریشان دران خدمت به مطالعه

له تار رفت در ناجی سار، کو، و رفت ز ناخن بتار له ترجمه اش در مرتبه سوم می آید  
 له از بنجا در آیک ورق (تا ابتدا ۲۸۶) بخط غیر کاتب کتاب است



کتاب معتبر مشغول شد و سخنان خوب از مصنفات و مؤلفات متقدمین و  
متأخرین چه نظم و چه نثر انتخاب نمود، روزی بخاطر رسانیدن که از بی الصافی  
روزگار معلوم است که اشعار تو در جنب و واردات شعرا گذشته و آینده  
اشتهار سرشاری نخواهد یافت هیچ به ازان نیت که دوسه تالیف نظم و نثر  
ترتیب بدی بوسیله اخبار ارباب (۲۸۵ ب) دولت و بواسطه اذکار  
اصحاب طبیعت و سخنان ایشان نام توبی نشان بر صفحه روزگار ثبت شود

(۲۸۵ ب)

مؤلفه  
نبی خود را در افکن در میان | اگر نامی بر آری در زمانه  
بنابران انگاره سه تالیف نمود:

۱۰ یکی بجهت خواندن قصه حمزه و آداب آن تا قصه خوانان را دستوری  
باشد و نام آن دستور الفصحا قرار دهد؛

ثانی یا بعضی از حکایات شیرین و نقلهای رنگین مرتب سازد و آن را  
به نواد و الحکایات یا بحر النوادر موسوم گرداند؛ و

ثالث مؤلفات ساقی نامه های متقدمین و متأخرین را ترتیب داده\*

۱۵ با احوال ایشان بر پیاض برد و نام آن را میخانه گذارد؛

چون طبع هنرمندان این جزو زمان را بساقی نامه راغب تر دیدن سخت  
بتالیف میخانه مشغول گردید و قریب پانزده ساقی نامه با ذکر قایلان آن

له نسخه ازین کتاب (که در سال ۱۲۵۰ در احمد آباد استخراج شد) در موزه برطانیه محفوظ است (ریو  
ص ۲۸۵ ب) از دیباچه آن کتاب که مصنف او را در سال ۱۲۵۰ نگاشته بود ظاهری شود که این  
کتاب پنج صحیفه داشت و هر صحیفه دوازده باب و هر باب دوازده حکایت، نسخه مذکور فقط صحیفه  
اول دارد اما فهرست صحیفه دوم نیز در اینجا درج است، ۲۵ ص: جمع نمود [ه]



در عرض یک ماه در بلدهٔ اجمیر مرقوم قلم شکسته رقم گردانید و از روی شوق  
به تفحص و تجسس ساقی نامها و دیگر مقید انگشت که ناگاه فلک بی مدار ناهنجار  
با این بی مقدار ناسازگاری آغاز نهاد، گردش بی روش خود بی واسطه  
خط نفسانی و بغیر لذت مساس جسمانی بیداد باد\* فرنگ را چون آتش بجان  
ناتوان سر داد و پیش از آنکه بخیهٔ این زخم بر روشی کار افتد و گل آن مرض  
این محقر را در نظر امثال و اقران خار گرداند خویش را بیمار و تزار ساخت  
و از\* بیم اینکه مبادا صاحب بر احوال این شکسته بال اطلاع یافته در  
مقام آزار شود از ارکان دولتش\* التماس کرد تا بجهت فقیر خست رفتن  
ولایت گرفتند، القصه بعد از اجازت در ساعت تالیفهای ناتمام  
خود را همراه برداشته در لباس فخر فقر از اجمیر برآدم و از راه نازل  
روانه لاهور شدیم.

در راه عزیز بی این کمین بر خورده، بنده را (۲۸۶) از آن لباس  
برآورد و همراه او روانه شهر مذکور گردیدیم، چنانچه عنقریب شمه از احوال  
آن دوست در صحیفه سیوم این کتاب در جنب ذکر شاعرانی که تا  
لغایه ساقی نامه نگفته اند و بمولف این کتاب بر خورده اند ذکر کرده خواهد

له این جاتا القصه (س ۹) بر حاشیه کتاب مرقوم است و چون بعضی از الفاظ از حاشیه ساقط شده  
از ساقی نقل کرده ام و نشان داده له منقول از ساقی منقول از ساقی اما در ساقی دولیس نوشته  
است 'له ک: اجازت ملازمت، س: اجازت ۵۵ یعنی محمود بیک ترکمان رجوع کنیده  
۱۵۵۵ س ۱۵ له س: مرتبه

له س: ملاقات کرده اند مرقوم قلم بیان خواهد نمود.



شد چرا که آن عزیز بستم کی از اهل طبع است، چون در سنه خمس عشرین  
و الف بلاهور رسیدم طاعون گرم شده بود، از لاهور به دارالعیش کشته  
روانه گشتم، چون بطلب رسیدم قریب به دو سال در اینجا ماندم، در آن  
ایام مخدومی مرزا نظامی بخشی و دیوان کشمیر بود، با ایشان بسر بردم،  
و کتاب دستور الفصحا را در اینجا بر بیاض بردم و با تمام رسانیدم دستور  
با بنجام رسیده تاریخ اتمام آن کتابست،

در آخر سنه ست عشرین و الف میرزا نظامی را بدرگاه  
طلبیدند همراه ایشان بمندو آمد، و قریب به یک ماه در اینجا ماندم،  
بعد از آن میرزای مذکور را دیوان صوبه بهار ساختند این ضعیف همراه  
دیوان مذکور بعزم سیر به صوبه بهار آمد چرا که در هند این ملک بخوبی  
و خورمی شهرت تمام دارد، چون بطلب رسید از مساعدت بخت  
بلند، و استمداد طالع ارجمند بشف ملازمت خان فریدون فرجشید  
شان شمع و دودمان خاتم پیغمبران (۲۸۶ ب) نواب سردار خان مشرف  
گردید، آن قدر احسان و اکرام که از آن یگانه زمان به این کمتر رسید

(۲۸۶ ب)

له در سنا ندارد له سنا از بیم و بلا توقف از آن بلده به دارالعیش کشمیر روانه شدم وقتی  
که بدان سرزمین عشرت آمین رسیدم له که مخدومی ام له سنا نظام الدین احمد افضل دیوان  
ولایت مذکور بودند له سنا ترتیب دادن له که در آوا اما ازین جلسه بری آیه حال که مصنف  
دستور را در سنه ۱۲۵۰ با بنجام رسانیده است له سنا میرزای مذکور را بدرگاه خلافت پناه طلبیدند  
له سنا در آن بلده رحل اقامت انداختم له سنا میرزا نظام الدین احمد انصاری بی غایت جهانگیری دیوان صوبه بهار  
شد این ضعیف از برای سیر در خدمت ایشان عازم آن دیار گشت چرا که آن ملک در دارالامان هند وستان  
له سنا بجم نشان نکته دان له برای تذکره احوالش رجوع کنیه به ماثر الامراج ۲ ص ۱۱۱ سردار خان خواجہ یلوکار  
برادر عبد الله خان فیروز جنگ است له یعنی در سنه ۱۲۵۰ چنانکه در دنیا چه کتاب گفته است



بر خود لازم دانست که تالیف می خانه را بنام نامی آن خان نکته دان\* بانظم  
 رساند، بنا بران از عنایت ایزد سبحان و اقبال آن خان جم نشان\* دو  
 صحیفه این اوراق را به اتمام رسانید، امید از کرم الهی چنان وارد که صحیفه  
 ثالث این نسخه که مجملی از احوال بیست نفر شاعران مشهور\* است و کتابت  
 آن اندکیت آن نیز از توجه آن در صدف شرف سیادت و نقابت و  
 اختر برج کرامت و ولایت\* با تمام رسد،

از منظومات فقیر سوای ساقی نامه تالغایه هزار و پانصد بیت فراهم  
 آمده است،\* ساقی نامه خود را بنام نواب مستطاب سردار خان در  
 بلده پخته تمام کرده\* درین اوراق پریشان بر بیاض برده شام، امید  
 که منظور نظر ارباب هنر گردد، انشاء الله تعالی

## ساقی نامه مؤلف کتاب عبد النبی فخر الزمانی

شبی با خرد گفتم ای پیر کار بیاتما بگلشت بستان رویم که شاید ز شوق تماشای باغ	زمانه جوان شد ز فیض بهار زمانی بگشت گلستان رویم غم از دل بر آید چو دود از چراغ
---	--

له کتاب میخانه را بنام نامی و القاب گرامی آن خان عظیم الشان ۲۰۰۰ و توجه آن خاندان  
 قدردان ۲۰۰ مرتبه، ۲۰۰ مجمل، ۲۰۰ خالق زمین و زمان، ۲۰۰  
 هست بیست و پنج، تن ارباب نظم که ۲۰۰ به همت خان نامدار گردون اقتدار  
 ۲۰۰ عدد منظومات فقیر تالغایه که بهزار و بیست و هشت رسید سوای ساقی نامه بهزار و  
 پانصد می رسد ۲۰۰ در پخته بنام آن صاحب مهربان با تمام که ۲۰۰۰۰۰ ۲۰۰۰۰۰۰۰



(۱۲۸۶)

خرد گفتم غم مال و گنج منست  
 (۱۲۸۶) مرا سینه شد مخزن درد و دست  
 برین گنج از فخر شادی کنم  
 نه چون گنج قارون بود برنج من  
 مفتی بزن دست بر تار ساز  
 بزن بر دلم ناخنی آسپندان  
 کفون می روم بر در می فروش  
 مرا شوق می برد بر اوج چرخ  
 گرفتم گریبان گردون دون  
 بیاساتی آن رشک آبجیات  
 بمن ده که تا بشکنم لات خویش  
 دژ اجمیر شامی بفضل بهار  
 زمستی شدم عازم کوی دوست  
 گل خود رو آمد به ویرانه ام  
 میی داشت همراه آن رشک حور  
 بشیبه درون داشت آبی چنان  
 (۲۸۶) ب) نثرانی چو خون دل عاشقان  
 صراحی ازلان می چنان بودست  
 نثرانی بکیفیت عاشقی  
 برنگ خزان و بوی بهار

(۲۸۶)

بدل چیزی ارست رنج منست  
 ز شادی این غم نیکم به پوست  
 ز شادی بعالم منادی کنم  
 مرا بر فلک می برد گنج من  
 که بنیم چه داری تو در بار ساز  
 که تا حشر خون گردد از وی روان  
 که شوق میم و سر آمد بجوش  
 شکستم بامداد او فوج چرخ  
 چو کاسه شد از دست من سترگون  
 که هستم گرفتار لات و منات  
 بهم بر زخم زرق و طامات خویش  
 شدم مست از یاد لبهای یار  
 بدیدم چو مه ناگهان روی دوست  
 گلستان شد از عکس او خانه ام  
 که از دیدنش یافتی دل حضور  
 که از بوی او مست گشتی جهان  
 ز چشم صراحی همیشه روان  
 که سجده نمودی بسا غریبست  
 بلذت تر از لذت عاشقی  
 ز تلخی بصد تنیدی خوی یار



اگر تلخی اد چشیدی گس  
چو پروانه اش دیدی اندر ایاغ  
بر میل ار یکی قطره در چشم کور  
که چون دیده بکشاید از هم چو خور  
وگر بنگرد بر زمین ناگهان  
چو بوی خوش او بر آمد پیرخ  
مرا دست گرفت آن دستان  
دو سه جام خور دیم با یکدیگر  
زمستی وصل و زمستی مل  
نهادم سر خود چو در پای یار  
ببین تا چه نیزنگ سازی نمود  
(۱۲۸۸) چو برداشتم سر ز خواب خم  
چو گل در برم دل بصد پاره شد  
نشانی ندیدم چو از روی ماه  
دلا عبرت خود ازین وصل گیر  
که دنیا ندارد ثبات و بقا  
مخور بازی از دهر و مفروشین  
فریب از زمانه مخور چون بهار  
هر آن لولوی کج بود در جهان  
ولی این فزونگر بحرگاه خویش

دیگر شهید خوردن نکردی هوس  
 انگشتی دیگر گردد شمع چراغ  
 کشتی آن چنان یابد از نثار نور  
 زمین و زمان سازد از نور پُر  
 به بند چو بالا به ته آسمان  
 بشد مست چرخ و در آمد بچرخ  
 نشستم با هم چو چشم و چو جان  
 مه از حسن می گفت و من از بهر  
 نهادم سر خویش در پای گل  
 شد از رشک فرقم فلک بی قرار  
 که در سجده شوق خوابم رلود  
 نه می بود و نی شیشه نه می گسار  
 ره دیده بگرفت و آواره شد  
 جهان شد بچشم چو سرمه سیاه  
 اگر هوش داری ره اصل گیر  
 بود عین هستیش محض فنا  
 مده آسمان در بهای زمین  
 که وقت خزانست نیاید بکار  
 یکی تار دلخواه دارد چو جان  
 کسی را نکرده است دلخواه خویش

له رآته س: به ۳ در س این دو بیت مانند ۳ س: که ۴ س: بحر: کاه



منه دل برین دلبر بی وفا  
اگر می شود لحظه با تو رام  
فتادی چو در دام او ناگهان  
دین دم که نقدست عمرای پسر  
در امروز تخمی ز خوبی بکار  
بفضل خزان مورد سامان خویش  
(۲۸۸ ب) نه است بکار آید آنجا نه پیل  
مخزفیل اسب و مخزگا و خر  
دل در دمندهی بحر در جهان  
میندازد در خانه دل خلل  
چو رفتی ازین دیر کهنه خراب  
نبی ترک این گفت گوئی دراز  
گذاری برندان میخانه کن  
که در چشمشان کوه کاهی بود  
چنان گشته از خویش تن بی خبر  
چو بینی بدان روز بازارشان  
بمیخانه بنشین و می نوش کن

(۲۸۸ ب)

که هرگز نکرد دست باکس وفا  
بود مطلبش این که افقی مدام  
برهنه برونت کند از جهان  
باین نقد خود جنس فردا بخر  
که فردا تاتف نیاید بکار  
کند از برای زمستان خویش  
کهن تا که هستی بیازارد خویش  
نه تیغ و نه جوشن نه خود و نه میل  
اگر میخوری در جهان دل بخر  
که دستت بگیرد در آخر زمان  
که گیرد گریبان جانت اجل  
نیایی و گر باز پس بهیچو آب  
کهن زانکه تو نیستی اهل راز  
تماشای مستان دیوانه کن  
فلک قبه بارگاهی بود  
که بر جای پامی گذارند سر  
تو هم شو دران کار همکارشان  
غم هر دو عالم فراموش کن

نه بعد این بیت در سه بیت و هشت بیت و یک مصراع افزوده است

اعنی :-

که سازد خرد تیره چون دود غم  
زبان و دل از دست بیرون کند

بیا ساقی آن مایه اشتلم  
ازان باوه کان سستی افزون کند



بیا ساقی آن بادۀ لعل رنگ

که غم بر دلم جای بنموده تنگ

بقیای چشمه گدازده تا شوم روان (میه ان؟) جنگ  
بستی کشایم سر راز ما  
کنم نغمه ساز از ظالمان  
سه کس را شنیدیم که غیبت رواست  
یکی حاکم ظالم بد پسند  
حلاست ازو نقل کردن خبر  
دوم پرده بر بیهیائی متن

زلم راستی بی محابا بست  
بر آرم ازین پرده آواز ما  
که سعدی چنین گفت در بوستان  
ازین چون گذشته چهارم خطاست  
کزو بر دل خلق آمد گزند  
اگر خلق باشد ازو پُرهنر [بر حذر؟]  
که اومی درد پرده بر خویشتن

سوم کج ترازی تار است گوی  
کنم رکنون؟ می روم بر سر داستان  
بدا دار بیچون که بی شک و ریب  
یکی در جهان ظلم بنیاد کرد  
نه شرم از خدا دارد و نه رسول  
حصولیت بی عاقبت نازم او  
چو ناسخ همه کار او ناحام  
(ایا) عدل تو ظلم حجاج خلق  
بکن ترک این جود بهر خدا  
اگر نیک خوئی و نه زان  
وگر بد زبانی و تا سازگار  
یکی چشم بکشا و عالم به بین  
بسخ این بد و نیک نیکو بسج  
بمیزان دانش بکش این دو چیز  
اگر بد بود نیک بد همیشه کن  
بیا ظلم را بسج بر کن ز بن  
اگر کرده ظلمها پیش این  
سخن آنچه بد با تو گفتیم تمام  
نبی ترک این ترکتازی بکن  
میالا زبان از بدی تا کسان

ز فعل بدش هر چه خواهی بگوی  
که تا سازم از ظلم ظالم عیان  
بود ملو این ظالم از هر سه عیب  
جهنم برای خود آباد کرد  
ز نا مودی گشته رد قبول  
که تا کامی خلق شد کارم او  
همه حشو شغلش چو تبخیس نام (نام)  
و یا جود تو بیع تا راج خلق  
نه بتان دنی ده مضی ما مضی  
نماند ز تو غیر افان  
به بین تا چه ماند ز تو یادگار  
رخ شادی و چهره غم به بین  
بیک پله نه مار و یک پله گنج  
بالصاف بکشای چشم متمیز  
وگر نیک نیکست اندیشه کن  
عزیز را بسج در چشم کن  
کن ظلم بر نفس خود بیش ازین  
تو دانی بد و نیک خود والسلام  
زبان کوتاهی کن درازی کمن  
..... (بیاض و رسا)



بمن ده که تا من بماند آب  
 مغنی بیا چنگ بر چنگ زن  
 (۱۲۸۹) که تا چشم بر هم زنی در جهان  
 بیا ساقی آن آتش تر بیا  
 میی کو چو خورشید روشن بود  
 بده تا برون سازد از سینه غم  
 مغنی سری در سر عود کن  
 چنان آه گری رسان بر فلک  
 بیا ساقی آن شمع رخشان طور  
 بمن ده که سامان رفتن کنم  
 از ان پیش کین زال مکار و زشت  
 مغنی بزن دست بر تار عود  
 بناخن بکن رخنه در منزل  
 بیا ساقی آن زاده تاک را  
 میی ده که از شیشه آید بجام  
 ز کیفیت آن می خوشگوار  
 می سر بستمی و بیخودی  
 (۲۸۹) شرابی کیفیت لعل یار  
 بمن ده که در عشق بی مایه ام  
 مغنی بزن دست بر تار ساز

کنم خان و مان غم خود خراب  
 زمانی چو بلبل بر آهنگ زن  
 نه بینی اثر از زمین و زمان  
 بیار آن فروزنده اختر بیار  
 با بر غم دهر دشمن بود  
 بهم بر زند خان و مان الم  
 جهان ز آتش نغمه پر دود کن  
 که بر چرخ سوزند خیل ملک  
 بیاور که راهم درازست دور  
 سری در سر کار مردن کنم  
 زند آب مگری برین کهنه خشت  
 که غم بتر دلم گشته پیمان چو دود  
 کزان ره رود غم برون از دلم  
 همان دشمن عقل و ادراک را  
 هوا گردد از پرتو اش لعل فام  
 فلک تا قیامت شود بهیقرار  
 بمن ده که تا و راهم از خودی  
 که از سر برد عقل و از دل قرار  
 بلندی ده از نشانش پایه ام  
 دل خویش با دست کن یار ساز

له تا: ویشته ۵ تا: در ۳۰ بار، تصحیح از روی سها



که گرد دست و دل هر دو گردند یار  
 بیا ساقی آن باده رشک ماه  
 بمن ده که تا من ز نور شراب  
 مغنی بیا نغمه ساز کن  
 می نغمه ریز در جام گوش  
 که در بخودی ترک دنیا کنم  
 بیا ساقی آن جام گیتی نما  
 نه آن می که مردود رحمان شوم  
 میی ده که چون لب ازو ترکنم  
 از آن می که چون در دلم جا کند  
 مغنی زمانی به بهتخانه آی  
 یکی ناله بر من کن از ارغنون  
 (۱۲۹۰) بیا ساقی آن آب آتش لباس  
 بمن ده که از مرگ بی غم شوم  
 مغنی ز قزوین کی یاد کن  
 چه قزوین بهشتی پر از رنگ بو  
 نروید ز خاکش بجبهه خرمی  
 چو یاد از عزیزان قزوین کنم  
 یکی گفت با من درین سرزمین

ز جان غم آرند بیرون دمار  
 که شد همچو شب خانه دل سیاه  
 فروزان کنم همچو روز شباب  
 در فیض بر روی دل باز کن  
 باین باده از عقل بر پای هوش  
 سری در سر کار عقبی کنم  
 که شاید برم ره بسوی خدا  
 نه آن می که مقبول شیطان شوم  
 دل خود ز خورشید انور کنم  
 بیک ناله در کار فردا کند  
 تماشای بهتخانه و بت نمای  
 که افتد بت از تخت خود سنگین  
 بیاور که دارم ز مردن هراس  
 نترسم اگر در جهنم روم  
 دل و جانم از یاد آن تشاکن  
 جهان در جهان اهل معنی درو  
 چو مردم همه مردمش مردی  
 در اشک را عقد پروین کنم  
 کز ایشان نماند یکی بر زمین

له تا (مستحاضا): بخت له ک: مردان 'تا: مردن له تا ک: جو  
 له ک: مانده 'تعیج از روی تا



عزیزان دانش همه رفته اند  
 چو گریم بیاو بزرگان پیش  
 نبی گرچه بودم پدر بی هنر  
 خلف نامش و ناخلف در سخن  
 ولی جد من بود فخر الزمان  
 سخنهای نیکو از و مانده است  
 اگر دور نظرش کنی زیب گوش  
 چنان مست و بی خود شوی از سخن  
 (۲۹۰ ب) پس از وی گمان که بد در جهان  
 کنم تازه افسانه‌های کهن  
 معنی بزن ناخنی بر دلم  
 چنان های و هوئی بکن در چین  
 شدم از فراق وطن چون هلال  
 بجای پریشانم اندر جهان  
 جهانم بجای رسانید کار  
 گرفتار هبندم ز جور فلک  
 چه سازم کزین دام بیرون روم  
 جنونم مگر سوی جانان برد  
 الهی با عزاز و اکرام تو  
 بحق همه انبیای عظام

(۲۹۰ ب)

بزدان مضر زمین خفته اند  
 کنم یاد از آبا و اجداد خویش  
 ز دور تفتن نظم بس بی خبر  
 نهاده زمانه برو نام من  
 که گفتی سخن همچو آب روان  
 همه دور کنون بر افتانده است  
 زند آتش عشق در جان هوش  
 که در پیودی کردی از خوشتن  
 شوم جای او بنده فخر الزمان  
 شود روشن از من چراغ سخن  
 که افتاد دور از وطن بلبلم  
 که از غربت آیم بسوی وطن  
 خلای شدم بس که کردم خیال  
 که چشمم نه بیند زمین و زمان  
 که گشتم پریشان تر از روزگار  
 فقام درین دام نقش کلک  
 مگر آنکه زین ورطه مجنون روم  
 ز هندوستانم بایران برد  
 بلطف و بقهر و بالعام تو  
 بحق محمد علیه السلام

۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲  
 ۵۴۳  
 ۵۴۴  
 ۵۴۵  
 ۵۴۶  
 ۵۴۷  
 ۵۴۸  
 ۵۴۹  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱  
 ۵۵۲  
 ۵۵۳  
 ۵۵۴  
 ۵۵۵  
 ۵۵۶  
 ۵۵۷  
 ۵۵۸  
 ۵۵۹  
 ۵۶۰  
 ۵۶۱  
 ۵۶۲  
 ۵۶۳  
 ۵۶۴  
 ۵۶۵  
 ۵۶۶  
 ۵۶۷  
 ۵۶۸  
 ۵۶۹  
 ۵۷۰  
 ۵۷۱  
 ۵۷۲  
 ۵۷۳  
 ۵۷۴  
 ۵۷۵  
 ۵۷۶  
 ۵۷۷  
 ۵۷۸  
 ۵۷۹  
 ۵۸۰  
 ۵۸۱  
 ۵۸۲  
 ۵۸۳  
 ۵۸۴  
 ۵۸۵  
 ۵۸۶  
 ۵۸۷  
 ۵۸۸  
 ۵۸۹  
 ۵۹۰  
 ۵۹۱  
 ۵۹۲  
 ۵۹۳  
 ۵۹۴  
 ۵۹۵  
 ۵۹۶  
 ۵۹۷  
 ۵۹۸  
 ۵۹۹  
 ۶۰۰  
 ۶۰۱  
 ۶۰۲  
 ۶۰۳  
 ۶۰۴  
 ۶۰۵  
 ۶۰۶  
 ۶۰۷  
 ۶۰۸  
 ۶۰۹  
 ۶۱۰  
 ۶۱۱  
 ۶۱۲  
 ۶۱۳  
 ۶۱۴  
 ۶۱۵  
 ۶۱۶  
 ۶۱۷  
 ۶۱۸  
 ۶۱۹  
 ۶۲۰  
 ۶۲۱  
 ۶۲۲  
 ۶۲۳  
 ۶۲۴  
 ۶۲۵  
 ۶۲۶  
 ۶۲۷  
 ۶۲۸  
 ۶۲۹  
 ۶۳۰  
 ۶۳۱  
 ۶۳۲  
 ۶۳۳  
 ۶۳۴  
 ۶۳۵  
 ۶۳۶  
 ۶۳۷  
 ۶۳۸  
 ۶۳۹  
 ۶۴۰  
 ۶۴۱  
 ۶۴۲  
 ۶۴۳  
 ۶۴۴  
 ۶۴۵  
 ۶۴۶  
 ۶۴۷  
 ۶۴۸  
 ۶۴۹  
 ۶۵۰  
 ۶۵۱  
 ۶۵۲  
 ۶۵۳  
 ۶۵۴  
 ۶۵۵  
 ۶۵۶  
 ۶۵۷  
 ۶۵۸  
 ۶۵۹  
 ۶۶۰  
 ۶۶۱  
 ۶۶۲  
 ۶۶۳  
 ۶۶۴  
 ۶۶۵  
 ۶۶۶  
 ۶۶۷  
 ۶۶۸  
 ۶۶۹  
 ۶۷۰  
 ۶۷۱  
 ۶۷۲  
 ۶۷۳  
 ۶۷۴  
 ۶۷۵  
 ۶۷۶  
 ۶۷۷  
 ۶۷۸  
 ۶۷۹  
 ۶۸۰  
 ۶۸۱  
 ۶۸۲  
 ۶۸۳  
 ۶۸۴  
 ۶۸۵  
 ۶۸۶  
 ۶۸۷  
 ۶۸۸  
 ۶۸۹  
 ۶۹۰  
 ۶۹۱  
 ۶۹۲  
 ۶۹۳  
 ۶۹۴  
 ۶۹۵  
 ۶۹۶  
 ۶۹۷  
 ۶۹۸  
 ۶۹۹  
 ۷۰۰  
 ۷۰۱  
 ۷۰۲  
 ۷۰۳  
 ۷۰۴  
 ۷۰۵  
 ۷۰۶  
 ۷۰۷  
 ۷۰۸  
 ۷۰۹  
 ۷۱۰  
 ۷۱۱  
 ۷۱۲  
 ۷۱۳  
 ۷۱۴  
 ۷۱۵  
 ۷۱۶  
 ۷۱۷  
 ۷۱۸  
 ۷۱۹  
 ۷۲۰  
 ۷۲۱  
 ۷۲۲  
 ۷۲۳  
 ۷۲۴  
 ۷۲۵  
 ۷۲۶  
 ۷۲۷  
 ۷۲۸  
 ۷۲۹  
 ۷۳۰  
 ۷۳۱  
 ۷۳۲  
 ۷۳۳  
 ۷۳۴  
 ۷۳۵  
 ۷۳۶  
 ۷۳۷  
 ۷۳۸  
 ۷۳۹  
 ۷۴۰  
 ۷۴۱  
 ۷۴۲  
 ۷۴۳  
 ۷۴۴  
 ۷۴۵  
 ۷۴۶  
 ۷۴۷  
 ۷۴۸  
 ۷۴۹  
 ۷۵۰  
 ۷۵۱  
 ۷۵۲  
 ۷۵۳  
 ۷۵۴  
 ۷۵۵  
 ۷۵۶  
 ۷۵۷  
 ۷۵۸  
 ۷۵۹  
 ۷۶۰  
 ۷۶۱  
 ۷۶۲  
 ۷۶۳  
 ۷۶۴  
 ۷۶۵  
 ۷۶۶  
 ۷۶۷  
 ۷۶۸  
 ۷۶۹  
 ۷۷۰  
 ۷۷۱  
 ۷۷۲  
 ۷۷۳  
 ۷۷۴  
 ۷۷۵  
 ۷۷۶  
 ۷۷۷  
 ۷۷۸  
 ۷۷۹  
 ۷۸۰  
 ۷۸۱  
 ۷۸۲  
 ۷۸۳  
 ۷۸۴  
 ۷۸۵  
 ۷۸۶  
 ۷۸۷  
 ۷۸۸  
 ۷۸۹  
 ۷۹۰  
 ۷۹۱  
 ۷۹۲  
 ۷۹۳  
 ۷۹۴  
 ۷۹۵  
 ۷۹۶  
 ۷۹۷  
 ۷۹۸  
 ۷۹۹  
 ۸۰۰  
 ۸۰۱  
 ۸۰۲  
 ۸۰۳  
 ۸۰۴  
 ۸۰۵  
 ۸۰۶  
 ۸۰۷  
 ۸۰۸  
 ۸۰۹  
 ۸۱۰  
 ۸۱۱  
 ۸۱۲  
 ۸۱۳  
 ۸۱۴  
 ۸۱۵  
 ۸۱۶  
 ۸۱۷  
 ۸۱۸  
 ۸۱۹  
 ۸۲۰  
 ۸۲۱  
 ۸۲۲  
 ۸۲۳  
 ۸۲۴  
 ۸۲۵  
 ۸۲۶  
 ۸۲۷  
 ۸۲۸  
 ۸۲۹  
 ۸۳۰  
 ۸۳۱  
 ۸۳۲  
 ۸۳۳  
 ۸۳۴  
 ۸۳۵  
 ۸۳۶  
 ۸۳۷  
 ۸۳۸  
 ۸۳۹  
 ۸۴۰  
 ۸۴۱  
 ۸۴۲  
 ۸۴۳  
 ۸۴۴  
 ۸۴۵  
 ۸۴۶  
 ۸۴۷  
 ۸۴۸  
 ۸۴۹  
 ۸۵۰  
 ۸۵۱  
 ۸۵۲  
 ۸۵۳  
 ۸۵۴  
 ۸۵۵  
 ۸۵۶  
 ۸۵۷  
 ۸۵۸  
 ۸۵۹  
 ۸۶۰  
 ۸۶۱  
 ۸۶۲  
 ۸۶۳  
 ۸۶۴  
 ۸۶۵  
 ۸۶۶  
 ۸۶۷  
 ۸۶۸  
 ۸۶۹  
 ۸۷۰  
 ۸۷۱  
 ۸۷۲  
 ۸۷۳  
 ۸۷۴  
 ۸۷۵  
 ۸۷۶  
 ۸۷۷  
 ۸۷۸  
 ۸۷۹  
 ۸۸۰  
 ۸۸۱  
 ۸۸۲  
 ۸۸۳  
 ۸۸۴  
 ۸۸۵  
 ۸۸۶  
 ۸۸۷  
 ۸۸۸  
 ۸۸۹  
 ۸۹۰  
 ۸۹۱  
 ۸۹۲  
 ۸۹۳  
 ۸۹۴  
 ۸۹۵  
 ۸۹۶  
 ۸۹۷  
 ۸۹۸  
 ۸۹۹  
 ۹۰۰  
 ۹۰۱  
 ۹۰۲  
 ۹۰۳  
 ۹۰۴  
 ۹۰۵  
 ۹۰۶  
 ۹۰۷  
 ۹۰۸  
 ۹۰۹  
 ۹۱۰  
 ۹۱۱  
 ۹۱۲  
 ۹۱۳  
 ۹۱۴  
 ۹۱۵  
 ۹۱۶  
 ۹۱۷  
 ۹۱۸  
 ۹۱۹  
 ۹۲۰  
 ۹۲۱  
 ۹۲۲  
 ۹۲۳  
 ۹۲۴  
 ۹۲۵  
 ۹۲۶  
 ۹۲۷  
 ۹۲۸  
 ۹۲۹  
 ۹۳۰  
 ۹۳۱  
 ۹۳۲  
 ۹۳۳  
 ۹۳۴  
 ۹۳۵  
 ۹۳۶  
 ۹۳۷  
 ۹۳۸  
 ۹۳۹  
 ۹۴۰  
 ۹۴۱  
 ۹۴۲  
 ۹۴۳  
 ۹۴۴  
 ۹۴۵  
 ۹۴۶  
 ۹۴۷  
 ۹۴۸  
 ۹۴۹  
 ۹۵۰  
 ۹۵۱  
 ۹۵۲  
 ۹۵۳  
 ۹۵۴  
 ۹۵۵  
 ۹۵۶  
 ۹۵۷  
 ۹۵۸  
 ۹۵۹  
 ۹۶۰  
 ۹۶۱  
 ۹۶۲  
 ۹۶۳  
 ۹۶۴  
 ۹۶۵  
 ۹۶۶  
 ۹۶۷  
 ۹۶۸  
 ۹۶۹  
 ۹۷۰  
 ۹۷۱  
 ۹۷۲  
 ۹۷۳  
 ۹۷۴  
 ۹۷۵  
 ۹۷۶  
 ۹۷۷  
 ۹۷۸  
 ۹۷۹  
 ۹۸۰  
 ۹۸۱  
 ۹۸۲  
 ۹۸۳  
 ۹۸۴  
 ۹۸۵  
 ۹۸۶  
 ۹۸۷  
 ۹۸۸  
 ۹۸۹  
 ۹۹۰  
 ۹۹۱  
 ۹۹۲  
 ۹۹۳  
 ۹۹۴  
 ۹۹۵  
 ۹۹۶  
 ۹۹۷  
 ۹۹۸  
 ۹۹۹  
 ۱۰۰۰

۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱



بنور جبین جهان تاب او  
بسوزِ فراق و بشوق وصال  
بخط و بخالِ پری پیکرِ ان  
(۱۲۹۱) بفراید بلبل به بیدادِ گل

بیاران و اولاد (و) اصحاب او  
به نقصِ زوال و بکنه کمال  
بدلهای بی رحمِ سیمین بران  
بخاصیت و نثارِ جامِ مل

۱۵: بکنه و کمال، تصحیح قیاسی، ۱۵ در سآ بعد این بیت سی بیت را افزوده است که ربطی  
باین مقام ندارد و به چندان این ابیات مضطرب ناقص است بفرض تتمیم فایده این جا نقل کرده می شود:—

[بر] و ن برده از منظر غیب سر  
[ ] [و بی؟] بوار سنگی چون فنا  
[د] رو؟ چشمة جام و مهر سپهر  
بصورت خفی و بمعنی جهان (کذا)  
اگر بر دی افتد خیالِ سها  
درو شیشه آئینه جان شده  
بهر راز آگه تر از گوشِ غیب  
بهر گوشه او ز اهل نیاز  
بر و کرده تسلیم شخصِ سبو  
دل روشن آواز (اوز) اندیشه پاک  
... در پای اندیشه همچون حکیم  
... هر؟ خشن عالمی بی گداز  
... ن گوشه دان فراخی جود  
... غت ننده؟ (چو امکان مثال  
[زی] قوت قهری درو و هر حباب  
میش چون ز ساغر شود داد خواه  
می گر خورد جرعه زان شبنم کور  
وگر دیده شود از ان رو چو آب  
شود پرده کی گر خورد نور بصر (کذا)  
مبرا بود علقش (ا) ز آب و خاک

ولی همچو خورشید عین هُسر  
بصورت چو درد و بمعنی دوا  
زلالش جهانگیر چون نور مهر  
که اندیشه آفرینش بدل (کذا)  
از و نه فلک را توان داد جا  
هی از خود و پیر ز جانان شده  
ولی پنبه در گوش از حرف غیب  
شده جمعی از پی در پس راز  
چو اشرفیان (اشراقیان) علم بی گفت و گو  
زده دست بر سر چو اندیشه ناک  
وادم کشاید زلالِ نقیسم  
زمین و سپهرش ز درد و ز صاف  
وزین مایه اوج چرخ کبود  
چو اندیشه زو تنگ میدان خیال  
میتا بهشتی بر اهل عذاب  
تو گونی که یوسف بر آمد ز چاه  
بدوزد به تیرِ نظر چشمِ مور  
شبنم بر دهر سحر آفتاب  
ز صد پرده یا بیش پران اثر  
شده چون بری خلق از مار (کذا) پاک



بدایغ دل لاله آتشین  
 به بدستی تاک در صحن باغ  
 بدست کریان مسکین نواز  
 بحق میقان باغ نعیم  
 بقلبی که قابل بالهام تست  
 بهری که دارد بنی با علی  
 که عبد النبی را بایران رسان  
 کزان آستان تا جدا مانده است  
 زبان خواست تا مدح شاه رضا  
 ترا نیست یا رای وصف امام  
 ترا نیست یا رای این گفت گو  
 اگر میل داری که بهر امام

برنگ رخ عاشقان حزین  
 بسوز دل شمع و دود چراغ  
 بپای بیابان نوردان راز  
 بسوز دل ساکنان حجیم  
 بگوشی که در خورد پیغام تست  
 بصدقی که دارد علی با بنی  
 بدرگاه شاه خراسان رسان  
 چو گل در تپه دست و پامانده است  
 بگوید خرد گفت ای بی حیا  
 نگر در فسون تو شرح کلام  
 نه هر گفت گو هست در خورد او  
 کنی مدحتی تا شوی نیکنام

(بقیانی) گنه با وجودش چنان خوش نمود  
 به پستی او سینه در رزم غم  
 می خوری بخش چون درد عشق  
 درونش پُر از راز مانند گوش  
 می سر بسروش همچون نموش (هموس)  
 مثل عکس اگر جزو زان چشد  
 که از قید آهن جهد چون شرار  
 می همچو جان مایه زندگی  
 گرفته گنه جا به سپهر امنش  
 زالش (آتش) دلی لطف جو همچو آب

که در برقع شعله رخسار دود  
 بر دین تنی کرده خود را علم  
 ز هریتی پاک چون مرد عشق  
 بهر نیک و بد چون حیا دیده نوش پوش  
 که گوین را دوست یک جرعه بس  
 چنان جذب عشقش گریان کشد  
 بنده روی بر پای آینه دار  
 کز نیستی راست پامندگی  
 زده دست امید در دامنش  
 ز اقلیم غم بهنجس همچو آب

(حاشیه ۵۱۹) ۱: ۵: ۶: خدمت، نصیحت از روی شرف



بکن وصف درگاه والای او  
 به روزی که شد راست آن آستان  
 و آن آستان گوید از فخر خشت  
 (۲۹۱) غباری که خیزد از آن بارگاه  
 غبار از کجا دارد آن آستان  
 زمینی چو دل روشن و بی غبار  
 بر آن سرزمین هر که یک بار گشت  
 در آن روضه پاک از جوش نور  
 ز رفعت سرگنبدش هر زمان  
 فلک گرد آن گنبد ز رنگار  
 صبا هر دم آید ز سوی جنان  
 وز انجا رود باز سوی بهشت  
 بر آن آستان روز و شب ماه و مهر  
 بگویند کین آسمان و فاست  
 نیایم ازین آستان جز و فاق  
 خوشا حال آن کس که ز آمد و بخت  
 سرت گردم ای ساقی دلستان!  
 می ده که شوقم بجوش آورد  
 (۲۹۲) نیز هم ازین راه دور و دراز  
 مرا شوق گیرد گریبان بچنگ

۸

۵

۱۰

۱۵

۲۰

که افزون ز چرخ است پهنای او  
 زمین کرد صد فخر بر آسمان  
 که خاکم بود به ز حور بهشت  
 شود سرمه چشم خورشید و ماه  
 که باشد زمینش به از آسمان  
 هوایش چو جان با بدن سازگار  
 سر فخرش از آسمانها گذشت  
 خورد دوش نظاره بردوش نور  
 سر خود نهد بر سر آسمان  
 اگر دوش و روز و ولاب وار  
 کند گدیه عطری از آن آستان  
 کند خاک آن باغ غنیمت  
 علامانه مالند بر خاک چهر  
 نه چون آسمان حامله از جفاست  
 نه بینیم از آسمان جز لفاق  
 بگیتی بر آن آستان برد رخت  
 بر غم فلک شو بمن مهربان  
 چو مجنون مرا در خروش آورد  
 بریزم به تیغ غنا خون آرز  
 کشاند بدان آستان بی درنگ

(۲۹۱)

(۲۹۲)

۱۵ در آسمان ۱۵ کوبه تصحیح قیاسی است ۱۵ که خون تصحیح قیاسی است ۱۵ تا : دور



مغنی نوای نوی ساز کن  
 نوای که آن اشک و آه آورد  
 چو سر رشته نظم این جا رسید  
 که ای آرزومند ایران زمین  
 ترا هست اگر میل گشت وطن  
 که جویش ترا غرق احسان کند  
 ز احسان آن خان عالی مقام  
 سحاب کرم خان جمشید شان  
 کریمی بطبعی که از ابر کف  
 نه چون ابر نیسان که فصل بهار  
 بهمدش همیشه بهاران بود  
 چنان از کفش دهر پُر شده  
 شنیدیم که حاتم درین کهنه در  
 (۲۹۲ ب) شدی میزبان بر سر خان خلیش  
 ولی این کریم جبلی سخا  
 اگر گویش رشک حاتم روست  
 بخلق رسول و بحد علی است  
 بوقتی که او عزم میدان کند  
 یکی کوه بر کوه بیستی سوار

(۲۹۲ ب)

دست بانی خویش دمساز کن  
 از آن پرده رویم براه آورد  
 سروشی مرا در دل آمد پدید  
 ز بجز وطن چند باشی حرمین  
 برو بر در خان لشکر شکن  
 وجودت سراپا گلستان کند  
 بایران روی خوشدل دوست کام  
 بلند اختر دهر سردار خان  
 جهان را پُر از در کندی صدف  
 شود بر دهان صدف قطره بار  
 ز ابر کفش جود باران بود  
 کزان دامن آرزو پُر شده  
 نشستی بخرگاه از بهر خیر  
 بهمان نمودی بس احسان خویش  
 فرستد عطا بر در خانهها  
 تفاوت به بین از کجا تا کجاست  
 بی یادگار نبی و ولی است  
 بهنگامه رزم جولان کند  
 زهی مرد و مرکب زهی کارزار

له در سر بعدش این عنوان است: گفتار در مدح خان قدردان خواجه بارگاه دکار یادگار سردار  
 له در اعداد آن قلب قدسی له و کریم له در نهی



چه مرکب سپهری پُر از رنگ و بو  
 سپهری چو تیر کمان راست رو  
 قضا گر کند تیر خود همعنان  
 چو بیرون کند تیر از شصت خویش  
 چنان نرم رو باشد اندر شتاب  
 تواند ز بهیاری آن تیز تک  
 ز بهوش خود از گوش مثل قلم  
 محمد نژاد! علی خصلت!  
 توئی روز کین شاه مردانگی  
 (۱۲۹۲) بود مر ترا روز کین آوری  
 سمندت بود تخت زین رخت تخت  
 جهان را ازین تاج و انگشتری  
 ز تاب تلف تیغت ای آفتاب  
 کند روز کین تیغت ای نیک بخت  
 کندت چو آرد کین بر فلک  
 ز بیم عمود تو در روز کین  
 بازی اگر افکنی بر فلک  
 فلک قدر تا! اندرین خاک دان  
 مرا شعر در خورد و صف تو نیست  
 درین داستان هفت بیت متین

۵

۱۰

۱۵

ولی روز کین موبو جنگجوی  
 ز تیر قضا تند تر وقت دو  
 بان اسپ تا سازدش امتحان  
 از ان تیر صد تیر افتد به پیش  
 که بر پشت او خوش توان کرد خوا  
 کند رقص بر نقطه مردمک  
 کند پیکر خویش بر گل رقم  
 سکندر شکوها! ولی نسبتا!  
 دلیلش بگویم ز فرزانگی  
 سپرتاج و شمشیر انگشتری  
 نشینی بران رو باقبال و بخت  
 ز مردی بزیر نگین آوری  
 زمین خشک گردیده بر روی آب  
 شکوفه ز مغز سران چون دخت  
 بدام آورد از سما تا سمک  
 کند نعره شیر گاو\* زمین  
 پرانگنده گردند خیل ملک  
 تو سرور نژادی و من قصه خوان  
 زبان و دلم بی خوش آمدی ست  
 ز اشعار فردوسی پاک دین

(۱۹۳)

۱۰ تا: شست ۵ در سما ندارد ۳ تا: کاد شیر



مناسب بحال تو تضمین کنم  
 بگز امداد آن قطب قدسی کلام  
 بن زنده پیل و بجان جبرئیل  
 جهان را چو باران بباستگی  
 (۲۹۳ ب) که بزم دریات خواند سپهر  
 خرد داری و نیکنامی و داد  
 که آرایش چرخ گردنده  
 همی تا بجایست\* گردان سپهر

(پ ۲۹۳)

کز آن گفته خویش رنگین کنم  
 اشود نظم من ختم و یابد نظام  
 بکف ابر بهمن بدل رود نیل  
 روان را چو دانش بشایستگی  
 بر زم اندرون شیر خورشید چهر  
 جهان بی سرو افسر تو مباد  
 بزم اندرون ابر بارنده  
 ازین سخته هرگز مبراد مهر

پدر بر پدر بر پدر  
 پسر بر پسر بر پسر\*

له کو: تزمین

له شاهنامه (طبع بمبئی ۱۲۶۲) ص ۱۹ س ۲۸

له ایضاً ص ۲۴۸ س ۱۸: دریا ش بجای دیات، کو: دیات

له ایضاً ص ۲۴۸ س ۱۲: خرد هست و هم . . . . او مباد

له ایضاً ص ۳۰ س ۳۰: چنین تا بجایست

له ایضاً ص ۳۰ س ۳۰: پسر بر پسر، همه تا جو ز باد و پیر مدگر



# مرتبہ عیوم

در ذکر فصحای که مولف کتاب بایشان برخورده بایشان  
صحبت داشته

تحریر این مرتبه مشتمل است بر ذکر بیست [و پنج] تن از فصحای برگزیده  
که مولف کتاب بایشان برخورده و بایشان صحبت داشته و تحقیق نموده  
که تا لغایه ملاقات [این ضعیف] ساقی نامه نگفته اند ولیکن اکثر سخنان  
ایشان برتبه واقع شده است، درین مرتبه این ضعیف تا جهد دارد  
یک بیت یا دو بیت از ایشان که مناسبت بسباق این کلام داشته باشد  
بر بیاض می برد، اگر احیاناً بیت مناسبی بهم نرسد چنان بیتی برجسته  
از ان جماعه بنویسد که ارباب دانش از مطالعه آن مست سخن شوند و  
آخرین بر قایل آن کنند

## [نظری]

کمال دانش و خردمندی وی از حد حصر بیرون است، علو بینش و هنریش

له ۱: بیت، آ: بیت و پنج، چون ترجمه را می را بر حاشیه ۱ افزوده است تعداد تراجم  
مرتبه ثالث در تحقیق بیست و یک است، له ۲: ممکن باشد له ۳: بیاض اوراق له ۴: اشعار نمایند



از سر آمد مستعد (ان) این عصر افزون، چون ساقی نامه از ان مطلع  
قصیده سخنوری بر صفحه روزگار یاد مانده بنابراین ابتداء مرتبه ثلث  
میخانه را بنام نامی آن گزین داشتند انجمن فصحا مزین سازد و الامقام  
ذکر آن زبده الشعراء در مرتبه نخستین این کتاب قبل از احوال مولانا  
شکبته بود،

بر رای عقده کشای ارباب بصیرت پوشید نامد که اسم مولانا  
نظیری محمد حسین و مولدش از بلده نیشاپور است و در وطن خویش  
بسن رشد و تمیز رسیده، بعد از فوت پدر در احوال جوانی و آغاز  
بهار زندگانی میراث به برادران باز گذاشته و از وطن خروج نمود  
بعد از گشت عراق و خراسان به ارالامان هندوستان آمده داخل فهرست  
۱۰ مداحان خان فلک قدر، خورشید اشتهار، میرزا عبد الرحیم خان خانان  
شد و مدتها در خدمت آن خان سپه سالار [زیست کرد] و قصیده بار  
عزا در مدح آن ممدوح باستحقاق گفت (و)، صله های لایق گرفت  
بعد از امتداد ایامی که در ملازمت آن خان قدر دان جهان  
جهان فیض کسب نمود و از خرمن همتش دامان دامان جو اهر و  
۱۵ نقود اخذ فرمود اراده سفر حجاز کرد و از عنایت بی غایت ایزد بی همتا

(بقیه حاشیه ص ۵۲۴) ۵ در آن ترجمه نظیری ندارد از آن نقل شد، در آن آغاز مرتبه سیوم بدوست و یکای  
تهبید درو بیاض است،

و حاشیه ص ۵۲۵) ۱ رجوع کنید به صفحه ۲۳۲ ۲ آنگاه ص ۱۳۱: یعنی او را از اهل جوبین نوشته اند  
آیا چون مشهور به نیشاپورست لهذا در اینجا (یعنی به ذیل نیشاپور) نوشته می شود ۳ بقیل خوشگو نظیری چندی در  
کاشان مقیم بود (فهرست کتابخانه بادی عمود ۲۲۹ نمره ۵۵۲) - صاحب آنگاه ص ۱۳۱ می گوید که نظیری در  
ادبیل جوبانی بعنوان تجارت از خراسان در آمد بایجان آمده مقبول خاص و عام شده بعد از آن روانه هندوستان



در [بنگده هند] احرام و آدی امّ القری بست ، قصیده مشتل بر عرض  
 رخصت زیارت بیت الله در مدح خان نکتہ دان گفته برو گذرانید  
 این سه بیت از ابتداء آن قصیده است که اشاره با جازت کرده  
 است

ز بهر بخود ننگم چو به غم می مغانی | بدر لباس بر تن چو بچو شدم [معانی]  
 من اگر ز شوخ طبعی به رنگری ندانم | علم است همت من بهوای بادشانی  
 تکلف بر طرف که این قصیده سراپا خوب گفته و اکثر اشعار دیوانش  
 که قریب شش هزار بیت است همه رنگین و متین واقع شده  
 ساختگی بیجا و استعاره بد نما در کلامش نیست

سخنانش همه رنگین و متین است بنی | نظم او یکسره چون در شین است بنی  
 در اکثر بلاد هند معروف و مشهور و در اغلب السه و افواه مذکور  
 است که یک مرتبه این خان عظیم الشان مکتوبی از برهان پور به نادرالعهدی  
 مولانا شکیبی می نویسد و بر حاشیه آن عنایت نامه مولانا نظیری را  
 بدو کلمه یاد آوری می نماید آن بلیل دار السرور فیثا پور را از علو  
 فطرت و غلبه غیرت این ادای آن خان مهربان بر طبیعت بغایت  
 گران می آید ، قصیده درین باب گفته اظهار کلمه ازین مقدمه نموده

۱۵ بدایونی (۲۴۵) می گوید که این قصیده را در تتبع قصیده شیخ نظامی گنجوی گفته است  
 که مطلعش اینست :- ملک الملوک فضلم بفضلیت معانی ز می وزمان گرفته بهشتال آسمانی —  
 هر چند که مؤلف گفته است که سه بیت می آرد در آن فقط دو بیت دارد  
 ۱۶ کلیات نظیری (طبع کفمنو ۱۲۹) ۲۲۳ ۵ کلیات تن  
 ۱۷ ما : پاسبانی ، تصحیح از روی کلیات ۵ در آخر ترجمه تعداد ابیات دیوان را  
 هشت هزار قرار داده است







بدرج و ثنا (بی) سنجوری و مرتبه موزون گرمی خود گویا ساخته خوشا  
 عمر سعادتندی که با این طایفه روز بگذراند! زهی لذت حیات خردمندی  
 که بدین گونه زندگانی کند!

مکرر از گجرات به دار الخلافه آگره آمده سعادت آستان بوسی  
 خدیو جهانگیر کشورگشا، پادشاه فلک قدر خورشید لقا، محراب بنای  
 ظلم و ستم، معمور نمای فضائی وسعت نمای عالم

آنکه از عدلش همه سال جهان باشد بهار سرسرو روی زمین از ظلم باشد بی غبار  
 خسرو سکندر شکوه دارا لوا، نور الدین جهانگیر پادشاه مستعد  
 گرویده گجرات عود نموده است!

و بصحت رسیده که مرتبه اول بموجب فرمان قضا جریان پادشاه  
 جهانگیر جوان بخت بدرگاه عرش اشتباه آمده قصیده بر سبیل  
 ره آورد گذرانید و در همان قصیده بتقریبی که بغایت مستحسن اقتاده  
 صفت شراب کرده و پس از شمه از حقیقت کاردانی و برخی  
 از کیفیت ملک ستانی خان عالی شان میرزا عبد الرحیم خان خانان  
 اظهار می نماید، چون ابیات آن قصیده هنگام ملازمت نظیری بالتمام

۱۰  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲  
 ۵۴۳  
 ۵۴۴  
 ۵۴۵  
 ۵۴۶  
 ۵۴۷  
 ۵۴۸  
 ۵۴۹  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱  
 ۵۵۲  
 ۵۵۳  
 ۵۵۴  
 ۵۵۵  
 ۵۵۶  
 ۵۵۷  
 ۵۵۸  
 ۵۵۹  
 ۵۶۰  
 ۵۶۱  
 ۵۶۲  
 ۵۶۳  
 ۵۶۴  
 ۵۶۵  
 ۵۶۶  
 ۵۶۷  
 ۵۶۸  
 ۵۶۹  
 ۵۷۰  
 ۵۷۱  
 ۵۷۲  
 ۵۷۳  
 ۵۷۴  
 ۵۷۵  
 ۵۷۶  
 ۵۷۷  
 ۵۷۸  
 ۵۷۹  
 ۵۸۰  
 ۵۸۱  
 ۵۸۲  
 ۵۸۳  
 ۵۸۴  
 ۵۸۵  
 ۵۸۶  
 ۵۸۷  
 ۵۸۸  
 ۵۸۹  
 ۵۹۰  
 ۵۹۱  
 ۵۹۲  
 ۵۹۳  
 ۵۹۴  
 ۵۹۵  
 ۵۹۶  
 ۵۹۷  
 ۵۹۸  
 ۵۹۹  
 ۶۰۰  
 ۶۰۱  
 ۶۰۲  
 ۶۰۳  
 ۶۰۴  
 ۶۰۵  
 ۶۰۶  
 ۶۰۷  
 ۶۰۸  
 ۶۰۹  
 ۶۱۰  
 ۶۱۱  
 ۶۱۲  
 ۶۱۳  
 ۶۱۴  
 ۶۱۵  
 ۶۱۶  
 ۶۱۷  
 ۶۱۸  
 ۶۱۹  
 ۶۲۰  
 ۶۲۱  
 ۶۲۲  
 ۶۲۳  
 ۶۲۴  
 ۶۲۵  
 ۶۲۶  
 ۶۲۷  
 ۶۲۸  
 ۶۲۹  
 ۶۳۰  
 ۶۳۱  
 ۶۳۲  
 ۶۳۳  
 ۶۳۴  
 ۶۳۵  
 ۶۳۶  
 ۶۳۷  
 ۶۳۸  
 ۶۳۹  
 ۶۴۰  
 ۶۴۱  
 ۶۴۲  
 ۶۴۳  
 ۶۴۴  
 ۶۴۵  
 ۶۴۶  
 ۶۴۷  
 ۶۴۸  
 ۶۴۹  
 ۶۵۰  
 ۶۵۱  
 ۶۵۲  
 ۶۵۳  
 ۶۵۴  
 ۶۵۵  
 ۶۵۶  
 ۶۵۷  
 ۶۵۸  
 ۶۵۹  
 ۶۶۰  
 ۶۶۱  
 ۶۶۲  
 ۶۶۳  
 ۶۶۴  
 ۶۶۵  
 ۶۶۶  
 ۶۶۷  
 ۶۶۸  
 ۶۶۹  
 ۶۷۰  
 ۶۷۱  
 ۶۷۲  
 ۶۷۳  
 ۶۷۴  
 ۶۷۵  
 ۶۷۶  
 ۶۷۷  
 ۶۷۸  
 ۶۷۹  
 ۶۸۰  
 ۶۸۱  
 ۶۸۲  
 ۶۸۳  
 ۶۸۴  
 ۶۸۵  
 ۶۸۶  
 ۶۸۷  
 ۶۸۸  
 ۶۸۹  
 ۶۹۰  
 ۶۹۱  
 ۶۹۲  
 ۶۹۳  
 ۶۹۴  
 ۶۹۵  
 ۶۹۶  
 ۶۹۷  
 ۶۹۸  
 ۶۹۹  
 ۷۰۰  
 ۷۰۱  
 ۷۰۲  
 ۷۰۳  
 ۷۰۴  
 ۷۰۵  
 ۷۰۶  
 ۷۰۷  
 ۷۰۸  
 ۷۰۹  
 ۷۱۰  
 ۷۱۱  
 ۷۱۲  
 ۷۱۳  
 ۷۱۴  
 ۷۱۵  
 ۷۱۶  
 ۷۱۷  
 ۷۱۸  
 ۷۱۹  
 ۷۲۰  
 ۷۲۱  
 ۷۲۲  
 ۷۲۳  
 ۷۲۴  
 ۷۲۵  
 ۷۲۶  
 ۷۲۷  
 ۷۲۸  
 ۷۲۹  
 ۷۳۰  
 ۷۳۱  
 ۷۳۲  
 ۷۳۳  
 ۷۳۴  
 ۷۳۵  
 ۷۳۶  
 ۷۳۷  
 ۷۳۸  
 ۷۳۹  
 ۷۴۰  
 ۷۴۱  
 ۷۴۲  
 ۷۴۳  
 ۷۴۴  
 ۷۴۵  
 ۷۴۶  
 ۷۴۷  
 ۷۴۸  
 ۷۴۹  
 ۷۵۰  
 ۷۵۱  
 ۷۵۲  
 ۷۵۳  
 ۷۵۴  
 ۷۵۵  
 ۷۵۶  
 ۷۵۷  
 ۷۵۸  
 ۷۵۹  
 ۷۶۰  
 ۷۶۱  
 ۷۶۲  
 ۷۶۳  
 ۷۶۴  
 ۷۶۵  
 ۷۶۶  
 ۷۶۷  
 ۷۶۸  
 ۷۶۹  
 ۷۷۰  
 ۷۷۱  
 ۷۷۲  
 ۷۷۳  
 ۷۷۴  
 ۷۷۵  
 ۷۷۶  
 ۷۷۷  
 ۷۷۸  
 ۷۷۹  
 ۷۸۰  
 ۷۸۱  
 ۷۸۲  
 ۷۸۳  
 ۷۸۴  
 ۷۸۵  
 ۷۸۶  
 ۷۸۷  
 ۷۸۸  
 ۷۸۹  
 ۷۹۰  
 ۷۹۱  
 ۷۹۲  
 ۷۹۳  
 ۷۹۴  
 ۷۹۵  
 ۷۹۶  
 ۷۹۷  
 ۷۹۸  
 ۷۹۹  
 ۸۰۰  
 ۸۰۱  
 ۸۰۲  
 ۸۰۳  
 ۸۰۴  
 ۸۰۵  
 ۸۰۶  
 ۸۰۷  
 ۸۰۸  
 ۸۰۹  
 ۸۱۰  
 ۸۱۱  
 ۸۱۲  
 ۸۱۳  
 ۸۱۴  
 ۸۱۵  
 ۸۱۶  
 ۸۱۷  
 ۸۱۸  
 ۸۱۹  
 ۸۲۰  
 ۸۲۱  
 ۸۲۲  
 ۸۲۳  
 ۸۲۴  
 ۸۲۵  
 ۸۲۶  
 ۸۲۷  
 ۸۲۸  
 ۸۲۹  
 ۸۳۰  
 ۸۳۱  
 ۸۳۲  
 ۸۳۳  
 ۸۳۴  
 ۸۳۵  
 ۸۳۶  
 ۸۳۷  
 ۸۳۸  
 ۸۳۹  
 ۸۴۰  
 ۸۴۱  
 ۸۴۲  
 ۸۴۳  
 ۸۴۴  
 ۸۴۵  
 ۸۴۶  
 ۸۴۷  
 ۸۴۸  
 ۸۴۹  
 ۸۵۰  
 ۸۵۱  
 ۸۵۲  
 ۸۵۳  
 ۸۵۴  
 ۸۵۵  
 ۸۵۶  
 ۸۵۷  
 ۸۵۸  
 ۸۵۹  
 ۸۶۰  
 ۸۶۱  
 ۸۶۲  
 ۸۶۳  
 ۸۶۴  
 ۸۶۵  
 ۸۶۶  
 ۸۶۷  
 ۸۶۸  
 ۸۶۹  
 ۸۷۰  
 ۸۷۱  
 ۸۷۲  
 ۸۷۳  
 ۸۷۴  
 ۸۷۵  
 ۸۷۶  
 ۸۷۷  
 ۸۷۸  
 ۸۷۹  
 ۸۸۰  
 ۸۸۱  
 ۸۸۲  
 ۸۸۳  
 ۸۸۴  
 ۸۸۵  
 ۸۸۶  
 ۸۸۷  
 ۸۸۸  
 ۸۸۹  
 ۸۹۰  
 ۸۹۱  
 ۸۹۲  
 ۸۹۳  
 ۸۹۴  
 ۸۹۵  
 ۸۹۶  
 ۸۹۷  
 ۸۹۸  
 ۸۹۹  
 ۹۰۰  
 ۹۰۱  
 ۹۰۲  
 ۹۰۳  
 ۹۰۴  
 ۹۰۵  
 ۹۰۶  
 ۹۰۷  
 ۹۰۸  
 ۹۰۹  
 ۹۱۰  
 ۹۱۱  
 ۹۱۲  
 ۹۱۳  
 ۹۱۴  
 ۹۱۵  
 ۹۱۶  
 ۹۱۷  
 ۹۱۸  
 ۹۱۹  
 ۹۲۰  
 ۹۲۱  
 ۹۲۲  
 ۹۲۳  
 ۹۲۴  
 ۹۲۵  
 ۹۲۶  
 ۹۲۷  
 ۹۲۸  
 ۹۲۹  
 ۹۳۰  
 ۹۳۱  
 ۹۳۲  
 ۹۳۳  
 ۹۳۴  
 ۹۳۵  
 ۹۳۶  
 ۹۳۷  
 ۹۳۸  
 ۹۳۹  
 ۹۴۰  
 ۹۴۱  
 ۹۴۲  
 ۹۴۳  
 ۹۴۴  
 ۹۴۵  
 ۹۴۶  
 ۹۴۷  
 ۹۴۸  
 ۹۴۹  
 ۹۵۰  
 ۹۵۱  
 ۹۵۲  
 ۹۵۳  
 ۹۵۴  
 ۹۵۵  
 ۹۵۶  
 ۹۵۷  
 ۹۵۸  
 ۹۵۹  
 ۹۶۰  
 ۹۶۱  
 ۹۶۲  
 ۹۶۳  
 ۹۶۴  
 ۹۶۵  
 ۹۶۶  
 ۹۶۷  
 ۹۶۸  
 ۹۶۹  
 ۹۷۰  
 ۹۷۱  
 ۹۷۲  
 ۹۷۳  
 ۹۷۴  
 ۹۷۵  
 ۹۷۶  
 ۹۷۷  
 ۹۷۸  
 ۹۷۹  
 ۹۸۰  
 ۹۸۱  
 ۹۸۲  
 ۹۸۳  
 ۹۸۴  
 ۹۸۵  
 ۹۸۶  
 ۹۸۷  
 ۹۸۸  
 ۹۸۹  
 ۹۹۰  
 ۹۹۱  
 ۹۹۲  
 ۹۹۳  
 ۹۹۴  
 ۹۹۵  
 ۹۹۶  
 ۹۹۷  
 ۹۹۸  
 ۹۹۹  
 ۱۰۰۰



بسمع اشرف اقدس رسید بی نهایت شگفته شده تحسین بسیار بمولوی  
 نمودند و فرمود که در هیچ عهدی هیچکس از شعرا ممدوح خود را غایبانه  
 بدین خوبی ستایش نکرده پس از آن از مولوی پرسیدند که این ابیات  
 را به خانشانان خوانده اید، او گفت بلی حضرت! فرمودند که صله  
 [این] بشما چه داد؟ آن نکته دان سخن آفرین بعرض رسانید که  
 [بر من؟] اعتراض نمود و فرمود که ترک ادب نموده در قصیده  
 [که از] برای بادشاه روی زمین و خداوند تاج و نگین پرت  
 (کذا) غلام [م] کمین را در آن ابیات یاد نموده، جهان پناه ازین  
 جواب نیز خوشوقت (شده) نظیری (را) بالوایع الطاف شاهنشاهی  
 مفخر و سرافراز گردانید

این ضعیف چند بیت متفرقه از آن قصیده با صفت شرا [ب]  
 که مناسبت تمام باین کتاب دارد درین مقام مندرج نمود، امین  
 که پسند خاطر ارباب فهم و اصحاب ذکا گردد، این سه بیت از ابتدا [ی]  
 آن قصیده است

تو داد نقی رشاه جهانگیر جهان را	ترتیب کهن تازه شد آئین جهان [را]
آرای نقی کار شود قاعده دان را	از قاعده دانی سه و ملک نقی [کرد]
حق پرده بر انداخته جنات نهان را	خاک از اثر تربیتش عکس سپهرست
فرمان طلب آمده از شاه فلان [را]	ناگاه بر آمد ز درم بانگ که گویند

سه سر : ای که متن این جا مضطرب است کلمه که فعل است بدین صورت مخ شده،

سه کلیات (صل ۲۱) : ترکیب .... زمان را که ایضا : به نقی

سه سر : تیش عکس، کلیات : تربیتش عین سه سر : حباب

سه کلیات ص ۳۶۲ : در آمد



# در صفت سیادت مآب عرض جان (خان)

گردون جناب یزد بهمن قصیده در باب طلب [خود گوید]\*

در کاسه زر ریز ز خم آب زان را  
از درد نصیبی نرسد درد گشتان را  
بازار چه بر چیده شود شیشه گران را  
دستار چه دستار شود قیصر و خان را  
سازد شب عید اول ماه رمضان را  
در چهره صفر ازده رنگ بایرکان را  
از قهقهه شیشه کشاید خفقان را  
در حال عناشعله فروزنده روان را  
در کج خرد پیر و بد طبع جوان را  
بستان و پیش نور یقین بخش گمان را  
بر چاکر جاگیرستان ملکستان را  
سالار نکست یاب و وزیر همه دان را  
نام از لیسر زال بلندست کیان را  
صعب آدمی خمر و کند کار کلان را

از چهره بیارای رخ مسند و مسکن  
آن شیره انگور که تا او نشود صیاف  
آن بکر پری چهره که بی صحبت سورش  
بنیت العنب آن بکر که در لیل زفافش  
آن باده که در آخر سنجشینه شعبان  
آن باده که سازد بد می گونه احمر  
آن باده که گرد در طیش دل نظر افتد  
در وقت عطا پایه فر ازنده کرم را  
در طبع جوانی نهد آرامش پیری  
زین باده صافی که فروزنده هوش  
بر عقل هوید است که رجحان عظیم است  
در تقویت ملک و سپه دست قوی به  
در عون سپه دار و سپه گروش نگه کن  
نکمیل بود پیشه پیران نه جوانان

له متن در این موضع خیلی مضطرب است ۱۰ کلیات ۱۱ رخ ۱۲ کلیات: سورش  
۱۳ کلیات: دفاتش ۱۴ کلیات: آدینه ۱۵ کلیات: شام ۱۶ کلیات: بدم ۱۷ کلیات: این  
۱۸ کلیات: شمش ۱۹ کلیات: حاکم ۲۰ کلیات: در سواد ندارد ۲۱ کلیات: شیوه  
در کلیات این بیت بابت سابق تقدیم و تاخیر دارد ۲۲ کلیات: خورد



تشریف قبولی ز سر لطف که اقبال | از دیر پی بندگیت بسته میان را  
بر ارباب دانش و اصحاب بینش پوشیده نماند که این ضعیف در ابتدا  
سنة اثنی عشرین و الف در خدمت میرزای دانش پناه میرزا مال الله  
که فرزند دل بند و خلف سعادتمند بازوی دولت جهانگیر جهان بان گزین  
امین جانشین صاحبقران مبارز الدین مهابت خان است بشغل  
کتاب داری اشتغال داشت هم در آن سال مولانا نظیری مکتوبی از  
گجرات بدلی نزد شکیبی بدین مضمون ارسال داشته بود که:

”بر رای معنی آرای استادی (و) سندی شکیبی  
محتجب و مستتر نماند که امثال فتوحات دنیوی بیش از  
پیش رو باین درویش عاقبت اندیش گذاشته با عدم  
تعلقی که این شکسته بال را با مال دنیا بوده خویش را  
بدان متعلق می یابد از صفحه ادراک چنان مطالعه می  
شود که شاید مرگ را بدین آلودگی و روسیاهی در کمال  
عقلت و بی عاقبتی درین نزدیکی در آغوش خواهد کشید

ده ماه بعد از رسیدن این مکتوب به شکیبی نظیری در احمد آباد  
ازین دار ملال به عالم مثال انتقال کرد و سه ماه بعد از فوت وی  
شکیبی در دلی ازین عالم سفلی بعالم علوی خرامید و مدفن وی در شهر  
مذکور در منظر [ل] و نیت (یکی) از فصحای این ایام این مصراع را

له رجوع کنید به صفحه ۵۰۳ به آ، پسندی ۳۵ آ: نزکی ۳۵ بکذا ایضاً در خزانه ۴۲۴  
آ بقول صاحب آثار رحیمی نوی در مسجدیت که در جوار منزلش بود، داعستانی می گوید که سوادى گجراتی  
که ملازم نظیری و مجاور قبرش بود در ۱۰۳۱ وفات یافت ربنا کمین حاشیه ۵۸۵، در مخزن الغزایب گفته است.



تاریخ فوت او پیدا کرده که مصراع  
علم بگوی ابد زو پیمیر شعرا

دیوان آن نکته پرور بی نظیر از <sup>۱</sup>آول تا <sup>۲</sup>باخر بنظر این حقیر رسیده  
 هشت هزار بیت است و ساقی نامه ندارد نه بروش ترجیع (نه)  
 بطرز مشنوی بنا بران چنبد بیت متفرقه از ان فرید زمان مرقوم قلم  
 شکسته رقم گردانید، امید که در نظر اهل هنر بدنا نباشد بریت  
 تو گر برهنی سودای دل نازی زبان <sup>۱</sup>ای به مرا سرایه دنیا و دین نابود می گردد

ز فرق تا قدش هر کج نظر فگنی کرشمه دامن دل می کشد که جا این جاست

بغیر دل همه نقش و نگار بی معنی است همین ورق که سیه گشت مدعا اینجا است

ما بید بوستا [نیم] ما را اثر نباشد مردود دوستانیم از ما برتر\* نباشد

باین شومی که می میرم من امروز برگ من نگرید ما در من

۱- از بیان مولف ظاهر است که نظیری در ۱۰۲۲ و یکن که در ۱۰۲۳ فوت کرد، اما ازین مصراع ۱۰۲۱  
 بر می آید، چنان که از "ز دنیا رفت حسان العجم آه" که در مخزن الغرایب و منتخب الاشعار منقول است و  
 از "مرکز دایره بزم کجا است" که داغستانی نقل کرده است، بقول خوشگو و قات نظیری در ۱۰۲۳ نیز رجوع  
 کنید: حاشی ۱- تا: چند چند ۲- دیوان ۳- تا: ایست، تبعیع از روی کلیات ۴- تا: کلیات  
 در همان موضع، ۵- تا: ما را امر، تبعیع از روی کلیات ۶- تا: در کلیات منطبقه ندارد،



این بیت کنایه آمیز نسبت بمولانا محمد صوفی گفته  
آرایش برآون چه کنی پشتم گو سفند گرگی که در درونست ترا گو سفند کن

## ذکر

### عندلیب گلزار معانی مولانا شراری همدانی

یکی از نیکان این روزگار است و در فن سخنوری (۱۲۹۴) فرید زمان  
و نادره دوران خود است، اشعار او همه خوش لفظ و معنی واقع شده،  
تکلف بر طرف که در این ایام وجود او غنیمت است، مؤلف کتاب قریب  
به چهار ماه با مولوی هم سفر بود آنقدر صلاحیت و مردمی از و دیده  
که از کم کسی دیده باشد، و یک شیوه دیگر از خوبی های مولوی این که  
هرگز خبث کسی نمی کرد و نمی شنود، صاحب این خصلت در شعرای

له آ: بیرین چکنی ش... [تصحیح از روی کلیات ص ۲۴۹] آ: سروری - در مخزن الغریب (دفترت بلالی مؤ ۳۴۳ نمره  
۱۱۶۹) عبدی بیک شراری مذکور است که بظاہر همین صاحب جماعت است، آ: وحید آ: در آ ندارد آ: شراری،



این ایام کم بهم می رسد\*  
 مولد آن عندلیب گلستان نکتہ دانی از همدان است و هفت نوبت  
 از وطن بهند آمده، و در کتب ثلثه را گشت کرده و قصیده ها در مدح خان  
 سپه سالار خان خانان ولد بیرم خان\* گفته و صله خوب از ایشان\* یافته باز  
 بوطن عود نموده و آن نقود را بمصرف رسانده است،  
 عدد ابیات آن نادره عصر به سه هزار بیت رسیده باشد،  
 به تحقیق پیوسته که آن سعادت مند بعاوت زیارت مکه معظمه  
 مستعد گردیده است،

در سنه خمس عشرین و الف مسود این اوراق پریشان را بآن  
 عزیز ملاقات واقع شد، تا آن وقت سن شریفش بیشت و یک رسیده  
 بود، این دوبیت از یشانت شعر

خوش آن مستی که چون می از غمت خاموش بنشینم  
 بجوش آرم حریفان را دمی که ز جوش بنشینم  
 نگردد خاطر شوریده جمع از بس پریشانی  
 اگر چون حلقه کیسوش در آغوش بنشینم

(ب ۲۹۴) (ب ۲۹۴)

۱- امین احمد به ذیل همدان نوشته است: شراری خواهرزاده هلاکی ست که ملازم سلطان حسین برادر  
 بن بزم میزد ابوالمظفر در همین سال به هند آمده (امین احمد در دیباچه هفت اقلیم گفته است که این کتاب را درش  
 سال جمع ساخته و در سنه تمام کرده اما در فصول ابتدائی بذیل دکن نوشته است که سال هجری در آنوقت  
 سنه بوده) ملازمت یکی از ملازمان این درگاه یعنی درگاه اکبری را لازم گرفته روزی چند بسر برد  
 آخر از خواهش خود دامن در چیده در زنی در ایشان بر عصای ساحت مشکلی درگه دید  
 ۲- ملازم را داد گلکنده و احمد نکر و بیجا بود که در آن ندارد که تا بایق هه انا صاحب هفت اقلیم فقط دو  
 بیت از نقل کرده و گفته که آنچنانظر آمده همین دوبیت است که بعدش در آن افزوده: در اجیمینده ۱ بیشت



این قطعه هم از ان معنی گزین است که بجهت جاربوب خانه کعبه گفته است  
 یارب! این گلدسته کاندروست فراشان تست  
 از کد این مزد و بوم است از کد این جویبار  
 کز نگاهش آب می گرد و پنجم آرزو  
 می ندانم پنجه مهر است یا مرثگان یار

## حیاتی گیلانی

تولد آن منتخب امثال و اقران خویش در رشت گیلان واقع شده 'در  
 صغیر سن بوادی موزونیت افتاده و در مسکن بن رشد و متمیز رسیده است  
 در ابتدای جوانی سیر عراق و خراسان کرده بعد از ان بدارالامان هندوستان  
 که نشو و نما دهند خردمند است آمد و به نسبت هموطنی حکیم ابوالفتح گیلانی  
 که یکی از اعیان سلطنت نشان فرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر بادشاه  
 غازی بود مرباشی تربیت\* مولوی شد تا در هند نشو و نما یافت و بخدمت  
 اکثر خوانین عظیم الشان دارالامان\* مثل خان سپه سالامیرزا عبد الرحیم

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲  
 ۵۴۳  
 ۵۴۴  
 ۵۴۵  
 ۵۴۶  
 ۵۴۷  
 ۵۴۸  
 ۵۴۹  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱  
 ۵۵۲  
 ۵۵۳  
 ۵۵۴  
 ۵۵۵  
 ۵۵۶  
 ۵۵۷  
 ۵۵۸  
 ۵۵۹  
 ۵۶۰  
 ۵۶۱  
 ۵۶۲  
 ۵۶۳  
 ۵۶۴  
 ۵۶۵  
 ۵۶۶  
 ۵۶۷  
 ۵۶۸  
 ۵۶۹  
 ۵۷۰  
 ۵۷۱  
 ۵۷۲  
 ۵۷۳  
 ۵۷۴  
 ۵۷۵  
 ۵۷۶  
 ۵۷۷  
 ۵۷۸  
 ۵۷۹  
 ۵۸۰  
 ۵۸۱  
 ۵۸۲  
 ۵۸۳  
 ۵۸۴  
 ۵۸۵  
 ۵۸۶  
 ۵۸۷  
 ۵۸۸  
 ۵۸۹  
 ۵۹۰  
 ۵۹۱  
 ۵۹۲  
 ۵۹۳  
 ۵۹۴  
 ۵۹۵  
 ۵۹۶  
 ۵۹۷  
 ۵۹۸  
 ۵۹۹  
 ۶۰۰  
 ۶۰۱  
 ۶۰۲  
 ۶۰۳  
 ۶۰۴  
 ۶۰۵  
 ۶۰۶  
 ۶۰۷  
 ۶۰۸  
 ۶۰۹  
 ۶۱۰  
 ۶۱۱  
 ۶۱۲  
 ۶۱۳  
 ۶۱۴  
 ۶۱۵  
 ۶۱۶  
 ۶۱۷  
 ۶۱۸  
 ۶۱۹  
 ۶۲۰  
 ۶۲۱  
 ۶۲۲  
 ۶۲۳  
 ۶۲۴  
 ۶۲۵  
 ۶۲۶  
 ۶۲۷  
 ۶۲۸  
 ۶۲۹  
 ۶۳۰  
 ۶۳۱  
 ۶۳۲  
 ۶۳۳  
 ۶۳۴  
 ۶۳۵  
 ۶۳۶  
 ۶۳۷  
 ۶۳۸  
 ۶۳۹  
 ۶۴۰  
 ۶۴۱  
 ۶۴۲  
 ۶۴۳  
 ۶۴۴  
 ۶۴۵  
 ۶۴۶  
 ۶۴۷  
 ۶۴۸  
 ۶۴۹  
 ۶۵۰  
 ۶۵۱  
 ۶۵۲  
 ۶۵۳  
 ۶۵۴  
 ۶۵۵  
 ۶۵۶  
 ۶۵۷  
 ۶۵۸  
 ۶۵۹  
 ۶۶۰  
 ۶۶۱  
 ۶۶۲  
 ۶۶۳  
 ۶۶۴  
 ۶۶۵  
 ۶۶۶  
 ۶۶۷  
 ۶۶۸  
 ۶۶۹  
 ۶۷۰  
 ۶۷۱  
 ۶۷۲  
 ۶۷۳  
 ۶۷۴  
 ۶۷۵  
 ۶۷۶  
 ۶۷۷  
 ۶۷۸  
 ۶۷۹  
 ۶۸۰  
 ۶۸۱  
 ۶۸۲  
 ۶۸۳  
 ۶۸۴  
 ۶۸۵  
 ۶۸۶  
 ۶۸۷  
 ۶۸۸  
 ۶۸۹  
 ۶۹۰  
 ۶۹۱  
 ۶۹۲  
 ۶۹۳  
 ۶۹۴  
 ۶۹۵  
 ۶۹۶  
 ۶۹۷  
 ۶۹۸  
 ۶۹۹  
 ۷۰۰  
 ۷۰۱  
 ۷۰۲  
 ۷۰۳  
 ۷۰۴  
 ۷۰۵  
 ۷۰۶  
 ۷۰۷  
 ۷۰۸  
 ۷۰۹  
 ۷۱۰  
 ۷۱۱  
 ۷۱۲  
 ۷۱۳  
 ۷۱۴  
 ۷۱۵  
 ۷۱۶  
 ۷۱۷  
 ۷۱۸  
 ۷۱۹  
 ۷۲۰  
 ۷۲۱  
 ۷۲۲  
 ۷۲۳  
 ۷۲۴  
 ۷۲۵  
 ۷۲۶  
 ۷۲۷  
 ۷۲۸  
 ۷۲۹  
 ۷۳۰  
 ۷۳۱  
 ۷۳۲  
 ۷۳۳  
 ۷۳۴  
 ۷۳۵  
 ۷۳۶  
 ۷۳۷  
 ۷۳۸  
 ۷۳۹  
 ۷۴۰  
 ۷۴۱  
 ۷۴۲  
 ۷۴۳  
 ۷۴۴  
 ۷۴۵  
 ۷۴۶  
 ۷۴۷  
 ۷۴۸  
 ۷۴۹  
 ۷۵۰  
 ۷۵۱  
 ۷۵۲  
 ۷۵۳  
 ۷۵۴  
 ۷۵۵  
 ۷۵۶  
 ۷۵۷  
 ۷۵۸  
 ۷۵۹  
 ۷۶۰  
 ۷۶۱  
 ۷۶۲  
 ۷۶۳  
 ۷۶۴  
 ۷۶۵  
 ۷۶۶  
 ۷۶۷  
 ۷۶۸  
 ۷۶۹  
 ۷۷۰  
 ۷۷۱  
 ۷۷۲  
 ۷۷۳  
 ۷۷۴  
 ۷۷۵  
 ۷۷۶  
 ۷۷۷  
 ۷۷۸  
 ۷۷۹  
 ۷۸۰  
 ۷۸۱  
 ۷۸۲  
 ۷۸۳  
 ۷۸۴  
 ۷۸۵  
 ۷۸۶  
 ۷۸۷  
 ۷۸۸  
 ۷۸۹  
 ۷۹۰  
 ۷۹۱  
 ۷۹۲  
 ۷۹۳  
 ۷۹۴  
 ۷۹۵  
 ۷۹۶  
 ۷۹۷  
 ۷۹۸  
 ۷۹۹  
 ۸۰۰  
 ۸۰۱  
 ۸۰۲  
 ۸۰۳  
 ۸۰۴  
 ۸۰۵  
 ۸۰۶  
 ۸۰۷  
 ۸۰۸  
 ۸۰۹  
 ۸۱۰  
 ۸۱۱  
 ۸۱۲  
 ۸۱۳  
 ۸۱۴  
 ۸۱۵  
 ۸۱۶  
 ۸۱۷  
 ۸۱۸  
 ۸۱۹  
 ۸۲۰  
 ۸۲۱  
 ۸۲۲  
 ۸۲۳  
 ۸۲۴  
 ۸۲۵  
 ۸۲۶  
 ۸۲۷  
 ۸۲۸  
 ۸۲۹  
 ۸۳۰  
 ۸۳۱  
 ۸۳۲  
 ۸۳۳  
 ۸۳۴  
 ۸۳۵  
 ۸۳۶  
 ۸۳۷  
 ۸۳۸  
 ۸۳۹  
 ۸۴۰  
 ۸۴۱  
 ۸۴۲  
 ۸۴۳  
 ۸۴۴  
 ۸۴۵  
 ۸۴۶  
 ۸۴۷  
 ۸۴۸  
 ۸۴۹  
 ۸۵۰  
 ۸۵۱  
 ۸۵۲  
 ۸۵۳  
 ۸۵۴  
 ۸۵۵  
 ۸۵۶  
 ۸۵۷  
 ۸۵۸  
 ۸۵۹  
 ۸۶۰  
 ۸۶۱  
 ۸۶۲  
 ۸۶۳  
 ۸۶۴  
 ۸۶۵  
 ۸۶۶  
 ۸۶۷  
 ۸۶۸  
 ۸۶۹  
 ۸۷۰  
 ۸۷۱  
 ۸۷۲  
 ۸۷۳  
 ۸۷۴  
 ۸۷۵  
 ۸۷۶  
 ۸۷۷  
 ۸۷۸  
 ۸۷۹  
 ۸۸۰  
 ۸۸۱  
 ۸۸۲  
 ۸۸۳  
 ۸۸۴  
 ۸۸۵  
 ۸۸۶  
 ۸۸۷  
 ۸۸۸  
 ۸۸۹  
 ۸۹۰  
 ۸۹۱  
 ۸۹۲  
 ۸۹۳  
 ۸۹۴  
 ۸۹۵  
 ۸۹۶  
 ۸۹۷  
 ۸۹۸  
 ۸۹۹  
 ۹۰۰  
 ۹۰۱  
 ۹۰۲  
 ۹۰۳  
 ۹۰۴  
 ۹۰۵  
 ۹۰۶  
 ۹۰۷  
 ۹۰۸  
 ۹۰۹  
 ۹۱۰  
 ۹۱۱  
 ۹۱۲  
 ۹۱۳  
 ۹۱۴  
 ۹۱۵  
 ۹۱۶  
 ۹۱۷  
 ۹۱۸  
 ۹۱۹  
 ۹۲۰  
 ۹۲۱  
 ۹۲۲  
 ۹۲۳  
 ۹۲۴  
 ۹۲۵  
 ۹۲۶  
 ۹۲۷  
 ۹۲۸  
 ۹۲۹  
 ۹۳۰  
 ۹۳۱  
 ۹۳۲  
 ۹۳۳  
 ۹۳۴  
 ۹۳۵  
 ۹۳۶  
 ۹۳۷  
 ۹۳۸  
 ۹۳۹  
 ۹۴۰  
 ۹۴۱  
 ۹۴۲  
 ۹۴۳  
 ۹۴۴  
 ۹۴۵  
 ۹۴۶  
 ۹۴۷  
 ۹۴۸  
 ۹۴۹  
 ۹۵۰  
 ۹۵۱  
 ۹۵۲  
 ۹۵۳  
 ۹۵۴  
 ۹۵۵  
 ۹۵۶  
 ۹۵۷  
 ۹۵۸  
 ۹۵۹  
 ۹۶۰  
 ۹۶۱  
 ۹۶۲  
 ۹۶۳  
 ۹۶۴  
 ۹۶۵  
 ۹۶۶  
 ۹۶۷  
 ۹۶۸  
 ۹۶۹  
 ۹۷۰  
 ۹۷۱  
 ۹۷۲  
 ۹۷۳  
 ۹۷۴  
 ۹۷۵  
 ۹۷۶  
 ۹۷۷  
 ۹۷۸  
 ۹۷۹  
 ۹۸۰  
 ۹۸۱  
 ۹۸۲  
 ۹۸۳  
 ۹۸۴  
 ۹۸۵  
 ۹۸۶  
 ۹۸۷  
 ۹۸۸  
 ۹۸۹  
 ۹۹۰  
 ۹۹۱  
 ۹۹۲  
 ۹۹۳  
 ۹۹۴  
 ۹۹۵  
 ۹۹۶  
 ۹۹۷  
 ۹۹۸  
 ۹۹۹  
 ۱۰۰۰







اورسیده و لیکن دیوان او را ندیده است از غزنی هنگام تحریر چنان مسموع شد  
که دیوان ایشان را دیده ام\* هفت هزار بیت است والعهدۃ علی الراوی دو  
مطلع از آن مرحوم که مناسبتی بسباق این تسوید داشت بر بیاض برد\*

مطلع اول

این سبزه و این صحرایونی زجنون دارد دیوانگی و مستی امروز شگون دارد\*

مطلع ثان

بیا که کار طرب خوش بساز و سامانت پیاله چشمه خضر و می آب حیوانست

ذکر

موزون الملک

آن زبده اشال و اقوان خویش یکی از اشرف (۲۹۵ ب) زادبای آذربایجان  
است، تولد او در تبریز واقع شده، و در اینجا بن رشد و تمیز رسیده، در اول  
جوانی و بهار زندگانی سیر و سفر بسیاری کرده است،

(بقیه حاشیه ص ۵۳۶) پناه ۵۳۶ بیاض در ک و س - در خزانه می گوید که وفاتش در ۱۰۱۵ واقع شد و بقول  
خوشگو در ص ۵۳۶ از روی س و خوشگو بیاض در ک، (حاشیه ص ۵۳۶) س: دیوانش را دیده  
قرینه - بلونی (۲۱۹: ۲) گفته است که او صاحب این است س: اوراق س: ثبت نمود س: منقول در  
آئین و مخزن الغرایب ۵۳ غالباً صاحب این ترجمه است که در مخزن الغرایب بذیل ملا لطفی مذکور  
است رجوع کنید به فهرست کتاب خانه یادی نمود ۳۴۰ نمره ۲۲۲۲ \*



مَسود این اوراق را در سنه سبع عشر و الف وقتی که تازه از ایران بدارالامان  
آمده بود با آن منتخب زمان خویش در لاهور ملاقات واقع شد در آن ایام  
مولوی از عنایت حضرت خلافت پناهی ظل الهی و الطاف بی نهایت جهانگیر  
بادشاهی خطاب موزون الملکی یافته بود و این بادشاه جهانگیر بخش حکومت  
بندر لهری که در نواحی تنه واقع است بدو مرحمت فرموده \* در آن ایام آن عزیز  
بدان بندر متوجه شد

بعد از انقضای سه سال دیگر باره در نواحی نندارا باری که متعلق با گروه است  
پایه سرسلطنت مصیر جهانگیری رسید و مدتی در درگاه عرش اشتباه ماند تا حسن  
خدمت خویش با دیوانیان عظام مفروغ ساخت

دیگر باره این بادشاه انجمن سپاه موزون الملک را به گجرات بخدمت  
انتهام دارالضرب مفتخر گردانید آن عزیز \* مدتی مدید در آن ملک بود تا در سنه  
عشرین و الف \* داعی حق را التیك اجابت گفت

دیوان آن موزون زمان تالغایه بتظر فقیر در نیامد \* نمی داند که واردات خویش  
را (۱۲۹۶) بر بیاض برده است یا توفیق به ترتیب دادن اشعار خود نیافته است

له س: بدارالامان هندوستان له س: مولانا لطفی موزون الملک خطاب یافته بود و از عنایت  
بی غایت حضرت خلافت پناهی ظل الهی و الطاف بی نهایت جهانگیر بادشاهی بخدمت بندر لهری که در حواشی  
تنه واقع است سرفراز شده له س: بار دیگر بادشاه داد گستر جهانگیر بنده پرور موزون الملک  
را بخدمت داروغگی دارالضرب گجرات فرستاد لطفی له س: احدى عشرین و الف  
له س: این محقر در نیامده

له در آن ندارد



دو بیت از ایشان که مناسبتی بسباق این تسوید داشت مرقوم قلم شکسته رقم گردانید  
رباعی

هنوز جام شهابی بنوگلی نزدیم ، نوائی قه قه برصوت بلبلی نزدیم  
هزار فصل گل آرزو رسید و گذشت هنوز بر سر یک آرزو گلی نزدیم

## قدسی

مولد این بلبل بوستان خیال از مشهد مقدس است در وطن  
خود بزرگ شد و تمیز رسیده درین جزو زمان کسی از شعرای آن  
بلده طیبه بفصاحت بیان و بلاغت زبان او نیست شعر را بغایت  
پخته و بی نهایت بزمه می گوید نام او محمد جان و تخلص قدسی است  
بتحقیق پیوسته که آن گرامی ستجور صاحب امتیاز از روی تشوق و  
نیاز عازم سفر حجاز شده بعد از سعادت دریافت زیارات حرمین و  
پس از طواف مقامات شریفین بوطن خود عود نموده الحال در مسکن  
خود باسایش می گذارد از اکثر مسافران فهمیده و سیاحان سنجیده  
که درین ولا از خراسان بهر الامان آمدورفت دارند چنان مسموع

له ترجمه قدسی دارد که ندارد از نقل شده ، سه هاگ به حواشی سه در مرآت انجیل است که در  
عقوان شباب زیارت حرمین استعداد یافتند و از آنجا به هندوستان رسیده و صاحب محقرن الغریب هم گفته است که  
به هند آمده با اتفاق حاجیان بشرف ملازمت بادشاه مستعد گشته ، اما از کلام صاحب میخانه ظاهراً  
است که درودش در هند از ایران بوده نه از حجاز به



می شود که وجه معیشت قدسی از مَرِّ بقالی می گذرد و از آن پیشه کار  
ثروت و جمعیت بسیار بهم رسانیده اما اکثر اوقات با حکام مشهود  
هم نشین می باشد و اغلب ساعات در مجالس ایشان با عزت  
و ابر و قرین، دیوان آن یگانه زمانه بنظر این کمترین در نیاید تا  
تعداد اشعارش نماید این دو بیت از آن فرید زمان که مناسبتی بسابق

۵

۱ در مرآة آفتاب نما (نسخه کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی) می گوید: تقی اوحدی که خدای  
بقالان که عبارت از عطاران است در مشهور نوشته و دیگر (کذا) خزانه دار روضه امام علی بمبئی  
رضا نوشته ۵۲ قدسی در سال پنجم جلوس شاهجهانی مطابق ۳۲ - ۱۰۳۱ هـ به هند آمد  
(فرست بادی عمود ۶۸۶) و بتوسط عبد اللہ خان فیروز جنگ بملازمت شاهجهان بادشاه رسید  
و به جواز کثیره بمواقع عدیده فایز گردید (رک به خزانه عامه ۳۵۷، سرو آزاد ص ۶۱ و  
مرآة الخیال) ظفر نامه شاهجهانی منظوم نموده اوست بقول صاحب مخزن هنوز تمام نکرده  
بود که عمرش با تمام رسید، باقی که مانده بود ابو طالب کلیم که یکی از تلمیذان اوست برشته  
نظم کشید اما ساک به ربو ج ۲ ص ۶۸۶ (صاحب فہرست بانکی پور ج ۳ ص ۷۷ گفته است که  
صاحب مخزن قدسی را تلمیذ طالب کلیم قرار داده اما نسخه مخزن که پیش من است عکس  
این مطلب را دارد) و فانش بقول مستندین در ۱۰۵۶ - ۱۶۴۶ هـ در لاہور واقع شد، می گویند  
که استخوانش را بہ مشہد مقدس رسانیدند (ظاہر نصر آبادی منقول در ہفت آستان ص ۱۴۳ و سزاوار  
ص ۶۱) اما از ابیات غنی کشمیری متبادر می شود کہ گویا در کشمیر دفن شد (سرو آزاد  
ص ۶۲ و تخفیف سفینہ خوشگو در فہرست بادی عمود ۲۳۷ فرہ ۴۷۷) برای تفصیل منظومات  
از ربو ج کنید بہ فہرست بادی عمود ۶۸۶ بیحد و ربو ۱۸۵ فہرست بانکی پور ج ۳ ص ۷۷ بیحد و غیر



این اوراق پریشان دارد ثبت نمود بپیرت  
هر که امشب نمی نویسد او با فتنه نیست : پاراد و حلقه متان زشتن خوب نیست

در چنین فصلی که بیل مست و گلشن پر گشت : گر همه پیمان عمر است خالی خوب نیست  
این باغی نیز از واردات طبیعت عالی اوست :-  
گویند که دستش ز حنا گلگون شد      بی نی ز خانیت بگویم چون شد \*  
چون شانه بزلف خویش دستی می زد      ناخن بدلم زد و گفش پر خون شد \*

## رونقی همدانی

[تقریباً ۲۹۹]

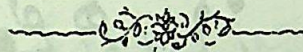
جوان مستعد لیت و بغایت خوش خلق واقع شده است و شعر را بر  
روش مولانا شترآرشی می گوید و یکی از شاگردان ارشد اوست در فن خود  
باستاد رسیده و مثنوی را از و گذرانیده است در همان سال که مسود  
این اوراق را با مولانا شترآرشی ملاقات واقع شد با رونقی نیز آشنائی بهم رسید \*

۱- سر نشین، تصحیح از روی نسخه دیوان قدی که در کتابخانه رامپو محفوظ است ۲- سر و آواز ۳-  
و مخزن الغریب و تذکره سرخوش ۴- این مصرعه را در کتاب ندارد از دیوان نقل شد در مخزن الغریب  
هم این رباعی را آورده است ۵- مخزن : کرد ۶- در کتاب او را ندارد  
۷- سر بشیرازی ۸- یعنی در ۱۲۵۰ هجری ۹- سر : سراری  
۱۰- مشهور (تصحیح محشور) گردید ۱۱- در کتاب ترجمه شاه نظر مقدم است بر ترجمه رونقی



جوانی ملاحظه نمود در سن بیست و هفت که دران ایام تازه از ایران بدارالامان  
هندوستان آمده بود و در فهرست ملازمان بخشی الملکی خواجہ ابوالحسن ثبت  
شده دران سن آن قدر فطرت و متانت با او بود که با پیران سال خورده باشند  
عدد ابیات آن عزیز تا آن وقت بسه هزار و پانصد بیت رسیده بود تا حال دیگر  
چه گفته باشند این بیت از دست بیت

نیستم محتاج درستی چو میخواران بابر  
من بچشم خویش دارم دل خوش و یاران بابر  
[بستی ابر اگر خواهند میخواران شود پیدا مراد گر یارند تا بابران شود پیدا\*]



۱ در آ ندارد ۲ در سر ندارد ۳ سر : داخل  
۴ در سر ندارد ۵ سر : وی ۶ در سر ندارد ۷ ملا رونقی همدانی بقول  
نصرا بادی (سپه نگر ص ۹۲) در همد مرد ، سراج و فاش را در ۳۱۵ در ج کرده است  
(سپه نگر ص ۱۵۱) صاحب مخزن الغرائب می گوید که رونقی همدانی شاعر خوش محاوره  
شیرین بیانت ، در علم موسیقی کمال مهارت داشت ، در عهد شاه جهان بادشاه  
به همد آمده بواسطه مقرب خان ملازمت بادشاه اختیار نمود ، ظاهر این رونقی  
دیگر است و یا این که صاحب مخزن را اطلاع صحیح بر تاریخ ورود رونقی به هند  
حاصل نشده ، آذر در آتشکده (ص ۲۲۶) می گوید که "رونقی از اهل آن دیار (یعنی همدان)  
است ، سوای این از حال او آگاهی حاصل نشده ، و بیتی از نقل کرده که صاحب مخزن هم  
در ترجمه رونقی آورده است ۸ سر : دو بیت ۹ در آ ندارد ، منقول از سر ،



# ذکر

## شاه نظر بیک قشقه

جوانی ست با انواع سپاهگری آراسته و شیر مردیست بچوهر شمشیر شجاعت  
پیراسته، در کمانداری و پشته سواری یکی از دلیران کاری و شیران شکاری روزگار  
است، با این مایه مردانگی فرزانی را جمع کرده و آئینه ضمیر خویش را [۱] از  
صیقل صحبت ارباب معانی بمرتبہ مجلی ساخته که در فن شعر فهمی و نظم گستر  
بو علی وقت خود است

تولد آن مجموعه هنر در قشقه که موضوعیت از اعمال صفایان واقع شد،  
در سن بیست سالگی از انجا بسیر فارس رفته، بعد از در [یا] فت صحبت فصاحتی  
دیار فارس از راه بهر مز بهند کن می آید [ید] و از انجا خود را بخدمت خان فلک قدر

این ترجمه را در آورده، از آن منقول است و آنجا مقدم است بر ترجمه رونقی صاحب جمه بظاہر همان نظر بیک است که  
بر صفحه ۲۱۴ در وصیت نامه غیاثی منصف مذکور است، نصر آبادی (سپه نگر ص ۹۲) می گوید که شیخ  
شاه نظر اصفهانی به هند آمده بود، اما بقول صاحب مخزن الغرایب تحقیق نیست که شیخ شاه نظر  
قشقه همین شاه نظر بیک قشقه است یا غیر (فهرست بادی عمود ۳۴۱ م ۱۱۹۹) صاحب مخزن  
این هم گفته است که شاه نظر بیک قشقه بعهد شاه جهان به هند آمده اما غالباً قرین صواب نیست، در آتشکده  
ص ۱۶۸ می گوید که "شاه نظر متولی مزار شاه رضا واقع در حوالی قشقه من توابع اصفهان به هند وستان رفته بعد  
از مراجعت بخوش نقش نام فاحشه مایل و بعد از تصرف از بختی بمرض فقر مبتلا و در آن فقر و فاقه بدار البقا انتقال  
یافت" اما قلعی نیست که صاحب ترجمه میخانه در آتشکده مذکور است یا غیر نیز رک به فهرست اوده (ص ۲۵) م ۲۵۸



خورشید [تبار] میرزا عبد الرحیم خان خانان سپه سالار می رساند و در جگر گاه  
 مداحان او در می آید، قصاید غزأ در مدح آن ممدوح با ستحقاق گفته؛ [مدتها در  
 خدمت بسرمی برد تا آنکه در شان عشر و الف خان مذکور بفرمان قضا جرایم جهانگیری  
 فرزند دلبند و خلف سعادت مند خود میرزا ابرج را بر سر ملک عنبر می فرستد،  
 شاه نظر نیز حسب الامر خان عالی شان همراه صاحب زاده خود بدان ملک می  
 رود،

چون تلافی عسکرین دست می دهد از طرفین لشکر بسیاری کشته می شوند آخر الامر  
 نسیم فتح و نصرت بر پرچم علمباء دولت و لخواهان جهانگیری می وزد، خصم از ضرب  
 تیغ فدیوان شاهنشاهی روی گردان می شود با معدودی چند جان ازان در طه بلامت (می برد)؛  
 چون لشکر ظفر اثر خورشید فلک نختیاری مشتری آسمان کا مکاری بخد مت خان سپهسالار  
 بفتح و فیروزی بر می گردند آن خان بهوشمند ان سیاهه کشکان خود طلبیده مطالعه  
 می نماید در حین خواندن اسم شاه نظر بنظرش در می آید، میفراید که جسته او را  
 بخصور می آورند، می بیند که زخمی کاری بسیار خورده و شعوری درو نمانده با وجود  
 این از فرط فراست و دانش امر می نماید که آئینه پیش نفس او می دارند تا تشخیص  
 حیات و ممات گردد، بویهر زجاج فی الجملة غباری می گیرد، زخمی را مرسم می گذارند  
 و معالجه می فرمایند تا بحال خود می آید و بقرب دو ماه دران زخم داری پرستاری دی  
 می کنند،

چون قوت جبلی معدن فضل و هنر شاه نظر بحالت اصلی خود عود نمود از خان  
 قدردان زخصت زیارت امام [الانس و الجن امام رضا علیها السلام گرفت،

له ساجش، تصحیح قیاسی است ۲۵ ساجد ۴



آن خان ممدوخ مداح پرور بسامان و سرانجام هر چه تمامتر شاه نظر را از برآیند  
 رخصت فرمود از عزیزی محمد زمان نام که خالی از اهلیتی نیست و بر صدق قول او  
 اعتماد تمام است چنان استماع اقتاد که بمن در آن سفر رفیق او بودم، اسپان عراقی  
 سواری خود را همراه از دکن بر آورد و تا آستانه متیر که حضرت امام رضا  
 علیه التیحه و التنا پیاده رفت در هر منزل [لی] از مراحل آن سیر و سفر طعمه‌های لذیذ  
 و شربت‌های عطرآمیز [بر طبق اخلاص و جاهل‌ها اختصا] نهاده با مردم اهل بکار  
 می برد و درین سفر کمال نهی و قید بجای آورد و در خلا و ملایک آن از یاد این  
 سبحان غافل نبود تا بمطلب رسید، بعد از سعادت دیدافتن زیارت حضرت از  
 مشهد مقدس بعراق روان گشت

اشعار خوب بشمار و ابیات مرغوب بسیار دارد این سه رباعی از  
 واردات طبیعت اوست

### رباعی

از فیض جنون درین . . . . . سنگ  
 خضر که درین قافله پیر کرد و گنگ  
 نه سته قبضه کذا هم نه دمانده لنگ  
 نانم انبان نخواهد و آبم سک (۹)

### [رباعی]

گر بخت بود کعبه روم سوی کنشت  
 دوزخ طلبم اگر چه هند درت بهشت  
 خواهم ز غلط کرده خود برگردم  
 مانند نگاه غافل از صوت زشت  
 رباعی ثالث را در وقتی که از آسیب آن زخمها نجات یافته بوده گفته باعث  
 این که خان فریدون شکوه جمشید شان میرزا عبدالرحیم خان خانان ازوپرسید  
 که: سلوک فرزندم میرزا ایرج درین سفر پرخطر با تو چون بود؟ این دو بیت

له متن این رباعی خیلی مضطرب است و تصحیح دست نداده



شکوه آمیز را در بدیهه انشا کرده بدان صاحب سخن سخن سخندان خواند:  
 زین دایره دستی با صولم نزدند      آبی بر رخ طبع ملولم نزدند  
 من قلب بدم صیر فیان نقد گزین      بر لوح جبین نقش قبولم نزدند

## ذکر مولانا دم گیلانی

نام آن عزیز شهسوار بیگ است (۲۹۶ ب) یکی از آدمی زاد های گیلان\*  
 است؟ تولدش در سید اشرف لاهیجان واقع شده و در آنجا بس رشد و تمیز  
 رسیده در اول جوانی و بهار زندگانی در مقام انتظام نظم شده و از وطن خروج  
 نموده بساحت مشغول گردیده است، تمام دارالامان هندوستان را سیر  
 کرده و سامان بقدری بهم رسانده چاکری کسی اختیار ننموده است، مسود این اوراق

له در آن عنوانش فقط مولانا دم است ۵۵۵: و یکی از آدمی زاد های مشهور دارالمزگیلان  
 ۵۵۵ بقول خوشگو (فهرست بادی عمود ۲۳۲ نمره ۴۸۲) نام در اوایل عهد جهانگیری به هند آمد و  
 بقول سندیلوی در عهد اکبری (مخزن الغرایب) 'در مرآة آفتاب نامی نویسد که در زمان شاه عباس  
 به هندوستان سید و این قول احتمال موافقت به هر دو قول بالا دارد بهر حال چون در ۵۵۵ سی ساله بود  
 بوقت جلوس جهانگیر عرش از سروده متجاوز نه بود - آزاد می گوید که از دیار خود به مالک دکن افتاد  
 و با مولانا نظیری نیشاپوری صحبت معتقدانه داشت بعد چندی بصوب بنگاله خرامیه و از آنجا به عظیم آباد  
 پتنه حرکت کرد آخر به اصفهان معاودت نمود، و به آنجا مرحله آخرت پیمود (مسود آزاد ص ۵۶) صاحب



را در سنه ست<sup>۱</sup> عشرین و الف باو در دارالعیش کشمیر ملاقات واقع شد دران  
ایام سنش به سی سال رسیده بود و اکثر اوقات او به نرادی می گذشت دران  
فصل بزمه نقش او موافق نشسته بود که وجه معیشت خود از ان می گذرانید چون ساعتی  
از ان امر فارغ می شد بقیه اوقات صرف می کشی و بی پروائی می نمود

سخنانش اکثر بزمه واقع شده و خامی در اشعار او کم است و عدد ابیاتش  
در ایام ملاقات فقیر به چهار هزار می کشید<sup>\*</sup> این مطلع و این بیت از وست<sup>۱</sup>  
مطلع

بس که زدمستی و رسوائی گره در کار ما      هر قدم زنجیر پای ما شود دستار ما

بیت

شراب خوردم و رنگی بروی آوردم      چرا که خامی عاشق ز خامی رنگ است

(بقیه حاشیه ص ۵۴۶) مرآة آفتاب نامی گوید: به هندوستان رسیده در گجرات به ملا نظیری ملاقات  
کرده اعتراف به شاگردی نمود - بهنگام شاهی ازادگی شاه جهان ملازم آن گردیده در زمان شاه صفی (۱۰۳۸ تا  
۱۰۵۲) بایران مراجعت کرد آذری گوید: بهندوستان رفته بیشتر از اوقات در خدمت مولانا نظیری  
نیشاپوری و متمتع صحبت و تربیت (د) از ویافته (آتشکده ۱۵۴) وفاتش بقول سراج در هشتم  
واقع شد خوشگو فقط این قدر گفته که در عهد شاه صفی وفات یافت (وین است قول صاحب آة آفتاب)  
(حاشیه ص ۵۴۷) ۱۵۴ تا ۱۵۵: کار ۱۵۳ تا ۱۵۴: سرخوش می گوید:  
نادم بسیار خوشگو و صاحب تلاش بوده - حاجی محمد جان قدسی هریتش را بیک اشرفی می خرید  
عجب دوری و عجب خریداری بود 'آزاد هم او را ستوده است' هرگز به سر آزاد ص ۵۴۷  
۱۵۵ تا ۱۵۶: رسیده بود - نصر آبادی قریباً هزار بیت او را دیده بود و سپهرگر ص ۱۵۶  
۱۵۶ تا ۱۵۷: کم



این رباعی نیز از واردات طبیعت اوست که در مدح حکیم رگنا گفته است  
 عالم که کنون طنطنه ماست در و      وز شورش ما سزار غوغاست در و  
 گردیده انصاف دو بینی نکند      یک عالم و یک حکیم رگناست در و

## آقا صفی صفایانی \*

یکی از آدمی زاد های صفایان است، آن قدر فضل که او دارد در سلسله ایشان  
 کسی نداشته است، (۱۲۹۷) در اوّل جوانی و نو بهار زندگانی در مقام نظام  
 نظم شده و بسیاحت مشغول گردیده است و در عین سیاری به دارالامان  
 هندوستان آمده بخد مت میرزا جعفر آصف خان رسیده و مدتی نوکری آن  
 خان عالی شان کرده و همراه ایشان بدار العیش کشمیر رفته و سیر آن ملک نموده  
 است، بعد از چندی در لباس قلندران در آمده تمام بلاد هند و سند را در آن  
 لباس دیده است، چون در آن کسوت بدار الخلافه آگره رسید خان عالی شان \*  
 مهابت خان او را ازان کسوت بر آورده معزز و مقرب خود ساخت و فوجداری

این عبارت را در سرافزوده است، در آن ندارد، در سر بیاض در موضع عنوان،  
 ظاهر نام او صفی الدین و مختص صفی بود، ساک به همیشه بهار (سپنگر ۱۵۵) به بقول صاحب  
 معزن الغرایب صفی در عهد اکبر بادشاه بهند آمده بود و در عهد جهانگیر بادشاه ترقی نمایان کرده، صاحب هفت قلم  
 او را بدین الفاظ ستوده است: صقیّا بلطف طبع و حدت ذهن موصوف بود، طبیعت او بسیار گرم خون  
 است و دریای پابرجا تر از میتون، سند بلوی در حق او می گوید: در سخاوت و فوقت یگانه زمانه خود بوده و



اکثر برگشت خود را بد و مقوض گردانید، آن صاحب فطرت در سپاهی گری آن قدر دست  
و پا زد و تردد نمود که خداوندش بر سر انصاف آمده سالیانه اش را به سی و پنجاه  
روپیة مقرر فرمود \* و حل و عقد معاملات خود بدو واگذاشت، الحال در خدمت  
آن خان عالی شان \* در صوبه کابل است، مسود این اوراق در سنه سه عشرین  
و الف در مانده و بخدمت آن عزیز رسید، در آن ایام شش نزدیک بشصت \*  
رسیده بود، اشعار خوب و ابیات مرغوب دارد و مثنوی قریب به هزار بیت  
در بحر خسر و شیرین منظوم گردانیده \* است [ و این بیت از اول مثنوی اوست

### بیت

خداوند را به عشقم رهبری کن      خدائی کرده پیغمبری کن  
و عدد ابیاتش هکی (۲۹۷) در آن وقت از قصیده و غیره به دو هزار بیت رسیده  
بود \* ساتی نامه ناتمامی قریب به چهل بیت داشت \* باین ضعیف داد  
آن اشعار در بلده پتته \* با خانه مولف سوخت این دو بیت از آن ابیات است

(بقیه حاشیه ص ۵۴۸) با وجود دولت و مکنث نشست و برخاست با درویشان کردی و خود هم نهایت گذاز  
بوده، گاهی بصفای ذهن بگفتن شعر مبادرت نمودی، غالباً همین صفیا اصفهانی ست که بقول طاهر آبی  
(سپهر نگر ص ۹۵) با حکیم شفق می را سیم دوستی داشت نیز سگ به فهرست باطل نمود ۳۳۵ نه ۴۸۵ که آن پسر علی شاه  
(حاشیه ص ۵۴۹) ۱۰۰۰ را: رسانید ۱۰۰۰ را: الحال که سن شان عشرین و الف است ۱۰۰۰ را: آن  
خداوند قدر دان خویش ۱۰۰۰ را: مند و ۱۰۰۰ را: سرآمد مستعدان این جنو زمان ۱۰۰۰ را: سال  
عمرش بشصت و یک ۱۰۰۰ را: با اسلوب دارد ازان جمله مثنوی به قریب ۱۰۰۰ در سر ندارد  
۱۰۰۰ را: ساتی نامه خود را بچهل بیت بود و با تمام نرسیده به یکم ملاقات  
۱۰۰۰ را: داده ۱۰۰۰ را: ابیات در پتته ۱۰۰۰ را: سوخت ۱۰۰۰ را: از ساتی نامه آن عزیز



شهی کو بخشد بگیتی خراج      بساقتی کشاید کفب احتیاج  
 مرانالہ فی بہ از صد چلہ      درائی بمنزل برد و تافلہ  
 این قطعہ نیز ازیشان\* است      قطعہ  
 خارد ارپشت مرا انگشت من      خم شود از بار منت پشت من  
 ہمتی کوتاں خاتم پشت خویش\*      وارہم از منت انگشت خویش

## ذکر

### والی وادی فارغ البالی مولانا حیدر خصالی\*

یکی از شعرای بنام این ایام نجمتہ فرجام است و خط نستعلیق را بغایت خوب می نویسد و در شعر فہمی و الت شہارت تمام دارد، مولد آن بلبل گلستان خیال از موضع کارتہ است و نام پدرش مولانا حاجی کارتہ است و این کارتہ متصل بہرات واقع شدہ است، مولانا خصالی در صفر سن از خراسان

لہ آ: از واردات طبیعت او ۲۰ منقول در ہفت اقلیم ۳۰ آ: خوارم پشت خویش ہفت لعلیم: بخار و پشت خود (ہم چنان خود، در مصرع ثانی) ۴۰ بیامی در آ — بقول خوشگو نامش محمد حیدر و تخلص او خصالی ست، پدرش در عہد اکبر شاہ بہ ہند آمد و او خود از شعرای عہد جہانگیری ست (فہست بادل نمود ۲۳۴ نمرہ ۶۹۰، نیز رنگ بہ سپر نگہ ص ۱۳۱) صاحب مخزن الغرایب او را قوی گفتم است و بعدش افزوده کہ "بعضی او را سہروی دانستہ اند" بقولش او در عہد جہانگیری بہ ہند آمد و در رفاقت نواب مہابت



بدارالامان هندوستان آمده و تعلیم شعر و آداب شاعری از برادر بزرگ خود  
مولانا وجهی که الحال به وجهی هروی اشتہار یافته و در خدمت ظفر خان بن خان  
می باشد فرا گرفته است، و در دارالامان هندوستان در خدمت سلالہ دودمان  
(۱۲۹۸) مصطفی و خلاصہ خاندان مرتضی، شمع دودمان نبوی مظفر حسین میرزای  
بن سلطان حسین میرزائی صفوی نشو و نما نموده، و مدتی فرزند ارجمند و خلف  
سعادتمند او میرزا اسمعیل را تعلیم فرموده است، بعد از فوت مظفر حسین میرزا  
پارہ در ہند بساحت مشغول گردید و در سنہ ثلث عشرین و الف بساعت خدمت  
خان جمشیدشان\* زمانہ بیگ ہہایت خان مستعد شد و از آن تاریخ تا حال  
کہ مسود اوراق بہ تسوید این تالیف مشغول است و سال ہجرت بہ ہزار و بیست  
و ہشت رسیدہ در خدمت آن خان عالی شان\* و در ملازمت صاحب خود کمال عزت  
و اعتبار بہم رساندہ است\* عدد ابیات آن عزیز تا غایتی کہ این ضعیف را در  
سنہ ۲۴ با او ملاقات واقع شد از اقسام اشعار پچہار ہزار بیت رسیدہ بود  
این دوبیت از غزلیات از ایشان است ۵

۵ وجهی ہروی بقول صاحب مخزن الغرایب در زمان اکبر بادشاہ بہ ہند آمدہ بود و بہت بادی  
عمود ۳۹۰ فرہ ۲۹۴۵) ۵ برای احوال شکر اللہ ظفر خان بن زین خان کوکہ (متوفی ۱۰۳۱) را کہ بہ  
ترجمہ آئین اکبری از بلاکین ص ۵۳ فرہ ۳۴۳ ۵ تا: اعتلا ۵ برای احوال مرزا مظفر حسین را کہ  
بہ بلاکین ص ۳۱۳ فرہ ۸، ۵ تا: میرزا بن بہرام میرزای ۵ تا: معلم خلف ارجمند و فرزند سعادتمند  
میرزای اسمعیل بورہ ۵ تا: میرزای مذکور - وفات میرزا مظفر حسین در سنہ ۱۰۳۱ واقع شد (بلاکین)  
۵ تا: جمشیدشان امیر فریدون فرسکند نشان مبارک الدین ۵ تا: گشتہ ۵ تا: این اوراق ۵ تا: بیات  
ضعیف را کہ غالباً تصحیف منیف است، ۵ تا: عظیم الشان ۵ تا: پیش صاحب خویش عزت و اعتبار



بیار باده که با آنکه پسته داشت رسید  
بگویش شیشه صدای شکست توبه ما

ولما

گل بیک جرم شکر خند بر آتش بنشست  
شیشه ها کرد چرخ از اشک زیگ خندیدن

در میان اشعار او دو مثنوی در بحر خسر و شیرین شیخ نامی گرامی شیخ نظامی است  
یکی حکایتی علیحدّه برشته نظم در آورده دیگری پاره (۲۹۸ ب) خسر و شیرین منظوم  
ساخته این دو بیت از خسر و شیرین اوست مثنوی

چو خسرو را نظر بر دلبر افتاد چنان افتاد کش دل از بر افتاد  
چنان نالید کاش در فغان زد از آن نالش زمین بر آسمان زد

ذکر

عطائی جونیوی

جوان فاضل و عزیز قابل است در انشا و شعر مهارت تمام دارد و تخلص مثنوی

(بقیه حاشیه ۵۵۱) بیش بیش بهم رسانیده ۵۴۷ س: آن گرامی سخنور تانایت که این محقر باید و ملاقات ۵۴۷ س: او  
(حاشیه ۵۵۲) ۵۴۷ س: در س: ندارد ۵۴۷ س: پاره از ۵۴۷ س: خوشگویی گوید که ملا عطائی جونیوی  
در عهد جهانگیر بوده و مثنوی دارد از فهرست بادی عمود ۲۳۴۴ نمره ۴۹۳، سندیلوی در محرم الزوایب می  
گوید که: شیخ عبدالکریم جونیوی عطائی تخلص در زبان اکبر بادشاه بوده، مولانا تقی الدین اودهی ذکر می  
نموده است: (در انتخاب اشعارش پان رباعی را درج کرده که صاحب میخانه آورده است) تناقض قلیین  
در خصوص تخلص شاعر ظاهر است، اما چون عبدالبی خان او را دیده است قولش راجع  
است



می نماید، پدرش مولانا فخرالدین یکی از اکابر دارالسرور جوینپور راست و تولد معنوی  
 در شهر مذکور واقع شده و در اینجا بسن رشد و تمیز رسیده، مسود این اوراق پریشان  
 را در بلده دلیپنیز اجمیر در سنه ۱۰۲۴ با آن معنی آرا ملاقات واقع شد، بنور  
 دیوان جمع نکرده بود در آن ایام بوسیله یکی از اعیان درگاه عرش اشتباه بهمانگیر  
 بادشاه بشف کورنش و تسلیم آستان ظلیک آشیان آن بادشاه فلک بارگاه  
 آسمان خرگاه خورشید کلاه مشرف شد، آن شهریار گردون اقتدار فراخور حال  
 مولوی پاره زمین بجهت وجه معیشت از جوینپور بدو مرحمت فرمود، الحال در  
 وطن خود بدولت این پادشاه مسکین نواز کمال رفاهیت دارد،

این رباعی و این دوبیت از منظومات اوست رباعی  
 سودا بسم همچو پلنگ اندر کوه غم بر سیر غم بدل چو سنگ اندر کوه  
 دور از وطن خویش بخوار می گردم چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه

چو برق خنده ما جمله گریه آلود است شگفته روئی ما چون من راندود است

مطلع  
 بیت

مرگ آمد و بی هیچ برون رفت ز کاخ  
 چون عنارتی از حسنه ارباب توکل

له : عطائی له : دست داد سه : ایستادگان  
 له : او از وطنش هه : مخزن الغریب : بخاری



# ذکر

## اسد بیگ قزوینی

یکی از آدمی زاد های دارالموحدین قزوین است، نام پدرش خواجه مراد است و خود در قزوین بطن رشد و متمیز رسیده، در اول جوانی و ابستدای زندگانی از وطن بهرات آمده و دوات دار خواجه افضل وزیر شده، و در اینجا با مردم اهل صحبت داشته و از اثر صحبت یاران در مقام انتظام نظم شده، بعد از اندک ایامی بحسب تقدیر از خراسان بدارالامان هندوستان آمده خود را داخل طائیان شیخ ابوالفضل که یکی از امرای عظام فرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر بود ساخت و در خدمت مخدوم خود کمال عزت و اعتبار بهم رسانید و در هند به شیخ ابوالفضل اشتباه یافت، بعد از کشته شدن شیخ مذکور داخل بساط بوسان شهریار نامدار، کامگار، فرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر پادشاه غازی گردید و آن حضرت

له تا: بوده — بقتل خوشگو (دفترت بادی عمود ۲۳۴ نمره ۹۸۵) اسد بیگ از آل تیمور بود له تا: وطن له تا: آغاز بهار له تا: دوران ملک باکتر — این رازی و آفریم صاحب ترجمه را به خوش صحبتی بسیار ستوده اند — در بهت اقلیم است: اسد بیگ بطبع و سلطنتی خاطر و گری بهنگامه موصوف بوده، همواره خیال جلالت اهل طبع و محاب نهم بر لوح خاطر می نگارد و مددگار بشادمانی و ابتهاج می گذراند، مدام مرادش آنگه بایری بمعیت نشیند و پیوسته فکر خاطرش اینک بادی و مستی الفت گزیند در آتشکده (مکه) می گوید: گویند بسیار مایل صحبت فصحا و باعث جمعیت اجتناب بوده، له تا: آن طایفه له تا: مبتلا: اسد بیگ به هند رسیده از طائیان اکبر شاه گردید و این که در مخزن الغرایب گفته است که "مرزا اسد بیگ قزوینی در عهد جهانگیر به هند آمده" اعتماد را شاید نیز سگ بر سفینه خوشگو و همیشه به (سپر نگه مکه) — ورود اسد بیگ به هند در سلطنت بود (ریو ص ۹۵) له تا: ابوالفضل — تا که به احوال اسد بیگ که خودش نگاشته (المیث ج ۴ ص ۵۸) ترجمه اسد که ریو بحواله جهان نوشته است خیلی مطابقت بر متن میخانه دارد، اما من جمله آنچه بر میخانه افزوده است این که تا به هفده سال ملازم ابوالفضل



بعد از مدتی او را \* به حجابت دکن مرخص فرمود، اسد بیگ حسب الحکم آن خدمت را با انصرام رسانیده بپایه سرپرختیافت معاودت نمود، چون شاهسپاز روح اکبری (۲۹۹ ب) پرواز با ایشان سدره نمود فرزند دلبند، خلف معانتش شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه نوبت جهانداری فروگفت اسد را داخل بندگان خود ساخت.

(۲۹۹ ب)

مسود اوراق را با او درمند و در سنه ست عشرین و الف ملاقات واقع شد و دیوانش را ملاحظه نموده، قریب به هشت هزار بیت باشد، پارهٔ مثنوی در بحر مخزن و خسرو شیرین گفته ولیکن چندانی در آن منظومات کاری نه ساخته است.

۱۰. همدران سال بندگان حضرت او را در خدمت خان نجم‌نشان مهابت خان به بنگش رخصت فرمودند.

این یک مطلع و یک بیت از که مناسبتی باین تالیف داشت بر این برد مطلع

ز صبحدم نفسی بیشتر شدم بیدار لب پیاله گرفتم بهوسه چون لب پیار

بیت

خون مرا مرنده که ترسم غمیل شوی چون ساقی که ریخته باشد شراب را

له آ: او را بعد از مدتی ۳۰ فرستاد - (اکبر او را سوی عادلشاه بیجاپوری فرستاده بود الملیت ۱۶۲: ۶) ۳۰ ایشد - اما سارک به الملیت ۱۵۰: ۴ ۳۰ دید شه در آ ندارد ۳۰ نظم که آرای تذکره نویسان دیگر نسبت به شعر اسد درج ذیل است :-

این احمد رانغی گوید: اگر چه صدف لجه اندیشه اش بی غش و سین و درختان بوستان خاطرش خالی از رطوبت و یابن نیستند اما آنچه بکمال رسیده با ذوق تر از خوبانست در هنگام معانقه و عاشوق تر



# ذکر

## مولانا محمّد اردبیلی

یکی از آدمی زادهای دارالارشاد اردبیل است، و مولدش در شهر مذکور واقع شده و لیکن در شیراز نشو و نما کرده و سخن آو رتبه بهم رسانیده\* است؛ بعد از شیراز از آنجا بقفقان آمده و اندک ایامی در آن بلده بسر برده؛ در آنجا هوای سیر دارالامان هندوستان در سر او جلوه گر شده از راه هر مزبیه تته آمده (۱۳۰۰) خود را داخل طایران سلالة دودمان اعتلا رستم میرزای صفوی گردانید و چندگاه در خدمت میرزای مذکور در آن بلده بسر برد و در آخر سنه اربع عشرین و الف

(بقیه حاشیه ۵۵۵) از لفظ محبوبان در وقت مصایقه، مبتلا: کلامش سراپا درد و سوز است سندیلوی: مشاعر خوش بیان بوده ۵۵۶ تا: سپهر قدرت رفیع مکان امیر عالی جاه عالیشان زان بیک ۵۵۷ بقول خوشگو اسد بیک در اوایل عهد شاه جهان بادشاه در توران فوت شد نیز سگ به ۵۵۸ ج ۲: ۵۵۹ این بیت در هفت اقلیم و خزن الغرایب هم نقل شده،

(حاشیه ۵۵۶) ۵۶۰ تا: نحوی را تا در دیگر جاها محوی نوشته است) — در ریاض الشعرا (بریه ۴۹) و خزن الغرایب (فهرست بادی عمود ۳۷۴ نمره ۲۳۳۹) و آتشکده (۲۵۵) نام محوی عبدالعلی است ۵۶۱ تا: او دران دارالفضل رتبه بهم رسانیده — مبتلا می گوید: محوی اردبیلی از شعرای مسلم زمان شاه عباس ماضی بود ۵۶۲ تا: دران شهر ۵۶۳ آذر می گوید که محوی در سنه ۱۰۲۰ هجری هجری رفته، و این که سندیلوی گفته که محوی در عهد اکبری بهند آمده غالباً درست نیست، سندیلوی می گوید که محوی اولاً طایر است میرزا غازی کرده بود بعد چندی همراه رستم میرزا صفوی به هند آمد رستم میرزا در ۱۰۲۱ هجری حکومت تته



همراه مخدوم خود به اجمیر آمد، مستود این اوراق را در آن ایام در شهر مذکور با او ملاقات  
واقع شد، جوانی ملاحظه نمود در کمال خوش خلقی و شگفتگی و سال عمرش به بیست  
(دو) هفت رسیده، در آن ایام این بیت را گفته بود و خیلی ازین بیت حظ  
داشت بیت

رہی در پیش دارم کافر عمر است انجامش  
بہر جا مرگم آسایش دہ منزل گم نامش

و می گفت که این بیت البته امسال مرا خواهد برد، ہمدران روزها از اجمیر بہ  
برہان پور رفت و از قضای آنکہ بعد از اندک ایامی در شہر مذکور داعی حق را  
بلیک اجابت گفت، سبحان اللہ نتیجہ آن بیت بدو عاید شد،

این سه بیت از وہ مناسبتی بایق این تسوید دارد بر بیاض برد،

ساقی بہر آسودہ دل جام جہی بخش  
وارستگی از سلسلہ زلف روانیت  
گر پیر و ارباب لی سخل ادب چیت  
ہر نقش جہینی بہ نشان قدی بخش

این بیت نیز از دست بیت

بہر آسودہ دل جام جہی بخش  
وارستگی از سلسلہ زلف روانیت  
گر پیر و ارباب لی سخل ادب چیت  
ہر نقش جہینی بہ نشان قدی بخش

(۲۳۰)

۲۲۹

(البقیہ حاشیہ ص ۵۵۶) یافت و در اوایل سلسلہ معزول شدہ بہ اجمیر رسید، بقول صاحب میخانہ  
میرزا غازی در سلسلہ وفات یافت ۵۵۶، کہ دانیدہ و در خدمت میرزای عالی جاہ چند کاہ  
در آن دیار بودہ،

(حاشیہ ص ۵۵۶) نہ آنکہ نہ بجای گم (۵۵۶) گجی: سہ: کہس ۵۵۶ در آن ندارد،



چون میان ترشد بر و جردی و محوی کمال یاری و برادری بود تایرخ فوت او را بدین طریق در سبک نظم کشیده است قطعه

برادر محوی آن دیرینه همدم	ز پیشم رفت و چون باد صبار رفت
همین دایم که رفت از پیش چشمم	نمی دانم کجا رفت و چرا رفت
اگر دل رفت آن خود همه اوست	نمی دانم که صبر از دل کجا رفت
علاج درد خود خود کرد و بروی	ز رفت از درد آنها کرد و رفت
چو گلشن دید که تاثیر دوران	بحسرت بیل دستان سر رفت
چنان از رنگ بوی افشاند دامن	که تا بوی از گل و رنگ انحراف رفت
زمن پرسید دل تایرخ فو تش	بد و گفتم عجب یاری ز ما رفت

ذکر

[باقی مصنف]

نام آن عزیز باقی است و مولدش از نایب است در اشعار خود هم باقی و هم باقی جایا بمقتضای وزن سخن تخلص می کند در عراق با سر عزّل دیوان نکته سرئی حکیم شفقانی پاره بوده و از صحبت آن [نا] دره زمان چاشنی در سخنوری بهم رسانیده بعد از آن بگشت خرآسان آمده با ملک الشعراء آن ملک میرزا فصیحی

له: س: محوی اردبیلی له بقول والد اغتانی محوی در ۱۰۲۵ وفات یافت (ریو ص ۱۴۳۹)

له ترجمه باقیاراد که ندارد از س نقل شد



و اکثر اربابِ مختص مشهد مقدس و هرات ابیات مرغوب گفته

در سنه ثلث عشرین و الف این ضعیف را باو در اجمیر ملاقات واقع شد  
دران سال بهند تازه آمده بود، جوانی دید در سن بیت سالگی علم موسیقی را بغایت  
خوب می دانست و بمانند برادر خود فتی مصنف قرار داده بود، دران بلده دلپذیر  
با اکثر ارباب معانی صحبت های داشت، بوسیله نادره زمان ملک الشعراء درالامان  
هندوستان طالب آملی شرف مجالست و سعادت ملازمت نواب نادرالملک  
مدار، وزیر اعظم بادشاه فلک قد [رت] خورشید اشتیاق، میرزا غیاث بیگ  
اعتماد الدوله را دریافت، و قصیده در مدح آن مبارک وزیر بهایون مشیر گفته  
بد و گذرانید صله فراخور مداحی خویش یافت، بعد از ان از اجمیر بدکن رفت [تم]  
داخل بساط بوسان شاهزاده معظم مکرّم سلطان خرم گرد [ید] و بقرب دو سال  
در خدمت آن شاهزاده بلند اقبال ماند [ه] ترک جاگیر کرده بسیاری و تجارت  
مشغول گشت،

این ضعیف [.....] در سنه تسع عشرین و الف باوی در بلده  
طیبه پتنه واقع شد، در سخنوری بغایت پیش آمده و در موسیقی دانی بی نهایت  
خوب شده و دانستن راگ هندی را بر مرتبه نیکو تتبع کرده [که] کم کسی از نغمه  
سنگان که زبان و بیان ایشانست می فهمد، بر آویشن [هند تصنیفات دلپذیر  
ترتیب داده و بطرز عراق نیز نقل [شما] بی نظیر دارد، در اندک ایامی درین

پاره عبادت ازین موضع ساقط شده [این ضعیف] را مکرّر اتفاق ملاقات "یا  
الفاظین" می خوانده باشد: آه سانس، تصحیح قیاسی ست،



جزو زمان مصنفات او شهرت یافت<sup>۱</sup> رساله<sup>۲</sup> در علم موسیقی ترتیب داده که تا لغایه  
کسی باین روش<sup>۳</sup> مرتب نساخته<sup>۴</sup>

در همین سال اند پخته به بنارس رفته متوطن شد و همیشه در آن سرزمین  
اوقات او بجهت بی پروائی می گذرد<sup>۵</sup> این چند بیت متفرقه از دست

### ابیات اینست

توبه کردیم که تا [با] ده نباشد نخوریم      تا که ساقی پیر ساده نباشد نخوریم  
باده تا میکه معمور نباشد نکشیم      روزه تا روزی آماده نباشد نخوریم

وله

نالہ مرغِ چمنی را چو سخن می فهمم      باقی آنم ز بانیت که من می فهمم

ذکر

### کیفی نو مسلمان

اکثر اشعار او بر تبه است و مثنوی در بحر مثنوی مولوی معنوی گفته و آن

۱. لاهور و لاهوری در پادشاه نام نمی گوید: باقی نایبی را در شعر طبیعت روان و تصانیف تاری  
اد از آمیزش لغات هندوستانی تا شیراز و آن دلد ۲. رساله که در علم موسیقی ترتیب داده که تا  
لغایه کسی باین روش کسی ۳. از خزانه عامه (دست) معلوم می شود که بعد جلوس شاهجهان باقی خود را بپخته  
خلافت رسانید و مورد عنایات خسروانی گردید و در ۴. قصیده تهنیت نوروز گفت و بزرگشده شد  
و مبلغ پنجاه روپیه سادی وزن حاصل کرد و در آخر عمر حج کرده بایران برگشت و در آن جا زندگانی بآرام



را آگاه نامه نام کرده، این دوبیت از آن کتا بست مثنوی  
 آن گل رو چون شدی از خوی بتاب در دل گل بوشدی از شرم آب  
 لب چنان شیرین که گاه نوشخت بر سر هم حرف بستی همچو قسمند  
 مولف این تالیف را در سنه خمس عشرین و الف در لاهور با کیفی ملاقات  
 (۱۳۱۱) واقع شد تا آن وقت دیوان ترتیب نه داده بود (۳۰۱)

مولد آن معنی آرا از سبزواری است و ابا عن جده از جهودان دیار خود بوده  
 ولیکن توفیق ایزدی و عنایت سرمدی در اول جوانی او را از آن کفر جلی برآورد  
 بشرف اسلام مشرف گردانیده است، و آن جدید الاسلام قریب به بیست سال  
 در لباس فقر و خوش نشینی سیاحت کرده و تمام هند را سیر نموده است، الحال  
 در بندگی در درج سلطنت و شهر یاری و اختر برج عظمت و کامکاری شاهزاده  
 عالم و عالمیان شاهزاده شاه جهان\* است  
 این دوبیت او اگر چه مناسبت بسباق این تسوید ندارد اما از اشعار  
 برجسته آن فرید زمان خود است بیت

(لقیه حاشیه ص ۵۶) رسانید (خزانة ص ۵۶) و سرو آزاد ص ۱ نیز رگ به طاهر نصر آبادی در فهرست سپهر ص ۹۵  
 صاحب مخزن الغرایب می گوید: کیفی نو مسلمان، اصلش یهودی بوده از سبستان به سبزواری آمده بشرف اسلام  
 مشرف گردید در پادشاهی (یعنی عهد جاگیر) به هند آمده صاحب غنای گردید شغارش پر علالت واقع شده، مبتلا می گوید: کیفی  
 سیستانی در زبان جهانگیر بادشاه به هند آمده مبتلا فقط یک بیت از او آورده است و همین بیت در ابیات  
 انتخابی که صاحب مخزن درج کرده است آمده است

(حاشیه ص ۵۶) شاهزاده جهانگیر پناه شاهزاده خرم را در شوال ۱۰۲۶ به شاه جهان مخاطب کردند  
 ترجمه توتک جهانگیری ۲۹۵: ۱ نیز رگ به سبستان ص ۹۵



چون نگریم که عدم بانام اربهای نخت غافلم آورده اند و باز غافل می برند

بیت

بدستم گوهر دل داد و اورا ز پی بازی زبس کو و ک مزاجم می شود هر جا فراموشم\*

ذکر

مولانا انور

یکی از آدمی زاد های لاهور است و شعر را بغایت خوب می گوید و بقدر طالب علمی دارد و در اول جوانی پاره در خدمت میرزا انور ولد خان عظیم الشان اعظم خان بسر برده، بعد از فوت میرزای مذکور در جلیس ملازمت آقا حنفی قلندر که از جانب خان جم نشان (۳۰۱ پ) مهابت خان حاکم آن جا بود اختیار کرده همراه آقای مذکور به اجمیر آمده خود را داخل ملازمان حلف ارجمند خان مذکور هیرزا امان الله ساخت، این ضعیف در آن ایام مدتی با او محشور شد و بر

له این بیت را در مخزن الغرایب هم آورده است — در سه مصحفاً: «سردم فراموش بجای هر جا فراموشم» نوشته است، سه تا: انوری — ظاهر اشیع انور لاهیوی که در مخزن الغرایب (فهرست بادی عمود ۳۱۹ نمره ۲۲۱) مذکور است همین است، اما بدجتهانه نسخه مخزن که پیش من است ازین موضع ناقص است، همین طور نتوانم گفت که مولانا انور نور محمد که در همیشه بهار سپهرگر (ص ۱۱۱) مذکور است همین انور است یا غیر او سه تا: چه در سه برای احوال میرزا انور پسر خان اعظم میرزا عزیز کو که رگ به لاکین ۱۲۵۵ نمره ۲۰۶ هـ یعنی منی صفایانی ملک شمس



احوالش مطلع گردید، شعر خوب بسیار داشت و لیکن دیوان ترتیب نداده بود و  
می گفت که این بیت را در اوایل سخنوری گفته ام: بیت  
درین حدیقه بهار و خزان هم آغوش است زمانه جام بدست و جنبازه بر دوش است  
و این بیت را در حضور فقیر گفته است

یارب! چه صورتی که ز شرم تو آسیده  
گردید آب و از کف آینه دار ریخت

ذکر

### محمود بیگ ترکمان

آن عزیز نیکو نهاد یکی از آدمی زاد های ترکمان ایران و از او یاق چکینان است  
در اول جوانی و نو بهار زندگانی چندی در ایران در خدمت حسین خان قاجار  
که یکی از امرای جم جم جاده انجم سپاه عباس شاه صفوی بود بر سر برد به تقریبی  
که تخریر آن باعث طول کلام می شود با اتفاق برادر حقیقی خود بقندهار آمد و در آن  
ایام خان عظیم الشان شاه شیخ بیگ خان دوران از قبل شهریار سپهر افتد از جم جم جاده  
انجم سپاه شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه که ایزد عز و علا از جمیع آفاتش و در  
حفظ و امان خود به اردو حاکم بود (۱۳۰۲) و لشکر قزلباشش شهر مذکور را محاصره

(۱۳۰۲)

له: ترکمان سه کویک سه یعنی شاه عباس اول که از ۹۹۵ تا ۱۰۳۸ فرمان روای ایران  
بود سه شاه بیگ ارغون را اکبر در سال سی و نهم جلوس به حکومت قندهار فرستاد و در ۱۰۱۶



کرده بودند، محمود بیگ دران واقعه داخل مردم خان عالی شان شده دران قضیه  
 با سپاه قزلباش تردد مرادانه نمود، برادرش بدرجه شهادت رسید، خان مذکور  
 را آن خدمت بغایت خوش آمد، او را بقلعه طلبیده داخل نوکران خود ساخت  
 و در اندک ایامی با حوال او پرداخت و دیوانی سرکار خویش بدو منقوص داشت،  
 اما چون خان دوران حسب الحکم جهان پناه بدرگاه عرش اشتباه آمده تسلیم  
 صاحب صوبگی کابل نمود او نیز همراه مخدوم خویش بدان طرف رفت،

خان مذکور دران سرحد دوازده سال حکومت باستقلال کرد و اکثر مهم  
 سرکار او هنگام استقرار آن دیار بوقوف محمود بیگ بالنصرام می رسید، چنانچه در  
 سنه اربع و عشرين و الف الهداد خان ولد جلال الدین مشهور به پسر جلاله  
 که ابا عن جد همیشه دم از ترمذ و عصیان می زد عریضه به خان عالی شان دوران  
 بدین مضمون ارسال داشت که اگر محمود بیگ را بفرستید\* تا بنده از بعضی  
 سخنان استفسار نموده خاطر خود را مطمئن ساخته بملازمت رسد عین صواب  
 خواهد بود، خان مذکور بنا بران دیوان خود را به حجابت به پیش الهداد فرستاد  
 آن عزیز بفرموده مخدوم خود عمل نموده به پیش (۳۰۲ ب) ابن جلال الدین  
 رفت و با او از جانب خان عالی شان عهد و پیمان بست و صاحب داد  
 نام پسری از و که در سن هفت سالگی بود همراه خود بخدمت صاحب خویش

(البقیه حاشیه ص ۵۶۳) جهانگیر او را صاحب صوبه کابل و قندهار مقرر کرد و خطاب خان دوران  
 بدو بخشید، تا آخر ۱۰۲۴ صوبه دار کابل بود (سراگ به بلاکین ص ۳۴ ترمه ۵۷)، بعد از فوت اکبر شاه  
 شاه حسین خان شالمو حاکم هرات قندهار را محاصره نموده،  
 (حاشیه ص ۵۶۴) له تا: محمود را بفرستند



از برای استحکام بیعت آورد، آن خان جم نثان محمود بیگ را با همان طفل  
که همراه آورده بود بدرگاه عرش اشتباه رسان کرد و از حضرت خلافت پناهی  
ظل آلی بجهت الهداو استدعای قول و عهد و نقشب پیچہ مبارک نمود تا او  
دل در عهد و پیمان بادشاه عالمیان بسته بشرف بساط بوسی درگاه جهان پناه  
مشترف گردد، چون این عریضه بمصوب محمود بیگ بعرض ایستادگان آستان ملایک ایشان  
رسید استدعای استدعاکننده را قبول نمودند و به صاحب ادبلی بانقد و جنس  
بسیاری محبت فرمودند و بجهت الهداد خان کمر شمشیر و سرو پا و فرمان هزاری  
منصب ذات و دو هزار سوار بدست محمود بیگ ارسال داشتند

این بادشاه بلند همت و این جم جہ خورشید منزلت عاقبت کار محمود بیگ  
را محمود نموده داخل بندگان خویشان گردانید و منصبی فراخور حال او بدو عنایت  
فرمود و فرمان قضا جریان جهانگیری چنان شرف نقاد یافت که در همان روز جاگیر  
الهداو را دیوانیان عظام (۱۲۰۳) از پرگنه پتہ سندوان که از اعمال لائتہ  
است تنخواہ دهند، ارباب دخل درگاه والا بموجب حکم جهان مطاع در ساعت  
پرگنه مذکور را تنخواہ دادند

اما چون محمود بیگ دوست کام و مقضی المرام در بلدہ آجمیر از درگاه  
جهان پناه به بنگش معاودت کرد در منزل دوم آن بلدہ دلیذیر که موسوم بسامبر

لہ در توڑک فقط یک کھپوہ مرتع مذکور است کہ برای الہ داد فرستاده شد و دیگری برای  
خان دوران ساگ بہ ترجمہ توڑک ج ۱: ص ۲۹۵ (واقعہ ۹ تیر ۱۲۲۴ ش) الهداد در سال آئینہ حاضر  
در بار شد و انعام و منصب یافت و خان دوران را ہم بہ صلہ حن خدمت انعام حکم شد و ہل کتاب  
ص ۳۲۱ و ص ۳۲۲) لہ سا: سندوان کہ تیرہ ۳۵ ص: مقتضی،



است مسود این اوراق پریشان عبدالباقی فخر الزمانی را با آن عزیز اهل دوست ملاقات  
واقع شد، آن قدر مردمی و احسان که باین ضعیف نمود درین جزو زمان کم کسی  
در حق کسی می نماید، ایندو تعالی تکیان را خیر دهد!

القصه در آن سفر از راه نازنول روانه پنجاب شد و منزل بمنزل در خدمت  
آن قدر در آن هیزمندان بشگفتگی و غمی گذرانید و آن عزیز بهر سرزمین بفیضی که  
می رسید غزلی طرح می فرمود، میر نعمت الله و صلی نیز در آن سفر هم سفر بود چون  
به سمرهند رسیدیم محمود بیگ در باغ حافظ رخنه این مطلع در بدیهه گفت و  
طرح ساخت مطلع این است مطلع

کسی ز حال من خسته گر خبر گیرد شمار سوز درونم ز چشم تر گیرد  
وصلی در همان روز این غزل را گفت مقطعش این است بیت  
کنون که نوبت وصلت به وصلی افتاد است (۳۳) بچرخ گوی که ایام را ز سر گیرد  
این بیت را این ضعیف در آن روز گفت

دلم براه وفاراست می رود زان سان که نیم گام اگر کج نهد ز سر گیرد  
چون مسود این اوراق باتفاق آن قدر در آن بی نفاق به لاهور رسید محمود بیگ  
وصلی را همراه خود بجهت وکالت الهداد خان به بنگلش برد، این ضعیف ازیشان  
وداع شده بدار العیش کشمیر رفت از آن تاریخ که آخر سنه خمس و عشرين الف  
بود تا لغایه که سال هجرت به هزار و بیت و هشت رسیده دیگر ازیشان خبری  
ندارد

له ساک به صفحہ ۴۴۰ پیوسته ۱۲ اگر از ایشان محمود و وصلی هر دو مراد اند این عبارت خالی  
از تشام گونه نیت از آنکه بر ملا ۱۴ احوال وصلی را تا آخر ۲۶ له درج کرده است



بر رای ارباب ہنر پوشیدہ نماند کہ آن عزیز پارہ شعر گفتہ و تخلص محمود کردہ و لیکن  
 بنا بر کثرت شغل دنیوی دیوانی ترتیب نہ دادہ است ، اکثر ابیات آن منصف  
 قدردان نزد فقیر بود در ہنگامی کہ آتش بخانہ این ضعیف اقتاد آنها سوخت ،  
 چنانچہ شئمہ ازین واقعہ در مرتبہ ثانی رقم زدہ کلک بیان گشتہ است ، بنا بران  
 شعر مناسبی از ان نور دیدہ مردم اہل بر بیاض زرق ، این دو بیت بضرورت  
 ثبت اقتاد رباعی

چندانکہ سرکشی ز تو نوریں غنیمت است      اقتادگی ہم از من بیکس غنیمت است  
 دُور از تو شام ہجر کہ دُور از تو کس مباد      دارم غمی کہ صحبت اولس غنیمت است

ذکر

مولانا شرمی قزوینی

شاعری رنگین و سخنوری متین است و بزبان قزوینی نیز شعر را خوب می گوید و آنچه

لہ در آ' ثالث ، را حک کردہ بمبدل بہ ' ثانی ' کردہ است ، و صحیح ' ثالث ' است کہ ذکر سوختن خانہ اش  
 در مرتبہ ثالث بذیل ترجمہ آقا صفی صفا ہانی ( ۵۴۹ ) کردہ است لہ در منتخب الاشعار مبتلا است :

مولانا شرمی : نامش نظام الدین احمد است ، در زمان شاہ عباس بختیابی کسب معیشت می کرد ، او راست :

دم مرگت از من یک نفس در دلی بشنو کہ ترسم لحظہ دیگر زبانم بر زبان پیچد ( ترجمہ اش کہ در مخزن الغرائب

سراک بہ فہرست بادلی عمود ۳۴۲ نمبر ۱۲۲۲ درج است حاصل آن نیز ہمین است ) ظاہرا مراد مبتلا از ہمین شرمی

قزوینی است ، در عالم آرای عباسی ( ۵۸ ) گفتہ است کہ بوقت جلوس شاہ صفی در ۱۰۳۸ مولانا شرمی قزوینی در

ذیل را تاریخ یافت م صفی پادشاہ را رنگ شاہی نہاد ، نیز ہم کہ بہ عالم آرای ۱۳۵ ، ۱۳۶ : قزوینی ( و آن تصحیف است )



سیاه زبان واقع شده که هر که را بهر زبان هجو کرده یا تاریخ فوت او در حیات او گفته بلای عظیم بر سر او آمده یا سال بسر نبرده 'مولدش از دارالموحدین قزوین است و فرزند مولانا مشقی قزوینی است، پاره در ایران سیاحت کرده و بساعت بندگی پادشاه ستاره سپاه شمع دودمان نبوی، شاه عباس حسینی صفوی مستعد گردیده و الغامات از ایشان یافته است، الحال نیز در عراق در خدمت آن شهریار گردون اقتدار است،

این دوسه بیت از وست ۵

بسی فارغ دلم کو عشق تا در دم بجان پیچد  
صدائی ناله زارم چوئی در استخوان پیچد  
نهادم عمرها بر بستر آسودگی پهلوی  
بہل تا یک دو روزم غم بدست لہتمان پیچد

۵

من آن شیرین شامیل را بنازم	من آن غارت گردل را بنازم
ز زهر غمزه هر سو عالمی کشت	بنازم ز هر قاتل را بنازم
کمال عقل در دیوانگی هست	بنازم عقل کامل را بنازم

ذکر

صفائی

مولدش از تبریز است، در وطن خویش بس رشد و تمیز رسیده و در مقام



انتظام نظم شده است، چون ولایت آذربایجان (۳۰۴ ب) به تصرف و میان  
در آمد بنا بر ضرورت دل از حب وطن برداشته، وقتی که جمیع تبریزیان فرار نموده  
بدارالموحدین قزوین آمدند و نیز آمد، و در شهر مذکور رحل اقامت انداخت و  
در اینجا نشو و نما نمود،

۵ مستو این اوراق را در وطن با صفائی ملاقات واقع شده، در علم فقه  
جهارت تمام و در عمل آن جهد و جهد بسیار داشت، در قرأت قرآن مجید و فرقان  
حمید قاری بود و خط نسخ را بغایت خوب می نوشت، طفه ترین که با این همه هنر  
و جبر معیشت خود از کسب دلاکی می گذرانید، اکثر فضلا و فقها و فصحا و شعرا  
بدکان اومی رفتند، خدمت آن جماعت را بی طمع و توقع می نمود و شب ها به  
۱۰ کتابت کلام ملک علام مشغول می بود، وقتی که مصحفی بمرد در ایام با تمام می رسانید  
آن را بقاریان و حافظانی که استعداد هدیه کردن قرآن نداشتند و استحقاق  
آن داشتند تکلف می فرمود،

پیمانه عمرش در سته ست عشر و الف در دارالموحدین قزوین پر  
شد، در مزار شهر مذکورش دفن ساختند،

۱۵ اشعار خوب و ابیات مرغوب از ان فرید زمان خویش بسیار مانده و لیکن  
بر بیاض زرقه و دیوانش ترتیب نیافته است، این پنج بیت از دست  
مقطع

یاده وحدت صفائی در خور هر کام نیست  
(۱۳۵) وحشی باید که بر لب گیرد این میانه را  
رباعی

تا چند دلا بنفس مزدور شوی خواهی ز لباس عاریت عور شوی



خود را به شزار آتش عشق بسوز تا شعله مثال سر بس نور شوی

ه

تب در تن من دوش ز حرمان می سوخت چون شمع مرا ز سوز دل جان می سوخت  
من بی خیر و محبت و مروت به جان آتش زده آشکار و پنهان می سوخت

ذکر

حرفی مصنف

مولدش از دارالمؤمنین قزوین است، در وطن خویش بس رشد و تمیز رسیده  
و نشو و نما نموده است، این ضعیف را با او کمال آشنائی بود، در علم موسیقی  
مهارت تمام داشت، در فن اصول عدیل خود نداشت، چنانچه اکثر غزلهای خود  
را بر یور نغمه رنگین گردانیده نقش و صوت ساخته است، الحال اکثر مصنفات  
او در عراق و خراسان بر زبان اکثر بلبل نوایان گلشن نغمه سرائی بسیار است،  
نام حرفی پردان است، وجه معیشت از گیوه کشی و جورب دوزی بهم می  
رساند و هر چه در آن کسب پیدایم نمود صرف در دستان می فرمود،

در سنه ست عشر و الف بعزم سیر طهران از قزوین برآمد، در راه اول تبه  
سیر کو تبه که در نواحی شهر مذکور واقع است مقید شد، هنوز آب آن موضع را  
سیر (۳۰۵ ب) نیاشامیده بود که بیمار گردید و در همان ضعف در آنجا سفر آخرت  
اختیار کرده، چون کو تبه به طهران نزدیک تر از قزوین بود بنابران رفیقانش در آنجا

له در ما لفظ مصنف ندارد



برده مدونش ساختند

آن زبده نغمه سخنان شعر متفرقه بسیار گفته ولیکن برسیاض نه برده است

این غزل از دست غزل

از سرتوان کردن سودای محبت را  
آتش زده در دلبا بر گرد سرت کردم  
جز عشق نمی خوانم جز یار نمی دانم  
کو شمع شب فروزی کو برق جهان سوزی  
پیکاله دل را بین بر گوشه دستارم  
ز بهار صدفی را آزرده کن ای گل  
زین بیش کن خوارش سوای محبت را

ذکر

میر عبد اللہ مرثه

آن عزیز را میر عبد اللہ مرثه بجهت این می گویند که در وقت حرف زدن چشم بسیار بر هم می زند، تخلص او فریبی است، و شعر را همواره می گوید و ابیات متفرقه بسیار دارد ولیکن دیوان ترتیب نداده است، مسود این اوراق را با آن دردمند در دار العیش کشتیر ملاقات واقع شد مولش از شهر مذکور است، در اینجا بن رشد و تمیز رسیده و نشو و نما (۱۳۰۶)

له ساء کرده آه و غارش



نموده است و هرگز از برای سیر محنت سفر اختیار نفرموده، این بیت از ابیات  
برجسته اوست بیت

تاری از زلف تو باشان نیاید بیرون  
که بآن صد دل دیوانه نیاید بیرون

## ذکر ذہنی کشمیری

مولد آن عزیز نیز از دار العیش کشمیر است، هرگز از وطن نیامده و مسافرت  
نکرده است، نشو و نمای او در وطن واقع شد تا لغایه ملاقات این ضعیف  
دیوان ترتیب نداده بود، ولیکن عدد ابیاتش به چهار هزار بیت می کشید،  
این چند بیت از ساقی نامہ او مناسب بسباق این تسوید دانسته ثبت نمود  
شنوی

شرابی که مست است از و جزو و کل چه اصل و چه فرع و چه خار و چه گل

۱۰  
۵  
۲  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



شرابی که گل بر دماند ز سنگ      کشد آب حیوان ز کام نهنگ  
 شرابی که زو شد دل غم زده      چو وادی امین تجسلی کده  
 دماغ از شمیمش بهاری شود      بیادش درون لاله زاری شود



## ذکر

### ضیائی موشی

آن عزیز کی از دردمندان این روزگار است، تولدش در دارالسرور جوینپور  
 واقع شده و در انجالبس رشد و تمیز رسیده و اباً عن جد موزون بوده،  
 اکثر ابیات خود را هم چو پدر خود موشح می نماید، در اول جوانی در طازمت  
 میرزا شمس الدین (۳۰۶ ب) جهانگیر قلی خان که خلف ارشد ارجمند  
 و ولد عزیز سعادت مند خان عظیم الشان اعظم خان است، بسر برده،  
 و در خدمت ایشان پاره در گجرات بوده، درین ایام در پشته ساکن است،  
 عدد ابیات او بچهار هزار و کسری می کشد، این دوسه بیت از ساقی نامه  
 اش مناسب بسیاق این تسوید دانسته بر بیاض برداشته  
 بیاساقی آن زمینت جام را      می زعفران طبع گلفام را

له ۵۰ : سازو ۵۰ : جهانگیر قلی خان (که تصحیف جهانگیر قلی خان است) — شمس الدین را  
 جهانگیر در ۵۰ : به جهانگیر قلی خان مخاطب کرد و در همان سال به نیابت پدر خود به حکومت گجرات رفت،  
 برای تذکره احوالش که به بلاکین ص ۲۵ نمره ۱۶۳، ۵۰ : که به ج ۲ ص ۵۴،



بمن ده که عیشم جوانی کند  
 غم در عدم زندگانی کند  
 بده می گزین دور نامستدل  
 رسد روزگاری که در زیر گل  
 در انگشت مردم کند زیوری  
 دهنهای ماران چو انگشتی

## ذکر

### مولانا رامی

یکی از شیخ زادهای دارالامان هندوستان است [نام او شیخ خضر است در  
 آتامی که ... در قبضه اقتدار\* افغانه بوده بیلده پتته آمده سا [کن شد]  
 گویند که در تمام عمر خویش تا اهل اختیار ننموده و درین جهان\* فانی بهفتاد و نه سال  
 زندگانی کرده در سنه سبع\* عشرین و الف وقتی که مسود این اوراق پریشان  
 عبده النبی خان فخر الزمانی بشهر\* مذکور داخل شد مولانا [.....] حیات بودیم در آن  
 سال ازین دار طالع\* بعالم مثال انتقال کرد  
 دیوانش بنظر این محقر در آمد از قصیده و غزل مجموع شش هزار بیت

له ترجمه راتی را در کبر حاشیه افزوده است در سآ عنوانش این است: ذکر شیخ خضر رامی  
 ست له سآ: آدمی زادهای له در سآ بعدش افزوده: و تخلصش رامی ست له یآ و لفظ درین موضع  
 از حاشیه کو سآ ساقط شده به ظاهر 'مصوب بهار' باید خواند له از حاشیه کو ساقط شده از سآ نقل شد  
 له سآ: شده است له در سآ ندارد له در کو و سآ ندارد غالباً 'رامی بقید'  
 باید خواند



است ازین بهتر\* بیتی که مناسبت بسباق این مجموعه دارد\* از [واردات  
او] بنظر در نیاید بیت

یک حرف از آن دولب خردم را از بون کند  
آری می دو آتش مستی فرو ن کند

ذکر

درویش جاوید

آن فرید زمان و حمید دوران مرد درویش دوست درویش نهاد و صوفی صافی  
طویت پاکیزه اعتقادیت 'و بهتر تبه در کوره فقر سوز و گداز دارد که همیشه آتش عشق  
در کانون سینه اش فروزان و اشک ندامت از بحر دیده او در جریان است  
مولد آن عندلیب گلستان اهل عرفان از دارالموحدین قزوین است و در  
صخرن به وادی موزونیت و تصوف افتاده و اکثر اوقات با صوفیان باصفا  
و عارفان معنی آرا صحبت های مشتونی داشته تا طبیعت را از صیقل (۱۴۷)  
صحبت آن طایفه به عشق آشنا گردانیده است و همیشه همه جا در سفر و حضر  
هر جا که بوده دم از تصوف زده و اشعار صوفیانه گفته

۱۵ مسود این اوراق پریشان را در سته شان عشر و الف وقتی که تازه از

۱۵ تا: بهتر ازین ۱۵ تا: اوراق داشت ۱۵ از عاشیه و ساقط شده ' از نقل شده  
۱۵ در آن عنوان ندارد ۱۵ که استوفی \*



ایران بدارالامان هندوستان آمده بود با او ملاقات واقع شد، دران  
ایام سال عمر جاوید به سی می کشید\* و دران سن قریب به پانزده هزار بیت در  
برابر مثنوی مولوی معنوی به رشته نظم در آورده بود، این بیت از اول  
مثنوی آن عزیز است بیت

مثنوی ازنی بشنوا صاحب نفس کز جادوی تاله نشنید است کس  
این مقطع نیز که مناسبتی به سیاق این تسوید دارد از دست مقطع  
در محلی که نوش کنند اهل دل شراب از ساغر امید به جاوید خون دهند  
آن صوفی صافی نهاد طوف مکّه معظمه نموده و اکثر بلاد ربیع مسکون را گشت کرده است  
چون در سنه سبع و عشرين و الف که ریات جلال جهانگیری در بلده گجرات  
به عزو اقبال نزول اجلال فرموده بود عرصه آن سرزمین خنیم عسکر فیروزی اثر  
این پادشاه رعیت پرور مرحمت گستر گردیده دران ایام خجسته فرجام درویش جاوید  
در احمد آباد بود به وسیله نواب مستطاب جلالت الملکی مختار الدوله (۳۰۴۰ ب) (العلیه  
العالیه اعتماد الدوله که طبع و قادتش صیر فی جواهر معانی و ضمیر منیرش میسر  
گوهرهای کافی ست به سعادت کورنش و تسلیم بادشاه آسمان جاه خورشید کلاه  
فلک بارگاه، دارا درایت، سکندر شوکت، آفتاب جهت، یوسف طلعت  
خدیو جهانگیر کشور کشا، شاه نور الدین محمد جهانگیر بادشاه مستعد گردید، آن  
جم جاه انجم سپاه درویش دوست جزوی نقد به جهت وجه معیشت جاوید از

له تا: عمرش به سی رسیده ۲۵ در سال بعدش افزوده: جلال الدین محمد رومی  
۲۵ دی ماه ۱۶۱۹ (جنوری ۱۶۱۹) جهانگیر داخل احمد آباد شد و بعد قیام یک ماه و شش  
روز به یکم اسفند ارند جانب مالوه روانه شد (ترجمه نوزک ۷۲۳ و ۷۲۴)



دارالضرب احمد آباد مقرر فرمود، الحال آن درویش خیر اندیش دران شهر  
 متوطن است و بدولت این بادشاه عالمیان پناه در همان بلده ساکن  
 الهی بقبول مستان کوی نیاز و به عزت آب روی مهران نمان خانه  
 راز که تار شحات سحاب فیض حضرت تو از آسمان ریزان و قطرات  
 غمام فضل رحمت تو از چرخ باران است همیشه ابواب فیوضات و فتوحات  
 غیبی بر روی دولت این بادشاه درویش دوست مسکین نواز کشاده گردانی!  
 و ذات ملکی صفات این خسرو عادل ظلم سوز ظالم گداز را همواره از جمیع  
 آفات و بلیات در حفظ و امان خویشتن داری!  
 لمولف

خداوندا! به نور اهل ایمان      بسا جان کوه و دشت عرفان  
 که این شه را چو گل فرخندگی ده!      چو خضرش تا قیامت زندگی ده!

## خاتمه کتاب

منت خدای را عزّ شانه و شکر ایزد را عظم سبحانه! (کذا) که زمانه ناسازگار  
 یاری و عمر بیوقا و فاداری بمولف تالیف عبدالغنی فخر الزمانی نمود تا این  
 می حسانه زندانه و این کتاب در دستندانه را بنام نامی و القاب گرامی خان  
 عالی شان فریدون فرحبشید شان سکندر شکوه داران شان

له از اینجا تا شعر آخر کتاب در سمان دارد ظاهر بقدر یک ورق ازان نسخه منایع شده  
 له سر: عظم



## بیت

معدنِ حلم و مرآت، آبرویِ بحرِ جود      یادگارِ خواجهٔ هر دوسر اسرارِ حنا  
 با تمام رسانید، خانِ نکتهٔ دانی که بانواعِ حلیّهٔ ادبِ متحلی و اصنافِ زیورِ دانش  
 مستحلی است، دولتمندی که بکلی بهمت و الانهتتش رعایتِ خاطرِ اربابِ فضیلت  
 واجب می‌داند، سعادت‌مندی که دستِ سخاوتِ طبیعی او زبانِ ... به  
 طبیعت به مدح و ثنای خود گویا می‌گرداند، آفتابِ مکرمتی که لمعاتِ شوارق  
 عنایت بی غایتش عرصهٔ عالم را منور ساخته و نفحاتِ نسیمِ عاطفت و مرحمتش  
 دماغِ جهانیان را معطر گردانیده، سحابِ مکرمتی که رشحاتِ جو بیار جود و احسانش  
 تزهت بخشِ آملِ انام است و قطراتِ غلامِ انعامش محضرِ ریاضِ امید  
 خاص و عام،

فرّهٔ پرو را! از پردهٔ خیال این ضعیف چه بر روی کار آید که آن مدح و  
 ثنای تو خورشیدِ منزلت را شاید؟ همان بهتر که به عجز (۳۰۸ ب) و انکسار  
 اقرار نموده زبانِ دل به دعای از دیادِ عمر و دولتِ حضرتت کشاید مصراع  
 شد وقت آن که ختم کنم بر دعای تو

## بیت

دعاهایی که بر لب نار سیده      نویدِ فاستجبِ ناهاشنیده  
 آهی! ایستانِ شرابِ شوقِ ازلی و بادهٔ پیمایانِ صهبای بی خارِ لم یزلی که  
 همواره گلشنِ دلکشای اقبالِ این نهالِ برومند بوستانِ سیادت را از فیهان  
 زلالِ فیوضاتِ غیبی سیراب داری! و روضهٔ خوشِ هوای جبه و جلاش را

له در آغوشی ازین جا محو شده



پیوسته از رشحاتِ سحابِ رحمت بی نهایت غوشتن همیشه با طراوت و  
شاداب داری!

بیت

یارب این آفتاب تابان را      ابر جود و سحاب احسان را  
بر سر اهل فضل تابان دار!      دست جودش چو خور زرافشان را

## تاریخ اتمام کتاب

در جهان از جمع ساقی نامه ها      ساختم میخانه رندان  
کز سوادِ خط آن آید بچشم      بی تکلف معنی مستان  
بس که جوش باده معنی دروست      بیت بیت او بود میخانه  
شیرگیری گرازو آید برون      بشکند بهای سهرت خانه

عقل آورد از پی تاریخ آن

باده در میخانه رندان

۱۲۸ = ۱۱ + ۶ + ۱ + ۱

تمام شد

له در آ بعدش افزوده:

میخانه کمن که حاصل عمر منست | مجموعه اخبار و بیاض سخت  
نشرش بزمه چو نوعروس بکریست | نقلش همه بان شاه آب کهن است

تاریخ هفدهم محرم ۱۳۱۰هـ تحریر یافت تم



بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الأنبياء والمرسلين

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الأنبياء والمرسلين

# بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الأنبياء والمرسلين

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الأنبياء والمرسلين

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الأنبياء والمرسلين



# فہارس

## فہرست اول

اسامی رجال و قبایل و اہم و غیرہا

(حوالہ صفحہ شامل است حواشی را کہ بذیل آن صفحہ مرقوم است و از حرف ر ح حاشیہ مراد است لفظ ابو آل ملا و غیرہ را بوقت ترتیب عملاً از نظر انداختہ شد)

۲۵۱ ، ۲۵۲ ح ، مخدوم ملک قمی	اوم ۱۹۲ ، ۲۱۰ ، ۲۱۳
۲۵۹ - ۲۶۰ ، فرایش جواب مخزن	پروفیسر آذر ۹۶ ح
بہ ملک قمی کند و صلہ بدو بخشد	شیخ آذری ۶۲ ، ۶۳
۲۶۰ ، ۲۶۸ — و میر حیدر ذہنی ۲۶۰	آصف خان = (۱) میرزا جعفر
— و عسکری کاشانی ۴۷ ، ۵۵۵ ح	(۲) میرزا ابوالحسن
ابراہیم خان فتح جنگ — و میر ملی ۴۶۴	آصفی ۱۰۳
سلطان ابراہیم میرزا دلشادزادہ بہرام ۵۰	آل بویہ ۱۰
شنائی ساقی نامہ برای او لکنتہ ۱۶۳ ، شنائی را	آل عبا ۱۲۶ ، ۱۳۲ ، ۱۶۳
انیس خاص می سازد ۱۶۵ ، ۱۶۶ ح ، ۱۷۱ ح	ابراہیم (۱) = عراقی (۲) = خلیل ۴
ابوالفیض رگ بہ فیضی	میر ابراہیم رگ بہ میر ظہیر الدین ابراہیم
اتابک قزل ارسلان رگ بہ قزل ارسلان	ابراہیم (ثانی) عادلشاہ بیجاپوری — و سنجر



# اتابکیه ۸۰ اشیر خسیکتی ۱۱

سید احمد پدر فغفور ۳۳۲

مولانا احمد اردبیلی و میر ظهیر الدین ابراهیم ۴۵

احمد بیگ کابلی بجای صفر خان به صاحب

صوبگی کشمیر فایز شد ۴۴۴، ۴۴۹ ح

احمد جام ۱۰۵

احمد حسام الدین برادر خسرو ۹۱

احمد علی بن محمد حاجی ہاشمی سندیلوی خادم

مؤلف انیس العشاق ۳۴۷ ح

مولوی احمد علی ۱۷ ح

خان احمد گیلان ۳۳۲

ارجاسپ = (۱) آقا شاپور رازی

(۲) امیدی رازی

قاضی اسحاق ۹۳

شاه ابوالاسحاق ابنو مخدوم حافظ ۸۲

اسد بیگ قزوینی ۸، ترجمہ اش ۵۵۴-۵۵۵

اصل او و نام پدرش ۵۵۴، دوات دارخواجہ

افضل درہرات ایضاً، ملازم ابوالفضل

و موسوم بہ اسد شیخ ابوالفضل ایضاً،

داخل ملازمان اکبر بنو ایضاً اکبر او را بہ

دکن فرستد ۵۵۵، ملازم جہانگیر ایضاً،

ملاقات او با مؤلف در ماند و ایضاً،

مصنقات او ایضاً، جہانگیر او را در خدمت

مہابت خان می فرستد ایضاً، نمونہ،

کلام او ایضاً،

اسد قصہ را یا اسد قصہ خوان، ملازم

میرزا غازی ترخان ۲۲۹، معاصران او

در خدمت خان ایضاً، قصہ اشش با مرشد

و فغفور و میرزا غازی ۳۳۳ بیعد، میرزا

غازی بہ تحریک او مرشد را طلب کند و

مکتوب ترغیبی بد و نوید ۴۱۱، در شعر

مرشد ۴۱۲،

اسکندر = سکندر

اسکندر منشی ۳۷۹ ح (نیز ہاگ بہ

عالم آرای عباسی در فرست سوم )

شاه اسمعیل ثانی — و خواجہ حسین ثنائی

۱۶۴، ۱۶۵ ح،

شاه اسمعیل حسینی صفوی — و ہاتفی

۱۰۴ بیعد

میرزا اسمعیل (بن مظفر حسین میرزا)

شاگرد و خصال ۵۵۱،



اسیر (اثیر) الدین حسن برادر عارف ایگی

۴۲۲، ناسازگاری او به غارت ایغنا

اشراقیان ۱۶۷، ۴۵۲، ۵۱۸ ح

اصحاب رسول الله ۳۹۰، ۵۱۸

اصحاب کهف ۲۱۴، ۳۸۱

اعتماد الدوله = (۱) غیاث بیگ

(۲) حاتم بیگ

اعز الدین = علی شاه

افاغنه ۴۶۲، ۵۷۴

افراسیاب ۲، ۹۱، ۲۰۷، ۲۸۸

۴۸۴

افضل الدین ۷۱، ۷۳ = خواجوی کرمانی

افضل نامی (طهرانی) ۱۲۸

خواجه افضل وزیر - واسد بیگ ۵۵۴

شیخ ابوالفضل ۱۹۸، - واسد بیگ

قزوینی ۵۵۴

اقدسی مشهدی ۸، ترجمه اش ۱۸۵-۱۸۷

موله او و سیاحت او به کر بلا و نجف

و قصاید او در مدح ائمه ۱۸۶، -

و شاه عباس ۱۸۷، حکیم رکن در مدح

او ۱۸۷، بعد، عمر و مزار او ایغنا

تاریخ فتوش ۱۸۹، ساقی نامه او ۱۸۶

۱۸۹

جلال الدین اکبر بادشاه ۱۳۴، مخدوم

ثنائی ۱۶۵، ۱۶۶ ح، ۱۷۶، -

و عرفی ۱۷۸، ۱۹۴، - و فیضی ۱۹۶

۲۰۰ ح، ۲۴۲، - و سنجر کاشی ۲۵۰

ممدوح سنجر ۲۵۲ ح، - و میح کاشی

۳۶۶، در قصیده شاپور ۳۸۳، ۴۰۹ ح

- و عارف ایگی ۴۲۴، - و میر

ملکی ۴۵۹، مرثیه ملکی از برای او ۴۶۰

۴۷۸ ح، - و حیاتی گیلانی ۵۳۶

۵۴۸ ح، ۵۵۰ ح، ۵۵۲ ح

۵۵۴، اسد بیگ را بدکن فرستد ایغنا

۵۶۴ ح

اله داد خان ولد جلال الدین مشهور به

'پسر جلاله' بدرگاه جهانگیری آید و وصلی را

همراه آورد ۴۴۱، بعد به رشید خان طلب

شود ایغنا، کوکی مهابت خان شده باز

بجانب بگش عود کند و وصلی را همراه

برد ایغنا، عریضه او به خان دوران

و آمدن محمود سولیش برای عهد و پیمان



۵۶۴، 'پسر خود را به جهانگیری فرستد ایضاً'  
 عنایات جهانگیری بدو ۵۶۵، — و  
 وصلی ۵۶۶،

میرزا آغ بیگ ۹۴

الیاس ۳۵۰

میرزا امان اللہ ولد مہابت خان ۳۶۷

میخ دیوان خود را بفراش او بخط خود  
 نوشته و به کتاب خانہ او سپرد ۳۶۸،  
 ۴۱۳ ح، میخ بیگ مدار المہام سرکار  
 اوست ۵۰۳، 'مؤلف قصہ در خدمت  
 او گذارد و در چشمہ نور بحضورش شعر  
 گوید ۵۰۴ بعد، کتاب داری خود به لطف  
 مقرر فرماید ۵۰۶، 'مؤلف کتاب دار  
 اوست در ۱۰۲۲، ۵۳۱ و در  
 ۱۰۲۳، ۳۶۷، — و مولانا انور ۵۶۲،

مولانا امیدی رازی (خواجہ ارچاسپ)،  
 ترجمہ اش ۱۲۶ - ۱۲۸: نام و تخلص ۱۲۶،  
 وطن و تعلیم او ایضاً، 'شاعری دون مرتبہ  
 خود می دانست ۱۲۷، 'معاصرین او ایضاً  
 — و سلمان ساوجی ایضاً، 'معنیفات  
 او ایضاً، 'نزاع او با شاه قوام الدین

ایضاً، 'قصیدہ اش در مدح میر عبدالباقی  
 و کنایہ اش نسبت بہ شاه قوام الدین در ان  
 ایضاً، 'قتل او بدست نور بخشان ۱۲۸،  
 تاریخ فوت او ایضاً، 'ساقی نامہ و ۱۲۷،  
 ۱۲۸، ۱۳۱، — و شاپور رازی ۳۸۰ ح،  
 امیر سید جد قاسم گونا بادی ۱۴۲

ابن الدین = (۱) حاجی ملہ ۴۰

(۲) خسرو ۵۵۸ ح

ابن رازی ۳۸۰ ح، 'نیز ساک بہ ہفت  
 اقلیم در فرست سوم،

النصاریہ ۳۸۹ ح،

میرزا انور پسر خان اعظم (میرزا عزیز  
 کوک) - و مولانا انور ۵۶۲،

شیخ انور لاہوری ساک بہ مولانا انور  
 لاہوری

مولانا انور لاہوری ۸، 'غزل گوی او

با مؤلف در حضور میرزا امان اللہ ۵۰۶

ترجمہ اش ۵۶۲ - ۵۶۳: ملازم میرزا

انور ۵۶۲، 'در ملازمت صفی قلندر آمدہ

بواسطہ او ملازم میرزا امان اللہ شود ایضاً،

خواجہ تاش مؤلف ایضاً، 'نمونہ کلامش ۵۶۳



بتنی که در حضور مؤلف گفته ایضاً  
مولانا انور نور محمد مرگ به مولانا انور  
لاهوری

حکیم انوری ۴، میرغردی قصیده او  
بنام خود کند ۴۵۰ بعد ۵۲۸ ح  
مولانا اوجی کشمیری ۸، ترجمه اش  
۴۹۱ - ۴۹۳: صوفی پاکیزه اعتقاد  
۴۹۱، ملازمت او آصف خان و دیگر  
حکام کشمیر را ۴۹۲، سیر و سفر گم کرده  
ایضاً، مولانا محمد صوفی معرف کمال او  
بوده ایضاً، ملاقاتش با مؤلف و عمر  
و حالت او در آن وقت ایضاً، تعداد  
ابیات او ایضاً ۴۹۵

اوحدالدین کرمانی ۴ ح

اهل بیت نبی ۱۲۵

اهلی شیرازی معاصر حکیم پرتوی ۱۱۱  
وصیتش ۲۶۱

اخمه معصومین ۴۰۹

ایاز ۴۸۴

میرزا ایرج (بن مرزا عبدالرحیم خان

خانان) — و شاه نظر بیگ ۵۴۴ تا

۵۴۵-

ایوب ۴۹

ب

بابا کوپی — و حافظ ۸۱

بادلی ۳۸۱ ح

باربد ۹۱، ۲۱۳

باقر خورده کاشی تاریخ فوت سنجیده او

گفته ۲۵۲، ترجمه اش ۲۵۲ ح

باقیا (یا باقی، مصنف زبانی) ۸، ترجمه

اش ۵۵۸ - ۵۶۰: نام و تخلص

او و صحبت او با شفا فی و فصیحی و غیره

۵۵۸، ملاقات او با مؤلف و عمرش

در آن وقت ۵۵۹، مجالست او با ائمه الهدی

بواسطه طالب آملی ایضاً در ملازمت

سلطان خرم ایضاً، شغل او به سیاری

و تجارت ایضاً، با مؤلف در پخته ایضاً

کمالش در موسیقی و رساله اش درین

فن ایضاً، تولد او به بنارس ۵۶۰،

نمونه کلامش ایضاً

سلطان بایزید بادرشاه روم — و جامی



۹۵

میزا بدیع الزمان با تفتی حب المحکم او  
ترنامه را نظم نموده ۱۰۴

براون (پروفیسر مرحوم) ۲۷ ح

برهان ثانی نظام شاه (= برهان شاه)

۲۵۹ ح

بزمی کوز معاصران او در خدمت مرزا

غازی ۲۲۹

بقراط ۳۰۱

بکتش خان ۳۸۲ ح، ۳۸۴ ح

خواجہ بلوی شیرازی پدر عرفی ۱۷۶

بوذرجمهر ۷۵

بویہ سرگ بہ آل بویہ

خواجہ بہاء الدین والد حافظ ۸۰

بہاء الدین زکریا ۲۸ (دس ۱۹ تصحیح)

— وعراقی ۳۰ تا ۳۲ —

دعاد الدین ۳۳، ۳۶

شاہزادہ بہرام بن شاہ اسمعیل —

و جد مادری مؤلف ۵۰۰

بہرام ۲۲۸ بعد

بہرام چوبین ۱۰۶

بہرام شاہ ۱۰

بہمن ۷۷، ۲۱۰

بھوتیہ (یا بھوتیہ) ۲۶۰ ح

بیشن ۷۷، ۲۱۰، ۲۸۷

پ

پرتوی اسفراین معاصر حکیم پرتوی ۱۱۱

پرتوی (حکیم) ۷، ترجمہ اش ۱۱۰-۱۱۲:

صاحب ساقی نامہ غیر پرتوی اسفراینی

ست ۱۱۱، تغلیط قول آنان کہ می گویند

او فردوسی ست ایضاً، مولد و معاصران او

و تعلیمش ایضاً، مصنفاتش ایضاً، مدفن

او ۱۱۲، ساقی نامہ او ایضاً، ۱۲۵

۳۵۹ ح

پرناک ۲۱۱ ح

پرویز ۹۱، ۱۴۱، ساک بہ خسرو

شاہ پرویز بن جہانگیر — و فقور ۳۳۵

بہ الہ آباد ایضاً، ۳۳۶ ح، میرملکی بہنگام

قیام شاہزادہ در بہار ساقی نامہ بہ حضور

او گذرانید ۴۳، مخدوم کریمای ساوجی

ایضاً، ذکر مؤلف و میخانہ بہ حضور او



و فرمایش او درباره ساقی نامه ملکی ایضا،  
ملکی در ملازمت او ۴۶۴، و بدرگاه بهائی  
آرد ایضا، مدحش در ساقی نامه ملکی ۴۶۵  
بعد،

پسر جلاله ۴۴۰ = اله داد خان ولد  
جلال الدین،

## ت

تاج الدین حسین عم و استاد فقور  
۳۳۱ ح،

تبریزیان ۵۶۹

بو تراب = علی

میرزا ابو تراب بیگ فرقی ۸، ترجمه  
اش ۳۲۲ - ۳۲۴: تخلص او و

خصوصیت او در شعر ۳۲۲، ترجمه پیش

۳۲۳، مولد و احوال جوانی او ایضا،

صحبتش با مرزا فصیحی در خراسان ایضا،

سن و فاش ۳۲۴، ترجیع بند او

ایضا،

تراکمه ۴۱۱ ح

ترخانان (یا ترخانیان) ۳۳۳، ۳۸۶،

۴۴۰، ۴۱۱

ترک (یا ترکان) ۲۶، ۴۴، ۸۶،

۳۹۲،

ترک الله ۴۴ = خسرو

ترکمان ایران ۵۶۳

تقی الدین اوحدی (فقط در حاشیه صفحات)

۳۲۴، ۴۱۰، ۴۲۰، ۵۴۰، ۵۵۲

امیر تقی الدین محمد شیرازی ۲۳۶ ح

تکلو ۱۶۴

تور ۹۱

تبهتن ۳۴۰ = رستم

امیر تیمور (یا تمر) — و حافظ ۸۳،

۱۰۷، صاحب قران ۴۶۵ بعد

آل تیمور ۵۵۴ ح

## ث

ثنائی (خواجہ حسین) ۸، ترجمه اش ۱۶۲

— ۱۶۶: مولد او و والدش ۱۶۲،

ابتدای شعر گفتن او ایضا — و ابراهیم

مرزا حاکم مشهد ۱۶۳، ساقی نامه اش

بنام ابراهیم مرزا است ایضا، انیس



جاوید (رویش) ۸ ترجمه اش ۵۷۵

— ۵۷۶: سوز و گداز او ۵۷۵، مولد

او و صوفی منشی او ایضاً، ملاقاتش با

مؤلف و عمرش در آن وقت ایضاً، شغلی

او ۵۷۶، طوف او ببلاد ایضاً، استعداد

او به کورنش جهانگیر بادشاه و سلوک

شاه با او ایضاً، توطن او به احمد آباد ایضاً

جبریل (روح الامین ۳۵۴) ۱۹۰، ۱۹۹،

۲۰۴، ۲۱۱، ۲۶۶، ۲۸۵، ۳۵۲، ح

۳۵۴، ۵۲۳

میرزا جعفر (یا جعفر بیگ) آصف خان

(ثالث) قصهٔ تتبع او دیوان شرف را

۱۳۴، معاصر میرزا حسینی و ضمیری

اصفهان ایضاً، ترجمه اش ۱۳۴

مصنفات او ایضاً، اقتباس از نورنامه

او ۱۴۱، ۲۴۹، ح، حسن سلوک او

بامیر حیدر معانی ۲۵۰، مسیح بتوسط

او سعادت، تعلیم اکبر شاه یابد ۳۶۶

مصاحبت شاپور با او و سلوک او بشارپور

۳۸۰، بیعد، قصهٔ شالی که او به شاپور

داد ۳۸۱، ۳۸۲، ح، اوجی کشمیری

خاص میرزا ای مذکور ۱۶۴ — و

شاه اسماعیل ثانی ایضاً، قرار او به هند

و ملازمت اکبر شاه ۱۶۵، وفات او

به لاهور و نقل استخوانش به مشهد ایضاً

مصنفاتش ۱۶۶، ساقی نامهٔ او ۱۶۶

۱۶۴، ۲۴۴

## ج

جامی (حضرت نورالدین عبدالرحمن) ۷۱

۱۱، ۲۹، رایش دربارهٔ کلام خسرو

۵۹، ۶۴، ترجمه اش ۹۳-۹۴:

اجداد او ۹۳، مولد و طفولیت و تعلیم

او ۹۴، در سمرقند ایضاً، مصاحبت

او بامیرزا الخ بیگ ایضاً، مراجعت

او به هرات و مصاحبت با حسین میرزا

وامیر علی شیر ۹۵، مصنفات او

ایضاً، حج و سلوک امرای راه با او

۹۵، بیعد، مراجعت او از حج به هرات

۹۶، وفات و مدفن او ایضاً، ساقی نامه

او ۹۶، خل باقی ۱۰۳

مرزا جانی بیگ، ممدوح سنجر ۲۵۲، ح







جیپال ۲۵۶

چ

چکنیان ۵۶۳

چنگیز خان امیر نظام الملک — وغیر

۴۶۲

چنگیز خان ۶۱

چین ۸۶

ح

حاتم ۱۳۰ ، ۲۲۴ ، ۲۸۴ ، ۳۱۷

۴۴۵ ، ۵۲۱

حاتم بیگ اعتماد الدوله وزیر اعظم

ایران ۴۰۲ ، مدح مشرقی اورا و

صدہ گرفتن ازو ایضاً مشرقی را بدرگاه

شاه عباس برد ایضاً

مولانا حاجی کار تہ والد حیدر خصال ۵۵۰

حاجی ملہ (امین الدین) معاصر

جوبنی ۴۰ — وعراقی ۴۱

حافظ (خواجہ شمس الدین محمد) ۷ ، ترجمہ اش

۷۹ - ۸۴ : ملقب بہ لسان الغیب

۴۶۱ ح ، پرویز را از بہار طلب

کند ۴۶۴ ، ۴۷۸ ، ۵۰۲ ، ۵۰۳ ح

۵۰۴ ح — و نظیری ۵۲۸ - ۵۲۹

مکالمہ او با نظیری درباره خاتمان ایضاً

— و حیاتی گیلانی ۵۳۶ ، — و

موزون الملک ۵۳۸ ، ۵۴۶ ح

۵۴۸ ح ، ۵۵۲ ح — و عطائی

جونپوری ۵۵۳ ، ۵۵۴ ، اسدیگ

را داخل بندگان خود سازد ۵۵۵

اسد را در خدمت جہابت خان ورسد

ایضاً ، ۵۶۱ ح ، ۵۶۳ ح —

و خان دوران ۵۶۴ ح — و

الہداد خان و پسرش صاحب دغان

و انعامات بدین ہا ۵۶۵ ، — و

محمود بیگ ایضاً ، — و درویش

جاوید ۵۷۶

جہانگیر قلی خان (= میرزا شمس الدین ۵۷۳)

ولد اعظم خان — و ضیائی موشمی

۵۷۳

بو جہل ۲۱۴

جہودان (سبزوار) ۵۶۱



۸۰ ' احوال جدش و والدین و برادران  
 او ایضاً ' طفولیت او و حفظ قرآن  
 ایضاً ' قصه بابا کوہی و علی ۸۱ بعد  
 وجہ متخلص شدن او بہ حافظ و مدت  
 ترتیب دیوان او ۸۳ ' خدمت سہ  
 بادشاہ کردہ ایضاً — وزن شاہ شعل  
 ایضاً ' سیاحت او ۸۷ ' وفات او  
 ایضاً ' ۸۹ ' وصیت اہلی شیرازی  
 کہ او را در پہلوی قبر حافظ دفن کنند  
 ۲۶۱ ' ۲۶۸ '

خواجہ حبیب اللہ ساوجی اتحادش با امیدی  
 ۱۲۰ (نیز شاہ بہ خواجہ حبیب اللہ وزیر)  
 خواجہ حبیب اللہ وزیر ممدوح قاسمی ۱۲۲  
 (ظاہراً = خواجہ حبیب اللہ ساوجی)  
 حجاج ۲۸۰ ' ۵۱۴ ح

حریفی مصنف ۸ ' ترجمہ اش ۵۰۰ -  
 ۵۰۱ ؛ مولد او و آشنائی او با  
 مؤلف ۵۰۰ ' تہارت او در موسیقی  
 و نام و وجہ معیشت او ایضاً ' وفات  
 او و مدفن او ایضاً ' غزلی از او ۵۰۱  
 میرزا احسانی معاصر ضمیری اصفہانی و میرزا

جعفر ۱۳۳ '

حسام الدین شاہ بہ احمد حسام الدین  
 ابوالحسن ۶۱ = خسرو  
 میر حسن ۶۴ = عسکری کاشی  
 بابا حسن ابدال ۲۲۶

میرزا ابوالحسن آصف خان (چہام)  
 ولد میرزا غیاث بیگ اعتماد الدولہ مرشد  
 بہ وسیلہ او بہ ملازمت شاہزادہ شاہجہاں  
 رسد ۱۳۴ م

خواجہ ابوالحسن بخشی الملک — ورونقی  
 ہمدانی ۵۲۲ '

حسن بصری ۱۶۳  
 حسن خان شاملو ۳۹۳ ح ' ۴۰۲ ح '  
 ملا حسن علی یزدی معاصر محمد صوفی  
 ۳۲۶ ح '

حسن قوال و معین الدین و عراقی ۳۰  
 بعد

امام حسین — و میر ظہیر الدین ابراہیم  
 ۴۵۸ '

میر حسین بیگ ترکمان بادشاہ  
 پدر عسکری کاشی ۴۷۷ عراقین و



آذر بایجان ۹۶

خواجہ حسین ثنائی ساک بہ ثنائی

حسین خان چاک ۲۹۱ ح

حسین خان شاملو بیگز بیگی خراسان

۳۹۲، فصیحی را رسوا کردہ مجوس کند

و بعد ایامی تلافی این بی اعتدالی کند

۳۹۲ ببعد، ترکیب بند فصیحی بنامش

۳۹۵، ۴۰۲ ح، ۵۶۴ ح

حسین خان قاجار (؟) — و محمود بیگ

ترکان ۵۶۳

حسین مرزا بایقرا — و جانی ۹۴ تا ۱۰۹۶

سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا مخدوم

ہلاکی ۵۶۴ ح

میر حسینی پدر عسکری کاشی

امیر حمزہ بن عبد المطلب صاحب قصہ

۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۴

حیاتی گیلانی ۸، ترجمہ اش ۵۳۵ -

۵۳۶: مولد او و سیاحت او

۵۳۵ اور ووش بہ ہند و تربیت حکیم

ابوالفتح گیلانی اور ایضاً — و

خانخانان ایضاً — و اکبر و جہانگیر

۵۳۶، مثنوی او و صلہ کہ از جہانگیر

یافت ایضاً، وفات و مدفن او ایضاً

ابو حیان طبیب معاصر محمد صوفی ۳۴۶ ح

حیدر خصلی ساک بہ خصلی

میر حیدر ذہنی صفایانی = میر حیدر ذہنی

کاشی ۲۶۰ ح

میر حیدر ذہنی کاشی — و عادل شاہ ۶۰

۲۶۱ ح، معاصر ملک قلی و ظہوری

۲۶۶ — و عسکری کاشانی ۴۴

میر حیدر معنای = میر رفیع الدین حیدر

طباطبائی

خ

خاتم پنجمیران = مخدوم

خادم = احمد علی بن محمد حاجی ہاشمی سندیلوی

خاقان کبیر = (شاہ) منوچہر

خاقانی ۱۱، ۵۹

خان آرزو ۲۶۰ ح

خان جہان افغان بر سر عنبر رود ۶۲

میر ملکی از کوکیان او ایضاً، بی لطفی او

بامیر ایضاً



خان خانان (نواب سپه سالار) عبدالرحیم  
 خان، خان سپه سالار، میرزاخان،  
 (۲۲۱ ح) اتحادش به حکیم ابوالفتح،  
 — و عنی ایضاً، ۱۷۸ ح، — و  
 نوعی ۲۰۲، — و شکیبی ۲۳۶، ۲۴۰  
 بیعد، ۳۳۵ ح، ۴۱۳ ح، — و  
 کامل جهری ۴۶۸، — و محب علی سدی  
 ۴۹۷ بیعد، — و نظیری ۵۲۵ تا ۵۳۰  
 ابیات نظیری در مدح او و مکالمه جهانگیر  
 با نظیری نسبت او ۵۲۸ تا ۵۳۰،  
 — و شراری همدانی ۵۳۴، —  
 و حیاتی گیلانی ۵۳۵، ۵۳۶ ح، —  
 و نظریک تمثیل ۵۴۴ تا ۵۴۵،  
 خان دوران مرگ به شاه بیگ خا  
 دوران،  
 سلطان خرم مرگ به شاهجهان،  
 خسرو (امیر)، ترجمه اش ۵۸-۶۵،  
 رای جانی نسبت به شعرا و ۵۹، ماهر  
 موسیقی ایضاً، مصنفاتش در زمان مولف  
 در هند مروج بود ایضاً قصه مطرب ۶۰  
 ترجمه والدش و مولد و نام و لقب او

ایضاً، تخلص اول او ایضاً، تربیت  
 عماد الملک او را ایضاً، — و محمد جون  
 ۶۱ بیعد، — و سعدی ۶۲، — و  
 شیخ نظام الدین اولیا ۶۲ بیعد، ملقب  
 ترک الله ۶۴، قصه متعلق بدو ایضاً،  
 مصنفات او ۶۵، موسوم به محمد کاسرین  
 شود ایضاً مدفن او ایضاً، مؤلف زیارت  
 قبرش کرده ایضاً ساقی نامه او ۶۶،  
 ۷۱، ۸۴، ۵۰۶، ۵۳۶ ح،  
 خسرو (= پرویز) ۹۱، ۱۴۱، ۲۱۲، ۲۱۳،  
 ۳۶۷، ۴۸۷، ۵۵۲،  
 سلطان خسرو گرفتاری او ۴۶۰،  
 خصالی (حیدر) ۸، ترجمه اش ۵۵۰-  
 ۵۵۲، هنرهای او ۵۵۰، مولد او و  
 نام پدرش ایضاً درودش به هند و تعلیم  
 شعرا برادرش و جی ۵۵۱، — و  
 مظفر حسین مرزا ایضاً، و هبابت خان  
 ایضاً، عدد ابیاتش ایضاً، نمونه کلامش  
 ۵۵۲، مصنفاتش ایضاً،  
 خضر ۵۱، ۶۴، ۶۷، ۷۳، ۷۸،  
 ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۴۶، ۱۴۸ تا ۱۵۱،



ایضاً وفات او ایضاً ساقی نامه

او ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹

خوارزمشاهیه ۹۳

خوش نقش ۵۲۳ ح

و

دارا ۴۸، ۴۹

داغستانی ۵۳۲ ح، مرگ به داله

اویاق و آملو و استاجلو ۳۸۲ ح

دانشاه (= شاهزاده دانیال) - ونوعی

۲۰۱، ۲۰۲ - و عارف ایگی

۲۲۳

داوود ۲۰۳، ۳۳۴

دبران ۳۴۴

دبیر فلک ۲۴۴ مرگ به عطارد

درویش ۱۴۹ ح

درویش جاوید مرگ به جاوید

دستان ۲۸۲

دقیانوس ۳۸۱

دلپت پسر رای سنگه بهتیه عصیان

او و تعیین میر معز الملک بر سر او ۲۶۰

۱۵۶، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۸۸، ۱۸۹

۱۹۸، ۲۰۰، ۲۱۱، ۲۵۲، ۲۶۲

۲۴۴ بعد ۳۳۸، ۳۴۱ بعد

۳۵۰، ۳۴۸، ۳۳۲، ۳۵۲

۳۵۲ تا ۳۵۶، ۳۴۶، ۳۴۷

۵۴۷

شیخ خضر = مولانا رامی ۵۴۲

خلف بیگ پدر مولف ۲۹۸، ترجمه او

۲۹۸ بعد ۵۱۷

خلفای اربعه ۵۴۲ ح

خلیل ۱۲۹، ۱۵۰، ۱۷۱، ۳۰۳

۳۵۰، ۳۵۲ ح، ۴۰۰، ۴۳۳ بعد

مولانا خلیل قاری ۱۳۳

خواجہ خواجگی پدر شاپور ۳۸۰ ح

خواجہ کرمانی (افضل الدین) ۷، ترجمه

اش ۷-۷۴، ملقب به تخلصند

شعرا ۷، احوال شخصی او و وجه

تسمیه اش به خواجہ ایضاً منصف

او ۷۲، رباعی او در مدح پیر

خود علامه الدوله سمنانی ۷۲، -

و علی ایضاً، خافقاهش در کرمان



خواهرزاده رانا (۹)، ایضاً '۴۶۱ ح'  
دلدل ۱۲۳

دوستی سمرقندی ۸، ترجمه اش ۴۳۱

— ۴۳۲: عالم و فاضل ۴۳۱، مخد

ترجمه اش ایضاً: اصل او ایضاً 'درهند

آمده ملازمت فیروز جنگ اختیار کند

ایضاً 'بدکن رفته بملازمت شاهزاده

خرم رسد ۴۳۲، دیوان او که به

کشمیر فرستاده بنظر مولف رسد

ایضاً 'دیوانش ۴۳۲، ساقی نامه

او ایضاً ۴۳۸،

دولت شاه میرزا تنقید قوش از مولف ۱۱

دیانت خان خواجه قاسم سفارش

طالب آلی به عبدالله خان کند ۳۸۶،

'۳۸۷ ح'

دیانت خان محمد حسین نشت بیاضی ۳۸۷ ح'

و

بوذر ۲۱۴

ذکی مهدانی ۸، ترجمه اش ۳۹۶ -

۳۹۷: مولد او ۳۹۶، ملازمت او

محمد قلی خان پرنک را در شیراز ۳۹۷،

توطن او به وطن خود ایضاً 'دیوان او

ایضاً 'ساقی نامه او ۳۹۶، ۳۹۷،

ذوالفقار ۴۴۶

ذوالقدر ۲۴۵

مولانا ذوقی رباعی شقای در هجو او ۳۷۶،

فهرستی = (۱) میرحیدر ذهنی ۲۶۱ ح

= (۲) کاشمیری ۸، ترجمه

اش ۵۷۲ - ۵۷۳: مولد او و

ملاقاتش با مولف ۵۷۲، صاحب

ساقی نامه ایضاً 'ایاتش ایضاً'

ر

راجپوتان ۴۴۰ ح

مولانا رامی ۸، ۵۲۴ ح، ترجمه اش

۵۷۴ - ۵۷۵: اصلش و نامش

۵۷۴، سکونت او در پشته ایضاً 'تجرد

او و عمر و سن وفات او ایضاً دیوانش

۵۷۴، بیتي از او ۵۷۵،

رانا ۴۶۰، ۴۶۱،

رانا امر سنگه زمیندار اودیپور ۴۶۰ ح



مرگ به رانا

رستم ۲۲۰، ۲۶۵، تمهین ۳۳۰،

پسر زال ۵۳۰،

رستم میرزا صفوی = میرزا رستم قندهاری

ح ۵۵۶

میرزا رستم قندهاری - وغیثای منصف

۲۱۶، میرملکی در کومکیان او به تته رود

۲۶۲، بعد، رستم میرزا صفوی ح ۵۵۶

رسمی = (۱) یزدی ح ۳۳۱، ح ۳۳۲

= (۲) نفور گیلانی ح ۳۳۱

رسول رب جلیل = محمد

رشید خان = اله داد خان پسر جلالت

ح ۴۴۱

امام رضا ۲ (امام الجن والنس) ح ۱۵۴،

۱۶۵، ۲۷۶، ۲۸۹، ۵۱۹، ۵۴۴،

میر رفیع الدین حیدر طباطبائی (معنائی)

المتخلص به رفیع کاشانی ح ۲۴۹

— وفیضی ۱۹۷، ترجمه اش

۲۴۹، بعد، حسن سلوک آصف خان

با او ۲۵۰،

رفیع کاشانی = میر رفیع الدین حیدر ح ۲۴۹

رکنا حکیم رکن الدین مسعود کاشانی، میثاقی

۳۶۰، ۳۶۲ (۸، ۱۸۷، ترجمه اش

۳۶۰ - ۳۷۵، علم و فضل او و

شاعری او ۳۶۰، تخلص او و نامش

و نام پدرش ۳۶۱، اشعار او در مدح

پدرش ایضا، مولد او ایضا - و

شاه عباس ایضا، تتبع او دیوان فغانی

را ۳۶۲، می کشتی و بی پروائی او ایضا

مثنوی او و اقتباسات از آن ایضا،

گهرانی خاطر شاه عباس از او و درودش

به هند ۳۶۶، غرضش درباره خروج او از ایران

و شعرهای معاصران او درین باب ایضا،

روگردانی او از اکبر و رجوع او شاه سلیم

۳۶۷، فرار او بدکن و سیاحی او ایضا،

حاضر شدن او بدرگاه جهانگیر از تته و

مرحمت شدن او به بهایت خان ایضا،

مروت بهایت خان بدو و هم صحبتی او

با مولف ۳۶۸، تعداد ابیاتی که در

تته بر بیاض برده ایضا دیوانش را

خود نوشته و با مداد مولف مقابل کرده

به کتابخانه میرزا امان الله سپرده ایضا،



اقتباسات ازین دیوان ایضاً، اشعار  
دیگر از ۳۶۹، بار دیگر داخل بساط  
بوسان جهانگیری شود، ایضاً کسائی نامه  
او ۳۶۹، ۳۸۵ ح، شاه عباس  
ملک مشرقی را بجایش تربیت نموده  
۴۰۲، رباعی نادم گیلانی در حش  
۵۲۸

رکن الدین مسعود کاشی = رکتا  
روح الامین = جبریل ۱۹۰، ۳۵۲  
روم (رومی، رومیان) ۲۰، ۸۶، ۵۶۹  
روفتی همدانی ۸، ترجمه اش ۵۴۱-  
۵۴۲: موازنه اش با شراری که  
استاد اوست ۵۴۱، آشنائی او  
با مؤلف ایضاً، ملازم خواجه ابوالحسن  
۵۴۲، خوبی های او ایضاً، تعداد  
ایاتش ایضاً،

براهم ۷۵

ز

زردشت (یا زرد بهشت) ۹۰، ۳۲۰،  
۴۳۰

زکی همدانی رک به ذکی همدانی  
زلیخا ۲۱۳،  
زمانه بیگ = مهبت خان  
زننگ (یا زنگی) ۲۰، ۸۶ (۱۹)  
زهره ۲۸۲، ۲۸۶

س

ساوات طباطبائی شیراز صحت نب  
شان ۲۳۹

ساوات بهرات ۳۸۹ ح  
ساقی کوثر = علی  
شاهزاده سیام بن شاه اسمعیل ۱۴۳  
سامری ۲۶۲  
سپهرنگر ۱۶۵ ح، ۲۶۰ ح (نیز رنگ  
به فهرست سوم، یعنی اسرار کتب بذیل  
فهرست سپهرنگر

ستی القسار همیشه طالب ۳۸۸ ح  
سراج الدین حسن = عارف الکی ۲۲۱  
سهر خوش ۴۰۳ ح (نیز رنگ به فهرست  
سوم بذیل تذکره سهر خوش)  
سردار خان (= خواجه یادگار ۵۰۹ ح)



۱۹۸ ، ۲۲۲ ، ۲۸۰ ، ۳۵۰

میرسنجر ۸ ترجمه اش ۲۲۹-۲۵۳:

وصف کلاش و مولد و نامش ۲۲۹  
ورودش به هند و ملازمت او اکبر شاه  
را ۲۵۰ ، مردود درگاه اکبری شده  
براه گجرات به بیجا پور رود ایضاً بوسیله  
شاه نواز خان به ملازمت عادل شاه  
رسد ایضاً مصاهرش به ملک قلی  
۲۵۱ ، ورود فرمان عباس شاه به طلب  
او و وفاتش ایضاً تاریخ فوتش  
از باقر خورده ۲۵۲ ، مصنفات او ایضاً  
ساقی نامه او ۲۵۳ ، وصیت ملک که  
او را در پهلوی سنجر بنجاک سپارند ۲۶۱  
دفنش ایضاً — و عسکری کاشانی  
۴۴۴

سندیان ۴۱۱

سها ۳۰۲ ، ۳۱۰ ، ۴۲۵

۴۵۱۸ ح

سهیل بمانی ۳۰۲ ، ۳۸۳ ، ۴۲۵

سوادمی گجراتی ملازم نظیری ۴۵۳ ح

سوزنی ۳۴۵

۴ ، ۷ — و مؤلف ۳ بیعد ۳۳۳

۵۴۴ ، وصفش ۴ بیعد ۵۴۸ ، مؤلف

در ملازمت او ۵۰۹ ، لغتوں میخانه به

نامش ۵۱۰ ، مؤلف ساقی نامه خود

را بنامش تمام کرده ایضاً مدح او

در شعر مؤلف ۵۲۱

سعدی (شیخ مصلح الدین) — و خسرو

۶۲ ، ۶۳ ، ۶۴ ، ۱۲۰ ، ۵۱۴ ح

مولانا ملک سعید شیرازی استاد کامل

جبری ۴۶۸ ، تخلص او ایضاً

سکندر (یا اسکندر) ۸۶ ، ۱۳۱

۱۳۵ ، ۱۳۸ ، ۱۵۴ ، ۱۶۵ ، ۲۰۰

۲۰۵ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۹ ، ۲۸۴ ح

۳۴۴ ، ۴۴۲

سلطان علی مشهیدی ۸۴ ح

سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا

سلطانی ۶۱ = امیر خسرو

سلم ۹۱

سلمان ساوجی — و امید رازی ۱۲۴

سیمان ۱۳۱ ، ۱۳۸ ، ۱۴۳ ، ۱۹۰



سیامک ۷۷

سیاوش ۲۰، سیاوش ۲۸۷، بیعد

ابن سیرین — وحن بصری ۱۶۳

سیف الدین ۶۱

ش

شاپور ۲۱۳

آقا شاپور (فریتی و شاپور) ۸، ترجمه اش

۳۷۹ - ۳۸۲: نازک گوئی و بی تعینی

او ۳۷۹، ذکر مولد او اجدادش

۳۸۰، تخلص اول او و مصاحبت او

با آصف خان ایضا، مثنوی او ایضا

سلوک آصف خان با او ۳۸۱، رباعی

او در باب شالی که آصف خان بدو

داده ایضا، ملاقاتش با مؤلف ایضا

تخلص دوم او و روانگی او بایران ۳۸۲

سفرش برای حج و توطن او در وطن

ایضا، قصیده او ایضا

شاه بیگ ارغون = شاه بیگ خان دوران

شاهجهان (شهاب الدین شهنشاه خرم)

۲۵۰ ح، ۳۶۹ ح، ۳۸۸ ح

عطای خطاب شاهجهانی بدو ۲۱۳، بدکن

بر سر ملک عنبر رود و فیروز جنگ را همراه

برد ۴۳۲، — و میر دوستی ایضا

۴۵۰ ح، ۴۶۴ ح، — و کال جهنی

۴۶۹، — و عسکری کاشانی ۴۷۹

۴۵۴ ح، ۴۵۴ ح، ۴۵۴ ح، —

و تادم ۴۵۴ ح، ۴۵۴ ح، —

و باقی ۴۵۹، ۴۵۹ ح، — و کیفی

نوسلمان ۵۶۱

میرزا شاهرخ ۹۴

شاه شجاع مظفری مخدوم حافظ ۸۳

قصه حافظ وزن شاه ۸۳، بیعد

شاه شهیدان ۱۸۶، ساک به امام حسین

شاه نظر (و شاه نظربگ) ساک به

نظربگ قمه

شیخ شاه نظر اصفهانی (یا قمه)

۴۵۴ ح، ساک به نظربگ قمه

شاه نواز خان سنجربه وسیله اش ملازم

ابراهم عادل شاه می شود ۲۵۱

شاهی بیگ خال ووران والی قندهار

۵۶۳، — و محمود بیگ ترکمان ایضا



صوبہ دار کابل ۵۶۴، انصرام بہائش  
 بہ سہی محمود بیگ ایضاً، محمود را  
 حسب الطلب الہداد باو فرستد ایضاً،  
 استدعای قول و عہد و نقش پنجہ جہانگیری  
 بجهت الہداد ایضاً، صلہ خدمات او  
 ۵۶۵ ح

شبانکارہ ۲۲۱ بعد

شد او عا ۱۷، ۲۸۸

مولانا شتر آری ہمدانی، ترجمہ اش  
 ۵۳۳ - ۵۳۵: نظریہ کلامش  
 ۵۳۳، مؤلف کتاب ہم سفر او شود  
 ایضاً، خوبی ہای او ایضاً، مولد او و  
 سفر ہای او بہ ہند ۵۳۴، - و  
 خان خانان ایضاً، عدد اییانش ایضاً،  
 او حاجی بودہ ایضاً، انتخاب کلامش  
 ایضاً، موازنہ اش با رونقی ہمدانی  
 کہ شاگرد اوست ۵۴۱

شرف الدین حسن بن حکیم ملا (یا مولانا)  
 ۳۷۵ ح = شفقانی

شرف الدین شاپور = آقا شاپور رازی  
 ۳۷۹ ح

مرزا شرف جہان قزوینی، ترجمہ اش

۱۳۲ - ۱۳۴: ترجمہ والدش ۱۳۲

تسن شرف و تاریخ وفات او ۱۳۲

بعد، ملاحظات بر دیوان شرف ۱۳۳

ساقی نامہ او ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۹ ح

ققہ میرزا جعفر و قتیق او دیوان شرف

را ۱۳۳، ۱۳۷، ۱۴۰

مولانا شرمی قزوینی، ترجمہ اش ۵۶۷

۵۶۸، شاعری او ۵۶۷، شعرش

بزبان قزوینی ایضاً، سیاه زبانی او

۵۶۸، مولدش و نام والدش ایضاً

استعدادش بہ بندگی شاہ عباس

ایضاً، نمونہ کلامش ایضاً

میر سید شریف علامہ ۹۴

شفقانی (حکیم ملک الشعرا، ممتاز ایران

۲۷۷ ح) ۸، تاریخ فوت صحیفی کہ

او گفتہ ۲۷۵، ملاقاتش با فقور

۳۳۲، ترجمہ اش ۳۷۵ - ۳۷۶

شاعری و حکمت و حذاقت او ۳۷۵

نام او ۳۷۵ ح، مصنفات او ۳۷۵

ہزالی او و نمونہ کلام ہزلش ۳۷۵ بعد



زایر مشهد ۲۷۶ ' — و صیغی ایضاً

مولد و معیشت او ایضاً ' — و

شاه عباس ایضاً ' ترکیب بند او

۳۷۶ ' — و صفیا اصفهانی

۵۴۹ ح — و باقی ۵۵۸

شکر الله ظفر خان = ظفر خان زین خان

شکبیه (مولانا محمد رضا صفهانی) ۸

ترجمه اش ۲۳۴ - ۲۳۸ :

وصف او ۲۳۴ ، مجالس مؤلف

با او ایضاً ' رتبه شاعری او و معتق

او ۲۳۴ بعد ، اقتباسات از

کلامش ۲۳۵ ، نام و لقب و

مولد او ایضاً ' ملازمت او و خانقا

را ۲۳۶ ، غارت اسباب او در

عدن هنگام مراجعت از حج و رجوع

او بخان خانان ایضاً ' بتوسط مهابت

خان بخدمت جهانگیر رسد ۲۳۷

— و جهانگیر ایضاً ' صددهلی

۲۳۸ ، تاریخ فوت او ایضاً ( نیز

راگ به ص ۵۳ ) ، ساقی نامه او ( موسوم

به عشرت آباد ۲۴۳ ) ۲۳۸ ، ۲۴۴

۵۲۵ ، مکتوب نظیری بدو ۵۳۱

شمس الانام شیرازی خالوی عرفی ۱۷۶

میرزا شمس الدین = جهانگیر علی خان ۵۴۳

شمس الدین صاحب دیوان البحرینی

۴۰ ' — و عراقی ۴۱

شمس الدین محمد (۱) حافظ

(۲) وحشی یزدی

شیخ شهاب الدین سهروردی ۲۷۷ ح

— و عراقی ۲۸ ، سنت شیخ ۳۲

شهباز خان مقرب مرزا غازی ترخان

۲۲۷

شهبسوار بیگ = نادوم گیلانی

شهیدی فقی معاصر حکیم پرتوی ۱۱۱

شیدک خان ازبک ۱۰۴

شیرانی (پروفیسر محمود) ۲۴۲ ح ، ۲۷۷ ح

۳۴۷ ح

شیرین ۱۴۱ ، ۲۱۳ ، ۳۰۷

ص

میر صابر اصفهانی استخوان عرفی راب

مشهد فرستد ۱۸۱



صاحب دودین الهمداد خان آندش به  
کابل و از آنجا سوی جهانگیر و انعام یافتن ۵۶۲ بعد

صاحب قران = تیمور

صمادتی بیک نقاش اصفهانی معاصر

ابو تراب بیک قزقی ۳۲۲ ح

میرزا صالح تبریزی تفنگ ساز که

ملازم شهزاده پرویز بود ۳۳۵ تاریخ

فوت فقور که او گفته ایضاً

صحیفی ۱۸، ۲۲۲ ح، ترجمه اش

۲۲۴ - ۲۲۵: مولد و نسب او

۲۲۵، کلاش ایضاً، خوش نویسی

او ایضاً، مدتش و تاریخ فوت

او که شفاقی گفته ایضاً، ساقی نامه

او ایضاً، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۲۹

صدرالدین (بن شیخ بهارالدین) ۳۲۲ ح

صدرالدین قونیوی - وعاتی ۳۶

صدرالشرعیه کیلانی ۳۳۱ ح

صفائی ۸، ترجمه اش ۵۶۸ -

۵۷۰: مولد او و فرارش به قزوین

۵۶۸، ملاقاتش با مؤلف ۵۶۹

دسترس او در علوم و فنون و کسب

او ایضاً، تاریخ قوش و مدفن او ایضاً

انتخاب کلامش ایضاً

صفدر خان (ولد میرزا یوسف خان ۴۸)

صاحب صوبه کشمیر قزوینی را در خدمت

خود نگاه دارد ۴۴۲، قزوینی در لاهور

از و جدا میشود ایضاً احمد بیک کابل در

صوبه داری کشمیر جانشین او بود ایضاً عسکری

به ملازمت او رسد ۴۷۸ بعد و بلاهت

آمده از و جدا شود ۴۷۹

صف شکن خان مرزا الشکری =

صفدر خان

آقا صفی صفا بانی (آقا صفی قلندر ۵۶۲)

۸، ترجمه اش ۵۴۸ - ۵۵۰: صلش

و سفرش به هند و نوکری آصف خان

۵۴۸، در لباس قلندران سیاحت

هند کند ایضاً، نوکری مهابت خان

ایضاً ملاقاتش با مولف و عمرش در آن

وقت ۵۴۹، مثنوی او و عدد ابیاتش

ایضاً، ساقی نامه او در خانه مؤلف

تلف شده ایضاً، نمونه کلامش ۵۷۰

— و مولانا انور ۵۶۲، ۵۶۷ ح



شاه صفی (فقط در حواشی صفحات) ۲۹۹

۲۰۲ بعد ۵۴۷، ۵۶۷

صفی الدین (یا صفیا صفهانی) ساک

به آقا صفی صفهانی

صوفی خلیل جد صحیفی که از اکابر ذوالقعد

بود ۲۴۴

مولانا صیدی = عرفی ۱۷۹

ض

ضحاک ۲۱۰، ۳۶۴

ضمیری اصفهانی معاصر میرزا حسابی و

میرزا جعفر ۱۳۳

ضیائی موشی ۸، ترجمه اش ۵۷۳ -

۵۷۴: مولد او و موزونیت او

ابا عن جید ۵۷۳، ملازمت جهانگیر

قلی خان و سکونت او در پتینه ایضا

عدد ابیات او ایضا، ساقی نامه او

ایضا

ط

طالب آملی (مازندرانی ۳۸۴، ملک الشعراء

۵۵۹) ۸، ملازم میرزا غازی

ترخان ۲۲۹، معاصران او در خدمت

خان ایضا، ترجمه اش ۳۸۴-۳۸۸:

قربت او به حکیم نظام الدین علی کاشی

۳۸۴ ح، مولد و توطن و تاهل او به

کاشان ۳۸۴، در مرو بملازمت ملکش

خان ایضا، استبازت از خان برای

رجوع به وطن و سفر به هند ایضا اقتباسی

از ان شتوی ایضا، در قندهار بملازمت

میرزا غازی خان رسد ۳۸۶، و روش

به آگره و ملاقاتش با مولف ایضا و صف

او ایضا رباعیات او ۳۸۷، بعد ملازمت

فیروز جنگ و اعتماد الدوله داخل بساط

بوسان جهانگیری شود ۳۸۷ بعد، عطای

خطاب ملک الشعراء بدو ۳۸۸، ۳۸۹

و باقی ۵۵۹

ابوطالب کلیم ساک به کلیم

شاه طغرل بن ارسلان سلجوقی ۱۰، ۲۸۳

طوس ۵

شاه طهاسب صفوی ۱۱، و

قاضی جهان ۱۳۲، ۱۳۹ ح، ۱۴۲ تا ۱۴۴



طہاس شاہ ۱۳۸ ، ۱۶۲ ، ۴۹۹

ظ

ظفرخان زین خان ۵۵۱

ظہوری طہرانی ( نورالدین محمد ) ۸ ، تالیف  
او میر ذہنی را ۲۶۰ ح ، وفاتش ۲۶۱ خ

— و جواب مخزن و قصہ رباعی

ذہنی دوبارہ ملک قمی ایضاً ، ترجمہ اش

۲۶۶ - ۲۶۹ : قبول سخنوری او

۲۶۶ ، معاصر ملک قمی و حیدر ذہنی

کاشی در بیجا پور ایضاً ، جواب مخزن

گوید و صلہ یابد ۲۶۸ ، نام و مولد او

و نشو و نمایافتش در دکن و سفر حج

۲۶۸ ، مصنفاتش ۲۶۹ ، وفاتش

ایضاً ، ساقی نامہ او ۲۶۹ ، ۲۹۸

۳۱۵ ، ۳۲۰ ، — و عکری کاشانی

۴۷۷

میر ظہیر الدین ابراہیم علمی والد ملک قزوینی

۴۵۶ ، ترجمہ اش ۴۵۶ - ۴۵۹

وطن و عیال را ترک کرده از مولانا

احمد اردبیلی استفادہ کند ۴۵۷

نمونہ کلاش ایضاً ، باپشش برومند

امام حسین رود و از انجا بہ ملازمت

شاہ عباس رسد ایضاً ، پدر و پسر

سمراہ شاہ بشہد و ہرات رسد و

علمی متوجہ مرو نشود ۴۵۹

ظہیر الدین عبد اللہ انامی اصفہانی پدر

شکبی ۲۳۶ ح

ظہیر فاریابی ۱۱ ، ۱۲۷ ، ۱۸۳

ع

عادل شاہ بیجا پوری = ابراہیم عادل شاہ

حکیم عارف ایگی ۸ ، ترجمہ اش ۴۲۰ -

۴۲۷ : طرز شعر او و نمونہ کلاش

۴۲۰ بیعد ، ملاقاتش با مولف ۴۲۱

احوال شخصیت او کہ خودش بیان نموده

ایضاً ، عدد ابیاتش و اقتباس از

مثنوی او ایضاً ، ترک وطن و سیاحت

در ایران و ہند و شہرت او بہ سخنوری

۴۲۲ بیعد ، ملازمت سلطان سلیم

و قصاید در مدح او ۴۲۳ ، در قید

سلیم شاہ ۴۲۴ ، فرار از شاہزادہ



و ملازمت اکبر شاه ایضا، ملازمت محمد قلی  
قطب شاه در دکن ۲۲۲ بعد رجوع  
او بایران و سیاحت در آن دیار  
و عود او به هند ۲۲۵، بحضور جهانگیر رسد  
در آگره و ماند و ۲۲۵ بعد، اقتباس  
از قصیده او که در مدح اعتماد الدوله  
گفته ۲۲۶، عطیه زمین که از بادشاه  
یافت و قیامش در بهار ۲۲۶ بعد،  
ساقی نامه او ۲۲۶

شاه عباس (رامضی) — و اقدسی

۱۸۴، ۱۸۸، ۱۹۳، ۲۲۲، مدح  
صحیفی او را ۲۳۸، ۲۴۹، فرمان  
طلب به سخر فرستد ۲۵۱، ۲۲۳،  
۳۲۴، — و فقور ۳۳۳،  
۳۶۱، ابیات مسیح در مدح او ۳۶۴،  
۳۶۵، خاطر گرانی او با مسیح ۳۶۶،  
ذکر او در ساقی نامه مسیح ۳۷۲، —  
و شقایق ۳۷۶، ۳۸۰، ۳۸۴،  
— و قصیدی بعد فتح خراسان ۳۹۱،  
۳۹۲، عنایات او بر قصیدی ۳۹۳،  
۳۹۶، ملک مشرقی را منشی رکاب

سازد ۴۰۲ بعد، فزونی ساقی نامه خود  
را بنامش تمام کند ۴۰۴، مدحش  
درین ساقی نامه ۴۰۸، ۴۵۰، ۴۵۱،  
۴۵۸، ۴۵۸، ملازمت میر ظهیر الدین ابراهیم  
و پسرش میر ملک او را و همراه او  
بمشهد رفتن ایشان ۴۵۹، متوجه شدن  
او برو برای رزم نورم خان ایضا،  
۴۵۶، ۴۵۶، ۴۵۶، ۴۵۶،  
۵۶۸

عبدالله خان ۳۹۰، والی توران

۳۹۱، بعد فتح خراسان ابوالکلام  
پدر قصیدی را و اعطای هرات ساخته ایضا  
خواجه عبدالله انصاری ابوالفضل برقی  
۳۸۹، مولف از جهت مادر از اولاد  
اوست ۴۹۹

عبدالله خان فیروز جنگ طالب آملی

بسفارش دیانت خان بخدمتش رسد  
۳۸۷، — و میر دوستی ۳۸۸،  
همرکاب شاهزاده خرم به دکن رود و  
و میر را همراه برد ۴۳۲، مدایح او  
در دیوان دوستی ایضا، ساقی نامه



دوستی ۴۳۶ ، ۵۰۹ ح ، ۵۴۰ ح  
 میر عبد اللہ مرثہ ۸ ، ترجمہ اش ۵۷۱ -  
 ۵۷۲ : وجہ تسمیہ اش بہ مرثہ و تخلص  
 او ۵۷۱ ، شعر او و ملاقاتش باموت  
 ایضاً ، مولد او ایضاً ، بیتی ازو ایضاً  
 عبد الباقی نہاوندی ۲۲۹ ح ، ۲۵۲ ح  
 نیز راکہ بہ فرست ۳ بذیل ماثر رحیمی  
 میر عبد الباقی یزدی (صدر) اتحادش بامیدی  
 و قصیدہ امید در حدش ۱۲۷  
 مولانا عبد الرحمن جامی راکہ بہ جامی  
 عبد الرحیم خاٹخانان راکہ بہ خان خانان  
 عبد الرزاق راکہ بہ جمال الدین عبد الرزاق  
 نواب محمد عبد السلام خان رامپوری  
 ۵۹ ح ، ۸۴ ح

عبد العلی = محوی  
 شیخ عبد الکیریم جونپوری راکہ بہ عطائی  
 جونپوری

عبد النبی (نبی) بن خلف فخر الزمانی  
 (یا عبد النبی فخر الزمانی ، یا مولف  
 یا مسود این اوراق وغیرہ) قصہ  
 تالیف میخانہ ۳ ، ۴ ح ، ۶ ، ۸

۹ ، ۱۲ ، ۲۹ ، ۶۳ ، زیارت قبر خسرو  
 کردہ ۶۵ ، ۱۰۶ ، ۱۳۳ ح ، ۱۴۴  
 ۱۶۵ ح ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۹ ، ۱۸۷  
 ۲۲۶ ، ۲۵۲ ح ، ۳۲۳ ، ۳۸۹ بیعد  
 ۴۱۰ ح ، ۴۱۱ ، ۴۳۱ ، ۴۴۱ ، ۵۲۶  
 ۵۵۲ ح ، ۵۶۳ ، بہ کشمیر رود  
 بعد مدتی بہ مندو رسد ۴۱۳ ، دیوان  
 دوستی را در کشمیر دیدہ ۴۳۲ ، ۴۴۱  
 — وغروی کاشی ۴۵۰ ، ۴۶۲  
 ترجمہ اش ۴۹۸ - ۵۱۰ : مولد او  
 ۴۹۸ ، ترجمہ والد مولف ۴۹۸ بیعد  
 نسبت او بہ جد او فخر الزمان ۴۹۹ ، ترجمہ  
 جدش و نمونہ کلام جدش ۴۹۹ بیعد  
 مشق نظم و تخلص اول مولف ایضاً ،  
 قصہ دانی و قوت حافظہ او ۵۰۱ ، براہ  
 مشہد و قندہار بہ لاہور رسد ۵۰۱  
 بیعد ، در آگرہ قصہ خوان میرزا نظامی  
 شود ۵۰۲ ، بہ ملازمت میرزا امان اللہ  
 رسیدہ بہ کتابداری او مقرر شود ۵۰۳  
 و نیز بہ بینید ص ۵۰۶ ص ۳۶۷ بیعد و  
 (ص ۵۳۱) — و محمد انور لاہوری بحضور



مرزا امان الله شعر گوئی کنند ۵۰۵  
 بعد، مولفات او ۵۰۷، به کشمیر رسیده  
 با میرزا نظامی بسر برد ۵۰۹ (= ۳)  
 تالیف دستور الفصحا ایضاً، تمام  
 میخانه در پشته ۴۶۳، تالیف میخانه  
 و فرار او بلاهور در لباس فقر ۵۰۸  
 (نیز به بینید ص ۳)، در ۱۰۲۶ به مندو  
 و از آنجا به بهار رسد ۵۰۹ (= ۳)  
 ملازمت نواب سردار خان و قلعون  
 میخانه بنامش ۵۱۰ (= ۴) ۵۷۷ (= ۵)  
 صحیفه سوم کتاب میخانه بوقت تحریر ترجمه  
 خودش تا مکمل است ۵۱۰، ۵۱۴ ج  
 ۵۱۸، فصحا که مولف بایشان برخورد  
 ۵۲۲ بعد، تاریخ تالیف میخانه ۵۵۲  
 تاریخ اتمام کتاب ۵۷۹، خانه اش  
 در پشته سوخته ۵۴۹، و کلام محمود  
 بیگ درین حادثه ضایع شده ۵۷۷  
 غزل گوئی او با محمود بیگ و وصلی  
 ۵۶۶، و داعش از اینها و رفتن او  
 به کشمیر ایضاً، تاریخ داخل شدن  
 او در پشته ۵۷۴، و صفش سردار خان

را ۵۷۸ (= ۴) آشنائی او با رونقی  
 همدانی ۵۲۱، و با حریفی ۵۷۰ مجالست  
 او با شکیبی ۲۳۴، بزمان کتابداری  
 میرزا امان الله هم صحبتی او به حکیم رکتا  
 ۳۶۷ بعد، مقابل دیوان رکتا برای  
 کتاب خانه میرزا ۳۶۸، مصاحبت او  
 با عسکری کاشانی و غزل گوئی با وی  
 ۴۷۹، تحقیق احوال وصلی و عسکری از  
 ایشان ۴۳۹، ۴۷۹، مصاحبت او  
 با مولانا انور ۵۶۲، ملاقاتش به ملا محمد صوفی  
 ۳۴۵، و شاپور رازی ۳۸۱، و طالب  
 آملی ۳۸۶، و مرشد خان ۴۱۳، و  
 عارف ایگی ۴۲۱، و کامل جهری ۴۶۸،  
 و اوجی کشمیری ۴۹۲، و حیاتی گیلانی  
 ۵۳۶، و موزون الملک ۵۳۸،  
 و نادم گیلانی ۵۴۶، و صفی صفایانی  
 ۵۴۹، و عطائی جونپوری ۵۵۳،  
 و محی اردبیلی ۵۵۷، و باقیاردر  
 اجیر و پتنه ۵۵۹، و کیفی ۵۶۱،  
 و محمود بیگ (که احسانها بر مولف  
 کرد) ۵۶۶ (= ۵۰۸) و صفائی



۵۶۹، و عبدالله مرثه ۵۷۱، و  
 زمینی کشمیری ۵۷۲، و درویش جاوید  
 ۵۷۵، تاریخ این واقعه ۵۳۲، هم  
 سفر با و صلی ۴۳۹، و باشراری همدانی  
 ۵۳۳، تاریخ این واقعه ۵۳۲، و با  
 حریفی ۵۷۰، تعداد ابیاتش ۵۱۰،  
 ساتی نامه بنام سردار خان تمام کرده  
 ایضاً، ابیات او ۲، ۳۸۸، ۴۶۳،  
 ۴۷۹، ۵۰۶، ۵۰۷، ساتی نامه ۵۱۰،  
 ۵۱۷، ۵۲۴، ۵۷۷ تا ۵۷۹،

عبدی بیگ شراری ۵۳۳ ح ۱  
 به شراری

عبید خان (عبید الله خان از بک ۳۹۰)  
 فرمان روای توران مولانا میر جان را  
 به بخارا برد ۳۹۰،

عبیدی (شمس المله والدین) معاصر  
 جوینی ۴۰،

عذرا ۴۸۷،

عذیر ۱۹۸،

عراقی (شیخ مولد او ۲۷، خواب پدرش  
 ایضاً، ترجمه اش ۲۷ - ۴۹،

مرید شیخ شهاب الدین سهروردی ۲۸،  
 قصه سفر او به هند ۲۹، و بهار الدین  
 زکریا ۳۰، بیعد، — و سلطان عدل  
 ۳۵، برای راجه رود ایضاً، — و شیخ  
 صد الدین قونیوی ۳۶، و معین الدین  
 پروانه ۳۷، — قصه او با معین الدین  
 حسن قوال ۳۷، بیعد، ملاقات ودائی  
 با معین ۴۰، — و امین الدین ۴۱،  
 — و جوینی ۴۱، بیعد، فرار به مصر  
 ۴۲، شیخ الشیوخ مصر ۴۳، حکایات  
 ۴۴، با ملک الامرا در دمشق ۴۶،  
 وفاتش و قبرش ۴۷، مصنفاتش  
 ایضاً، شتوی او ۴۸، ترجیع بندی  
 از او ۴۹، ۵۳، ۵۷، بیعد،  
 عرب (عربان) ۲۰۳ (۹)، ۵۰۳،  
 عربی (محمد حسین) ۸، ترجمه اش ۱۷۵-  
 ۱۸۱، نظر بر کلاش ۱۷۵، دیوانش  
 و ترتیب آن ایضاً، مولد عربی و ترجمه  
 پیش ۱۷۶، نام و لقب او و باعث  
 خروج او از وطن ایضاً، — و ابوالفتح  
 ایضاً، — و خان خانان ۱۷۷، اقتباسات



از کلام او ایضاً، بی ادبی او خصوصاً،  
 در حق نظامی ۱۷۸، و قاتش و احوالش  
 در دم آخر ایضاً، قصه درویشی ۱۷۹،  
 رجوع او از روش بی ادبی ۱۸۰،  
 نقل استخوانش به مشهد ۱۸۱،  
 قصیده اش در مدح ساقی کوثر هلم،  
 ۱۸۱، ۱۸۳، ساقی نامه او ۱۷۵،  
 ۱۸۳، ۲۲۲، ۲۲۹،  
 عزازیل ۱۷۹،  
 عزالدین محمد حاجی ۳۶ ح،  
 عزتی تخلص اول مولف میخانه ۵۰۱  
 عسکری کاشی ۸، ترجمه اش ۲۷۷-  
 ۲۷۹، نام و نسب و تخلص او  
 ۲۷۷، سفر او به روم بشغل تجارت  
 و رجوع او به کاشان ایضاً، سفر او  
 به دکن و صحبت او به سنج و ملک  
 و ظهوری و ذهنی و غیر هم ایضاً،  
 احتراز او از ملازمت سلاطین دکن  
 ایضاً، غرق شدن کشتی او براه مکه  
 و رسیدن او به گجرات به صحبت محمد  
 صوفی و نظیری ۷۸، سلوک نظیری

با او ایضاً، زیارت درگاه خواجہ حمیر  
 و سفر او به کشمیر در ملازمت ہاشم خان  
 صوبہ دار آنجا ۲۷۸، ترددات  
 او در ہم تبیت ایضاً و صفدر خان  
 ۲۷۹، مصاحبت او با مولف و منزل  
 گوئی با وی ایضاً، تحقیق احوالش  
 از وی ایضاً، همراه صفدر خان بلاہو  
 رسد و از وہجا گشته ملازم شہزادہ  
 خرم شود ایضاً، تعداد ایاتش ایضاً،  
 ساقی نامه او ۲۷۹، بیعد، ۲۹۱،  
 شیخ عطار نقل حکایتی از الہی نامه  
 او ۱۲

عطار د ۲۲۲ ح، دبیر فلک ۲۳۷،  
 عطائی جوہپوری ۸، ترجمه اش  
 ۵۵۲ - ۵۵۳، تخلص و مولد  
 او و نام پدرش ۵۵۲، بیعد،  
 ملاقاتش با مولف ۵۵۳، عطیہ  
 پارہ زمین از درگاہ جہانگیری بدو  
 و قیامش بہ جوہپور ایضاً، نمونہ  
 کلامش ایضاً،  
 علاء الدولہ سمنانی مرشد خواجہ کرمانی



۲۳ 'رباعی خوانو در حدش ایضا'

علمی = میر ظهیر الدین ابراهیم ۲۵۴ بیعد'

خواجه علی والہ ابو تراب بیگ ۳۲۳'

ترجمہ اش ایضا'

شیخ علی بابا کوہی ساک : بابا کوہی

میرزا علی خان انجمنی = خواجه علی

۲۲۲ ح'

مولانا علی سمرقندی ۹۴'

علی شاہ اعز الدین (برادر امیر خسرو)

۹۱

امیر علی شیر - و جامی ۹۵ بیعد -

و باقی ۱۰۴'

علی بن ابی طالب (حضرت امیر ساقی کوثر

ابو تراب) ۲۴، ۲۸ - و خواجو

۴۳، ۸۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۳۸'

۱۴۰، ۱۸۰ ح، قصیدہ عرفی در حدش

۱۴۵، ۱۸۱ بیعد، قصیدہ اقدس

در مع او ۱۸۹، ۱۸۹، ۲۱۰'

۲۱۸، ۲۲۲، ۳۳۱، ۳۵۰'

۳۵۹، ۳۵۴، حدش در ابیات

سیح ۳۶۴، و عسکری ۳۸۹، و اوچی

۲۹۵، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۳۸ ح'

۵۱۹، ۵۲۱

علی عمرانی ۷۲

سید علی کاتب لکهنوی ۲۹۶ ح

حکیم علی گیلانی - و فقہور ۳۳۴'

شیخ عماد الدین مقرب مولانا بہار الدین

زکریا ۲۰

عماد الملک جد مادی امیر خسرو -

و خسرو ۹۱'

ملک عتبر ۳۲۲، غلام چنگز خانی

۳۶۲، خان جہان بر سر او فرستاد

شود ایضا، ۵۴۴'

علیسی (میجا، میح، عیسی مریم)

۷۷ بیعد، ۱۰۹، ۱۴۵ ح، ۱۸۴'

۱۸۹، ۲۶۴، ۲۷۸، ۲۸۰ ح'

۳۳۸، ۳۴۲، ۳۴۸، ۳۶۲'

۳۹۴، ۴۱۰، ۴۳۳، ۴۴۶'

۴۵۲، ۴۶۴'

غ

میرزا غازی ترخان (دوقاری میرزای



ترخان ۸، ترجمه اش ۲۲۵-۲۲۹:  
 اوصاف حسنه او و حکایتی بدین معنی ۲۲۵،  
 رتبه شعرش و اقتباسات از کلامش  
 ۲۲۶، نغمه شناسی و ظنبورنوازی او  
 و رباعیات مرشد درین باب ۲۲۸،  
 دیوان او ۲۲۸، قصه خرید تخلص ۲۲۹،  
 اسامی بعضی از ارباب هنر که در خدمت  
 او بودند ایضاً، وفات او ایضاً ساقی  
 نامه او ۲۳۰، ممدوح سنجر ۲۵۲ ح،  
 — و فقور و مرشد و اسد ۳۳۳  
 ببعد ۳۸۵ ح، — و طالب آملی  
 ۳۸۶، به تحریک اسد مرشد را از  
 شیراز طلبد ۴۱۱، قصیده ره  
 آورد مرشد در مدح او ایضاً عطاء خطاب  
 خانی به مرشد ۴۱۲، ۴۱۳ ح، قصیده مصلی مرشد او ۴۱۴  
 ببعد ۴۱۲، بر مرشد قندهار ایضاً ۵۵۴ ح ببعد،  
 غزوری شیرازی ۴۵۰ ح،  
 میر غزوری کاشانی ۸، ترجمه او ۴۵۰  
 — ۴۵۱: مولد او و تولدن او به  
 شیراز ۴۵۰، در لار قصیده انوری  
 بنام خود کرده صله گیر ۴۵۱، سیاحت

او به هند و ساقی نامه او ایضاً،  
 غنی کشمیری ۵۴۰ ح  
 غیاث بیگ اعتماد الدوله — و  
 طالب آملی ۲۸۸، — و عارف ایگی  
 ۴۲۶، — و باقی مصنف ۵۵۹،  
 و درویش جاوید ۵۷۶،  
 غیاث الدین علی (۱) = والد خواجہ حسین  
 ثانی ۱۶۲،  
 (۲) = ۲۱۶ مرگ به غیاثی  
 منصف  
 (۳) = پدر عارف ایگی ۴۲۱،  
 اندرز او به پسرش ۴۲۲،  
 غیاث الدین محمد بلبن ۶۱  
 مولانا غیاثی منصف ۸، ترجمه اش  
 ۲۱۴ - ۲۱۸: اوصاف او ۲۱۴،  
 تخلص و نام و مولد و موطن او  
 ایضاً، — به لازمت میرزا جعفر  
 و میرزا رستم قندهاری رسد ایضاً  
 — و محمد قلی قطب شاه ۲۱۷، بار  
 ثانی ملازم میرزا رستم شود ایضاً،



وفات او و وصیتش

۲۱۷ - و نظر بیگ ایضاً (و. ص ۵۲۳)

دیوانش ایضاً 'ساقی نامه او ۲۱۸'

۲۲۵

## ف

شهرزاده فاضل (فاضل) برادر امام رضا ۱۵۴

مولانا فتح الله تبریزی استاد میرزا

الغ بیگ ۹۴

امیرالو الفتح برادر قاسم گونا بادی

ترجمه اش ۱۲۲

ابوالفتح گیلانی - و عرفی ۱۷۶ اتحادش

به خان خانان ایضاً 'ج ۱۷۷ -

و حیاتی گیلانی ۵۳۵ 'مسیح الدین

۵۳۵ ج ۵۳۶

فتحی مصنف بر او باقی ۵۵۹

فخر جرجانی (یا فخر یا فخر گرگان) ۱۹ تا ۱۶

فخرالدین ابراهیم مهدانی ۲۷ ساک به

عرانی

فخر الزمان (قاضی) جد مادری مولف

۴۹۹ 'ترجمه اش ایضاً' - و

شاهزاده بهرام بن شاه اسمعیل ۵۰۰

۵۱۷

بو فراس ۱۸۳

فردوسی ۱۱۱ '۵۲۳

فرعون ۱۱۰ '۲۱۰

فرقتی = میرزا ابوتراب بیگ

فرنگ ۴۸ '۱۸۶ (۹) '۱۲۵

۴۵۸ ج

فرهاد (کوهن) ۳۰۷ '۳۱۷ '۴۷۷ '۴۸۷

فریبی = (۱) میر عبد الله مرثه

(۲) آقا شاپور رازی

شیخ فرید شکر گنج ۶۴

فریدون ۲ '۷۷ ج '۸۶ ج '۹۷

۱۱۰ '۲۲۲ 'و غیره من المواقف

فرونی استرآبادی ۸ 'ترجمه اش

۴۴۳ - ۴۴۴ : وصف او ۴۴۳

مولف بحیره در فن تاریخ ایضاً 'نام

و مولد و تخلص او ۴۴۴ 'سیاری

او اول به شغل تجارت بعدش در لباس

فقر ایضاً 'بعد ملازمت صفدرخان در

کشمیر همراهش به هند آید ایضاً 'در دکن



ایضاً، ساقی نامه او که بنام عباس شاه  
 تمام کرده ۴۴۴، ۴۴۵،  
 میرزا فصیحی انصاری ملک الشعراء  
 خراسان ۸، فرستادن او شخصی را  
 برای آوردن استخوان عرفی از هند  
 ۱۸۰ بعد، مصاحبت او با الوتراب  
 بیگ فرقتی ۳۲۳، — و شغالی ۳۶۶،  
 ترجمه اش ۳۸۹ - ۳۹۳: فصیح  
 شعرای خراسان ۳۸۹، ترجمه جد و  
 والد او ۳۹۰ بعد، شهرت او در  
 شعر گوئی بزمان طفولیت ۳۹۱، همراه  
 شاه عباس به قزوین رود و بعد  
 چندی به هرات عود کند ایضاً صاحب  
 مشربی او و اشارش مدین باب  
 ۳۹۱ بعد، فرارش به هند و گرفتاری  
 و رسوائی او و رباعی او درین باب  
 ۳۹۲ بعد، دیگر باره منظور تظلم  
 شاه عباس شود ایضاً، تعداد ابیات  
 او ایضاً، ترکیب بندی از ۳۹۳  
 بعد، — و باقی ۵۵۸،  
 شیخ ابوالفضل ۱۹۸، مرگ به ابوالفضل

بابا فغانی مسج کاشی تتبع دیوان او کرده  
 ۳۶۲،

حکیم فقہور گیلانی ۸، ترجمه اش

۳۳۱ - ۳۳۶: ملاحظات متعلق

بدو ۳۳۱، هنرهای او ایضاً، مولد

او و نام پوشش ۳۳۲، تخلص او

او و سیاحتش و قیامش در گرجستان

ایضاً، رجوع او به عراق و ملاقاتش

به حکیم شغالی ایضاً، — و شاه عباس

۳۳۳، قصه اش با میرزا غازی و

شعراى مدبار او ایضاً، — و حکیم

علی گیلانی ۳۳۴، بملازمت شاهزاده

پرویز در بهمن پور ۳۳۵، وفات و

دفن او ایضاً، تاریخ فوتش از صالح

تبریزی ایضاً، مصنفات او ۳۳۶،

ترجیع بند او ایضاً ۳۴۲، ترجیعش

بعد ختم کتاب مسج شده ۴۶۲،

فلاطون ۲۲۳، ۴۴۵،

فیاضی مرگ به فیضی

فیروز

فیروز جنگ مرگ به عبداللہ خان فیروز جنگ



قاسمی - ۱۴۱ بعد مرگ بہ میرزا قاسم

قاضی جہان ۱۳۲ = میر نور الہدی  
قاضی زادۂ روم معاصر جامی ۹۴  
قایتباہی چرکس بادشاہ مصر و شام بہ  
جامی ۹۶

قدسی مشہدی (حاجی محمد خان) ۸ ترجمہ  
اش ۵۳۹ - ۵۴۱ : مولد و نام  
و تخلص او ۵۳۹ 'سفر ج و عود او  
بہ وطن ایضاً ' معیشت او و مجالس  
او با حکام ۵۴۰ ' نمونہ کلامش ۵۴۱  
— و نادم گیلانی ۵۴۷ ج

قربی (یا قریبی) ۳۸۰ ج مرگ بہ آقاشا پو  
رازی

قزاق خان ۱۶۴

قزل ارسلان (اتابک) ۱۰

قزلباش ۵۶۳ بعد

ملا قطب شدہ با ف تاریخ وفات  
وحشی ازو ۱۵۴

قنبر ۱۲۳

قوام الدین ۲۶۸ بعد = کامل جہری

شیخ فیضی (ابو الفیض) ۸ ترجمہ

۱۹۴ - ۱۹۸ : ملک الشعرا ۱۹۴ ج

۱۹۶ ' مصنفات او ۱۹۵ ' اقتباس

از دیباچہ و یوناش ایضاً ' نام و تخلص

او ۱۹۷ ' تاریخ اتمام تفسیرش از

حیدر معانی ایضاً ' مولد و وفات و

مدفن او ۱۹۸ ' نمونہ کلامش ایضاً

۱۹۹ ' ۲۰۰

ق

قارون ۱۷ ' ۸۹ ' ۹۷ ' ۱۳۱ ' ۲۲۴

۲۶۵ ' ۲۶۶ ' ۲۸۸ ' ۵۱۱

میرزا قاسم محمد قاسم گونا بادی قاسمی

۷ ' ترجمہ اش ۱۴۱ - ۱۴۴ : احوال

تخصیص او ۱۴۱ ' مولد و نسب او

۱۴۲ ' احوال برادر او امیر ابو الفتح

ایضاً ' مصنفات قاسمی ۱۴۲ تا ۱۴۴

یکی از دو ساقی نامہ او ۱۴۴ ' ۱۵۲

خواجہ قاسم = دیانت خان

خواجہ ابو القاسم سیری - با نوعی و

پیش شیخ محمود ۲۰۱



شاه قوام الدین نوربخشی دشمنی او

با امیدی ۱۲۷، ۱۲۸

قوام الدین حسن جد جامی ۹۳

قیصر ۲۱۸

ک

کامل = مولانا ملک سعید شیرازی

مولانا کامل جهرمی ۸، ترجمه اش

۴۶۸ - ۴۶۹: نام و نسب و

مولد او ۴۶۸، تحصیل علم بخدمت

مولانا ملک سعید ایضاً، ملاقات او

با مولف ایضاً و جدا اختیار این تخلص ایضاً

ملازمت خانخانان و سلطان خرم ایضاً

مصنفات او ایضاً، ترجیحی از ۴۶۹

۴۷۶

کامی = میرزا ابوتراب بیگ فرقی

کاؤس ۲۰، ۷۶، ۹۰، ۹۷، ۱۱۰

سلسله کبرویه ۱۰۵

کبیر الدین ولد عراقی ۳۳، در دمشق ۴۶

قریش ۴۷

کروبیان ۴۸۱

کرمیای ساوچی ناظم و ناشر ۴۶۳

میخانه و حال مولف میخانه را به عرض

شاهزاده پرویز رساند ایضاً

کلارک (سی-سیٹلی) ۲۲۵ ح

کلیم ابوطالب تاریخ فوت ملک از و

۲۶۱ ح - و قدسی ۵۴۰ ح

کمال [اصفہانی ۹] ۷۷

کوهی، ماگ به بابا کوهی

کی ۲۰، ۷۶، ۸۸، ۱۵۰، ۲۸۷

کی خسرو ۲۱، ۲۰، ۹۰، ۲۸۸

کیفی (سیتانی، نو مسلمان) ۸، ترجمه

اش ۵۶۰ - ۵۶۲: مصنفاتش

۵۶۰، ملاقاتش با مولف ۵۶۱

مولد و اصل او ایضاً، سیاحت

او در هند و ملازمت شاهزاده شاهچراغ

ایضاً نمونہ کلامش ایضاً

کیقباد ۸۷

کیوان ۳۳۴

کیومرث ۱۸۶

میرزا کیلیک ۱۰۴



گ

گشتاسپ ۱۲۶ ح  
گیو ۲۸۷

ل

لات ۵۱

لاچین ۶۰، ۹۱

لسان الغیب ۸۰ = حافظ

میرزا لشکری صفدرخان ۳۳۲ ح  
مرگ به صفدرخان

ملا لطفی ۵۳۷ ح، مرگ به موزون الملک

لهراسپ ۱۲۶ ح

لیلاج ۲۸۹

لیلی ۲۲۰، ۲۸۷

م

مولانا بابلی - و ملک قمی ۲۶۱ ح

مانی ۱۳۲، ۲۷۸

مبارز الدین ۵۰۳ ح مرگ به مهابت  
خان

مبارک شاه خلجی ۹۳

متین کشمیری ۲۰۸ ح

مجنون ۲۲۰، ۳۱۷، ۴۵۵ بعد

۴۶۷، ۴۸۷

محب علی سندی ۸، ترجمه اش

۴۹۷ - ۴۹۸ مولد او و

سیاحت او بهند ۴۹۷ - و

خانخانان ۴۹۷ بعد، ساقی نامه

او ۴۹۸

مختتم کاشی ۲۵۲ ح

مولانا محمد (یا ملا محمد صوفی) نازدانی

۸، ترجمه اش ۳۴۵ - ۳۴۷

متبع طرز قدما ۳۴۵، وجه تسمیه

اش به صوفی و مولد و منشای

او ایضا، ملاقاتش با مولف ۳۴۵

سوانح حیاتش از خود او و احوال

قیام او با جمیه ۳۴۶، مولفات او

۳۴۷، ساقی نامه او ۳۴۷،

۳۴۰ ح، ۳۶۵ ح، ۴۹۲

۳۵۸ - و عسکری کاشانی

۴۷۸، معرف کمال اوجی کشمیری بود



۴۹۲ بیت کنایه امیر نظیری نسبت

باو ۵۳۳

محمد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ۳، ۴

۱۲، ۱۳۲، ۱۴۳، ۱۵۰، ۱۸۱

۱۶۳، ۲۰۴، ۲۲۲، ۲۵۴، ۲۶۶

۳۴۴ ابیات میح در مدح او

۳۶۳، ۳۶۵، ۳۷۴، ۴۰۹

۴۳۲، ۴۳۴، ۵۱۴، ۵۱۸ بعد

۵۱۴ ح ۵۲۱، و غیره من الموضع

محمد بن سلطان غیاث الدین محمد لیس =

محمد جون ۶۲

محمد تغلق شاه ۶۱، ۶۲

محمد جان = قدسی

محمد جون - و خسرو ۶۱ بعد

محمد حسین (۱) = عربی ۱۷۶

(۲) = فقور گیلانی ۳۳۱ ح

(۳) = نظیری ۵۲۵

محمد حیدر ساک به خصالی

محمد خان موصولو (ترکمان) ۳۲۳ ح

محمد خدا بنده [الینانی] ۴۷ ح

محمد دوآنی = جلال الدین محمد دوآنی

محمد رضا (۱) = نوعی خبوشانی ۲۰۰

(۲) = شکیبی صفابانی ۲۳۶

محمد زمان معاصر شاه نظریگ ۵۴۵

محمد سلطان حاکم کاشان معاصر وحشی

بافقی ۱۵۳

محمد شریف هجری پدر اعتماد الدوله ۳۸۰ ح

سلطان محمد صفوی (خدا بنده) ۳۲۳

محمد طالب آملی ساک به طالب آملی

۳۸۴ ح

محمد علی خان متین (کشیری) ۴۰۸ ح

۴۰۹ ح

محمد قاسم ۴۷۸ ح

مرزا محمد قاسم گونا بادی ساک به قاسم

محمد قلی خان پرناک حاکم فارس - و

ذکی همسانی ۳۹۷ - و مرشد ۴۱۰

مرشد ساقی نامه خود بنامش تمام کرده

۴۱۰، ۴۱۹

محمد قلی قطب شاه - و غیاثی ۲۱۷

شاه گلگنده و عارف ایگی ۴۲۵ -

و عسکری کاشانی ۴۷۷

محمد کاسه لیس = خسرو ۶۵



محمد ہاشم = سنجہ بن حیدر مٹائی  
شیخ محمود پدر نوعی مع پسر خود بہ گجرات

رود، ۲۰۱ — و ابو القاسم سیری

ایضاً

امیر محمود (سیف الدین والد خسرو)

۶۰ بعد

محمود [غزنوی] ۲۸۴

محمود بیگ ترکمان [محمود] ۵۰۸ ح ترجمہ

اش ۵۶۳ - ۵۶۷: اصل او

۵۶۳ ملازمت حسین خان قاجار

را ترک کردہ بہ قندہار رسد ایضاً

بملازمت خان دوران در قندہار و

کابل ۵۶۴، مہام سرکار خان بوقوف

او سرانجام یابد ایضاً — و

پسر جلالہ ایضاً، صاحب داد را با

عرفتہ خان دوران بہ جہانگیر بر دو

کامیاب باز آید ۵۶۵، منصب

یافتن او ایضاً، ملاقاتش با مولف

در سامبرہ احاش بہ مولف ۵۶۶

غزلگوئی او با وصلی و مولف ایضاً

بہ نگش رود ایضاً، تخلص او ۵۶۷

نمونہ کلامش ایضاً ایالتش تلف

شود ایضاً

محموی اردو بیلی ۸، ترجمہ اش ۵۵۶ -

۵۵۸: اصل و مولد و منشای او

و ورودش بہند ۵۵۶، بملازمت

میرزا رستم صفوی ایضاً، ورودش

باجمیر و ملاقاتش با مولف و عرش

مدان وقت ۵۵۷، وفات او بہ

برہانپور ایضاً، نمونہ کلامش ایضاً

تاریخ فوت او از مرشد ۵۵۸

شیخ محی الدین عربی ۳۶۲، قبر او

۹۵، ۴۷

میر مختار مولف مخزن الاخبار ۱۱۲

خواجہ مراد والد اسد بیگ قزوینی ۵۵۴

مرقضی نظام شاہ = نظام شاہ دیوانہ

ملا مرشد (بروجردی) ۸، ۲۱۹ ح

رباعیات او در مدح میرزا غازی

۲۲۸، معاصران او در خدمت میرزا

غازی ۲۲۹، — و وصلی ایضاً قصہ

او با اسد و فقور و میرزا ۳۳۳

بعد، یاری او با محوی و تاریخ فوت



محمی ازو ۵۵۸، ترجمه اش ۴۰۸  
 — ۴۱۳: طرز شعر او ۴۰۸، نام  
 و تخلص او ۴۰۹، عاشق پیشگی او و  
 رباعیات او درین باب ایضاً قصاید  
 او در نعت و منقبت و ابیات او در  
 وصف بر وجود ایضاً سیاحت او  
 و قیامش به شیراز ۴۱۰، ساقی نامه  
 را بنام محمد قلی خان تمام کرده ایضاً —  
 و میرزا غازی ۴۱۱، اقتباس از  
 قصیده که در مدح میرزا گفته ۴۱۱  
 ببعد، خطاب مرشد خانی ایضاً ۴۱۲،  
 در قنبدار ایضاً ملازمت او و مهابت  
 خان را و مصاحبت با مولف ۴۱۳  
 در دکن ایضاً بوسیله آصف خان  
 ملازم شاهجهان شود ایضاً، ساقی نامه  
 ۴۱۰ ج ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۸ —  
 استاد و صلی ۴۳۹، و صلی را به سند  
 طلبید ۴۴۰

مریم ۱۸۷، ۴۴۶  
 مسعود ساک به امید رازی  
 مسیح (۱) عیسی

(۲) یا مسیح ثانی، یسعی  
 یا مسیحی ۲۶۱ ج حکیم رکن  
 مسیح بیگ هم شهری مولف که مدار الهام  
 سرکار میرزا امامی الله بود ۵۰۳، مولف  
 را به میرزا رسانده ایضاً  
 میرزا ملک مشرقی ۸، ترجمه اش ۴۰۱  
 — ۴۰۳، ناظم و ناشر ۴۰۱، مولد و  
 نام و تخلص او ۴۰۲، قصیده اش در  
 مدح حاتم بیگ اعتماد الدوله و صلیه بنت  
 ازو ایضاً، به وسیله حاتم بیگ بدرگاه  
 شاه عباس رسد و تربیت یابد ایضاً،  
 تعداد ابیاتش ایضاً، فنی رکاب شاه  
 ایضاً، ساقی نامه او ۴۰۴، ۴۰۶ ج  
 مشتی قزوینی والد شهری ۵۶۸،  
 مصلح الدین سعدی ۶۲ ساک به سعدی  
 مظفر حسین مرزا ۱۰۴، نسب او ۵۵  
 — و حیدر خصال ایضاً،  
 میر معز الدین کاشی ۲۵۲ ج  
 معز الملک ریاختری یا باختری اتین  
 او بر سر دلپت پسر ای سنگد بهت  
 ۴۶۰، — و میر ملکی ایضاً، ۴۶۱



معز الملک مشهدی ۴۱۲ ح

معصوم بیگ ۱۴۴

میر معتمانی = میر رفیع الدین حیدر طباطبائی  
متمانی

معنوی = عطائی جونپوری

امیر معین الدین (پروانه) - و عراقی

۳۷ - ۳۹ - — و حسن قوال و

عراقی ایضاً، گرفتاری او و ملاقات

آخرش به عراقی ۴۰، ۴۲، ۴۳

خواجه معین الدین چشتی ۴۴، ۴۷، ۴۸

مقرب خان — و رونقی همدانی

۵۴۲ ح

مقصود بیگ ناظر بیوتات ۳۲۲ ح

مقصود خورده فروش ۲۵۲ ح

مقنّع ۳۸۳

ابوالکارم والد فصیحی ۳۹۰ ترجمه

او ایضاً، عبداللہ خان اوزبک او

را و اعظہرات سازد ۳۹۱

مولانا ملک سعید شیرازی راک به ذیل

س

ملک (محمد قمی) ۸، مصاہیرش باسنجر

۲۵۱، ترجمایش ۲۵۹ - ۲۶۱:

مرتبه شعرش و نمونه کلامش ۲۵۹

مولد و نام و تخلص او ۲۶۰، به ملازمت

نظام شاه بحری و ابراهیم عادلشاه رسد

ایضاً، مصنفات او ایضاً، تنبّخ مخزن

کند و صلہ گیرد ۲۶۰، ۲۶۸ - و

میر حیدر ذہنی ایضاً، عمراو و تازیخ

و فاش ایضاً، دفن او ایضاً، غزل او

در وصیت ایضاً، ساقی نامہ او ۲۵۹،

۲۶۲، معاصر ظہوری و فخلص او

۲۶۸، — و عسکری کاشی ۴۷۷

ملکش خان حاکم مرو مخدوم طالب آملی

که مثنوی بنامش تمام کرده ۳۸۴

اقتباسی از ان شنوی ۳۸۵، ۳۸۶

(نیز به پینید ملکش سلطان)

ملکش سلطان بن بکتش خان ۳۸۴ ح

نیز راک به ملکش خان

میر ملکی قزوینی ۸، ۴۵۰ ح، ترجمایش

۴۵۶ - ۴۶۴: اصل ایشان و

ترجمہ پدرش ۴۵۷، ہمراہ پدر

به کر بلا رود و از انجا بخد مت شاه عباس



رسد ۲۵۸ بعد 'همکاب شاه پشهید  
 وهرات رود ۲۵۹ 'ورودش به هند  
 و ملازمت شاه اکبر ایضا ' مرثیه اکبر  
 از و ۲۵۹ بعد 'بملازمت جهانگیر رسد  
 ۲۶۰ ' — و میر معز الملک ایضا  
 شجاعت او ۲۶۱ ' — ظهور مدانگی  
 او در خدمت جهانبخت خان ۲۶۲ ' —  
 و خان جهان ایضا ' رجوعش به اگره  
 و غزلی از و ایضا ' و رستم میرزا  
 ایضا ' جاگیرش بریده شود ۲۶۳  
 سیر دکن و رجوعش به پتنه ایضا ' —  
 و سلطان پرویز ایضا ' به عزم ملازمت  
 ابراهیم خان فتح جنگ به بنگاله رود  
 ۲۶۴ ' ساقی نامه خود را بابیات مدحیه  
 پرویز مرثیه کند و مولف بایامی پرویز  
 او را درج میخانه کند ۲۶۴، ۲۵۷ ح  
 ۲۶۳ (نیز به بنید ۳۴۷ ح)

منات ۵۱۱

منصف راک به غیاثا

منصور ۱۵۶، ۱۵۹، ۳۳۶، ۳۳۹  
 ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴

۲۶۵، ۲۷۰، ۲۸۶، ۲۸۹ بعد  
 ۲۹۶  
 شاه منصور مخدوم حافظ ۸۳، ۸۶  
 منکر ۳۰۴  
 منوچهر ۸۶  
 شاه منوچهر مشهور به خاقان کبیر ۱۰  
 موزون الملک (ملا لطفی) اصل او  
 ۵۳۷، مولد او و ملا قاش با مولف  
 ۵۳۸، حاکم بندر لهری ایضا بعد  
 رجوع به اگره مهتم دار الفرب کجرات  
 شود ایضا ' سن وفات او ۵۳۹  
 رباعی از و ایضا

موسسی<sup>۱</sup> (یا کلیم) ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۵۰  
 ۱۵۶، ۱۶۸، ۱۸۶، ۱۹۳، ۱۹۸  
 ۲۳۲، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۵۰  
 ۴۰۰، ۴۱۴، ۴۳۴، ۴۵۲  
 مولوی معنوی ۱۷۹، ۱۸۰ ح = جلال

الدین محمد رومی

مهابت خان (زمانه بیگ ۴۶۱، ۵۵۱  
 و غیره) من المواقف ' مبارز الدین ۳۰۳ ح  
 ۵۳۱، ۵۵۱ ح) شکبیه را بخدمت



ن

نام گیلانی (= شهباز بیگ) ۸

ترجمه ۵۴۶ - ۵۴۸، نام و مولد

او و سیاحت او در هند ۵۴۶

ملاقاتش با مولف و عمر او در آن ایام

۵۴۷ بعد، نزدی او و وصف شعر

او ایضا، رباعی او در مدح رکن ۵۴۸

ناصر خسرو ۶۴

ناظم تبریزی ۳۸۲ ح، ۳۸۷ ح

نامی = افضل

مولانا تاجی کشمیری والد اوجی کشمیری ۴۹

ناهمید ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۴۷، ۳۱۲

۳۱۳، ۴۴۶

نبی = عبد الله بنی خان مولف میخانه

نجم ثانی دوست امید ۱۲۷

نخلبند شعر = خواجوی کرمانی

راجہ نرندرناتھ لاهوری ۴۰۹ ح

حکیم نظام الدین (نظام الدین علی ۳۶۱ ح)

۳۸۴ ح) پدر حکیم رکن ۳۶۱، اشعاً

رکن در مدح او ایضا، قرابت او به طب

جهانگیر رساند ۲۳۷، مرحمت کردن

جهانگیر رکن را بدو و مرثیہ به

رکن ۳۶۷، باز گرفتن جهانگیر رکن

را از او ۳۶۹، به دکن رود ایضا،

۴۱۲ ح — و مرشد خان ۴۱۳

رشید خان از کومکین او مقرر شود

و میرملکی ایضا ۴۶۱، مسیح بیگ

قزوینی را مدارالہام سرکارپیش

امان اللہ ساخته ۵۰۳، جمعی از عربان

را نوکر داشت ایضا، — وصفی صفای

۵۴۸، ۵۶۲، ۵۵۰ ح — و نصالی

۵۵۱، — واسد بیگ قزوینی ۵۵۵

۵۶۲

میر = فقہور گیلانی ۳۳۲ ح

میرمنہ زن والد وصلی ۴۳۹

مولانا میر جان جد نصیبی ۳۹، ترجمہ او

ایضا

میرزا خان = خانخانان ۲۴۱ ح

میرزای ترخان = میرزاغازی ترخان

خواجہ میک دبیر اصفہانی ۴۶۲ ح

ہک بہ چنگز خان



آملی ۳۸۴ ح

نظام الدین احمد (۱) مولانا شری قزوینی

(۲) صاحب طبقات اکبری

۵۰۲ ح

(۳) [قزوینی] ۵۰۹ ح رک

به میرزا نظامی قزوینی

شیخ نظام الدین اولیا — و خسرو

۶۳ بیعد ترجمه ۶۴

نظام الدین طباطبائی پدر کامل جبر ۳۶۸

نظام الدین دیوانه مرتضی والی احمد نگر

(نظام شاه بحر ۲۵۹) محمود ملک

قی ۲۵۹، ۴۶۲

میرزا نظام قزوینی ریامیرزا نظامی ۵۰۲

و غیره من المواقف) بر بالین عربی

هنگام مرگش ۱۷۸، خویش مؤلف

۵۰۲، اولاً واقعه نویس درگاه جهانگیر

و بعد چند سال دیوان بهار ۵۰۲ بیعد

۵۰۹، مؤلف را قلم خوان خود مقرر

کرده ایضاً مؤلف با وی در کشمیر

بسربرد ۵۰۹، بخشی و دیوان کشمیر

ایضاً ۱۷۸، مکتوب آمده درگاه جهانگیری

حاضر شود ۵۰۹

نظام الملک بحر ۴۶۲ رک به نظام شاه

دیوانه

نظامی (شیخ نامی گرامی شیخ حضرت شیخ)

۷، ۵-۱۲: مولد او ۹ احوال

والدین او و نامش ایضاً ولایت

او و فهرست مصنفاتش ایضاً

تاریخ وفاتش و ذکر معاصران او

۱۱، بحث متعلق به مصنف و پس

و راین ایضاً، ساقی نامه او ۱۶

۱۷، ۲۶، ۵۹ ح، ۶۵، ۷۲

۸۳، ۸۶، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۷۴

— و عنی ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ ح

۲۰۲، ۲۶۰، ۲۶۸، ۳۶۲

۵۲۵ ح، ۵۵۲

نظامی عروضی سمرقندی ۱۱

شاه نظر بیگ قلمش — و غیاثی مصنف

۲۱۷، ترجمه او ۵۴۳-۵۴۶

شیرمدی و شاعری او ۵۴۳، مولد

و سیاحت او ایضاً، به ملازمت خان خانان

رسیده همراه میرزا ایرج بدکن رود



۵۴۲، زخمی شدن او و زیارت  
 مشهد مقدس ایضاً، شکایت سلوک  
 ایرج به خاتمان کند ۵۴۵،  
 نظیری نیشاپوری ۸، مصاحبت سلوک  
 او با عسکری کاشانی ۴۷۸، ترجمه  
 اش ۵۲۴ - ۵۳۲؛ وجه ذکر او  
 در مرتبه ثالث ۵۲۵، نام و مولد او  
 و آمدش به ملازمت خان خانان  
 ۵۲۶، استجارت از خان برای حج  
 ایضاً دیوانش ۵۲۶، ۵۳۲، توطن  
 گجرات اختیار نموده بشغل تجارت  
 مرقد الحال گردد ۵۲۷، — و جهانگیر  
 ۵۲۸، قصه رسیدش بخدمت شاه  
 مرتبه اول و ذکر خان خانان ۵۲۹،  
 انتخاب از کلامش ۵۲۹، ۵۳۲،  
 مکتوبش به شکیبی و تاریخ فوت او  
 ۵۳۱، بعد بیتش نسبت به مولانا  
 صوفی ۵۳۳، ۵۴۶، ح ۵۴۷،  
 نکیر ۳۰۴  
 نکیر ۲۱۳  
 نمرود ۲۸۸

نوح ۸۹۴، ۱۱۷، ۱۶۱، ۱۸۴، ۲۲۲،  
 ۲۳۲، ۲۶۴، ۲۷۹، بیعد ۳۴۱،  
 ۳۵۰، ۳۶۴، ۳۹۴، ۴۳۴، ۴۴۴،  
 ۴۴۵ بعد

نورخشیان (نورخشیه) ۱۲۸  
 نور جهان بیگم ۳۸۰، ح ۴۲۶، ح ۴۶۴،  
 نورالدین محمد (۱)، جهانگیر (۲)، ظهوری  
 نورم خان [= نور محمد خان اوزبک] شاه  
 عباس بعزم دزم او به مرو رود  
 ۴۵۹،

میر نور الهیدی قاضی جهان ترجمه اش  
 ۱۳۲، و شاه طهماسب ایضاً

نوشیروان ۷، ۱۳۹، ۱۵۰، ۲۸۷،  
 نوعی حبوشانی (محمد رضا) ۸، ترجمه اش  
 ۲۰۰ - ۲۰۲؛ نام و مولد او ۲۰۰،  
 با پدر خود سیر گجرات کرده به مشهد  
 رجوع کند ۲۰۱، — و میرزا یوسف  
 خان صوبه دار کشمیر ایضاً، تخلص او و  
 بیان او و افش ایضاً، — و دان شاه  
 ایضاً، مصنفات او ۲۰۲، — و  
 خان خانان ایضاً، وفات او ایضاً،



ساتی نامه او ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۱۲،

و

واله ۲۵۲ ح، داغستانی ۵۳۲ ح،

درویش والہ ۳۹۳ ح،

وامق ۲۸۷،

وجہی ہروی ملازم ظفر خان ۵۵۱،

وحشی (برادر شمس الدین محمد یزدی) ۱۵۲،

وحشی یزدی (شمس الدین محمد) ۷،

ترجمہ اش ۱۵۲ - ۱۵۴: مولداو

و کتب داری او در کاشان ۱۵۳، نام و

تخلص او ایضاً — و محمد سلطان حاکم

کاشان ایضاً، مصنفات او ۱۵۴،

کتبہ لوح مزار او ایضاً، مدفن و تاریخ

فوت او ایضاً، ساتی نامه او ۱۵۵،

۱۶۱

وصلی شیرازی (میر نعمت اللہ) ۸،

پسر خواندہ مرشد و ملازم غازی ترخان

۲۲۹، معاصران او در خدمت خان

ایضاً، ہم سفر محمود بیگ و مولف و

غزل گوئی او با این ۵۶۶، ہمراہ

محمود بنگش رود ایضاً، ترجمہ اش

۳۳۹ - ۳۴۱: — و مولف

۳۳۹، نام و نسب او و شگردی

او مرشد را ایضاً، محقق لغات عربی

و فارسی و پہلوی ایضاً، تعداد ابیات

او ۳۴۰ — و مرزا غازی ایضاً،

سفر اجمیر و ناکامی او ایضاً، ہمراہ لفظ

بلاہور رسد و بنگش رود ۳۴۱، ہمراہ

الہ داد بدرگاہ جہانگیری رسد ایضاً،

ساتی نامه و قصیدہ او در مدح میرزا

غازی ۳۴۱ پیعد، ۳۴۲،

وقاری = میرزا غازی ترخان

ولی جان ولد محمد خان ترکمان حاکم

کاشان ۳۲۳،

۵

ہاتفی (مولانا عبد اللہ) ۷، ترجمہ اش

۱۰۳ - ۱۰۴: نسب و مولد و حیات

او و دیگر احوال شخصیت او ایضاً، —

و جامی ایضاً، — و امرای ہرات

ایضاً، نظم تر نامہ ایضاً، — و شاہ



اسمعیل ۱۰۴ - ۱۰۵ 'اقتباس مثنوی

او ایضا 'مزار او ۱۰۶ 'مصنفات او

۱۰۶ 'ساقی نامه اش ایضا' ۱۰۷

هاروت ۱۸۵ '۲۹۳

هاشم بیگ = فزونی استرآبادی ۴۴۴

هاشم خان قاسم خان صوبه دار کشمیر ۴۴۴

— و میر عسکری ایضا 'غزل او از

صوبه داری کشمیر و تقریر صفدر خان

بجایش ایضا

میرزا هاشم فزونی استرآبادی ۴۴۴ ح

راک به فزونی استرآبادی

هزاره لاجپن ۶۰

هلاکی ۵۳۴ ح

مولانا بهرام الدین معاصر جوینی ۴۰

میرزا یونس تبریزی - و هاتفی ۱۰۳

هند ۸۶

هندو ۱۳

ی

یاجوج ۲۴۹

خواجہ یادگار ساک به سردار خان

یزدان = حریفی مصنف ۵۷۰

یعقوب ۴۹

یمین الدین = خسرو ۵۸ '۶۰ '۶۱ '۶۵

یهود ۱۳۰

یوسف ۱۳ '۱۶۵ '۱۶۸ '۲۱۳

۳۳۷ '۳۳۳ '۳۳۵

میرزا یوسف خان - و نوعی ۲۰۱

یوسف بن مویده ۱۰ ساک به نظامی

کرنل یول ۴۲۲ ح

یحیی بن معاذ ۳



# فهرست دوم

## اسمای مواضع

آذربایجان ۹۶، ۱۰۳	۵۰۷، ۵۲۷	۳۲۳، ۳۲۴
۳۳۲، ۵۲۵، ح	۵۳۲، ۵۴۶، ۵۷۷	۳۴۹، ۳۷۹
۵۳۷، ۵۶۸	احمد نگر ۲۵۹، ۵۳۲، ح	۳۸۲، ۳۸۳، ح
آستانه بابا کوپی ۸۱	ازان ۱۰	۳۸۴، ۳۸۵، ح
آمل مازندران ۳۳۵، ح	اردبیل ۲۵۷، ۵۵۶، ح	۳۸۶، ۳۸۷، ح
۳۸۲، ح	ارزروم ۱۰	۳۸۸، ۳۸۹، ح
اتاق ۲۶۱، ح	ارم ۱۷۹، ۱۹۱، ۲۳۱، ح	اگره ۱۹۸، ۲۳۶، ۲۵۰، ح
اجمیر ۱، ۳۲۵، بعد	۳۲۲، ح	۲۵۲، ۳۳۲، بعد
۳۴۷، ۳۴۹، ۳۵۱، ح	ارمن (یا ارمنیه) ۳۳۲، ح	۳۴۴، ۳۴۸، ح
بعد، اجمیر بند ۳۳۰، ح	۳۸۷، ح	۳۹۲، ۳۹۳، ح
۳۷۸، بعد، ۳۹۲، ح	ارومیه ۲۰۲، ح	۳۲۲، ۳۲۵، ۳۵۹، ح
۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۸، ح	استرآباد ۳۲۲، ح	۳۴۶، ۳۴۸، ۳۷۸، ح
۱۱۱، ۵۳۲، ح	اسفراین خراسان ۱۱۱	۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۸، ح
۵۵۳، ۵۵۷، ۵۵۹، ح	اسفر عابد ۳۹۰	۳۸۸، ح
۵۶۲، ح	اشرف لاجان ۵۴۶	البرزکوه ۲۸۰، ۲۷۳، ح
احمدآباد ۲۵۰، ح	اصفهان ۳۰، ۹۳، ۲۱۶، ح	الوند دبی در نزدیکی قره
۳۳۴، ح	۲۳۵، ۲۳۶، ح	



۵۰۰

اله آباد ۳۳۵، ۳۶۶

۳۶۷، ۳۸۶ بعد

۲۲۲ ح (سرکار) ۲۲۳

۲۲۵ - ۵۳۴، ۵۳۸

انجمن و انگوان ۳۲۳

اودیپور ۲۴۰ ح

ایران ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۴۲

۱۴۵، ۱۹۵، ۲۰۱

۲۱۴، ۲۱۷، ۲۲۴

۲۳۷، ۲۵۱، ۲۵۶

۲۵۷، ۳۲۳ ح، ۳۲۲

۳۶۲، ۳۶۵ بعد، ۳۶۷

بعد ۳۷۵، ۳۸۰ ح

۳۸۲، ۳۸۵ ح، ۳۹۷

۴۰۲، ۴۱۰، ۴۵۸

۵۱۸ بعد، ۵۲۱، ۵۳۸

۵۳۹ ح، ۵۴۲

۵۴۷ ح، ۵۴۰ ح

۵۶۳، ۵۶۸، ۵۷۶

(نیز به سینه ولایت)

ایک ۲۲۱، ایک شبنکاره

۲۲۲، ۲۲۵

ب

باختر ۲۶۱ ح

باغ امید (طهران) ۱۲۸

باغ حافظ رخته (سرهند)

۵۶۶

باغ زراغان ۲۰۷

باقق ۱۵۲

قعه باندو ۲۲۲

باورد ۲۰۰

بحرین ۲۵۸

بخارا ۳۹۰

بخشان ۱۰۸، ۱۱۴، ۳۲۲

۲۲۲

برطانیه ۳۲۲ ح، ۳۴۸ ح

۳۸۰ ح، ۴۰۳ ح، ۴۲۲ ح

۵۰۷ ح

بروجرد و همدان ایالت شرق

در تعریف این موضع ۴۹

بعد ۳۱۱، ۳۳۹

برهانپور ۲۰۲، ۳۴۲، ۳۴۴

۳۳۵، ۴۱۳، ۴۲۵

۴۳۲، ۴۶۲، ۵۲۴

۵۵۷، ۵۵۵

بصره ۴۵۸

بغداد ۲۸، ۳۲، ۷۲

۱۱۲، ۳۳۷ - ۳۴۲

۴۵۸

بلخ ۶۰

بمبئی ۵۲۳ ح

بنارس ۵۶۰

بندر ابراهیمی ۴۵۸ ح

۴۵۹

— چپول ۲۳۶ ح

— سورت ۲۳۶ ح بند

صورت ۴۷۸

— عباسی ۴۵۸ ح

— لری ۵۳۸

بنگال ۲۵۲ ح، ۲۵۳ ح

۴۲۰ ح، ۴۲۲ ح



جبل صالحیہ (دمشق)  
'۴۷۱

جرون (ہرمز نو) ۴۵۸ ح  
جلیسہ ۵۶۲

جنابہ (گون آباد) ۱۴۲  
جوشقان ۳۲۳ ح  
جونپور (دارالسرور) ۵۵۳  
'۵۷۳

جوین ۵۲۵ ح  
جہرم فارس ۴۶۸  
جیحون ۴۷۱، ۴۸۳، ۴۸۶

### چ

چشمہ نور (حافظ جمال)  
نور چشمہ (۵۰۴ بعد)  
چگل ۱۵۱، ۲۱۲، ۲۵۴  
چین ۱۳، ۱۴۲، ۱۵۱  
۱۹۱، ۳۱۰، ۴۳۷  
چویل لاک بہ بندر چویل

'۵۷۴  
پنجاب ۴۶۶، ۴۷۰

### ت

تاج پورہ احمد آباد ۵۳۱ ح  
تال شاپور (بجایور)  
تبت ۴۷۸  
تبریز ۵۳۷، ۵۶۸  
تپہ سندان ۵۶۵  
تتار ۴۱۷

تتہ ۲۲۶، ۲۵۲، ۳۶۷  
تبعہ ۴۱۱، ۴۶۲ بعد  
۴۹۷، ۵۳۸، ۵۵۶

ترشیز ۲۶۸ ح  
ترکستان ۱۰۴  
توران ۳۹۰ بعد ۵۵۶ ح  
توقات ۳۷، ۴۱  
تیمورنی ۲۱۷

### ج

جام ۱۰۳ تا ۱۰۶، ۳۹۰

۴۶۴، ۴۶۸، ۴۶۹ ح  
۵۴۶ ح  
بنگش ۴۷۰، ۴۷۱، ۵۵۵  
'۵۶۶

صوبہ بہار ۳، ۵، ۴۲۲ ح  
۴۲۶، ۴۶۳، ۴۶۴ ح  
۵۰۹، ۵۷۴ ح  
بیابان کرک ۴۲۳  
بیت اللہ (یابیت الحرام)  
= کعبہ

بجایور ۲۵۰، ۲۵۱ ح  
۲۵۲ ح، ۲۵۳، ۲۶۶ ح  
۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۱  
'۴۷۷، ۵۳۴ ح

بیستون ۴۵۸  
بیکانیر ۴۶۱ ح

### پ

پتہ ۳، ۴۶۳ بعد ۴۶۸  
۵۱۰، عظیم آباد ۵۴۶ ح  
۵۴۹، ۵۵۹، ۵۷۳



ح

حافظ جمال ۵۰۴ ح رگ

پیشینه نور

حجاز ۳۲ ' ۱۱۲ ' ۳۱۲ ' ۵۲۵

حرم ۱۸۳ ' ۲۰۳ ' ۲۶۰ ' ۳۳۰

حرمین ۲۳۶ ح ۳۶۹ ح

حیدر آباد دکن ۱۲ ح

خطا ۳۳۰

خویشاں ۲۰۰

خونق ۱۴۹ ح

خ

خاتون شیخ بیادین ترکیا ۲۰

سلطان عدل ۳۲

شیخ شهاب الدین ۲۲

صالحیه ۳۲

خوشان ۲۰۰

ختن ۲۳۳ ' ۲۹۳ ' ۳۸۲

نخند (نواح ترشیز) ۲۶۸ ح

خراسان ۳۰ ح ۹۳ بیعد

۱۰۴ ' ۱۲۲ ' ۱۸۰ ' ۱۸۴

۲۰۰ ' ۲۰۱ ' ۲۲۶ ' ۲۶۸ ح

۳۲۳ ' ۳۴۶ ' ۳۸۹

تا ۳۹۲ ' ۳۹۳ ح

۳۹۴ بیعد ۴۰۲ ح

۴۴۸ ' ۴۵۹ ' ۵۱۹

۵۲۵ ' ۵۳۵ ' ۵۴۹

۵۵۰ ' ۵۵۴ ' ۵۵۸

۵۶۱

خرج و حجام ۹۳

۱۰۳

خطا ۳۳۰

خونق ۱۴۹ ح

خیبر ۲۱۱ ' ۲۸۹

و

دار الامان = هند

دار الخلافه = اگره

دار الضرب احمد آباد ۵۷۷

درگاه امام حسین ۴۵۸

درگزین ۴۵۸

دروازه گازرون (شیران)

۸۰

دکن ۱۷۷ ' ۲۱۶ ' ۲۱۷

۲۳۶ (هند دکن)

۲۵۱ ' ۲۵۲ ' ۲۵۹

دکن (هند دکن)

۲۶۰ ح ۲۶۱ ' ۲۶۷

۲۶۸ (دکن و هند دکن)

۲۶۹ ح ۳۶۶ ح

۳۶۷ (هند دکن)

۴۱۳ ' ۴۲۵ ' ۴۳۲

۴۴۲ ' ۴۴۳

۴۶۸ ' ۴۷۷ ' ۵۲۷

۵۴۳ (هند)

دکن ۵۴۵ ' ۵۴۶ ح

۵۵۵ ' ۵۵۹

دکن ثلاثه ۵۳۴

دمشق ۴۵ بیعد

دلی ۳۱ ' ۶۱ ' ۶۵ ' ۵۳۶



۲۳۸، ۵۳۱

دیوار چین ۲۳۷

رامپور (نقطه در حاشی صفت)

۱۳۵، ۱۳۸، ۳۸۲

۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۲

۵۳۱، ۲۰۳

رشت گیلان ۵۳۵

روم ۳۶ سبج ۸۶، ۲۰

۴۷۷

روضه علی بن موسی رضا

مرقد امام رضا، مزار شاه

رضا ۲۲۳، ۲۵۹

۵۰۱، درگاه شاه خراسان

۵۱۹، مدح نبی ادرافضا

۵۲۰، ۵۲۳، ج

۵۲۵

روضه (نبی) ۳۶

ری ۱۲۷

ز

زمرزم ۳۳۸، ۲۸۹

زنده رود ۲۲۹

زننگ (زنگیاری) ۸۶، ۹

۲۸۳

زیارت بابا حسن ابدال (ب)

قذیار ۲۲۶

زیارت شهرزاده فاضل (ک)

۱۵۲

زیرباد ۲۲۲، ۵۲۷

س

سان چارک ۴۰

سبزوار ۱۸۶، ۵۶۱

سد اسکندری ۲۸۳

سربج (محلیند) ۱۵۲

سرخند ۵۶۶

سلجیل ۲۸۵، ۲۰۰

سماتره ۲۲۲، ج

سمرقند ۹۲، ۱۰۷، ج

۲۵۷، ۲۳۱ سبج

سند ۲۱۱، ۲۲۰، ۵۳۸

سندوان ۵۶۵

سورت مرگ به بند سورت

سومات ۱۸۳، ۱۸۴، ۲۳۷

سه تنان مسجد جامع صفهان

۲۲۵

سید اشرف لاهجان

۵۲۶

سیستان (لا سجتان) ۲۲۳

۵۶۱، ج

ش

شام ۹۵، ۹۶، ۳۹۵

شطرات (یاشط) ۳۴۱

۲۵۸

شیراز ۶۲، ۸۰، ۸۲

۱۱۱، ۱۲۶، ۱۷۶

۱۷۷، ۲۱۶، ۲۳۶، ج

دار الفضل ۲۲۲، ۲۶۸، ج

۳۲۵، ۳۶۹، ۳۹۷، ج

۲۲۰، ۲۱۱، ۲۱۷، ۲۳۹



عظیم آباد = پتہ  
علی گڑھ ۷۶

غ

غدير ۱۳۰  
غوربند ۶۰

ف

فارس ۲۶۸، ۴۱۰،  
۲۳۹، ۲۵۸ ج  
۲۶۸، ۵۴۳

فراہان قم ۹  
فرنگ ۸۶ (۹)

ق

قرشی ۶۰

قزوین (دارالموحدین ۲۹۱)

وغیرہ من المواضع ۱۳۲

۱۳۳، ۱۸۶، والسلطنة

۱۸۷، ۲۵۹ ج ۲۲۳

۳۸۰ ج ۲۹۱، ۴۰۲

ع

عنت عالیات ۲۵۷

عدن ۳۴، ۲۳۶

عراق ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

۱۳۱، ۲۲۶، ۲۲۸

۲۵۱، ۲۵۹، ۲۶۸

۳۲۳، ۳۲۴، ۳۳۲

۳۶۶، ۳۶۷، ۳۸۰ ج

۳۸۲، ۳۹۲ ج ۳۹۳

۳۹۶، ۴۰۳، ۴۱۰

۴۲۵، ۴۵۰، ۴۵۱

۵۳۵، ۵۴۵، ۵۵۸

۵۵۹، ۵۶۸، ۵۷۱

عراق عجم ۲۰

عراق عرب ۳۰، ۲۲۸

عراقین ۹۶، ۳۳۸

عرب ۲۰۳ (۹)، ۲۹۴

۳۳۸

عربستان ۱۱۲

عرفات ۳۴۱

۲۵۰، ۲۵۴، ۲۶۸

۵۵۶

شیروان ۱۰

ص

صالحیہ دمشق ۴۷

صراط ۳۱۴

صفایان = اصفہان

صورت ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰

سورت

ط

طهران ۱۲۶، ۱۲۸، ۲۶۸

۳۸۰، ۳۸۲، ۵۷۰

طور ۱۵۶، ۱۹۳، ۲۲۰

۲۴۱، ۲۸۵، ۳۲۵

۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۷

۳۹۴، ۴۰۱، ۴۳۴

۴۵۲، ۴۶۵

طوس ۳۸۱



۲۹۴، ۳۳۰، ۳۴۲	۳۸۴، ۳۶۱، ۳۶۵	۲۵۷، ۲۵۸، ۲۹۸
۳۴۶، ۳۸۲	۳۶۹، ۲۵۰	وقوع طاعون در
۴۰۵، ۵۲۷	۴۷۷، ۵۲۵، ۵۲۷	۵۰۰، ۲۹۹
۵۳۴	کاپی ۶۱	۵۱۴، ۵۵۴، ۵۶۸
کلکته ۱۲، ۱۷، ۱۸	کر بلا ۱۸۶، ۲۹۸	۵۷۰، ۵۷۵
کججان ریا کونجان از نواحی	بیابان کرک ۲۲۳	قلعه باندو ۲۲۳
همدان ۲۷	کرمان ۷۱، ۷۳، ۲۲۳	قم ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۲۳
کوپای اصفهان ۸۰	۴۵۹	۲۴۰، ۲۲۵، ۲۴۰
کوه به (نواح قزوین) ۵۷۰	کش ۶۰	۵۰۲، ۵۶۴، ۵۶۴
کهرستان ۹	کشمیر (دار العیش) ۱۷۸	قش ۵۴۳
کوه تارا گد ۵۰۴، ۵۰۴	۲۰۱، ۳۴۶، ۳۸۰	قندار ۲۲۶، ۲۲۹، ۳۳۳
گ	۳۸۱، ۴۱۳، ۴۳۲	بعد ۳۸۶، ۳۹۲
گجرات ۲۰۱، ۲۵۱	۴۴۳، ۴۴۳، ۴۴۳	۴۴۳، ۴۴۳
۳۴۶، ۳۸۷، ۳۸۷	۴۶۹، ۴۷۸، ۴۷۹	۵۶۳
۴۷۸، ۵۲۷، ۵۲۷	۴۹۲، ۵۰۹، ۵۵۴	ک
۵۳۱، ۵۳۸، ۵۴۴	۵۶۶، ۵۶۸، ۵۶۶	کابل ۶۰، ۶۱، ۴۴۴
۵۷۶، ۵۷۶	۵۷۲، ۵۷۲	۵۶۴، ۵۶۹، ۴۶۱
گرجستان ۳۳۲	کعبه (بیت الله) ۳۵	کارت ۵۵۰
گرگان ۱۲، ۱۲	۹۵، ۱۱۳، ۱۲۴	کاشان ۱۵۲، ۱۵۳
گلکنده ۲۱۷، ۲۲۵	۱۸۴، ۱۹۲، ۲۱۸	دارالمؤمنین ۲۲۳، ۲۲۴
	۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۴	



مدینه رسول اللہ ۳۵' ۵۵'

۳۴۶

مرو ۳۸۴

مرو شاہجان ۳۸۴ بعد

۲۵۹

مشهد مقدس ۱۶۲' ۱۴۳'

۱۸۱' ۱۸۶' ۲۰۱'

۳۴۹' ۲۰۲' ح

۲۵۹' ۵۰۱' ۵۳۹'

بعد ۵۴۵' ۵۵۸'

مصر ۴۲۰' ۴۳۰' ۴۵۰' ۴۶۰'

مصلی ۸۴

مقبرہ شیخ ابوالفضل (در

اگرہ) ۱۹۸

مکہ معظمہ ۲۵۰' ۲۳۶' ۹۵'

۳۸۲' ۳۴۶' ۲۶۸'

۵۳۴' ۴۹۹' ۴۷۸'

۵۷۶

طایا ۲۲۲ ح

منوجان ۲۵۸' ح ۲۵۹'

موتی محل (لکھنؤ) ۲۵۲' ح

۲۶۹' ۵۲۶'

لندن ۱۱' ح ۲۲۵' ح

لومبارو ۷۴' ح

لہری بندر لکھنؤ بندر لہری

لیدن ۱۱ ح

م

ماچین ۸۶

مازندران ۳۳۲' ح ۳۲۵'

۳۸۵

مالوہ ۵۷۶' ح

ماندو (ایامندو) ۴۱۳'

۴۲۵' ۴۲۶' ح ۴۲۱'

۵۵۵' ۵۴۹'

ماوراء النہر ۳۹۰' ح

مدرسہ میرزا شاہ رخ بہرائت

۹۴

شہرستان (بہرائت)

۲۹

عراقی (بہرائت) ۲۹ ح

نظامیہ (بہرائت) ۹۴

۴۷۷' ۵۳۲' ح

گمرو ۴۵۸' ح

گنجہ ۱۱ - ۹

گون آباد = جناب

گیلان ۳۳۲' ۵۴۶' ح

ل

لار ۴۲۶' ح ۴۵۰'

لاہجان (گیلان) ۳۳۲' ۱۱۱' ح

لاہور ۳' ح ۲۶' ح ۹۶' ح

۱۶۵' ۱۷۸' ۱۸۱'

۱۹۸' ۲۰۱' ۳۲۳'

۳۳۲' ۳۸۰' ح ۳۸۱'

۴۴۰' ۴۶۰' ۴۷۹'

۴۹۲' ۵۰۲' ۵۰۸'

دوق طاعون درود ۲۵

۵۰۹' ۵۳۸' ۵۴۰' ح

۵۶۱' ۵۶۲' ۵۶۴'

۵۶۶

لکھنؤ (فقط در حواشی منجات)

۱۱' ۱۶' ۲۹' ۷۴' ۸۴'



۱۳۴' ۶۴' ۶۲' ۶۱'	وادی این ۱۲۹' ۱۲۳'	۲۴۰' ح ۲۳۶'
۱۸۱' ۱۴۶' ۱۴۵' ۱۴۲'	واسط ۲۸۵'	۲۴۱' ح
۲۲۶' ۲۱۴' ۲۰۱' ۱۹۷'	ولایت ۲۱۷' رگ به ایرک	مولتان ۲۸' ۳۰' ۳۱'
۲۳۲' ۲۳۰' ۲۳۶'	۵	۶۲
۲۵۳' ۲۵۰' ۲۴۹'		ن
۲۵۶' ۲۵۹' ۲۶۸' ح	بهرات (یا بهری) ۹۳'	نارنول ۳' ۳۴' ۵۰۸'
۲۸۵' ۳۰۶' ۳۲۲' ح	۹۴' ۹۶' ۱۰۴' ۱۸۱'	۵۶۶
۳۳۳' ۳۳۴' ۳۳۶' ح	۳۲۳' ۳۲۴' ۳۹۱'	ناگور ۲۶۱' ح
۳۴۰' ۳۴۶' ۳۴۹'	بیعد ۳۸۹' ح ۳۹۱'	ناین ۵۵۸
۳۷۵' ۳۸۰' ۳۸۲'	بیعد ۳۹۲' ح ۳۹۵'	نجف اشرف ۱۸۱' ۱۸۶'
۳۸۴' ۳۸۸' ۳۹۲'	بیعد ۴۰۹' ۴۰۹' ۴۵۹'	۲۱۰
۳۹۳' ۳۹۷' ۴۰۳'	۵۵۰' ۵۵۴' ۵۵۸'	ندارا باری (۹) ۵۳۸
۴۱۳' ح ۴۲۱'	۵۶۴' ح	نسا ۲۰۰
۴۲۳' ۴۲۵' ۴۳۰'	هرمز ۲۳۶' ح ۴۱۱'	نور چشمه ۵۰۴' رگ به
۴۳۱' ۴۳۹' ۴۴۰'	۴۲۵' ۴۵۸' ۴۷۷'	چشمه نور
۴۴۴' ۴۵۱' ۴۵۹'	۵۴۳' ۵۵۶'	نیشاپور ۱۴۳' ۵۲۵' بیعد
۴۶۰' ۴۶۸' ۴۹۷'	بفت رود (۹) ۲۳	نیل ۲۱۰' ۳۵۰' ۴۳۳'
۵۰۲' وصف هند	همدان ۲۹' ۲۹' ۳۹۶'	۵۲۳
۵۰۹' ۵۱۷' بیعد	۴۵۸' ۴۵۴' ۴۵۲' ح	و
۵۱۸' ۵۲۵' ۵۲۷'	هند (دارالامان هندوستان)	وادی ام القری ۵۲۶'
۵۳۴' ۵۳۵' ۵۳۸'	۲' ۳' ۲۸' ۵۹'	



۵۳۹ ح. ۵۴۰ ح.

۵۴۱ ح. ۵۴۲ ح.

۵۴۳ ح. ۵۴۴ ح.

۵۴۵ ح. ۵۴۶ ح.

۵۴۷ ح. ۵۴۸ ح.

۵۴۹ ح. ۵۵۰ ح.

ی

یثرب (۹) ۴۲

یزد ۸۲، ۱۵۲، ۱۵۴

۲۴۸ ح. ۲۴۹ ح.

۱۳۰ ح. ۱۳۱ ح.

یونان ۴۹



# فہرست سوم

## اسماء کتب

(۱) اسماء کتب را کہ بواسطہ فہارس مخطوطات بر مضامین ایشان اطلاعی بہم رسید بذیل  
آن فہارس درج کردہ شد نہ بذیل اسماء آن کتب -  
(۲) گاہی در حواشی این کتاب اسم مصنف مذکور است و کتابش مقصود، آن مواضع را  
بذیل اسم کتاب نشان دادہ شد نہ بذیل اسم مصنف،

آتشکدہ (فقط در حواشی)	آگاہ نامہ [شہنوی کیفی]	اسماء کتب
صفحات (۱۲۸، ۱۳۰)	۵۶۱	۵۵۱، ۵۶۲، ۵۶۴
۱۳۳، ۱۳۶، ۲۵۰	آئین اکبری (فقط در حواشی)	آئینہ سکندری (سکندرنا)
۲۶۹، ۲۹۱، بیعد	صفحات (۱۹۸، ۱۹۷)	خسرو (۶۶)
۲۹۴، ۲۹۸، ۳۱۲	۲۳۵، ۲۳۶، ۵۳۷	الہی نامہ ۱۲
۳۱۳، ۳۲۳، ۳۳۱	ایضاً ترجمہ آئین باگلیسی از	انجیل ۲۱۴
۳۳۲، ۳۶۲، ۳۶۶	بلاکین (فقط در حواشی)	اندروز نامہ ۴۲۱
بیعد، ۳۸۰، ۳۸۷	صفحات (۲۲۵، ۲۲۹)	انڈین ڈرائنگز (Indian Drawings)
۳۹۲، ۴۰۲، بیعد	۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۸	
۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۵	۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۲	۲۲۵
۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۴	۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶	انیس العشاق (فقط در
۴۵۳، ۴۵۷، ۴۵۹	۴۲۲، ۴۶۱، ۴۶۴	حواشی صفحات (۱۱۳)
۵۵۷، ۵۵۷	۴۷۸، ۵۲۷، ۵۳۱	بیعد، ۳۴۷-۳۵۹



اورینل کالج میگزین 'ح ۳۸۸  
ایلیٹ [تاریخ ہند] 'ح ۵۰۹  
'ح ۵۵۴ بعد'

بادشاہنامہ 'ح ۴۶۱  
'ح ۵۶۰

بتخانہ (محمد صوفی) 'ح ۳۴۶  
بحر النوار (نواد الحکایات)  
۵۰۷

بحیرہ 'ح ۴۴۳  
برہان قاطع 'ح ۲۲۹، 'ح ۳۴۴  
بقیہ نقیہ ۶۵

بوستان 'ح ۳۶۸، 'ح ۵۱۴  
بہارستان (جامی) '۱۱، '۵۹  
بہار عجم 'ح ۲۶۲، 'ح ۳۲۳  
'ح ۳۲۶، 'ح ۳۳۷  
بیاض جہانگیر ۲۳۷

بینگ گنج ۱۰ مارک بمبئی نظامی

تاریخ فرشتہ 'ح ۴۶۲

تحفہ [جامی] ۹۵  
تحفہ سامی (فقط در حواشی  
صفحات) ۱۲۶، '۱۲۸  
'۱۳۳، '۱۴۱، '۱۴۲  
'۵۰۰

تحفہ الصغر ۶۵  
تذکرہ الشعرار (دولت شاہ)  
فقط در حواشی صفحات  
'۱۱، '۲۷، '۴۷، '۶۰

'۶۲، '۶۴، '۷۳  
تذکرہ سرخوش [کلمات اشعار]  
'ح ۵۴۱، 'ح ۵۴۷

تفسیر فیضی ۱۹۵  
تقلقنامہ امیر خسرو  
'ح ۵۳۶

ترننامہ (ہاتھی) '۱۰۴  
۱۰۶ بعد'

تورات ۲۱۴  
توزک جہانگیری (فقط در

حواشی صفحات) '۲۲۵،  
'۲۲۹، '۲۳۳، '۳۳۶

'۴۴۱، '۴۴۴، '۴۴۱  
'۴۶۴، '۴۷۸، '۴۷۹  
'۵۰۳، '۵۰۴، '۵۲۷  
'۵۲۸

ایضاً ترجمہ توزک بانگسی از  
راجرز و بیورج (فقط  
در حواشی صفحات) '۳۴۶  
'۳۸۸، '۴۲۶، '۴۶۱  
'۴۶۴، '۵۰۹، '۵۶۱  
'۵۶۵، '۵۷۶  
تیمور نامہ مارک بہ ترننامہ  
ہاتھی

جغندرنامہ 'ح ۱۲۴  
جوہر الاسرار (آذری) ۶۲

حدیقہ (سنائی) '۱۱  
حیات الشعراء 'ح ۴۰۹

خرونامہ اسکندری 'ح ۹۶  
'ح ۹۷، مارک بہ سکندر



دیوان شاپور ح ۳۸۱	خسرو شیرین ہاتھی ۱۰۶	نامہ بحری
ح ۳۸۲	خلد برین (وحشی) ۱۵۲	خرانہ عامرہ (نقطہ دوحشی)
شرف ۱۳۳ ح ۱۳۴	خمسہ نظامی ۱۰، ۱۱، ۵۹	صفحات ۱۹۷، ۲۳۵
ح ۱۳۵	۷۲	۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۰ بیحد
شفا فی ۳۷۵	—	۲۵۲، ۲۴۰، ۲۴۰ بیحد
شکیبی ۲۳۲	داستان مغول (منوچی)	۲۹۲، ۳۰۲، ۳۱۲
طالب آملی ماترندی	ح ۲۶۱	۳۲۱، ۳۶۲، ۳۶۶
ح ۳۸۵ - ح ۳۸۷	وستور الفضل ۵۰۷، ۵۰۹	بیحد ۳۶۹، ۳۷۶
عرفی ۱۷۵	دیوان اسد ۵۵۵	۳۸۰، ۳۸۶ بیحد
عراقی (ویاچہ) ۲۹	اہلی شیرازی ۲۶۱	۴۰۹، ۴۵۰، ۵۳۱
غیاثا ۲۱۷	حکیم پرتوی ۱۱۲	۵۳۵ - ۵۳۷، ۵۴۰
فصیحی ۳۹۳ ح ۳۹۴	شنائی ۱۶۶	۵۶۱
ح ۳۹۶	حافظ ۷۸۲ ح ۷۸۲	خسرو شیرین حید خضالی
فغانی ۳۶۲ ح ۳۸۸	ح ۷۹۲، ۸۳	۵۵۲
فقہور ۳۳۶	حیاتی کیلانی ۵۳۷	خسرو شیرین قاسمی ۱۲۳
فیضی ۱۹۵ نیز مرگ	خسرو ۶۲	خسرو شیرین مشرقی ۷۴۲
کلیات فیضی	خواجو ۷۳	خسرو شیرین نظامی ۱۰
قدسی ۵۵۱ ح	دوستی سمرقندی ۲۴۲	۱۱۳، ۱۵۴، ۲۰۲
محمود صوفی ۳۴۷	ذکی ہمدانی ۳۹۶	۲۳۵، ۳۶۲، ۳۸۱
مرشد ۲۲۸ ح ۲۴۸	رامی ۵۷۴	۳۸۲، ۵۲۶، ۵۲۹
تا ۲۱۰ ح	سبخر ۲۵۲ بیحد	۵۵۲، ۵۵۵



دیوان رثانی مسیح کاشی

۳۶۸

— مشرقی ۲۰۲ تا

۴۰۶

— ملک قبی ۲۹۰

— نظامی ۱۱ ح

— نظیری ۵۲۶، ۵۳۳

— نوعی ۲۰۲

— وحشی ۱۵۲، ۱۵۴

وقاری ۲۲۸

رساله نافع در حساب صابع

ح ۳۳۲

روضه الاصحاب ۳۹۰

روضه الانوار ۷۲

سبحه (جامی) ۹۵

سر و آواز (فقط در حواشی

صفحات ۱۹۷، ۲۲۹

۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۹

۲۶۱، ۲۶۸، ۳۲۲—

۳۲۴، ۳۳۲، ۳۳۶

۳۶۱، ۳۶۲، ۳۷۶

۳۸۱، ۳۸۶، ۳۸۸

بعد ۲۹۲، بعد

۴۰۲، بعد ۴۰۸

۴۱۰ تا ۴۱۴، ۵۳۱

۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۶

۵۶۱

سکندر نامه بگری (خود نامه)

اسکندری ۲۱۶

ح ۹۶، ح ۹۷

سکندر نامه (ثنائی) ۱۶۶

سکندر نامه (خسرو) ۶۶

= آئینه سکندری

سکندر نامه (نظامی) ۱۰۹

۱۲، ح ۱۶

سلسله الذهب ۹۵

سلیمان و بلقیس (حیات گیلانی)

۵۳۶

سوز و گداز نوعی ۲۰۲

سیر العارفین ح ۲۷

ح ۲۹

شاهنامه ۱۴۲، ۴۲۱

ح ۵۲۳

شرح قصص (جامی) ۹۵

شرح قافیه (مشهور به

شرح ملا) ۹۵

شهنشاه نامه قاسمی ۱۴۲

۱۴۴

ظفر نامه شاه جهان ۵۴۰ ح

عالم آرای عباسی (فقط

در حواشی صفحات) ۲۲۹

۲۶۸، ۳۲۳، ۳۷۶

۳۸۴، ۳۸۹، ۳۹۳

۴۵۸، ۴۵۹، ۵۶۷

عشرت آباد (= ساقی نامه

تکیبی ۲۲۳)

غزوة الکمال ۶۱، ۶۵



بیعد، ۳۴۸، بیعد، ۳۴۹	۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۹	غیاث اللغات ۲۲۲ ح
— ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۸	۵۵۲، ۵۵۴، ۵۵۶	
۴۰۲ بیعد، ۵۰۷، ۵۴۰	۵۶۲، ۵۶۷	فتوحات شاهی (هائقی) ۱۰۵
۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۸	فهرست (مخطوطات فارسی در	فتوحات عاد لشاهی ۲۲۲ ح
فهرست سپهرنگر (نقطه در حاشی	کتابخانه) باکی پور (نقطه	فتوحات کمی ۳۶، ۳۵۸
صفحات) ۱۶۴، ۱۶۵	در حاشی صفحات) ۷۴	فرهاد و شیرین (چشتی) ۱۵۴
۱۸۹، ۲۳۸، ۲۴۵	۱۶۴-۱۶۷، ۲۶۷	فصوص ۳۴ بیعد
۲۵۲، ۲۵۹، ۲۶۹	۲۶۹، ۳۲۵، ۳۲۶	فهرست (مخطوطات فارسی در
۳۳۱-۳۳۳، ۳۳۵	۳۵۹، ۳۶۸، بیعد، ۳۷۵	کتابخانه ایشیاک سوسی
۳۳۶، ۳۴۵، ۳۴۷	۳۸۰-۳۸۲، ۳۸۴	بگال (۲۶۰ ح)
۳۸۸، ۵۳۴، ۵۳۵	۳۸۸ بیعد، ۳۹۲ بیعد	فهرست (مخطوطات فارسی در
۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۷	۵۴۰	کتابخانه) بادی یا فهرست
۵۵۰، ۵۵۴، ۵۶۱	فهرست پیش ۴۰۸ ح	ایتنه (نقطه در حاشی صفح)
۵۶۲	فهرست (مخطوطات فارسی	۲۰۲، ۲۳۵، ۲۵۲
قرآن مجید ۲۲ ح، ۲۳ ح	در کتابخانه) دیوان هند	۲۶۱، ۲۶۸، ۲۶۹
۲۴ ح، ۱۶۴ ح	۲۶۰ ح، ۳۲۲ ح	۳۲۲، ۳۳۱، ۳۳۲
قصیده نال و خیار عنی	۳۴۸ ح	۳۸۲، ۳۸۹، ۴۰۲
۱۸۰ ح	فهرست رلیو (نقطه در حاشی	۴۱۳، ۴۲۰، ۴۲۷
	صفحات) ۹، ۲۲۹	۴۹۱، ۵۲۵، ۵۲۷
کارنامه قاسمی ۱۴۳	۲۵۲، ۲۶۱، ۳۲۲-	۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۶
کلمات الشعراء مکرر به تذکره	۳۲۴، ۳۳۶، ۳۹۱	۵۳۷، ۵۴۰، ۵۴۴



سرخوش

کلیات انوری ح

— شاپور ۳۸۱ ح

— شقایق ۳۷۵ ح

— فیضی ۱۹۵ ح —

۲۰۰ ح

— ملک قمری ۲۶۰ ح

— نظیری ۵۲۶ ح

۵۲۷ ح ۵۲۹ ح

بعد ۵۳۲ ح بعد

— وحشی ۱۵۴

[تاریخ گزیده ۲۷ ح]

لمعات ۲۷، ۳۶، ۴۷ ح

لوائح جامی ۹۵

لیلی مجنون قاسمی ۱۴۳

— نظامی ۱۰

— ہاتفی ۱۰۶

ماثر الامرا (فقط در حاشی صفا)

۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹ ح

۳۳۳، ۳۸۶ ح بعد

۴۰۸، ۴۳۹ ح — ۴۴۱ ح

۴۴۲، ۴۶۱، ۴۷۸ ح

۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۹ ح

۵۳۱ ح

ماثر رحیمی ۲۴۹ ح، ۲۵۰ ح

۲۵۲ ح

مثنوی شکبئی ۲۳۴

مثنوی مولوی معنوی ۱۷۹ ح

۵۶۰، ۵۷۱ ح

مثنویات شقایق ۳۷۵ ح

— ملک قمری ۲۶۰ ح

مجمع الفصحا (فقط در حاشی)

صفحات ۱۶۵، ۲۲۵ ح

۲۲۸، ۳۴۵، ۳۴۶ ح

۳۵۱، ۳۶۷، ۳۷۵ ح بعد

۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۲ ح

۳۹۲ ح بعد ۴۱۰، ۴۱۳ ح

۵۰۰ ح

مجلہ نورس (اوزنگ آباد)

ساک بہ نورس

مجموعہ خیال مسیح ثانی ۱۸۷ ح

۱۸۸ ح، ۳۶۲ ح

مخرن اخبار ۱۰، ۲۸، ۶۰ ح

۶۲، ۶۳، ۷۳، ۷۴، ۱۰۳ ح

۱۱۱، ۱۲۷، ۲۶۸ ح

مخرن اسرار نظامی ۱۰، ۱۱ ح

۷۲، ۱۵۴، ۲۶۰، ۵۵۵ ح

مخرن الغرایب (فقط در حاشی)

صفحات ۱۵۴، ۲۵۰ ح

۲۵۲، ۲۶۰، ۳۲۲ ح —

۳۲۵، ۳۳۵، ۳۳۶ ح

۳۷۶، ۳۸۱، ۳۸۷ ح

۳۹۲، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۲۰ ح

۴۴۳، ۴۵۰، ۴۹۱ ح

۵۲۵، ۵۳۱، ۵۳۷ ح

۵۳۹، ۵۴۳، ۵۴۶ ح

۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۲ ح —

۵۵۴، ۵۵۶، ۵۶۱ ح

۵۶۲، ۵۷۲ ح

مرآة آفتاب نما (فقط در حاشی)



ناظر و منظور وحشی ۱۵۷ ح	۵۳۷	صفحات ۳۸۹، ۳۹۲
نقائس المآثر (نقطه وحشی	میخانه ۱، ۵، ۶، ۱۲،	۵۲۷، ۵۴۰، ۵۴۴
صفحات ۱۲۶، ۱۲۸	۶۳، ۷۴، ۸۴ ح	۵۴۷
۱۳۴ - ۱۳۹، ۱۶۶	۹۶، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۴۱ ح	مرآة النجیال (نقطه در حواشی
۱۶۸، ۱۶۹، ۵۰۰	۱۴۴، ۱۵۴، ۱۷۹	صفحات ۲۷، ۳۲، ۴۷
نقحات (نقطه در حواشی صفت)	۱۸۷، ۲۰۲، ۲۳۴ ح	۳۳۱، ۳۳۹، ۵۴۰
۲۹، ۳۲، ۳۷، ۴۷ ح	۲۵۲ ح، ۳۴۳	مرشد کامل ۴۶۹
۶۳، ۶۴، ۶۵	۳۴۷، ۳۵۹ ح	مناظره ترک و گیلک ۱۲۶ ح
نقد نصوص (جامی) ۹۵	۳۶۷ ح، ۳۸۰ ح	منبع الانهار نورس نامه ۲۶۰ ح
نگار نامه ۱۴۳ برگ به کار نامه	۳۸۵ ح، ۳۹۳	(= ۲۶۸ ح)
نوادیر الحکایات (= بحر النوادر)	۴۰۲ ح بید، ۴۲۱	منتخب الماشعار مبتلا (نقطه در
۵۰۷	۴۳۹، ۴۴۵ ح	حواشی صفحات ۲۲، ۳۲ بید
نورس (۱) کتاب ۲۶۰ ح	۴۶۰ ح، ۴۶۳ بید	۴۴۶، ۴۶۱ بید، ۴۷۶
(۲) مجله زاوینک (۲)	۴۹۱ ح، ۴۹۸، ۵۰۱	۴۷۹، ۴۰۲ بید، ۴۰۸
۲۶۸ ح	۵۰۸، ۵۱۰، ۵۲۵	۴۱۵، ۴۵۰، ۴۳۲
نورس نامه ۲۶۸	۵۳۹ ح، ۵۴۳ ح	۵۵۴، ۵۵۶، ۵۶۱
نورس نامه ۱۳۴	۵۵۲ ح، ۵۵۴ ح	۵۶۷
واسطه الحیات ۶۵	۵۵۷ ح، ۵۷۲ ح	منتخب التواریخ بدایونی (نقطه
واقعات کشمیر ۴۹۱ ح	۵۷۹	در حواشی صفحات ۱۶۶،
۴۹۳ ح، ۵۷۲ ح		۱۶۸، ۱۶۹، ۲۳۵، ۲۴۹
		۲۶۱، ۵۲۵، ۵۳۶



ولیس و رابین ۱۱ بعد ۱۶

هفت آسمان (فقط در حاشی)

صفحات ۲۵۲، ۲۶۰

۲۶۱، ۳۴۶، ۵۴۰

هفت اقلیم (فقط در حاشی)

صفحات ۱۹۰، ۲۳۵

بعد ۲۳۸ - ۲۴۵

۲۶۲، ۳۳۱، ۳۴۶

بعد ۳۸۰ - ۳۸۹، ۴۲۰

۴۵۴، ۴۷۷، ۴۹۱

۵۳۴، ۵۳۵، ۵۴۸

۵۵۰، ۵۵۴ - ۵۵۵

هفت پیکر ۱۰، ۱۰۶

هفت منظر (هاتنی) ۱۰۶

های و هیالون ۴۲، ۴۴۴

بعد

یوسف زلیخا (جامی)

۹۵

ختم شد



# حاشی

صفحہ ۳ س ۱۱: یکھی معاذ، معاذ انکے والد کا نام ہے۔ ہفت اقلیم میں کھی کا ترجمہ بذیل دی دیا ہے۔ یہ حدیث میں یگانہ روزگار تھے۔ چنانچہ روسا رسی و ہمدان و خراسان نے ان سے حدیث روایت کی ہیں۔ ۲۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ صاحب کشف المحجوب نے کہا ہے: من کلام اور اسخت دست میدام کہ اندر طبع رقیق و اندر اصل دقیق و اندر سمیع لذیذ و اندر عبارت مفید است۔

صفحہ ۳ س ۶: ساک بہ ص ۴۵ س ۱۶ ————— س ۱۴: کلیات نظم انوری (لکھنؤ ۱۸۸۰ء) ص ۳۰۱: گفتش (مثل متن) ————— س ۱۴: کلیات: لجز (بجای لجز) ————— بن ساغری کن (بجای ہان ساغری ہان)

صفحہ ۹

## ۱۔ نظامی

س ۱۵: فراہان، ہفت اقلیم میں ہے: فراہان ولایتی آبادانست و در زمان سابق از فتوبات تم بود ————— س ۱۸: ہفت اقلیم میں (بذیل شیخ نظامی ہے): والد وی از تم بودہ چنانچہ در اقبال نامہ اظہاری بدان کردہ می آورد قطعہ

نظامی ز گنجینہ بکشی بند      گرفتاری گنجہ تاجند چپند  
چو در گرچہ در بحر گنجہ گم      ولی از قستان شہر قسم

(نیز دیکھو آتشکدہ ص ۲۲) پہلا شعر خرد نامہ اسکندری (کلکتہ ۱۸۶۹ء) ص ۵۸ س ۲ پر ہے۔ مگر دوسرا شعر مطبوعہ نسخوں میں نہیں ملا۔ گو دونو حصے سکندر نامہ کے دیکھے گئے۔ نیز دیکھو ہفت اقلیم حاشیہ ص ۲۶۔

صفحہ ۱۰

س ۱: در ایام سلطنت آل بویہ . . . در آمد، مؤلف نے نظامی کے بارے میں



غیر معمولی غلطیاں کی ہیں۔ ریو نے نظامی کی بلیا و مجنون کے ایک شعر سے استدلال کرتے ہوئے نظامی کی تاریخ پیدائش ۵۳۵ھ قرار دی ہے۔ (دیکھو فہرست ریو ص ۵۶۲) اس حساب سے ناممکن ہے کہ شیخ کا والد ۴۰۰ھ میں گتچہ میں آ بسا ہو کیونکہ وہ اس وقت تک ابھی وجود میں بھی نہ آیا ہوگا۔ اسی طرح غالباً یہ بھی درست نہیں کہ شیخ کا والد آل بویہ کے زمانے میں گتچہ میں منتقل ہوا اسلئے کہ اس خاندان کی حکومت ۴۴۸ھ کے بعد ایران میں نہ رہی۔ (دیکھو لین پول ص ۱۲۱) ————— س ۴ : اسم شیخ یوسف الخ شیخ کا لقب اکثر اصحاب تذکرہ نے نظام الدین اور کنیت ابو محمد دی ہے۔ مگر میرے علم میں صرف حاجی خلیفہ نے لقب جمال الدین اور صرف ابو طالب تبریزی نے کنیت ابو احمد دی ہے (فہرست بادل عمود ۳۱۱ غرہ ۲۶۶) شیخ کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ حاجی خلیفہ نے میخانہ کی طرح اسکا نام یوسف بن مؤید بتایا ہے (ہفت آسمان ص ۲۵) آذرآتشکدہ ص ۲۲ نے الیاس یوسف بن مؤید صاحب خلاصۃ الکلام (فہرست بادل عمود ۳۰۱) نے احمد بن یوسف بن مؤید 'ریو نے لیلیٰ مجنون کے ایک شعر کی بنا پر ان کا نام الیاس اختیار کیا ہے۔ ————— س ۶ : باستعداد صحبت حضرت شیخ جمال موصلی الخ مگر ہفت آسمان میں بچوالہ دولت شاہی و آتشکدہ لکھا ہے : و شیخ از مریدان انخی فرج ز بختانی .... بودہ' ————— س ۱۵ : بہرام شاہ فخر الدین بہرام شاہ بن داؤد شاہ جسے بادشاہ ارمن و روم کہا گیا ہے۔ مشہور سلجوقی امیر منگوچک غازی کا پوتا تھا۔ ارزنجان کی حکومت ابا عن جہان کے سپرد تھی۔ قلیچ ارسلان ثانی روم کے سلجوقی سلطان کا یہ داماد اور محکوم تھا (دیکھو ریو ص ۵۶۵ اور لین پول ص ۱۵۵) ————— س ۱۶ : لیلیٰ۔ مجنون جس شروانشاہ کے نام لکھی گئی اسکا پورا نام ریو (ص ۵۶۶) نے یوں دیا ہے : جلال دولت و دین ابوالمظفر اختشان بن منوچہر۔ اور کہا ہے کہ بطاہر اسکا اصلی نام اختشان تھا۔ ————— س ۱۷ : خسرو شیرین ریو (ص ۵۶۶) کہتا ہے کہ یہ ثنوی قزل ارسلان کے بڑے بھائی جہان پہلوان اتابک شمس الدین ابو جعفر محمد بن اتابک الیلدگز



کے نام لکھی گئی گو ان دونوں کی تعریف (مع تعریف سلطان طفعل حاکم وقت) کتاب کے شروع میں ہے اور خاتمہ میں اتایک محمد کے فوت ہونے اور قزل ارسلان کے دربار میں جانے کا ذکر نظامی نے کیا ہے۔۔۔۔۔ ہفت پیکر، رتو (ص ۵۶) نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ ہفت پیکر (جو ۵۹۳ھ) کی تصنیف ہے۔ قزل ارسلان کے نام پر لکھی گئی جو ۵۸۷ھ میں فوت ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب علاء الدین کرب ارسلان کے نام لکھی گئی جو آقسنقر کی اولاد سے تھا اور جسکی مدح شروع کتاب میں کی گئی ہے۔ گو اس نام کے بادشاہ کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔۔۔۔۔ سکندر نامہ را باسم شاہ طفعل الخ یہ نسبت بھی صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ مفصل بحث کیلئے دیکھو رتو ص ۵۶۸۔

س ۱۹: آ تقدیر لطایف الخ ظاہر مؤلف نے یہ عبارت نفایس المآثر سے نقل کی ہے، وہاں امیر خسرو کے ترجمہ میں ہے: نزد عقل چنین می نماید کہ لطایف و دقایق کہ در پیچ گنج نظامی مندرج است کسی را میریت بلکہ مقدور نوع بشر نیست۔۔۔۔۔ س ۲۰: و ہر کہ بعد ازان بزرگ دین . . . . . نخوردہ ملا وحشی خلد برین میں کہتا ہے:

بانی محزن کہ نہاد این اساس	ماہ او بود برون از قیاس . . . .
ہر کہ بہ ہمایگی او شتافت	غیرت شاہی جگرش را شکافت
شرط ادب نیست کہ پہلوی شاہ	غیر شہان را بود آرام گاہ
من کہ در گنج طلب می ز نیم	گام درین رہ بادب می ز نیم (آتشکدہ ملا)

صفحہ ۱۱

س ۵: چوں سن شریفش . . . . . خرد نامہ کے آخر میں کسی شخص کے شعر ہیں جو بظاہر نظامی کا معاصر تھا، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظامی ۶۳ ۱/۲ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ یعنی اگر حسب تصریح بالاشیخ کی پیدائش ۵۳۵ھ میں تھی تو وفات



کی تاریخ ۵۹۸ھ یا ۵۹۹ھ ہوگی۔ تذکرہ نویسوں میں شیخ کی تاریخ وفات کے متعلق بہت اختلاف ہے اور ۵۷۶ھ سے ۶۰۶ھ تک مختلف تاریخیں تجویز ہوئی ہیں۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ ۵۷۲ھ جو میخانہ میں دیا ہے قطعاً غلط ہے۔ البتہ ۶۰۲ھ ہوتا تو بعض اقوال کے مطابق تھا۔ اس بارے میں مفصل بحث کے لئے دیکھو مفتاح ص ۲۸ بعد اور ریو ص ۵۶۳ بعد)۔ س ۶: مدفن ایشان الخ آتشکدہ ۲۲۴ پر ہے: و شیخ در گنجہ مدفون است و مزار کثیر الانوارش حال نیز محل زیارت اکابر و اعظم می باشد۔ خاقانی و ظہیری الخ خاقانی غالباً ۵۹۵ھ میں فوت ہوا (ریو ص ۵۵۹) ظہیر ۵۹۸ھ میں (ریو ص ۵۶۳) 'اثر بقول تقی کاشی ۶۰۸ھ میں (ریو ص ۵۶۳) اور جمال الدین عبد الرزاق بقول تقی کاشی ۸۸ھ میں (سپرنگر ص ۴۴) ان وفیات سے ظاہر ہے کہ صاحب میخانہ کا قول صحیح ہے کہ یہ سب زلّامی کے معاصر تھے۔ س ۹: میرزا دولت شاہ الخ دیں و راین کے متعلق دولت شاہ کے متبع ہیں (۹) آذر کو ہی مغالطہ ہوا (دیکھو آتشکدہ ص ۲۲۴)

### صفحہ ۱۲

س ۱۲: یہ شعر باوجود تلاش کے سکندر نامہ میں نہیں ملا۔

### صفحہ ۱۴

س ۳: بفر اندر دوستی شد پدیدار ماخوڑ ہے مشہور عربی شعر سے: ۵

لن سکوتان وللندمان واحدة شئی خصصت به من بینہم وحدی

(رسالہ تشیر یہ طبع مصر ۱۳۱۹ھ ص ۱۶)

### صفحہ ۲۷

### ۲- عراقی

س ۲: بیتخانہ میں عراقی کا نام فخر الدین بن شہر مایو (فہرست بادل عمود ۱۹۹) اور یہی نام ریو



(۵۹۳) نے اختیار کیا ہے ————— س ۵: شیخ محی الدین عربی خلاصۃ الاشعار  
تقی کاشی کا جو نسخہ میرے سامنے ہے (۲۴۱) پر شیخ محی الدین اعرابی لکھا ہے وکنہ الیقناور جمال العشاق نحو موزونہ  
برطانیہ ریلوے (۲۵۲) س ۶: لمعات یہ رسالہ بظاہر اب تک طبع نہیں ہوا۔ جامی نے ۸۸۶ء میں  
’الشفۃ الملتات‘ کے نام سے اسکی شرح لکھی ہے۔

ص ۲۸ - س ۱۹: شہاب الدین زکریا آریں اسی طرح لکھا ہے مگر یہ غلط ہے۔  
”بہار الدین زکریا“ پڑھو۔

ص ۳۰ - س ۱۴: ریو (۵۹۲) نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۱۸ برس کی عمر میں ہمدان چھوڑا  
یہ بیان میخانہ سے فی الجملہ مطابقت رکھتا ہے۔

ص ۳۳ - س ۱۶: وچون شیخ را وقت الخ شیخ بہار الدین کاسن وفات ۶۶۶ یا  
۶۶۱ ہے (ریو ص ۵۹۲)

ص ۳۶ - س ۳: شیخ صدر الدین قونیوی ۶۶۲ء میں فوت ہوئے (ریو ص ۵۹۲)

### ص ۴۰

س ۱۵: برفت و باز نیامد معین الدین پر وانہ کی تاریخ وفات ریو نے ۶۶۶ء  
دی ہے ————— س ۱۷: خواجہ شمس الدین، ہلاکو [۶۵۴ تا ۶۶۳] ۶۶۸ء

کے زمانہ سے ارغون کی تخت نشینی (یعنی ۶۸۳ء) تک ایلمانیوں کے دیوانی معاملات  
خواجہ کے سپرد تھے ————— س ۱۹: شمس الدین عبیدی غالباً انہی کو تاریخ نگریہ

(ص ۸۰۶) پر شمس الدین عبیدی تبریزی لکھا ہے۔ اور کہا ہے: تا عہد غزان خان

[از ۶۹۴ تا ۷۰۳] در حیوة بود، شرح مطالع و متن اقلیدس و رسالۃ الحساب

از تصانیف اوست، مگر حبیب السیرج ۳ جزو ۱ ص ۱۰۹ پر انکا نام شمس الدین عبیدی

ہی لکھا ہے ————— مولانا بہام الدین سے بظاہر بہام الدین تبریزی المتوفی ۷۱۳ء

مراد ہے۔ دیکھو دولت شاہ ص ۲۱۸ ————— س ۲۰ - امین الدین حاجی ملہ کا حال



معلوم نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہوں جنکا نام حاجی خلیفہ نے (ص ۳۵۳ و ۳۵۴ پر) مولانا امین عیسیٰ بن اسمعیل اقسرائی بن خسرو شاہ (المتوفی ۷۲۷) دیا ہے۔ اور جو سخوکی ایک کتاب اور منار کے شارح ہیں۔

ص ۴۱ س ۱۲: مولانا معین الدین بجائے اسکے مولانا امین الدین پڑھو۔  
 ص ۴۶ س ۲۰: ماشرایہ سریانی لفظ ہے اور اس سے مراد وہ ورم دموی ہے جو انگریزی میں (Facial Erysipelas) کہتے ہیں۔ تفصیل اس کی مخزن الجواہر ص ۲۷ پر دیکھو۔

### صفحہ ۴۷

س ۱: وششصد و ہشتاد و ہشت سال الخرمی سال نفحات میں دیا ہے اور اکثر تذکرہ نویسوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ تاریخ گزیدہ میں جو ۶۳۳ھ کی تصنیف ہے۔ عراقی کا سن وفات ۶۸۶ دیا ہے۔ دولت شاہ نے اگرچہ ان کا سن وفات ۷۰۹ دیا ہے۔ مگر پرش نے لکھا ہے کہ دولت شاہ کی کتاب پر جو ترکی تذکرہ بنی ہے۔ اس میں وہی سن دیا ہے جو نفحات میں ہے۔ (دیکھو فرست پرش بذیل سفینہ)۔

س ۹: در جبل صالحیہ دمشق پر و فیسر براؤن نے گزیدہ کے جس حصے کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے۔ اسمیں (ص ۲ پر) جبل صالحین لکھا ہے۔ لیکن بظاہر صحیح جبل صالحیہ ہی ہے۔ صالحیہ نواح دمشق کی ایک بستی کا نام ہے جو جبل قاسیون کے دامن میں ۶۱۰ھ سے پہلے آباد ہو چکی تھی، یا قوت نے معجم البلدان (ج ۳ ص ۶۳) میں لکھا ہے:

والصالحیۃ ایضاً قریۃ کبیرۃ ذات أسواق وجامع فی لحف جبل قاسیون من غوطۃ دمشق و فیہا قبور جماعۃ من الصالحین ویکنبہا ایضاً جماعۃ من الصالحین لا تکاد تخلو منهم و اکثر اہلہا ناقلة البیت المقدس علی مذہب احمد بن حنبل، ڈاکٹر نکلسن نے تاریخ آداب عربیہ میں (ص ۳۹۹ پر) بحوالہ فان کریم لکھا ہے کہ شیخ ابن عربی کی قبر کو قطعہ من ریاض الجنۃ سمجھا اور اسے الکبریٰ الشجر



کا نام دیا جاتا تھا۔ اب یہ قبر ایک مسجد میں ہے جسے محی الدین کہتے ہیں۔ قبر پر قبہ بھی ہے  
 ص ۵۳ س ۱۳: کی خانہ من الخ گویا اسی بیت کا مطلب اسیری نے یوں واضح کیا ہے :-

گرچہ این خبر برہمہ یکسان بتافت      لیک ہر یک در غور خود نور یافت  
 در درون خانہ نور آفتاب      ہم بقدر روز نہ افگند تاب  
 روزن از ہر سو کشا این خانہ را      تا شود این خانہ پر نور و ضیا  
 سقف و دیوارش اگر سازی خراب      پُر شو خانہ ز نور آفتاب  
 چون حجاب نور حق دیوار مست      نیت کن خود را کہ این ہستی خطاست  
 گر تو ذوق نیستی دریافتی      در فنا دواسپہ خوش بشتافتی

(اسرار الشہود طبع لاہور ۱۸۹۳ء)

### ۳۔ خسرو

ص ۵۹ س ۸: و خمسہ حضرت شیخ را الخ میرزا علار الدولہ نے حضرت ملا جامی کی یہ عبارت  
 نقل کر کے لکھا ہے: نزد عقل چنین می نماید الخ (دیکھو حاشیہ ص ۱۹ پر)

س ۱۰: صرافان کافی: جو اہر کے پرکھنے والا بھی صراف یا صیرفی کہلاتا ہے۔ یلی مجنون ضنولی (ترکی میں ہے):  
 دہقان حقیقہ حکایت صراف جو اہر روایت (ضمیمہ فہرست ربوہ ص ۱) نیز دیکھو میخانہ ص ۵۶ س ۱۰  
 س ۱۲: چنانچہ در یکی از رسائل الخ نفائس میں ہے: در بعض مصنفات خود نوشتہ کہ  
 اشعار من از پانصد ہزار کمتر است و از چہار صد ہزار زیادہ است، یہی مضمون ہفت اقلیم  
 میں ہے، آؤ نے لکھا ہے کہ اُسے قریباً ایک لاکھ شعر انکا دیکھا ہے (آتشکدہ ص ۳۳۶)

ص ۶ س ۱۴: از مردم ہزارہ لاچین الخ اسی طرح صاحب نفحات اور صاحب  
 نفائس الماثر نے لاچین کو قبیلہ کا نام بتایا ہے۔ مگر ہفت اقلیم میں امیر لاچین خسرو کے  
 والد کا نام بتایا ہے۔ اور اسی کا تتبع ریو نے کیا ہے (دیکھو ص ۲۴) ————— س ۲۰:  
 تولد خسرو الخ یہ قول اصحاب تذکرہ کے عام قول کے مخالف ہے۔ مثلاً نفائس الماثر



میں ہے : و تولدش در ہند بودہ است ، ہفت اقلیم میں ہے : و پدرش . . . . . بہند وارد  
شدہ و در پتالی متاہل گردیدہ ، امیر خسرو باد و پسردیگر در انجا بوجہ آمدہ خزانہ ۲۰۹ پر بھی پتالی  
کو امیر کا مولد بتایا ہے ۔ اور سپہنگر نے ص ۴۲ پر اسی قول کو اختصار کیا ہے ، امیر خسرو  
۶۵۱ء میں پیدا ہوئے (ریو ص ۲۴۱)

### صفحہ ۶۱

س ۵ : بشرط خدمت سلطان محمد تغلق شاہ الخ یہ وہ غلطی ہے جس میں لکشا  
نے اپنے متبعین کو ڈالا ہے (مثلاً دیکھو آتشکدہ ص ۳۳۶) میرزا علاء الدولہ نے خسرو کے  
متعلق اسکے متعدد غلط بیانات نقل کر کے کہا ہے : مجموع تحقیق نا کردہ قلمی فرمودہ مطابق  
واقعہ نمی نماید تا بر آنکہ در سالی کہ میر خسرو از عالم رفتہ سلطان محمد بادشاہ شدہ است بعد از بیست  
سال در سنہ خمس و اربعین و سبعمائہ رحلت نمودہ پس اعتبار پدرش . . . . . در ایام  
سلطنت او خلاف باشد چنانچہ از تاریخ فیروز شاہی کہ مصنف آن صاحب میر خسرو  
بودہ و احوال میر را در تاریخ مذکور نوشتہ معلوم می شود ، (لیکن میرزا کو سلطان محمد تغلق کا سن وفات  
۵۲۷ء دینا چاہئے تھانہ کہ ۵۲۷ء ، دیکھو پل ص ۲۹۹) — س ۸ : بعد از مدتی الخ  
سپہنگر (ص ۴۶۵) نے لکھا ہے کہ خسرو کی عمر ۹ برس کی تھی جب امیر سیف الدین فوت  
ہوا — س ۱۲ : در اول جوانی الخ تحفۃ الصغر کے دیباچہ میں خسرو نے  
خود بیان کیا ہے کہ خواجہ عزالدین نے بچپن میں اسکو سلطانی تخلص عنایت کیا —  
س ۱۴ : اعز الدین سپہنگر نے (ص ۴۶۵ پر) انکا نام عزالدین علی شاہ دیا ہے ۔  
— س ۲۰ : محمد جون نصرت الدین سلطان محمد قآن جسے عموماً خان شہید  
کہتے ہیں مراد ہے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بڑا بیٹا تھا مگر مؤلف نے بظاہر اس کے  
نام کو ملک فخر الدین محمد جونہ الخ خان کے نام کے ساتھ ملتبس کر دیا ۔ جو بعد میں سلطان محمد  
بن تغلق شاہ کے نام سے تخت نشین ہوا (دیکھو حاشیہ س ۵ پر) سلطان محمد بن بلبن ۶۷۰



سے ۶۸۳ تک حاکم ملتان رہا اور ۶۸۳ میں مغلوں کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا خسرو پانچ برس تک اس کے دربار میں رہا بقول سپہنگر (ص ۴۶) وہ سلطان محمد کا مصنف دار اور خواجہ حسن دہلوی اسکا دوات دار تھا۔ خان کی شہادت کے بعد خسرو مغلوں کی قید میں رہا اور بقول امین رازی دو برس کے بعد خلاصی پا کر خراسان سے سلطان بلبن کی خدمت میں حاضر ہوا۔

### صفحہ ۶۲

س ۱۵: و در اینجا اظهار این معنی نمود الخ یہ بیان مطابق ہے ضیاء برنی کے قول کے۔ دیکھو تاریخ فیروز شاہی ص ۶۸ — س ۱۶: شیخ آذری انکا حال نقی گاشی نے خلاصۃ الاشعار میں مفصل دیا ہے اسکا خلاصہ درج ذیل ہے:

شیخ۔ رہا بن الدین حمزہ بن علی [بن] ملک الطوسی البیہقی مشاہیر عرفا و اجلہ محققین سے ہیں۔ اور انواع سخنوری میں ماہر، قناعت اور شیوہ محرّی کے ساتھ مخصوص تھے اور علوم ظاہر و باطن کے حاصل کرنے میں بہت محنت کش، اکثر اکابر و مشائخ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے زمانہ میں علم اور زہد و ورع اور بہمت میں بے نظیر تھے۔ محققین انکو شیخ سعدی ثانی کہتے ہیں۔ انکا والد سرداران سبزوار تھا اور نسب انکا صاحب الدعوة احمد بن محمد الزمخجری الہاشمی المروزی تک پہنچتا ہے۔ انکے آبا و اجداد اسفرائین میں بزرگ اور صاحب اختیار تھے۔ اوایل جوانی میں شیخ آذری کی رسائی سلطان شاہرخ کی مجلس میں ہوئی۔ اور اسکی مدح میں کئی پسندیدہ قصیدے انہوں نے کہے۔ پادشاہزادہ نے انکو ملک الشعرائی کا منصب دیا۔ اسکی وفات کے بعد انہوں نے شیوہ فقر و فنا

۱۵ دیکھو ربوہ ص ۲۴۱ مگر نفایس میں ہے: در اوایل حال در ملتان سہ سال در ملازمت سلطان محمد بودہ ۱۶ ربوہ (ص ۲۴) نے لکھا ہے کہ آذری مرد میں پیدا ہوئے تھے اور انکا والد حاکم اسفرائین تھا ۱۷ مگر بقول ربوہ نصیب دینے کا وعدہ کیا ۱۸



اختیار کیا اور شیخ محی الدین حسین رافعی کے مرید ہوئے اور پانچ سال تک کتب احادیث و تفسیر ان کے سامنے پڑھیں اور ان کے ساتھ حج کیا۔ جب ان کے مرشد نے حلب میں وفات پائی تو ان کے اشارے سے شیخ آذری سید نعمت اللہ کی خدمت میں پہنچ کر مشغول مجاہد ہوئے اور ان سے اجازت ارشاد اور سند خرقلی، اور دوبارہ حجاز کو پیادہ پامتوجہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ رجال اللہ سے ملے اور دو سال بیت الحرام میں مجاور رہے اور وہیں کتاب سعی الصفا مناسک حج میں لکھی۔ پھر ہندوستان گئے اور مدتوں وہاں کی سیر کی اور بہت سے مشائخ سے ملے۔ بہت سے سلاطین ہند ان کے معتقد ہوئے۔ ہندوستان سے واپس ہوئے تو اسفراین میں گوشہ نشین ہو کر تینتیس برس تک مشغول طاعت رہے اور قناعت سے وقت گزارا۔

کلیات آذری کہ حقائق و معارف سے لبریز ہے۔ قریباً تیس ہزار بیت پر مشتمل ہے اور غزلیات عاشقانہ عارفانہ اور قضایہ توحید و نعت و منقبت و مدح سلاطین سے پُر ہے۔ ایک مثنوی عجائب الدنیا بھی انہوں نے لکھی ہے اور چند رسالے نظم و نثر کے مثلاً جواہر الاسرار۔ طغرائی ہمایون وغیرہ۔ آخر ۸۸۰ سال کی عمر پا کر ۸۶۶ میں اسفراین میں فوت ہوئے۔ انکی قبر جس بقعہ میں ہے وہ انہوں نے اپنی زندگی میں بنایا اور بہت سامان و اسباب اس پر وقف کیا۔ تقی کاشی لکھتا ہے:-

قبل ازیں برسرِ روضہ شیخ رونق درس و افادہ و فرش و روشنائی مرتب بودہ و سلاطین و حکام را بر قدوئی التجا و اعتقادی عظیم بودہ و حکام شفقت و احسان دربارہ مجاوران بقعہ بتقدیم می رسانیدہ اند و ایوم چند ان رونق نذارد، خواجہ افضل الدین اودہ مستوفی نے ان کی تالیف و وفات لفظاً خسرو سے نکالی

۱۔ پطر سبک کی خدمت میں اسکا نام غزایب الدنیا دیا ہے (ریو) ۲۔ یہ لکھتا ہے کہ انہوں نے ۸۲ سال کی عمر پائی۔



صفحہ ۶۳

س ۹: در اول جوانی النحیہ بظاہر قریبا علی معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ بوستان میں جو ۶۵۱ میں تصنیف ہوئی۔ سعدیؒ نے اپنی نسبت کہا ہے

بیا اے کہ عمرت بہ ہفتاد و رفت مگر خفتہ بودی کہ بر باد رفت

اور خسرو ۶۵۱ میں پیدا ہوئے ————— س ۱۰: فوت مبارک شاہ النحیہ مبارکشاہ

۲۰۰ء میں فوت ہوا۔ (لین پول صفحہ ۲۹۹) جن سلاطین کی خدمت میں امیر خسرو کو

رہنے کا اتفاق ہوا ان کی فہرست دیکھو خزائنہ صفحہ ۲۱۰ اور ریو صفحہ ۲۲۱ پر ہفت اقلیم

میں ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق لکھنؤ کی طرف گیا تو امیر خسرو کو ساتھ لے گیا۔ واپسی

پر امیر نے سنا کہ شیخ نے عالم بقا کی راہ لی۔ اور منہ سیاہ اور پیڑا ہن چاک کر کے

مزار شیخ پر نوحہ اور زاری کی اور ۶ ماہ بعد وفات پائی۔ ————— س ۲۰: کہ در

روزِ حشر ..... نثر پنجم بظاہر یہ تمام مضمون نقائیس سے خفیف تغیرات

کے ساتھ لیا گیا ہے، امین رازی لکھتا ہے: وہ ہر شفق کی کہ شیخ بامیر خسرو نمودہ میران را

جمع کردہ کتابی ساختہ و این عبارت دران نسخہ درج گردانیہ کہ: روزی بن عنایت

نمودہ فرمودند کہ از ہمہ تنگ آمدہ ام و از تو تنگ نیستم، وہم دران کتاب آوردہ کہ:

روزی آنجناب بر زبان گذرانیہ کہ امشب از عالم غیب ندا آمد کہ خسرو نام درویشان

نیت کہ محمد کا سہ لیس اور خوانند می باید کہ ازین نام امیدی داری کہ در ضمن این خطاب

نعمت ہاست، و نیز آوردہ کہ: آنحضرت بندہ را ترک اند خطاب دادہ اند، و این

رباعی شیخ راست در حق میر خسرو رباعی خسرو کہ بنظم النحیہ (مثل من میخانہ) —

نیت حاجت النحیہ کی بجائے ہفت آسمان میں (صفحہ ۶۴ پر) ہے: شیخ من بس مہر ان خالق المذکور

صفحہ ۶۴

س ۱۳: و او بچند واسطہ النحیہ میزرا علار الدولہ کے نظم کردہ شجرے سے جو

اسنے امیر خسرو کے ترجمہ میں دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ فرید اور خواجہ معین الدین



کے درمیان نقطہ ایک واسطہ ہے یعنی قطب عالم بختیار کا کی رح کا — س ۱۵:  
**افضل الفضلا . . . . . ظاہر است**، بظاہر یہ قصہ نہ سپر کے ایک شعر پر  
 مبنی ہے یعنی ۵

من از وی لعاب مان یافتم کزین گوشت آب دمان یافتم (ہفت قلم)  
 صفحہ ۴۵

س ۴: تحفۃ الصغر . . . . . داوہ است، ریو (۶۰۹۰ بعد) نے ۱۱  
 دیوانوں کے دیباچوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ تحفۃ الصغر میں خسرو کا وہ کلام ہے  
 جو ۱۵ سے ۱۹ سال کی عمر تک انہوں نے لکھا، وسط الحیوة میں ۲۰ سے ۳۴ سال  
 (یا ایک اور نسخہ کے بموجب ۲۴ سے ۳۲ سال) تک کا اور غرۃ الکمال میں ۳۴ سے  
 ۴۳ سال (یعنی ۶۱۵ سے ۶۹۳) تک کا کلام ہے۔ بقیہ نقیہ (۱۵) کہ بقیۃ النقیۃ جیسا کہ  
 میخانہ میں ہے، میں تاریخ تصنیف درج نہیں ہے مگر ۱۵ء کے ایک مرثیہ سے  
 ظاہر ہے کہ خسرو کی وفات سے چند سال پہلے کا کلام اس میں ہے۔ برٹش میوزیم  
 میں انکا ایک اور دیوان نہایت الکمال ہے جو انکے آخری سالوں کا کلام ہے۔  
 مشہور ہے کہ امیر خسرو نے ۹۹ کتابیں تصنیف کیں۔ اسکے متعلق دیکھو اقتباس  
 سفینۂ خوشگو کا سپرنگر ۶۶ پر — س ۸: خسرو را روزی الخ  
 دیکھو حاشیہ ص ۶۳ س ۲۰ — س ۱۴: تحت اقدام . . . . .

یافتمہ اند، ہفت قلم میں ہے: و تاریخ اورا خواجہ حسن چنین یافتہ نظم  
 میر خسرو خسرو ملک سخن آن محیط فضل و دریای کمال  
 نظم او دلکش تر از مار معسین نثر او صافی تر از آب زلال

۱۵ کذا ایضا، ہفت قلم سپرنگر ۶۶ میں اس دیوان کا نام فرح وسط الحیوة دیا ہے



از برای جستن تاریخ او چون نہاد سر بر آوی خیال  
 شد عظیم المثل یک تاریخ او دیگری شد طوطی شکر مقال  
 مگر نفایس الماثر میں ہے : در وقتی کہ مہدی خواجہ کے معتبران زمان حضرت فردوس مکانی  
 [بابر] بود و تعمیر مقبرہ میر خسرو می نمود ملا شہاب معانی تاریخ مذکور را گفتہ بر  
 لوح مزار میر نوشتہ اند

صفحہ ۷۱

## ۴۔ خواجہ جوی کرمانی

س ۱۳ : نخلبند شعرا "در تزیین الفاظ و تحمین عبارات جہد بیغ وارد لہذا وی  
 را نخلبند شعرا می گویند" (بہارستان جامی) "او در اشعار خود ہمہ جا تلاش الفاظ  
 غیر متعارف کردہ چنانچہ اور نخلبند شعرا گفتہ اند" (ہفت اقلیم) — س ۱۵ :  
 پدر او الخ ہفت اقلیم میں ہے : خواجہ از اکابر آن دیار بود — س ۱۶ :  
 و نام فرزند خود الخ مگر تقی کاشی (سپرنگر ص ۱۵) نے اسکو کمال الدین ابو العطار محمد  
 بن علی بن محمود مرشدی لکھا ہے۔ اور اسی طرح ہفت اقلیم میں ہے۔ سپرنگر نے  
 (ص ۴۷) محمود سجائے محمد لکھا ہے (نیز ریو نے ص ۲۲ پر) — خواجہ مصغر خواجہ  
 (ہفت آسمان ص ۷۶)

صفحہ ۷۲

س ۱۷ : و سخنوری صاحب رتبہ شد حیدر شیرازی خواجہ کا معاصر تھا اسکے

لے یہی قول بدآؤنی کا ہے (ہفت آسمان ص ۶۵) ۱۷ و کذا ایفاً د خلاصۃ الکلام د فہرست بادل عمود  
 ۲۹۷ (۲۲) میخانہ کے سوا اور کہیں خواجہ کا نام (یا لقب) افضل الدین نہیں دیکھا۔ البتہ  
 ہفت اقلیم میں ایک اور افضل الدین کرمانی شاعر مشہو کا ذکر ہے شاید مولف میخانہ نے اسکے ساتھ  
 خواجہ کو ملتیں کر دیا ہے



دیوان (مونس الارواح) کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں ہے (دیکھو ریو ص ۶۲۳) اس میں خواجو کی دو ہجوئیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خواجو نے سعدی کی شان میں کوئی نامناسب کلمات کے اس پر حیدر نے کہا ہے

مہر دپیش شاعر نام خواجو      کہ او دزدیت از دیوان سعدی  
چو نتواند کہ با من شعر گوید      چرا گوید سخن در شان سعدی  
دوسری ہجو کا مطلع ہے

خواجو ر دزد کا بلی از شہر کرمان می رسد      موریت او در شاعری نزد سلیمان میرسد  
س ۶ : در اینجا منظوم ساخت ہمائی و ہمایون ۳۲ء میں مکمل ہوئی جیسا کہ خود خواجو نے اس مثنوی میں کہا ہے (ریو ص ۶۲) — س ۹ : خمسہ .....  
... کردہ ، دیکھو خزانہ عامہ ص ۲۱۵ ، موتی محل میں سپرنگر نے مثنویات خواجو کا ایک نسخہ دیکھا جس میں یہ مثنویاں شامل تھیں (۱) روضۃ الانوار (۲) ہما و ہمایون (۳) کمال نامہ (۴) گوہر نامہ بہائی (۵) مفاتیح القلوب و مصابیح الغیوب (۶) گل و نوروز ، برٹش میوزیم میں خمسہ خواجو کا ایک نسخہ ہے جو دسویں صدی میں لکھا گیا اس میں مفاتیح القلوب کے سوائے باقی مثنویاں ہیں۔ لیکن اس سے نفیس تر ایک اور نسخہ وہی ہے جسکو ۹۸ء میں میر علی تبریزی نے لکھا اس میں فہرست بالا کی صرف پہلی تین مثنویاں ہیں ،

### صفحہ ۷۳

س ۳ : دیوانش الخ سپرنگر نے کلیات خواجو کا ایک نہایت نفیس نسخہ موتی محل میں دیکھا جو بقول اسکے غالباً ۹۴۵ء کی تحریر تھا اور اس میں قصاید اور غزلیات شامل تھے۔

(بقیہ حاشیہ ۱) ۳۰ خلاصۃ الافکار (فہرست بادی عمود ۳۰۵ نمبر ۹۰) میں بھی اسکو کمال الدین محمود لکھا ہے



تعداد ابیات دیوان مولف میخانہ نے دولت شاہ کی تقلید میں ۲۰ ہزار بتائی ہے۔ اور آزاد بلگرامی نے اس قول کی تائید کی ہے مگر ہفت اقلیم میں دیوان تصاید و غزل و رباعی کو قریباً دس ہزار بیت پر مشتمل بتایا ہے (نیز دیکھو قول خوشگو سپہنگر ص ۴۴ پر) اور قتی کاشی نے تو مشنویات اور دیوان دونوں میں ۲۰ ہزار بیت سے زیادہ نہ پائے۔

س ۶: شیخ علاء الدولہ رکن الدین یعنی احمد بن محمد بیاباگی عبد الرزاق کاشی کے معلم تھے۔ ان کا انتقال ۳۶۱ھ میں ہوا۔ (سپہنگر ص ۸۱)۔ س ۸: و واردات

شیخ خود را الخ مخزن الغرایب میں ہے: اشعار و ملفوظات حضرت شیخ راجع منودہ، دیوان علاء الدولہ کے لئے دیکھو فہرست بادل نمود نمبر ۸۴، س ۷:

مدتی در بندگی الخ سپہنگر کہتا ہے کہ خواجو ۶ سال تک صوفی آباد سمنان میں رہا، خزانہ میں ہے: مدتی بصوفی آباد شیخ پادامن اعتکاف کشیدہ، س ۹:

رباعی ہفت اقلیم اور مخزن الغرایب میں بھی یہ رباعی منقول ہے۔ ہفت اقلیم میں دوسرے شعر کا متن سما کے مطابق ہے۔ مخزن الغرایب میں برہ علم چو عمرانی، شعر اول میں اور دوسرے و غارت، اور علاء الدولہ، شعر ثانی میں، س ۱۲: بقیہ عمر الخ بقول سپہنگر خواجو سمنان سے کرمان واپس آیا تو تنگی معاش کی وجہ سے دوبارہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ پہلے اصفہان گیا پھر شاہ ابو اسحق والی شیراز (۷۴۲ھ تا ۷۵۴ھ) کے پاس جا کر مشمول عواطف ہوا۔ خزانہ (ص ۲۱۵) میں ہے کہ خواجو ماح محمد مظفر تھا۔ آخر اس سے ناراض ہو کر شاہ ابو اسحق کے پاس چلا گیا۔ س ۲۰: و در کرمان

در سنہ الخ خواجو کے شادی مرگ ہونے کا حال دیکھو خزانہ ص ۲۱۵ پر، آزاد نے اس کی تاریخ وفات ۷۵۳ھ دی ہے اور لکھا ہے کہ: مضع او در تل اللہ اکبر شیراز است مولف میخانہ نے الہی اور وآلہ اور آذر کی طرح دولت شاہ کی تقلید میں ۷۵۲ھ تاریخ دی ہے۔ مگر خواجو نے کمال نامہ کی تاریخ تالیف خود ۷۴۴ھ بتائی ہے اور ایک اور شعر میں



۷۶۷ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے (ریو ص ۶۲۱) 'خواجه نے گل و نوروز میں کہا ہے کہ اسکی تاریخ پیدائش ۵ شوال ۶۴۹ء ہے۔ مؤلف میخانہ نے ۷۲۲ء کو تاریخ وفات مان کر اسکی عمر ۷۲ لکھی ہے۔ مگر اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ خواجو ۷۲ سے زیادہ عمر پا کر مرا'

صفحہ ۷۴

س ۱: بعد از ان کہ الخیر اور مرید کی وفات میں کئی سالوں کا فرق تھا۔ دیکھو حاشیہ ص ۷۳ سطر ۶ کا'

## ۵۔ حافظ شیرازی

ص ۸۰ س ۱: واورالسان الغیب خواندہ اند مولانا جامی کہتے ہیں چون در سخن او تکلف ظاہر نیست اورالسان الغیب لقب کردہ اند (خزانہ ص ۱۸) لیکن قاضی کاظمی نے لکھا ہے: و دیوان خواجہ را واردات غیبی و لسان الغیب و ترجمان الاسرار می گویند (خلاصۃ الاشعار - ترجمہ حافظ) اور آتشکدہ (ص ۲۵) میں ہے: و ہمانا واردات غیبی است باین جہت از بزرگان لسان الغیب لقب یافتہ' — س ۳: ایام سلطنت اتابکیہ اتابکان فارس کی حکومت ۵۴۳ھ سے ۶۸۶ھ تک رہی۔ دیکھو لین پول ص ۱۷۲

صفحہ ۸۱

س ۱۳: بابا کوہی شیخ علی بابا متخلص بہ کوہی شیخ ابو عبد اللہ محمد خلیف شیرازی الملقب بہ شیخ کبیر المتوفی ۷۳۷ھ کے مرید تھے اور ۷۴۲ھ میں فوت اور شیراز میں دفن ہوئے انکا دیوان برٹش میوزیم میں ہے۔ دیکھو ریو ص ۱۴۹ فہرست فارسی ص ۱۴۹  
صفحہ ۸۳: س ۴: فرقان خوانی ہفت اقلیم میں ہے، در علم قرأت کلام ملک علام



جہارت تمام بکار می برد — س ۱۵ دیوان ایشان الخ ترقی کاشی نے لکھا ہے  
 بعد از وفات خواجہ مستعدان و معتقدان اشعار اورا جمع ساختہ قریب ہشت ہزار  
 بیت ترتیب دادہ اند، محمد گل اندام نے جو خود کو خواجہ کا پرانا دوست بتاتا ہے۔ دیباچہ  
 دیوان حافظ میں لکھا ہے کہ خواجہ کو دیوان کے جمع کرنے کی فرصت نہ ملی۔ انکی وفات کے  
 بعد میں نے ان کا دیوان ترتیب دیا۔ ایک ایڈیشن دیوان کا شہزادہ ابوالفتح بن سلطان حسین  
 بالقرآن نے مرتب کیا۔ جسکا دیباچہ خواجہ عبد اللہ مروارید نے لکھا (آغاز ماہ دہم) دیکھو  
 ضمیمہ فہرست فارسی نوزہ برطانیہ ص ۱۷۱، علی ابناتی نے محسبات غزلماے حافظ کے  
 دیباچہ میں ذکر کیا ہے کہ اسکے کسی بزرگ نے دیوان حافظ کی جمع و ترتیب کی محنت  
 کے لئے دیکھو سپہ نگر ص ۲۱۵، دیباچہ اسوقت میرے سامنے نہیں) دیوان کے دو برس میں  
 تیار ہونے کے متعلق دیکھو شعرا العجم ج ۲ ص ۲۳۳، س ۷: اول شاہ ابوالفتح  
 ... براہِ زراۃ او، ان بادشاہوں کے سنین حکومت حسب ذیل ہیں:-  
 شاہ ابوالفتح اسجو ص ۲ تا ۵۷، شاہ شجاع مظفری ص ۵۹ تا ۸۶، اور  
 شاہ منصور ص ۹۰ تا ۹۵، شاہ منصور پر آل مظفر کا خاتمہ ہوا (دیکھو لین پول ص ۲۴۵  
 و ص ۲۴۹ و ریو ص ۶۲ بعد)۔

### صفحہ ۸۴

س ۴: چون حافظ را الخ مرآة آفتاب نما میں بحوالہ لب التواریخ لکھا ہے کہ ان  
 جناب مرید شیخ محمود عطار و خلیفہ شیخ روز بہان است، مگر ہفت اقلیم میں ہے: اگرچہ  
 صوفی مشرب بود اما در بیچ کتب مشاہدہ نیقتادہ کہ دست ارادت بہ پیری داشتہ (لکھا)  
 اس بیان کی صحت میں تامل ہے۔ ابو محمد روز بہان بن ابی نصر کا انتقال بقول صاحب ایتنا  
 متعہ میں ہوا (ریو ص ۲۰۵) اسلئے محال ہے کہ خواجہ انکا خلیفہ ہو۔ بلکہ یہ بھی بعید ہے  
 کہ خواجہ کا معاصر انکا خلیفہ ہو۔ افسوس ہے کہ لب التواریخ اسوقت میری دسترس سے باہر ہے:



باشد، — س ۷: از شیراز کم برآمدہ اند، تاریخ فرشتہ میں خواجہ کے ہرگز  
 تک آنے، کشتی میں بیٹھنے اور پھر گھبرا کر واپس شیراز چلے جانے کا قصہ دیا ہے (ریلوے ۶۲)  
 — س ۱۰: خاک مصلیٰ الخ خواجہ کی تاریخ وفات دیا چہ محمد گل اندام میں ۹۱ء  
 دی ہے۔ اور بعض نسخوں میں 'خاک مصلیٰ' کا مادہ تاریخ بھی ہے۔ مگر اسی دیا چہ میں ایک  
 اور قطعہ ۹۲ء کا بھی دیا ہے اچنانچہ آزاد نے بھی خزانہ (ص ۱۵۱) میں لکھا ہے:  
 'خاک مصلیٰ' کہی یک عدد تاریخ است، 'نعمات'، 'حبیب السیر'، 'مجالس المؤمنین' اور 'حاجی خلیفہ'  
 نے بھی ۹۲ء کو اختیار کیا ہے۔ مگر لب التواریخ اور خلاصۃ الاشعار میں ۹۱ء ہے اور ریو  
 نے ۹۱ء ہی کو ترجیح دی ہے۔

### صفحہ ۸۵

س ۱: خواجہ کے ساتی نام کے اشعار کی ترتیب نواب عبدالسلام خاں کے نسخے میں بہ  
 شرح ذیل ہے (جو شعر میخانہ میں نہیں یا متن ان کا بہت مختلف ہے انکے پہلے پہلے مصرع  
 درج کرتا ہوں): —

ص ۸۵ س ۱۸ و ۱۹، ص ۸۹ س ۶، ص ۹ س ۱۸، ص ۹۵ س ۵، ص ۹ س ۱۰،  
 ع بیاساتی آن می کہ از جام جم، ص ۹ س ۱، ص ۹ س ۸، ۹، ص ۹ س ۲، ۳،  
 ع نہ تنہا شد ایوان قصرش بباد، ص ۹ س ۲، ۳، ص ۹ س ۲، ۳،  
 ص ۹ س ۱، ص ۹ س ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ص ۹ س ۱۲، ص ۹ س ۱۱، ۱۳،  
 ع بن وہ مکر کردم از عیب پاک، ص ۹ س ۱۴، ۱۵، ۱۶، (مکر ۹)، ۱۴، ۱۵، ۱۶،  
 ص ۹ س ۲، ع معنی کجائی بکلبانک رود (ص ۹ س ۹)، ص ۹ س ۱، ع  
 بستی توان در اسرار سفت، ص ۸ س ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ص ۸ س ۸، ۹، ۱۳،

(ریلوے ۶۲)

سہ یہی مادہ خواجہ کے لوح مزار پر کندہ ہے، ۱۵ء دیکھو یہ مگر ص ۱۹، مگر خلاصۃ الاشعار کا جو نسخہ میں لکھا  
 ہے۔ اس میں خواجہ کی تاریخ وفات ۹۴ء دی ہے۔ یعنی مطابق قول دولت شاہ،



ص ۹۱ س ۱۲ تا ۱۴ ' ع کی تیغ داند زدن روزگار ' (ص ۹۱ مکرر؟) ع  
 روان بزرگان ز خود شاد کن ' ع مغنی از ان پردہ نقشی بیار ع چنان برکش آہنگ این دلاوری  
 ع مغنی دف و چنگ را سازدہ ' ع رہی زن کہ صوفی بحالت رود  
 ع مغنی ملولم دو تائی بزن ' ع بمیدان نوید سرودی فرست  
 ع مغنی باز این نو آئین سرود ' ع کہ بار غم در زمین دوخت پای  
 ع چہ خوش گفت جمشید با تاج و گنج

صفحہ ۹۳

#### ۴ - جامی

س ۱۲ : در ایام سلطنت خوارزمشاہیہ النہ اس بیان کی صحت میں تاقل ہے۔  
 اسلئے کہ خوارزمشاہیہ کی سلطنت ۶۲۵ھ میں ختم ہو گئی تھی (دیکھو لین پول ص ۱۶) '   
 س ۱۳ : خربرو جام ' یکی از قصبات جام (آتشکدہ ص ۶۶) ' —————  
 س ۱۴ : قاضی اسحاق .... بوجہ آمد ملا عبد الغفور لاری شاگرد مولانا جامی نے لکھا ہے :  
 والد حضرت ایشان احمد بن محمد الدشتی ست کہ از دشت اصفہانست (محلہ ایست از وی)  
 و خدمت مولانا محمد کی از فرزندان امام محمد شیبانی را رحمتہ اللہ علیہ در عقد نکاح خود  
 در آورده بودند و مولانا احمد کہ والد حضرت ایشان است از ولایت نفایس میں بھی ان  
 کے باپ کا نام و نسب اسی طرح احمد بن محمد الدشتی الاصفہانی لکھا ہے .....  
 .... اور ہفت اقلیم میں رشحات کے حوالہ سے ان کے جد کا نام مولانا شمس الدین دشتی

۱۵ ہفت آسان ص ۸۲ ۱۶ مرآۃ النخیل میں ان کو نظام الدین احمد لکھا ہے



دیا ہے۔ معلوم نہیں مؤلف میخانہ نے کس سند کی بنا پر مولانا جامی کے جد کا نام قوام الدین  
حسن لکھا ہے۔ ————— س ۱۸: تولد مولوی لاری نے مولانا کی تاریخ پیدائش وقت  
عشا ۲۳ شعبان ۸۲۷ھ دی ہے اور مولد خرجرد بتایا ہے۔ اسم اور را نور الدین کردہ  
یہ درست نہیں۔ مولانا کا نام عبدالرحمن، لقب اصلی عماد الدین اور لقب مشہور نور الدین ہے (لاری)

صفحہ ۹۴

س ۱۴۳: تفائیس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے طفولیت میں باپ سے تحصیل کی  
اور پھر بچپن ہی میں باپ کے ہمراہ ہرات میں آئے اور مدرسہ نظامیہ میں اقامت کی اور مولانا  
عینہ اصولی سے کہ ماہر علم عربیت تھے تعلیم پائی اور پھر خواجہ علی سمرقندی کے درس میں  
گئے۔ جو اعظم مدققان روزگار سے تھے اور میر سید شریف علامہ کے شاگرد تھے۔  
نیز مولانا محمد جاجرمی سے بھی تعلیم پائی پھر سمرقند میں قاضی زادہ روم کی صحبت میں کہ وہ

سہ ہفت آسمان موضع مذکور ۸۷۷ھ تک مکمل نغمات میں یوں ہے: فرمودند کہ بالحققت شاگرد پدر خودیم  
کہ زبان از وی آموختیم۔ چنان معلوم شد کہ صرف و نحو پیش پدر گذرانیدہ بودند و بعد ازان  
در علوم عقلی و معارف یقینی حضرت ایشان را چندی احتیاج بغیر نمی شدہ و چون ہرات آمدہ  
اند مولانا جتید نامی مردی بودہ است کہ در علم عربیت ماہر بودہ است و در ان شہر شہرتی تمام داشتہ  
حضرت ایشان را و غرض مطالعہ مختصر تلخیص شدہ است چون بدرس وی حاضر گشتہ اند جمعی بقراءت  
شرح مفتاح و مطول مشغول بودہ اند حضرت ایشان در خود استعداد فہم آن یافتہ اند و بمطالعہ  
مطول و حاشیہ پرداختہ و بعد ازان بدرس مولانا خواجہ علی سمرقندی کہ از اعظم مدققان روزگار  
بودہ در آمدہ اند می فرمودہ اند کہ در طریق مطالعہ بی مثل بودہ اما قریب بچہل روز از وی مستغنی توانستی  
شد، بعد ازان بدرس مولانا محمد جاجرمی کہ از افاضل مباحثان زمان (بودہ ۹) می رسیدہ اند می  
فرمودہ اند کہ مدتی بدرس وی رفتم از وی دو سخن شنیدیم، و بعد ازان در سمرقند بصحبت (قاضی



محققان عصر سے تھے رہے، مولانا فتح اللہ تبریزی کہ دانشمند متبحر اور میرزا الخ بیگ کے صدر تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میرزا الخ بیگ نے سمرقند میں اپنے مدرسہ میں اجلاس کیا اور اکابر و افاضل کی موجودگی میں قاضی روم نے اس مجلس میں دوسرے مستعدوں کی تقریب کرائی اور حضرت ایشان چنین فرمود کہ تا بنای سمرقند ست ہرگز بحدوت طبع و قوت تصرف این جوان جامی کسی از آب آمویہ بدین جانب عبور نہ کردہ“ غرض مولانا نے علوم کو کمائیغی تحصیل کر لیا۔ ابھی کسب علم میں تھے کہ مولانا سعد الدین کاشغری (اللتوفی ۸۶۷ھ) سے خواب میں سنا: رو دامن یاری گیر ناگزیر تو بود، اس سے بہت متاثر ہوئے اور خراسان جاکر ان کے مرید ہوئے اور بقول دولت شاہ مدت تک ان کی خدمت میں رہے، میرزا الخ بیگ شاہ رخ کا سب سے بڑا لڑکا ۹۶ھ میں پیدا ہوا اور ۸۱۲ھ سے والی ماوراء النہر کی حیثیت سے سمرقند میں مقیم ہوا۔ ۸۵۲ھ میں وہ باپ کی جگہ ہرات میں تخت سلطنت پر بیٹھا لیکن دوسرے ہی سال اسکے بیٹے عبد اللطیف نے اسکو قتل کر دیا۔

س ۱۹: در ایام سلطنت حسین مرزا بالقر الخ سلطان حسین ۸۵۳ھ میں ہرات میں تخت نشین ہوا۔ اور ۸۱۱ھ میں فوت ہوا۔ س ۴: شیخ محی الدین عربی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸) زادہ روم) کہ از محققان عصر بودی رفتہ اند و در ملاقات اول مباحثہ واقع شدہ است و بتطویل انجا مید بالآخر قاضی بہن ایشان آمدہ حضرت ایشان را در اثنای تفردہ دل و تعلق بصورت آب و گل انحراف خاطر ی دست دادہ است و عنان غریمیت از جانب ہرات بصوب سمرقند تافتہ اند، چند ی ساکن آنجا بودہ اند و در انجا کسب فنہیت و کمال می کردہ اند تا آنکہ شبی نہ شب بلکہ صبح سعادت الخ را اس کے بعد شیخ سعد الدین کو خواب میں دیکھنے کا ذکر ہے) مولانا صلاح الدین موسی مشہور بہ قاضی زادہ روم جو ۸۲۲ اور ۸۴۱ کے درمیان کی تاریخ کو فوت ہوئے میرزا الخ بیگ کے استاد تھے۔ نیز یہ سلطانی کیلئے کچھ مواد انہوں نے جمع کیا انکا حال دیکھو فہرست ریو ۸۵۶ھ پر



دیکھو حاشیہ ص ۲۵ س ۵ کا ————— س ۶: تصنیفات انکی فہرست کے لئے دیکھو تذکرہ  
 نغرات جہاں ۲۵ کتابیں شمار ہوتی ہیں۔ کتاب خانہ بادی ۸۹۴ء میں اور فہرست بانکی پور  
 ج ۲ نمبر ۱۸۰ میں ۳۷ - ۳۷ کتابیں اور رسالے شامل ہیں ————— س ۹: نقد فصوص  
 کی جگہ نقد الفصوص پڑھنا چاہئے جیسا کہ لاری نے لکھا ہے۔ فصوص الحکم کے ایک اقتباس کا  
 نام نقش الفصوص ہے۔ یہ اسکی شرح ہے (دیکھو فہرست بادی عمود ۶۱۰ نمبر ۹) —————  
 س ۱۶: بنام سلطان بایزید الخ ریو (ص ۶۲۴) نے لکھا ہے کہ سلسلۃ الذہب  
 سلطان حسین کے نام پر معنون ہے۔ نفایس میں ہے کہ مولانا ۸۸۸ھ کے قریب حج کو  
 گئے۔ خود مؤلف نے س ۱۸ میں کہا ہے کہ مولانا کی عمر اسوقت ۶۴ سال کی تھی۔ لاری نے  
 انکی تاریخ ولادت ۸۸۵ھ دی ہے اس حساب سے یہ عمر تینہی طور پر درست ہے۔ مگر  
 سلسلۃ الذہب کی تاریخ تصنیف خود جاتی نے ۸۹۰ بتائی ہے۔ (۵۷ چون حروفش  
 بصاد وصاد رسید بہ خامہ را حکم استاد رسید دفتر دوم) اسلئے مؤلف میخانہ کا یہ  
 قول بھی کہ یہ مثنوی راہ مکہ معظمہ میں لکھی گئی قابل تسلیم معلوم نہیں ہوتا —————  
 س ۲۰: از راہ شام و مصر الخ نفایس میں ہے: در حدود سنہ ثمانین و ثمانمائہ  
 از طریق عراق عرب بکۃ معظمہ رفتہ اند و از راہ شام باذر بایجان آمدہ و بحر آسان مراجعت  
 کردہ اند ————— سلطان بایزید ثانی ۸۸۶ سے ۹۱۸ تک حکمران رہا (لین پول ص ۱۹)  
 ۸۸۰ھ میں وہ ابھی تخت نشین نہ ہوا تھا ————— س ۲۱: در مدرسہ میرزا شاہرخ الخ  
 افوس ہے کہ جو ماخذ اسوقت میرے سامنے ہیں۔ انہیں اس مدرسہ کا حال نہیں ملا۔  
 لاری نے لکھا ہے کہ مولانا نے خود بھی شہر ہرات کے اندر ایک مدرسہ بنایا تھا اور ایک

۱۔ فہرست بانکی پور ج ۲ ص ۳۵ و فہرست بادی ۸۹۴ء نمبر ۱ سلسلہ کے شروع میں  
 ابوالغازی کی تعریف میں یہ شعراتے ہیں ۷ گوہر افسر سرفرازی قبلہ مقبلان ابوالغازی  
 شاہ سلطان حسین آنکہ بہ بست چرخ را عدش از تعدی دست



مدرسہ اور خانقاہ شہر سے باہر خیابان میں کہ درجوار حضرت ایشان (یعنی جامی) است“ اور اکثر املاک اس مدرسہ خیابان پر وقف کیں، ایک جامع مسجد انہوں نے ولایت حاکم میں بھی بنوائی تھی۔

صفحہ ۹۶

س ۱: قایم تباہی چرس ملک الاشرف سیف الدین قایتباہی (۸۷۳ھ - ۹۰۱ھ) برہمی مملوکوں میں سے تھا۔ اور مصر و شام پر اسکی حکومت تھی (لین پول ص ۸)۔

س ۳: امیر حسین بیگ ترکمان کاتب نے حسین کے نقطے پھیل دئے ہیں۔ یعنی حق بیگ بنایا ہے اور یہی درست ہے۔ اور وں حسن آق قویونلوم ترکمانوں میں سے تھا اور ۸۷۱ھ سے ۸۸۳ھ تک آذر بایجان وغیرہ پر حکمران رہا (لین پول ص ۲۵۲)۔

س ۴: مسرور و مبتج گردیدند میر علی شیر نے انکے واپس آنے پر یہ رباعی کہی۔ الفصاف بدہ ای فلک مینا فام زین ہر دو کد ام خوب تر کرد خرام

خورشید جہانگیر تو از مطلع صبح یا ماہ جہانتاب من از جانب شام

چون سن شریفیش الخ مولف نے سال وفات ٹھیک دیا ہے مگر عمر

غلط درج کی ہے۔ نفائس میں ہے: وفات ایشان در روز جمعہ ۱۸ محرم الحرام بودہ است

در زمانی کہ موزن بانگ سنت نماز جمعہ داد السنہ ثمان و تسعین و ثمانمائے۔ مدت عمر

ایشان ہشتاد سال و چہار ماہ و بیست و پنج روز بودہ، لاری نے انکی عمر لفظ کاس (۸۱)

سے ظاہر کی ہے۔ اور۔ لکھا ہے کہ سلطان حسین مرزا باوجود مرض و ضعف کے مولانا

جامی کے فوت ہونے پر انکے مکان پر آیا۔ شاہزادوں اور امرا و وزرا اور بزرگان روزگار

اور صغار و کبار نے جنازے کو کندھا دیا۔ ”و حضرت بادشاہ را بسبب درو پآ آرزوی شرف

لے مکملہ نفحات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نفائس میں یہ تفصیل وہاں سے لی گئی ہے۔



پایہ جنازہ حضرت ایشان در دل ماند و این بر زبان می آوردند و تحسرت و تاسف می بردند

صفحہ ۱۰۳

## ۷۔ ہاتھی

س ۱۲: بعد از مولوی النجف ہفت اقلیم میں ہے: در نظم مثنوی از سایر شعرا ی عصر گوی  
تفوق می ربوده و تمام غمہ را متبع کرده — س ۱۶: میر ہمایون تبریزی غالب  
امیر ہمایون اسفراینی مراد ہے جو سادات اسفراین میں سے تھا اور اوایل شباب میں تبریز  
جا کر وہیں زیادہ تر مقیم رہا۔ وہ سلطان یعقوب آق قونیلو ترکمان بادشاہ (۸۸۳-  
۸۹۴) کے حاضرین مجلس خاص میں سے تھا۔ آخر ۹۰۲ھ میں قم کے ایک گاؤں میں  
فوت ہوا۔ اسکے دیوان کا انتخاب برٹش میوزیم اور کتاب خانہ بادی کے ایک قلمی مجموعہ میں ہے  
ادیکھو ریو ص ۳۵ و فرست بادی ص ۹۸ نیز دیکھو ہفت اقلیم (بدلی اسفراین) و آتشکدہ ص ۶۶  
و سپرنگر ص ۲۳۲

صفحہ ۱۰۴

س ۳: مظفر حسین میرزا و میرزا کیبیک فرزندان سلطان حسین میرزا بالیقا میں  
سے تھے۔ (عالم آرای ص ۲) — ملا آصفی (بن خواجہ نعمت اللہ قہستانی وزیر  
سلطان ابوسعید) شاگرد ملا جامی۔ سلطان حسین مرزا کے دربار کے مشہور شعرا میں سے تھا  
باپ کے عہدہ وزارت کی بنا پر اسنے آصفی تخلص کیا اور بیشتر میر علی شیر اور مرزا بدیع الزما  
ولد سلطان حسین مرزا کے پاس رہا۔ ۹۲۳ھ میں ستر برس کی عمر میں فوت ہوا ریو ص ۶۵  
و مراۃ الخیال) — س ۵: میرزا بدیع الزمان بن سلطان حسین میرزا (المتوفی  
۹۲۱)۔ مظفر حسین میرزا اور کیبیک مرزا کی طرح اسنے بھی باپ کے بعد دعویٰ استقلال  
کیا۔ لیکن بھائیوں کی بے اتفاقی سلطنت کی بربادی کا باعث ہوئی اور اوزبکوں نے ۹۱۳ھ  
میں حملہ کر کے خسرا سان پر قبضہ کر لیا۔ اور بقول اسکندر منشی ”دود از دودمان بالیقائی“



برآوردہ" — س ۱۰: ہر سال مبلغہای کلی الخ مگر تیمور نامہ میں ہاتھی شکایت کرتا ہے: ز فکر معاشم سراسیمہ وار سراسیمہ دارد مرا روزگار

— س ۱۵: چون سن آن الخ یعنی در ۹۱۴ھ (ریو بجوالہ تحفہ سامی ص ۶۵) فتح خراسان اور قتل شیبانی خان ۹۱۶ھ کے واقعات ہیں۔ (دیکھو عالم آراء ص ۲۷۲ بعد پر) اسکندر منشی نے فتح خراسان کی تاریخ فتح شاہ دین پناہ (= ۹۱۶) دی ہے —

س ۲۰: چون عبور الیشان الخ آتشکدہ (ص ۷) میں ہے: بہ قصبہ منکوردہ (یعنی خرجرد) بحمت زیارت مزار شاہ قاسم انوار قدس سرہ العزیز وارد شدہ،  
صفحہ ۱۰۵

س ۴: بعد از دو سو روز دیگر الخ شاہ نے ہاتھی کے چار باغ کا دروازہ بند پایا تو دیوار پھاند کر اندر گیا (ریو بجوالہ تحفہ سامی)۔ آتشکدہ (ص ۷) میں ہے: از شاخ درختی کہ ازان باغ سر برآوردہ بود داخل باغ گرویدہ — س ۴: بغرا بقول صاحب آئین ایک کھانے کا نام ہے جسکے اجزا میں گوشت۔ میدہ۔ گھی۔ چنے۔ سرکہ اور شکر شامل ہیں۔ (دیکھو بلاکین ص ۶) — س ۱۳: فتوحات شاہی اس کتاب کا ایک نسخہ پطرسبرگ کے کتاب خانہ میں ہے (ریو ص ۶۵۲) — س ۱۷: مثنوی ان اشعار میں سے پہلا تیسرا اور چھٹا ہفت اقلیم میں اور پہلے چار شعر آتشکدہ میں بھی ہیں — س ۱۸: آتشکدہ: آیت سروری (بجای منصب سروری) —

س ۱۹: آتشکدہ: بہ مروی (بجای ز مروی)

صفحہ ۱۰۶

س ۴: در سنہ الخ یہ تاریخ محل ہے۔ دیکھو حاشیہ س ۱۵ ص ۱۰۴ پر ہفت اقلیم

۱۵ سپتمبر ۱۲۱۱ھ پر اسکو ۱۲۱۲ھ کا واقعہ بتایا ہے۔ مگر یہ دوست نہیں +



میں ہے : تاریخش را عزیزی چنین یافته

تاریخ فوت او طلبیدم ز عقل گفت از شاعر شہان و شہ شاعران طلب .

و دیگر جامی ثانی چہ شد یافته ، اور یہی تاریخ وفات (۹۲۷) اور تذکرہ نولیوں نے لکھی ہے۔ البتہ خوشگو نے ۹۲۷ یا ۹۲۸ تاریخ بتائی ہے (فرست یادلی عمود ۲۱۳

نمبر ۲۵) — س ۵ : مزارش الخ آتشکدہ : در ہمان باغ (یعنی چہار باغی کہ خودش ساختہ بود) مدفون است — س ۸ : ہفت منظر ہفت پیکر کی طرح بہرام گور کے حالات میں ہے۔ اسکے نسخے یورپ اور ہندوستان کے بڑے بڑے کتابخانوں

میں موجود ہیں — س ۹ : مزارنامہ - بقول ریو (ص ۶۵۷) ، ہاتھی نے چالیس سال اس کتاب کی تصنیف و تہذیب پر صرف کئے۔ کتاب کے آخر میں وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ اسکی عمر مدح آل تیمور میں صرف ہوئی مگر بجز شہرت عام کے اسے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

— س ۱۰ : خسرو شیریں - ہفت منظر میں ہاتھی نے لکھا ہے کہ اس نے اولاً لیلیٰ مجنوں نظم کی پھر شیریں خسرو پھر ہفت منظر ، یہ تینوں کتابیں ۹۹۸ء یعنی ۱۵۹۰ء وفات جامی سے پہلے لکھی گئیں ، تیمور نامہ کی تکمیل بظاہر انکے بعد ہوئی۔ آتشکدہ میں ہے : و چہار کتاب در جواب خمسہ نظامی برشتہ نظم کشیدہ ، لیکن ظاہر ہے کہ پانچویں مثنوی فتوحات شاہی تھی جو نام تمام رہی۔ کتاب خانہ موتی محل میں سپرنگر نے لیلیٰ مجنوں ، تیمور نامہ اور شیریں خسرو کے نسخے دیکھے جو ۱۰۸۹ء میں مصنف کے نسخے سے نقل ہوئے تھے۔

## ۸۔ حکیم پرتوی

ص ۱۴ : س ۱۴ : پرتوی ، کسی تذکرہ میں اس شاعر کا نام نظر سے نہیں گزرا۔

سہ ریو نے بحوالہ حبیب السیر یہی تاریخ دی ہے ۱۰۸۹ء نیز دیکھو سپرنگر ص ۲۱۱ ،



## صفحہ ۱۱۱

س ۲: شاہ طہاسب نے ۹۳۰ سے ۹۸۴ تک فرمانروائی کی — س ۱۶: آتشکدہ (۲۵۴) میں فقط اتنا لکھا ہے: ساقی نامہ دار و خوب گفتہ — س ۱۲: شہسپیدی قمی: سلطان یعقوب (۸۸۳ تا ۸۹۶) آق قونیلو خاندان کے بادشاہ کا ملک الشعرا رہا۔ بہت خود پسند تھا اور کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اسلئے سلطان کے مرنے کے بعد فرار کو قرار پر ترجیح دے کر ہندوستان میں آیا اور گجرات میں مقیم ہوا اور وہیں سو سال کی عمر پا کر ۹۳۵ء میں فوت ہوا۔ امین رازی کے زمانے میں اسکا دیوان جسمیں قریباً ۴ ہزار بیت تھے متداول اور مشہور تھا۔ اسکے دیوان کا انتخاب برٹش میوزیم کے ایک مجموعہ میں ہی (ہفت اقلیم بذیل قم و دیو ص ۳۵) — اہلی شیرازی صاحب سحر حلال ملا دوانی کا دوست اور شیراز کا رہنے والا تھا۔ ایک مرتبہ تبریز میں دو برس ٹھہرا پھر حج کو گیا۔ باقی تمام مدت وطن میں مقیم رہا اور بڑھاپے تک پہنچ کر ۹۴۲ء میں فوت اور مصفای شیرازیں خواجہ حافظ کے پہلو میں دفن ہوا۔ تاریخ وفات اسکی مشہور ہے یعنی بادشاہ شعرالود اہلی (سپرنگر ۳۲۰) — س ۱۳: ملا جلال الدین دوانی دوان (علاقہ گازرون) میں ۸۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ مگر زندگی کا اکثر حصہ شیراز میں گزارا۔ علاوہ درس تدریس کے فقائے صوبہ فارس بھی انہی سے متعلق تھے۔ ۹۰۸ء میں گازرون کے قریب فوت اور دوان میں دفن ہوئے۔ معقول و منقول میں تبحر کی وجہ سے فضلاء معاصر پر ترجیح رکھتے تھے۔ شرح ہیکل، رسالہ اثبات واجب، اخلاق جلالی اور حواشی شمس و مطالع وغیرہ انکی تصنیف سے ہیں۔ (دیو ص ۴۴) و ہفت اقلیم بذیل گازرون (آتشکدہ ۲۵۴) میں ہے کہ علامہ دوانی نے پرتوی کے حق میں کہا: مارا بیت اتم فقراً مند و عندی اللہ من السالکین — س ۱۷: اوقاش الح و دیکھو آتشکدہ صفحہ مذکورہ بالا — س ۲۱: الحال درمیان مردم الح پرتوی کے کلام کا عام طور پر یہی حال ہے۔ اکثر تذکرہ نویسوں نے اسکا ذکر سرسری



طور پر کیا ہے مثلاً ہفت اقلیم میں (بذیل شیراز) ہے : اشعار دلفریب بسیار دارد  
این بیت از ان ایات است :

آتش افکند عشق در دل از ہر آرزو آرزو سوزست عشق و من سر سر آرزو

(صرف یہی ایک شعر تحفہ سامی اور نفایس الماثر اور مخزن الغرایب میں بھی دیا ہے) ،  
تحفہ سامی میں ہے : پر تو انوار کلام بلاغت انجاش ہمہ جاتافہ و قبول سخنان مقبول  
او در دل ارباب و فارہ یافتہ از جلد این مطلع از دست ہے آتش افکند الخ نفایس میں ہے :  
شاعری خوش گوی است او راست ہے آتش افکند الخ مخزن الغرایب اور سفینہ خوشگو  
میں بھی اسکا برائے نام ذکر ہے ،

صفحہ ۱۱۲

س ۳ : در ششم . . . . . بہا نخواست ، بخلاف اسکے آتشکہ میں ہے کہ پرتوی  
۹۲۸ء میں فوت ہوا ۔ (فہرست بادل عمود ۲۸۴ نمبر ۴۴) ، یہی تاریخ تقی کاشی نے دی ہے  
(سپر نگر ص ۲) آتشکہ میں یہ بھی ہے کہ پرتوی شیخ سعدی کے جوار میں مدفون ہے ۔

صفحہ ۱۲۶

## ۹- امیدی رازی

س ۹ : خواجہ ارجاسپ کذا در منتخب الاشعار مبتلا و آتشکہ ص ۲  
س ۱۰ : در بہار عمر . . . . . گردید ہفت اقلیم (بذیل طہران) میں ہے : بتلاش خود  
ورضای والدین متوجہ دارالاعزاز شیراز گشتہ فنون فضائل از فحول افاضل اخذ نمود . . . . .

۱۱ آتشکہ کے ایک دوسرے نسخہ میں ۹۲۴ء دیا ہے ۱۲ صفحہ ابراہیم میں پرتوی مذکور ہے  
(دیکھو فہرست پرش) مگر یہ کتب راقم کی دسترس سے باہر ہے ۔



۳۰ اور فنون فصائل و کمالات منتهی گردید 'الشکدہ میں ہے کہ قلمارہ دعائی کا شکر دیکھا' —  
 س ۱۶: نام او مسعود نہاد 'دیوان امید کی دیباچہ نگار مسعود الحسنی نے امید کی  
 کا لقب اور نام رکن الدین مسعود لکھا ہے۔ (ضمیمہ فہرست رد پو ص ۲۶۹) — س ۱۸:  
 وہمیشہ فصحا الخ 'ہفت اقلیم میں بھی ہے کہ وہ مریج شعرا زمان تھا'

صفحہ ۱۲۷

س ۳: اتحاد تمامی ..... داشتہ 'امیر نجم ثانی اصفہانی شاہ اسمعیل صفوی  
 کا وکیل دیوان اعلیٰ تھا، درگاہ معلیٰ میں اسکو بہت اعتبار و اقتدار حاصل تھا۔ بادشاہ  
 نے اسکو اوزبکوں کے خلاف خراسان میں بھیجا۔ اسنے آمو کو عبور کر کے ماوراءالنہر کو  
 فتح کرنا شروع کیا۔ مگر ۹۱۸ھ میں جنگ غجدوان میں مارا گیا۔ اس لڑائی میں بابر بھی شامل  
 تھا۔ اور دراصل قزلباشوں کی کمک کے لئے آئے تھے۔ (عالم آرای ص ۳ و ص ۲۹۵)  
 ابن رازی نے (بذیل امید) لکھا ہے، بسبب وفور میلان خاطر ..... امیر نجم ثانی  
 پایہ قدر و منزلت (یعنی امید) از اقران درگذشتہ صاحب مکت و ثروت گردید اسی  
 ترجمہ میں ابن نے امید کا قصیدہ امیر موصوف کی تعریف میں نقل کیا ہے جو سلمان ساوجی  
 کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ اور جسکا مطلع ہے

زہی طلعتت بر فہر از رکاب فروزان چو بر آسمان نجم ثاقب

میر عبد الباقی یزدوی یعنی امیر نظام الدین عبد الباقی بن شاہ صفی الدین بن امیر  
 غیاث الدین بن شاہ نعمت اللہ ولی شاہ اسمعیل ماضی کا صدر تھا۔ امیر نجم الدین کو چونکہ  
 میر عبد الباقی کے گھرانے کے ساتھ بہت عقیدت تھی ماوراءالنہر کی طرف جاتے وقت اسنے میر کو اپنا نائب مقرر کیا  
 اور واقعہ غجدوان کے بعد میر عبد الباقی وکیل مستقل ہو گیا اور روز بروز جاہ و جلال میں ترقی کی حتیٰ کہ جنگ  
 چالدران (۹۲۰ھ) میں مارا گیا، (میر کا بیٹا سید نعیم الدین شاہ طہاسپ کا بہنوئی جب فوت  
 ہوا تو اسکے متروکات کی قیمت ہندوستان کے سکے میں چالیس لاکھ روپیہ تھی۔ امیر  
 غیاث الدین میر میران جو ابن رازی کے زمانے میں ایران کے صنادید بلند پایہ میں سے تھا



اسی سید نعیم الدین کا بیٹا تھا ( میر عبد الباقی نثر میں بھی ممتاز زمانہ تھا اور گاہی گاہی شعری کہتا تھا۔ باقی اسکا تخلص تھا (ہفت اقلیم بذیل یزد عالم آرای ص ۳۲ و آنشکہ ص ۱۰۹) مگر شاہ عباس کے عہد ہی میں یہ گھرانہ برباد ہو گیا اور سپہ میران کا لڑکا خلیل اللہ خستہ حال ہو کر ہستہ میں جہانگیر کے پاس خواجہ حبیب اللہ سناوچی (یعنی کریم الدین) درش خان کا وزیر تھا۔ شاہ اسماعیل نے ۹۲۷ میں سام مرزا کو (جو اسوقت ۴ سال کا تھا) با تالیقی درش خان اسماء والی خراسان مقرر کیا تو خان نے خواجہ حبیب اللہ کو اسی سال اپنا وزیر بنا کر دیوانی امور اسکے سپرد کئے خواجہ صاحب علم و فضل اور مرجع فضلا تھا۔ حبیب السیر کو خواند میر نے اسی کی تحریک سے ختم کیا اور کتاب کا نام اسی کے نام پر رکھا۔ فخری نے بھی تحفۃ الحبیب کو اسی کے نام پر معنون کیا اور مجالس التفاضل کا ترجمہ فارسی اسی کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی طرح عبد العلی بن محمد برجنڈی نے ہیئت کا ایک رسالہ اسکے نام پر لکھا وغیرہ وغیرہ (دیکھو فہرست ریو بذریعہ فہرست اعلام در عالم آرای ص ۳۳) نیز دیکھو میخانہ ص ۱۴۴ س ۱۲ جہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ۹۵۰ میں ابھی زندہ تھا

آئین رازی لکھتا ہے کہ امیدی ۹۲۸ میں درش خان کے ساتھ دار الملک خراسان میں گیا اور اصحاب علم و کمال کا مصاحب رہا۔ دو سال کے بعد بحصول رخصت رسی کو واپس آیا — س ۸: وازان زبدۃ المتأخرین الحہفت اقلیم میں ہے کہ اسکا کلام جواب متداول ہے یہ ہے: ۱۴ قصیدے - ۳ غزلیں 'ساقی نامہ' چند قطعے اور رباعیاں، مبتلا نے لکھا ہے: ۱ اشعارش بعد از وفات او از میان رفتہ سوای ہفدہ قصیدہ و چند رباعی و ہفت غزل چیری یا نت نمی شود، برٹش میوزیم میں اسکے دیوان کا نسخہ ہے اس میں صرف ۴۴ صفحہ ہیں اور بجز تصاید کے اور کچھ نہیں۔ نثر میں ایک دیباچہ اسکے ساتھ ملحق ہے اور دیباچہ نگار (مسعود الحسنی) نے لکھا ہے کہ شاہ صفی (۱۰۳۸ تا ۱۰۵۲) کے لے میر سامنے جو نسخہ ہے اس میں 'ہفتصد' لکھا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ ہفدہ کی تصحیف ہے



حکم سے اسے امتیہ کی پرگندہ نظموں کو جمع کیں (ضمیمہ فرست ریو ص ۲۶۹) ایک قصیدہ اسکا  
 کتاب خانہ بادی میں بھی ہے (فہرست بادی ص ۱۰۱) آتشکدہ میں ہے : بیشتر اوقات صرف  
 قصیدہ گوئی کردہ .... بہ غزل سرائی چند ان بایل نہ بود — س ۱۰ : شاہ قوام الدین  
 کاتب یہ ہے : شاہ قوام الدین محمد بن شاہ شمس الدین ہے شاہ قاسم بن سید محمد بن  
 ہفت اقلیم و خوشگد فہرست بادی عمود ۲۱۳ نمبر ۲۷) — س ۱۵ : اسی قصیدے  
 کے نو شعر آتشکدہ میں ہیں جن میں سے تین میخانہ میں نقل ہوئے ہیں —  
 س ۱۶ : آتشکدہ : ویرانہ کہ رنجای ویرانہ است) — س ۱۷ : آتشکدہ  
 نکرد (بجای نکردہ) اور نکردہ (بجای نساخت) — س ۲۰ : دفع صایل عالم  
 آرای عباسی (ص ۲۲ س ۲۷) میں ہے : مردم شہر را بہ ... دفع صایل ترغیب نمودہ  
 صفحہ ۱۲۸

س ۱۲ : باغ امید کذا در ہفت اقلیم — س ۳ : شاہ قوام الدین  
 .... رسائید ند ہفت اقلیم میں شاہ قوام الدین کے حال میں اس واقعہ کی تفصیل  
 دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ قوام الدین نے یہ باغ امتیہ سے مانگا اسے  
 انکار کیا اسپر شاہ صاحب نے چند درخت وہاں کے اپنے آدمیوں سے کٹوا دئے۔  
 امتیہ کو خبر لگی تو کہا : این نوع اعمال از خروگاو صادر می شود عجب کہ خدام شاہ  
 بدین شیوہ عمل نمودہ باشند شاہ نے یہ بات دل میں رکھی اور کچھ عرصہ کے بعد چند  
 آدمیوں کو آمادہ کیا جنہوں نے ایک رات امتیہ کو قتل کر دیا، چونکہ شاہ اسمعیل انہی  
 دنوں میں فوت ہوا تھا کسی نے شاہ صاحب سے باز پرس نہ کی۔ طہاسب تخت نشین  
 ہوا۔ تو یہ سنکر قوام الدین نے بہت لوگوں کو مرید کر لیا ہے اور ایک قلعہ نہایت مضبوط

لے بیل طران لے شاہ اسمعیل ۴۳۰ میں فوت ہوا



بنایا ہے۔ اسکی تیغ کنی کی فکر میں ہوا اور خراسان سے واپسی ہوتے وقت قوام الدین کو گرفتار کر واکر اسکو خولیشان مولانا امیدی کے ساتھ قزوین میں حاضر کرایا۔ اور خون مولانا کے بدلے اسکے ڈاڑھی اور سر کے بال مشعل سے جلوا دئے۔ (”فرمود تا مشعل بر سر و روی او داشتند“) اسکے بعد اسکو ایک قلعہ میں قید کر دیا اور وہیں وہ مرا شاہ قوام الدین کی تاریخ گرفتاری کسی نے ”در شتم“ نکالی یعنی ۹۴۴ھ — س ۴ :  
 افضل نامی : ہفت اقلیم میں ہے : از عتقوان جوانی تا ہنگام پیری در خدمت مولانا امیدی بسر بردہ — س ۱۲ : سال تاریخ الخ افضل نے امیدی کی تاریخ وفات ۹۲۵ بتائی ہے۔ اور تحفہ سامی میں بھی یہی ہے۔ مگر حبیب السیر اور لب التواریخ میں ۹۳۰ ہے اور دیکھو ریو ص ۱۱۹) ’ لب التواریخ میں لکھا ہے کہ امیدی ربیع الاول ۹۳۳ھ میں قتل ہوا اور یہ بیان حبیب ہفت اقلیم کے اس قول کے مطابق ہے کہ شاہ اسمعیل کی وفات کے باعث محرک قتل سے باز پرس نہ ہو سکی۔ کیونکہ شاہ اسمعیل ۱۹ رجب ۹۳۰ھ سے (جو اسکے جانشین کی تاریخ جلوس ۱۱)

۱۱ عالم آرای ص ۲۹ پر ہے کہ ۹۴۴ھ میں طہاسب خراسان سے عراق کو روانہ ہوا — خلاصۃ الامکان زفرست بادی عمود ۳۰۳ نمبر ۲۱) میں محرک قتل امیدی کا نام شاہ نعمت اللہ والد شاہ قاسم نور بخش دیا ہے مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا ۱۱ سام مرزا نے تحفہ سامی حدود ۹۵۷ھ میں لکھی ۱۱ یہ کتاب ۹۳۰ھ میں ختم ہوئی۔ اس میں لکھا ہو کہ امیدی ۹۲۷ھ میں درمش خان کے ساتھ ہرات گیا اور دو سال کے بعد وطن لوٹا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قتل ہوا۔ (امین رازی نے لکھا کہ امیدی ۹۲۸ھ میں ہرات گیا الی آخر القصد) خوشگو زفرست بادی عمود ۲۱۳ نمبر ۲۷) کہتا ہے کہ وہ ۹۲۳ھ میں ہرات گیا اور ۹۲۵ھ میں واپس آیا اور مارا گیا ۱۱ ۹۴۸ھ میں لکھی گئی، ۱۱ حیرانی یہ ہے کہ امین احمد نے نامی کا مہرہ (= ۹۲۵) بھی دیا ہے کہ یہ اس واقع کی تاریخ ہے اور یہ بھی لکھا کہ شاہ اسمعیل اپنی دونوں بیوت ہو چکا تھا (جو ۹۳۰ کا واقعہ ہے) ! ۱۱ عالم آرای ص ۳۱



کچھ پہلے فوت ہوا۔

صفحہ ۱۳۲

## ۱۔ شرف جہان قزوینی

س ۴ : و این قاضی جہان الخ میرزا علاء الدولہ نے نفایس المآثر میں جو ۹۷۳ اور ۹۷۶ کے درمیان تصنیف ہوئی قاضی جہان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ۹۳۰ء میں شاہ طہاسب کا (جو اسی سال ۱۱ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا) وکیل مقرر ہوا اور ڈیڑھ سال تک سارے ملک ایران پر کامل اختیارات سے حکومت کرنے کے بعد (بقول اسکندر منشی منازعہ تنگلو) استاجلو سے کنارہ کش ہونے کے خیال سے مستعفی ہو گیا۔ ۹۴۲ء میں دوبارہ وکیل بنا اور ۱۴ سال تک وکیل مطلق العنان رہا، ۹۵۰ء میں بہاول علاق گیا تو یہ خدمات پسندیدہ بجا لایا، ۹۶۰ء میں فوت ہوا۔ صاحب نفایس نے تاریخ کئی : عر خرد گفتا کہ قاضی بیک بودہ نیز دیکھو عالم آرای ص ۱۱۱ بعد جہان بعض اور تفصیلات بھی دی ہیں۔ سن ۹۶۰ : انا چون قرۃ العیون .... سپرد صاحب میخانہ نے حالات کچھ بھی نہیں دئے۔ نفایس میں جو کچھ لکھا ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ میرزا شرف جہان شروع میں مولانا نظام الدین احمد قزوینی کے پاس پڑھتا رہا۔ پھر شیراز جاکر میر غیاث الدین منصور (۹۰۰-۹۲۸) سے علوم معقولہ پڑھے یہاں تک کہ استاد سے مستغنی ہوا۔ بعد ازاں قوت طبع اور مطالعہ سے حواشی تجرید میں میر و ملا کے اقوال اس طرح یاد کئے کہ اسکی مجلس میں کوئی بول نہ سکتا تھا۔ خط، شعر، انشا، بلاغت و

۱۵ میرزا علاء الدولہ نے عربی لفظوں میں لکھا ہے کہ قاضی جہان ۹۷۱ء میں فوت ہوا مگر تاریخ فوت جو درج کی ہے اس سے ۹۶۰ء نکلتا ہے اور یہی ۹۶۰ء عالم آرا میں دیا ہے،



فصاحت اور حسن ادا میں ضرب المثل اور پابند شریعت، متابع سنت تھا۔ چار شنبہ کے دن صبح کے وقت ۱۸ ربیع الآخر ۹۱۲ھ کو پیدا ہوا اور اتوار کے دن صبح صفر کے وقت ۷ ذیقعدہ ۹۶۸ھ کو قزوین کے ایک گاؤں میں فوت ہوا۔ مولانا مجازی نے تاریخ کمی: آہ آہ شرف از جہان شدہ (ہفت اقلیم میں اسکی ولادت ۹۰۲ میں اور وفات ۹۶۲ میں دی ہے مگر مادہ تاریخ وفات وہی دیا ہے جو نفایس میں ہے اور جس سے ۹۶۸ حاصل ہوتا ہے۔ سپہنگر (منہ) نے نفایس کے ایک نسخہ سے تاریخ وفات شرف کی ۹۷۱ دی ہے۔ مگر جو نسخہ میرے سامنے ہے اس میں صاف طور پر عربی الفاظ میں ۹۶۸ دئے ہیں۔ اور یہی تاریخ درست معلوم ہوتی ہے۔ س ۱۹: ۱۰؛ و انظر الخ عالم لری (۱۲۹) میں کہ ایک زمانہ میں شرف طہاسب کا ہم صحبت تھا مگر آخر میں یہی خیال سو شاہ نے شعرا و توجہ ہٹائی ص ۱۳۳ س ۵؛ دیوان: اسکے نسخوں کے لئے دیکھو فہرست بانکی پور۔ ج ۲ ص ۱۱۔

س ۹: عدد آن الخ مگر تقی کاسنی نے تعداد ایات شرف ۳ ہزار بتائی ہے (فہرست بانکی پور ۲: ۱۵۷)۔ س ۱۳: میرزا حسینی نفایس میں اسکے ترجمہ میں لکھا ہے:۔ جوانی ست در نہایت حسن و محبوبی و باعشاق در مقام لطف و خوبی، طبعی

۱۵ نفایس میں الفاظ میں اثنا عشر و تعما، لکھا ہے ۱۵ سپہنگر نے بظاہر قاضی جہان کی تاریخ وفات کو غلطی سے شرف کی تاریخ وفات سمجھ لیا ہے تقی کاشی (سپہنگر ص ۲۲) اور محف ابراہیم (فہرست بانکی پور ۲: ۱۵۸) وغیرہما نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ میرزا علاء الدولہ قزوینی نے جس تفصیل سے اپنے ہموطن اور معاصر شرف جہان کی تاریخ پیدائش و وفات بیان کی ہے۔ اسی سے اور اس امر سے کہ اسے شرف کے ماتم میں اشعار بھی کہے ہیں جو اس کے ترجمہ میں درج کئے ہیں یہ ظاہر ہے کہ وہ اسکو بخوبی جانتا تھا۔ میری رائے میں تاریخ پیدائش و وفات شرف جو اسے دی ہے قابل اعتماد ہیں ۱۵ شرف کی شاعری کی ایک بڑی خصوصیت معاملہ ہندی و مبتلا اسکی نسبت کہنا ہی و او ابتداست نیز دیکھو شعر الجم ۲۰۱۳، و خزائن بدریچہ فہرست مطالب



مستقیم و ذہنی قویم دارد ، در موسیقی صاحب وقوت است و کارها و صوتها بہتہ  
 این رازی نے لکھا ہے کہ حسابی اعیان فطنہ سے تھا ، اور ہر مہر اور علم میں دخل  
 رکھتا تھا مگر کسی کو کمال تک نہیں پہنچایا اسلئے ظرفاً اسے وکان پس کو چہ کہتے تھے ۔  
 البتہ موسیقی و ادوار میں ماہر کامل تھا ، تقی کاشی نے خلاصۃ الاشعار میں مفصل  
 ترجمہ اس کا دیا ہے ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ آقا سلمان معروف بہ مرزا حسابی  
 خواجہ قاسم مستوفی کا بھتیجا اصلاً فطنری ہے مگر نشو و نما اسنے کاشان میں پایا ۔  
 جوان خوش مشرب ۔ نیک خلق ، اور لطیف طبع ہے ۔ جامعیت جو اس کو  
 حاصل ہے دنیا ( ! ) میں کسی کو نہ ہوگی خصوصاً طب ، تصوف اور موسیقی میں  
 باکمال ہے ۔ موسیقی میں اسکے عمل ہائے خوب شہرہ آفاق ہیں ۔ دیباچہ گلستاں  
 کی شرح اسنے تین ہزار بیت ( سطر ہیں ) لکھی ہے ۔ بقول بعض ثقات ملا علی قوشچی کے  
 رسالہ ہیئت پر اسنے عربی میں شرح لکھی ۔ ایک جغرافیائی کتاب اوصاف البلاد کی  
 تالیف میں عرصہ سے مصروف ہے ۔ شاعری میں طبع شگفتہ رکھتا ہے ۔  
 ضمیری اصفہانی : نقایس المآثر میں اسکی نسبت لکھا ہے ، قوت طبع و زور شعر  
 دارد ، دیوانی زیادہ از وہ ہزار بیت ترتیب کر وہ از قصاید و غزلیات وغیرہ در علوم  
 ریاضی شاگرد استاد البشر میر غیاث الدین منصور است و در احکام رمل ماہر است  
 وسیلقتہ اش بان موافقت دارد و در علم فلاح و رعایت باغات و بساتین و مساحت  
 بنی نظیر است ، تقی کاشی نے اسکا نام کمال الدین حسین بتایا ہے اور لکھا ہے کہ دم  
 تحریر تک اسنے لاکھ شعر کہے ہیں ( تقی نے اسکی ۶ مثنویاں اور دو دیوان گنے ہیں )  
 اور کہتا ہے کہ اسکا کلام سب ضایع ہو گیا مگر صاحب مخزن الغرائب نے لکھا ہے :

لے نیز دیکھو عالم آرای مصنف و آشکہ ۱۶۵۰ ( بذیل اصفہان )



کلیات مولانا را فقیر در جهان آباد دیدہ آذر نے یہ بھی کہا ہے کہ اسکے خیال میں تمامی عمر مولانا لیل و نہار استرا و جہرا و فاجواندن کتب مرقومہ (یعنی مصنفاتش) نہی کند تا بگفتن چہ رسد، خلاصہ چون غرابت داشت نوشتہ "ہفت اقلیم" میں اسکا ترجمہ دیا ہے مہمل اسکا یہ ہے کہ ضمیری کا باب باغ نقش جہاں کا معمار تھا اسکے ابتدائیں باغبان تخلص کرتا تھا۔ وہ میرزا شرف کا معاصر تھا۔ رمل دانی کی وجہ سے طہاسب صفوی نے اسکو ضمیری تخلص بخشا۔ اکثر متاخرین کے دیوانوں کے جواب اسنے لکھے ہیں (ان دیوانوں کی تفصیل بھی دی ہے)۔ ضمیری سلطان محمد صفوی (۹۸۵-۹۹۲) کے عہد کے شروع میں فوت ہوا (ریو بحوالہ والد)

صفحہ ۱۳۴

س ۱: ہفت اقلیم میں یہ شعر دیا ہے — س ۲: جعفر بیگ یعنی مرزا قوام الدین بن میرزا بدیع الزمان قزوینی عتقوان شباب میں ہندوستان آیا اور ۹۸۵ء میں پہلی وفد اکبر کے سامنے پیش ہوا۔ ۹۹۲ء میں اسکو آصف خان کا خطاب ملا۔ ۱۰۰۲ء میں فوت ہوا۔ دیکھو بلاکین ص ۱۱۱) جعفر اور جعفری تخلص کرتا تھا۔ اس کی شتوی خسرو شیرین ہمیشہ بہار (سپرنگر ص ۱۳) میں مذکور ہے۔ اسکے نسخوں کیلئے دیکھو فہرست بادی ۱۰۰۲ء سید، جہانگیر نے لکھا ہے کہ یہ شتوی اسکے نام پر لکھی گئی (ترجمہ نوک: ۱: ۲۲۲)

صفحہ ۱۳۱

## ۱۱۔ قاسم گونا بادی

س ۱۵: بمزید علم و ادب الخ نفایس المآثر میں ہے: در ریاضیات بی بدل زمان

۱۵ء عالم آرای (۱۲۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۹۸۲ء میں زندہ تھا ۱۵ء خلاصہ الکلام (فہرست بادی

نمبر ۲۹۶) ۱۵ء منقول عنہ میں ریاضات ہے :



خود است، استفادہ علوم و در خدمت علامہ دہر استاد البشر میر غیاث الدین منصور شیہ ازی  
نمودہ، ریاض الشرائع میں ہے: در ریاضی ریاضت نام کشیدہ، و درین علم سرآمد سروران گردیدہ  
در مجلس میرزا الخ بیگ با مولانا علی قوشچی مباحثات نمودہ است (ہفت آسمان ۱۳۶)

صفحہ ۱۲۲

س ۳: برادر میرزا الخ تحفہ سآمی کے اقتباس مندرجہ حاشیہ ۲ کی تائید  
ہفت اقلیم سے بھی ہوتی ہے، این رازی لکھتا ہے: میرزا قاسم از معارف سادات  
آن دیار بودہ اگرچہ ہموارہ کلانتری آن ولایت بدان سلسلہ تعلق می داشت اما میرزای  
مذکور از ان شغل استعفا خواستہ آن شغل را بہ برادر حوالہ فرمود ازین سبب اختلاط  
فضلا و شعرا بخدمت او اتفاق بسیار افتادی و حضرتش مجمع فصحا و ظرفا بودی —  
س ۷: دہر قسم شعر گفتہ الخ سام مرزا نے تحفہ سآمی میں یہی چار کتابیں قاسمی کی  
شمار کی ہیں جو میخانہ میں درج ہیں یعنی (۱) شاہنامہ "کہ فتوحات زمان حضرت  
صاحب قرآن معفور [شاہ اسمعیل اول صفوی] را قلم کردہ" (۲) لیلی و مجنون  
(۳) کارنامہ (۴) خسرو شیرین۔ مگر میرزا علامہ الدولہ نے نقائیس میں جو (۳) ۹۷  
سے ۹۹ تک زیر تصنیف تھی (قاسمی کا ایک عریضہ جو اسے اکبر کو لکھا تھا درج کیا ہے  
جسمیں کچھ اور کتابیں بھی مذکور ہیں۔ اس عریضہ میں اپنی تصنیفات کا شمار قاسمی نے  
یوں کیا ہے:

کتاب [۱] شاہ نامہ ماضی کہ چہار ہزار و پانصد بیت است

۱۰۰ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات ۹۳۸ ہے ۹۵۷ کے قریب تصنیف ہوئی  
۱۰۰ میرزا علامہ الدولہ ہندوستان کو جاتا ہوا کاشان سے گذرا تو قاسمی نے ایک نظم صفت معراج  
حضرت نبوی ایک عریضہ کے ساتھ اکبر کو بھیجی اور عریضہ میں اپنی تصنیفات کی تفصیل دی (دیکھو ہفت آسمان ص ۱۳۶)



و [۲] شاہ نامہ نواب اعلیٰ کہ آن نیز این قدر است

و [۳] شاہ رخ نامہ کہ پنچہزار بیت است

و [۴] لیلی مجنون کہ سہ ہزار بیت است

و [۵] خسرو شیرین کہ آن نیز سہ ہزار بیت است

و [۶] زبدۃ الاشعار کہ چہار ہزار و پانصد بیت است

و [۷] مخزن الاسرار و گوی چو کمال کہ دو ہزار و پانصد بیت است

ہفت آسمان میں نمبر ۶ و نمبر ۷ کی عبارت کو بوں بدلا ہے: زبدۃ الاشعار کہ چہار ہزار و پانصد بیت است بھر مخزن الاسرار و گوی و چو کمال اس تبدیلی کی تائید قاسمی کا شی (سپرنگر ص ۱۲۷) کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ کہ قاسمی نے مخزن کے بحر میں ایک مثنوی لکھی ہے۔ گو زبدۃ کے کسی نسخہ کا پتہ مجھے کہیں نہیں چلا۔ قاسمی کی ایک مثنوی عاشق و معشوق بھی ایٹیا لک سوسائٹی بنگال کے کتاب خانہ میں ہے۔ ص ۹: شہنشاہ نامہ قاسمی کے عریضہ سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کے تین حصے ہیں مگر میخانہ میں دو مذکور ہیں۔ میخانہ کے اقتباسات کا مقابلہ زیو (ص ۶۱) کے اقتباسات سے کرنے پر معلوم ہوا کہ شاہ نامہ نواب اعلیٰ میخانہ میں (ظاہراً) بے تقلید تھم سامی (مذکور نہیں ہوا) ص ۳۳ ۱۲۷ س ۶: عدد ابیات الخ یہ تعداد عریضہ قاسمی سے مختلف ہے۔

۱۔ ہفت آسمان ص ۱۳۷ ۲۔ یہی نام غلامیۃ الاشعار اور خزینۃ گنج الہی میں ہے (سپرنگر ص ۱۲۷ و ص ۱۳۷) — اس کتاب کے تینوں حصوں کا تفصیلی حال دیکھو زیو ص ۶۱ پر، مختصر یہ کہ شاہ نامہ نامی میں سلطان حیدر منفوی سے لیکر ۱۹۱۷ تک کے واقعات منظوم ہیں۔ شاہنامہ نواب اعلیٰ عہد شاہ مہاسب کی تاریخ ہے اور ۱۷۱۷ کے قریب تک کے واقعات اس میں درج ہیں اور شاہ رخ نامہ میں شاہ رخ کے حالات ہیں۔ کتاب شاہ بادلی میں اس کتاب کے پانچ نسخے ہیں (فہرست ص ۱۳۷) بھلا اس میں سے نمبر ۱۵ (تخریر ۱۱۵) میں کتاب کا نام شہنشاہ نامہ دیا ہے۔



سپرنگر نے ایک نسخہ ۹۸۲ کا تحریر شدہ دیکھا: جنہیں ۲۴۳۰ بیت تھے۔ (دیکھو فہرست اودھ ص ۵۳۲) ————— س ۱۲: کارنامہ اسکو گوی وچکان بھی کہتے ہیں (دیکھو ریو ص ۶۶) تعداد ابیات کے لئے دیکھو اقتباس عریفہ قاسمی — قاسمی کی مثنویوں کو مجموعی طور پر خمسہ قاسمی کہتے ہیں۔

صفحہ ۱۲۴

س ۱۰: دو ساقی نامہ نفالیس میں ۳۰ بیت ساقی نامہ گونا بادی کے دئے ہیں۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ نامہ کے دفتر دوم سے لئے گئے ہیں — س ۱۲: خواجہ حبیب اللہ دیکھو حاشیہ ص ۱۲ س ۳ پر — س ۱۴: مولف میخانہ نے قاسمی کی تاریخ وفات نہیں دی۔ ریو (ص ۶۶) نے لکھا ہے کہ صحیح تاریخ وفات اسکی معلوم نہیں۔ نفالیس کا جو نسخہ میرے سامنے ہے اسمی قاسمی کے ترجمہ کے حاشیے پر لکھا ہے۔ وفات میرزا قاسم گونا بادی در افضل التواریخ در سنہ اشین و ثانیین و قسماہ غبطہ نمود، مرتے سے پہلے قاسمی نے اپنی جایداو امام علی رضا کے روضہ پر وقف کر دی، یہ جایداو بقول ابن احمد قریبا دس ہزار تومان کی مالیت کی تھی۔

## ۱۲۔ وحشی یزدی

ص ۱۵۲ س ۱۳: شاعری متین النہ ہفت اقلیم میں ہے: لالی آبدار مثنویں زینت قلاوہ فصاحت است و فراید شاہوار غزلش خاتم بازوی بلاغت "عالم آرا سی

یہ حکومت صفویہ کی ایک تاریخ ہے جو عباس اول (۹۸۵-۱۰۳۸) کے زمانہ میں لکھی گئی برٹش میوزیم میں صرف جلد اول کا دفتر اول ہے۔ جس میں شاہ طہاسپ (۹۳۰-۹۸۴) کے عہد کے واقعات درج ہیں (دیکھو ضمیمہ فہرست ریو ص ۳)۔



میں (ص ۱۳۱ پر) ہے کہ (مولانا وحشی) در غزل و مثنوی یگانہ دہراست، مخزن الغرائب میں ہے؛ وی طرز بابا فغانی شیرازی اختیار نموده و شوخی و طراچی و ادابندی بران افزوده بر انواع سخن قادر است، پیروی او بسیار مشکل ..... از زبان عشق آگاہ است، لہذا کلام او مقبول خاص و عام است، — س ۱۴: مولدش از باقی الخ ساک بہ آتشکدہ (ص ۱۱۱)؛ اصل آتخاب از باقی من اعمال کہان است اما چون اکثر اوقات مولانای مذکور در دارالعباد یزدو بسری برده مشہور بہ یزدوی شدہ، — س ۱۵: بہ کاشان آمدہ الخ تقی کاشی نے لکھا ہے کہ جن دونوں نواب خان میرزا ولد اعتماد الدولہ علیہ امیر مقصوم بیگ صفوی حاکم کاشان تھا۔ غصنفہ اور وحشی میں جھگڑا ہوا کہ دونوں میں سے اشعر کون ہے۔ نواب کے سامنے انہیں مشاعرہ ہوا تو اسنے غصنفہ کو ترجیح دی اور خلعت بھی عنایت کی (یہ قریباً ۱۶۹۶ء کا واقعہ ہوگا) یہی غصنفہ کہتا ہے کرباعی

وحشی و برادرش کہ خلوت کردند در ملک سخن رفع خصوصت کردند  
ہر شعر کہ در کہنہ کتابی دیدند بردند و برادرانہ قسمت کردند

(خلاصۃ الاشعار - ترجمہ میرضیاء الدین غصنفہ کاشی)

تقی نے ملا فہمی کاشی کا ترکیب بند بھی دیا ہے جو وحشی کی ہجو میں ہے اور جنہیں اسکو (اور اسکے مرحوم بھائی کو) چوری کا الزام دیتا ہے اور وحشی کو الحمد اور شفعی بتاتا ہے۔  
(خلاصۃ الاشعار ترجمہ ملا فہمی)

مخزن الاشعار میں ہے: اور ابلا محتشم کاشی مشاعرہ واقع شدہ ہمدگر را ہجو ہای رلیک کردہ اند، [سفینۂ خوشگو میں ہے کہ مولانا وحشی ابتدای عہد اکبری میں سندھ آیا۔ یہ بات اور کسی تذکرہ میں نظر نہیں آئی۔ معلوم نہیں کہنا تک صحیح ہے دیکھو فرست بادل ممود ۲۱۷

[نمبر ۱۹۸]



صفحہ ۱۵۳ س ۱۰: قافا براہ دم الحزف فرست بانکی پور میں (ج ۲ ص ۱۶ پر) ہے کہ بعض تذکرہ نویسوں نے وحشی اور اسکے چھوٹے بھائی مرادی بافتی کو مولانا شرف الدین علی بافتی کا شاگرد بتایا ہے جو ظفر نامہ کا مشہور مصنف ہے۔ پھر صاحب فرست نے اس بیان کی تعلیط کی ہے۔ اس بنا پر کہ مولانا شرف الدین ۸۵۸ میں فوت ہوئے یعنی وحشی کی پیدائش سے پہلے مرآت آفتاب نما اس وقت میرے سامنے ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ وحشی شرف الدین علی یزدی کا شاگرد تھا۔ لیکن ان تذکرہ نویسوں کو دھوکا ہوا ہے۔ کیونکہ تقی کا شی نے (فرست سپرنگر ص ۲۵) وحشی کو جس "شرف الدین بافتی" کا شاگرد بتایا ہے۔ اور صاحب ہفت اقلیم اور صاحب خزینۃ کج الہی نے (فرست سپرنگر ص ۹۹) اسی کا نام شرف الدین علی بافتی لکھا ہے وہ علی یزدی صاحب ظفر نامہ سے الگ شخص ہے۔ وحشی کا استاد طہاسب صفوی کے زمانہ کا ایک قاضی تھا۔ اسکے ترجمہ کے لئے دیکھو ہفت اقلیم بہ ذیل یزد۔

س ۸: اسم من شمس الدین محمد الحزف فرست بانکی پور (ج ۲ ص ۱۶) میں وحشی کا نام کمال الدین دیا ہے۔ مگر معلوم نہیں یہ نام صاحب فرست نے کس ماخذ سے لیا ہے۔

صفحہ ۱۵۴

س ۱: کلیات وحشی الحزف صاحب میخانہ کے حساب سے کلیات میں قریباً  $\frac{1}{4}$  ۶ ہزار بیت تھے۔ مگر تقی اوحدی نے اسکا ایک کلیات جمع کیا تھا۔ جس میں ۹ ہزار بیت تھے۔ (فرست بانکی پور صفحہ مذکورہ بالا) اس میں تین مثنویاں تھیں ناظر و منظور 'خلد برین' اور فرہاد و شیرین (اس نام تمام مثنوی میں ۱۵۰ بیت تھے) 'خلد برین' ۱۸۹۱ء میں کلکتہ میں طبع ہوئی اور فرہاد و شیرین کلکتہ۔ بمبئی احمد طہان میں 'ناظر و منظور' اور بحر خسرو شیرین نظامی کی نسبت سندیلوی کہتا ہے: خلی معانت دارو، مگر آذر کہتا ہے:

۱۸۹۱ء سندیلوی نے مخزن الغرائب میں ناظر و منظور سے ۸۰ شعر انتخاب کر کے لکھے ہیں۔



بسیار بدگفتہ، فرہاد و شیرین کی سب نے تعریف کی ہے۔ اس ناتمام مثنوی کو وصال شیرین  
نے تمام کیا (مجمع الفصحا ۲: ۵۲۸)، کلیات کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لئے دیکھو فہرست  
باکی پور، — س ۷: خزن الغریب میں اس غزل کا پہلا اور آخری شعر دیا ہے اور تین  
شعر اور دئے ہیں جو میخانہ میں نہیں یعنی

یک وعدہ خواہم از تو کہ باشم در انتظار      حاکم توئی در آمدن دیر و زود خویش  
از چشم من بہ خود نگر و منع کن مرا      بی اختیار اگر نشوی در سجد خویش  
بر من نشایار کجا وین فتنان زار      وحشی نوای مجلس غم کن سر و خویش

س ۱۲: حیات را بہو کلان قصا الخ آتشکدہ میں ہے: گویند در مجلس باہہ پایہ عالم  
بقا نہادہ — س ۱۹: تھی کاشی نے جو وحشی کا معاصر تھا۔ اس کا سن وفات ۹۹۱ یا  
۹۹۲ بتایا ہے (سپنر ص ۳۵)

صفحہ ۱۶۲

### ۱۳۔ حسین شانی

سن ۷: فصیحی ناوہ گوی . . . . . یافتہ ہفت اہم میں (نذیل نیشاپور) ہے: در  
فرہم آوردن الفاظ غریب و معانی دقیق نظیر و عدیل نداشت . . . . . بقصیدہ کہ شگرت ترین آثار  
سخن است از زیادہ رغبت فرمودہ و بنائی آن را نوعی نسلوہ کہ از رگ اندیشہ خون چکانیدہ  
بدیوئی (۲۰۸: ۳) کہتا ہے کہ ہندوستان آنے سے پہلے سب اسکو استاد مانتے تھے مگر  
یہاں آیا تو وہ شوق بسبب حد افسردگی سے مبدل ہو گیا اور اس پر اعتراضوں کی بوجھار ہو گئی

لے متلا کہتای، مرزا مغرالیہ یعنی جاہی نہایت احسان و باب آں یگانہ مدارای مرغی داشت بالآخر ہندوستان  
آمدہ بامولانا ولی دشت بیامنی و غزالی و شیخ فیضی و مولانا عرفی علیم الرحمۃ مشاعرات و مباحثات نمودہ  
اگر وئی ہندی نہیں آیا دیکھو سرو آزاد ص ۱۸، اس سے ایران میں ہجرات ہوئی تھی،



پھر لکھتا ہے : دیوان او مشہور است و شنوی خوب دارد اگرچہ عامی بمیادہ است و عباراتش وفا  
 بآن قصیدہ ہائی بلند اونمی کند اما بہر حال شاعر طبیعت است و در ہمہ اقسام سخن غیر از توحید  
 و موعظت و نصایح و حکم دستگاہی طرفہ دارد اور ص ۲۸۵ پر ہے : او (یعنی عرفی) و حسین شنائی  
 از شعر عجب طالعی دارند کہ ہیچ کوچہ و بازاری نیست کہ کتاب فروشان دیوان این دو کس را  
 گرفتہ در سر راہ نہ ایستند و عراقیان و ہندوستانیان نیز بہ تبرک می خرید عالم آرائی  
 (ص ۱۳۱) میں ہے : شاعر قصیدہ گوی است ، معانی بلند دارد اما در شعر قصیدہ ہا پیچیدہ می  
 کند (کذا) کہ طبع اکثر سخن سنجان روزگار از ادراک معنی آن قاصر است ، آتشکدہ (مش)  
 میں ہے : بر زعم فقیر یا کسی فہم معنی کلام ایشان ندارد یا کلام ایشان معنی ندارد ، مخزن کفر  
 میں ہے : معانی بلند و دقیق دارد کہ طبع اکثر سخن سنجان از ادراک معنی آن قاصر است ،  
 در عہد ..... اکبر بادشاہ بہند آمدہ در آن زمان قریب صد نفر شاعر کمل و محکم گو مثل عرفی  
 و نظیری بیایہ سریر ..... مجتمع بودند ہیچ کدام دعوی مقاومت و ہمسری با او نہ داشتند  
 ————— پس ۱۰ : غیاث الدین علی آتشکدہ میں شنائی کے باپ کا نام عنایت خزا  
 دیا مگر وہ درست نہیں ، بقول بلا مکین (ص ۵۶۳ حاشیہ ۲) - کہتے ہیں کہ اسنے دیوان  
 میں اپنے والد کا نام غیاث الدین محمد مشہدی بتایا ہے صفحہ ۱۶۳ س ۱۴ : سلطان  
 ابراہیم (جای تخلص) مرزا بہرام کا دوسرا لڑکا اور شاہ اسمعیل اول صفوی کا  
 پوتا تھا - شاہ طہماسپ نے اسکو اپنا داماد بنایا - شاہ کے فوت ہونے کے وقت  
 وہ درگاہ معلیٰ میں ایشیک آقا سی کے عہدے پر فائز تھا - اور بسبب اپنی قابلیت اور  
 استعداد اور عقلمندی کے شاہ طہماسپ کے نزدیک معزز و محترم اور صاحب رای و  
 مشورت تھا - یہ شہزادہ انواع فضل و کمال سے آراستہ تھا - خط تعلیق خوب  
 لکھتا تھا - مضموری میں تازک قلم ، علم موسیقی اور علم ادوار میں سرآمد روزگار اور  
 درودگری - ساز تراشی اور قائم بندی میں ماہر کامل تھا - خراسان میں وہ اکثر شعرا کے



ساتھ ہم صحبت رہتا اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ کتب خانہ اسکا نہایت عمدہ تھا۔ پرانے استادوں کے خطوط اور بیشل معصوموں کی تصویریں اور اس قسم کے اور نوادہ اس کی سرکار میں بہت تھے۔ اسی طرح اسکا چینی خزانہ رشک نگار خانہ چین تھا۔ ۱۵ صفر ۹۸۴ھ کو شاہ طہماسپ فوت ہوا تو اسکے جانشین شاہ اسماعیل ثانی نے اسکا عہدہ بدل کر اسکو ہمدان مقرر کیا اور چند ماہ بعد اس سے مکدر ہو کر اسکو قتل کرادیا (دیکھو عالم آرای عباسی ص ۱۳ و ۱۳۸ بعد) اسکندر منشی نے صاف طور پر تاریخ اس واقعہ کی بیان نہیں کی۔ مگر چونکہ شاہ اسماعیل ثانی کی تاریخ جلوس ۱۲ جمادی الاول ۹۸۴ھ ہے اور تاریخ وفات ۱۲ رمضان ۹۸۵ھ ہے۔ یہ واقعہ انہی عدد کے درمیان ہوا۔ باقی تاریخیں جو صفحہ ۱۴۴ کے حاشیہ ۴ میں دی ہیں محال ہیں ————— س ۱۲۰ در سنہ ۹۷۲ غالباً ۹۷۲ ہونا چاہئے۔ عالم آرای ص ۹۶ پر مجمل ہے کہ: بعد از واقعہ قزاق تملکو کہ معصوم بیگ صفوی با فوجی از امار و عساکرید فوج شہر او مامور گشتہ پود چنانچہ در ملی تحریر آن احوال سمت گذارش یا فتند فیصل پذیر گردید (کذا) نواب شہزادگی حسب الامر ..... بیایہ سریر اعلیٰ آمدہ، لیکن باوجود تلاش کے عالم آرای کے پہلے صفحوں میں یہ تفصیل نہیں ملی۔ بلاکین (ص ۲۲۷) نے لکھا ہے کہ قزاق خان محمد خان شرف الدین اعلیٰ حاکم ہرات کا لڑکا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد اسکا جانشین ہوا مگر شاہ طہماسپ نے اسکے بھئی و عناد کی وجہ سے ۹۷۲ھ میں معصوم بیگ صفوی کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ قزاق ان دنوں میں بیمار پڑا اور شاہی فوج کے ہرات پہنچنے پر مر گیا۔ معصوم نے اسکی تمام جائیداد ضبط کر لی۔ اسکا بیٹا جعفر ہندوستان کو بھاگ آیا۔ اور اکبر نے اسکے ساتھ اچھا سلوک کیا جعفر کی جاگیر پنجاب میں تھی۔

س ۱۵ عالم آرای ص ۹۷ ۲ ایضاً ص ۱۳۸ و ص ۱۵۶



صفحہ ۱۶۴

س ۴: معصوم بیگ صفوی شاہ طہاسپ کے عہد میں پہلے امیر دیوان تھا۔ پھر وکیل السلطنت ہوا اور اس عہدے کو ایالت اور سپہداری کے ساتھ جمع کر کے چند سال تک انتظام دولت میں مشغول رہا۔ طہاسپ اسے 'عمو اعلیٰ' یعنی عم زادہ کہا کرتا تھا جس زمانے میں ہم قزاق خان اسکو سپرد ہوئی۔ وہ وکیل السلطنت (وزیر اعظم) تھا۔ ۹۷۶ میں وہ اپنے لڑکے کے ساتھ حج کو گیا مگر راستہ میں بدوؤں نے دونوں کو مار ڈالا۔ اسکندر منشی کہتا ہے کہ رومیوں نے بد عہدی کر کے اغراب بادیہ کے لباس میں اسکو قتل کیا۔ — س ۱۶: شہرت مرگ چشیدہ دیکھو صفحہ ۱۶۳ حاشیہ س ۱۷

صفحہ ۱۶۶

س ۱: دیوان کے قلمی نسخے عام طور پر ملتے ہیں (دیکھو فہرست بائیں پور ۲: ۱۸۵) —  
س ۲: سکندر نامہ اس مثنوی کا اصل فہرست بادل نمبر ۱۰۴۸ میں دیکھو۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ یہ مثنوی سکندر کے حالات میں ہے اور اکبر کے نام پر لکھی گئی ہے۔ اسکو سید سکندر امد باغ ارم بھی کہتے ہیں۔

صفحہ ۱۶۹

س ۱۶: بدایونی نے ساقی نامہ کا اقتباس اس شعر پر ختم کر کے لکھا ہے: مخفی نماز کہ علامت عامی گری یا درین ساقی نامہ ظاہر است چہ ہمہ جا 'بیا' 'را' 'بمعنی' 'بیار' 'دہشتہ' و عبارات استاذہ رانیز خیال کردہ کہ برہیں معنی بودہ باشد و ازین غافل کہ عبارت ایشان قطعہ قطعہ واقع است و بیت اہل متوقف بر ثانی ست

لے دیکھو عالم آرای صفحہ ۸۹ نیز دیکھو صفحہ ۵۸ و صفحہ ۱۰ و صفحہ ۹۶ '۹۷ میں معصوم بیگ ابھی امیر دیوان تھا۔ مگر ۹۶۵ میں وہ وکیل السلطنت بن چکا تھا لے ۲: ۲۱۰



صفحہ ۱۷۵

## ۱۴- عرفی

س ۳: اشعار او . . . . . نمی تواند زد و دیکھو شعر العجم ج ۳ ص ۹۵ بعد اقبال  
 عرفی کے کلام کی خصوصیات نہایت تفصیل سے دی گئی ہیں، بہت اقلیم میں ہے: تلاشِ عذوبت  
 سبیل دارد و نشرش خاصیت فرات و نیل، جزالت با سلاست آمیختہ و لطافت با متانت  
 جمع آمدہ، مبتلا: شاعریش در مغرب و مشرق و بر شیرین زبانش دانشورانِ جهان متفق،  
 داغستانی، عرفی شیرازی پختگی و شستگی الفاظ و عذوبت کلام و ناز کی مضمون را با ہم جمع نموده  
 است، الحق از شعر اکم کسی باین جلالت شان گذشتہ، خزائنِ عامرہ میں ہے: در قصیدہ گوئی صاحب  
 بدیوئی ست با وصف آن مخلص او چندان خوب واقع نشدہ . . . . . غزل و مثنوی او مرتبہ مساوی  
 دارد، اما باعتبار حکیم حافظ پسر حکیم بہام برادر حکیم ابوالفتح پایہ مثنوی او کم است، آتشکدہ  
 میں ہے: الحق در مراتب کمالات گوی سبقت از معاصرین ربودہ . . . . . در قصیدہ ہر چند  
 طریقہ تازہ کہ خارج از طریق شعری سابق بود، اختیار کردہ اما واقعاً بسیار خیالات خوبِ عبادت  
 مطلوب دارد، در باب استعارہ اصرار بسیار دارد بحدیکہ مستمع از معنی مقصود غافل می  
 شود، اسکے بعد مثنوی محزن اسرار عرفی کی مذمت ہے کہ ”بسیار بگفتہ“ اور خسرو شیرین کی  
 نسبت کہا ہے: اگر عیب استعارہ خنک را بسیار نداشت بدنہ گفتہ بود“ مجمع الفصحا (۳۳۲)  
 میں ہے: سیاق اشعارش پسندیدہ الہی ابن عہد نیست — س ۱۰: ورا یا م حیات  
 . . . . . افتادہ ۹۶۶ء میں ایک دیوان عرفی نے خود ترتیب دیا تھا۔ پھر مرتے وقت  
 اسنے اپنے دیوان کا مسودہ خانخاناں کو بھجوا یا اور سرلوحہ مصنفانی نے اسکے حکم سے یہ دیوان ۹۶۶ء

۱۷ ہفت آسمان ص ۱۱ ۱۸ گمر آقا آفتاب نامیں ہے: تمہید و گریز قصیدہ را طرز نوئی ایجاد  
 کردہ ۲۷ ص ۲۷۶



میں ترتیب دیا ان اشعار کی تعداد ۱۴ ہزار بتائی جاتی ہے (شعر العجم ج ۲ ص ۹۵ بعد ۵۶۹ ص ۵۶۹)  
۶ ہزار بیت جو غرق ہوئے ان کے متعلق دیکھو شعر العجم ص ۹۸

صفحہ ۱۷۶

س ۴: نام پدر عرفی ..... محمد حسین بود مرآت آفتاب نما میں ہے :  
نمایش جمال الدین بن زین الدین بلوی بن جمال الدین سیدی المشہور بہ خواجہ چادر بان  
ہمیشہ بہار (سپرنگر ص ۱۲۶) میں ہے کہ اسکا نام خواجہ صیدی تھا۔ لیکن میخانہ سے ظاہر ہوتا ہے  
کہ صیدی تخلص اول تھا نہ کہ نام۔ — س ۸: یاران اہل الخاثر رحیمی میں ہے  
کہ باپ کے عہدے کی مناسبت سے عرفی تخلص رکھا (شعر العجم ج ۳: ۸۲) — س ۱۵:  
از وطن خروج کردہ الخاثر تقی کاشی (سپرنگر ص ۳۷) نے لکھا ہے کہ عرفی ۹۹۴ میں براہ  
دریا ہندوستان میں آیا۔ اور پہلے احمد نگر میں ٹھہرا، ہفت اقلیم میں (بذیل عرفی) ہے: و او  
ابتدا از بندر جرون بدکن وارد شد دران ولایت اور اچنانکہ باید دست نهاد (لکذا) لاجرم متوجہ  
ہند گردید۔ — س ۱۶: بسعادت خدمت الخاثر ۹۹۷ میں جب ابوالفتح کا  
انتقال ہو گیا تو عرفی نے خانخانان کی ملازمت اختیار کی

صفحہ ۱۷۷

س ۱۵: قبول شاہد نظم کمال الخ بظاہر کمال الدین اسماعیل اصفہانی خلاق المعانی مراد  
ہے۔ جو ۶۳۵ میں فوت ہوا۔ کمال خجندی (المتوفی ۷۱۳) غزل میں اور کمال اصفہانی قصیدہ  
میں نامور تھا۔ کمال خجندی کا قلعہ ہے ۵

و کمال اند در جہان مشہور      یکی از اصفہان دگر ز خجند  
این یکی در غزل عظیم المثل      وطن یکی در قصیدہ بی مانند

لے لکذا ایضا در ہمیشہ بہار (سپرنگر ص ۱۲۶) نے لکھ کر بعض اصحاب تذکرہ نے اسکی وفات ۶۳۹ بعض نے ۶۳۸ میں بتائی ہے



فی المثل درمیان این دو کمال نیت فرقی مگر ہوئی چست  
(خلاصۃ الاشعار کاشی)

صفحہ ۱۷۸

س ۵: مولانا عرفی ہیچ عیبی الخ آئین میں مجلا ہے: از کوتاہ بینی در خود نگریست و در  
پاستانیان زبان طعن کشود، غنچہ استعداد او نشگفتہ پڑمرد، بد او فی نے لکھا ہے:  
از بس عجب و سخت کہ پیدا کرد از دلہا افتاد و بہ پری نہ رسید، — س ۱۱:  
ورسنہ اثنی و الف الخ، یہ تاریخ ترقی کاشی (سپرنگر ص ۳۷) نے دی ہے مگر درست  
نہیں۔ ابو الفضل نے کبرنامہ میں ۹۹۹ کے واقعات میں اسکی وفات دسج کی ہے ہفت اقلیم  
میں ہے کہ مرض اسبہل سے مرا مگر مبتلا کہتا ہے: با شاہزادہ سلیم... خصوصیت و محبت  
منفوط داشت جتوش در عین جوانی مسموم گردید، خزانہ میں ہے کہ عمر اسکی ۳۶ برس کی تھی  
ہمیشہ بہار میں ۳۵ یا ۳۶، — س ۱۳: مرزا نظام قزوین الخ یہ صاحب  
طبقات اکبری نہیں ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے

صفحہ ۱۸۰ س ۱۱: ورسنہ ہزارہ و بیست و ہفت الخ خزانہ میں رونقی ہمدانی  
کا ایک قلمو تاریخ دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں کے نجف پہنچنے کی تاریخ  
۱۰۲۷ء ہے۔

صفحہ ۱۸۱

س ۲: میر صابر صفہا ہانی خزانہ (ص ۳۱۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہانگیر اور  
شاہجہان کے عہد میں ہندوستان میں تھا۔ پہلے صوبہ گجرات میں واقعہ پولیس دیوانی تھا۔

۱۔ ہفت آسمان ص ۱۱۲ ۲۔ منتخب التواریخ ج ۲ ص ۲۸۵ ۳۔ شعر العجم ۳: ۹۱، بدلیونی  
(۲۸۵: ۲) نے "عرفی جوان مرگ شدی" تاریخ دی ہے کہ اس سے بھی ۹۹۹ برس آہ ہوتا ہے،  
۴۔ خزانہ ص ۳۷ و سپرنگر ص ۱۷۱ مرآت آفتاب میں: شادش بعشق شاہزادہ شہم کردہ درس ۲۵ سالگی مسموم نمود۔



پھر کل دکن کا واقعہ نویس ہوا۔ میر نے عمر بھر تامل اختیار نہ کیا اور تجرد میں ٹیک نامی سے زندگی بسر کی۔ ۱۸۵۱ء تک وہ واقعہ نویس دکن تھا۔ معلوم نہیں اسکے بعد کب تک جیا۔

صفحہ ۱۸۵

## ۱۵۔ اقدسی مشہدی

س ۱۵: مبتلا اور سندیلوی نے اسکا نام محمد اقدس دیا ہے۔ — س ۱۶: شاعری رنگین الخ ہفت اقلیم میں ہے: بلطف طبع و دقت سخن ممتاز از ہمگان است و در طبیعت و ہجو مستثنیٰ از اقران 'بتلا کہتا ہے: ذات قدسی مابلش مستجمع فنون کمالات بودہ مفصلاً در تذکرہ کعبہ عرفان تحریر یافتہ — مخزن الغرایب میں ہے: نہایت خوش طبع و بہرہ زار بودہ ' اقدسی حکیم شغائی کا معاصر تھا، شغائی کے دیوان میں اسکی ہجو میں یہ قطعہ موجود ہے:

اقدسی آن کلاغ شوم آواز      کہ بود خانہ زاد قوم نرید  
..... خورد .... بغض من چه عجب؟      نیست ..... خوردن از کلاغ بعید  
نشر عشق میں ہے کہ وہ شاہ عباس کے منشیوں میں داخل تھا،

## ۱۶۔ فیضی

ص ۱۹۵ س ۱: تفسیر فی نقط الخ یعنی سوا طع الالہام جو ۲۲۰ میں تمام ہوئی۔ ایک اور بی نقط کتاب موارد الکلم کے نام سے فیضی نے لکھی۔ یہ دونوں کتابیں چھپ چکی ہیں۔ — س ۴: ابیات بی شمار جوارو، ابو الفضل نے ان کی تعداد پچاس ہزار بتائی ہے۔ مگر بدایونی نے لکھا ہے "دیوان وثنوی اواز بیت ہزار بیت زیادہ است" اور ہفت اقلیم

۱۰ ہفت آسمان ص ۱۲ بدایونی (۳: ۳۰۱) فرست بالی پور ۲: ۲۰۵ شعر العجم ۳: ۶۹، مخزن الغرایب میں ہے: دیوان وثنوی او قریب بہ بیت و پنچ ہزار بیت رسیدہ،



میں ہے ”دیوان شعرش پانزدہ ہزار بیت است کہ امر فر متداول است“ دیوان میں ایک قطعہ تاریخ  
 شیخ مبارک کی وفات پر ہے۔ جو ۱۰۰۰ھ میں واقع ہوئی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ فیضی نے دیوان مرنے  
 سے دو تین سال پہلے مرتب کیا۔ فیضی کی تصنیفات اور اسکے کلام پر رائے شعر العجم ج ۳  
 ص ۶۲ بعد پر دیکھو، نیز فہرست بانکی پور ۲: ۲۰۷ (خصوصاً دیوان کے لئے) — س ۱۰:  
 ولی نعمت من الخ فیضی نے تعلیم باپ ہی سے تعلیم پائی۔ (فیضی کے والد اور اس  
 کے خاندان کا حال دیکھو بلا کمین ص ۲۹ اور فہرست بانکی پور ۳: ۲۰۲ پر) امین رازی نے لکھا ہے:  
 باوجود آنکہ از ہمہ علوم بخشی دارد اما عربیت و حکمت را بیشتر تتبع نموده و در انشا و مکارم  
 اخلاق و انبساط طبع خود بی ہمتا ست، نیز دیکھو بدآؤنی ۳: ۲۹۹ — س ۱۲:  
 ناگاہ منشور التفات الخ یہ جلوس اکبری کے بارہویں سال (۹۷۵ھ) کا واقعہ بتایا جاتا  
 ہے۔ جب کہ اکبر چٹوڑ کی مہم پر گیا ہوا تھا۔ اسکی تفصیل کے لئے دیکھو وہی ماخذ جو اوپر  
 مذکور ہوئے اور جنہیں حالات ابوالفضل کے بیانات پر مبنی کر کے لکھے گئے ہیں۔

### صفحہ ۱۹۶

س ۱۱: نقش سعادت استادی الخ یہ واقعات بہت اختصار سے بیان ہوئے  
 ہیں۔ اکبر کے دونو توام لڑکے جو ۹۷۲ھ میں پیدا ہوئے ایک چھینے کے بعد مر گئے تھے  
 انکے بعد سلیم ربیع الاول ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا۔ باقی لڑکے لڑکیاں اسکے بعد پیدا ہوئے۔ پس  
 ظاہر ہے کہ اگر دربار میں آنے کے متصل بعد کا ذکر فیضی نے کیا ہے تو جن بچوں کی تعلیم  
 اسکو سپرد ہوئی وہ اکبر کے اپنے نہ تھے۔ مگر ممکن ہے کہ وہ چند سال بعد کا ذکر کر رہا ہو۔  
 چنانچہ شعر العجم میں ہے۔ کہ ۲۲ جلوس میں دانیال کی تعلیم .....  
 اسکے سپرد ہوئی — س ۱۷: ہم و حساب امرا ..... مگر فہم

۱۷ بلا کمین ص ۳۸ بعد، شعر العجم ۳: ۲۲، دانیال جلوس الاولیٰ ۹۷۹ھ میں پیدا ہوا،



فیضی ۲ صدی امر میں سے تھا، ملک الشعرائی اسکوشہ ۳۳ جلوس اکبری میں ملی۔

صفحہ ۱۹۷

س ۱۲: و در آخر فیاضی تخلص کردہ، فیضی نے قریباً چالیس برس فیضی تخلص کھا مرنے سے چند ماہ پہلے فیاضی تخلص اختیار کیا۔ ملا عبد القادر نے لکھا ہے: در اواخر یہ تقریب خطاب برادر خرد کہ اورا علانی می نویسد بجهت علو شان دران وزن تخلص فیاضی اختیار نمود و سازگار نیامد و بعد از یک دو ماہ رخت حیات از عالم برپا شد، سے جو اشعار حاشیہ میں نقل ہوئے ہیں وہ نلدن کے ہیں جو فیضی نے ستلہ میں ختم کی۔ حقوڑی ہی مدت بعد یعنی ۱۰ صفر ستلہ کو اسکا انتقال ہو گیا۔

صفحہ ۱۹۸: س ۲: مولد آن عند لیب الخ یہ مقام جتنا کے بائیں کنارے آگرہ کے مقابل میں بابر کے چار باغ کے متصل تھا۔ س ۱۳: پُرس کی بجائے 'بُرس' پڑھو

## ۱۷۔ نوعی خموشانی

صفحہ ۲۰۰

س ۱۲: شاعری مرغوب الخ ہفت آفیم میں ہے: بلطف طبع و حدت فہم انصاف داشتہ، ہموارہ چہرہ معانی را بہ گلگونہ عبارات تازہ سرخ روئی دست دادہ اشعار دلاویزہ بمنقہ ظہور می رساند، آئین (بلاکین ص ۶۳) میں بھی اسکی شاعرانہ قابلیت کی تعریف موجود ہے۔ سرخوش کہتا ہے: شاعر غازی اکبر شاہی بود، شتوی سوز و گداز بسیار بسوز

۱۷ بلاکین ص ۴۹۱ بحوالہ اکبر نامہ ۱۷ بلاکین ص ۵۳۸، بدایونی ۲۹۹:۳

۱۷ فہرست بانکی پور ۲: ۲۰۲



گفتہ 'بتلا لکھتا ہے: از فصحاى زمان بود' مثنوی سوز و گداز و ساقی نامہ او مشہور است 'مخزن الغرر'  
 میں ہے: سوز و گداز نہایت بلطافت گفتہ ..... اشعارش خوش قماش و نازک واقع شدہ  
 خالی از لطافت و شیرینی نیست' — س ۱۳: خوب نشان مشہد کے قریب ایک شہر  
 ہے - ہفت اقلیم میں ہے: از جاہای نیک خراسان است'

### صفحہ ۲۰۱

س ۱۵۱: ہمراہ پدر خود النہ اس سفر کا ذکر اور کہیں نہیں ملا - البتہ فہرست بانکی پور  
 (۱۰: ۳) میں اس سے مختلف حال نوعی کی سیاحت کا ہے جو بظاہر تقی اوحدی سے لیا گیا ہے  
 ماحصل اسکا یہ ہے کہ نوعی ابتدای زندگی میں باپ کے ہمراہ کاشان گیا اور محترم کی شاگردی  
 میں ذوق شعر پیدا کیا اور عرض سیکھا - پھر خراسان کا سفر کیا اور نیشاپور اور ابیورد  
 میں چندے ٹھہرا - بعد ازل مرو پہنچا اور نور محمد خان کی رفاقت میں رہا دونوں کی عمر اس  
 وقت قریباً ۲۰ برس کی تھی - تا آنکہ عبداللہ خان والی توران نے مرو پر حملہ کیا اور نور محمد  
 بھاگ کر شاہ عباس کے پاس پناہ گزین ہوا - اور نوعی خراسان سے ہندوستان آگیا -  
 ان بیانات کو میخانہ کے بیانات کے ساتھ بہت ہی مشکل سے تطابق دے سکتے ہیں -  
 کیونکہ نور محمد خان بن ابوالمحمد خان بن دین محمد خان شیبانی والی اور گنج و مرو و نیشاپور و  
 وغیرہ نے عبداللہ خان ثانی اور بیک کو سلتہ میں مرو اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ حاجی  
 محمد خان شیبانی پادشاہ خوارزم سے نفا اور درون وغیرہ کا علاقہ واپس لے دے - جو  
 نام بردہ نے اس سے سلتہ میں چھین لیا تھا - مگر سلتہ میں نور محمد خان مایوس ہو کر ایران  
 کو بھاگ گیا اور شاہ عباس کے پاس پناہ لی - پس بیان بالا کے مطابق نوعی سلتہ میں  
 ہندوستان آیا - ادھر یوسف خان بن میر احمد رضوی جو سادات مشہد سے تھا اور امرای اکبری

ملہ عالم آرای ص ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ اسکا مفصل حال بلاکین ۳۴۷ء بعد پر دیکھو اسکے لئے صفحہ ۲۰۱ کا جو  
 جہانگیر کے چھٹے سال میں صوبہ دار کشمیر مقرر ہوا تھا - میخانہ میں جا بجا ذکر آیا ہے -



میں شامل تھا ۳۲ جلسہ جلوس اکبری (۹۹۵ھ) میں حاکم کشمیر ہو کر گیا ۳۶ جلسہ اکبری میں اس نے بعض وجوہات سے استعفا دے دیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد دوبارہ اپنے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔ ۳۸ جلسہ اکبری (۱۰۲۰ھ) میں اسکو داروغہ توپخانہ مقرر کیا گیا۔ اس تفصیل کے مطابق نوعی کو کشمیر میں بمشکل چند ماہ کا قیام میسر آ سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ یوسف خان کے پاس اسکا تمام عرصہ قیام بہت مختصر رہ جاتا ہے۔ (دیکھو ذیل میں حاشیہ ص ۲۰ پر) بدآؤنی (۳: ۳۶۱) نے لکھا ہے: نوعی خود را از نیابیر حضرت شیخ حاجی محمد خوشانی ..... می گوید اما عملش تکذیب آن دعوی می نماید" یہ شیخ بقول امین احمد "از نیکان زمان خود بودہ و نسبت ارادتش بہ چہار واسطہ بمیر سید علی ہمدانی می پیوند و سی و ہفت خلیفہ صاحب اثر داشت" (ہفت اقلیم بیل خوشان) — س ۲۰: داخل بساط بوسان الخ ہفت اقلیم میں جو ۲۰ جلسہ میں ختم ہوئی لکھا ہے: امروز در سلک ملازمان خاص شاہزادہ دانیال انتظام دارد۔

### صفحہ ۲۰۲

س ۶: دیوانش ..... باشد۔ کلیات نوعی کا نسخہ جو برٹش میوزیم میں ہے اس میں تعداد ابیات قریباً اسی قدر معلوم ہوتی ہے جتنی کہ میخانہ میں درج ہے۔ دیوان کے نسخوں کے لئے دیکھو فہرست بانکی پور (۳: ۱۱) ساتی نامہ نوعی نے خانخانان کے نام اور مثنوی سوز و گداز شہزادہ دانیال کی فرمایش سے لکھی — س ۱۱: بعد از انہ حیات شاہزادہ الخ دانیال ۱۱۰۰ھ میں فوت ہوا۔ سرخوش نے خانخانان کے حال میں لکھا ہے کہ خان نے نوعی کو مکرر صلوات و انعامات دئے۔ ایک مرتبہ ۱۴ ہزار روپیہ نقد اور جنس اور خلعت خامہ اور ایک ہاتھی اور عرقی گھوڑا دیا۔ مگر دیکھو خزانہ ص ۲۳۵ اور فہرست بانکی پور ج ۳ ص ۱۲: در سنہ ثمان عشر و الف

لے خزانہ ص ۲۳۵ و ریو ص ۶۴۲ و سرو آزاد ص ۲۳



خوشگو اور والدہ داغستان نے نوعی کاسن وفات ۱۹۱۹ء دیا ہے اور صاحب خزانہ (ص ۳۳۶) صاحب مخزن الغرایب نے بظاہر انہی کی تقلید کی ہے مگر صاحب میخانہ نوعی سے قریب العهد ہے لہذا اسکا قول قابل ترجیح ہے

صفحہ ۲۱۰ س ۳ و ۹: آزاد نے اشعار کو اولاً سرو آزاد (ص ۲۳) میں نقل کیا ہے۔ پھر خزانہ میں درج کر کے کہا ہے کہ یہ بہت خوب ہیں۔

## ۱۸۔ غیاثی منصف

صفحہ ۲۱۶ س ۶: خرد مندی منصف الخ منصف کا حال بہت کم تذکروں میں ہے۔ ہفت اقلیم (بذیل اصفہان) میں فقط یہ ہے: پارہ از متداولات رامطالعہ کردہ بدقت سخن و قماش شعر نیک می رسد و منصف تخلص می کند را اسکے بعد اسکے شعر دئے ہیں (خوشگو (فہرست بادی عمود ۲۲۲ نمبر ۳۳۶) نے اس کا ذکر کیا ہے مگر کوئی حال نہیں دیا، مخزن الغرایب میں ہفت اقلیم کے حوالہ سے اسکا ذکر کیا گیا ہے۔

س ۱۲: میرزا جعفر الخ دیکھو ص ۱۳۳ بعد مع حواشی متعلقہ —

س ۱۷: میرزا رستم قندہاری میرزا رستم بن سلطان حسین مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی ۱۰۱۰ھ میں بھاگ کر ہندوستان آیا۔ اکبر نے اسے پنجہزاری بنایا، ۱۰۵۰ھ میں ۶۲ برس کی عمر میں فوت ہوا اس کے تفصیلی حال کے لئے دیکھو بلاکین ص ۳۱۴ و ترجمہ توزک جلد ۱ ص ۲۶۲، ۱۰۶۰ھ کے قریب اکبر نے اسے خانخانان کے ساتھ دکن بھیجا۔ جہانگیر نے اسے دکن سے بلوایا جہاں سے وہ ۱۰۲۱ھ میں آیا۔ اسلئے واقعہ مذکورہ ۱۰۲۱ھ سے پہلے کا ہی

۱۰ فہرست بادی عمود ۲۲۲ نمبر ۳۹۱ اور سپر نگر ص ۱۵۱، سپر نگر اور ریو نے یہی تاریخ اختیار کی ہے۔ ۱۰ اس واقعہ کی تفصیل دیکھو عالم آرای ص ۳۲۶ بعد پر،



## صفحہ ۲۱۷

س ۴ : دیوان 'نظارہ ایشیائیک سوسائٹی بنگال کی فہرست میں صفحہ ۱۲۲ پر اسی شاعر کا کلیات مذکور ہے — س ۶ : تیمورنی، ظاہر یہ وہی جگہ ہے جسکو اورنگ آباد کے گزٹیر (ص ۱۴۸) میں (Temburni) لکھا ہے اور جو تیمورنی جاگیر کی ایک بڑی بستی ہے۔ جعفر آباد سے وہ پانچ میل جنوب کی طرف واقع اور ایک مضبوط فصیل سے محیط ہے — س ۱۷ : آقا جعفر ظاہر آصف خان مراد ہے — س ۱۸ : نظریگ دیکھو ص ۵۱۳

## ۱۹۔ میرزا غازی ترخان

صفحہ ۲۲۶ س ۵ : باد فروش یا باد خوان بھاٹ کو کہتے ہیں، — س ۱۲ : بابا حسن ابدال میرزا شاہرخ بن تیمور کے زمانہ میں ایک ولی تھے غالباً انہی کے نام پر پنجاب کا ایک شہر بھی موسوم ہے۔ میر معصوم بھگڑی متخلص بہ نامی (بن سید صفائی ترمذی) شاعر و مورخ مشہور (مصنف تاریخ سندھ) ایک کتبے میں لکھتا ہے کہ وہ بابا حسن ابدال کے لڑکے سید شیر قلندر کی اولاد سے ہے (بلاکین ص ۵۱۵) (بابا حسن سبزواری میں پیدا ہوئے مگر قندہار میں آجسے (بلاکین ص ۵۱۵) نیز دیکھو بیل کی ڈکٹری اور جیٹ کا ترجمہ آئین ج ۲ حاشیہ ص ۳۲۴) اور وہیں دفن ہوئے (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) صفحہ ۲۲۸ س ۱۷ : دیوان 'وقاری کے دیوان کا پتہ ان فہرستوں میں جو میرے سامنے ہیں۔ نہیں ملا،

صفحہ ۲۲۹ س ۱ : وقاری خوشگو نے لکھا ہے کہ میرزا کے دو تخلص تھے۔ غزالی

لے طبع بمبئی ۱۸۸۴ء، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے کہ بابا حسن شاہ رخ کے ساتھ ہندوستان آیا،



اور وقاری (فرست بادی عمود ۲۲۷ نمبر ۴۷۲) توڑک جہانگیری میں بھی میرزا کی شہرگی  
 اور تخلص (وقاری) کا ذکر ہے (ترجمہ توڑک ۱: ۱۳۳) 'میرزا کا باپ جانی بیگ ترخان  
 بھی شاعر تھا اور حلیمی اسکا تخلص تھا۔ س ۴: اکثر اعتراف النحر مخزن الغریب  
 میں ہے: 'مرد نیکیو نہاد و با دل بودہ'، فضلا و شعرا را مکرم داشتی و او طبع روانی داشت  
 س ۵: ملا اسد اس کا کچھ حال میخانہ ع ۳۱۱ بعد پر موجود ہے۔ دیوان  
 مرشد بروجردی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو محفوظ خان کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اور وہ  
 ۱۰۲۶ء میں فوت ہوا۔ جیسا کہ ذیل کے قطعہ تاریخ سے ظاہر ہے۔

### قطعہ

دریغا دریغا کہ محفوظا خان رفت	اسد آن جہان بہتر از جہان رفت
زبان کو بہ سخن چیت؟ کز رفتن او	سخن از زبان و زبان از دامن رفت
بماندیم چندان کہ دیدیم مرگش	ازین سود برما زبان بر زبان رفت
اسد رفت و تاریخ فوٹش ز مرشد	طلب کرد و دل گفت: اسد یگان رفت

طالب آملی راک بہ ص ۳۸۶، — میر نعمت اللہ وصلی: راک بہ صفحات میخانہ بامداد  
 فہرست اول، خصوصاً بہ ص ۲۲۹، — یزنی کوز: متعدد یزنی تذکروں میں مذکور ہیں۔ لیکن  
 ممکن ہے کہ یہاں یزنی کرجی مراد ہو جو کچھ عرصہ تک شیراز میں ٹھہرا رہا اور پھر ہندوستان  
 اگر گجرات میں مقیم ہوا۔ اسنے ۳۸۹ء میں پداوت نظم کی جبکہ اسکی عمر ابھی ۲۷ برس کی تھی  
 البتہ اسکا میرزا غازی کے پاس ہونا کسی کتاب میں نظر نہیں آیا۔ س ۷: با وجودیکہ  
 ورقند ہار الخ میرزا غازی کو رمضان ۱۰۲۵ء میں حکومت قندہار ملی (ترجمہ توڑک ۱: ۱۳۳)

۱۷ بلاکین ص ۳۶۳ ۱۷ بظاہر یہ خطاب میرزا غازی کی طرف سے ملا تھا ۳۷ سپہ نگر ص ۳۷۶ و  
 فرست بادی نمبر ۱۱۲۵



پس وہ قریباً پانچ برس وہاں کا حاکم رہا ————— س ۱۲ : درسنہ الخ میرزا غازی  
 کا یہ سن وفات اور کہیں نہیں ملا۔ البتہ ریو ص ۶۹ پر ہے کہ میرزا ۱۵۱۵ء سے ۱۵۲۲ء تک  
 حاکم سندھ رہا۔ اور یہ معلوم ہے کہ وہ مرنے تک حاکم تھے وقتہاں تھا۔ مگر ص ۱۰۸۴ پر  
 ریو نے اسکی تاریخ وفات صاف طور پر ۱۰۲۱-۱۰ لکھی ہے جیسا کہ حاشیہ ص ۲۲۹ پر لکھا  
 جا چکا ہے۔ جہانگیر کو قندہار سے آگرہ میں اسکی وفات کی اطلاع ۱۰ ربیع الاول ۱۵۲۱ء کے  
 قریب ملی۔ بیگ نامہ میں ہے کہ غازی بیگ ۱۱ صفر ۱۵۲۱ء کو مر (ریو ص ۱۹) اغلب ہے کہ یہی تاریخ صحیح ہو<sup>ع</sup>

## ۲۰۔ شکیبی اصفہانی

صفحہ ۲۳۲ س ۱۵ : شعرا و بیچ کی الخ ہفت اقلیم میں ہے: بچوت طبع سلیم و ذہن مستقیم قرار  
 دادہ اعیان و مسلم ہمگنان است، طبع پاکش از اقسام کمالات بہرہ ور و ذہن ذراکش  
 نقاد بسیاری از فنون علم و ہنر، سرو آزاد (ص ۳) میں ہے کہ شکیبی خوش طبیعت صاف  
 فکر شاعر تھا۔ دیوان اسکا کسی فرست میں نظر نہیں پڑا۔

صفحہ ۲۳۵ س ۱۶ : مولدش الخ مخزن الغرایب میں ہے کہ شکیبی مولانا ضمیری کا  
 بھتیجا (یا بھانجا) تھا۔ سرو آزاد (ص ۲۹) میں ہے کہ وہ عبد اللہ امامی کی اولاد سے ہے  
 جسکا ذکر نفحات الانس میں ہے۔ حاشیہ ۴ کو اس طرح پڑھو: ولادتش در نہد الخ  
 ————— حاشیہ ص ۵ : ص ۲۲۷ کی بجای عمود ۲۲۷ پڑھو

صفحہ ۲۳۶ س ۱۰ : بہند دکن الخ بہند دکن (بجای دکن) ترکیب جو میخانہ میں جا بجا آتی ہے اس دور  
 میں عام طور پر متعل معلوم ہوتی ہے مثلاً دیکھو عالم ارای (ص ۱۵۹ س ۷) : (میر مومن ناصر  
 آبادی) ... تاب توقف ایران نیاوردہ بہند دکن رفت، ————— س ۱۳ : رکن السلطنۃ الخ  
 تو زک جہانگیری میں واقعات ۳۲-۱۰ کی ذیل میں جہایت خان کو معتمد الدولۃ القاہرہ لکھا ہے

سہ ایلٹ ۶ : ۳۸۶ لمحہ نشر عیش میں ہے کہ ۱۵۲۱ء عبد الطیف نامی غلام نے وفادی کو زہر سے ہلاک کیا۔



صفحہ ۲۳۷ س ۲۰: بر بیاض خولش الخ ایلٹ ج ۶ ص ۲۶۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ توزک جہانگیری کا ایک نام بیاض جہانگیری بھی ہے۔ مگر توزک کو دیکھا گیا۔ اس میں کوئی حوالہ شکینی کا نہیں ملا۔

صفحہ ۲۳۸ س ۸: تاریخ فوت اوست دیکھو حاشیہ ص ۵۳۱ س ۱۶ پر۔

## ۲۱۔ صحیفی

صفحہ ۲۴۴ س ۱۵: مولانا صحیفی ہفت اقلیم اور تذکرہ نصر آبادی میں اسکے بیٹے اسیری کا بھی ذکر ہے۔ جو شاعر تھا۔ مخزن الغریب سے معلوم ہوتا ہے کہ تقی اوحدی نے بھی صحیفی کا ذکر کیا ہے۔

صفحہ ۲۴۵ س ۵: مسجد جامع صفہان: عالم آرای (ص ۵۸) میں ہے کہ اصفہان میں ایک عالیشان مسجد میدان نقش جہان کے شمال مشرق میں پہلے سے تھی مگر شاہ عباس نے شہ میں ایک نہایت شاندار جامع کبیر میدان نقش جہان کے جنوب میں بنوائی۔ بظاہر یہ دوسری مسجد ہی بطور جامع کے ان سالوں میں مستعمل تھی۔

## ۲۲۔ سنجر

صفحہ ۲۴۹ س ۱۰: سنجر: دیوان سنجر میں یہی تخلص عموماً استعمال ہوا ہے مگر دو قصیدوں میں (جو اکبر کی تعریف میں ہیں) اور ایک قطعہ اور ایک غزل میں اس نے فراغی بھی تخلص کیا ہے۔ اس قطعہ میں وہ کہتا ہے کہ یہ تخلص بادشاہ نے اسکو دیا تھا۔ مثلاً دیکھو یہ شعر جس میں بظاہر اکبر کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

۱۵ نیز دیکھو فرست بادی عمود ۲۳۶ نمبر ۴۳۵، ۱۶ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال دیکھو حاشیہ ص ۲۵۲ ۱۷ نیز دیکھو فرست بادی عمود ۲۲۳ نمبر ۳۶۶،



خسروا در دیار ہمت تو      شخص امید تو امان زاید .....  
 ملہ دادی تحلقم دادی      ہیج اکنون مرانمی باید  
 ہان فراغی غمش غمش کا نیجا      نطق سبحان بصر فیکشاید

س ۱۳ : و سخنان خوب الخ اکثر رحیمی میں ہے کہ ناقدان شعر میں سبج کی بٹ عری کے متعلق بہت اختلاف ہے ، امین احمد کہتا ہے : اگرچہ بدت پدر عمل کردہ گاہی ہمت بر رسوم تاریخ و قواعد معنای گمارد اما در حلاوت گفتار و بلاغت اشعار ترجیح بر والد خود دارد ، صاحب مخزن الغرایب نے بھی اسکو شاعری میں باپ سے کامل تر بتایا ہے اور کہا ہے کہ غزل میں وہ بے بدل ہے اور عاشقانہ شعر صاف اور رواں اُسنے بہت کہے ہیں ، اسی طرح آتشکدہ ( ص ۲۳۴ ) میں ہے کہ : خالی از سلاستی نیست - آزاد نے لکھا ہے کہ غزل اور قصیدہ اسکا ایک پایہ کے ہیں ( سرو آزاد ص ۲۶ ) — س ۱۴ : نام او الخ ہفت اقلیم میں بھی اسکا نام محمد ہاشم دیا ہے - ایک قصیدے کے اشعار سے جو اس نے اکبر کی مدح میں لکھا ہو - اس کے بعض ذاتی حالات معلوم ہوتے ہیں اپنی ماں کا ذکر کر کے کہتا ہے :

ما چار در ازان صد فسیم و بمن ولی      نسبت بان سہ در دگر بیش مہربان  
 وہ سال شد کنونکہ ندار دوزمن خبر      وہ سال شد کنون کہ نیابد زمن نشان  
 خواہم بدولت تو میسر شود مرا      توفیق پای بوس وی اما دین مکان  
 ایران طلاق دادہ دیرینہ من است      پیوند ہماراست باین خاک آستان

— س ۱۵ : در سن بیست و سہ سالگی اس بیان کو ص ۲۵۲ س ۱ کے ساتھ لائیں تو یہ واقعہ قریباً ۱۸ برس کا اور کل عرصہ سبج کے قیام ہندوستان کا قریباً ۱۸ برس ہوا - مگر ظاہراً صاحب میخانہ نے باقر کی تاریخ مندرجہ ص ۲۵۲ سے دو منقے نہیں کئے - اس

۱۵ بلاکین صفحہ ۵۹۵ ج ۳



لئے ۱۰۲۲ کو اسکاسن وفات قرار دیا ہے۔ غالباً ۱۰۲۱ صحیح تاریخ وفات ہے، پس اگر وہ ۲۳ برس کی عمر میں ہندوستان آیا تو اس حساب سے ۳۰ سالہ میں آیا۔ اسکے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر نصف قرن ہندوستان میں مقیم رہا چنانچہ وہ کہتا ہے۔

ہی ندانی کز بعد نیم قرن خطاست زہند و سستد بایران شدن ندیدہ دکن  
ماثر رحیمی اور سفینہ خوشگو میں ہے کہ وہ ۳۰ سالہ کے قریب ہندوستان میں آیا پس غالباً  
نصف قرن سے ستر کی مراد بیس سال کی ہے۔ حاصل یہ کہ ہندوستان آنے کے وقت ۲۳  
سے چند سال کم تھی

صفحہ ۲۵۰ س ۱۰: بکہ معظمہ اش الخ: عالم آرای (ص ۱۳۱)

میں ہے کہ حیدر ج کرنے کے بعد دو سال تک مکہ معظمہ میں ٹھہر کر کاشان آیا،

صفحہ ۲۵۱ س ۲: شاہ نواز خان دیوان میں دو قصیدے اس دکنی خان کی تعریف میں

موجود ہیں۔ ایک کا مطلع ہے۔

از دل و دست تان شان باشد دست از شہنواز خان باشد

اسی قصیدے میں ہے۔

حارث ملک و وارث دکن است کز بلیات در امان باشد

دوسرے قصیدے میں ہے۔

چیزے کے نشان دہ ز گرمی ہنگامہ شہنواز خان است

خانی کہ با لقا جمہور شایستہ ملاذ انس و جان است

س ۶ بتقریبی در مجلس الخ مگر دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ نے ستر  
کو دکن جانے سے پہلے طلب کیا تھا۔ ایک طویل قصیدے میں جو بظاہر ستر نے بطورہ اود

۱۵ دیکھو بلاکین ص ۵۹۵ ج ۳، فہرست بادل عمود ۲۲۳ نمبر ۳۶۶، ۱۵ دیکھو لسان العرب ج ۱ ص ۲۱  
سطر آخر و ص ۵ (و مویہ الفضلا و مہدی الارب بذیل قرن)



عادلشاہ کے لئے بہت جوش سے لکھا ہے کہتا ہے:

زہند شاہ عراقم چو زد صلائی وطن  
زبان تہنیہ برین کشود ہر شجری  
خرد چو بحر بکوشید کین چو بوالعجبی ست  
ہمی ندانی کز بعد نیم قرن خطاست  
نسیم و ش زبسکروجی خود آمدہ ام  
س ۱۸: گوئہ زردم الخ پوری غزل دیوان میں ہے۔ یہ دوسرا شعر ہے۔

ذیل کے چند شعر بھی اسی غزل میں سے ہیں۔

زین ہمہ عالم بان ہو س کہ گرفتم  
دست ستم و انشد ز چاک گریبان  
چاک گریبان آن کلم نمودند  
آئینہ دل گرفت زنگ دو سالہ  
حسنت سنجر اگر نباشد سہل است  
این ہمہ ملک سخن زب کہ گرفتم  
صفحہ ۲۵۲ حاشیہ ۳ - س ۳. شاہزادہ و امرا می دولت اکبری یعنی دایاں  
سلیم خسرو (خوشگو کہتا ہے کہ سخر کچھ مدت خسرو کا ملازم رہا) فیروز جنگ کو کہ اعظم چین قلعہ خاں  
غیاث الدین وزیر انکے علاوہ شہنواز خان و کئی کی تعریف میں بھی دو قصیدے ہیں۔

## ۲۳- ملک قتی

صفحہ ۲۵۹ س ۳: اکثر اشعار او برتبہ است، امین احمد نے لکھا ہے: شعرش عموماً  
جودت، بدایونی (۳: ۳۳۳) کہتا ہے۔ کہ فیضی اس کا کلیات دکن سے لایا۔ سرسبز کیا  
گیا۔ ہمہ اشعار او ہرنگ شعرا ی زمانہ، ازین طرز قدم بیدون نہادہ و از عشق و درد مندی



و مضمون تازہ ہوئی بآ نہا نرسیدہ "سرو آزاد (۳۳) میں بھی ہے کہ ملک خوش لفظ شاعر ہے مگر معافی تازہ کم اور تشبیہ بہت ہی کم لاتا ہے۔ فیضی کی رائے کے لئے دیکھو دربار اکبری (ص ۱۳۳) نیز دیکھو عالم آرای ص ۱۳۳

صفحہ ۲۴۰ س ۲: دیوانش الخ رامپور کے سرکاری کتابخانے میں بھی دیوان کا ایک نسخہ ہے جو ۹ اپنچ  $\times \frac{1}{4}$  م کے ۱۱۶۲ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ حاشیہ ۴: مخزن الغرایب کے سوا میرے علم میں اور کسی نے ذہنی کو صفا ہانی نہیں کہا۔ ظہوری کی جس نشر کا ذکر ہوا ہے۔ وہ دیباچہ خوان خلیل ہے (خوشگو)، تقی کاشی نے ذہنی کے حال میں لکھا ہے: درساک اعظم شعرا و ظرفا واجلہ مستعدان و خوش طبعان کاشان منتظم بود و در طرز غزل و ہزلیات خصوصاً بزبان اہل کاشان منفرد می نمود: طاہر نصر آبادی نے بھی لکھا ہے کہ ذہنی مصوری میں طاق تھا۔

## ۲۴-ظہوری

صفحہ ۲۴۷ س ۱۶: شاعری رنگین الخ بدایونی (۳: ۲۶۹) نے اسکو صاحب طرز بتایا ہے اور شیر خان لودھی نے کہا ہے کہ آج سب خیال بند اسکے معتقد ہیں۔ چنانچہ ناصر علی سرہندی کہتا ہے کہ "بر روی زمین بہتر از ظہوری نیامدہ" آزاد نے ساتی نامہ کی صفائی نکینی اور نازک ادائی کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ نشر میں بھی ظہوری صاحب طرز خاص ہے۔ مگر اسکی غزل کا رتبہ چندان نہیں (سرو آزاد ص ۳۱۷)۔ عام رائے کے خلاف

۱۔ دیکھو اورینٹل کالج میگزین ج ۲ نمبر ۲ ص ۱۶ تقی کاشی اور امین رازی خود صاحب میخانہ (ص ۲۶۷) اور نصر آبادی (سپرنگر ص ۹۷) اور خوشگو (فہرست بادلی عمود ۲۲۳ نمبر ۳۵) نے اسکو کاشانی لکھا ہے اور سنجر نے بھی جو اسکا معاصر ہے۔ یہی کہا ہے۔ دیکھو حاشی ص ۶۳ س ۱۲



آذر کہتا ہے کہ: تثنوی..... مشہور بہ ساقی نامہ گفتہ کہ در نظر فقیر حسن زیادہ ندارد اما بفضاحت مشہور شدہ " (آتشکدہ ص ۶۸) 'سندیلوی کہتا ہے: اما در فضل ظہوری شکی نیست طرز تازہ دارد و اغراقات و ضد بندی چہ در نظم و چہ در نثر بکار بردہ کہ ہیچ کس یارای آن ندارد کہ در جوابش جرأت نماید..... اشعارش بسجود کمال رسیدہ کلامش تامل طلب است' —  
 س ۱۷: با ملک قمی..... اعتقاد بودہ: سنجہ نے شاہنواز خان کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا ہے اس میں کنایت "ملک ظہوری اور ذہنی کا ذکر یوں کیا ہے

من کجا وین بلند پروازی	سدرہ کی بلبل آشیان باشد
ملکین المقتدرین ترا	مگر انداز آن مکان باشد
آن دوتن آن دو گو شوارہ عرش	کہ بہم رالف شان چنان باشد
کہ دو شان نشتر و مگر احوال	گر چہ این سپرد آن جوان باشد
چون دورا ثالثی بود ناچار	ثالث آن دوم گمان باشد
کہ نباشد مگر سسی ابتم	آنکہ کاشان از نشان باشد

ص ۲۶۸ س ۱۴: سیر عراق و فارس کردہ..... نشو و نما یافتہ خوشگو نے لکھا ہے کہ ظہوری پہلے میر میران یزدی کا ملازم تھا پھر شیراز میں درویش حسین والہ کے پاس سات برس ٹھہرا رہا۔ اسکے بعد ہندوستان گیا اور وہاں جا کر حج کیا اور واپسی پر احمد نگر میں مقیم ہو گیا۔ سرخوش نے لکھا ہے: یک چند از وجہ کتابت قوت بہم می رسید کتاب روضۃ الصفا را الی آخرہ صد کرت نوشتہ (!) فروختہ "۔ شیر خان نے ظہوری

۱۷ یعنی حیدر ۱۷ فہرست بادی عمود ۲۲۹ نمبر ۵۵۹ ۳ ظاہر اس مبالغہ آمیز بیان کی ابتدا ماثر رحیمی کی کسی عبارت سے ہوئی (دیکھو فہرست بانکلی پور ۳: ۳۳) 'سفینۃ اور مجمع النقاہیں کا بیان بھی سرخوش کے مطابق ہے'



کا ایک قصیدہ درج کیا ہے جو حکیم محمد یوسف بیجا پوری کی تعریف میں ہے اور کہا ہے: گویند  
حکیم محمد یوسف بوسیله ہمین قصیدہ ظہوری را بمجلس سلطان ابراہیم رسانیدہ از قید افلاس  
رہائی بخشید "مراہ آفتاب نمایں ہے کہ ظہوری ۹۸۸" نہ صد و ہشتاد و بیت (غالباً تصحیف ہشت) میں بیجا پوری  
ص ۳۱۳ ح ۷: سحر عادل شاہ کو کہتا ہے ۷

بہ محفلت کہ از دم کشتی بود بلبل      بہ مجلس کہ از ان غنچہ بود گلشن  
تمام شب بکتی لعبتان بہ تی تی تی      تمام روز کنین بتان بہ تن تن تن

## ۲۵۔ فرقی

ص ۳۲۲ س ۳: و اکثر ان اشعار الخ سرو آزاد (ص ۳) میں ہے: گوی سخن از  
ہمدستانان می رلود، 'مخزن الغرایب میں ہے: از شعرا ر متوسط است' اشعارش ہموار و  
نازک است' — س ۴: فلونیا اسکو لاطینی میں *Philonium*  
*Romanum* کہتے ہیں (شکر) 'ڈوزی نے لکھا ہے کہ اس معجون کا  
نام اسکے یونانی موجد حکیم فلون طرسوسی کے نام پر ہے جو پہلی صدی قبل مسیح یا اس سے  
کچھ پہلے گذرا ہے اور جس کا حوالہ جالینوس وغیرہ کی کتابوں میں آیا ہے۔ جہاں لکیر نے لکھا ہے  
کہ اسے شراب کم کی تو فلونیا استعمال کرنا شروع کی۔" وبعد از چند گاہ فلونیا را باقیون مبل  
ساختم " (توزک ص ۱۵۲ س ۱) — ح ۱ س ۲: صادقی بیگ برای احوال  
ماگ بہ عالم آرای ص ۱۲

ص ۳۲۳ س ۴: ولی جان حسرتی کاشی نے ایک قصیدہ اسکی تعریف میں لکھا ہے۔  
جس میں اسکا نام ولی سلطان دیا ہے ۷

۷ (Jehran, 1874) *Terminologie* ۲ ترجمہ توزک ج ۱: ص ۳۲۵ غلامہ الاشعار لکشی



درۃ التاج خواقین اشرفی اشرف نهر زبدۃ ترکمان عالم افتخار ترکمان  
 سروستان محمد خان ولی سلطان کہ کند باو عدلش طایر ظلم و ستم را آشیان  
 ص ۳۲۳ س ۲: در سنہ الخ کذا در نشتر عشق ،

ص ۳۲۶ س ۹: بر زبر خویش یعنی بالای خویش ، بہتر از خویشتن (نیز ماگ بہ  
 صفحہ ۳۲۷ س ۷) ، سنجر کاشی اپنے والد کی تعریف میں کہتا ہے  
 بر زبر ہمگنان بسایہ معنی ست آری بالاشین آب بود شیر  
 عالم آرای (ص ۲۵ سطر آخر) میں ہے : در سیہ آبی بر زبر یکد گیر افتادند

### ۲۶۔ فقہور

صفحہ ۳۳۱ س ۱۱: یگانہ سخن سراپان الخ حزن الغریب میں ہے کہ ”حکیم  
 در غزل بی بدلت و در دیوانش معنی ہای بہر بسیار است“ آتشکدہ (ص ۱۵۳) میں ہے:  
 از سادات موزونان لاجبان است و خوب می نوشتہ

صفحہ ۳۳۲ س ۳: خان احمد گیلان ہفت اقلیم میں ہے کہ کار کیا خان احمد سلاطین  
 گیلان میں سے تھا۔ جب اکتیس سال اسکی حکومت کو ہو گئے تو شاہ ظہا سپ نے جو  
 ہمیشہ ولایت گیلان کی تسخیر کے فکر میں تھا۔ ۹۷۴ھ میں اس پر قبا کو پا کر اسکو قلعہ

سے خواجگی کاشی نے اس واقعہ کی تاریخ ۹۷۵ دی ہے اسکا قطعہ ہے :

سر حلفان عالم حن گیلان	کہ از شمشیر کشتی می زدی دم
ہمیشہ تابع بید ولتان بود	کشیدہ سر ز حکم شاہ عالم
بکشتی مایل و شمشیر بازی	نہ بازی دیدہ و نہ روز محکم
قصا فتی چپان برگردنش زد	کہ تاج و تخت و بخش گشت درہم
شبئی تاریخ آن جستم خرد گفت	یکی از تابع بی دولتان کم

(ملاحظہ لاشعار ترقی کاشی) ۹۷۵ھ = ۱۰۹۶

عہ ترکوں کی طرف اشارہ ہے



تہنہ میں قید کر دیا۔ بارہ برس کے بعد شاہ سلطان محمد کے ایام حکومت میں اسکو دوبارہ حکومت گیلان عطا کی گئی۔ شاہ عباس تخت نشین ہوا۔ تو اسکو طلب کیا مگر اسنے نہ صرف آنے سے انکار کیا بلکہ شاہ روم [مراد ثالث] سے اظہار خلوص و عبودیت شروع کی۔ شاہ عباس نے غضبناک ہو کر گیلان پر چڑھائی کر دی تو خان کشتی میں بیٹھ کر شروان کو بھاگ گیا۔ شروع میں شاہ روم نے اسکے ساتھ عزت کا سلوک کیا مگر رفتہ رفتہ اس سے توجہ ہٹالی۔ اس لئے خان احمد ایران میں واپس آ گیا۔ ہفت اقلیم کی تصنیف کے وقت (قریب بہشت) وہ نجف اور کربلا میں مقیم تھا (نیز دیکھو آتشکدہ ص ۱) خان شاعر بھی تھا اسکے اشعار ہفت اقلیم، آتشکدہ، منتخب الاشعار وغیرہ میں دئے ہیں۔ — در بہار زندگانی رسمی الخ خزن الغرایب میں وجہ دی ہے کہ کیوں اس شاعر نے فقور تخلص کیا، وہ شاہزادہ پر وزیر کے ہاں طبیعوں میں ملازم تھا۔ ایک دن کسی کا سہ نواز نے اپنی تروستی سے مجلس کو تو محفوظ کر رکھا تھا مگر شاہزادہ چندان خوش نہ ہوا کیونکہ وہ شخص دراصل چینی نوازی میں ناقص تھا۔ اسپر شاہزادہ نے حکیم کو کہا: شنیدہ ام در ایران چینی نواز خوب ہم می رسد، گفت: بلی اگر ادب مانع نباشد بندہ درین کار ہم دستی دارد، فرمود: بسم اللہ ازین چہ بہتر، حکیم بطریقہ کا سہ نواز کہ شاہزادہ فتنہ او گشتہ و او را فقور خطاب بخشیدند و بدان جہت وی تخلص فقور قرار دادہ

صفحہ ۳۳۴ س ۱۸: حکیم علی گیلانی حکیم کا مفصل حال بلاکین ص ۲۶۶ پر دیکھو۔ وہ محرم ۱۱۸۰ میں فوت ہوا۔

صفحہ ۳۳۵ س ۱۳: صالح تبریزی، سفینہ خوشگو (فرست بادی عمود ۲۳۸ نمبر ۸۰) میں بھی میرزا صالح تبریزی تخلص بہ صالح مذکور ہے، نیز مبتلا نے لکھا ہے: میرزا صالح تبریزی سخن سخن خوش تقریر بودہ است، او راست سے کسی نیست واقف بکن ہر چہ خواہی شکست دل است این صدای ندارد



مگر یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہی شخص متن میں مذکور ہے ۔  
 ص ۳۳۶ ج ۱: نشر عشق میں بھی غفور کا سن وفات ۱۱۰۲۸ اور تعداد ابیات قریباً ۴ ہزار ہے۔

## مرتبہ ثانی

صفحہ ۳۴۳ س ۹: بیست و دو ہر دو نسخہ موجودہ میں مرتبہ اول میں ۲۶ ترجمہ  
 ہیں۔ انہیں سے فیضی اور صحیفی کا حال نسخہ ۱ کے حاشیہ پر بعد میں درج ہوا ہے۔ اور  
 غفور کا حال خود مصنف کے قول کے مطابق اسے کتاب ختم ہونے کے بعد ضم کیا ہے۔  
 (دیکھو میخانہ ص ۲۶۲)۔

معلوم نہیں چوتھا ترجمہ کونسا تھا جو بعد میں بڑھایا گیا۔

## ۱۔ محمد مازندرانی

صفحہ ۳۴۵ س ۱۱: درلباس فخر فقر الخ محمد صوفی کے ترجمہ میں امین رازی نے  
 لکھا ہے: اکثر ایام بہ اکتساب فضایل علمی صرف نمودہ و نتیجہ بسیاری از کلمات صوفیہ نیز کردہ  
 الحال قطع تعلق از ہمہ جہتی کردہ بہ زنی اہل تجرد روزگاری گذرانند و در جمع کردن اشعار و سخنان  
 سلف و لوع تمام دارد و شعر در غایت جودت و ہمواری دارد، آئین: (۱: ۲۵۴) میں ہے:  
 در گلزار تقیید فرو رفتہ و از نیک سگالی کم آلالیش، تجرد را با سفر پیوند می دهد، مبتلا کہتا ہے:  
 مولانا محمد صوفی مازندرانی ہر مند زمان و یگانہ دوران بود، شرح فضایل و کمالات چون  
 آفتاب جہان تاب عالم گیر، بہند وستان آمدہ در کشمیر در ایام سلطنت شاہ جہانگیر بسری برداشت  
 مجمع الفصحا نے بھی اسکو مرد "حکیم مجرّد موحّد" لکھا ہے،



صفحہ ۳۴۶ س ۴: و درین ایام گجرات الخ گجرات میں ملا محمد اور نظیری میں ملاقات ہوئی اور بالآخر نوبت مہاجرت تک پہنچی، سید جلال بخاری سے بھی جسکو ملا محمد کا شاگرد اور دوست بتاتے ہیں وہ گجرات ہی میں ملا ————— س ۱۴: باز گجرات عمو و نمود مولانا محمد کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض اصحاب تذکرہ نے تاریخ وفات ۳۱۰ھ اور مادہ تاریخ مجردانہ کی شد بختری محمد صوفی دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ انکو جہانگیر نے بلوایا تھا۔ مگر راستہ میں سرہند کے مقام پر انکا انتقال ہو گیا۔ مگر صفحہ ابراہیم میں ہے کہ ۳۱۰ھ میں مولانا محمد احمد آباد ہی میں مقیم تھے، خوشگو نے انکی وفات ۳۲۰ھ میں بتائی ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ احمد آباد سے لاہور آتے ہوئے رستہ میں فوت ہوئے

صفحہ ۳۴۷ س ۲: بتخانہ تذکرہ نصر آبادی (سپرنگر ص ۸۸) میں اس کتاب کو میخانہ و بتخانہ کہا ہے کہتے ہیں کہ اس میں پچاس ساٹھ ہزار شعر تھے، فہرست بادی (عمود ۱۹۶) میں ایسے نے بیان کیا ہے کہ انتخاب اشعار مولانا محمد صوفی اور مرزا حسن خاکی نے ۳۱۰ھ میں کیا اور ۳۱۰ھ میں عبداللطیف بن عبداللہ عباسی ساکن گجرات نے دیباچہ اور شعرا کے حالات درج کئے۔ اس کتاب کا قدرے ناقص الآخر نسخہ دو جلد میں کتابخانہ بادی میں ہے۔ اور کیفیت مذکورہ انتخاب و تراجم پر مشتمل ہے۔ دیباچہ میں ہے کہ اس میں ۴۸ ہزار بیت انتخاب ہوئے ہیں۔ مجمع النفایس میں ہے کہ تقی اودھی کی عرفات بتخانہ کا انتخاب ہے ————— س ۳: ساقی نامہ میخانہ میں ساقی نامہ صوفی کے ۲۱۸ بیت ہیں۔ مگر موتی محل کا نسخہ جو ۲۸ صفحہ (فی صفحہ ۱۱ بیت) پر ختم ہوتا تھا نیز بانکی پور

۱۰ دیکھو تفصیل کے لئے فہرست بانکی پور ۳: ۶۱ و بلاکین ص ۵۹ ج ۱، ۱۵ دیکھو فہرست بانکی پور صفحہ مذکور ۵۳ جنرل رایل ایشیاٹک سوسائٹی ج ۱ ص ۱۶۵ ۴۷ فہرست بادی عمود ۳۳۰ نمبر ۵۸ ۵۹ فہرست بانکی پور صفحہ مذکور،



والا نسخہ اس سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے، بعض اشعار اس ساقی نامہ کے مرآۃ العالم میں نقل ہوئے ہیں۔ مگر جو نسخہ مرآۃ کامیر سے سامنے ہے وہ سور اتفاق سے ناقص الاخر ہے اور اس میں شعر کا حال نہیں ہے۔ ————— س ۵ : دیوانی کہ ازیشان الحال الخ دیوان کا نسخہ جو بانکی پور میں ہے ۵۲ ورق پر ختم ہوا ہے (سطور ۱۳ تا ۱۵) اور قصاید - غزلیات - رباعیات اور ساقی نامہ پر مشتمل ہے۔ صاحب مجمع القصص نے بھی دیوان دیکھا تھا اور تعداد ابیات ظاہراً دو ہزار بتائی ہے۔

## ۲۔ مسیح کاشی

صفحہ ۳۶۰ س ۱۲ : اشعار و پذیرش الخ سرخوش کہتا ہے : در معنی یابی بدیضا داشت، بسیار خوش فکر است، منہ ..... ہ

تمام عمر باشاہ دو سالہ گذشت حباب وار مرا عمر در پیالہ گذشت

بتلا کہتا ہے : از شعرای معتبر و از فصحای مقرر است

صفحہ ۳۶۱ س ۲ : اسم پدرش حکیم نظام الدین الخ تقی کاشی نے بھی حکیم رکن کے باپ کا نام نظام الدین علی لکھا ہے اور کہا ہے کہ تحریر ترجمہ کے وقت (یعنی ۹۹۱ میں) وہ قزوین میں مسند معالجہ پر متمکن تھا۔ رکن الدین کا تخلص اسے میسجی دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ علم معقول و منقول کا ماہر ہے۔ خصوصاً طب کا۔ اس فن میں باوجود بدایت سن شباب اس نے عربی میں کتاب ضابطۃ العلاج تصنیف و تالیف کی ہے جو نہایت واضح اور مفصل ہے اسکے علاوہ نستعلیق ایسا اچھا لکھتا ہے کہ خوشنویسوں میں شامل ہے اور شاعر بھی ہے ۹۹۲ء میں باپ کے مرنے کے لئے قزوین آیا (تقی نے انتخاب کلام حکیم رکن جو درجہ تذکرہ کیا ہے وہ

لے مرآۃ آفتاب نما میں بھی نظام الدین علی ہے، وہیں بھی لکھا ہے کہ حکیم اصلاً شیرازی تھا اور تولد کے لحاظ سے کاشانی،



حکیم نے خود کیا تھا )

صفحہ ۳۶۲ س ۲ : بابا فغانی کا تتبع اس زمانہ کا عام فیشن تھا ، دیکھو اسکے بعض متبعین کا ذکر جو والدہ شیرازی نے کیا ہے شعر العجم ( ۲۸ : ۳ ) میں ،

صفحہ ۳۶۲ س ۱۹ : مجموعہ خیال اسکا نسخہ برٹش میوزیم میں ہے ( ریو ص ۶۸۸ )  
نخاست ۵۵ ورق ، تقطیع  $۱۸\frac{1}{4}$  اپنچ  $\times$   $۲۷\frac{3}{4}$  اپنچ

صفحہ ۳۶۶ س ۱۴ : از ایران بہندوستان آمد مرآة آفتاب نامی ہے شاہ عباس  
ہاضی اکثر بخانہ اش می رسید بعد چندی بنا بر بعض وجوہ از شاہ آذرودہ شد ہنگامی کہ شاہ  
بمازندران و خراسان رفتہ بسرعت تمام خود را بہندوستان ( رسانید ) عالم آرای سے معلوم  
ہوتا ہے کہ شاہ سلسلہ میں خراسان گیا اور سلسلہ میں واپس آیا ۔ مگر ماہزندران کی طرف وہ  
سلسلہ میں گیا تھا ، بظاہر اسی لئے ریو ( ص ۶۸۸ ) نے مسیح کا ایران چھوڑنا سلسلہ کا واقعہ  
قرار دیا ہے ، گو یہ بھی کہا ہے کہ وہ اکبر کے دربار میں سلسلہ میں پہنچا ،

صفحہ ۳۶۹ س ۶ : در بندگی این بادشاہ الخ ، معلوم ہوتا ہے کہ رکتا جہانگیر کے  
طبیعیوں میں داخل تھا ۔ توڑک ( دیکھو ترجمہ ج ۲ ) میں تین دفعہ اسکا ذکر جہانگیر نے کیا ہے مگر ہر دفعہ  
اسکی طبی ناکامیوں کی شکایت کی ہے ۔ ص ۲۱ پر ( بذیل واقعات سلسلہ ) لکھا ہے کہ اس کی  
بد مزاجی اور کمی علم کی وجہ سے میں اسکو الگ کر دیا اور کہا کہ جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ  
\_\_\_\_\_ س ۱۰ : برٹش میوزیم میں اس ساقی نامہ کا ایک نسخہ ہے جو ریو ( ص ۶۸۹ )

کے قیاس میں سولہویں صدی عیسوی کی تحریر ہے ۔ اس کا عکس ابھی پہنچا ہے ۔ اس نسخہ  
میں ساقی نامہ کے ابیات کی تعداد ۲۱۵ ہے ۔ صاحب میخانہ نے آخری ۹۵ شعر جن میں زیادہ تر  
برزم عباس شاہ کی تعریف ( سلسلہ مضمون ص ۳۵ ) اور معاصرین کی شکایت ہے درج نہیں کئے  
باقی ۱۲۰ ابیات میں سے ۱۷ شعر متفرق مقامات سے حذف کر کے ۱۰۳ درج کئے ہیں ( مع اس  
شعر کے جو میخانہ میں سہواً درج ہونے سے رہ گیا ہے ۔ دیکھو ذیل میں حاشیہ ص ۲۷۷ س ۹ پر



دونوں متنوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اہم تصحیحات اور اختلافات متن مع دیگر حواشی درج ذیل ہیں۔ — س ۱۳: درین خاک (بجای دران خاک) — س ۱۴: برف (بجای چو ابر) — درین خاک پا (بجای زمین خاک پا) — صفحہ ۳۷۰: س ۱: چراکیم از در (دہر) دون (بجای اگر یکدم از الخ) — کر (کز؟) قماط (بجای از قماط) — س ۳: آور (بجای آر) — س ۴: مطلع آفتاب (بجای پر تو الخ) 'یہ بیت کہیں بہ نقاط شک درج ہوا ہے — س ۷: افسر شش خشتی (بجای فرش او خشت و) خشتیش گنجد (بجای خشتش نگنجد) — س ۸: مثل متن — س ۱۰: خم از درد می گشتہ آن (بجای خمی اندر و گشتہ می) اسکے بعد دو شعر میخانہ سے زاید ہیں — س ۱۵: خدا جوی (بجای خدای خوان) — س ۱۶: 'کنیم' بجای 'کنم' بہر دو جا — س ۱۷: اسکے بعد ایک بیت ہے جو میخانہ میں نہیں — س ۱۸: بیاساتی آن می بدہ (بجای بیاساتی الخ) — صافی از درد و صاف (بجای صاف از درد و صاف) — س ۱۹: کہ از طبع دانا و (بجای کہ در طبع الخ)

صفحہ ۳۷۱: س ۱ و ۲: نشاۃ (بجای نشاء) — س ۴: پیر کامل (بجای زند کامل) — س ۵: میخانہ بر (بجای میخانۂ) — س ۶: مثل متن — س ۷: اسکے بعد تین شعر ہیں جو میخانہ میں نہیں ہیں — س ۸: نہ چون خویشتن بین (بجای نہ چون خویشتن بین اسٹ) — س ۱۰: مثل متن — س ۱۱: چہ شد کو (گو) با سخت تر (بجای چو شد دور ما بیشتر) — س ۱۲: صبح گاہ (بجای جسم گاہ) 'حاشیہ میں نسخہ 'چو شمع' (بجای ہمہ) دیا ہے — س ۱۵: اسکے بعد تین بیت ہیں جو میخانہ میں نہیں — س ۱۸: چو خط (بجای خط) — س ۲۰: زو (بجای از ان)



صفحہ ۳۷۲ س ۱: مثل متن — س ۲: موی خشکت چو ریجان تر بجای  
 موی زنگی الخ) — س ۳: بکر (بجای نقد) — س ۴: کنیم (بجای کتم بہر دو  
 جا)، نفس (بجای لبش) — س ۵: کتون در سرم (بجای گلو در ہم بادہ) —  
 س ۹: درد (بجای ہچو) — س ۱۰: ماند از صدا (بجای ماند جدا) —  
 در در (بجای بردا) — س ۱۱: آن ترک مست (بجای آن) —  
 آید از (بجای آیدم) — س ۱۲: از سچہ آرم در (بجای در سچہ الخ) —  
 س ۱۳: میخانہ میں یہ شعر منع ہو گیا ہے، بجای اسکے یوں پڑھے،  
 کہ آرم بڑنار دستی درست گرہ بر کشایم ز ہر سچہ چست  
 — س ۱۴: اسکے بعد ایک بیت ہر جو میخانہ میں نہیں — س ۱۵: شوخ  
 (بجای سوز جو غلط ہے) — س ۱۹: بہ نیروی حشمت کمند (بجای ز نیروی  
 ہمت بلند)

صفحہ ۳۷۳ س ۱ و ۲: انکی ترتیب منعکس ہے۔ ہمتاش نارد (بجای عقلش  
 نیارد) — س ۵: اسکے بعد یہ بیت ہے جو میخانہ میں نہیں ہے  
 سیاہ ابرش باد پایش نخست بہ بختم مگر کردہ نسبت درست  
 — س ۶: شام (بجای شاہ)، کو میں شام کو کاٹ کر شاہ بنایا ہے، —  
 س ۷: بہ سر (بجای ز سر) — س ۸: شیرہ جان (بجای شیرہ از جان)  
 — س ۹: کند مغز اندیشہ سرد (بجای کند ..... ) — س ۱۰:  
 بیم کی اضافت کاٹ دو، — س ۱۱: کہ دید است پولاد آہن ربای (بجای بود تیغ  
 اوسنگ) — س ۱۳: بران گرز زہدین ز بازو و (بجای بر او رد زہدین ز بازو و)  
 دوسرا مصراع مثل متن، — س ۱۴: توفیق (بجای توفیق)؛ دران (بجای درو بہر ہر  
 دوجا)؛ انگشت کی اضافت کاٹ دو — س ۱۵: بدین پایہ (بجای بدی سایہ)



تینگ شہ (بجای تیغ او) حاشیہ ۷ میں یہ بھی لکھنا چاہئے تھا کہ اصل میں دونوں فقرے  
نقاط شک کے ساتھ درج ہیں — س ۱۷: و بریشم ز یک کرم (بجای بابریشم ز  
یک ملک) — س ۱۹: ہمیں (بجای ہی)

صفحہ ۳۷۴ س ۱: زحق ولی میتی زو جدا . . . . . خدا (بجای بحق . . . . ہدای)  
— س ۲: دلت جملہ (بجای دلت حملہ) — شبت جملہ (بجای شب  
حملہ) — س ۳: خواندلس (بجای خواندش) — توان بردہ سوی کس  
(بجای بعالم عنان راندش) اس نسخہ میں س ۳ پہلے اور س ۲ پیچھے ہے —  
س ۵: بہ عالم (بجای ز عالم) — تار زلفیش (بجای زہ و زلفینت) اس کے بعد  
ایک شعر ہے جو میخانہ میں نہیں — س ۶: دام ودد (بجای دیو ودد) —  
س ۷ و ۸: یہ شعریں ہیں ۷

کند (بود؟) تیغت آن شعلہ پوست پوش

چو پشینہ پوشان صوفی خروش (اسکے بعد چار بیت جو میخانہ میں نہیں)

یسوزد غلاف از پی انتقام

کہ آتش نہ خس پوش ماند مدام

— س ۹: زخم بغیر اضافت چاہئے — اسکے بعد آئیں ذیل کا شعر ہے جو درج

ہونے سے رہ گیا ہے ۷ مہ و مشتری بر تو دارد حد

خدایت نگہدار از چشم بد

— س ۱۱: یہ شعریں ہیں ۷

کند چشم بد بخت سبز تو کور چو افعی کہ سیند ز مرد ز دور

— س ۱۲: شاہ گیتی (بجای شاہ یک ۷) — س ۱۳: صاف آن (بجای

صاف او) — بود نور چون آب ہر سو روان (بجای بود روز النہ) — راز دل نقش



بر (بجای راز زلفش شدہ) اسکے بعد ایک شعر جو میخانہ میں نہیں  
صفحہ ۳۷۵ س ۱۱: جان و سر (بجای جان رہبر) — س ۳: بہر موی (بجای  
زہر موی) — س ۴: شب زلف (بجای سر زلف)

## ۴۔ شفقانی

صفحہ ۳۷۵ س ۱۰: اشعار و ابیات امثال الخ شعرش در غایت عذوبت  
است (ہفت اقلیم) اشعار آیدار و معانی بلند حکیم شفقانی بسیار است (عالم آرای)  
طبعی خوشی داشتہ ..... اما اشعارش بالنسبتہ بہم تفاوت بسیاری دارد (والہ  
در ہفت آسمان ص ۱۳۲) — س ۱۰: سوزنی ابو الفضل شمس الدین محمد سمرقندی  
المتوفی ۵۶۹ھ، دیکھو دولت شاہ ۱۰: ۲ — س ۱۲: و اکثر شعر ہای ہزل آمیز  
عالم آرای (ص ۷۶) میں ہے کہ شفقانی تنگ حوصلگی کی وجہ سے ذرا سی نا ملائم بات سے بڑا  
منا تاتا تھا اور ظریفی اور شوخی طبیعت کی وجہ سے ہمیشہ زبان ہجو سے آلودہ کرتا رہتا تھا لیکن  
اگرچہ ہجا مذموم ہے شفقانی ”دین طرذ بدایع معانی رنگین و ظرایف شیریں را بنا زک ترین  
روشنی ادا نمودہ داد سخنوری می داد“ بادشاہ گاہی اس روش سے منع فرماتا۔ آخر ایام  
حیات میں ہجو سے توبہ کی اور قطعہ معذرت میں لکھا اس میں کہتا ہے ۵

رسم ہجا چو لازم ماہیت منت چون کہ با کرونتوان شست جذب کاہ

اما پسند صاحب ایران نمی شوم تا با من است این ہنر اعتبار کاہ

بار دگر نہ از لب بس از صمیم قلب تجدید توبہ می کنم اما بدست شاہ

صفحہ ۳۷۶ س ۱: بتنا کہتا ہے کہ مولانا علی شاہ اروستانی ذوقی تخلص حکیم شفقانی کا  
معاصر تھا۔ اوایل عمر میں گبیوہ کشتی اسکا پیشہ تھا۔ آخر میں اسکو ترک کیا اور اصفہان  
میں بزمہ شعر زندگی بسر کرنے لگا۔ حکیم شفقانی نے سو سے زیادہ رباعیاں اسکی ناک کی ہجو

س ۱۱: عدد ابیات الخ شعر عشق میں ہے کہ اسنے ۳۰ ہزار شعر کہے

۱۵ مرآت آفتاب نہیں نام ابوکس ہے اور لکھا ہے کہ ایک خطاط نے اسکی وجہ سے سنہ ۱۰۴۳ھ میں ہزار بیت ہجو معاصرین  
میں کہے۔



میں لکھی ہیں -

صفحہ ۳۷۹: س ۹: بالک الشعراي خراسان الی سپرنگر (ص ۳۱) نے لکھا ہے کہ شفقائ حسین خان شالو کو ملنے کے لئے ہرات میں آیا تو فصیحی اور اسکے درمیان مہاجات واقع ہوئی (نیز دیکھو مرآة آفتاب نما اور سرو آزاد ص ۵) دیوان شفقائی میں ایک قطعہ اشعر کا ہے جو فصیحی کی ہجو میں ہے - اسکے بعض شعریہ ہیں -

زمہریر کرف ارض فصیحی کہ بود      خنک و بیمزہ چون بوسہ بعد.....

آفتابم دوسہ روزی کہ ہری مشرق بو      طبع خفاش تو جستی بدعا وصل لیل

کرد چون حب وطن شیر مرابیشہ طلب      خوش ز سوراخ برون آمدہ ہچو شغال

مگر سرو آزاد میں ہے کہ فصیحی نے بلند حوصلگی کی اور ملتفت نہ ہوا - حاشیہ - س ۳ میں متذکرہ پڑھو اور س ۴ میں 'نزد شاہ عباس'

## ۵ - شاپور

صفحہ ۳۷۹: س ۱۵: در فن سخنوری الی طالب آملی نے ایک غزل میں اسکی تعریف کی ہے - دیکھو شعر العجم ۳: ۱۷۴

صفحہ ۳۸۰: س ۳: متخلص خود فریبی الی آئین میں اسکا ذکر فریبی رازی کے عنوان سے شعرا کی ذیل میں ہوا ہے - ابو الفضل کہتا ہے کہ وہ اچھا آدمی ہے - مگر تنگ دست ہے اگر محنت کرے تو اچھا شاعر ہو جائے - نثر سخن میں ہے کہ وہ گاہی ارجاسپ بھی تخلص کرتا تھا -

صفحہ ۳۸۲: س ۲: روانہ ایران شد دیوان شفقائی میں شاپور کی ہجو میں ایک قطعہ موجود ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ شفقائی نے اسکی واپسی ایران کے بعد لکھا - اس میں کہتا ہے -

شاپور کہ چون لقمہ بکھن سخن افند      یارب کہ ز شران بگلوش رسن افتد



ہر جا کہ بافسانہ بجنبد دم ریشش  
از ہر طرفش صد اخ و قف بردہن افتد.....  
گند بغلت گور کند لالہ و گل را  
ہر جا کہ گذار تو بطرف چمن افتد.....  
با آن ہمہ کرپاس کہ آورده ز لاہور  
شرطست کہ بر خاک قنابی کن افتد

## طالب آملی

صفحہ ۳۸۴ س ۲: آن قدر اہلیت الخ جن علوم و فتون میں طالب کو مہارت  
تھی انکا ذکر اسنے ایک قصیدہ میں کیا ہے۔ اسکا اقتباس دیکھو شعر العجم ۳: ۱۶۶ پر  
اسکی شاعری کے متعلق بھی شعر العجم کی اسی جلد کا ص ۱۸۶ بیحد دیکھو۔ سرخوش نے  
اسکی نسبت کہا ہے: طالب آملی صاحب طبع و صاحب کمال خوش فکر و خوش خیال  
بود، اشعار عالمگیر دارد و مرزا صاحب و غیو سخن ستیان او را با ستادی قبول دارند  
مخزن الغرائب میں ہے: جودت طبع و استقامت سلیقہ اش بحال و در طرز شاعری  
زبدۂ امثال و سخنش در سخنوران قدر و قیمتی دارد، خزائن عامرہ میں اسکو شاعر خوش تخیل  
اور جویای معانی بلند و عواص لالی دل پسند کہا ہے، آتشکدہ میں ہے: در شاعری  
طرز خاص کہ مطلوب شاعرای فصیح نیست دارد، مرآت آفتاب میں جو: از بس خوشگوئی بیل آملی اشتهار دارد در  
صفحہ ۳۸۴ ح ۴، تاریخ وفات بکنتش خان ۱۰۱۷ یا ۱۰۱۸ ہے۔ عالم آرای میں  
اسکی وفات بذیل واقعات ۲۳ جلوس عباسی درج کی ہے۔ یہ سن ۱۲ ذی الحجہ  
۱۱۱۷ کو شروع ہوا۔ اور ۲۴ ذی الحجہ ۱۱۱۸ کو ختم،

صفحہ ۳۸۶ س ۱: شعر العجم ۳: ۳۸۴ پر دوسرا مصرعہ یوں ہے: صدف را بر  
گہر التہ، س ۵: اول بار بقند ہار آمد، دیکھو شعر العجم ۳: ۶۸ —  
س ۹: اگرہ یہاں اور دیگر مقامات میں موجودہ تلفظ کے لحاظ سے اگرہ لکھا گیا مگر



نسخہ آ میں ہر جگہ اگرہ بغیر مد لکھا ہے۔ اور یہی اسوقت کا تلفظ معلوم ہوتا ہے چنانچہ  
طالب کتنا ہے سے

ز اگرہ تا بخیا بان گلشن لاہور رفیق بودم با ابرہای بارانی

اور سے

آمد انیک بہ اگرہ وز شوقش دل طپان چون کبوتر است مرا  
صفحہ ۳۸۶ ح ۴ : شعراجم ۱۶۸:۳ پر اس رباعی میں "پریشان" بجای  
پشیمان ہے اور "نبرد بہ تحفہ کس" بجای "نبرد تحفہ کسی"

## ۶۔ فصیحی

صفحہ ۳۸۹ : سرآمد مستعدان الہ صاعب مرآۃ العالم نے لکھا ہے کہ میرزا  
فصیحی در زمان شاہ عباس ہامنی خطاب ملک الشعرائی داشت، مگر عالم آرای میں  
اس خطاب کا ذکر کہیں نظر نہیں آیا۔ سر و آزاد (ص ۱۵۸) میں ہے: دیوان فصیحی بنظر  
درآمد۔ خوش محاورہ است اما مضمون تازہ بندرت دارد، مخزن الغرایب میں ہے:  
کلاش نہایت بہ عذوبت و شیرینی و روانی واقع شدہ، سپرنگر (ص ۳۹) نے ناظم  
سروی، میرزا جلال اسیر اور درویش والہ کو شاگردان فصیحی میں شمار کیا ہے،  
آتشکدہ (ص ۱۲۷) میں ہے کہ: در خدمت مرتضیٰ قلی خان شاملو

بہ سہری بردہ و خط شکستہ را خوب می نوشتہ، نیز دیکھو حواشی ص ۲۷

صفحہ ۳۹۰ س ۱۱: در وقتی کہ خان بن خان الہ عبید خان نے ۹۳۰ اور

لہ ہفت آسمان ص ۱۵۴



۹۲۱ء کے درمیان چھ دفعہ خراسان پر حملہ کیا۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا علما کو کس دفعہ ساتھ لے گیا۔

صفحہ ۳۹۱ س ۱۱: چون ملک خراسان الخ یعنی سنہ ۳۸۷ء میں ز عالم آرای صفحہ ۳۹۳ س ۷: در سنہ سبع و عشرين الخ مولف میخانہ نے فصیحی کے حسن خان کی خدمت میں پہنچے گا ذکر نہیں کیا، مگر خوشگو نے لکھا ہے کہ اوجی نطنزی اور ملک مشرقی اور فصیحی یہ سب حسن بیگ والی خراسان کے ہم صحبت اور ملازم تھے (فہرست بادی آخر عمود ۲۳۳)

## ۸۔ ذکی ہمدانی

صفحہ ۳۹۶ س ۱۲: ذکی ہمدانی میں نے نسخہ ۱ کے تتبع میں اس شاعر کا نام ذکی (بالذال) لکھا ہے مگر تذکرہ سرخوش - منتخب الاشعار ' سرو آزاد (صفحہ ۳) مخزن الغرایب خلاصۃ الافکار نشر عشق اور بہار اودھ (صفحہ ۵۹۲) میں سب جگہ اس کا نام اور تخلص زکی (بالزا) لکھا ہے۔ عبد النبی خان کو اس شاعر کا حال بہت کم ملا ہے اس لئے بعض اور تذکروں میں جو دو چار متفرق باتیں دی ہیں - درج کی جاتی ہیں،

تقی کاشی کے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ "آقا ملا زکی" دربار قزوین کا ملازم تھا مگر آتشکدہ (صفحہ ۲۲۶) پر یوں لکھا ہے: زکی جوانی نامراد و از تعلیمی گری مدار می گذرانیدہ (گذا) ..... و اکثر در اردوی شاہ طہاسب در خدمت اترک می بودہ - خوشگو اور آزاد نے لکھا ہے کہ ملا شکوہی اور زکی دونوں نے میرزا ابراہیم ہمدانی کے درس

۱۔ فہرست بادی عمود ۳۰۶ نمبر ۱۱۹ ۲۔ خلاصۃ الاشعار (سیرنگر صفحہ ۳۹) ۳۔ ممکن یہ کوئی اور زکی ہمدانی ہو - ۴۔ دیکھو سیرنگر صفحہ ۲۹



میں تعلیم پائی۔ تقی کاشی نے لکھا ہے کہ نزکی ہشتلہ میں کاشان گیا تھا، مبتلا اسکو شیریں کلا مان ہمدان میں سے شمار کرتا ہے۔ اور آزاد نے اسکی تعریف یوں کی ہے :  
 نزکی الخلق ذکی الطبع بود و گوی غزل از افغان می ربود، قوت مدرکہ بلند داشت، مخزن الغریب  
 میں ہے : نزکی ہمدانی شاعر شیریں زبان خوش صحبت فصیح البیان بودہ، غزلہای رنگین  
 و اشعار عاشقانہ بسیار دارد، نشر عشق میں ہے : باد ابدی معنی یابی سخن می گفت اور یہ بھی کہ در اکثر علوم رسائی داشت  
 نصر آبادی کہتا ہے کہ وہ ۳۰۰ھ میں فوت ہوا۔ اور یہی قول صاحب خلاصۃ الافکار  
 کا ہے۔ مگر سراج نے اسکی تاریخ وفات ۳۲۰ھ یا ۳۲۱ھ دی ہے (سپرنگر صفحہ ۱۵)  
 اور ناظم تبریزی نے ۳۲۵ھ (سرو آزاد صفحہ ۳۶) لیکن صاحب میخانہ کا 'الحال' بظاہر ۳۲۵ھ  
 کے قریب کو ظاہر کرتا ہے۔ اور سراج اور ناظم کے قول کی اس سے تردید ہوتی ہے  
 غالباً نصر آبادی نے صحیح تاریخ دی ہے۔ نشر عشق میں ہے : در ۳۲۵ھ و بقول بعضی در ۳۵۰ فوت شد،  
 صفحہ ۳۹، ۴۰ س ۵ : دیوانی النحر یہ دیوان آذر نے دیکھا تھا، سپرنگر نے موتی محل  
 میں اسکے دیوان کا ایک نقیض نسخہ پایا جو ۳۲۲ھ میں تحریر ہوا تھا اور جس میں قصاید اور  
 غزلیات اور ایک قطعہ تاریخ تھا جس سے ۱۰۱۵ مستخرج ہوتے تھے (فہرست اودھ طبع ۵۹)

دبقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) نمبر ۵۲۹، علامۃ العلماء میرزا ابراہیم ہمدانی (المتوفی ۳۲۵ھ یا  
 ۳۲۶ھ) سادات طباطبائی حسینی ہیں سے تھے اور ہمدان میں قضا اور درس تدریس کے شغل میں  
 صرف اوقات کرتے تھے۔ انہوں نے معقولات و حکمیات میں متعدد کتابوں پر حاشیہ لکھا مثلاً شرح  
 شفای بو علی سینا و حاشیہ شرح اشارات وغیرہ، انکا مفصل حال عالم آرای صفحہ ۱۱۱ و صفحہ ۶۴  
 پر دیکھو۔

(حاشیہ صفحہ ۷۹) ۱۵ فہرست بادل عمود ۲۳۰ نمبر ۵، ۳، ۵، سرو آزاد صفحہ ۳۶،

۱۱۹ فہرست بادل عمود ۳۰۶ نمبر ۱۱۹



## ۹۔ میرزا ملک مشرقی

صفحہ ۴۰۱ س ۱: جوانی است الخ نشر عشق میں بذیل مشرقی مشہدی لکھا ہے: زبہ نکتہ  
سرایان معنی رس بود یکمال پاکیزگی و نفاست اوقات می کردہ و از اقمشہ لطیفہ پوشش می  
نمود و جای نشست خود را برزیب و زینت می داشت و غلامان مگر خسار و ندیمان  
خوش افکار بصحبت خود می گذاشت و از علم موسیقی ماہر و باخیر بود قدری در  
خراسان برفاقت حسن خان شالمو بود و از اینجا با صفہان رفتہ بخدمت دارالانشاء مقرر گشت  
صفحہ ۴۰۲ س ۱۳: بجای ارسطوی ثانی میسج الخ دیکھو حواشی صفحہ ۷۰،  
میسج ۱۱۱۱ میں ہندوستان لکھا گیا۔

صفحہ ۴۰۳ س ۱: قریب بہ چہار ہزار بیت الخ ”کلاش را یازدہ ہزار بیت  
شمرده اند“ (نشر عشق) — س ۵: منشی رکاب طفر انتساب الخ  
عالم آرای (۶۸۸) میں ۱۳۱۱ کے واقعات کی ذیل میں لکھا ہے کہ شہزادہ شاہ جہان کا  
ایلیجی آیا۔ اور جواب میں جو خط لکھا گیا ”در آن صحیفہ لطیفہ ابن بیت از واردات طبع  
میرزا ملک مشرقی نگاشته کلک عطوفت سدک گردید بیت  
زختمی شد ازان بخت روزگار جوان کہ نور دیدہ خورشید گشت شاہ جہان  
— سطر آخر حاشیہ: ۱۰۵۰ پڑھنا چاہئے۔

## ۱۰۔ مرشد بہرہ جوی

صفحہ ۴۱۱ س ۹: از ہرمز بہ تہ آمد مرشد غالباً ۱۲۱۱ھ میں ایران سے ہندوستان  
آیا۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ دیوان مرشد میں دو قطعہ ہیں جن سے یہی سن برآمد ہوتا ہے



اور ان میں سے ایک ہیں تو شیراز کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے اور دوسرے میں سندھ کا شیراز والے قطعہ میں وہ کہتا ہے کہ شاہ عادل شیراز میں آیا اور مصلیٰ میں باغ اور محل اور خیابان بنوایا اور تیس میل سے پانی لا کر خیابان کو سیراب کیا تاریخ ہوئی ع

دود اندر خیابان آب حیوان اور دوسرے قطعہ میں کہتا ہے کہ غازی نر خان نے گوشہ قصر میں حجرہ بنوایا۔ اس میں ننگی تصویریں بھی نقش تھیں۔ اسکی تاریخ ہوئی ع شد روزنی از بہشت جاوید۔ اس سے گمان گذرتا ہے کہ پہلے موقع پر وہ شیراز میں تھا۔ اور دوسرے موقع پر میرزا غازی کے پاس۔ (غالباً سندھ ہی میں اس نے

جہانگیر کے جلوس کی تاریخ کہی۔ جو دیوان میں ہے یعنی ع ز نور محمد جہان شد متور) صفحہ ۴۱۳ س ۶: دوران ایام خجستہ فرجام الخ خرم ۱۱ شوال ۱۰۱۰ کو قلعہ ماندو میں داخل ہوا۔ اور انہی ایام میں اسکو شاہ جہان کا خطاب ملا۔ نیز دیکھو میخانہ ص ۵۵ جہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولف ۱۰۲۶ میں ماندو میں تھا۔ س ۱۱۲: داخل بساط بوسان الخ دیوان مرشد میں بعض غزلیں اور قطعات موجود ہیں جو شاہ جہان کے لئے لکھے گئے۔ مثلاً عالمگیر کی تاریخ ولادت یوں دی ہے:

این سرو کہ رست از چمن دولت جاوید	در سایہ او یافت جوانی فلک پیر
از دیدن او شاہ جہان خرم و خوشدل	گردید چو از شاہ جہان شاہ جہانگیر.....
بگرفت جہان پر تو رخسارش و تاریخ	ابن شد کہ جہانگیر شدہ نسل جہانگیر
(تاریخ ولادت عالم گیر کی پوری تفصیل کے۔	دیکھو ترجمہ توڑک ۱۲: ۴۷) ایک اور قطعہ

سے ۱۰۳۱ نکلتا ہے۔

لے شعریہ ہے۔ تصویرش از لباس صورت عریان شد ہجو اہل تجرید  
سے ترجمہ توڑک ۱: ۳۹۳ پیعد



حضرت شاہ جہان کا قبیل او چرخ پیدا شد بجام خسری (کذا)  
 ساخت شربت خانہ کز دیدنش تازه شد در دہر نام خسری  
 ساقی تصویر در وی می دهد بادہ عشرت ز جام خسری  
 این مقام دلنشین چون شد تمام گفت تاریخش مقام خسری  
 صفحہ ۴۱۳ س ۱۳ : الحال در بندگی الخ معلوم ہوتا ہے کہ مرشد ہندوستان  
 ہی میں فوت ہوا۔ (دیکھو سپرنگر ص ۹۲، آتشکدہ ۱۲۴۸) اور اوپر کے قطعہ سے  
 یہ بھی ظاہر ہے کہ اسکی موت ۱۰۳۱ء سے پہلے واقع نہیں ہوئی۔ ایک رباعی میں وہ  
 شیراز نہ پہنچ سکنے کی حسرت کو یوں بیان کرتا ہے۔ رباعی  
 مرشد کہ ز شیراز بنی کرد سفر در ہندوستان قتادزان سان کہ وگر  
 دستش نہ رسد بہ دامت گرشیراز بیرون آرد ز جیب ہندوستان گر  
 ح ۳، نشر عشق میں بھی تاریخ وفات مرشد ۱۰۳۰ بتائی ہے

## ۱۰۔ عارف ایلی

صفحہ ۴۲۱ س ۱۴ : واسم من سرلج الدین الخ پس صاحب ہمیشہ بہاد  
 (سپرنگر ۱۲۶) نے درست نہیں لکھا کہ اسکا نام حکیم محمد حسن تھا۔

## ۱۱۔ دوستی

صفحہ ۴۳۲ س ۴ : دیکھو حاشیہ ص ۵۴۴ س ۴ پر

## ۱۲۔ وصلی

صفحہ ۴۴۰ س ۱۵ : بمقتضی وقت الخ دیکھو صفحہ ۵۶۶



## ۱۳۔ فزونی

صفحہ ۴۴۴ س ۱ : فزونی کے باپ کا نام ملا جلال نقاش تھا (نشر عشق) ؛  
 — س ۷ : چون در ابتدا الخ (مع حاشیہ ۱۷) : جہانگیر نے ۵ آذر  
 ( = ۲۳ شوال ) ۱۶۲۷ء کو لکھا ہے کہ صفدر خان کی بجای احمد بیگ کو حاکم کشمیر مقرر  
 کیا گیا ۔ اسلئے بظاہر میخانہ میں حکم تغیر کا نہیں بلکہ اس حکم کی تعمیل میں خان کے لاہور  
 جانے کا ذکر ہے جو قیاساً ابتدا ۱۶۲۵ء کا واقعہ ہوگا ،

## ۱۴۔ غوری

صفحہ ۴۵۰ س ۹ : پیش از انکہ ملک لار - لارستانہ میں فتح ہوا - دیکھو  
 عالم آرای ص ۲۲۳ ببعد

## ۱۵۔ میرملکی قزوینی

صفحہ ۴۵۹ س ۸ : نورم خان بجای نور محمد خان ، بظاہر اوزبکوں میں اس طرح  
 کے نام عام تھے ۔ عالم آرای (ص ۸۷) میں حاجم خان ، بجای حاجی محمد خان بھی آیا ہے ،  
 صفحہ ۴۶۱ س ۷ : سرازیر اسکا عکس سرابالا عالم آرای ص ۵۷۹ س ۹ پر آیا ہے ،

## ۱۶۔ کامل جہرمی

صفحہ ۴۶۸ س ۲ : کامل جہرمی محزن الکفرایب میں قوام الدین عبداللہ کامل شیرازی



کا تقی اوحدی کے حوالہ سے ذکر آیا ہے اور صفحہ ابراہیم میں بھی قوام الدین عبد اللہ کامل مذکور ہے۔ مگر عرفات اور صفحہ موجود نہیں کہ معلوم ہو کہ صاحب ترجمہ ہی مراد ہے یا کوئی اور۔ — س ۷ : ملک سعید شیرازی ہفت اقلیم میں بذیل خلخال لکھا ہے : در طالب علمی ہا تمام بودہ خصوص در معقولات کہ نصاب کمال حاصل داشت بڑھاپے میں قناعت اختیار کر کے شیراز کے ایک متنزہ مقام میں مقیم ہو گیا مگر ”در آخر جب طبعی بر مزاجش مستولی شد و حرکات ناخوش از وی سر می زد کہ باعث خفت و نقص او گردید“ مخزن الغریب میں ہے کہ یہ فاضل خریز اور دانشمند خوش تقریر اہل طریقت میں سے تھا۔ خلخال سے شیراز میں آ کر گوشہ انزوا میں مقیم ہوا۔ اور مطالعہ تفاسیر و کتب تصوف میں مصروف رہنے لگا۔ گاہے گاہے رباعیاں کہنے کی طرف متوجہ ہوتا۔ پھر لکھتا ہے ”در اکثر کتب ذکر این بزرگوار مفصل مرقوم است، جہت اقتصار بہین قدر اکتفا کردہ شد“

صفحہ ۴۷۲ س ۱۲ (صفحہ ۴۷۳ س ۱۰) : گویا ابو تراب بیگ کا ترجیع بند کمال کے سامنے ہے دیکھو صفحہ ۳۲۴ س ۱۶ اور صفحہ ۳۲۹ س ۲۰

## ۱۸۔ اوجی کشمیری

صفحہ ۴۹۱ س ۱۳ : نامی کشمیری نثر عشق میں ہے : مرد طالب علم بود  
صفحہ ۴۹۲ س ۲ : خان نکتہ و آن میرزا جعفر الخ ۴۲۲ جلوس اکبری میں  
میرزا جعفر آصف خان کو حاکم کشمیر بنایا گیا اور بظاہر وہ ۴۲۷ (یعنی آغاز ۱۰۲۸ء)  
تک وہاں کا حاکم رہا (بلاکین ص ۴۱۱) — س ۱۷ : دران وقت الخ  
مولف ۱۰۲۵ء میں کشمیر گیا اور قریباً دو سال وہاں ٹہر کر ۱۰۲۶ء کے آخر میں وہاں سے



## ۱۹۔ محب علی سندی

صفحہ ۴۹۷ س ۱۲: خوشگو (فہرست بادل عمود ۲۳۰ نمبر ۵۷) نے محب علی کے باپ کا نام حیدر علی لکھا ہے اور کہا ہے کہ محب علی اپنے لڑکے نواب شاہ نواز کے مرجانے کی وجہ سے ۱۰۱۹ میں تارک الدنیا ہو گیا۔ خزن الغرائب (فہرست بادل عمود ۳۷۸ نمبر ۲۲۷) میں بھی محب علی کا ذکر ہے مگر سوء اتفاق سے جو نسخہ خزن کامیرے سامنے ہے وہ اس مقام سے ناقص ہے، مآثر رحیمی میں بھی وہ مذکور ہے، خزانہ عامرہ (صفحہ ۲۶) میں شکبہ کے ترجمہ میں سرسری ذکر ملا محب علی کا آیا ہے۔ کہ وہ آغاز مسئلہ میں مولانا نظیری اور دیگر اہل سخن کے ساتھ منڈو سے گذرا۔

صفحہ ۴۹۸ س ۸: دیوان آن عزیز الخ: خوشگو نے لکھا ہے کہ محب علی نے ایک دیوان ایک مثنوی اور ساقی نامہ یادگار چھوڑا،

## ۲۰۔ عبد النبی خان

صفحہ ۴۹۸ س ۱۶: تاریخ محمد شاہی عرف نادر الزمانی مولفہ خوشحالچند میں لکھا ہے: عبد النبی فخر الزمانی از قزوین است، در آغاز بہار جوانی ہوا ی گلگشت ہندوستان جنت نشان در سرش افتاد از وطن برآمد، نوادر الحکایات از تالیفات اوست، بسبب قرابتی کہ با نظام الدین احمد مولف طبقات اکبری داشت یکچندی با او بود، در قصہ خوانی و نمکتہ دانی عدیل نداشت، ابیات من ساقی نامہ او (۱) اسکے بعد ص ۵۱۵ کا لہ منقول از عکس نسخہ برلین جو فہرست پرش ص ۴۶ پر مذکور ہے۔



ستر صوال شعر اور ص ۵۱۲ کا دوسرا شعر دئے ہیں۔

طبقات اکبری کا مؤلف ۲۲ صفر ۳۲۸ھ کو فوت ہو گیا تھا۔ اور عبدالبنی اس تاریخ سے کئی سال بعد ہندوستان میں آیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خوشحال چند کو میرزا نظامی کے متعلق مغالطہ ہوا۔ اور مؤلف کا رشتہ دار صاحب طبقات اکبری نہیں۔ بلکہ کوئی اور شخص ہے۔

صفحہ ۵۰۵ س ۱۳: آن قدر کہ طبع من الخ میرزا امان اللہ کا دیوان کتب خانہ بادلی میں ہے۔ دیکھو فہرست نمبر ۱۰۹۵، سرخوش لکھتا ہے: امانی خلف مہابت خان خان خانان طبع رسائی داشتہ، دیوانی رنگین گداشتہ، در علم طبابت نیز وقوف را کار می فرمود،

صفحہ ۵۱۳ س ۲: تاریخ محمد شاہی: بیٹی (بجای دیدی)، شمع و چراغ (بجای شمع چراغ)

## مرتبہ سیوم

### ۱۔ نظیری

صفحہ ۵۲۴ س ۱۲: متفرق تذکروں سے بعض باتیں نظیری کے متعلق نظر آئیں جو درج ذیل ہیں:-

آئین (ص ۲۵) میں اسکی بابت لکھا ہے: در سخن سرائی دستمایہ دارد و در یکچہ از

لہ اکبر نامہ فیضی سرہندی (ایلیٹ ۶: ۱۳۰)



نزہت گاہ معنی بروکشاہ، و با ظاہر آبادی عمارت باطن می سگالد،

امین رازی لکھتا ہے : بین الاقران ازبی نظیران زمان است ..... و پس  
از دریغ آن دولت ( یعنی طواف بیت اللہ ) ..... احوال خود را از غبار مہیات  
بزلال طاعات و عبادات فرو شسته از ملازمت استعفا خواست الحال بغیر از اذخار  
مثنوبات اخروی ہوسی در سر و مطلبی در خاطر ندارد ..... و اشعارش بحکم لطافت مدون  
گشتہ متداول،

بتلا لکھتا ہے : اشعار جواہر عیارش بر زبانہا مذکور و در آبدارش آویزہ گوش  
ہوش نکتہ پردازان مسلم جمہور، کلامش مستعان را بی اختیار از خویش می برد و بر  
جراحت دل دردمندان نمک اضطراب می ریزد، میرزا صایب با وجود این ہمہ کمالات  
ظاہر و باطن درستایش او گفته و الحق گوہر انصاف سفتہ سے

صایب چه مجال است شوی همچو نظیری عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را  
( مگر دیکھو خزائنہ ص ۲۳۶ )

مخزن الغرایب میں ہے : وی طرز بابا قعانی را اختیار نموده و آن رویہ را بحد  
کمال رسانیدہ، کلامش نہایت رقیق بہ پختگی و برشتگی واقع شدہ، ہرچہ از عذوبت  
و نزاکت و لطافت و روانی گوئید دارد،

خوشگو نے اسکو محشری خوانساری کا شاگرد بتایا ہے، سر و آزاد ( ص ۲۴ ) میں

۱۵۔ سرخوش اور سندیلوی نے لکھا ہے کہ اسی زمانے میں ایک اور شخص نے نظیری  
تخلص کیا تو اسے دس ہزار روپیہ اسکو دیا اور قرار پایا کہ وہ نظیر تخلص کرے سرخوش  
کے لفظ یہ ہیں : آخر قرار برین افتاد کہ نظیری نیشاپوری صاحب مال است دہ ہزار  
روپیہ موافق عدد یا این نظیری مفلس و بد کہ یارا دور کردہ نظیر برای خود نگاہ دارد،



بحوالہ گلزار ابرار لکھا ہے کہ نظیری حاجی - درویش طبیعت صوفی صورت، مہذب الاخلاق تھا۔ آخری عمر میں صوفیوں کی طرز میں شعر کہے - مصنف گلزار ابرار (شیخ غوثی مندی) سے عربی پڑھی اور عمر کے آخری بارہ سال احمد آباد میں گذارے - علوم دینی تحصیل کئے - اور تفسیر و حدیث کی تصحیح مولانا حسین جوہری وارہ سے کی اور ۲۳ سنہ میں فوت ہوا - خزانہ (صفحہ ۲۳) اور سرو آزاد میں یہ بھی ہے کہ جہانگیر نے ایک عمارت کا کتبہ اس سے لکھوایا اور تین ہزار بیگہ زمین انعام میں دی - نظیری کا بھائی مولانا شرف نیشاپوری جو موسیقی کا ماہر اور خاتمانان کا ملازم تھا - نظیری کا بیٹا قیدی بھی باپ کے ساتھ ہندوستان میں آیا - مگر کچھ عرصہ کے بعد وطن کو واپس گیا - اور جب دوبارہ ہندوستان کو آیا تو راستے میں جہاز پر مر گیا - نظیری کے کلام کی خصوصیات شعر النعم ج ۳ صفحہ ۱۲۵ پر دیکھو -

صفحہ ۵۲۵ س ۱۰: ہدار الامان ہندوستان آمدہ الخ پر و فیسر براؤن نے لکھا ہے کہ نظیری نے اپنی عمر کے آخری تیس برس ہندوستان میں گذارے - نیز دیکھو شعر العجم ۳: ۱۳۷ جہاں سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ۹۹۲ کے قریب ہندوستان میں آیا -

صفحہ ۵۲۷ س ۹: بعد از سعادت زیارت الخ اثر رحیمی میں ہے کہ نظیری نے ۱۲ سنہ میں حج کیا - مگر دیکھو شعر العجم ۳: ۱۳۶ جہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اکبر کے بیٹے مراد کی وفات سے پہلے کا واقعہ ہے - (شاہ مراد بقول بلاکین ج ۳۹ صفحہ ۱۲۷ س ۵۳)

(بقیہ حاشیہ ۸۷) ۵ فرست بادی نمود ۲۲۳ نمبر ۳۶۲

(حاشیہ ۸۸) ۱ بلاکین صفحہ ۶۱۳ نوٹ ۳) ۵ تاریخ ادبیات ایران ۴: ۲۵۲

نیز دیکھو شعر العجم ۳: ۱۳۵، ۵۳، ۱۵۳ ج ۶ صفحہ ۹۷ پر ہے کہ مراد ۲۲ اردو بہشت ۲۳ اکبری کو فوت ہوا



صفحہ ۵۳۲ س ۲: علم بکوی ابد الخ عبد النبی خان نے ص ۵۳۱ س ۳ پر لکھا ہے کہ ۱۲۲ھ میں نظیری نے شکیبی کو خط لکھا اور وصول خط سے دس ماہ بعد فوت ہوا۔ اسلئے اغلب ہے کہ اس مادہ تاریخ میں جس سے ۱۲۱ھ برآمد ہوتا ہے ایک کی کمی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو کی کمی ہو اور سن وفات اس کا دراصل ۱۲۳ھ ہو جیسا آثار رحیمی میں ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے:

مؤلف نے (ص ۵۳۱ س ۵ پر) کہا ہے کہ چون روایات جہانگیری ..... در ۱۲۲ھ بجانب اجمیر نہضت فرمود کمترین نیز ..... بدان طرف روانہ شد" اور راستہ میں میرزا امان اللہ سے ملا اور پھر چند دن میں اجمیر پہنچ کر کچھ عرصہ کے بعد اسکا کتابدار مقرر ہوا۔ جہانگیر نے توزک (ص ۱۲۱ س ۵) میں لکھا ہے کہ وہ شعبان ۱۲۲ھ میں آگرہ سے چلا۔ اور شوال میں داخل اجمیر ہوا۔ اس حساب سے مولف کی کتاب داری "ابتدای ۱۲۲ھ" کا واقعہ نہیں ہو سکتی جیسا ص ۵۳۱ س ۲ میں لکھا ہے۔ بجز اسکے کہ وہ جہانگیر کے روانہ ہونے سے مہینوں پہلے چلا ہو۔ لیکن اگر وہ شروع محرم ۱۲۲ھ میں بھی کتاب دار ہو گیا ہو تب بھی شکیبی کی موت نظیری سے تین ماہ بعد اسی سن میں واقع نہیں ہو سکتی (دیکھو ص ۵۳۱ س ۱۶) جبکہ شکیبی کے خط وصول ہونے سے دس ماہ بعد نظیری فوت ہوا ہو، پس اگر عبد النبی خان کی ملازمت شعبان ۱۲۲ھ کے بعد واقع ہوئی تو نظیری اور شکیبی دونوں ۱۲۳ھ میں فوت ہوئے (اس صورت میں ممکن ہے س ۱۵ کا 'دہ ماہ' 'دو ماہ' کی تصحیف ہو)

۱۵ دیکھو شعر الجہم ۳: ۱۴۱ 'ریو نے تاریخ وفات نظیری ۱۰۲۲ یا ۱۰۲۳ بتائی ہے -  
 ۱۶ مینخانہ ص ۵۴ س ۱ و ص ۵۰۶ س ۱۸ ۱۷ دیکھو مینخانہ ص ۲۳۸ جہاں شکیبی کی تاریخ وفات ۱۲۲ھ دی ہے گو اور لوگوں نے یہ واقعہ ۱۰۲۳ کا بتایا ہے :



## ۲۔ شراری ہمدانی

صفحہ ۵۳۳ س ۱۶ : ہرگز خبث کسی ہنی کرد ظاہر مراد یہ کہ کسی کی غیبت نہ کرتا تھا۔ مخزن الغرایب میں نظام دست غیب کی ایک رباعی دی ہے۔  
 آن خواجہ کہ خبث مروش پیشہ بود      ہجوش نہ کنم کہ تنگ اندیشہ بود  
 پیدا است ز چشم سبز او عکس سبل      مانندہ عقربی کہ در شیشہ بود

صفحہ ۵۳۴ س ۳ : دکن ثلثہ احوال اسدیگ میں دکن کے یہ چار صوبہ شمار ہوئے ہیں : بیجا پور ، گوکنڈہ ، بیدر اور کرناٹک ( ایلیٹ ۶ : ۱۶۷ )

## ۳۔ حیاتی گیلانی

صفحہ ۵۳۵ س ۶ : نشر عشق میں ہے : اکثر کسب تجارت می کرد در اقامت گیلان  
 میلی اصفہانی کہ از شعرای خوش کلام است درستی شمشیری بدو حوالہ کرد و مولانا لکنا  
 مجروح شد بعد صحت بمواخذہ نہ پرداخت بعد چندی بوطن آمدہ بساحت ہند پرداخت  
 ————— س ۷ : آن منتخب امثال و اقران الخ : ابوالفضل نے حیاتی کو یوں سراہا  
 ہے :- از غریبار معنی جوئی بہ بنگاہ او گذرد ، درستی و راستی از پیشانی او پیدا و سعاد  
 با حقیقت ہمدوش دارد ، ولختی از خوی شاعران بر کنارہ ، بدایونی ( ۳ : ۲۱۹ ) نے بھی  
 اسکی تعریف کی ہے اور لکھا ہے :- از یاران دردمند و در اقسام شعر متشی  
 اگرچہ از مادہ علمی غاری ست اما جدوجہد و فہمی درست دارد و منصف است



ہفت اقلیم میں ہے : بلطف طبع و شگفتگی خاطر و وسعت مشرب و گرمی ہنگام موصوف  
 بودہ ، از نیکو طبعان آن شہر و مکان است ، منتخب الاشعار میں ہے : از شعرا  
 صاحب طرز بودہ ، مخزن الغرائب میں ہے : شاعر شیرین زبان خوش صحبت فصیح  
 البیان بود

صفحہ ۵۳۶ س ۸ : باز رکشید خزانہ میں ترجمہ حیاتی گیلانی کے متصل بعد حیاتی  
 کاشی کا ترجمہ دیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ <sup>۱۸۸۵ء</sup> میں حیاتی کاشی نے تعلق نامہ مکمل کیا  
 جو جہانگیر کو پسند آیا ۔ حکم ہوا کہ اسکو زر سرخ و سپید کے ساتھ ٹولا جائے ۔ سعید ای  
 گیلانی نے تاریخ کہی ۔ اسکے بعد لکھا ہے کہ خان آرزو کو حیاتی گیلانی اور حیاتی کاشی میں  
 مقابلہ ہوا ہے ۔ مگر صاحب میخانہ چونکہ حیاتی گیلانی کا معاصر ہے اور اس سے ملا ہے  
 اسکا یہ بیان کہ حیاتی گیلانی کو سونے کے ساتھ ٹولا گیا ۔ قابل تسلیم ہے ۔ خصوصاً جب کہ  
 صاحب خزانہ نے اپنا ماخذ نہیں بتایا ۔

خزانہ کا ملخص فرست بادی میں دیا ہے ۔ اس سے ممکن تھا کہ مطبعہ نسخہ کے اندر ج سن  
 وفات حیاتی کی تائید یا تردید ہو سکتی ، مگر سورا اتفاق سے ایسے نے ترجمہ حیاتی گیلانی  
 (عمود ۲۵۷ نمبر ۳۳) میں تاریخ وفات اسکی ۱۰۳۶ درج کی ہے اور لکھا ہے کہ  
 وہ دہلی میں مرا مگر یہ در اصل خاں خاں کی تاریخ وفات ہے اور وہ دہلی میں مرا  
 تھا نہ کہ حیاتی ۔ خزانہ میں ترجمہ حیاتی کے آخر میں خاں خاں کی نسبت یہ باتیں مذکور ہیں  
 لیکن ایسے نے غلطی سے ان باتوں کو حیاتی سے متعلق سمجھ کر درج کر دیا ہے ۔

جہانگیر نے لکھا ہے کہ ذی قعدہ ۱۸۸۵ء میں ملا حیاتی خاں کو میرا زبانی پیغام  
 کر واپس آیا ۔ اور کچھ جواہرات لایا (ترجمہ توڑک ج ۱ ص ۱۶) ، گمان ہوتا ہے کہ شاید  
 حیاتی گیلانی ہی مراد ہو مگر خزانہ نے شک میں ڈال دیا ہے ۔



## ۴۔ موزون الملک

صفحہ ۵۳۷ س ۹ : ملاطفی کا حال ہفت اقلیم میں بذیل تبریز دیا ہے۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ اسکے باپ کا نام مولانا عرفی کمانگر تھا اور لطفی "بالطف طبع ہموار نکات شیریں و حکایت (کذا) رنگین و کلمات ہزل آمیز و سخنان فرح انگیز بر لوح بیان می نگاردا" و رنگ کدورت و غبار کلفت از خاطر حاجی زداید"۔ پھر لکھا ہے کہ وہ مدتوں سے ہندوستان میں ہے اور آجکل زرین خان کو کلتاش مکے پاس ہے۔

## ۵۔ قدسی

صفحہ ۵۳۹ س ۵ : نشر عشق میں ہے کہ قدسی شاہجہان کے عہد میں دہلی آکر باریا ملازمت سلطانی گردیدہ بزمۃ منشیان درآمد — س ۷ : درین جزو زمان کسی از شعرا می آن بلده الخ مورخوں اور اصحاب تذکرہ نے قدسی کے کلام کے متعلق جو رائے دی ہے اسکا اندازہ ذیل کی عبارتوں سے ہوگا۔

شاہجہان تامہ عنایت خان آشتا میں بذیل وقایع ربیع الثانی ۱۰۲۲ھ لکھا ہے : حاجی محمد مشہدی قدسی تخلص کہ در سخنوران عراق و خراسان بحدوت فطرت و رسائی طبیعت و سلاست کلام و یافتن معنایں پیکر امتیاز تمام دارد از مشہد مقدس روی امید باین آستان دولت نشان آورده بملازمت مستعد گشت و قصیدہ رہ آوردی کہ گفتہ بود بعرض رسانید و بعنایت خلعت و انعام دو ہزار روپیہ کامیاب گشتہ در سلک مداحان انتظام یافت

مرآۃ الخیال میں ہے : بدستی طبع و رسائی فکر و درسخن سرائی بی نظیر وقت و



در معنی آفرینی ممتاز روزگار خود بود،

تذکرہ سرخوش میں ہے: سخنور صاحب قدرت بوده در قصیدہ گوئی و غزل پردازی گوی بلاغت از اقران ربوده، ظفر نامہ شاہجہان با حسن وجہ و طرز دلخواہ بہ فصاحت و بلاغت تمام ادا کردہ،

صاحب مرآۃ آفتاب نما نے بھی یہی مضمون لیل کے لفظوں میں ادا کیا ہے: قصیدہ و مثنوی و غزلیات دلیل قدرت سخن و لیت، مگر صاحب خزائنہ عامرہ کو اس سے اتفاق نہیں وہ کہتا ہے: قصیدہ و مثنوی او بمعراج بلاغت صعود نمودہ، غزل بان مرتبہ نیست، پھر لکھتا ہے ”قدسی تشبیب قصیدہ را مثل غزل اکثر پریشان می گوید این خود مفاہقہ ندارد لکن گاہی ..... دفعۃً از تشبیب بر سر مدح می آید ..... بر طبیعت بسیار ناگوار است“ مبتلا کہتا ہے: در سخنوری یگانہ آفاق و در معنی گتری در عالم طاق، اور صاحب مخزن الغرایب: علم خوشخیالی و لموای شیرین مقالی بر افراختہ، از اقران او کسی ہمسری و ہمسنکی با وی نداشته،

طاہر نصر آبادی (منقول در ہفت آسمان ص ۱۳۳) نے اسکو ”قدسی خلقت مردم طینت لکھا ہے اور صاحب آتشکدہ (۸۳) نے بھی کم و بیش انہی الفاظ کو دہرایا ہے

## ۴۔ رونقی ہمدانی

صفحہ ۵۴ س ۷: رونقی ہمدانی الخ نثر عشق میں ہے: از عشقہ اختر یزدی و ابو طالب کلیم است بہ ہندوستان آمد و در ۲۱۰۰ بعراق مراجعت کرد در موسیقی صاحب کمال است، بار دیگر در ہندوستان آمد و بعد از مدتی سہانجام در گذشت، او پر مذکور ہوا ہے کہ عرفی کی ہڈیاں صابر اصفہانی نے ۲۱۰۰ میں لاہور سے بحف پہنچائیں،



اسوقت ملا روتقی نے تاریخ کہی :-

رقم زد از پی تاریخ روتقی کلکم

بکاوش مرثہ از ہند تا نجف آمد

(خزانہ ص ۳۰۹)

## ۷۔ شاہ نظربیک

صفحہ ۵۴۳ س ۸ : تولد آن مجموعہ ہنز الخ نشر عشق میں ہے : از مشایخ  
قمشہ من اعمال اصفہان بودہ است با ابو طالب کلیم بسیار رابطہ و اخت و داشت  
ور ہنگام سلطنت شاہ جہان پادشاہ بہتہ افتاد ۔ وضع این دیار ناخوش شدہ پیادہ  
با صفہان مراجعت کرد

صفحہ ۵۴۴ س ۳ : میرزا ایرج اسکا مفصل حال دیکھو بلا کمین ص ۴۹۱ و ص ۳۳۹  
پر وہ ۲۸ سالہ میں فوت ہوا ۔ س ۴ : ملک عنبر اس حبشی غلام کا جو قابلیت میں  
بے مثل تھا مفصل حال دیکھو اقبال نامہ جہانگیری ( ایلٹ ۶ : ۴۲۸ ) میں وہ اپنی عمر  
کے اسیویں سال میں ۳۵ سالہ میں فوت ہوا ۔

## ۸۔ نادم گیلانی

صفحہ ۵۴۶ س ۷ : سید اشرف عالم آرای ص ۶۰۵ میں اس قصہ کا نام  
اشرف دیا ہے اور اسکا ذکر یوں کیا " قصہ شریف اشرف از قصبات  
مازندران کہ بولایت پنجہزار موسوم و بدارالمومنین است آباد اقرب و فی الحقیقت بزمہ  
و خرمی اشرف اکثہ آن ولایت است " ۳۸ سالہ میں شاہ عباس نے اپنے رہنے کے لئے  
اس میں عمارات عالی اور حمام و بیوتات و تالار بنوانے شروع کئے ۔ پھر کہتا ہے :



”چون آن مکان شریف را از جمیع جہات مسمای آسمش سمت ظہور دارد و قابل تربیت بود رفتہ رفتہ بتوجہات خاطر اشرف شرافتش افزود و باغات و بساتین جنت آیین مشتمل بر عمارات و حوضخانہا در کمال زیبائی و دلکشی تربیت یافتہ آبہای خوشگوار از کوه بلند بجایض کوثر آیین و ریاض ارم تزیین آوردہ قوارہا بقنون غریبہ و صنایع بدیعہ از میان ہر حوض . . . . . در فوزان است“ و چون اکثر اوقات زمان اقامت مازندران آن قصبہ لطیفہ مسکن شہر یار کا مگار است مقربان و ملازمان رکاب اقدس نیز منازل مرغوب عمارت نمودہ اند و اکنون آن قصبہ نیز شہری بزرگ و بمیان تربیت آن حضرت از بلاد مشہورہ است“

## ۱۰۔ حمید رخصالی

صفحہ ۵۵۰ س ۸ : نشر عشق میں اس کا نام میرزا حمید اور کتا بخاند بادی کے ایک جنگ (نمبر ۱۲۱) میں جہاں اسکے کچھ اشعار بھی ہیں حمید محمد رخصالی (دیکھو عمود ۷۳۹ نمبر ۸۸) اور ہمیشہ بہار میں (سپرنگر ص ۱۱۱ پر) محمد حمید ہروی رخصالی دیا ہے، نشر عشق میں یہ بھی ہے کہ آخر حال میں وہ شاہجہان کا ملازم ہو کر دیوان کشمیر بن گیا۔

## ۱۱۔ عطائی

صفحہ ۵۵۲ س ۱۲ : تذکرہ نشر عشق میں بذیل عطائی ہے : عبدالکریم نام برادر شیخ عبدالعزیز عزت است کہ از جونپور بود وی تخلص خود گا ہی معنوی ہم می کرد از مشاہیر شعر است حتی کہ مرزا صایب کلام اورا بہ سفینہ انتخابی خود داخل نمودہ، دیوان ضخیمی



یادگار خود گذاشت، پس جس تناقض کا ذکر حاشیہ میں ہے وہ رفع ہوا،

## ۱۲۔ اسدیگ

صفحہ ۵۵۴ س ۲: اسدیگ نشر عشق میں ہے: تا مدت معرکہ آرای سخنوری  
بودہ آخر بہ پیشرو خان مخاطب شد

صفحہ ۵۵۵ س ۱: بہ حجابت دکن الخ یعنی سفارت پر بھیجا، بداؤنی (۲۳:۲)  
لکھتا ہے: زمانیکہ (فیضی) بہ حجابت دکن رفتہ بود ..... در عرفینہ کہ بدرگاہ نوشتہ  
بود سفارش مرا نوشت

## ۱۳۔ محوی اردیلی

صفحہ ۵۵۶ س ۲: نشر عشق میں بدیل محوی اردیلی ہے: عبدالغنی نام تحصیل علوم  
وکسب فضایل در اصفہان نمودہ روی توجہ بہندوستان آوردہ بدکن رسید و بہ ہمان  
نزدیکی در سنہ یک ہزار و میت و پنج باطراف برہانپور فوت شد

## ۱۵۔ کیفی

صفحہ ۵۶۰ س ۱۱: کیفی: نشر عشق میں بھی اسے سیستانی لکھا ہے اور کہا ہے:  
اصلش از یہودان سیستان است، بشیر از رفتہ سعادت شرف اسلام دریافت



## ۱۴- انور الہوی

صفحہ ۵۹۲ س ۵: خوشگلو نے لکھا ہے: خالی از معنی نبوہ از دیوشی (دو خود گئے شنگی بہر مقام اٹھ لٹا پہچا بادشاہ را اعتقاد با وی بودہ در گذشت دیوان مختصری دارا شتر عشق میں بذیل انوری ہے: ملا نور محمد از موز و نان مستعد دار السلطنت لاہور بود و در شاعری مسلم الثبوت است، از شعرای عہد بہانگیری و شاہجہانی ست، ملا تقی اوحدی در تذکرہ عرفات مولفہ خود او را بسیار ستودہ و بلند پروازی او بیان نمودہ،

## ۱۷- محمود بیگ

صفحہ ۵۹۵ س ۱۴: در منزل دوم الخ نقشہ پر اجیر سے جمیل سامبر کا کنارہ ۲۰ میل معلوم ہوتا ہے اور شہر سامبر ۵۰ میل - سرکار نے انڈیا آف اورنگ زیب میں اجیر اور شہر سامبر کا فاصلہ ۳۲ ۱/۲ میل دیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۱ Cx) غرض متن کے لفظ 'دوم' کی صحت میں تامل ہے۔

## ۱۸- شرمی قزوینی

خوشگلو نے لکھا ہے: باوجود این تخلص نہایت شوخی داشتہ و با وصف شوخی و نہایت تقوی بودہ، آوردہ اندا و خیاط پسری بود، در بازار قزوین بحرفہ خیاطی پرداختی بعد ازان در عباس آباد صفہا نیز بہین امر اشتغال داشتہ و وی بسیار قصیر القامت بودہ.... صاحب سخن مسلم است اشعار بزبان رامندی نکین دارد، و اخیر در شیوہ غزل ترقی کرد،

## ۲۰- حرفی مصنف

صفحہ ۵۷۰ س ۷: در علم موسیقی الخ امین رازی نے بذیل قزوین لکھا ہے: مدرس در روش مصاحبت و گرمی ہنگامہ بنی انبازند و اکثر ایشان از علم موسیقی باخبرند و بی تملج آہنگ و حسن صوت نشینند چنانچہ شاعر گوید قطعہ

شاہ را باید کہ باشد چار صنف از چار شہر      تا بود ممتاز دایم بر سریر سروری  
از خراسان مطرب از قزوین انیس ہمزبان      از صفایان عامل از تبریز مولشگری



## تتمہ حواشی

صفحہ ۱۱ س ۵ : دیکھو حواشی ص ۳، خمسہ کے ایک نسخہ میں جو ۹۶۸ کی تحریر ہے۔ اور برٹش میوزیم میں موجود ہے (دیکھو ریو ص ۵۷) نظامی کی عمر والا مصرع یوں ہے۔ ع فرزون بود شش ماہ زشت و دو سال یعنی بجای  $\frac{۶۳}{۱۰}$  کے  $\frac{۶۲}{۱۰}$

صفحہ ۱۲ س ۳ : دیکھو حواشی ص ۴ س ۱۷، یہ شعر ابو نواس کا ہے (دیوان ابی نواس طبع مصر ۱۹۵۷ ص ۲۶۶ س ۲) صفحہ ۳۲ س ۴ : و چون النخ کذا در ہفت اقلیم — ح ۵، 'مرآة الخیال سے پہلے "ہفت اقلیم" پڑھو

صفحہ ۳۲ س ۱۳ : بیت و پنج سال کذا در ہفت اقلیم — س ۱۹ : بحضرت سلطان ہفت اقلیم میں بجاکم آن شہر ہے۔

صفحہ ۳۳ س ۱۹، ص ۴۶ س ۱۲ : کذا در ہفت اقلیم

صفحہ ۴۷ س ۱ : ۶۸۸ ہفت اقلیم میں ہے : ۶۸۸ یا ۷۰۷ — ح ۴ : صاحب ہفت اقلیم کا بیان بھی نفحات کے مطابق ہے۔

صفحہ ۴۸ ح ۲ و ۳ : ص ۴۹ ح ۳ : افزودہ (بجای ایذا کردہ پڑھو) صفحہ ۵۹ س ۱۶ : استماع پڑھو۔

صفحہ ۶۰ س ۲۰ : قولہ خسرو النخ دیکھو حواشی ص ۷ سطر آخر نشہ عشق میں ہے :

بعضی می گویند کہ امیر خسرو در سن طفولیت ہمراہ والد ماجد خویش در ہند آمد و بعضی گویند در سفر ہند بشکم مادر بود و نزد علی قلی خان والدہ داغستانی قول اول راجع است پھر لکھا ہے کہ بقول صاحب اخبار الاخیار خسرو پٹیالی میں کہ توابع آگرہ سے ہے متولد

ہوا۔



صفحہ ۶۱ س ۸ : بعد از مدتی الخ اکثر کے نزدیک خسرو کی عمر اسوقت، برس کی بتی - اور بقول فرشتہ ۹ برس کی (نشر عشق) — س ۲۰ : محمد جون دیکھو حواشی ص ۹ س ۲ : نشر عشق میں غرۃ الکمال کی عبارت ذیل نقل کی ہے : دران کانون بلا مرا نیز رشتہ کفار گلو گیر شد ' اما چون خدای تعالیٰ رشتہ عمرم دراز کرده بود - خلاصی یافتم و از شاہراہ ہرات بدارالاسلام آمدہ زیر قدم مادر بہشتی شدم ... و چند گاہ بدیدار عزیز مادر و عزیزان دیگر در قلعہ مومن پور عرف پٹیالی بر لب آب گنگ روزگاری خنک می کردم

صفحہ ۶۲ س ۱۶ : آذری دیکھو حواشی ص ۱۲ : آذری کی کتاب کا نام فرست بادل (نمبر ۲۰۲) میں بھی غرائب الدنیا ہے - قزوینی کی عجائب المخلوقات اور اسی قسم کے اور مواد کو آذری نے اسمیں نظم کر دیا ہے -

صفحہ ۶۵ س ۱۴ : ودیعت حیات الخ نشر عشق میں ہے کہ امیر خسرو کا لڑکا ملک احمد فیروز شاہ کے دربار میں مقرب تھا - " طبع موزون داشت و کتر تلاش نظم ہم می ساخت الا کلام او شہرت ندارد ' اکثر بر کلام متقدمین ایراد می نمود و دخل بجا (کذا) می کرد،

صفحہ ۶۷ ح ۱ : آس کی بجای اس پڑھو،

صفحہ ۸۳ س ۷ : ابوالحق کی بجای ابوالسختی پڑھو — س ۱۲ : شاہ شجاع کی نسبت لب التوارخ قزوینی میں ہے : بلطف طبع و حسن خلق و وفور فضل و ادب و علیہ تواضع و کمال مکرمت و فرط جود و شیوہ شجاعت موصوف بود ' در نہ سألگی (در حفظ کلام اللہ) بعد از ان بکسب دیگر فضائل و کمالات کو مشیدہ بر قاضی عند کہ مصنف کتاب موافقت است تلمذہ کردہ در علم و دانش بدرجہ رسیدہ بود کہ علمای کبار چون بچلس اوراہ می یافتند از لطایف خاطرش مستفید و بہرہ مند می گشتند قوت حافظہ اش بشارت بود کہ بہت بہشت بیت عربی بیک شنیدن یاد می گرفت اشعار فارسی و عربی خوب بیاد دارد،



ص ۸۴ س ۴ : دیکھو حاشی ص ۱۱، میراجی قزوینی کی لب التوا سچ کی ورق گردانی کے باوجود کوئی ذکر خواجہ حافظ کے شہر کا نظر نہیں آیا  
صفحہ ۹۰ خ ۱ : بجای ایضاً بروک ہاؤس نمبر ۶۸۶ پڑھو،  
صفحہ ۹۳ س ۴ : العلماء پڑھو

صفحہ ۹۵ س ۱۶ : (و) تحفہ پڑھو

صفحہ ۱۰۴ س ۱۰ : زراعت پڑھو — س ۱۳ : سلسلہ کیرویہ یعنی

وہ سلسلہ جو شیخ نجم الدین کبری (المتوفی ۶۱۸) کی طرف منسوب ہے دیکھو خزینۃ الاصفیاء (لاہور  
۱۲۸۴ھ) ص ۹۱۳ س ۴

صفحہ ۱۲۵ س ۹ : بود الخ کیا یہ 'برد ..... آبرو' کی تصحیف ہے ؟

صفحہ ۱۲۸ : بقیہ حاشیہ ص ۱۲ کے بعد لہ کو لہ پڑھو اور لہ کو لہ

صفحہ ۱۴۱ س ۱۲ : مرآة آفتاب میں ہے : فاضل و مورخ و ریاضی دان بود، در  
خدمت مرزا الخ بیگ مختار بود

صفحہ ۱۴۴ س ۱۵ : گونا بادی پڑھو

صفحہ ۱۵۰ س ۱۵ : مصراع ثانی شاید یوں ہے : کہ در ملت شیخ باشد حرام —

س ۱۶ : آن سرور الخ شاہ طہاسب صفوی مراد ہے جس کے نام پر یہ  
ساتی نامہ لکھا گیا۔

صفحہ ۱۵۲ س ۱ : لہ کی بجای لہ پڑھو — س ۱۳ : مرآة آفتاب نامی

ہے۔ کہ وہ شرف الدین علی یزدی کا شاگرد ہے۔ (یہ غلط ہے) پھر کہتا ہے : موجد

طرز بود — س ۱۷ : لہ کی بجای لہ بناؤ — حاشیہ یوں چاہئے :  
لہ در سہ ندارد لہ سہ : لب

صفحہ ۱۵۳ س ۸ : نشر عشق میں وحشی کا نام کمال الدین دیا ہے۔ اور اسکو غلط

طور پر شرف الدین علی یزدی کا شاگرد بتایا ہے۔ اسکی شاعری کی نسبت کہا ہے :

در اقسام شاعری صاحب طرز جدید است، روش سہل ممتنع اختیار کردہ بود، دیگر ان



تبع اد کر دند در اقسام شاعری استاد مسلم الثبوت گفته اند و در وادی غزل گوئی و مثنوی نویسی کسی را با او بمال ہمزبانی نبود،

صفحہ ۱۵۶ س ۱۴: از راہ پڑھو (بجای ز راہ) — س ۱۶: رگدز پڑھو (بجای رگدز)

صفحہ ۱۵۸ س ۴: ”ہم این را وہم آن را“ پڑھو

صفحہ ۱۶۰ س ۲: تاغیر (بجای باغیر) پڑھو

صفحہ ۱۶۱ س ۵: کوخضر پڑھو (بجای گونخضر)

صفحہ ۱۶۲ س ۷: فصیحی الخ دیکھو حواشی کا حصہ ۲، خوشگو نکھتا ہے: بہ علو

شان و رفعت مکان و طلاقت بیان در عراق و خراسان بی نظیر بود و باین ہمہ از اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ نصیبہ وافی داشت . . . . . اگرچہ اکثر معاصران مثل میرزا

غلی میلی و ولی دشت بیاضی با وی می پیمیدند و او را بخامی طبیعت و نقعان فطرت

منسوب ساختند . . . . . اما امیر تقی الدین محمد تذکرہ نویس کاشی در احوال وی و ہر

دو بزرگ تمیز و تفرقہ کردہ کہ خواجہ شنائی در مثنوی و قصیدہ بر ایشان چرب است،

بلکہ مناسبت گنجایش ندارد و آنہا در غزل مسابقت دارند — س ۱۰:

پدرش الخ دیکھو حواشی کا حصہ ۲ خوشگو کہتا ہے: خود (ثنائی) از آغاز احوال در

دیباچہ دیوان مرقوم ساختہ چنین گوید: — حسین بن غیاث الدین محمد مشہدی المشہر بہ ثنائی

الخ — س ۱۱: بہ تحقیق پیوستہ . . . . . تا حصہ ۱۶۳ س ۱۰، سفینہ نے

اصل عبارت و دیباچہ دیوان ثنائی سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

عبد البنی خان نے یہ تمام مضمون باندک تغیر عبارت اس دیباچہ سے لیا ہے،

صفحہ ۱۶۳ س ۱۵: مسند (بجای سند) پڑھو

صفحہ ۱۶۵ س ۸: بسعادت بندگی الخ خوشگو نے لکھا ہے کہ ثنائی



منصبداران اکبر شاہی میں داخل تو ہوا مگر یہ منصب اسکے حسب دلخواہ نہ تھا آخر حکیم ابوالفتح گیلانی کی مصاحبت اختیار کی۔ مدح کی اور صلے اور شہرت پائی۔ پھر خان خانان کی مدح کی اور مطلب پایا۔ یہاں تک کہ دوسروں کی صحبت اور مدح سے بے نیاز ہو گیا ۹۹۶ میں فوت ہوا اور لاہور ہی میں دفن ہوا۔ میرزا باقر ولد میر عرب شاہ مشہدی نے کہ اسکا خانوادہ بھائی تھا۔ اسکی لاش کو لیجا کر مشہد میں دفن کیا۔

حاشیہ کی س ۲: صاحب نفایس المآثر پڑھو (بجای صاحب فرست بانکی پور)

صفحہ ۱۷۵ س ۱۰: بتحقیق پیوستہ الخ دیکھو حواشی کا ۳۷ سطر آخر خوشگو کہتا ہے کہ دیوان اول کو عرفی نے ۹۹۶ میں مرتب کیا پھر دیوانی دیگر مرتبہ خواجه حافظ شیرازی می گفت کہ عازم ملک فنا گردید ..... و در ہنگام نزع مسودات اشعار خود را بہ کتابخانہ نواب خانخانان فرستاد کہ مرتب و مدون سازند تا بموجب فرمودہ سپہ سالاری بحسن سعی سراجا اصفہانی ۱۴۰۰۰۰ ہزار بیت و بقول صاحب طبقات شاہجہانی ہزار بیت فراہم شد و کلمہ ترتیب [ادادہ] تاریخ ترتیب کلیات او یافتند مگر نثر عشق میں ایک اویسی قصہ دیا ہے۔ اور وہ اسکے لفظوں میں اس طرح سے ہے: تا ظم تبریزی آوردہ کہ عرفی وقت مفارقت خود از دنیا کلام نظم خود را کہ تا آن وقت بی ترتیب بود بہ خان خانان سپرد و آن مسودات بکتب خانہ آن امیر تا دیر از نظر مردم مستور بود این دیوان اول است کہ اشتہار تمام دارد در سئہ یک ہزار و سی و سہ خان خانان آن کان جواہر را ببحرری سپرد کہ دیوانی منتظم سازد و آن کس از نواب مرحوم در آن ایام رنجشہ داشت مسودات مذکور را باخود باخود بردہ راہی شد و ہم ادگوید کہ فقیر در بندر مخا اورا دیدہ مسودات عرفی را بہر قسمی کہ شد از وی گرفتہ ترتیب دادم تمامی ابیاتش پانزدہ ہزار

۱۷ خان خانان سئہ میں فوت ہوا \*



بیت بودہ باشد ہمہ یامزہ بود

صفحہ ۱۷۷ س ۵: صلمہ لایقی الخ نشر عشق میں ہے کہ خانخانان نے عرفی کے ساتھ نادیدہ اس قدر سلوک کیا کہ دوسرے کا محتاج نہ رہا "و پس ازان برزمرہ نشان سلطانی در آمد"

صفحہ ۱۸۱ س ۲: دیکھو حواشی کا ص ۷۵ سفینہ خوشگو میں ہے کہ عرفی لاہور میں مرا اور میر حبیب اللہ کے مقبرے میں امانت کے طور پر دفن ہوا۔ میر صابر اصغمانی نے کہ مستعد موزون تھا اور نواب غیاث بیگ طہرانی عرف اعتماد الدولہ کا وزیر تھا۔ تیس ہلالی سالوں کے بعد ایک قلندر کو عرفی کی ہڈیاں دیں اور کچھ روپیہ عنایت کیا کہ ان ہڈیوں کو نجف پہنچاؤ۔ اس نے اپنے کندھے پر لاد کر پا پیادہ پہلے مشہد میں لیجا کر دو ماہ کیلئے دفن کر دیں پھر اکھاڑ کر نجف میں پہنچا دیں، رشیدای کاشی جو اس وقت سید حسین نقیب النقبای نجف کی خدمت میں تھا کہتا ہے کہ عرفی کی وفات سے تیس ہلالی سال گزرے تھے۔ کہ میں نے حصار نجف کے باہر اس زمین میں جسے بحیرہ کہتے ہیں اور اکثر علمائے امامیہ کے قول کے مطابق صحرائے محشر وہیں ہوگا۔ دیوار حصار نجف اور مقام صاحب الزمان مہدی کے درمیان وہ ہڈیاں دفن کر دیں۔ سید حسین نے جشن کیا اور خیرات تقسیم کی۔ اور اسکی قبر پر عمارت بنانے کا ارادہ کیا۔ ملا روفقی ہمدانی نے اسی موقع پر قطعہ کا خوشگو نے عرفی کی شاعری کے متعلق کہا ہے: ہر چند در قصیدہ گوئی استاد است اما با اعتقاد ناقص فقیر مولف غزلش بر قصیدہ چرب است پھر خان آرزو کی رائے دی ہے کہ: وی شاعر خوش مقطع است در غزل مقطع بقصد خوب ترمی گوید تا بر زبانہا آید

صفحہ ۱۸۳ س ۹: ساتی نامہ دیوان اثر کے ایک قلمی نسخہ کے آخر میں جو

لے یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے



اور آخر ۱۲۹۳ میں نقل ہوا (اور جیسا نام ہم سب رکھتے ہیں) ساقی نامہ غنی بھی موجود ہے۔ ساقی نامہ کے اشعار کی تعداد وہاں ۱۰۷ ہے بظاہر صاحب میخانہ نے ۱۷ شعر شروع سے اور ۳۶ شعر آخر سے حذف کر دیے ہیں۔ درمیان میں بھی بعض بعض جگہ سے کچھ اشعار چھوڑ دیے ہیں۔ اور ان کے ہاں ترتیب بھی کچھ مختلف ہے۔ یعنی صفحہ ۱۸۵ س ۱۱ کے بعد دو شعر چھوڑ گئے ہیں۔ ۱۳ میں سطر ۱۲ اور ۱۵ ہے، پھر آئیں دو شعر چھوڑے ہیں۔ اسکے بعد س ۱۶ ہے۔ آئیں س ۱۳ و ۱۴ کو آخر میں منتقل کیا گیا ہے اور صفحہ ۱۸۵ س ۸ کے بعد ایک شعر چھوڑ دیا گیا ہے۔ س ۱۱ کے آئیں بعد وہ شعر ہے جو آئیں بھی ہے پھر ایک شعر چھوڑ کر صفحہ ۱۸۵ کا شعر ۱۳ و ۱۴ ہے۔

اختلافات تین بھی درج ذیل ہیں :-

س ۱۱۲ : جام سوز (بجای خام سوز) — س ۱۱۳ : برق از پی (بجای زلفی زلفی) — خمیازہ گیر در (بجای خمیازہ گیر در) — س ۱۱۵ : خوشا من (بجای خوشامی) — س ۱۱۶ : بمن در زن ای پیکر سیم ناب — س ۱۱۸ : مگیر (بجای مگیر) — س ۱۱۹ : کوثر (بجای گوہر)

صفحہ ۱۸۴ س ۱۲ : بوی (بجای جگر) — س ۱۲۰ : پیچودی (بجای سجدہ) — س ۱۲۳ : بیندیش (بجای میندیش) — س ۱۲۶ : روشن بر آزند (بجای روشن ترش کرد) — س ۱۲۸ : باوی کنم (بجای تا من گہ) — کعبہ و دیر (بجای کعبہ دیر)

صفحہ ۱۸۵ س ۳ : بدوش و (بجای بدورت) — س ۴ : ہرموی من (بجای ہر تو بہ ام) — س ۶ : بخوشد (بجای بخوشد) — س ۱۱ : حاشیہ ۲ کے شعر کا مصرع ثانی یوں ہے :- کزو سامری گشتہ تلخا بہ نوش — س ۱۲ : عشق (بجای دل) در ہر دو مصرع — س ۱۳ : پروانہ نیم سوزیم مست (بجای



پروانہ الخ )

صفحہ ۱۸۶ س ۱۷: بدار المومنین قزوين الخ قزوين کو شاہ طہاسپ صفوی نے اپنی حکومت کے آخری حصے میں دار الخلافہ بنا کر بیس سال مسلسل وہاں قیام رکھا۔ اور یہی حیثیت اس شہر کو مستثنیٰ تک حاصل رہی۔ اس سن میں شاہ عباس نے اصفہان کو دار الخلافہ بنا لیا (عالم آرای ص ۸۵ و ص ۳۷۲)

صفحہ ۱۹۴ س ۱۲: ناگاہ الخ نثر عشق میں ہے کہ فیضی اسوقت بیس سال کا تھا،

صفحہ ۱۹۵ س ۱: جملہ پڑھو (بجای حملہ) — س ۱۰: دیکھو حواشی کا صفحہ خوشگو نے ذیل کا قطعہ فیضی کا دیا ہے قطعہ

دو سال و پنج پیش پدر (کافزین برد) تحصیل کردہ ام ز علوم مقسری

دو چراغ خوزہ شب آوردہ ام برفرد معذورم ارکاند داغ مرا تری

صفحہ ۱۹۷ س ۸: نثر عشق میں ہے کہ مروّجہ دیوان میں قریباً ہزار بیت ہیں۔

صفحہ ۲۰۱ س ۱۲: بدار العیش کشمیر الخ دیکھو حواشی کا صفحہ ۵، خوشگو نے صرف یہ

لکھا ہے کہ میر حسین کفری کے ساتھ نوعی ہندوستان آکر "در لاہور بخدمت سید ضیاء الدین

مرزا یوسف خان مشہدی پیوست و مدتی از زحمت و رنج راہ بر آسود و با میر حسین کفری

در لاہور بعین بی قیدی و لا ابالی گری بسر برد، سفینہ ہی میں صاحب مآثر رحیمی کا قول

دیا ہے۔ جو نوعی کا معاصر اور ہم نشین تھا کہ: وی در تازہ گویان این زمان ممتاز و

مستثنیٰ است اگرچہ بعضی از مستعدان سخنان او را اشتہر گری می دانند و می گویند کہ خشک

و تر در اشعارش بسیار واقع است اما با اعتقاد ہما تم کہ میر عبدالباقی باشند درین

زمان بی نظیر و بی مثال است و الحق استاد فن (د) صاحب طرز خاص خود است ہنوز

دیوان قصاید و غزل ترتیب نداده بود کہ بتاریخ ۱۱۱۵ در برہانپور و دیلت حیات سپرد



و ہاں بجا مدفون گردید، نوعی کے ساتی نامہ کے بہت سے اشعار بھی خوشگو نے نقل کئے ہیں۔ مقابلہ کرنے سے بعض اختلافات متن معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں۔  
صفحہ ۲۰۲ س ۱۶ : (لا بجای توئی) ،

صفحہ ۲۰۳ س ۴ : افش گر — صفحہ ۲۰۴ س ۶ : برم (بجای سرم)

صفحہ ۲۰۵ س ۱۳ : بادگرد — صفحہ ۲۰۶ س ۱۲ : ستانم —

س ۵ : نادیدہ (بجای تابردہ) ،

صفحہ ۲۰۶ س ۱۶ : ای جانشین (بجای آن الخ) — زراحت خسی ر

بجای زراہش بسی) — س ۱۸ : کف دست چون غنچہ از آستین —

س ۱۹ : بآن دست و ساغر الخ ،

صفحہ ۲۰۷ س ۳ : پیروانہ بام ادست — س ۱۰ : سینہ (بجای شیشہ)

صفحہ ۲۰۸ س ۹ : در دل فرس (بجای در گل الخ) — چو زر زاد از خاک الخ

— س ۱۵ : بشب (بجای شدہ) — س ۱۷ : بادل (بجای تادل) ،

صفحہ ۲۱۰ س ۹ : بگردان زردہ الخ ،

صفحہ ۲۱۷ س ۹ : دیکھو خواشی صفحہ ۲۱۷ س ۲ : ایشیا تک سوسائٹی کا نسخہ منگو کر دیکھا

گیا ، وہ کلیات غیاثا کا نہیں بلکہ کسی اور منصف کا ہے جو بارہویں صدی کا شاعر ہے۔

اور حقی المذہب ہے اور نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ کا مداح ۔ اس نسخہ میں جو

۱۱۳۳ کی تحریر ہے ۔ ایک قطعہ اور ایک قصیدہ میں شاعر نے نواب موصوف کے ہاتھوں

سکھوں کے ۱۱۲۷ میں شکست کھانے کا ذکر کیا ہے ،

صفحہ ۲۳۶ س ۲ : خوشگو کہتا ہے : صدارت سرکار (یعنی خاں خانان) نیز باو

متعلق بود و عہدہ سرداری خاص صمیمہ آن قدر و منزلت کہ او در جناب نواب داشتہ

از مذاہان پیش ممدوح کم کسی یافتہ باشد — س ۱۰ : بہند و کن الخ مگر سفینہ



میں ہے کہ عدن سے "خاسر و غایبہ" بہ بندر مبارک سورت کہ در تیول نواب بود خود را انداخت

صفحہ ۲۳۸ س ۸ : حواشی کے ص ۵۵ س ۴ میں "دیکھو حاشیہ ص ۵۲ س ۲ پر چلے  
(بجای ص ۵۳ س ۱۶ پر)

صفحہ ۲۴۵ س ۳ : در خوش نویسی الخ خوشگو لکھتا ہے کہ صحیفی خط ثالث خوب لکھتا تھا ' اسکا لڑکا میر غازی اسیری اکبر بادشاہ کی فوج میں ملازم تھا ' صفحہ ۲۴۹ س ۱۰ : دیکھو حواشی کا صفحہ ۵۵ خوشگو نے لکھا ہے کہ اکبر نے اس کو فراغی تخلص دیا مگر : چون بر رای جهان آرای ظاہر شد کہ تخلص ستیج را بہتر از فراغی می داند و بنا بر پاس حکم فراغی می آرد اورا بہ بر طرف ساختن فراغی و مقرر نمودن ستیج مختار ساختند بمقتضای خواہش خود ستیج اختیار نمود

صفحہ ۲۵۰ س ۱۰ : گویند کہ در راہ الخ خوشگو کہتا ہے کہ سفر حجاز میں دو لاکھ روپیہ کی اجناس نفیس ہندوستان کی اسکے ساتھ تھیں ۔ کیچ و مکران کے فوج میں کشتی ڈوب گئی اور سب مال قرآن سواحل کے ہاتھ آیا ۔ اور میر حیدر خود نیم جان ہو کر ہندوستان پہنچا ۔ اور دوبارہ حج کو گیا تو چار سال حرمین میں رہا ۔  
حاشیہ ۵ : خوشگو کہتا ہے کہ اکبر نے ستیج کو قید کر کے گجرات میں سورج سنگھ پسر راجہ مالدیو کے سپرد کیا جو ہندوستان کے زمینداران معتبر میں سے ہے ۔ مدت تک ستیج اسکے پاس قید رہا ۔ پھر راجہ کی سفارش سے اسکو رہائی ملی ۔ جب ستیج مر گیا ۔ تو اسکے بیٹے اور مال کو اسی سال کاشان میں پہنچا دیا گیا ۔ مگر یہ لڑکا بھی تھوڑے ہی عرصہ میں مر گیا ' اور حیدر کو صدمہ پر صدمہ پہنچا '

صفحہ ۲۵۱ س ۲ : شاہ نواز خان دیکھو حواشی کا صفحہ ۵۵ شاہنواز خان شیرازی عادلشاہ کا وکیل السلطنت (= وزیر اعظم) تھا ۔ ظہوری نے دیباچہ خوان خلیل میں اسکا



ذکر کیا ہے (خوشگو بذیل سنجر) ،

صفحہ ۲۵۲ س ۷ : منظومات سنجر الخ دیکھو حواشی کا صفحہ ۵۹ خوشگو کہتا ہے کہ اکثر معاصرین سنجر اسکے کلام کو رطب و یابس کا مجموعہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ بے مزہ استعارات اور ناپسندیدہ عبارات استعمال کرتا ہے مگر بعض یہ بھی کہتے تھے کہ تازہ گو اور خوش فکر ہے ،

صفحہ ۲۵۹ س ۲ : ملک قمی خوشگو کہتا ہے : با وصف فضل و کمال از تصوف و توحید چاشنی تمام داشتہ و در علم دینی و مسایل یقینی بغایت کوشیدہ و قامت قابلیت بطراز زہد و درع مطرز بودہ ، پھر لکھتا ہے کہ بقول میر عبدالباقی قم و عراق میں محترم کاشی اور ضمیری اسکو حضوری قمی میر رشکی ، میر والہی و غضنفر پر ترجیح دیتے تھے وہ دکن میں آکر مقیم ہو پھر جب احمد نگر فتح ہوا۔ تو خانخانان کی خدمت میں پہنچا کچھ عرصہ کے بعد سفر حجاز کی رخصت حاصل کر کے بیجا پور گیا ۔ اور ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں پہنچکر ملازم ہوا۔ وہیں ملاظہوری سے خولیشی پیدا کی ۔ اور دونوں نے ملکر ہزار بیت کی کتاب نظم کی ۔ جسکا نام گلزار ابراہیم رکھا اور اسپر ۹۰ ہزار لاری (۲۰ ہزار روپیہ) انعام پایا ۔ شاہنواز خان شیرازی اور عادل شاہ دونوں کی طرف سے اسکو وظیفہ ملتا تھا ،

صفحہ ۲۶۸ س ۶ : نگداشت پڑھو ،

صفحہ ۲۶۰ حاشیہ ۷ : ہندت پڑھو ،

صفحہ ۳۲۲ س ۲ : فرقتی نشر عشق میں ہے کہ وہ پہلے کاشی پھر فرقتی تخلص کرتا رہا ۔ مگر گاہی گاہی مقطع میں اپنا نام بھی لے آتا تھا ۔ اسلئے بعض تذکرہ نویسوں نے اسکو باب الف میں داخل کیا ہے ۔ جمال ظاہری سے بھی بالاضیب تھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملا وحشی کا مصاحب رہا ، سفینہ خوشگو میں ہے : دیوانش بقدر سہ ہزار بیت متداول است و ہمہ قسم شعر دارد ، بسیار اشعار خوب درو یافتہ می شود ،



صفحہ ۳۲۲ س ۳ : داشت پڑھو

صفحہ ۳۳۲ س ۵ : در خدمت دارامی آن ملک الخ سفینہ خوشگوں ہے۔  
بیب تکلیف حکامی و اطباء بادشاہان گرجستان مدتی در گرجستان مانده الکندر خان  
والی آنجا با آنکہ بہرہ از فارسی تداست مقدم حکیم البغایت گرمی داشته میل تمام بصحت  
وی پیدا کردہ بود، بعضی از مستعدان ایران کہ در آن دیار بودند از صحبتش حظ وافر برداشتند  
صفحہ ۳۳۲ حاشیہ ۱۵ : تعلیق کی بجای نسخ تعلیق (یعنی نستعلیق) پڑھو

صفحہ ۳۳۶ س ۱۴ : دیکھو حواشی کا ص ۶۸ س ۸ 'رستہ' کی بجای سرہند پڑھو -  
خوشگوں نے یہ بھی لکھا ہے : آوردہ اند کہ او مذہب خلیل (؟) داشته و دہری بودہ  
..... بمنزل سرہند در گزشت و ہماںجا مدفون شد 'استاد است و شعرش در غایت  
عذوبت واقع'

صفحہ ۳۶۶ س ۳ : بتقریبی کہ الخ نثر عشق میں ہے : روزی (سیح) بھنور  
شاہ بر مسئلہ کہ بکی از فضلا مباحثہ می کرد و شاہ جانب داری آن کس می نمود حکیم  
ازین ممر سخت رنجیدہ شدہ ترک دربار داری نمودہ منزوی شدہ و قصیدہ مشعل بر نصرت  
سفر انشا کردہ ارسال داشت کہ این مطلع از دوست ۵ گر فلک یک صعدم الخ  
و از عدم اجازت و بیم گرفتاری کہ میباید در راہ گرفتار شود بہراران تب و تعب در خانہ  
خود گوشہ نشین بود تا رایت ظفر آیت آن شاہ بطرف مائذران برآمد وغیرہ وغیرہ  
صفحہ ۳۶۶ حاشیہ سطر آخر : "در حواشی" پڑھو

صفحہ ۳۶۶ س ۵ : گر صاف کنی پڑھو

صفحہ ۳۸۴ س ۲ : طالب کے متعلق خوشگوں نے خان آرزو کا ایک حاشیہ نقل  
کیا ہے - اور وہ یہ ہے : راستی آنکہ طرز ملا ظہوری را..... رنگ دیگر دادہ است  
شادابی کہ در شعر طالب است در کلام استاد ظہوری نیست و مضبوطی کہ در شعر ظہوری است



در ابیات طالب نیست،

صفحہ ۳۸۸ حاشیہ س ۲: حشرش الخ کے نیچے ۱۰۳۵ پڑھو

صفحہ ۴۰۱ س ۱: دیکھو حواشی ص ۸۰ نشر عشق میں یہ مضمون بہ تغیر الفاظ سفینۂ خوشگو سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے،

صفحہ ۴۰۸ س ۱۵: مرشد بروجرودی خوشگو نے مرشد خان کے ترجمہ میں بعض مفید باتیں لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں:- تنبیہ اشعار متقدمین و متاخرین نیکو کردہ و کتبہ سیر و تواریخ بسیار مطالعہ آوردہ و بمذاق تصوف آشنائی عام داشتہ 'اول در صحبت میرانسی بروجرودی کہ دران وقت بفصاحت و بلاغت الثفات و اشتہار داشت مشق سخن گذرانید با اتفاق مستعدان بر اکثر موزونان مثل میرشاہ کریم مجازی و کرمی و گرامی و حمدی ترجیح یافت بعدہ از ..... میرزا ابراہیم ہمدانی فیض با اندوخت مدتی بعیش و کامرانی و سخن سنجی و غزل خوانی بسر برد و فضل و قدرت خود بر جمیع قافیہ پیایان ہمدان کہ رشکی و ہلاکی و بزمی و فضالی و زکی و شکوہی و ہوشی و اوجی و محوی و حزینی و مدرکی و نصیرا باشند ظاہر ساخت و ازین جملہ بزرگان سند اعتبار گرفت "پھر لکھتا ہے کہ وہ ہمدان سے گاہی بروجرود میں اور گاہی حرم آباد میں آتا جاتا تھا۔ آخر شیراز میں جا کر مقیم ہوا اور شعر میں شہرت پائی۔ محمد قلی خان قرلباش اندولوں حاکم فارس تھا۔ اس نے اپنی وکالت اسکے سپرد کی۔ اور یہ مذم و بزم میں اسکا رفیق رہا۔ خان مذکور کے واقعہ کے بعد مرشد مصیبت زدگی میں فارس میں مقیم رہا۔ حتی کہ میرزا غازی نے اسے شیراز سے بلوایا اور مرشد خانی کا خطاب دے کر اسکو رائق و فائق مہمات بنایا " و امر فرمود کہ مرد وکالت خود برپشت فرامین می کردہ باشد " قندہار میں بھی مرشد اسکے ہمراہ رہا۔ اور شعرائے ایران مثلاً طالب آملی - محوی اردبیلی - سروری - شمسای زرین قلم، ملاسد میراکی اسد آبادی نے مرشد کے وسیلہ سے خان سے انعامات پائے اور مستعدان



عراق و خراسان مثلاً لا شانی تنکو اور میرزا فصیحی انصاری کو حکم طلبی پہنچا اور گو وہ خود نہ آ سکے انہوں نے قصاید بھیجے۔ ۱۰۲۱ء میں میرزا غازی ۲۲ برس کی عمر میں فوت ہوا تو جہانگیر کا حکم طلب مرشد کو ملا جس میں ۳۰۰۰۰ روپے عینیت ہوا تھا۔ مرشد دربار میں آیا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد حامدوں کی سخن سازی سے کورنش سے محروم ہوا۔ اور مہابت خان نے بادشاہ کے پاس درخواست کر کے مرشد کو لے لیا۔ اور میرزا امان اللہ نے اسکی شاگردی کی۔ اور اپنی مشق اسکو دکھانا شروع کی، امانی کا شعر ہے :

اے امانی سوختی تا پختہ کردی فکر خود مرشد ما این غزل را خام می گیرد ہنود

غرض ۱۰۲۳ء سے ۱۰۲۶ء تک چار برس مرشد مہابت خان کی صحبت میں رہا۔ اور ۱۰۲۶ء میں اسکے ہمراہ برہانپور گیا مگر برہانپور سے واپس ہونے کے وقت خفا ہو کر الگ ہو گیا اور خاٹخاناں کو استدعای صحبت کا خط بھیجا۔ خاٹخاناں نے اپنے قلم سے رقعہ کا جواب لکھا مگر اس سے پہلے مرشد شاہجہان کے پاس نوکر ہو کر دو سو ذات ستر سوار کا منصب پا چکا تھا۔ اسلئے خاٹخاناں کو عذر میں قصیدہ بھیجا جو ۱۰۲۷ء میں میر عبد الباقی صاحب آثار کے ذریعہ رنتھنپور میں خان کی خدمت میں پیش ہوا۔

صفحہ ۴۱۵ س ۹ تا س ۱۴ : یہ شعر سفینہ خوشگو میں بھی نقل ہوئے ہیں نقل کرنے سے پہلے خوشگو لکھتا ہے : ساقی نامہ موافق مسرت حقہ یا بان صوفیہ بسیار خوب گفتہ در اینجا لطیفہ آوردہ کہ بے اختیار دل از دست می رود ،

صفحہ ۴۲۰ حاشیہ ۱۵ س ۴ . میں خوشگو کے بعد پڑھو : (نہرست بادل عمود

۲۲۹ نمبر ۵۶۷)

صفحہ ۴۲۰ س ۱۰ : حکیم سخنور سفینہ خوشگو میں ہے : محمد صن عارف تخلص



شیرازی است در عہد جہانگیری از طبائی پای تخت بود ' ستوریدگی در مزاج داشت ' طبعی سلیم بہم رسانیدہ بود ' صاحب دیوان مختصر است ' صفحہ ۴۹۱ حاشیہ س ۲ : این قدر پڑھو '

صفحہ ۴۹۱ س ۱۲ : اوجی کشمیری خوشگو کہتا ہے : از سخنوران مسلم است و صاحب دیوان مختصر ' اوجی کے باپ نامی کی نسبت لکھتا ہے : مروی گنام و فقیر بودہ صرف و نحو نیک دانستہ از شعرائی عہد ہمایون و اکبری ست باوجود پیری بشرپ دوام اشتغال داشتہ و شعر نیکو می گفتہ '

صفحہ ۴۹۶ س ۱۲ : محب علی سندی دیکھو حواشی صفحہ ۴ س ۴ ' سفینہ خوشگو کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسے نواب شاہ نواز خان ولد مرزا عبدالرحیم خان خانان کا ذکر کیا ہے ۔ جبکہ آیتھے نے غلطی سے محب علی کا لڑکا سمجھ لیا ہے ۔ سفینہ سے بعض مفید باتیں نقل کی جاتی ہیں : ۔

محب علی کے آبا و اجداد سمرقند سے تھے ۔ اسکا باپ حیدر علی اوایل عمر میں سیستان میں آکر مقیم ہوا ۔ اور محب علی سند میں پیدا ہوا ۔ اسلئے سندی کہلانے لگا ۔ تبتہ میں اسے کسب کمال کیا ۔ حتیٰ کہ ماثر رحیمی میں ہے : درین زمانہ مثل او کسی نیست و نواب خاں خانان سپہ سالار بصفتش مباہات می نماید و از مغنمات می شمارد تبتہ کے فتح ہونے کے بعد ملاشکیبی کے وسیلہ سے وہ خاں خانان کا ملازم ہوا اور ۹۹۹ سے آخر تک اسی کا ملازم رہا ۔ ۱۰۲۵ میں جب خان اپنے لڑکے نواب شاہنواز خان کو ہمراہ لیکر دکن گیا تو محب علی کو اس لڑکے کا اتالیق مقرر کیا ' شکیبی سفر حجاز کو گیا تو یہ بھی ہمراہ ہوا ۔ واپسی پر پھر ملازمت اختیار کی ۔ دایم الصوم اور قایم اللیل تھا ۔ لوگ اسے انسان کامل میں سے شمار کرتے تھے ۔ ۱۰۲۹ میں جب شاہنواز خان

۱۰۲۸ چاہے دیکھو ترجمہ توڑ کہ ۲ : شاہنواز خان کثرت می نوشی کی وجہ سے اس سال میں مر گیا ' جہاں لکھا ہے



مرگیا۔ تو یہ بھی برہانپور میں گوشہ گیر ہو گیا۔ اور انہی دنوں میں مرگیا (ساقی نامہ کے سولہ شعر سفینہ میں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ساقی نامہ خانخاناں کے نام اسنے لکھا) صفحہ ۵۰۳ س ۱۷: جمعی از عربان الخ سفینہ خوشگو میں ہے کہ: از ہر قسم مردم در سرکار او نوکر بودند و باہر کی از انہا با محبط (مختلط؟) بود نیم شبان صحبت خاص او یا... ملنگان.... بودہ و خود ہم در ان وقت بہان لباس برمی آمد

صفحہ ۵۲۲ س ۱۲: نظیری خوشگو نے بحوالہ مآثر رحیمی لکھا ہے کہ نظیری پہلا ایرانی شاعر ہے جو خانخاناں کے پاس پہنچا۔

صفحہ ۵۲۶ س ۱۳: بہ شکیبی الخ مگر سفینہ میں بحوالہ مآثر رحیمی ہے کہ خانخاناں نے انہی کو خط لکھا الی آخر الفقہ

صفحہ ۵۳۲ س ۴: ہشت ہزار الخ مگر سفینہ میں ہے: دیوان وی قریب دہ ہزار بیت است

صفحہ ۵۳۵ س ۶: حیاتی گیلانی خوشگو نے لکھا ہے کہ خانخاناں تسخیر کن کے لئے گیا تو حیاتی کو مکیوں میں داخل ہو کر اسکے ہمراہ گیا، اور نواب کی سفارش سے منصب ہزاری پر سرفراز ہوا۔ نواب اسکے ساتھ دوستانہ پیش آتا تھا اور حیاتی کے گھر میں بارہا دن گزارتا تھا۔ پھر حیاتی نے برہانپور میں رہائش اختیار کر لی اور ایک دلکش مسجد اور عمدہ مکان بنوایا کہ بقول خوشگو ”الیوم قائم است“ اور شہر کے باہر ہندوستان کی سڑک پر باغ بھی بنوایا۔ غرض چند سال وہاں رہ کر ۲۵ھ میں جہانگیر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا۔ اسکے بعد خوشگو نے تغلق نامہ کی تکمیل اور حیاتی کے سونے میں ٹپنے کا قصہ دیا ہے، ۱۰۲۸ میں جب خانخاناں احمد آباد سے آگرہ آیا تو جہانگیر کشمیر تھا، حیاتی نے بادشاہ سے رخصت لی اور ارادہ کیا کہ خانخاناں کی خدمت میں باقی عمر گزار دے۔ مگر انہی دنوں میں مرگیا۔ حیات باقی یافتہ تاریخ اس واقعہ کی صاحب مآثر رحیمی



نے پائی۔ میر عبدالباقی نے لکھا ہے کہ حیاتی بہت خوش صحبت عالی ہمت اور پاکیزہ روزگار تھا، لوگ اسکی مصاحبت کی طرف بہت مایل تھے۔ ساری عمر اسکو شراب کی لت رہی مگر خوش معاشی اور پرہیزگاری (۱) سے اسنے زندگی بسر کی۔

صفحہ ۵۳ س ۹: نشر عشق میں بذیل لطفی ولد عرفی کمانگر لکھا ہے: تبریزی است مرد تاریخ دان و خوش تقریر بود و بہ شیوہ مصاحبت بی نظیر، و در شاعری چون پدر خود بی عدیل از وطن خود بہندوستان آمدہ بملازمت جہانگیری کامگار گشتہ بخطاب موزون الملکی افتخار اندوخت،

صفحہ ۵۳۹ حاشیہ ۳۵: مرآۃ النیال پڑھو،

صفحہ ۵۴۰ حاشیہ ۱۵: مرآۃ پڑھو،

صفحہ ۵۴۲ حاشیہ ۳۵ س ۴: عہد پڑھو (بجای عہد)

صفحہ ۵۵۰ س ۸: حمید رخصالی خوشگو کہتا ہے: پدرش بعہد اکبری بہند آمدہ بود و وی در عہد جہانگیری تہویر یافتہ، حمیدہ رخصال بودہ طبعی سلیم و ذہنی مستقیم داشتہ ..... و دیوان کلانی دارد،

صفحہ ۵۵۳ س ۱: از اکابر الخ مگر خوشگو کہتا ہے: از اداسط الناس تجاست (۱) اعطای الہی اورا بمعنی آشنا کرد،

صفحہ ۵۵۴ حاشیہ ۱۵: (از آل تیمور الخ) ایستہ کو مغالطہ ہوا ہے، اصل کی عبارت یہ ہے: تورانی الاصل و از قدیمان سلسلہ علیہ تیموریہ بودہ — حاشیہ سطر آخر: سفینہ خوشگو میں ہے: در اوایل عہدش جہانی درگذشت،

صفحہ ۵۶۶ س ۷: باغ حافظ رخنہ دیکھو ترجمہ آئین از حیرٹ، ج ۲ ص ۲۸،

صفحہ ۵۶۶ س ۱۶: آخر سنہ خمس و عشرین و الف، کو میں پہلے سنہ اربع



الخ لکھا ہوا حاشیہ پر خمس لکھ کر تصحیح کی ہے۔ ۵۹۹۔ پر بھی مؤلف نے کہا ہے کہ وہ ۱۰۲۵ء میں لاہور پہنچا۔ مگر لاہور پہنچنے کے بعد وہ جلدی ہی کشمیر کو روانہ ہو گیا اور دو سال وہاں رکھ کر آخر ۱۰۲۶ء میں واپس آ گیا۔ اس لئے آخر خمس لکھی بجای 'ابتدای سنہ' لکھی جائے۔ ورنہ دو سال پورے نہیں ہوتے اس کی تائید ترک (ترجمہ ۱: ص ۲۹۵) سے بھی ہوتی ہے۔ محمود بیگ تحائف لیکر جمادی الاولیٰ ۱۰۲۴ء میں اجمیر سے چلا ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ آخر ۱۰۲۴ یا شروع ۱۰۲۵ میں وہ لاہور پہنچ گیا ہو۔ چنانچہ خود مؤلف نے اس سفر کی میعاد چھ مہینے لکھی ہے (دیکھو ص ۲۳۹ س ۳)

فہارس و حواشی میں بعض غلطیاں کتابت کی رہ گئی ہیں۔ انہیں بہ تفصیل ذیل دست کر لیا جائے۔

**فہارس**۔ صفحہ ۶۱۳ عمود ۲ بذیل حکیم فغفور س ۴ 'نام پدرش' پڑھو

صفحہ ۶۲۰ عمود ۳: 'شرح کافیہ' پڑھو (بجای شرح کافیہ)

**حواشی**۔ صفحہ ۴ س ۱۶: 'ماخوذ پڑھو' (بجای ماخوذ)

صفحہ ۵ س ۴: 'اشعہ' پڑھو (بجای الشعہ)

صفحہ ۸ س ۲: 'بوجود آمد' پڑھو (بجای بوجوہ آمد)

صفحہ ۲۱ س ۱۳: 'صفحہ ۹۵ س ۴' پڑھو (بجای 'س ۴')

صفحہ ۲۸ س ۱۱: 'قرزونی' پڑھو (بجای قزوین)

صفحہ ۵۵ س آخر: 'غزلی' پڑھو (بجای غزالی)

صفحہ ۵۷ حاشیہ ۷: '۱۰۲۱ء' میں 'پڑھو' (بجای ۱۰۲۱ء) نیز دیکھو

آثر لامرا ۳: ۳۴۷

صفحہ ۵۸ س ۴: (ص ۵۳۲ س ۲ پڑھو) (بجای 'ص ۵۳۱ س ۱۶') حاشیہ



۱۔ میں 'بلاکین' سے پہلے 'آثر الامراج' ۳ صفحہ ۴ پرٹھو،

صفحہ ۴۸ س ۸ : سرہند پرٹھو (بجای رستہ)

صفحہ ۷۴ س ۱۳ : مرآة پرٹھو (بجای مرآة)



جملہ حقوق محفوظ  
رہے



